ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

بفضلہ تعالیٰ بعد تصحیح اغلاط و نظر ثانی مترجم

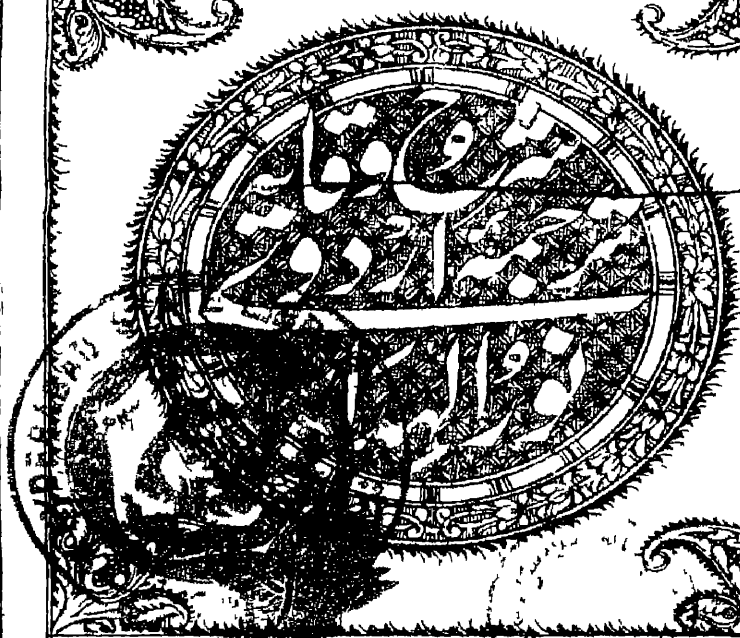
جلد اول ترجمہ اردو شرح وقایہ

مطبع نظامی واقع کانپور میں چھپی اور کرچھپی

سنہ ۱۲۸۹ ہجری

ما شاء الله لا قوة الا بالله

از تصانیف نگارندۀ عصر نادرۀ دہر مولوی حاجی وحید الزمان صاحب بن مولوی حاجی مسیح الزمان صاحب سلمہما الله



باہتمام راجی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور وتربیت یافتہ خدمت نادر عظم محمد مصطفی خان مرحوم ومبرور

در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردید ۱۲۹۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین
اما بعد جاننا چاہیے کہ علم ہی افضل ہے تمام امور دینی سے چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ذکر کیا گیا آپ
کے سامنے دو شخص ایک عالم تھا اور ایک عابد تھا کہ بزرگی عالم کی عابد پر ایسی ہے جیسی بزرگی میری تم مین سے ادنی شخص پر اور حدیث صحیح
مین وارد ہے کہ اللہ تعالی اور ملائکہ اور جتنی مخلوقات زمین آسمان مین ہے یہان تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ مین اور مچھلی دریا مین
دعا مانگتے ہین بہتری کی واسطے اوس شخص کے جو علم دین سکھاتا ہے روایت کیا ان دونون حدیثون کو ترمذی اور دارمی نے
اور فرمایا جناب باری تعالی نے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی اللہ کے بندون مین اللہ سے ڈرتے ہین
وہی لوگ جو عالم ہین اور فرمایا اللہ تعالی نے شهد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملائکۃ واولوا العلم قائما بالقسط
یعنی گواہی دی اللہ نے کہ نہین ہے کوئی معبود سوا اوسکے اور فرشتون نے اور علم والون نے کہ وہ قائم ہے ساتھ عدل اور
انصاف کے تو اس مقام پر پہلے اللہ تعالی نے اپنے نفس سے شروع کیا اور دوسری بار ملائکہ کا ذکر کیا اور تیسرے مرتبہ مین علم
والون کا کہا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے وناہیک بہذا شرفا وفضلا وجلالا ونبلا کو [illegible] آیت سے شرف
علم اور جلال اور بزرگی ہو سکی ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات
یعنی بلند کریگا اللہ تعالی درجے اون لوگون کے جو ایمان لائے تم مین سے اور اون لوگون کے جنہین دیے گئے علم منقول ہے حضرت ابن عباس
سے کہ علما کے واسطے مومنین پر سات سو درجے زیادہ ہین درمیان دو درجون کے پانسو برس کی راہ ہے اور اسی طرح بہت
آیات فضل اور بزرگی علم مین وارد ہین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علما وارث ہین انبیا کے اور یہ بات معلوم ہے کہ کوئی رتبہ
بڑھکے رتبہ نبوت اور رسالت سے نہین ہے تو کوئی شرف بھی شرف وراثت نبوت سے بڑھکے نہوگا اور فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کمیل سے
کہ اے کمیل علم بہتر ہے مال سے علم تیری نگہبانی کرتا ہے اور مال کی تو محافظت کرتا ہے اور علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے اور مال

ہین سے اگر خرچ کرے تو کم ہو جاویگا اور اگر علم کو خرچ کرے تو اور زیادہ ہو جاویگا اور کہا حضرت علی نے کہ عالم بہتر ہی
صائم قائم مجاہد سے یہ تو فضیلت ہی مطلق علم دینی کی اور علم دینی مین کوئی علم علم فقہ سے زیادہ نہین سو اسلئے کہ پہچانا جاتا ہی
اس سے حلال اور حرام اور حکم اللہ تعالی اور اوسکے رسول کا اور علم حدیث اگرچہ اسکی اصل ہی لیکن یہ اوس سے ماخوذ ہی اور اوسکا محصل اور
نتیجہ ہی اور علم فقہ کی فضیلت مین فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکے ساتھ اللہ تعالی ارادہ کرتا ہی بہتری کا تو
اوسکو فقیہ کر دیتا ہی دین مین روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور جامع ترمذی مین وارد ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فَقِيهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ یعنی ایک فقیہ اشد ہی شیطان پر ہزار عابد سے اور
فرمایا کہ دو خصلتین ہین کہ نہین جمع ہوتی ہین منافق مین ایک اچھی سیرت یعنی نیک خلق اور دوسری فقیہ ہونا دین مین روایت کیا
اوسکو ترمذی نے اور ایک روایت مین ہی کہ ہر دین کا ایک ستون ہی اور ستون اس دین کا فقہ ہی

بیان وجہ تصنیف اس کتاب اور درج احادیث اور ادلہ ہر مسئلے کا

وجہ تصنیف اس کتاب کی یہ ہی کہ جب ہمارے زمانے مین بعض لوگون نے خلاف حق یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنی ہوائے نفس کے
موافق جو حدیثین مشکوۃ شریف وغیرہ سے دیکھ لیتے ہین اسپر عمل کرنے لگے اور عوام الناس کو غیر مقلد بنا بنا کے اپنی خود آرائی
کی طرف بلانے لگے تو رفتہ رفتہ ایسا حال ہوا کہ ایک فرقہ اونکا علیحدہ ہو گیا یہان تک کہ مقلدین کی جماعت سے دور رہنے لگے
اور جن جن مسجدون مین کہ مقلدین کی بہ کثرت جماعت ہوتی ہین حاضر نہین ہوتے بلکہ اپنی ایک الگ مسجد خاص بنا کے جمعہ و جماعت
کرنے لگے اور جو لوگ مقلد تھے اور اونکو ہر مسئلے مین آگاہی اون احادیث سے جو اوس سے متعلق ہین نہین تھی اونکو بہکانے لگے
کہ اس مسئلے مین کوئی تمہاری دلیل نہین اور جسپر ہم عمل کرتے ہین اوسکا سبب یہ صریح حدیث دیکھو مشکوۃ یا ترمذی وغیرہ مین موجود ہی
اور اسی طرح اپنے زعم ناقص کے موافق اعتراضات پیدا کرنے لگے اور یہ حال اہل عصر کا یہ تھا کہ اونکے اکثر علما کو بھی بخوبی اون احادیث سے
جو مذہب حنفیہ مین دلائل ہین آگاہی نہ تھی اس وجہ سے نہایت شور اور نزاع مسلمانون مین واقع ہوا تب اس عاجز بیچمدان نے ارادہ کیا
کہ کوئی کتاب اس قسم کی تالیف کرنا لازم ہی جسمین ہر مسئلے کی دلیل قرآن شریف اور حدیث سے مذکور ہووے اور جو حدیث لکھی جاوے تخریج
بھی اوسکی تحریر ہو تاکہ ان حدیثون کو مقلدین مذہب حنفیہ یاد کرکے اون لوگون کو الزام معقول دے سکین تو اس باب مین مناسب معلوم ہوا
کہ کتاب شرح وقایہ جو اس زمانے مین مقبول اور درس مین داخل ہی ترجمہ کریے اور ہر مسئلے مین احادیث متعلق اوسکے ذکر کرکے جرح اور تعدیل
اور ضعف اور توثیق رواۃ بھی اوسکے ساتھ شامل کیجیے تاکہ ناظر کو اس کتاب کے بخوبی احادیث سے واقفیت ہو جاوے

بیان شرف اس کتاب کا اور فوائد اوسکے کا

پہلا فائدہ اس کتاب مین یہ ہی کہ ہر مسئلے مین احادیث جو متعلق اوس مسئلے کی ہین ذکر کی جاتی ہین تاکہ حجت ہووے اوسکے
منکرین پر دوسرا فائدہ یہ ہی کہ جتنی حدیثین اسمین لکھی ہین اکثر جا اونکے ضعف و صحت سے بحث کی ہی اور صحت کو اکثر مقامات
پر اثبات کو پہنچایا ہی تاکہ منکرین کو جائے کلام باقی نرہے تیسرا فائدہ یہ ہی کہ اکثر مقامات مین احادیث ہدایہ کی بھی تخریج کر دی ہی
تاکہ ہدایہ پڑھنے والے کو بھی فائدہ حاصل ہو چوتھا فائدہ یہ ہی کہ اکثر مسائل مختلف فیہا مین جو قول مختار ہی اوسکو بھی ذکر
کر دیا ہی تاکہ عمل کرنے والے کو اطمینان ہووے پانچوان فائدہ یہ ہی کہ جو اس کتاب کو اول سے آخر تک ورد اوسکا

نہایت وثوق احادیث پر حاصل ہوگا اور بخوبی دلائل مذہب حنفیہ سے مطلع ہوجاوے گا **چھٹا فائدہ** یہ ہی کہ یہ کتاب حجت ہی اون لوگون کے لیے جو مقلدین مذہب حنفیہ کے **ساتوان فائدہ** یہ ہی کہ یہ کتاب حجت ہی اون لوگون پر جو طعن کرتے ہین اپنا مذہب حنفی پر **آٹھوان فائدہ** یہ ہی کہ یہ کتاب نافع ہی اوس شخص کو جو عالم ہووے کیونکہ فی الفور وقت نزاع کے ہر حدیث متعلق اوس مسئلے کی نکال سکتا ہی اور جو شخص اردو عبارت پڑھ سکتا ہی اوسکو بھی نفع ہوگا **نوان فائدہ** یہ ہی کہ اکثر مقامات مین جو مسئلے مشکل ہین اونکی تفصیل کردی ہی تاکہ ناظر کو ملال نہووے **دسوان فائدہ** یہ ہی کہ باوجود رعایت ان سب باتون کے رعایت اختصار بھی کی ہی تاکہ کتاب نہایت دراز نہوجاوے اور اتنا اختصار بھی نہین کیا کہ سمجھ مین نہ آوے **گیارھوان فائدہ** یہ ہی کہ جو مسئلے مشہور ہین اور اون مین غیر مقلدین بہت نزاع کرتے ہین وہین لفظ حدیث بھی ذکر کیا ہی اور تفصیل کی ہی تاکہ بخوبی حجت ہوجاوے اون پر **بارھوان فائدہ** یہ ہی کہ جتنی حدیثین اس کتاب مین مذکور ہین سب کی تخریج کردی ہی اور بے نشان حدیث نہین لکھی تاکہ کوئی طعن نہ کرسکے **تیرھوان فائدہ** یہ ہی کہ جو حدیث موضوع ہی اوسکو نہین ذکر کیا اور اگر کہین ذکر کیا ہی تو لکھدیا ہی کہ یہ حدیث موضوع ہی اور اتفاق ہی محدثین کا اس بات پر کہ حدیث موضوع کا لکھنا جائز نہین مگر جب کہ لکھدیوے کہ یہ حدیث موضوع ہی ذکر کیا اسکو امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ اخرجه الستة یعنی جو شخص جھوٹھ بولے میرے اوپر قصداً تو چاہیے کہ بنا لیوے ٹھکانا اپنا جہنم مین نکالا اوسکو صحاح ستہ والون نے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور بعضون نے اسکو متواتر کہا ہی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حدیث بیان کرے مجھسے اور وہ جانتا ہی کہ یہ حدیث کذب ہی تو چاہیے کہ مقرر کرلے مقام اپنا جہنم مین روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے اور اسی طرح بعض واعظ جو حدیثین بے نشان بیان کرتے ہین اور قصے طرح طرح کے جھوٹھے بناتے ہین مورد وعید شدید ہین اسواسطے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے قرآن مین اپنی عقل سے کہا تو چاہیے کہ مقرر کرلے مقام اپنا جہنم مین اور ایک روایت مین ہی کہ جس شخص نے قرآن مین کہا بے جانے بوجھے تو چاہیے کہ مقرر کرلے اپنا مقام جہنم مین اور قرآن کے معنی بیان کرنے مین نہایت احتیاط لازم ہی اور اگر کوئی معنی قرآن کے بنتے بھی ہون اور وہ منقول احادیث اور تفاسیر معتبرہ سے نہون تو بیان کرنا اونکا بھی خوب نہین ہی اور حدیث صحیح مین ہی کہ جس شخص نے قرآن شریف مین عقل سے کہا اور اوسنے ٹھیک کہا تو بھی اوسنے خطا کی روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داود نے

بیان تعریف حدیث اور اقسام حدیث کا

حدیث اوسکو کہتے ہین کہ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا یا خود کیا یا جو فعل حضرت کے سامنے ہوا اور آپ نے اوس سے منع نہ کیا تو جو زبان سے فرمایا اوسکو حدیث قولی کہتے ہین اور جو کیا ہی اوسکو حدیث فعلی کہتے ہین اور جو آپ کے سامنے ہوا اوسکو حدیث تقریری کہتے ہین اور حدیث دو قسم ہوتی ہی متواتر اور آحاد **متواتر** اوسکو کہتے ہین جسکو ہر زمانے مین اتنے لوگون نے روایت کیا ہو کہ احتمال کذب کا اونکی طرف عقل کے نزدیک محال ہووے اور **آحاد** اوسکو کہتے ہین جسکی روایت مین اسقدر کثرت نہو اور آحاد کی تین قسم ہین مشہور اور عزیز اور غریب **مشہور** یہ ہی کہ جسکو ہر زمانے مین تین یا زیادہ راویون نے روایت کیا ہووے اور

عزیز وہ ہی جسکو ہر زمانے مین دو راویون نے روایت کی ہو اور غریب وہ ہی جسکی روایت کسی زمانہ مین ایک ہی راوی سے
ہووے تو اب جاننا چاہیے کہ متواتر حدیث سے ہر شخص کو علم یقینی حاصل ہوتا ہی اور احتمال شک کا بالکل زائل ہوتا ہی اور
احاد حدیث سے علم ظنی حاصل ہوتا ہی اور بعضی صورتین جنکو معرفت حدیث سے مناسبت ہی علم یقینی بھی اوس سے حاصل ہوتا ہی اور
احاد مین بعضی روایت مقبول ہی اور بعضی مردود اگر راوی کی راستی اور صدق معلوم ہووے تو قبول ورنہ مردود ہی فائدہ
متواتر حدیث کو بعضون نے کہا ہی کہ کوئی موجود نہین اور بعضون نے کہا کہ ہی اور صحیح قول اول ہی کذا فی تیسیر الکتب
فائدہ حدیث احاد مقبول ہی اوسکی دو قسمین ہین ایک صحیح اور ایک حسن صحیح اوسکو کہتے ہین جسکو دیندار پرہیزگار خوب یاد رکھنے
والے لوگون نے ہر زمانے مین برابر روایت کیا ہو اور اوسمین کوئی پوشیدہ عیب ہو اور معتبر لوگون کی مخالفت بھی نہو اور صحیح حدیث
کے کئی درجے ہین پہلا درجہ یہ ہی کہ اتفاق کیا ہو اوسپر بخاری اور مسلم نے یعنی دونون کی کتابون مین وہ حدیث موجود ہووے
دوسرا درجہ یہ ہی کہ فقط بخاری نے اوسکو روایت کیا ہی تیسرا درجہ یہ ہی کہ فقط مسلم نے اوسکو روایت کیا ہو چوتھا درجہ
جو بخاری و مسلم کی شرط اور انکے طریقے پر ہووے پانچوین درجہ جو حدیث بخاری کے طور پر ہووے چھٹے درجہ جو حدیث مسلم کے طور پر ہووے
ساتوین درجہ جو سوا بخاری و مسلم کے اور محدثین نے اوسکو صحیح کہا ہو فائدہ بعضون کے نزدیک شرط بخاری و مسلم
کی یہ ہی کہ حدیث کے راوی ہر ایک ضبط کرنیوالے اور پرہیزگار ہون غفلت اور مخالفت ثقات وغیرہ سے خالی ہووین اور بعضون
کے نزدیک شرط بخاری کی یہ ہی کہ ہر حدیث ایسی ہو کہ وہ تابعی ثقہ نے دو صحابی سے روایت کی ہو اور اسی طرح اون تابعی
سے دو ثقہ تابعین نے روایت کی ہو اسی طرح سب طبقون مین دو شخص ثقہ روایت کرتے چلے آئے ہون اور یہ مضمون حدیث
کی کتابون مین مذکور ہی اور حسن اوس حدیث کو کہتے ہین جو صحیح کی طرح پر ہووے لیکن اوسکے راویون کا درجہ حفظ و یاد
وغیرہ مین صحیح کے راویون سے کم ہو اور عمل کرنے مین دونون برابر ہین اور دونون حجت ہین لیکن رتبے مین صحیح حدیث زیادہ ہی
حسن سے اور ضعیف حدیث اوسکو کہتے ہین جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو یا اوسکے راوی مین کوئی وجہ ضعف کی مثلا نقصان حفظ
یا فسق یا جہالت یا بدعت وغیرہ پائی جاتی ہو یا اوسکا کوئی راوی درمیان سے ساقط ہو یا اوسکے راوی پر لوگ طعن کرتے ہون
تو اگر اول سے کوئی راوی ساقط ہی تو اوسکا نام معلق ہی اور اگر انتہا سے ساقط ہو جیسے مثلا نام صحابی کا مذکور نہووے اور تابعی
حدیث بیان کرے تو اوسکو مرسل کہتے ہین اور اگر دو راوی برابر ساقط ہون تو معضل ہی اور نہین تو منقطع اور کبھی
منقطع کو مرسل بولتے ہین اور مرسل کو منقطع بولتے ہین اور طعن کے معنی یہ ہین کہ اوسکا راوی جھوٹا ہووے تو اوس حدیث
کو موضوع کہتے ہین یا اوس پر تہمت جھوٹھ کی لگی ہووے تو اوسکو متروک کہتے ہین یا غلطی بہت کرتا ہو یا غافل ہو یا اوسکو
وہم بہت ہووے یا سچے لوگون کی روایت کے مخالف اوسکی روایت ہووے یا فاسق یا بدعتی ہووے تو اوسکو منکر کہتے ہین
فائدہ صحابی اوسکو کہتے ہین جسنے حالت ایمان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھ سے دیکھا ہووے اور پھر ایمان پر اوسنے
انتقال کیا ہووے اور تابعی اوسکو کہتے ہین جسنے صحابی کو دیکھا ہی اور تبع تابعی اوسکو کہتے ہین جسنے تابعی کو دیکھا ہووے فائدہ
یہ ضعف اور توثیق سب راویون مین محدثین بیان کرتے ہین لیکن صحابی تو سب ثقہ ہین کوئی ضعیف نہین اور نہ اونمین
کسی طرح کا طعن ہی فائدہ ایک قسم حدیث کی مدلس ہی یعنی وہ حدیث جسمین راوی نے اپنے شیخ کو چھپایا ہووے اور اوسکا

نام لیا ہی وہ قسم صحیح سے اور ایک حدیث مضطرب ہی جسمین راویون نے اختلاف کیا ہو سند یا متن مین اور آیا ہی قسم مدرج جسمین روایت کے راوی نے کچھ اپنا کلام بھی حدیث مین شامل کر دیا ہو اور ایک قسم معنعن ہی یعنی جو ہر ایک نے دوسرے سے روایت کی ہو عن فلان عن فلان اور شاذ اوسکو کہتے ہین جو حدیث خلاف روایت معتمد لوگون کے ہووے اور معلول اوس حدیث کو کہتے ہین جسمین کسی طرح کی کوئی علت پوشیدہ ہو جس سے صحت مین خلل آوے اور متابع اوسکو کہتے ہین کہ ایک راوی نے ایک حدیث دوسرے راوی کے موافق روایت کی ہو اور مرفوع حدیث جو کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا فعل آپکا ہو اور موقوف وہ حدیث ہی جو صحابی کا فعل یا قول ہووے اور موقوف کہتے ہین صحابی کا قول یا فعل ذکر کرنے کو اور مرفوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل ذکر کرنے کو **فائدہ** اور ان قسمون کے سوا اور بھی قسمین حدیث کی ہین لیکن اس جا پر بوجہ اختصار کے ترک کیا **فائدہ** حدیث کی مشہور کتابین چھ ہین اور انکو صحاح ستہ کہتے ہین صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور سنن ابو داود اور نسائی اور سنن ابن ماجہ اور بعضون کے نزدیک ابن ماجہ صحاح مین داخل نہین اور موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی صحاح مین داخل ہی صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین جتنی حدیثین ہین صحیح ہین یا حسن ہین ضعیف حدیث اونمین نہین پائی جاتی اور باقی چارون کتابون مین ہر قسم کی حدیثین صحیح اور حسن اور ضعیف ہین اور صحاح اونکا نام اسواسطے ہی کہ اکثر حدیثین ان کتابون کی صحیح ہین اور ان کتابون کے سوا اور بہت سی کتابین حدیث کی ہین اور ان مین بھی صحیح حدیثین موجود ہین مثلاً مسند امام احمد اور طبرانی اور سنن دار قطنی اور مستدرک حاکم کی اور مصنف ابن ابی شیبہ اور سنن بیہقی اور مسند دارمی کی اور سوا اسکے بالتفصیل بستان المحدثین مین مذکور ہی اور ہم اس جا پر صحاح ستہ والون کا حال مختصر لکھ دیتے ہین

احوال بخاری کا

نام و نسب انکا ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن المغیرہ ہی قد و قامت انکا میانہ تھا یعنی دبلے آدمی تھے اور حالت طفولیت مین دونون آنکھین جاتی رہین تھین اس سبب سے انکی والدہ کو نہایت ملال تھا خواب مین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہین کہ اللہ تعالی نے تیرے بیٹے کی آنکھون مین روشنی عنایت کی اور یہ تیری گریہ و زاری کا بدلہ ہی صبح کو جب اوٹھین دیکھا کہ آنکھین لڑکے کی روشن ہین اور جب دس برس کے تھے مکتب مین جہان حدیث سنتے یاد کر لیتے اور اوسی سن مین شغل حدیث کا اونکو تھا اور جب مکتب سے فارغ ہوئے ایک شخص کو بخارا مین سنا کہ وہ محدث تھے اور داخلی اونکا نام تھا بخاری نے اونکے پاس آمد و رفت شروع کی ایک روز داخلی اپنی کتاب سے احادیث پڑھ رہے تھے کہ یکایک اونکی زبان سے نکلا سُفْیَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَیْرِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ اوسیوقت بخاری نے کہا کہ ابو الزبیر نے ابراہیم سے نہین سنا داخلی رحمۃ اللہ علیہ نے اونکو بیزار کیا دی پھر بخاری نے کہا کہ اصل نسخے مین دیکھنا چاہیے سو داخلی گھر مین گئے اور اصل نسخہ لائے اور بخاری کو بلا کے کہا کہ بھلا بیٹے تو غلط پڑھا اب صحیح کیا ہی کہا بخاری نے کہ صحیح سُفْیَانُ عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ ہی داخلی حیران ہوئے اور اپنے نسخے کو جسمین پڑھتے تھے صحیح کیا اور جب سولہ برس کے ہوئے تمام کتابین حدیث کی آپکو یاد تھین حامد بن اسمعیل ایک بزرگ کہ بخاری کے زمانے مین تھے کہتے ہین کہ بخاری حدیث کے استادون کے پاس بلا دوات قلم کے جاتے آتے تھے تو ہم لوگون نے کہا کہ تمکو کیا فائدہ ہی اس سے جو تم سنتے ہو بھول جاتے ہوگے

اسی طرح سے لوگون نے [illegible] شروع کیا [illegible] [illegible] [illegible] کیا [illegible] سو حدیثین

[illegible] اور میری یاد کو اونسے مقابلہ کر [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] [illegible] پڑھنا

شروع کین اور ایسا خوب یاد تھا کہ [illegible] حدیثون کو اونسے صحیح کرایا پھر کہا بخاری نے کہ [illegible] ہین بیفایدہ

محنت کرتا ہون [illegible] لوگون سے [illegible] سے جانا کہ یہ شخص [illegible] ہی اسکی برابری کوئی نکر سکیگا اور صحیح بخاری کی تصنیف

کرنیکا یہ سبب ہوکہ [illegible] اسحق بن راہویہ کی [illegible] ذکر ہوا کہ اگر کوئی صحیح حدیثون کو جمع کرے تو کیا خوب ہو کہ بلا خدشہ

[illegible] عمل کرے [illegible] بخاری [illegible] حدیثین اونکے پاس تھین اونکا انتخاب کرنے لگے جو

حدیث نہایت صحیح پائی [illegible] لکھا [illegible] [illegible] کیا تھا کہ ہر حدیث کی [illegible] کے واسطے غسل کرتے اور دو رکعت

نماز پڑھتے اور دعا [illegible] اسی طرح [illegible] کہ مسجد کے اندر منبر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی قبر شریف کے بیچ مین صحیح بخاری [illegible] انتقال کیا [illegible] روز عید الفطر کی [illegible] وقت نماز

[illegible] کے اور دن [illegible] سال ۲۵۶ [illegible] مین [illegible] اور باسٹھ برس کی عمر آپکی تھی

[illegible] احوال [illegible]

[illegible] کا باپ [illegible] ایک شہر ہی خراسان مین وہان کے

[illegible] اور امامت [illegible] صحیح مسلم

اور [illegible] اسکو صحیح بخاری پر مقدم رکھا

[illegible] ابو حاتم رازی نے کہ اجلہ محدثین

[illegible] مسلم کو خواب مین دیکھا اور اونکا حال پوچھا [illegible] کیا جہان چاہتا

[illegible] اسکو برا کہا [illegible] پیدا ہوئے تھے سال دو سو

[illegible] کہا ہو کہ [illegible] اور صاحب جامع الاصول نے اسکو اختیار کیا ہو اور

وفات اونکی یکشنبے کو شام کے وقت اور دوشنبے کے دن پچیسوین [illegible] سال دو سو اکسٹھ مین مدفون ہوئے اور وفات اونکی

اس طرح [illegible] مین لوگون [illegible] ایک حدیث پوچھی انہون نے اسکو نہ پہچانا اور اپنے گھر آکے سب کتابون مین تلاش کرنا

شروع کیا اور لوگ [illegible] سامنے اونکے ایک ٹوکرا کھجور کا رکھ دیا تھا آپ ایک ایک خرما کھاتے جاتے تھے یہانتک کہ وہ حدیث

نکلی اور خرمے تمام ہوگئے اور یہ اون کے انتقال کا سبب ہوا اللّٰہم اغفر لنا وله ولجمیع المؤمنین

احوال ابوداود کا

نام انکا سلیمان بن اشعث بن اسحق بن بشیر بن شداد بن عمر بن عمران الازدی سجستانی ہو اور سجستان معرب ہی سیستان کا اور

سیستان ایک ملک ہی سندھ اور ہرات کے بیچ مین متصل ہی قندھار کے اور وہ جو ابن خلکان نے کہا ہو کہ سجستان ایک قریہ ہی قریب

بصرہ کے نہ ٹھیک ہی تولد اون کا سنہ دو سو اور دو ہجری مین ہوا اور اکثر بلاد اسلام مین مانند مصر اور شام اور حجاز اور عراق اور خراسان

وغیرہ بلاد مین سیر کی اور علم حدیث کو بخوبی جمع کیا حفظ حدیث اور عبادت اور تقوی اور صلاح مین ایک فرد کامل تھے اور آپ

ایک دامن کشادہ رکھتے تھے اور ایک تنگ لوگون نے اوس حال کو اون سے دریافت کیا فرمایا کہ دامن کشادہ واسطے کتابون حدیث کے ہے اور دوسرے دامن کے کشادہ رکھنے کی کچھ حاجت نہین اور اسحاق ابراہیم موسی بن ہارون کہ ایک بزرگان وقت مین سے تھے فرماتے کہ ابوداود دنیا مین واسطے حدیث کے پیدا ہوئے اور آخرت مین واسطے جنت کے اور جب اس کتاب کی تصنیف سے فارغ ہوئے امام احمد کے پاس لے گئے اونھون نے اوسکو دیکھ کے بہت پسند کیا اور ابوداود نے اس کتاب کو پانچ لاکھ حدیثون سے انتخاب کیا ہے اور کل حدیثین اس کتاب مین چار ہزار آٹھ سو حدیثین ہین اور التزام کیا ہے اس بات کا کہ حدیثین صحیح ہون یا حسن اور اسی واسطے یہ کتاب بعد صحیحین کے سب کتابون سے زیادہ معتبر ہے اور وفات ابوداود کی سولھوین تاریخ مین شوال کے سال دوسو پچھتر ہجری مین ہوئی اور بصرہ مین مدفون ہوئے اور عمر آپکی تہتر سال ہوئی

احوال ترمذی کا

کنیت انکی ابوعیسی ہے اور نام ونسب محمد بن عیسی بن سورہ بن موسی بن الضحاک سلمی اور ترمذ نام ایک شہر کا ہے اور ترمذی شاگرد ہین بخاری کے اور مسلم اور ابوداود سے بھی روایت کرتے ہین برسون طلب علم حدیث مین صرف کیے اور یہ کتاب اونکی عمدہ تصانیف سے ہے کئی فائدون پر بہ نسبت اور کتابون کے زیادہ مشتمل ہے اول ترتیب اسکی خوب ہے دوسرے تکرار کم ہے تیسرے ہر مقام پر مذاہب ائمہ اور وجوہ استدلال ہر ایک کی ذکر کی ہین چوتھے ہر حدیث کے ضعف اور صحت سے تنبیہ کی ہے پانچوین ضعف اور توثیق راویون سے بھی تعرض ہوا ہے اور انکو خلیفہ بخاری کا کہتے ہین اور تورع اور زہد اور خوف الہی مین نہایت تھا خوف الہی سے برسون رویا کیے آخر اندھے ہوگئے اور ایک حکایت عجیب اونکی یہ ہے کہ مکے کی راہ مین ایک شیخ سے ملاقات کی اور پہلے اوس شخص سے دو جز حدیث کے لکھے تھے اور فرصت قرأت کی نہین پائی تھی ترمذی نے اوس وقت اون جزون کی قرأت طلب کی شیخ نے قبول کیا اور کہا کہ وہ جز نکالو یکایک ترمذی نے جزون کو تلاش کیا تو وہ اسباب مین گم ہوگئے تھے دو جز سفید کاغذ سادہ کے بخیال کہ حدیث اونسے سننے لگے شیخ کی نگاہ جو اوس کاغذ پر جا پڑی غصے ہو کے بولے کہ کیا تم مجھسے ہنسی کرتے ہو ترمذی نے کہا کہ نہین بلکہ اون جزون کو گم کیا لیکن احادیث سب مجھے اون جزون کی یاد ہین شیخ نے تعجب سے کہا کہ پڑھو ترمذی نے اول سے آخر تک پڑھ دیا ارکین نہ بھولے اور سب حدیثین سنا دین شیخ نے کہا کہ اسکا صحیح یقین نہین آتا اب مین نے تمنے یاد کرلی ہونگی ترمذی نے کہا امتحان کیجیے شیخ نے چالیس حدیثین غریب نکال کے اونکو پڑھا سنا دین ترمذی نے اوسی طرح اونکو بعینہ یاد کر لیا تھا کبھی نہ بھولے اور سنا دیا اور ایسے ایسے امتحان اونکے حافظے کے اکثر ہوا کیے ہین اور کہتے ہین کہ جب مین اس جامع کی تصنیف سے فارغ ہوا پہلے اس کتاب کو علماے حجاز کے سامنے پیش کیا سبنے پسند کیا بعد اوسکے علماے عراق کے سامنے وہی خوش ہوئے بعد اوسکے جنے اس کتاب کو گھر مین رکھ دیا اور وفات اونکی ترمذ مین دوشنبے کی رات کو تیرھوین رجب مین سال دوسو ستر اور نو ہجری مین ہوئی

احوال نسائی کا

نام انکا ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی ہے اور یہ نسبت ہے طرف نسا کے کہ نام ایک شہر کا ہے خراسان مین پیدا ہوئے سال دوسو اور پندرہ ہجری مین اور بڑے بڑے شیخون کو اور عالمون کو حدیث کے پایا شافعی مذہب تھے اور ہمیشہ ایک روز روزہ رکھتے اور ایک روز افطار کرتے نہایت قوی اور زبردست تھے چار بیویان تھین ہر رات کو ایک کے پاس جاتے تھے اور لونڈیان بھی بہت تھین اور پہلے ایک کتاب حدیث کی لکھی اور نام اوسکا سنن کبری رکھا جب اوسکی تصنیف سے فارغ ہوئے ایک امیر رملے نے اون سے پوچھا کہ کتنی حدیثین اس کتاب مین ہین سب صحیح ہین انھون نے کہا کہ صحیح بھی ہین حسن بھی ہین [illegible] قسم کی

محدثین مین اوس امیر نے عرض کیا کہ ایک کتاب ایسی جمع کیجیے جسمین سب حدیثین صحیح ہوویں تب انھون نے اوسکو ملاحظہ کر کے صحیح حدیثیں منتخب کین اور نام اوسکا مجتبی رکھا اور اوسکو سنن صغریٰ بھی کہتے ہین اور وہ جو سنن نسائی اس زمانے مین مشہور ہے یہی سنن صغریٰ ہی اور سبب اونکی وفات کا یہ ہوا کہ حضرت علی مرتضیٰ کے مناقب مین ایک کتاب اونھون نے تصنیف کی بعد فراغت کے انھون نے چاہا کہ اس کتاب کو جامع دمشق مین بیان کرین کہ وہان کے لوگ بسبب سلطنت بنی امیہ کے خوارج کی طرف میل رکھتے ہین کچھہ تھوڑا سا بیان اوس کتاب کا کیا تھا کہ ایک شخص نے کہا آپنے امیر المومنین معاویہ کے مناقب مین بھی کچھہ لکھا ہی فرمایا کہ معاویہ کو یہی کافی ہی کہ نجات پا جاوین اونکے مناقب کہان ہین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ کلمہ بھی کہا کہ میرے نزدیک اونکے مناقب مین سے کچھہ صحیح نہین اسی طرح کچھہ کہا کہ عام لوگون نے اونکو تشیع کی طرف منسوب کیا اور لاتین مارنا شروع کین کچھہ چوٹ اونکے فوطون مین پہنچی کہ اوسکے سبب سے آپ نیم جان ہوگئے خادم اونکو اوٹھا کے گھر مین لائے انھون نے کہا کہ مجکو اسی وقت مکہ معظمہ مین لیچلو کہ یا وہان جا کے مرون یا رستے مین مرجاون غرض مکے مین پہنچے اور صفا اور مروہ کے بیچ مین مدفون ہوئے وفات اونکی دن شنبہ تاریخ ۱۳ صفر مین سال تین سو تین مین ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ رملہ کا انتقال ہوا اور وہان سے لاش اونکی مکے مین لے گئے

احوال ابن ماجہ کا

نام انکا ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد اللہ بن ماجہ قزوینی ربعی ہی اور ربعی نسبت ہی طرف ربیعہ کے کہ نام ایک قبیلے کا ہی اور قزوین نام ایک شہر کا ہی عراق عجم مین اور یہ کتاب انکی عمدہ تصانیف مین سے ہی اور صحاح ستہ مین بقول راجح داخل ہی اور جب اسکی تصنیف سے فارغ ہوئے ابو زرعہ رازی کے پاس لیگئے اونھون نے اس سنن کو دیکھکے کہا کہ اگر یہ کتاب کسی شخص کے ہاتھہ لگے گی اکثر کتابین فن حدیث کی بیکار ہوجاوینگی اور واقعی یہ کتاب اختصار اور عدم تکرار مین بے نظیر ہی اور ابو زرعہ نے اس کتاب کی صحت کی شہادت دی اور کہا کہ غالب ہی کہ اوسمین کوئی حدیث نہایت ضعیف یا موضوع نہوگی اور اس سنن مین بتیس کتابین ہین اور اونمین ایک ہزار پانسو باب ہین اور سب حدیثین اوسکی چار ہزار ہین اور صحیح یہ ہی کہ ماجہ انکی مان کا نام تھا اور عبد اللہ دادا انکے صحابی تھے سنہ دو سو اور نو ہجری مین پیدا ہوئے اور بہت مشایخ حدیث سے استفادہ کیا اور بخوبی اس فن سے مطلع ہوئے اور وفات انکی دو شنبہ کے روز سنہ دو سو تہتر ہجری مین بائیسوین تاریخ رمضان مین ہوئی فقط

بیان تقلید کا

جاننا چاہیے کہ بعض محققین نے تقلید مذہب معین کو مذاہب اربعہ مین سے واجب کہا ہی اور بعضون نے مستحسن تو موافقت ان دونون قولون مین اسی طور پر ہی کہ جو شخص عالم فن حدیث کا ہووے اور چارون مذہب کے ماخذ اور اصول مین واقف ہو کلام اللہ کی آیات منسوخہ اور غیر منسوخہ اور معانی اونکے مین بخوبی مطلع ہووے اور معرفت ضعف حدیث اور صحت مین بہرہ تام ہو کیفیت رواۃ سے آگاہ ہو بہت احادیث اوسکو مستحضر ہون اکثر کتابین حدیث کی اوسکے مطالعے سے گذرین ہون تو ان سب صورتون کا جو شخص جامع ہووے اوسکو تقلید مذہب معین کرنا مستحسن ہی اور جس شخص مین یہ شرائط متحقق نہین تقلید کا وجوب اوسکے حق مین ہی اور اس زمانے مین ایسا شخص جو اون شرائط مذکورہ کا جامع ہووے اکثر مقامون مین متحقق نہین اگرچہ ممکن الوجود بامکان عقلی ہی اور تقلید ائمہ مجتہدین مسائل شرعیہ مین درحقیقت اطاعت خدا اور رسول مین داخل ہی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور اسی واسطے مفسرین نے اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ سے امرا اور سلاطین مسلمین مراد لیے ہین اور مجتہدین شریعت چنانچہ بیضاوی مین ہی کہ اسکی تائید کرتا ہی قول اللہ تعالیٰ کا

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ اسواسطے کہ مقلد کو جائز نہین کہ نزاع کرے مجتہد سے اوسکے حکم مین بخلاف
اوسکے اور عبارت اوسکی یہہ ہی وَهُوَ يُؤَيِّدُ الْوَجْهَ الْأَوَّلَ إِذْ لَيْسَ لِلْمُقَلِّدِ أَنْ يُنَازِعَ الْمُجْتَهِدَ فِي حُكْمِهِ
بِخِلَافِ الْمَرْؤُوسِينَ انتہیٰ کیونکر اطاعت علماے اہل اجتہاد کی اطاعت خدا اور رسول کی نہوگی حالانکہ وہ لوگ حاملان
علم نبوت اور شارحان کتاب و سنت ہین اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ اور عُلَمَاءُ
أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ اسی مضمون پر دلالت کرتا ہی اور وہ جو بعض جہلا اعتراض کرتے ہین کہ تقلید ابی حنیفہ
اور شافعی وغیرہما کی ایسی ہی جیسے مشرکین تقلید اپنے آبا و اجداد کی کرتے ہین جواب و حکایہ ہی کہ قیاس ان تقلید کا مشرکین کی
تقلید پر قیاس مع الفارق ہی کیونکہ مقلدین مجتہدین کو وسائط بلوغ علم نبوت اور وسائل وصول احکام شریعت سمجھکر تقلید کرتے ہین
بالاستقلال اونکو مصدر احکام نہین جانتے ہین امام ابو جعفر نے بسند متصل نقل کی ہی کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ہم اخذ
کرتے ہین اول ساتھہ کتاب کے پھر ساتھہ سنت کے پھر ساتھہ قضایاے صحابہ کے اور عمل کرتے ہین ہم جسپر اتفاق ہوتا ہی صحابہ کا اور
جسمین کہ اختلاف ہوتا ہی صحابہ کا اوسکو قیاس کرتے ہین اوپر نہایہ پر اور روایت کی بیہقی نے مدخل مین ساتھہ سند صحیح حضرت امام ابو حنیفہ
سے عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ إِذَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَى الرَّأْسِ وَالْعَيْنِ وَإِذَا جَاءَ عَنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْتَارُ مِنْ
قَوْلِهِمْ وَإِذَا جَاءَ مِنَ التَّابِعِينَ زَاحَمْنَاهُمْ یعنی جب آتی ہی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تو وہ سر اور آنکھوں پر ہی اور جب
صحابہ سے ہوا دیتی اختیار کرتے ہین ہم اوسوقت [illegible] اور جب تابعین سے آیا ہووے تو اونکی مزاحمت کرتے ہین [illegible] کلام [illegible] قیاس کو [illegible]
سنتے ہین اور کس طرح [illegible] امام صاحب [illegible] قول [illegible] مزاحمت کرینگے کیونکہ خود بھی تابعین مین ہین [illegible]
اُتْرُكُوا قَوْلِي بِخَبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی فرمایا امام صاحب نے ترک کرو قول میرا ساتھہ حدیث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور فرمایا إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي یعنی جب صحیح ہوجاوے حدیث تو وہی میرا مذہب ہی
اور [illegible] مین ہی کہ اصحاب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے متفق ہین کہ حدیث اگرچہ اسناد اوسکی ضعیف ہو مقدم اور اولی ہی قیاس سے اور
اجتہاد سے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بدون ضرورت کے عمل قیاس پر ہرگز نہین کیا اور میزان شعرانی مین ہی وَمَا طَعَنَ
أَحَدٌ فِي قَوْلٍ مِنْ أَقْوَالِهِمْ إِلَّا لِجَهْلِهِ بِهِ إِمَّا مِنْ حَيْثُ دَلِيلِهِ وَإِمَّا مِنْ حَيْثُ دِقَّةِ مَدَارِكِهِ عَلَيْهِ
لَا سِيَّمَا الْإِمَامُ الْأَعْظَمُ أَبُو حَنِيفَةَ الَّذِي أَجْمَعَ السَّلَفُ وَالْخَلَفُ عَلَى عِلْمِهِ وَوَرَعِهِ وَعِبَادَتِهِ وَدِقَّةِ
مَدَارِكِهِ وَاسْتِنْبَاطَاتِهِ وَحَاشَاهُ مِنَ الْقَوْلِ فِي دِينِ اللّٰهِ بِالرَّأْيِ الَّذِي لَا يَشْهَدُ لَهُ ظَاهِرُ كِتَابٍ وَلَا سُنَّةٍ
یعنی نہین طعن کیا کسینے بیچ کسی قول کے اقوال مجتہدین سے مگر جاہلون نے اوس قول کے کہ جاہل ہے اوسکی دلیل سے یا دقت اور باریکی
اوسکی سے خصوصا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہ اجماع کیا سلف اور خلف نے اونکے علم اور ورع اور عبادت اور دقت ادراک
اور استنباطات اونکے پر اور بچے قول سے دین خدا مین اوس رائے سے کہ نہین شہادت کی ہو اوسکی کتاب یا سنت نے اور لیکن
وجوب تقلید کا واسطے غیر مجتہد کے تو اتفاق کیا اوسپر علماے امت نے کہا جلال الدین محلی نے شرح جمع الجوامع مین يَجِبُ عَلَى الْعَامِّيِّ
وَغَيْرِهِ مِمَّنْ لَمْ يَبْلُغْ مَرْتَبَةَ الْاجْتِهَادِ الْتِزَامُ مَذْهَبٍ مُعَيَّنٍ مِنْ مَذَاهِبِ الْمُجْتَهِدِينَ انتہیٰ یعنی

اقوال مخالفہ صحابہ جس کا [illegible]

واجب ہی عامی اور غیر عامی پر جو نہ پونہچا ہو درجۂ اجتہاد کو التزام ایک مذہب معین کا مذاہب مجتہدین سے اور کہا شیخ محی الدین
نووی نے روضۃ الطالبین میں أمّا الاجتهاد المطلق فقالوا اختتم بالأئمة الأربعة حتّى أوجبوا تقليد
واحد من هؤلاء على الأمّة ونقل إمام الحرمين الإجماع عليه یعنی اجتہاد مطلق تو ختم ہو گیا ساتھ ائمہ
اربعہ کے اور واجب ہی تقلید ایک کی ان میں سے امت پر اور نقل کیا امام الحرمین نے اجماع اس پر اور بحر العلوم نے شرح تحریر ابن ہمام
میں لکھا ہی غير المجتهد المطلق يلزمه تقليد مجتهد ما من المجتهدين المطلقين یعنی جو مجتہد مطلق نہو
اوسکو لازم ہی تقلید کسی مجتہد مطلق کی تو اگر کوئی اس مقام پر کہے کہ ان اقوال سے اتنا ہی ثابت ہوتا ہی کہ تقلید کسیکی ائمہ اربعہ میں واجب ہی
اور ہم بھی کسی مسئلے میں جو مخالف ائمہ اربعہ کے ہو عمل نہیں کرتے بلکہ کوئی مسئلے پر موافق ابو حنیفہ کے اور کسی پر موافق شافعی کے اسی طرح پر
عمل کرتے ہیں تو جواب اوسکا یہ ہی کہ باعث اسکا یا تو حصول درجۂ اجتہاد ہی کہ جسکا قول صحیح موافق احادیث کے پاتے ہیں اوسپر عمل
کرتے ہیں تو اس صورت میں تقلید کی کیا حاجت ہی اور اگر بغیر حصول اجتہاد کے یہ امر ہی تو مخالف حق اور باطل ہی کیونکہ اتفاق کیا علما نے
اس بات پر کہ نہیں جائز ہی غیر مجتہد کو کہ عمل کرے ایک مسئلے میں رائے ابو حنیفہ پر اور دوسرے میں رائے شافعی پر کہا ملا علی قاری نے رسالے میں اپنے کہ نا ملیقہ
کیا ہی اوسکو قفال کی طرف بل وجب عليه أن يتعيّن مذهبا من المذاهب إمّا مذهب الشافعي في جميع الفروع والوقائع
وإمّا مذهب مالك وإمّا مذهب أبي حنيفة وغيرهم وليس له أن يتنقّل من مذهب الشافعي ما يهواه ومن مذهب
أبي حنيفة ما يرضاه لأنّا لو جوّزنا ذلك لأدّى إلى الخبط والخروج ... وحاصله يرجع إلى نفي
التكليف لأنّ مذهب الشافعي إذا اقتضى تحريم الشيء
الشيء بعينه أو عكس ذلك فهو إن شاء مال إلى الحلال وإن شاء مال إلى الحرام فلا يتحقّق التحليل
والحرمة وفي ذلك إعدام التكليف وإبطال فائدته واستيصال قاعدته وذلك باطل انتهى
ما ذكره یعنی بلکہ واجب ہی اوسپر تعیین ایک مذہب کی یا مذہب شافعی کی جمیع فروع اور وقائع میں یا مذہب مالک کی یا مذہب
ابو حنیفہ کی اور یہ نہیں کہ جو چاہے مذہب شافعی سے اختیار کرے اور جو چاہے مذہب ابی حنیفہ سے کیونکہ جواز میں اسکے کا مودی
ہوگا طرف خبط کے اور نکلنے کے ضبط سے اور حاصل اسکا نفی تکلیف کی ہی کیونکہ جب مذہب شافعی مقتضی تحریم کو کسی امر کے ہو
اور مذہب ابو حنیفہ کا مثلا اوسکی تحلیل کو تو جب چاہے مائل ہو طرف حرام کے اور جب چاہے طرف حلال کے تو حلت و حرمت
تحقق و تقرر جاتا رہا اور اسمیں صریح اعدام تکلیف ہی اور ابطال ہی اوسکے فائدے کا اور استیصال ہی اوسکی بنا کا اور یہ باطل ہی
اور کہا ترصیع میں لا خير في أن يكون حنفيّا في بعض المسائل وشافعيّا في بعض الأخر یعنی نہیں بہتر
کہ حنفی ہو بعض مسائل میں اور شافعی بعض میں اور شرح عین العلم میں ہی فلو التزم أحد مذهبا كأبي حنيفة و
الشافعي فلزم عليه الاستمرار فلا يقلّد غيره في مسألة من المسائل یعنی جسنے لازم کر لیا ایک مذہب مثلا
مذہب ابی حنیفہ یا مذہب شافعی کا تو واجب ہی کہ ہمیشہ اوسی مذہب پر رہے اور سوا اوسکے کسی مسئلے میں تقلید غیر کی نہ کرے اور
کہا ابن عبد البر نے إنّ تتبّع رخص المذاهب غير جائز بالإجماع یعنی تلاش رخصتوں کا ہر مذہب میں ممنوع ہی بالاجماع
اور تفسیر احمدی میں ہی إذا التزم مذهبا يجب عليه أن يدوم على مذهبه الذي التزمه ولا ينتقل عنه إلى مذهب آخر

یعنی جس مذہب کو التزام کرے تو اوسپر ہمیشہ مداومت کرے اوسپر اور نہ پھر جاوے طرف دوسرے مذہب کے الحاصل ان روایات و اقوال سے
سمجھ میں واضح ہی کہ جو شخص پایہ اجتہاد کا نرکھتا ہو خواہ عامی ہو یا غیر عامی تقلید مذہب معین کی اوسکو واجب ہی اور وجوب تقلیدکی
بہت سی دلیلیں ہیں کہ اونکو اس مقام میں ذکر کرنا مناسب ہی **دلیل پہلی** یہ ہی جو کہ اس مقام میں قول اکابر علمای امت کے
اس باب میں بیان کیے **دلیل دوسری** ایسی ہی کہ اوسمین خصم کو بھی کلام نہیں وہ یہ ہی کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا
کہ مسائل میرے ماخوذ ہین احادیث اور آیات سے تو دو حال سے خالی نہیں یا اس قول کی تصدیق کرتے ہو یا انکار کرتے ہو اور اوسکو
کذب جانتے ہو بر تقدیر اول تو تابعداری اس مذہب کی جمیع مسائل میں واجب ہوگی اور تقدیر ثانی میں اگر احتمال کذب کا جیسے امام صاحب
کی طرف ہی اسی طرح جائز ہی کہ احتمال کذب کا بخاری و مسلم کیطرف ہو وے مثلا جیسا امام صاحب کہ مصداق خَيْرُ الْقُرُوْنِ
قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ہین یون فرماوین کہ مسائل بیان کیے ہوئے ہمارے ماخوذ ہین کتاب
اور سنت اور قضایاے صحابہ سے تو قول اونکا لائق اعتماد نہوا اور جیسے بخاری و مسلم وغیرہما کہ اون سے نہایت متاخر ہین ذکر کرین
کہ یہ حدیث ہمکو فلانے سے پہونچی ہی تو قول اونکا بغیر کھٹکے مقبول ہو جاوے تو جیسا جائز ہی کہ امام اعظم نے کذبا یہ کہا ہو کہ مسائل بیان
کیے ہوئے میرے ماخوذ ہین کتاب و سنت سے اور واقع میں وہ مسائل اختراعی اور عقلی ہون اسی طرح جائز ہی کہ بخاری و مسلم وغیرہما نے
کذبا کہا ہو کہ یہ حدیث ہمکو فلانے سے پہونچی ہی تو ایک کی بات کو صادق جاننا اور دوسری بات کو باوجود بزرگی اور فضل کے کذب شمار کرنا
ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح ہی **دلیل تیسری** یہ ہی کہ اس زمانے میں اکثر غیر مقلد جو علماء سے سن لیتے ہین کہ یہ قول موافق حدیث کے
ہی اور اوسپر عمل کرتے ہین تو تعجب ہی کہ قول اون علما کا جنکو امام صاحب کی نسبت بالکل وقوف نہین لائق اعتبار ہو جاوے اور
امام صاحب کا قول لائق اعتماد اور عمل کے نہووے اور یہ نہایت تعجب کا محل ہی **دلیل چوتھی** یہ ہی کہ اکثر علما اور فضلا اور
اولیاء اللہ اس امت میں اتباع مذہب حنفیہ کرتے چلے آئے ہین تو احتمال بطلان اس مذہب کا ایک شخص کے قول سے کس طرح
جائز ہوگا **بیت** ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ اند + روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را + **دلیل پانچوین** یہ ہی کہ
حدیث صحیح مین وارد ہی اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ یعنی اطاعت کرو بڑے گروہ کی اور جو
اوسمین سے نکلجاوے نکالا دوزخ مین اور فرمایا اللہ تعالی نے وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهِ
جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا الآية یعنی جو شخص مومنون کی راہ کے سوا اور راہ طلب کرے پھیرینگے ہم اوسکو جس طرف پھرا اور
داخل کرینگے اوسکو جہنم مین اور بری ہی وہ جگہہ پھر جانے کی اور حال آنکہ اکثر لوگ امت کے تقلید مذہب ابو حنیفہ پر ہین اور بعض
باقی اور پر مذاہب ثلاثہ باقیہ کے کہا ملا علی قاری نے وَاَمَّا اِتِّبَاعُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ قَدِيْمًا وَحَدِيْثًا فَفِي الْاِزْدِيَادِ فِيْ
جَمِيْعِ الْبِلَادِ سِيَّمَا فِيْ بِلَادِ الرُّوْمِ وَمَا وَرَاءَ النَّهَرِ وَوِلَايَةِ الْهِنْدِ وَالسِّنْدِ وَاَكْثَرُ اَهْلِ خُرَاسَانَ
وَعِرَاقٍ مَعَ وُجُوْدِ كَثِيْرِيْنَ فِيْ بِلَادِ الْعَرَبِ بِالْاِتِّفَاقِ وَاَظُنُّ اَنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ ثُلُثَيِ الْمُسْلِمِيْنَ بَلْ
اَكْثَرَ عِنْدَ الْمُهَنْدِسِيْنَ بِالْاِتِّفَاقِ یعنی اتباع مذہب ابی حنیفہ کا تو زیادتی پر ہی قدیم سے اور جدید سے تمام
شہرون مین خاص کرکے روم کے ملکون مین اور ماوراء النہر کے اور ولایت ہندوستان اور سندھ اور اکثر اہل خراسان
اور عراق مین باوجود اسکے کہ بہت لوگ ہین عرب مین بالاتفاق اور جانتا ہون مین کہ ہونگے وہ دو ثلث مسلمانون کے بلکہ

اکثر نزدیک متقدمین کے بالاتفاق اور اکثر اولیاء اللہ اور کاملین اسی مذہب کے مقلد تھے اور مجتہدین ہو چکے ہیں اتبعہ علی مذہبہم
کبار من اولیاء الکرام ممن اتصف بثبات المجاہدۃ ورکض فی میدان المشاہدۃ کابراہیم بن
ادہم وشقیق البلخی ومعروف الکرخی وابی یزید البسطامی وفضیل بن عیاض وداؤد الطائی
وابی حامد اللفاف وخلف بن ایوب وعبد اللہ بن المبارک ووکیع بن الجراح وابی بکر الوراق
وغیرہم آخر تک اور ایسا ہی ذکر کیا اکثر علماء نے اور کہا اہل کشف نے کہ جیسا مذہب امام ابوحنیفہ کا قدیم سے ہے اسی طرح
آخر تک رہیگا اور دیکھنے کی بات ہے کہ امام اعظم صاحب اتباع حدیث میں اوروں سے زیادہ ہیں کہ حدیث مرسل کو قبول کرتے ہیں
اور قیاس کو اوسکے مقابلے میں جائز نہیں رکھتے تو افسوس ہے اون لوگوں سے کہ باوجود مشاہدے ان امورات کے اور اس احتیاط
بلیغ کے ان لوگوں کو اصحاب رائے میں شمار کرتے ہیں اور اس مذہب کے مسائل کو اپنے زعم باطل کے موافق خلاف احادیث اور آیات کے
سمجھتے ہیں اور نہیں سمجھتے ہیں کہ سواد اعظم میں داخل ہیں گمراہ اور خاطی کہتے ہیں مثل مشہور ہے کہ چاند پر خاک ڈالنے سے اپنے ہی
منہ پر خاک پڑتی ہے جن لوگوں کو اللہ تعالی نے نور ہدایت دیا ہے وہ لوگ ہمیشہ اسکا اتباع اس طرح [illegible] اور
بعض لوگ بمصداق یَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ میں باغواء مفسدین کے شاید کہ اس سے تحریر میں
یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ دلیل حقی
کہ جب کوئی مسئلہ مسائل حنفیہ میں سے اس قسم کا کہ اوسکی کوئی دلیل حدیث ضعیف یا صحیح یا آیت قرآن
تو اوس صورت میں اگر خاص اوس مسئلے میں کلام کرو اور اوسپر عمل نکرو تو قول تمہارا لائق قبول ہوگا اور وہ جو [illegible] رفع یدین یا قرأت
میں پیچھے امام کے یا قلتین کے مسئلے میں کلام کرتے ہیں سب مسائل کو بفضل الہی اس کتاب میں تفصیل سے
تمامی مطاعن کے جوابات تحریر کیے ہیں دیکھنے سے ظاہر ہوگا حال اگلے امام شافعی کے مذہب میں بھی بہت ایسے مسئلے ہیں جنکی دلیلیں
ضعیف ہیں اور انمیں کلام ہے مثلا جہر بسم اللہ کا اور حدث ہونا [illegible] پیشاب کا اور کہانا اوس ذبیحے کا جسپر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو قصدا اور کوئی مذہب ایسا نہیں
کہ ہر مسئلے میں اوسکے ادلہ قویہ موجود ہوں سب قسم کے مسائل ہوتے ہیں ہاں ایسا قول جو مخالف صریح حدیث کے ہو اور کسی دلیل سے اوسمیں تمسک نہو واللہ اعلم وعلمہ اتم

جواب اون مطاعن کا جنکو اکثر غیر مقلدین بیان کیا کرتے ہیں

طعن پہلا ہم لوگ احادیث کے اوپر عمل کیا کرتے ہیں اور تعجب ہے کہ قول ابوحنیفہ کا تو قابل قبول ہوا اور قول جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا قابل عمل کے نہووے **جواب** احادیث پر عمل کرنا تو عین ہمارا مطلوب ہے مگر یہ کہ جس شخص کو معرفت حدیث کی اور ناسخ
و منسوخ کی ہووے اور معانی حدیث سمجھتا ہووے اور طریقہ استنباط جانتا ہووے تو اوس شخص کو عمل بالحدیث جائز ہے اور جسمیں
یہ شروط متحقق نہیں اوسکو عمل کرنا احادیث پر دیکھکے جائز نہیں تقریر شرح تحریر میں ہے وَلَيْسَ لِلْعَامِيِّ الْاَخْذُ بِظَاهِرِ الْحَدِيْثِ
[illegible] ظاہرہ او منسوخا بل علیہ الرجوع الی الفقہاء لعدم الاہتداء فی حقہ
[illegible] انتہی
یعنی نہیں جائز ہے عامی کو تمسک کرنا ساتھ ظاہر حدیث کے [illegible]
ہے عامی پر رجوع طرف فقہا کے بسبب عدم اہتدا کے حق میں اوسکے طرف معرفت صحیح احادیث و سقیم اور ناسخ اور منسوخ کے پس اگر اعتماد کریگا

ظاہر حدیث پر ہوگا تارک اوس چیز کا جو واجب ہے اوسپر اور کفایہ حاشیہ ہدایہ مین مسطور ہے العامی اذا سمع حدیثاً لیس
لہ ان یاخذ بظاہرہ لجواز ان یکون مصروفاً عن ظاہرہ او منسوخاً بخلاف الفتوی اور معنی
اسکے وہی ہین جو اوپر بیان کیے اور بھی کفایہ مین مرقوم ہے ان المفتی ینبغی ان یکون ممن یؤخذ عنہ الفقہ
ویعتمد علیہ فی البلدۃ فی الفتوی فاذا کان المفتی علی ہذہ الصفۃ فعلی العامی تقلیدہ وان کان
المفتی اخطأ فی ذلک ولا یعتبر بغیرہ ہکذا روی الحسن عن ابی حنیفۃ وابن رستم عن محمد
وبشیر عن ابی یوسف انتہت یعنی چاہیے کہ مفتی ہو اون شخصون سے کہ لی جاتی ہے اون سے فقہ اور اعتماد کیا جاتا ہے اونپر شہر
بیچ فتوے کے اور جبکہ ہو مفتی اس صفت پر پس عامی پر لازم ہے تقلید اوسکی اگرچہ مفتی نے خطا کی ہو اوس مسئلے مین اور نہ اعتبار کرے
ساتھ غیر اوس مفتی کے ایسے ہی روایت کی ہے حسن نے ابو حنیفہ سے اور ابن رستم نے امام محمد سے اور بشیر نے امام ابو یوسف سے
اور مسلم الثبوت مین ہے کہ اجماع کیا ہے محققین نے اوپر منع عوام کے تقلید صحابہ سے بلکہ اونپر لازم ہے اتباع اون لوگون کی کہ جلا دی ہے
اونھون نے اور باب باب کیا ہے اور تصنیف کیا ہے مذاہب کو اور تنقیح کی ہے اور تصنیف کی اور جمع کیا ہے اونھون نے اور اسی پر بنا کیا ہے ابن الصلاح نے منع کو
تقلید سے سوا چار امامون کے کیونکہ یہ بات نہین پائی گئی غیر مین ان چار کے اور انہین کلام ہے اور یہ جو بعض لوگ کہتے ہین کہ مراد
رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل نہین ان معنی کر صحیح ہے کہ اصل مضامین اوسکے ایسے نہین ہین کہ بیان کیے سے سمجھ مین ہر عامی و عالم کے
نہ آوین مثل مطالب منطق اور علوم فلسفہ کے اور ان معنی کر غلط ہے کہ اوسکے مضامین کو سمجھکر عبارت سے نکال لینا اور بیان کر دینا ہر ادنی
اور ادنی پڑھے کو آسان ہے بلکہ بعض مضامین ظاہر مین نہایت آسان اور سہل معلوم ہوتے ہین لیکن حقیقت اوسکی سوا واقفین کے اور
کو نہین کھلتی پس اگر ظاہر پر ایسے مضمون کے یہ شخص بدون تحقیق کے واقفون سے باوجود استطاعت و قدرت سوال کے عمل کرے گا تو عجب نہین
کہ مواخذہ دار ہووے علاوہ اسکے قول امام ابو حنیفہ پر ہم اسطرح سے عمل نہین کرتے کہ یہ بالذات اونہین کا قول ہے بلکہ اسطرح پر کہ یہ قول
اونکا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہے اور موافق شریعت کے ہے تو قول ابو حنیفہ اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین کچھ
منافات نہین بلکہ کوئی قول ابو حنیفہ کا اس قسم سے نہین پایا جاتا جسکی دلیل کچھ احادیث و آیات سے نہو اور پھر جو تنبیہ عمل عامی کو
ظاہر حدیث پر منع ہوئے اور قول ابو حنیفہ کا موافق قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوئے عمل کرنا احادیث پر اپنی رائے کے موافق
اور ترک کرنا تقلید ابو حنیفہ کی نہایت عقل و انصاف سے بعید ہے اور ابو شامہ سے جو منع تقلید مین مروی ہے تو بر تقدیر صحت نقل کے وہ طعن
نسبت اون لوگون کے ہے کہ جنھون نے حرام کہا منع نظر کرنے کو کتب احادیث مین اور ہم لوگ اسکو ہرگز حرام نہین کہتے بلکہ موجب اجر جزیل اور ثواب کا
جانتے ہین اور مشارق الانوار مین جو خلاف حدیث کے چلنے سے منع کیا ہے مدعا متحقق ہو جاوے اور ثابت ہو سکے کہ یہ مخالف ہے اوس حدیث کے سو
وہ کچھ مخالف ہمارے نہین ہے اور علی ہذا القیاس یہی مراد ہے ان قولون سے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت مین
لکھا ہے کہ مصلحت وقرار داد علما کا آخر زمانے مین تعیین و تخصیص مذہب ہے کہ ضبط اور ربط کار دین و دنیا اسی مین ہے پہلے سے مخیر تھے
جسکو اختیار کرے ہو سکتا ہے اور بعد اختیار ایک مذہب کے دوسرے مذہب کیطرف چلا جانے تو ہم سوء ظن اور تفرق کے اعمال اور احوال
مین ہوگا پس قرار داد متاخرین مختار ہے اور اوسی مین خیر ہے اب کسی مجتہد کے تابع کو نہین پہونچتا ہے کہ اگر کوئی حدیث مخالف اپنے مذہب کے
پاوے اپنے مذہب کو چھوڑ دے اور اوس حدیث پر عمل کرے یہ طریقہ متقدمین کا ہے علما کو اس زمانے مین سوا اتباع

مجتہدون سے کوئی طریقہ نہین ہوا اور حکم مجتہد کا درحقیقت حکم کتاب و سنت ہوا یہ کلام صاحب تفسیر العزیزی یعنی مولانا شاہ عبد العزیز کا
آیت کی تفسیر مین بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا کی منع مین امر تقلید ہے کہ شریعت کے مقابلہ مین حکم خدا اور رسول کے پیش
کرتے تھے جو منع ہے یہ اس تقلید سے کہ فی الحقیقت اطاعت خدا اور رسول کی ہو اور کسطرح ہوسکتا ہے جو منع کرتے اس تقلید کو
حال آنکہ خود بھی مقلد تھے اور خود اسی تفسیر مین وَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ أَنْدَادًا کے تحت مین فرماتے ہین کہ اون لوگون مین سے جنکی اتباع
بحکم خدا فرض ہے مجتہدین شریعت اور شیوخ طریقت ہین کہ حکم اونکا بھی واجب الاتباع ہے عوام امت پر کیونکہ فہم اسرار شریعت اور دقائق حقیقت طر
انکو میسر ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ یعنی پوچھ لو نصیحت والون سے اگر تم نہین
جانتے ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید مین لکھا ہے کہ جان تو بیشک تمسک کرنے مین ساتھ ان مذاہب اربعہ کے مصلحت
عظیمہ ہے اور اعراض مین اون سے بڑا مفسدہ ہے اور ہم بیان کرینگے اوسکو کئی وجہون سے انتہی **طعن دوسرا** دیکھو صحاح ستہ کی
کتابین جو احادیث کے فن مین اور کتابون سے زیادہ معتبر ہین اکثر حدیثین شافعیہ کے موافق ہین اور حنفیہ کے مخالف تو اولیٰ اس
صورت مین عدم اتباع مذہب حنفیہ ہوگا **جواب** صحاح ستہ کے ماسوا اور بہت سی کتابین حدیث کی ہین کہ جنکو محدثین نے بیان
کیا ہے مثلاً معاجم طبرانی کے موطا امام محمد کی مصنف ابن ابی شیبہ کا کتابین دارقطنی کی تصانیف طحاوی کی تصانیف ابن حبان
اور حاکم کی وغیرہا اور صحاح ستہ کی شہرت مبنی ہے اس بات پر کہ اکثر حدیثین ان کتابون کی صحیح ہین جیسا کہ انکا ذکر اوپر ہم کرچکے اور یہ
لازم نہین کہ جو حدیث ان کتابون مین نہووے وہ صحیح نہووے سیکڑون حدیثین صحیح ایسی ہین بخاری مسلم کی شرط پر کہ ان کتابون مین
موجود نہین **طعن تیسرا** حنفی مذہب کو چونکہ یہ لوگ اکثر جا مخالفت حدیث کی کرتے ہین اور قیاس اور راے کو دخل دیتے ہین
اسواسطے نام انکا اہل الراے ہوا اور یہ نام انکا قدیم سے ہے ترمذی مین یہ جملہ اوکیے مسائل [illegible] کو لکھا ہے وَهُوَ قَوْلُ
أَهْلِ الرَّأْيِ **جواب** ظاہرا اہل الراے کہنے کا سبب یہ ہوا تھا کہ امام ابوحنیفہ صاحب کی وقت مین مدارک اور باریکی استنباطات
اس قسم کی تھی کہ بعض اہل عصر کی سمجھ مین قول اونکا بلا تامل و فکر نہین آتا تھا اس وجہ سے بعض لوگون نے اونکو اہل الراے کہنا شروع
کیا اور یہ نام وجہ طعن نہین ہو سکتا الا اوس صورت مین کہ مسائل انکے صرف راے اور اختراع عقل سے بنے ہون حال آنکہ کوئی مسئلہ
انکا اس قسم کا نہین جسکے ساتھ اور مجتہد نے بھی تمسک کیا ہو اور کیونکر اہل راے یہ لوگ ہونگے حال آنکہ انکے نزدیک حدیث ضعیف مرسل
مقدم تر اور اولیٰ تر ہے قیاس اور اجتہاد سے برخلاف امام شافعی کے کہ وہ حدیث مرسل کو قبول نہین کرتے تو اگر کسی نے از راہ تعصب
یا کسی اور وجہ سے کوئی کلمہ خلاف اونکی شان کے کہا تو اوسپر اعتبار کرنا درصورتیکہ وہ مطابق واقع اور نفس الامر کے نہووے نہایت جہالت ہے
اور کوئی ایسا شخص جو کسی فن مین کامل ہووے نہین گذرا کہ کسینے اوسکے کلام مین رد و قدح نہ کیا ہو اور اوسکی شان مین کچھ نہ کہا ہو
یہانتک کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہ باتفاق مشایخ طریقت اور علماے شریعت کے اولیاے کبار مین سے ہین اور کسیکو
اہل حق مین سے اونکی ولایت اور علو درجہ مین کلام نہین لیکن ابن جوزی [illegible] رح ذکر کیا اونکی شان مین کہا ہے اور اسی قبیل سے محاربات
و مشاجرات و منازعات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سمجھنا چاہیے [illegible] کہنے لگے مثلاً
ترمذی رح نے امام ابوحنیفہ رح کی شان مین جو بیان کیا تو اب ترمذی کی برائی کرنا ہمکو لازم نہین یا ابن جوزی [illegible]
رحمۃ اللہ علیہ کی شان مین کہا اوس سے ابن جوزی رحمۃ اللہ کی برائی کرنا اور اونپر طعن کرنا لازم نہین **طعن چوتھا** یہ جو چار مذ

[illegible] ہے اسکا حکم کچھ خدا اور رسول نے نہیں فرمایا ہے بلکہ ان لوگوں نے اپنے دل سے چار مذہب ٹھہرا کے حق کو اون میں
[illegible] کہ انکے مخالف ہے اوسکو باطل بتایا پس دلیل شرعی اس بات پر کوئی پائی نہیں جاتی جواب سے ولیکن شرع میں
[illegible] ہوی ہے اور اطاعت اہل اجماع کی فرض ہے اور اجماع کیا امت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام
[illegible] مذہبوں پر اور اتفاق کیا اس بات پر کہ جو ان چاروں سے مخالف ہو باطل ہے اشباہ میں ہے وَمَا خَالَفَ الْأَئِمَّةَ
الْأَرْبَعَةَ مُخَالِفٌ لِلْإِجْمَاعِ وَقَدْ صَرَّحَ فِي التَّحْرِيرِ أَنَّ الْإِجْمَاعَ انْعَقَدَ عَلَى عَدَمِ الْعَمَلِ بِمَذْهَبٍ مُخَالِفٍ
الْأَرْبَعَةِ لِانْضِبَاطِ مَذَاهِبِهِمْ وَكَثْرَةِ أَتْبَاعِهِمْ یعنی جو حکم مخالف ہو ان چار اماموں کے قول کے سو وہ اجماع کے
مخالف ہے اور تصریح کی ہے ابن الہمام نے تحریر میں کہ تمام علما کا اجماع ہوا ہے عمل نکرنے پر اوس مذہب کے جو مخالف ہو ان چار اماموں کے
سوا اسواسطے کہ ان اماموں کا مذہب منضبط اور آراستہ ہوا ہے اور انکے اتباع کرنیوالے بہت لوگ ہیں حاصل یہ ہے کہ ان اماموں کے مقلدین
سواد اعظم میں داخل ہیں اور سواد اعظم کی متابعت کرنیکو حدیث میں حکم ہے اور اسکا بیان گذرا اور نہایۃ المراد میں مرقوم ہے وَفِي
زَمَانِنَا هٰذَا قَدِ انْحَصَرَتْ صِحَّةُ التَّقْلِيدِ فِي هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ فِي الْحُكْمِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ بَيْنَهُمْ
وَفِي الْحُكْمِ الْمُخْتَلَفِ فِيهِ أَيْضًا قَالَ الْمُنَاوِي فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ وَلَا يَجُوزُ الْيَوْمَ تَقْلِيدُ غَيْرِ الْأَئِمَّةِ
الْأَرْبَعَةِ فِي قَضَاءٍ وَلَا إِفْتَاءٍ ہمارے اس زمانہ میں منحصر ہوئی ہے تقلید ان چار مذہب میں خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف ہو
ان چار کے سوا کسی کی تقلید جائز نہیں اور کہا مناوی نے جامع صغیر کی شرح میں جائز نہیں ہے اس زمانہ میں تقلید کرنی سوا ان
چار اماموں کے نہ قضا میں نہ فتوے میں یعنی قاضی کو درست نہیں کہ ان مذاہب کے سوا اور کا حکم کرے اور مفتی کو درست نہیں
[illegible] انکے فتوی دے اور تفسیر احمدی میں ہے وَقَدْ وَقَعَ الْإِجْمَاعُ عَلَى أَنَّ الِاتِّبَاعَ إِنَّمَا يَجُوزُ لِلْأَرْبَعَةِ فَلَا يَجُوزُ
الِاتِّبَاعُ لِمَنْ حَدَثَ مُجْتَهِدًا مُخَالِفًا لَهُمْ یعنی بیشک اجماع ہوا ہے اس بات پر کہ اتباع سوا ان چار مذہبوں کے کسی کا
جائز نہیں سو نہیں جائز ہے اتباع اوس شخص کا جو نیا مجتہد مخالف انکے نکلے اور اوسی کتاب میں ہے وَالْإِنْصَافُ أَنَّ انْحِصَارَ
الْمَذَاهِبِ فِي الْأَرْبَعَةِ وَاتِّبَاعَهُمْ فَضْلٌ إِلٰهِيٌّ وَقَبُولِيَّةٌ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا مَجَالَ فِيهِ لِلتَّوْجِيهَاتِ
وَالْأَدِلَّةِ یعنی انصاف یہ ہے کہ منحصر ہونا مذہبوں کا ان چار میں اور اتباع انکی فضل الٰہی ہے اور مقبولیت ہے اوسکی نزدیک اللہ
تعالی کے اور اس بات میں دلیل اور توجیہ کو دخل نہیں **طعن پانچواں** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہر ایک صحابی جیسی
[illegible] پاتے تھے اوسی طرح پر عمل کرتے تھے مجتہد ہو یا عامی نہ یہ کہ کسی صحابی معین کی جو مجتہد ہو تا صرف اوسکی تقلید پر اقتصار
کرتے اپنی اپنی سمجھ کے موافق عمل میں لاتے تھے تو اب اس زمانے میں بھی موافق اوسکے عمل کرنا صواب ہے کچھ حرج نہیں **جواب**
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یا اوس زمانے میں جو آپ کی وفات سے قریب تھا اکثر لوگ صحابی موجود تھے کسی حدیث کو
جو غیر معتبر ہو کبھی بیان نہیں کرتے تھے احتمال کذب کا اونکی نسبت ہرگز نتھا اسی واسطے جو شخص کہ کوئی حدیث کسی صحابی یا تابعی
مقبول سے سنتا تھا بوجہ اعتبار کے اوسپر عمل کرتا تھا برخلاف اس زمانے کے کہ ہزاروں قسم کی حدیثیں اور قصے لوگوں نے
جو تھے ایجاد کرلیے ہیں راوی حدیث کے سب قسم کے ہونے لگے تو اس صورت میں ہر شخص کے کہنے کے موافق عمل کرنا ناجائز
ہوا جو لوگ کہ حال و کیفیت روات اور احادیث سے واقف تھے وہ اور لوگوں کو بتلا دیتے تھے اور لوگ اونکی تقلید کرتے تھے

تو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرنا اس زمانے کا خلاف حق اور بہت ... یہ طاعن جو غیر مقلد بیان کرتے ہین انکا جواب
بھی ان جوابات سے نکل آویگا اور جب ان مشہور طعنون کا یہ حال ہوا تو معلوم نہین کہ جو اور طعن ہین وہ کیسے ہونگے مسلمانون کو لازم ہو کہ انکی
باتون کی طرف خیال نکرین اور جس طریقے پر کہ اکابر علماے امت اور ہزارون اولیاء اللہ صحیح سنت کے چلتے رہے اوسی
پر چلین اور ایک مکر اس فرقے کا یہ ہو کہ نام اپنا مقابلہ حنفی اور شافعی کے محمدی رکھا ہو اس وجہ سے کہ ہم
لوگ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار کرتے ہین اور اوس کی پیروی کرتے ہین برخلاف مقلدین کے کہ
اون لوگون نے خلاف طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو حنیفہ اور شافعی کا طریقہ اختیار کرلیا اور جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو ترک کیا ہو اور یہ نہین سمجھتے کہ طریقہ ابو حنیفہ یا شافعی کا بعینہ طریقہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو کچھ اوسکے مخالف نہین اور تسمیہ انکا ان نسبتون کے ساتھہ بوجہ تقلید مذہب معینین
کے ہو ورنہ تمامی اہل حق محمدی ہین حاجت انکی تخصیص کی کیا ہو **اور دوسرے** یہ کہ اس زمانے مین جو معروف
کتابین باشتہار اور رواج پا گئین ہین مثل مشکوۃ شریف وغیرہ کے اون مین اپنے مذہب کے موافق احادیث نکال کے
عوام مقلدین سے بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ حدیثین صحیح ان کتابون مین منحصر ہین اور تمھارے مسائل
صریح مخالف ان احادیث کے ہین تو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوڑ کے قول ابو حنیفہ کا اختیار کرتے
ہو اور نہین جانتے کہ بہت سی کتابین ایسی حدیث کی ہین کہ انھون نے خواب مین بھی نہ دیکھی ہونگی اور ہزارون
حدیثین صحیح بخاری اور مسلم کی شرط پر ان کتابون مین موجود ہین

فصل چند اصطلاحات کتاب کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ صاحبین کا لفظ اس کتاب مین جہان آیا ہو مراد اون سے امام محمد رح اور امام ابو یوسف رح
ہین ... اور امام ابو حنیفہ ... شیخین سے امام ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ اور اس کتاب
اور طرفین سے امام محمد ... مین حرف صاد
سے جو قلم جلی سے لکھا ہو مراد کتاب اصل شرح وقایہ ہو اور حرف ف سے زیادات اور جو احادیث کہ زائد مضمون اصل کتاب پر ہین بطریق
فوائد کے مراد ہین اور جہان مطلق امام ہو مراد امام ابو حنیفہ ہین اور ائمہ اربعہ سے امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور امام احمد
رحمہم اللہ مراد ہین اور لفظ شیخین سے ذکر احادیث مین بخاری اور مسلم مقصود ہین اور جماعت سے چارون علماے
باقیہ یعنی ابن ماجہ اور ابو داود اور نسائی اور ترمذی رحمہم اللہ منظور ہین اور مقصود اصلی تصنیف اور تالیف اس کتاب
سے فائدہ خلق اللہ ہو نہ کسی کا رد اور نہ کسی کا اظہار خطا منظور ہو تو اب یہ بندہ عاصی پر معاصی فقیر حقیر ننگ خاندان
محتاج رحمت ایزد منان **محمد وحید الزمان** ولد مولوی مسیح الزمان لکھنوی فاروقی حنفی مؤلف اس کتاب
صاحبون کی خدمت مین جو اس کتاب کے مطالعے سے مسرور اور محظوظ ہون عرض رسا ہو کہ جس جگہ
خطاے انسانی کے کوئی قسم کی لغزش دیکھین تو پردہ عفو ... ڈالین اور مجھ گنہگار اور میرے والدین
عزیز و اقارب ... کے واسطے دعاے خیر ... کتاب کے پڑھنے کا یہ طریقہ رکھین کہ جس جگہ پر نام
مبارک حضرت سید ... رسول اللہ ... صلی اللہ علیہ وسلم ... درود و سلام بھیجین

حدیث صحیح مین وارد ہی کہ جس شخص پر ذکر کیا جاوے نام میرا اور وہ درود نہ بھیجے مجھپر تو وہ بڑا بخیل ہی اور حقیقت مین
بڑے افسوس کی بات ہی کہ جو دنیا مین کسی کا دوست ہوتا ہی اوسکے ذکر کے وقت مدح اور ثنا مین اوسکی مشغول ہوتا ہی
اور حبیب محبوب خدا شافع روز جزا پیغمبر حق جناب نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سنا جاوے اور پھر لوگ محروم
ثواب صلوٰۃ وسلام سے رہین اور جس کسی کا آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین سے ذکر آوے اون پر کلمہ
رضی اللہ عنہ کا کہنا ضرور چاہئین اور تابعین کو اور علما کو بکلمہ رحمۃ اللہ علیہ اکتفا کرین اور قبل شروع اس کتاب کے
باادب بیٹھکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف تین بار اور سورۂ اخلاص تین بار اور الحمد ایک بار پڑھین
اور ثواب اوسکا تمام صحابہ اور علما اور سب بزرگان دین کو پونہچا دین بعد اوسکے کتاب کو مطالعہ کرین اور پھر
بعد فراغ کے بھی ایسا ہی کرین اور یہ تصور کرتے رہین کہ جتنا علم ہم سیکھتے ہین یا سکھلاتے ہین وہ سب فقط خدا کے
واسطے اور اوسکی رضامندی کے لیے اور عمل کرنے کے لیے کرتے ہین اور غرض دنیا اور تحصیل مال کبھی علم سے
نرکھے کہ بعد رعایت ان سب شرائط کے ضرور اللہ تعالی اوسکے علم مین برکت دیگا اور توفیق عمل کی عطا فرماوے گا

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْ لَنَا بِالْخَیْرِ وَاجْعَلْ خَوَاتِمَ اُمُوْرِنَا بِالْخَیْرِ اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ عَلَیْنَا
مُھِمَّاتِ الْعِلْمِ وَاَعْطِنَا عِلْمًا نَافِعًا وَّفَھْمًا کَامِلًا وَّقَلْبًا خَاشِعًا وَّ
بَطْنًا مُشْبَعًا وَّعَمَلًا مُتَقَبَّلًا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَیْنَا وَجَمِیْعِ
الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ اٰمِیْنَ
یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ تَمَّتْ مُقَدَّمَۃُ الْکِتَابِ وَ
یَتْلُوْھَا کِتَابُ الطَّھَارَۃِ اَللّٰھُمَّ
تَمِّمْ بِالْخَیْرِ یَا کَرِیْمُ
یَا وَھَّابُ
فقط

فہرست نور الہدایہ ترجمۂ اردو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجزء الاول کتاب الطہارۃ

فصل وضو کے بیان مین فرمایا اللہ تعالی نے ای ایمان والو جب کھڑے ہو تم طرف نماز کے پس دھولو اپنے مونہہ کو اور ہاتھوں کو کہنیون تک اور مسح کرو اپنے سر کا اور دھوؤ پاؤن کو ٹخنون تک فرض وضو مین چار چیزین ہین پہلے دھونا مونہہ کا پیشانی سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک اور شمس الایمہ کے نزدیک اگر درمیان کان اور رخسارے کے ترکرے اور پانی نہ بہاوے کافی ہی جیسا کہ کہا ہی ابو یوسف نے کہ وضو کرنے والا اگر تر کرے سب اعضاے وضو کو اور پانی جاری نکرے جائز ہی مگر علما نے معنی اسکے یون بیان کیے ہین کہ عضو سے دو تین قطرے جاری ہووین اگرچہ نہ ٹپکین دوسرے دھونا دونون ہاتھون کا کہنیون سمیت تیسرے دھونا دونون پیرون کا ٹخنون سمیت اور امام زفر کے نزدیک کہنیان اور ٹخنے دھونا فرض نہین اور ٹخنا روایت مین ہشام کی امام محمد سے وہ ہڈی ہی جو بیچ قدم مین ہی نزدیک گرہ تسمے جوتی کے لیکن صحیح یہ ہی کہ وہ جسپر پنڈلی کی ہڈی ختم ہوئی ہی چوتھے مسح کرنا چوتھائی سر کا **ف** کیونکہ روایت کی مسلم اور طبرانی اور بغوی نے مغیرہ بیٹے شعبہ سے تحقیق کہ وضو کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسح کیا اوپر پیشانی اپنی کے اور اوپر عمامے اور موزون کے اور پیشانی آگے سے چوتھائی سر کے برابر ہوتی ہی اور روایت کی ابوداود اور حاکم نے انس سے کہا کہ دیکھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے اور اونکے سر پر عمامہ تھا پس لائے ہاتھ اپنا نیچے عمامے اور مسح کیا مقدم سر کو اور مقدم سر آگے سے چوتھائی سر کو کہتے ہین اور روایت کی ایسی ہی بیہقی نے عطا سے اور شافعی نے آگے سے چوتھائی سر کا مسح کرنا حضرت عثمان سے مروی ہی روایت کیا اسکو سعید بن منصور نے اور ابن عمر سے اونھون نے ساتھ مسح بعض سر کے روایت کیا اوسکو ابن المنذر نے

صحت کو نہین پہنچا یہ مضمون شرح الیاس مین ہو ص مگر امام شافعی کے نزدیک اگر ایک بال یا دو بال کا بھی مسح کیے لے گا
درست ہو جاویگا اور امام مالک کے نزدیک تمام سر کا مسح فرض ہی اور مسح جو لٹکتی داڑھی کا امام اعظم صاحب کے نزدیک
فرض ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک تمام داڑھی کا مسح فرض ہی اور ایک روایت مین امام ابو حنیفہ سے ساری داڑھی کا
مسح فرض ہی اور وہی صحیح اور مختار ہی اور مسح کہتے ہین تر ہاتھ کو اوس عضو پر پھیرنا مسح کرنا جو پہنچانا چاہیے یا پانی ہاتھ مین
لے یا جو تری اعضا کے دھونے سے باقی ہو اوس سے مسح کرے اور جو تری ہاتھ مین بعد مسح کرنے کسی عضو کے باقی رہے یا
کو اعضا نے غسول یا ممسوحہ تر کیا اور اوس سے مسح کرے جائز نہوگا اور اگر بال دو طرح کے مسح مین اور اگر بعض مسح کے سر منڈوا دین یا
مسح کرنا لازم نہ آویگا یا وضو کیا اور پھر ناخون کٹوائے اور مونچھ کتروائی پھر دھونا واجب نہین اور سنت وضو مین جو ہین پہلے دھونا ہاتھ کا
پہونچون تک ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاگے تم مین سے کوئی نیند سے اپنا ہاتھ پانی مین نہ ڈالے جب تک
اوسکو تین بار نہ دھوئے اسواسطے کہ وہ نہین جانتا کہ کہان رہا ہاتھ اوسکا یعنی پاک جگہ یا ناپاک جگہ روایت کیا اسکو بخاری
اور مسلم نے ابو ہریرہؓ سے ص اور یہ دھونا بعض مشائخ کے نزدیک قبل استنجے کے ہی اور بعضون کے نزدیک بعد استنجے کے
اور بعضون کے نزدیک قبل استنجے کے بھی دھوئے اور بعد اوسکے بھی دھوئے ف درمختار مین اسیکو اختیار کیا ہی کہ قبل استنجے کے بھی
دھوئے اور بعد اوسکے بھی دھوئے ص اور دھونے کا طریق یہ ہی کہ برتن کو پہلے بائین ہاتھ مین لیکر داہنا ہاتھ دھوئے
اور پھر داہنے مین لیکر بائین ہاتھ کو دھوئے تین تین بار اگر برتن چھوٹا ہو اور اوٹھ سکے اور اگر برتن بڑا ہی کہ اوٹھانا اوسکا ممکن
نہین تو کسی چھوٹے برتن سے پانی نکال کے دھووے جیسا کہ اوپر ذکر کیا اور اگر چھوٹا برتن نہو تو بائین ہاتھ کی اونگلیون کو
ملا کے اوسمین ڈالے اور ہتھیلی داخل نکرے اور پانی نکال کے داہنے ہاتھ پر ڈالے اور اونگلیون کو آپس مین خوب ملے اسی طرح تین
بار کرے بعد اوسکے داہنے ہاتھ کو اچھی طرح ڈالکے پانی نکالے اور اس حدیث مین جو ہاتھ ڈالنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے منع کیا ہی یہ جب ہی کہ برتن چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور اوسکے ساتھ چھوٹا برتن بھی ہو لیکن جب کہ برتن بڑا ہو اور اوسکے ساتھ چھوٹا
برتن نہو تو منع یہ ہی کہ خوب مبالغے کے ساتھ ہاتھ ڈالکے پانی کو نکالے یہ سب صورتین جب ہین کہ اوسکے ہاتھون مین نجاست
نہو اور اگر نجاست ہو تو ہاتھون کو دھونا نجاست سے بغیر اس بات کے کہ پانی نجس ہو ضروری ہی دوسرے شروع مین وضو کے اللہ کا
نام لینا ف جیسے بسم اللہ العظیم یا الحمد للہ علی دین الاسلام کہنا ایسا ہی ہی درمختار مین کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ جسنے اول وضو مین ذکر خدا کا کیا پاک ہوویگا تمام بدن اوسکا اور جو ذکر خدا کا نہ کیا پاک نہوویگا مگر مقام وضو اوسکے کا روایت کیا
اسکو دارقطنی نے ابو ہریرہ سے اور ابو الشیخ نے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے اور دارقطنی نے عبد اللہ بن مسعود سے اور ضعیف کیا اوسکو
اور روایت کیا ان دونون نے اسکو ابن عباس سے اور ضعیف کیا اوسکو اور شیرازی نے القاب مین مانند اسکے ابن مسعود سے کچھہ زیادہ
کرکے اور اوسکو بھی ضعیف کیا اہل حدیث نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو نہین اوسکا جسنے نہ ذکر کیا نام اللہ کا
اوسپر روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور احمد اور ابو داود نے ابو ہریرہ سے اور دارمی اور سند اسکے اور مراد اس سے یہ ہی کہ وضو
اوسکا کامل نہین اور ہدایہ مین اسکو مستحب لکھا ہی اور اس باب مین روایت ہی چند صحابہ سے ص تیسرے مسواک کرنا
ف کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مسواک کیا کرتے تھے اور فرمایا حضرت نے کہ اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر البتہ

حکم کرنا ہیں اور تو ساتھ … کے نزدیک ساہر وضو کے روایت کیا اسکو نسائی اور ابن خزیمہ نے اور کہا حاکم نے کہ یہ حدیث
صحیح ہے اور روایت کیا اسکو بخاری نے بغیر زیادتی کے اور … اور سنت ہوتا اونگلی سے دانتون کا ملنا اور یہ حدیث نہیں ثابت ہے
کذا فی الہدایہ ص چوتھے تین بار کلی کرنا پانچویں تین بار ناک میں پانی ڈالنا اور کلی کے واسطے تین بار جدا پانی لے
اور پھر ناک میں ڈالنے کے واسطے تین بار لے اور امام شافعی کے نزدیک کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے ایک چلو سے پھر اسی طرح
پھر اسی طرح تین بار ف دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی ترمذی اور نسائی نے حضرت علی سے کہ انہون نے وضو کیا سو دھوئے
دونون کف یہان تک کہ صاف کیا انکو پھر کلی کی تین بار اور ناک میں پانی ڈالا تین بار آخر تک کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن
صحیح ہے اور روایت کی ابوداود نے طلحہ کے دادا سے کہا کہ داخل ہوا میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ وضو کرتے تھے
اور پانی بہتا تھا منہ اور داڑھی اونکی سے پس دیکھا میں نے انکو کہ آپ جدائی کرتے تھے درمیان کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے اور
روایت کیا اسکو طبرانی نے اور وضو کے باب میں بائیس صحابیون سے روایت کی گئی ہے اور وہ یہ ہیں عبداللہ بیٹے زید کے روایت
کی انسے بخاری و مسلم و ابوداود و نسائی و ابن ماجہ نے اور عثمان روایت کی انسے بخاری و مسلم نے اور ابن عباس روایت کی انسے بخاری نے
اور مغیرہ روایت کی انسے بخاری نے اور حضرت علی روایت کی انسے ابوداود و نسائی وغیرہما نے اور مقدام روایت کی انسے
ابوداود نے اور ابو مالک اشعری روایت کی انسے عبدالرزاق اور احمد اور ابن ابی شیبہ اور اسحق نے اور ابوبکر روایت کی انسے بزار نے
اور ابوہریرہ روایت کی انسے احمد اور ابویعلی نے اور وائل بن حجر روایت کی انسے ترمذی نے اور جبیر بن نفیر روایت کی انسے ابن حبان نے
اور ابوامامہ روایت کی انسے احمد نے اور ابوکامل اور ربیع بیٹی معوذ کے روایت کی انسے ابوداود نے اور عائشہ روایت کی انسے دارقطنی
نے اور عبداللہ بن انیس روایت کی انسے طبرانی نے اور عبداللہ بن عمرو بن العاص روایت کی انسے ابوداود نے اور باقی صحابیون کا
نام اور تفصیل فتح القدیر میں ہے ص چھٹے داڑھی کا خلال کرنا ف اس طرح پر کہ انگلیون کو نیچے داڑھی کے کرکے باہر
نکالے کیونکہ روایت کی ترمذی نے عثمان سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلال کرتے تھے اپنی داڑھی کا اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث
حسن صحیح ہے اور کہا بخاری نے کہ یہ حدیث اصح ہے اس باب میں اور صحیح کیا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ
نے اور یہ حدیث عثمان کی کہا احمد نے کہ یہ صحیح تر ہے سب حدیثون کی اور ابن حزم نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا کہ اسناد میں
اسکی اسرائیل ہے اور وہ قوی نہیں اور ایک مقام میں کہا ہے کہ عامر بن شقیق بھی اوسکی اسناد میں ضعیف ہے اور یہ قول باطل ہے کیونکہ
اسرائیل بیٹا یونس کا حجت پکڑی ہے اوس سے بخاری و مسلم نے اور باقی ابوداود و ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ثقہ کہا ہے اور اسکو
ایسے نے کہا ابوحاتم نے کہ وہ ثقہ ہے اصحاب ابی اسحق سے اور توثیق کی اوسکی ایک جماعت نقادین حدیث نے مثل یحیی بن معین اور احمد
بن حنبل کے اور احمد تعجب کرتے تھے اونکی حفظ اور یاد سے اور ابن حزم کو یہ دھوکا ہوا کہ امام احمد نے کہا ہے کہ روایت بیٹے
اسرائیل سے جو انہون نے ابی اسحق سے … ضعیف ہے … اور حدیث تو اوسکے بیٹے کی روایت سے نہیں تو حجت ہوگی اور عامر بیٹا شقیق
نسائی نے کہ کچھ حرج نہیں ساتھ اوسکے … روایت کی اوس سے چار عالمون نے اور یحیی بن معین اور ابوحاتم نے ضعیف کیا اوسکو
اور احمد اور حاکم نے صحیح کیا اس حدیث کو اور حاکم نے کہا کہ اسکے واسطے اور بھی شواہد ہیں عمار کی حدیث سے اور انس سے اور عائشہ سے پھر
روایتیں نقل کین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور خلال کیا اپنی داڑھی کا اور روایت کی ابوداود نے انس سے کہ تھے جب حضرت وضو

لیتے تھے ایک کف پانی اور لاتے تھے اوسکو نیچے ٹھوڑی اپنی کے اور خلال کرتے تھے داڑھی اپنی کا اور فرماتے تھے کہ ایسا ہی
حکم کیا مجکو خدا نے روایت کیا اس حدیث کو روایت کیا حاکم نے بھی جیسا کہ آگے آویگا اور ابن حزم نے اسپر اعتراض کیا ہے کہ اسناد مین
اسکی ولید بیٹا زروان کا مجہول ہے اور ایسا ہی کہا ابن القطان نے اور یہ تعلیل ضعیف ہے کیونکہ روایت کی اس ولید سے جعفر بن برقان
اور حجاج بن منہال اور بہت لوگون نے اور کسی طرح کی جرح اوسمین معلوم نہین ہوئی اور روایت کیا اس حدیث کو محمد بن یحیی ذہلی نے
کتاب علل حدیث زہری مین کہا انھون نے حدثنا محمد بن عبد اللہ بن خالد الصفار من اصلہ وکان صدوقا
ثنا محمد بن حرب انا الزبیدی عن الزہری عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
توضأ فادخل اصابعہ تحت لحیتہ فخللہا باصابعہ ثم قال ہکذا امرنی ربی عز وجل کہا
ابن القیم نے شرح سنن ابو داود مین ہذا اسناد صحیح یعنی یہ سند صحیح ہے اور روایت کیا طبرانی نے معجم کبیر مین انس سے اس
حدیث کو روایت ابی حفص عبدی سے انھون نے ثابت سے انھون نے انس سے اور ابو حفص ثقہ کہا اوسکو احمد نے اور توثیق کی اوسکی
یحیی بن معین نے اور کہا عبد الصمد بن عبد الوارث نے کہ ثقہ ہے اور زیادہ ہے ثقہ سے اور تین طریقے اس حدیث کے اچھے ہین اور تین طریقے
اس حدیث کے ضعیف ہین پہلا طریقہ جو روایت ہے سنن ابن ماجہ مین حضرت انس سے کہ تھے حضرت جب وضو کرتے تو خلال کرتے اپنی داڑھی کا
اور کھولتے تھے اونگلیون اپنی کو دو بار تو اسناد مین اس حدیث کی دارقطنی نے کہا کہ ابو النضر ترک کر دی گئی ہے حدیث اوسکی اور کہا نسائی
نے کہ یزید رقاشی متروک ہے دوسرا طریقہ جو روایت کی ابن عدی نے ہاشم بن سعد سے انھون نے محمد بن زیاد سے انھون نے انس سے کہ تھے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم آخر حدیث تک کہا ابن عدی نے کہ ہاشم اتنا کہ روایت کرتا ہے اوسکو نہین متابعت کیا جاویگا اوسپر تیسرا طریقہ جو روایت
کی بیہقی نے اپنے سنن مین ابراہیم صائغ سے انھون نے ابی حازم سے انھون نے انس سے جیسا کہ گذرا اور اسمین ابو حازم مجہول ہے اور
روایت کی گئی حدیث ابن عباس کی روایت نافع سے کہ عقیلی نے کہا نہین روایت کی جاویگی اوسکا اوپر اور کہا ابو حاتم نے کہ
حدیث اوسکی منکر ہے اور روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اوسط مین اور روایت ہے ابن عمر رضہ سے ایسا ہی روایت کیا اسکو
دارقطنی نے اور کہا سیوطی نے جامع صغیر مین کہ روایت کیا اسکو طبرانی نے بھی اوسط مین لیکن کہا دارقطنی نے کہ صحیح یہ ہے کہ
یہ حدیث موقوف ہے عبد اللہ بیٹے عمر رضہ پر اور روایت ہے ابو ایوب انصاری سے کہا انھون نے دیکھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کیا
اور خلال کیا اپنی داڑھی کا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور اسناد مین اوسکی ابو سورہ راوی ضعیف ہے کہا ترمذی نے کتاب العلل مین کہ
پوچھا مینے بخاری سے اس حدیث کو پس کہا کہ کچھ نہین لاشی ہے سو مینے کہا کہ ابو سورہ کا نام کیا ہے بخاری نے کہا کہ مین نہین جانتا وہ کیا
کرتا ہے اوسکے پاس حدیثین منکر ہین اور کہا ترمذی نے اپنی جامع مین وابو سورۃ الراوی یضعف فی الحدیث یعنی
ابو سورہ راوی ضعیف کیا جاتا ہے حدیث مین اور بھی سماع ابو سورہ کو ابو ایوب سے ثابت نہین کہا ابن الہمام نے وہو ضعیف اور
بھی روایت ہے ابی امامہ سے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین حدیث ابی غالب سے انھون نے ابی امامہ سے اور ابو غالب ضعیف
کیا اوسکو نسائی نے اور توثیق کی اوسکی دارقطنی نے اور کہا یحیی بن معین نے کہ وہ صالح الحدیث ہے اور صحیح کیا واسطے اوسکے ترمذی نے
اور کہا سیوطی نے کہ روایت کیا اوسکو طبرانی نے ابی امامہ سے اور روایت کی ابن عدی نے جابر رضہ سے کہ وضو کیا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے کئی بار سو دیکھا مینے اونکو کہ خلال کرتے تھے داڑھی اپنی کا ساتھ اونگلیون کے مانند دندانون کنگھی کے اور

اسناد مین اوسکی اخرم بیٹا غیاث بیٹا نیشاپوری کا متروک ہے کہا ابن القیم نے شرح ابو داود مین کہ حدیث یہ تابرتفیہ ضعیف ہے جلد ۱ یعنی حدیث ہوا پڑ رنج بہت ضعیف ہے اور روایت کی ابن عدی نے یاسین الزیات سے انھون نے قیس بن عبداللہ سے انھون نے جریر سے جو صحابی ہین اور یاسین نے ترک کر دی گئی ہے حدیث اوسکی نسائی نے اور حیات ہے اور عایشہ کی حدیث اسی باب مین مروی ہے مسند امام احمد مین اور وہ بھی ضعیف ہے اور بھی روایت کی طبرانی نے ابو الدرداء اور ام سلمہ اور ابن ابی اوفی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تھے خلال کرتے داڑھی اپنی کا اور یہ سب حدیثین ضعیف ہین اور روایت کی بزار نے ابو بکرہ سے کہ آنحضرت نے وضو کیا اور خلال کیا اور بھی جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین انس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے میرے پاس جبرئیل علیہ السلام سو کہا کہ اے محمد خلال کر داڑھی اپنی کا اور اسناد مین اوسکی ہیثم اور ضعیف ہے اور روایت ہے عمار سے کہا انھون نے دیکھا مین نے حضرت کو کہ خلال کرتے تھے اپنی داڑھی کا روایت کیا اسکو ترمذی اور حاکم اور ابن ماجہ نے اور ایسی ہی روایت کی طبرانی نے عبدالرزاق سے اونھون نے ابن عیینہ سے انھون نے عبدالکریم سے انھون نے حسان بن بلال سے کہ عمار نے وضو کیا سو خلال کیا اپنی داڑھی کا سو کہا گیا کہ کیا ہے یہ فعل کہا انھون نے کہ دیکھا مین نے حضرت کو کہ خلال کرتے تھے اپنی داڑھی کا اور ابن حزم نے کہا کہ حسان راوی اسکا مجہول ہے اور یہ قول باطل ہے کیونکہ حسان سے بہت لوگون نے روایت کی ہے کہا علی بن المدینی نے کہ وہ ثقہ تھا اور کسی نے اوسکو ضعیف نہین کہا اور لیکن عبدالکریم ضعیف ہے اور اوس نے حسان سے نہین سنا اس حدیث کو ایسا ہی کہا ابن عیینہ نے اور ذکر کیا حافظ ابن عساکر نے بخاری سے مانند اسکے اور کہا امام احمد نے کہ نہین ثابت ہے بیچ خلال کرنے داڑھی کے کوئی حدیث اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے قتادہ سے انھون نے حسان سے اس حدیث کو اور یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ کہا ابن ماجہ نے سنن مین حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ حَسَّانِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ اور اسناد اسکی صحیح ہے نزدیک میرے واللہ اعلم اور روایت کی ابو عبید نے حجاج سے انھون نے شعبہ سے انھون نے عمر بن ابی وہب خزاعی سے انھون نے موسی بن مروان عجلی سے انھون نے طلحہ بن عبیداللہ سے انھون نے عائشہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے خلال کرتے اپنی داڑھی کا اور یہ حدیث مسند امام احمد مین مروی ہے جیسا کہ اوپر گذرا ص ساتوین خلال دونون ہاتھون کی اونگلیون کا کرنا آٹھوین خلال دونون پیر کی اونگلیون کا کرنا ف اسطرح پر کہ بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے داہنے پانون کی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائین پیر کی چھنگلیا پر ختم کرے کیونکہ روایت کی ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ اور نسائی نے لقیط بن صبرہ سے کہ فرمایا حضرت نے جب وضو کرے تو تو کامل کر اپنا وضو اور خلال کر اونگلیون کا اور مبالغہ کر ناک کے اندر پانی پہنچانے مین اگر روزہ دار نہو تو کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ہدایہ مین جو حدیث لکھی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ خلال کرو اونگلیونکو تا خلال نکرے آگ جہنم کی درمیان اونکے سو اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور اس باب مین روایت ہے ابن عباس سے روایت کی انسے ترمذی اور ابن ماجہ نے اور مستورد بیٹے شداد سے روایت کی انسے ابن خزیمہ اور حاکم اور احمد اور ترمذی نے ص نوین ہر عضو کو تین بار دھونا ف کیونکہ روایت کی نسائی اور ابن خزیمہ نے کہ ایک گنوار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طریق وضو کا پوچھا پس دکھلایا وضو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دھویا ہر عضو کو تین بار اور فرمایا

کہا ایسا ہی وضو اور جسنے کہ زیادہ کیا او پر اسکے یا کمی کی اوسنے برا کیا اور جور اور ظلم کیا اور روایت کی ابونعیم بن حماد نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو ایکبار زیادہ بار یا تین بار پس اگر کم کیا اس سے یا زیادہ کیا تین بار دھونے پر سو اوسنے خطا کی اور سند اسکی صحیح ہی ایسا ہی ہی موا ہب لدنیہ مین اور انکے سوا بہت سی حدیثین ہر عضو کے تین بار دھونے مین آئی ہین اور ہدایہ مین جو اس مقام پر حدیث لکھی ہی تو وہ پائی نہین گئی کچھہ ٹکڑا اوسکا دارقطنی نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہی اور ابن ماجہ نے ابی بن کعبؓ سے اور دونون سندین ضعیف ہین ص دسوین سارے سر کا مسح کرنا ایکبار اور امام شافعی کے نزدیک تین بار سارے سر کا مسح سنت ہی اور جامع ترمذی مین حضرت علیؓ سے روایت ہی کہ انھون نے وضو کیا اور مسح سر کا ایکبار کیا اور کہا ایسا ہی تھا وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ف اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہی لیکن یہ حدیث ضعیف ہی ایسا ہی کہا ابن الہمام نے اور بخاری اور مسلم کی صحیح حدیثین اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ مسح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار کرتے تھے اور سفر السعادت مین ہی کہ حضرت مسح کی تکرار کبھی نہین کرتے تھے اور ایک حدیث مین تکرار مسح کی آئی ہی لیکن وہ حدیث ضعیف ہی انتہی اور ہدایہ مین جو لکھا ہی کہ حضرت انسؓ نے وضو کیا تین تین بار اور مسح کیا سر کا ایکبار اور کہا کہ یہ ہی وضو حضرت صلعم کا سو یہ حدیث زیلعیؒ نے کہا کہ مینے نہین پائی اور بعض لوگون نے کہا ہی کہ طبرانی نے اسکو روایت کیا ہی اور معجم طبرانی مین اس حدیث کا کہین نشان نہین ایسا ہی کہا زیلعی نے اور یہ غلط ہی کیونکہ یہ حدیث معجم اوسط مین طبرانی کے موجود ہی مسند ابراہیم بغوی سے ص گیارھوین دونون کان کا مسح کرنا سر کے مسح کے پانی سے ف یعنی جو تری ہاتھون مین مسح سر سے باقی ہو اوسی سے دونون کانون کا مسح کرے اور نیا پانی نہ لیوے کیونکہ روایت کی ابن ماجہ اور دارقطنی نے ساتھہ سند صحیح کے حضرت عبد اللہ بن زید اور ابن عباسؓ سے کہ حضرت نے فرمایا کہ دونون کان سر مین سے ہین یعنی سر مین داخل ہین اور جب سر مین داخل ہوے تو سر ہی مین جس پانی سے مسح کیا ہو اوسی پانی سے کانون کا بھی مسح کرے اور موطا مین اور سنن نسائی مین روایت ہی عبد اللہ صنابحیؓ سے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب وضو کرتا ہی بندۂ مومن باہر آتے ہین وقت کلی کرنے کے گناہ اوسکے مونہہ سے اور ناک مین پانی ڈالنے سے ناک سے اور مونہہ دھونے سے مونہہ سے یہان تک کہ پلکون کے نیچے سے بھی اور ہاتھہ دھونے سے ہاتھہ کے یہان تک کہ ناخنون کے نیچے سے بھی اور مسح سر سے یہان تک کہ کانون سے بھی اور اس حدیث مین اشارہ ہی کہ کان بھی سر مین داخل ہی اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور پہلی حدیث کو ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی ابو امامہؓ سے بھی روایت کیا ہی اور یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اسکی شہر بیٹا حوشب کا ہی اوسکو بعض لوگون نے ضعیف کیا ہی اور اکثر لوگون نے اوسکو ثقہ کہا ہی ص اور امام شافعی کے نزدیک کانون کے مسح کیواسطے نیا پانی لیوے بارھوین نیت کرنا وضو کی شروع کرنے کے وقت ف یعنی نیت کرنا اس بات کی کہ مین وضو کرتا ہون واسطے رفع حدث کے اور پڑھنے نماز کے یا چھونے مصحف کے وغیرہ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما الاعمال بالنیات یعنی سوا اسکے نہین کہ ثواب عملون کا ساتھہ نیت کے ہی روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے حضرت عمرؓ سے ص تیرھوین ترتیب سے کرنا وضو کا اسطرح پر کہ پہلے مونہہ کو دھووے پھر ہاتھہ کو اسی طرح اخیر تک ف کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ایسا ہی کیا ہی ص اور امام شافعی کے نزدیک نیت اور ترتیب دونون فرض ہین چودھوین پے در پے دھونا اعضاے وضو کا کہ ایک خشک نہو جاوے اور امام مالکؒ کے نزدیک یہ فرض ہی اور ان سب کے سنت ہونے پر ہمیشگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت ہی اور مستحب

وضو میں دو چیزیں ہیں پہلے شروع کرنا دھونے میں اعضا کے داہنی طرف سے اور اسکا نام تیامن ہی **ف** خلاصہ پہلے داہنا
ہاتھ دھوؤ پھر بایاں ہاتھ اسی طرح کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ دوست رکھتا ہی تیامن کو ہر چیز میں یہانتک کہ وضو میں
اور جوتا پہننے میں اور کنگھی کرنے میں اور سب کاموں میں روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے
حضرت عایشہ رضہ سے اور روایت کی ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے کہ فرمایا حضرت نے جب وضو کرو تم تو شروع
کرو ساتھ داہنی طرف کے اور فتح القدیر میں ہی کہ سنتون مین داخل ہی **ص** دوسرے گردن کا مسح کرنا کیونکہ حضرت نے مسح
کیا ہی گردن پر **ف** پیٹھ سے دونون ہاتھون کی انگلیون سے کذا فی فتح القدیر کیونکہ روایت کی ترمذی نے وائل بن حجر سے کہ حضرت نے
مسح کیا سر کا پھر کیا کانونکا تین بار پھر ظاہر گردن کا تین بار اور یہ حدیث چند طریقون سے مروی ہی تو حسن ہوئی پس اب مسح گردن کا مستحب ٹھہریگا

فصل بیان مین اون چیزون کے جو وضو کو باطل کرتی ہین

جو چیز وضو کو توڑتی ہی اوسکو ناقض وضو کہتے ہین اور ناقض وضو کی بارہ چیزین ہین **ص** پہلے نکلنا کسی چیز کا آگے
سے یا پیچھے سے برابر ہی کہ وہ چیز معتاد ہو **ف** یعنی اوسکے نکلنے کی عادت ہو جیسے کہ پیچھے سے بائی یا کیڑا نکلے **ص** یا غیر معتاد
ف یعنی اوسکے نکلنے کی عادت نہو **ص** جیسے کیڑا یا ریح قبل سے یا ذکر سے نکلے اور اسمین اختلاف مشایخ کا ہی **ف** درمختار
مین اسیکو اختیار کیا ہی کہ سب صورتون مین ٹوٹ جاویگا کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ
یعنی ٹوٹ جاتا ہی وضو جب کہ آیا ہو تم مین سے کوئی پیخانے سے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ
صَوْتٍ اَوْ رِيْحٍ یعنی نہین ہی وضو مگر آواز سے یا بو سے بائی کی روایت کیا اسکو ترمذی اور احمد نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ
حدیث حسن صحیح ہی ابی ہریرہ رضہ سے اور آیت دلالت کرتی ہی کہ جو معتاد ہی اوس سے وضو ٹوٹ جاتا ہی غیر معتاد سے اور امام
مالک کا مذہب یہی ہی کہ غیر معتاد سے نہین ٹوٹتا لیکن ہمارے امام اور اکثر لوگون کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہی کیونکہ روایت کی
بخاری مسلم ابو داود وغیرہم نے عایشہ رضہ سے بیچ استحاضے کے تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا فاطمہ بیٹی حبیش کو کہ دھوئے
اپنے خون اور وضو کرو واسطے ہر نماز کے اور جو روایت کی دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباس رضہ سے کہ فرمایا حضرت نے وضو اوس سے
ہی جو نکلے اور نہین ہی اوس سے جو داخل ہو جاوے سو یہ حدیث ضعیف ہی اور اسناد مین اوسکی دو شخص ضعیف ہین اور ایسے ہی مین
جو حدیث لکھی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے کہ حدث کیا چیز ہی فرمایا جو نکلے آگے یا پیچھے سے یہ بھی ضعیف ہی اور اوسکے
مخرج کا نام نہین معلوم ہوا **ص** دوسرے نکلنا کسی چیز کا اگر نجس ہو سوا ان دو راہون کے مانند خون اور پیپ کے جب بہ آوے
اوس جگہہ تک جسکا دھونا وضو یا غسل مین واجب ہی **ف** کیونکہ روایت کی بخاری اور مسلم نے عایشہ رضہ سے کہا کہ آئین فاطمہ
بیٹی ابی حبیش کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کہا کہ مین مستحاضہ ہوتی ہون اور نہین پاک ہوتی ہون کسیطرح کیا
چھوڑ دون مین نماز کو فرمایا حضرت نے نہین وہ یہ ایک رگ ہی اور حیض نہین پس جب کہ حیض آوے تو چھوڑ دے تو نماز کو اور جب دن
حیض کے ختم ہون پس ہو تو اپنے سے خونکو اور نماز پڑھ اور وضو کر واسطے ہر نماز کے جب کہ آوے وقت تو حضرت نے دیکھو خون
نکلنے سے وضو کا حکم کیا لیکن اس جگہہ کوئی کہہ سکتا ہی کہ یہ تو حضرت نے اسواسطے حکم فرمایا تھا کہ وہ قبل سے نکلتا تھا اور ما سوا
ان دو راہون سے جو نکلے اوسکی تایید مین یہ حدیث نہین تو جواب اوسکا یہ ہی کہ اول تو قیاس کیا ہمنے اور جگہ کے خون کو اس

خون بہا اور اگر نماز توڑ دی تو دلیل لاتے ہین ہم ساتھ اوسکے جو روایت کی امام مالک نے موطا مین ساتھ سند صحیح کے عبداللہ بن عمرؓ سے
کہ اونکی نکسیر پھوٹتی تھی تو وہ پھرتے تھے اور وضو کرتے تھے پھر بنا کرتے تھے اوس نماز پر جو پڑھی تھی اور ایسی ہی روایت ہی علیؓ
اور ابی بکر اور سلمان اور ابن عباسؓ سے اور ایسی ہی روایت کی مالک نے سعید بن المسیب سے اور حدیثین جتنی اس باب مین آئی ہین سب
ضعیف ہین اور وہ جو حدیث ہدایہ مین لکھی ہی کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ وضو ہر خون بہنے والے سے ہی سو روایت کیا ہی اسکو دارقطنی
اور ابن عدی نے اور دونون کی سندین ضعیف ہین اور دوسری حدیث جو ہدایہ مین لکھی ہی کہ فرمایا حضرت ؐ نے جو شخص قی
کرے یا نکسیر پھوٹے نماز مین اوسکو پھر چاہیے کہ پھرے اور بنا کرے اپنی نماز پر جب تک کہ بات نکرے اوسکو ابن ماجہ نے عائشہؓ سے
روایت کیا ہی اور یہ بھی حدیث ضعیف ہی اور دارقطنی نے روایت کیا اوسکو اور ضعیف کیا اوسکو اور عبدالرزاق نے مصنف مین
مانند اسکے روایت کی حضرت علیؓ سے اور وہ بھی ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اوسکی حارث ہی کہا شعبی نے کہ وہ کذاب ہی **ص** اور
امام شافعی کے نزدیک جو ان دو راہون کے سوا اور جگہہ سے نکلے اوس سے وضو نہین ٹوٹتا **ف** اور یہی مذہب امام مالکؒ کا ہی
اور امام احمد کا مذہب ہی کہ اگر تھوڑا ہو تو نہین ٹوٹتا اور بہت ہو تو ٹوٹ جاویگا امام شافعی کی طرف سے کہتے ہین روایت ہی کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قی کی اور وضو نکیا اور یہی حدیث ہدایہ مین لکھی ہی جواب یہ ہی کہ اس حدیث کا پتا نہین کہ کس کتاب مین
ہی اور کہتے ہین کہ روایت ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور وضو نکیا اس سے معلوم ہوا کہ خون نکلنے سے وضو نہین جاتا
جواب یہ ہی کہ اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے انسؓ سے روایت کیا ہی اور اوسکی اسناد مین صالح بیٹا مقاتل کا ضعیف ہی
کہا دارقطنی نے کہ قوی نہین اور کہا ائمہ حدیث نے کہ ضعیف ہی اور امام احمد کی دلیل یہ ہی کہ فرمایا حضرت ؐ نے نہین ہی
ایک قطرے یا دو قطرے خون مین وضو مگر یہ کہ ہو بہتا ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ تھوڑے خون نکلنے سے وضو نہین جواب
یہ ہی کہ روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابی ہریرہؓ سے اور یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اوسکی محمد بیٹا فضل بیٹا عطیہ کا کہا احمد اور
یحیی اور ابن حبان نے کہ وہ کذاب ہی اور یہ جو حدیث ہدایہ مین لکھی ہی القلس حدث یعنی قی حدث ہی تو روایت کیا اوسکو
دارقطنی نے دو طریقون سے اور دونون طریقے ضعیف ہین تو اب جاننا چاہیے کہ اس باب مین حدیث عبداللہ بیٹے عمرؓ کی جو
اوپر ذکر کی وہی حدیث صحیح ہی اور بھی امام شافعی کی طرف سے دلیل لاتے ہین کہ روایت ہی سعید بن المسیب سے جو بڑے تابعین
مین سے ہین کہ نکسیر پھوٹتی تھی اونکی یہان تک کہ رنگین ہو جاتی تھین اونگلیان اونکی خون سے اور وہ نماز پڑھتے تھے اور وضو
نہین کرتے تھے اور جواب اوسکا یہ ہی کہ اسکو روایت کیا مالک نے موطا مین اور امام مالکؒ نے ایک روایت مین اسکے خلاف سعید
بن المسیب سے نقل کی ہی اور جب دونون متعارض ہوئین تو احتیاط جسمین ہو اوسپر عمل کرنا چاہیے اور احتیاط اسمین ہی کہ وضو
کرے **ص** تو اگر نہ بہے بلکہ اپنے مقام پر جم جاوے تو وضو نہ ٹوٹیگا اور امام زفر کے نزدیک ٹوٹ جاویگا **ف** ہمارے نزدیک
اسواسطے وضو نہین ٹوٹیگا کہ خون نکلنے مین یہ بھی شرط ہی کہ بہتا ہوا ہو اور نجس ہو اور یہ خون نجس نہین **ص** اور اگر زخم کو دبایا
اور اوس سے خون نکلا اور تجاوز کر گیا اور اگر نہ نچوڑتا تو تجاوز نہ کرتا وضو نہ ٹوٹیگا اور اگر کسی چیز کو دانت سے کاٹا اور اثر خون
کا دیکھا یا خلال کیا اور لکڑی پر خون ظاہر ہوا یا ناک مین اونگلی کی اور اونگلی پر خون دیکھا یا ناک جھاڑی اور اوسمین سے
خون جما ہوا مثل دانے مسور کے نکلا ان سب صورتون مین وضو نہ ٹوٹیگا **ف** اسواسطے کہ بہتا ہوا نہین ہوا اور نجس وہی خون ہی

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا یعنی خون بہتا ہوا ف اور امام زفر کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور اسی طرح
اگر سوئی چبھووے اور خون اوسکے مقام تک چڑھ آیا لیکن بہا نہین تو وضو نہ ٹوٹیگا اور اگر بہا تو ٹوٹ جاویگا کیونکہ نجس وہی خون ہی
جو بہتا ہوا ہی اور اسی طرح اگر آنکھ کے اندر آبلہ ہوا اور اوسپر پوست اوتار اجاوے اور وہ نکلے مگر آنکھ کے اندر رہے وضو
نہ ٹوٹیگا اور اگر باہر نکل آوے تو ٹوٹ جاویگا اسواسطے کہ جو اندر آنکھ کے ہی اوسکا پاک کرنا یا دھونا غسل اور وضو مین واجب نہین
اور اگر فصد لی اور نکلا بہت سا خون لیکن زخم کی جگہ نہ بہی تو وضو ٹوٹ جاویگا ہمارے نزدیک اگر قے کی اگر خون تھوک کے
برابر ہو اسطرح پر کہ تھوک سرخ ہو جاوے اور اگر تھوک خون سے زیادہ ہووے اور تھوک تر ہو جاوے وضو نہ ٹوٹیگا جو تھے تلخ یا کھانا یا خون
بندھا ہوا ہو اور مونہہ بھر کے ہووے اور اگر بلغم اوترے یا پیٹ سے چڑھے وضو نہین ٹوٹتا اور ابو یوسف کے نزدیک اگر پیٹ سے
چڑھے اور مونہہ بھر کے ہووے وضو ٹوٹ جاویگا لیکن اگر سر سے اوترے تو اونکے نزدیک بھی نہ ٹوٹیگا ف وضو قے سے
اسواسطے ٹوٹ جاتا ہی کہ روایت کی ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے ساتھ سند صحیح کے ابی الدرداء سے تحقیق آنحضرت نے
قے کی پس وضو کیا معدان کہتے ہین کہ مینے ملاقات کی ثوبان کی مسجد دمشق مین پس مینے اون سے یہ ذکر کیا کہا اونھون نے کہ سچ کہا
ابو الدرداء نے مینے پانی حضرت کے وضو کا ڈالا تھا کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح تر ہی حدیثون کی بیچ اس باب کے اور امام شافعی
اور مالک کے نزدیک قے سے وضو لازم نہین جیسا کہ گذرا وہ دلیل لاتے ہین کہ روایت ہی ثوبان سے تحقیق حضرت صلعم نے قے کی پس پانی
منگوایا پھر وضو کیا تو مینے کہا کہ ای رسول اللہ کیا فرض ہی وضو قے سے فرمایا حضرت صلعم نے اگر فرض ہوتا تو پاتا تو اوسکو قرآن مین تو
اس سے معلوم ہوا کہ قے کرنے سے وضو واجب نہین بلکہ اگر وضو نکریگا نماز درست ہو جاویگی تو جواب اسکا یہ ہی کہ اس حدیث کو
دارقطنی نے روایت کیا ہی اور اوسکی اسناد مین عتبہ بیٹا سکن کا حدیث اوسکی ترک کردی گئی ہی کہا بیہقی نے کہ اوسکی طرف نسبت
وضع حدیث کی ہی اور بلغم سے اسواسطے وضو نہین کہ وہ مانند تھوک وغیرہ کے ہی ص پوشیدہ نرہے کہ اگر تھوڑی تھوڑی قے کی ایسی
کہ اگر جمع کیجاوے تو مونہہ بھر کے ہووے سو اسمین امام ابو یوسف کا مذہب ہی کہ اگر ایک مجلس مین ہووے وضو ٹوٹ جاویگا اور امام محمد کے
نزدیک اگر ایک متلی سے ہوگا ٹوٹ جاویگا اور اسکی چار صورتین ہین اگر مجلس اور متلی دونون ایک ہون امام ابو یوسف اور امام محمد دونون کے
نزدیک ٹوٹ جاویگا اور اگر مجلس اور متلی دونون مختلف ہون کسی کے نزدیک نہ ٹوٹیگا اور مجلس ایک ہو اور متلی بدل جاوے امام ابو یوسف
کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور امام محمد کے نزدیک نہ ٹوٹیگا اور متلی ایک ہو اور مجلس بدل جاوے امام محمد کے نزدیک ٹوٹ جاویگا
اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہ ٹوٹیگا اور جو چیز ایسی ہی کہ اوسکے نکلنے سے وضو نہین ٹوٹتا وہ چیز نجس بھی نہین ہی تو خون جب کہ مقام
زخم سے جدا نہووے پاک ہی اور اسی طرح تھوڑی سی قے بھی اور ایک روایت مین امام محمد کے نجس ہی کیونکہ نجاست مین کچھ بہنے کو تاثیر نہین
اور دلیل ہماری قول اللہ تعالیٰ کا ہی قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ
دَمًا مَّسْفُوْحًا الآیۃ ترجمہ کہدو تم ای محمد کہ نہین پاتا ہون مین اوس مین کہ بھیجا گیا طرف میرے حرام کسی کھانے والے پر کہ
کھاوے اوسکو مگر یہ کہ ہو مردہ یا خون مسفوح یعنی جاری بہتا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ جو خون مسفوح نہین حرام نہین تو نجس نہوگا اور خون
جو مقام زخم سے نہین بہا تو نجس بھی نہوگا پانچوین پہلو یا پیٹھ پر سونا چھٹے اس طرح پر سونا کہ سرین یا دونون زانو پر رکھے یا دونون ہاتھون پر
رکھے یا ایک سرین پر سوتا ہو اس طرح پر کہ مقعد اوسکا زمین سے جدا ہو ساتوین سونا کسی چیز پر تکیہ کرکے کہ اگر وہ چیز ہٹا لیجاوے تو سونیوالا

بیہوشی نوین جنون اور بیہوشی مین مستی بھی داخل ہی کہ چلنے مین پیر اوسکا لغزش کرے **ف** ان چیزون سے اسواسطے
وضو جاتا رہتا ہی کہ جب سونے سے وضو جاتا رہا غفلت کے سبب سے تو اسمین بھی سونے سے زیادہ غفلت ہوتی ہی **ص**
گیارھوین قہقہہ نماز پڑھنے والے بالغ کا اوس نماز مین جسمین رکوع اور سجدہ ہی **ف** کیونکہ روایت کی دارقطنی نے بیچ قصے اندھے
کے کہ فرمایا حضرتؐ نے جسنے تم مین سے قہقہہ کیا تو چاہیے کہ اعادہ کرے وضو اور نماز کا یہ حدیث معبد خزاعی جو صحابی ہین اون سے
مروی ہی اور انکے راویون مین امام ابوحنیفہؒ بھی ہین ابن الجوزی نے وہم کیا جو کہا انھون نے کہ وہم کیا اوسمین ابوحنیفہؒ نے اور روایت کی امام
ابوحنیفہؒ نے معبد بن ابی معبد خزاعی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نماز مین تھے یکایک ایک اندھا آیا ارادہ کرتا تھا نماز کا پس
گر پڑا کنوئین مین اور ہنسی آئی قوم کو یعنی اون لوگون کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے پس قہقہہ کیا انھون نے
تو جسوقت فارغ ہوئے آپ نماز سے فرمایا کہ جو کوئی تم مین سے قہقہہ کیا ہو اوسنے تو وہ اعادہ کرے وضو کا اور نماز کا اس جگہ پر بعض
لوگون نے اعتراض کیا ہی کہ معبد تابعی ہین صحابی جواب ہی کہ معبد جو تابعی ہین وہ اور ہین بصرے کے رہنے والے جہنی اور معبد خزاعی ہین
اور یہ صحابی ہین اور ایسا ہی صحیح ہی اور اگر مرسل ہو ابی العالیہ پر جو بڑے تابعی ہین تو بھی کچھ حرج نہین کیونکہ مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی
جیسا کہ کہا اکثر محدثین نے کہ یہ حدیث مرسل ہی صحیح ہی اور روایت کیا اس حدیث کو ابن عدی نے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا حضرتؐ نے جو کوئی
ہنسے نماز مین پس چاہیے کہ اعادہ کرے وضو اور نماز کا اگر کوئی کہے کہ اسناد مین اسکی بقیہ بیٹا ولید کا ضعیف ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ بقیہ
کی روایت اگر مشہور شخصون سے حدثنا کر کے ہو تو مقبول ہی اور مسلم نے اوس سے روایت کی ہی متابعۃً تو اب حدیث مین کسیطرح کا خلل نہین
امام شافعی کہتے ہین کہ روایت ہی جابرؓ سے کہ فرمایا حضرتؐ نے ہنسی توڑتی ہی نماز کو اور نہین توڑتی وضو کو تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
قہقہے سے وضو نہین ٹوٹتا جواب ہی کہ اسکی اسناد مین عبدالرحمن بیٹا اسحق کا جسکی کنیت ابو شیبہ ہی ضعیف ہی ایسا ہی کہا یحیی نے اور کہا
احمد نے کہ حدیث اوسکی منکر ہی اور وہ کچھ نہین **ص** اور اگر لڑکا قہقہہ کرے تو وضو اوسکا نہین ٹوٹتا اور اگر نماز جنازہ مین کوئی بالغ یا
لڑکا قہقہہ کرے وضو نہین ٹوٹتا اسی طرح سجدہ تلاوت مین تو جو ایسی نماز ہی کہ اوسمین رکوع اور سجدہ نہین اوسمین قہقہہ کرنے سے وضو نہین ٹوٹتا
بلکہ نماز ٹوٹ جاویگی اور قہقہہ نماز کو جب توڑتا ہی کہ جب وہ شخص جاگتا ہو تو اگر نماز مین سوتے ہوئے قہقہہ کیا وضو نہین ٹوٹیگا اور امام شافعی کے نزدیک وضو
قہقہے سے کبھی نہین ٹوٹتا جاگتا ہو یا سوتا ہنسی کی تین قسمین ہین پہلی قہقہہ اسطرح ہنسے کہ اوسکو اور اوسکے پاس والون کو سنائی دیوے اور یہ
نماز اور وضو دونون کو توڑتا ہی دوسری ضحک اسطرح ہنسے کہ فقط اوسکو سنائی دیوے اور اوسکے پاس والون کو سنائی ندیوے اس سے نماز ٹوٹتی ہی
وضو نہین ٹوٹتا تیسری تبسم اسطرح پر ہنسے کہ نہ اوسکو اور نہ اوسکے پاس والون کو سنائی دیوے اس سے نہ وضو ٹوٹتا ہی اور نہ نماز بارھوین مباشرت فاحشہ
اور وہ یہ ہی کہ مرد عورت دونون ننگے ہون اور ایک کا بدن دوسرے کے بدن سے چھو جاوے اور آلت مرد کی کھڑی ہووے اور عورت کی فرج سے
چھو جاوے **ف** امام احمدؒ کے نزدیک اونٹ کے گوشت کھانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہی کیونکہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وضو کرو
اونٹ کے گوشت سے روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے براءؓ سے اور صحیح کیا اوسکو محدثین نے اور
روایت کی مسلم نے مثل اسکے جابرؓ سے اور احمد نے مانند اسکے اسید بیٹے حضیر سے تو جواب ہی کہ روایت کی بخاری و مسلم و ابوداؤد نے
حضرت ابن عباسؓ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا گوشت بکری کا پھر نماز پڑھی اور وضو نکیا یہ حدیث تو دلالت کرتی ہی اس بات پر کہ بکری کے
گوشت کھانے سے وضو نہین جاتا اور پہلے ابتداے اسلام مین حضرتؐ نے فرمایا تھا توضؤا مما مست النار یعنی وضو کرو اوس سے

ف یعنی ایک اور راوی کے ساتھ ملا کے معتبر روایت کی ۱۲ منہ
مظ ۱۲ روایت کی طبرانی نے ابن عباسؓ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کی ...
ف بقیہ بن الولید
ف عبدالرحمن بن اسحق الواسطی
... تھے اور نماز پڑھتے تھے ... جمع الجوامع مین ۱۲ منہ فیض

جسکو لگی آگ اور یہ حدیث منسوخ ہوگئی بالاتفاق تو یہ بھی حکم ابتداے اسلام مین تھا اور اب نہین رہا اور یہ جو بعض لوگون نے کہا ہی کہ روایت
کی دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباس رضہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو اوس سے ہی جو نکلے اور نہین ہی اوس سے جو داخل ہووے
تو یہ حدیث ضعیف ہی جیسا کہ اوپر ہم نے بیان کیا ص اور امام محمد کے نزدیک مباشرت فاحشہ سے وضو نہین ٹوٹتا اگر کیڑا
زخم سے نکلے تو وضو کو نہین توڑتا اسواسطے کہ وہ پاک ہی اور جو اوسپر نجاست ہی وہ تھوڑی ہی اور اسی طرح اگر مرد کے ذکر سے
کیڑا نکلے وضو نہ ٹوٹیگا اور اگر دبر سے نکلے تو ٹوٹ جاویگا اسواسطے کہ دبر سے نکلنا تھوڑے کا بھی ناقض ہی اور اگر قُبل سے
عورت کی نکلے تو اسمین اختلاف ہی جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر گوشت زخم سے جدا ہو کر گر پڑے وضو نہ ٹوٹیگا اور وضو کو نہین
توڑتا ہی چھونا عورت کا ف یعنی مثلا بوسہ لیا اپنی عورت کا یا اور کوئی بدن اوسکا چھوا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک وضو
نہین ٹوٹیگا اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اگر ہتھیلی سے چھوا ہو اور اگر ہاتھ کی پشت وغیرہ سے چھوا ہو تو اونکے
نزدیک بھی نہ ٹوٹیگا اور امام مالک کے نزدیک اور شافعی سے ایک روایت مین اور لیث اور اسحق کے نزدیک اگر چھونا شہوت سے ہوا اور عورت کو
بھی اوسوقت شہوت ہو تو وضو ٹوٹ جاویگا اور اگر ایسا نہین تو نہ ٹوٹیگا امام شافعی حجت پکڑتے ہین اس باب مین کہ عورت کا
چھونا شہوت سے وضو کو توڑتا ہی اوس سے کہ روایت کی ابن الجوزی نے معاذ بن جبل رضہ سے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے
تھے کہ ایک شخص آیا اونکے پاس اور پوچھا کہ یارسول اللہ کیا فرماتے ہین آپ اوس شخص مین جو پہنچا کسی عورت سے سب کچھ سوا جماع کے
یعنی قُبلہ اور معانقہ اور پیار سب کیا سواے جماع کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکے لیے کہ وضو کر اچھا وضو پھر کھڑا ہو پھر نماز
پڑھ سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو عورت کے چھونے سے لازم آتا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اوسکے لیے وضو کا
حکم فرمایا تھا واسطے استغفار کے تھا اور دلیل اسپر یہ ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا اوس سے کہ نماز پڑھ کیونکہ عورت کے چھونے سے کچھ نماز پڑھنا تو واجب
نہین ہوتا اور بفرض تسلیم کے جواب یہ ہی کہ جائز ہی کہ وہ شخص مباشرت فاحشہ کا بھی مرتکب ہوا ہو کیونکہ مباشرت فاحشہ سے ہمارے
مذہب مین بھی وضو لازم آتا ہی اور ہماری دلیل یہ ہی کہ روایت کی بخاری و مسلم نے عایشہ رضہ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نماز پڑھتے تھے اور مین حضرت کے سامنے چت لیٹی تھی پس جب حضرت سجدہ کرتے تھے دبا دیتے تھے مجکو سو مین اپنے پیر ہٹا لیتی اور ایک
روایت مین ہی کہ گھرون مین اوس دن چراغ نہ تھا اور روایت کی بخاری نے اونھین سے کہ مینے ایک رات گم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو تو مینے چھو لیا اونکو ساتھ ہاتھ اپنے کے پس گیا ہاتھ میرا قدم پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت سجدے مین تھے اور فرماتے تھے یا اللہ
مانگتا ہون مین رضا تیری سے غصے تیرے سے آخر حدیث تک اور روایت کی بخاری نے عایشہ رضہ سے کہ وہ کنگھی کرتی تھین حضرت صلعم کے
اور حضرت اعتکاف مین تھے اور اعتکاف مین مسجد مین ظاہر ہی کہ حضرت بے وضو تھے اور روایت ہی عایشہ رضہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تھے میری گود مین اور مین حائض تھی پس پڑھتے تھے قرآن کو اور حضرت صلعم نے وفات کی حضرت عایشہ رضہ کی گود مین اور عقل اس بات کو جائز
نہین رکھتی کہ حضرت صلعم نے وفات پائے بے وضو کی ہو یہ حدیثین کہ سب صحیح ہین حجت اون لوگون پر ہین جو کہتے ہین کہ مطلق عورت کا چھونا وضو کو توڑ ڈالتا ہی
اور حدیثین ایسی بہت ہین لیکن جو لوگ کہتے ہین کہ چھونے سے عورت کے اگر شہوت ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہی وہ دلیل یہ بھی لاتے ہین کہ حضرت
عمر رضہ نے فرمایا کہ بوسہ لینا عورت کے چھونے مین داخل ہی تو اوس سے وضو کرو روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور روایت ہی ابن عمر رضہ سے
کہ وہ کہتے تھے بوسہ لینا عورت کا مرد کو اور چھونا اوسکا لمس سے ہی جو بوسہ لے عورت اپنی کا یا چھوے اوسکو اپنے ہاتھ سے

تو اوسپر وضو ہی اور روایت ہی ابن شہاب سے کہ وہ کہتے تھے کہ بوسہ لینے سے مرد کے عورت اپنی کو وضو ہی روایت کیا ان دونوں کو
مالک نے موطا میں اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابی عبیدہ سے کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا ہی کہ بوسہ لینے سے
مرد کے عورت اپنی کو وضو ہی اور ابو عبیدہ نے عبد اللہ بن مسعود سے نہیں سنا اور روایت کیا اوسکو امام مالک نے موطا
میں بلاغات کے جواب اسکا یہ ہی کہ روایت ہی حضرت عائشہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ لیا بعض عورتوں اپنی کا
پھر نکلے طرف نماز کے اور وضو نکیا روایت کیا اوسکو بزار نے اور کہا یہ حدیث حسن ہی اور روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے
اور ابو داود نے بھی عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ بخاری نے تضعیف کیا اسکو اور یحیی بن سعید قطان نے کہا کہ یہ کچھ نہیں اور کہا کہ
حبیب نے اسکی اسناد میں عروہ سے نہیں سنا جواب اوسکا یہ ہی کہ روایت کرنے والے مثبت ہیں سب ثقہ ہیں اور نہ سننے کی گواہی نفی
نفی پر گواہی ہی اور دوسرا جواب یہ ہی بصورت تسلیم کہ روایت کیا اوسکو احمد اور ابن ماجہ نے زینب سہمیہ سے انہوں نے عائشہ سے
اگر کوئی کہے کہ زینب مجہولہ ہی اور تقریب میں لکھا ہی کہ نہیں جانا اسکا حال جواب یہ ہی کہ جہل قرن ثالث یعنی تابعین میں مقبول ہی
اگر کوئی کہے کہ حجاج ضعیف ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ ان سے بڑے امام بھی روایت کرتے ہیں دارقطنی کی روایت میں اور وہ
بڑے ثقہ ہیں اور دوسرا جواب یہ ہی کہ دارقطنی نے روایت کیا اسکو سفیان ثوری سے انہوں نے ابی روق سے انہوں نے ابراہیم تیمی سے انہوں نے
عائشہ سے اگر کوئی کہے کہ ابراہیم تیمی نے عائشہ سے نہیں سنا جیسا کہ ترمذی اور ابو داود نے کہا اس باب میں حضرت سے کچھ صحیح
نہیں ہوا جواب اوسکا یہ ہی کہ ابراہیم تابعی ثقہ ہیں اگر بالفرض نہ سنا بھی ہو تو بھی حدیث مرسل ہی اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی
دوسرا جواب یہ ہی کہ دارقطنی نے علل میں کہا کہ روایت کیا اسکو ابراہیم نے ثوری سے انہوں نے ابی روق سے انہوں نے ابراہیم تیمی
انہوں نے اپنے باپ سے تو اب یہ حدیث موصول ہوگئی اور ترمذی کے قول سے یہ نہیں لازم آتا کہ جہان میں کسیکے نزدیک کوئی حدیث
صحیح نہیں ہوئی جائز ہی کہ ترمذی کو کوئی حدیث صحیح اس باب میں نہ پہونچی ہو اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو ابراہیم تیمی سے ابو حنیفہ اور ثوری
نے روایت کیا ابو حنیفہ نے حفصہ سے اور ثوری نے عائشہ سے تو اختلاف ہوا جواب اوسکا یہ ہی کہ ثوری اور ابو حنیفہ
دونوں بڑے امام ہیں اور ممکن ہی یہ بات کہ ابراہیم تیمی کو ایک حدیث حفصہ سے پہونچی ہو اور دوسری عائشہ سے ثوری نے عائشہ سے
کی نقل کی اور ابو حنیفہ نے حفصہ سے کی اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کی لفظوں میں اختلاف ہی عثمان بن ابی شیبہ نے روایت کی کہ حضرت
بوسہ لیتے تھے اور روزہ دار ہوتے تھے اور لوگون نے کہا کہ بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے جواب اوسکا
یہ ہی کہ راویوں کے کچھ ضرر نہیں اور جائز ہی کہ یہ دونوں ہون اور روایت کی دارقطنی نے عائشہ سے کہ پوچھا انکو ولید
ابن عمر کا کہ بیچ بوسے کے وضو ہی کہا تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ بوسہ لیتے تھے اور روزہ دار ہوتے تھے اور وضو نہیں کرتے
تھے اور اس حدیث کو ضعیف کیا بعض لوگون نے اور کہا شافعی نے کہ روایت کی سعید بن بشیر نے محمد بن عمرو بن عطا سے انہوں نے
عائشہ سے انہوں نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا شافعی نے کہ سعید کا حال میں
نہیں جانتا اگر ثقہ ہو تو حجت ہی روایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا حافظ ابن حجر نے کہ اس حدیث کو بیہقی نے خلافیات میں
دس طریقوں سے روایت کی ہی اور ضعیف کیا اونہیں کو جواب یہ ہی کہ ضعیف حدیث بھی جب بہت طریقوں سے روایت کی جاتی ہے تو وہ حسن
ہو جاتی ہی اور یہ جو بعض نے حجت پکڑی ہی کہ روایت ہی ابو امامہ سے کہا انہوں نے کہا یا رسول خدا مرد وضو کرے واسطے نماز کے

پھر بوسہ لے اہل اپنے کا اور کھیلے اوس سے کیا ٹوٹ جاتا ہی وضو اوس سے فرمایا نہیں تو یہ حجت ضعیف ہی کیونکہ روایت کیا اس حدیث
کو دارقطنی نے اور اسناد مین اوسکی رکن بیٹا عبد اللہ کا ترک کردی گئی ہی حدیث اوسکی اور روایت کی امام ابو حنیفہ نے مسند
اپنی مین ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہی بیچ بوسہ لینے کے وضو اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے قول ابن عباس کا تو جب
اتنی حدیثین اس باب مین ضعیف اور صحیح آئین تو یہ بات اوسکے نزدیک جو منصف ہی ظاہر ہو گئی کہ حضرت ص وضو نہین کرتے تھے
بوسے وغیرہ سے اور یہی مذہب ہی امام ابو حنیفہ اور امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ کا کیونکہ اگر چھونا عورت کا بشہوت
بھی ناقض وضو ہوتا البتہ حضرت کی ازواج سے ضرور منقول ہوتا باوجود اس بات کے کہ اونکو بہت حرص تھی مسئلہ بیان کرنے مین اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی التطف اونکے ساتھ بہت رکھتے تھے جیسے کہ روایت کی حاکم نے عایشہ سے کہ نہین ہوتا تھا کوئی دن لیکن
حضرت اوس دن ہمارے پاس آتے تھے اور بوسہ لیتے تھے ہمارا اور چھوتے تھے ہمکو اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب
عورت کے چھونے سے وضو نہین جاتا تو پھر اللہ تعالی کے قول مین لمس سے کیا مراد ہی فرمایا اللہ تعالی نے اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ
یعنی تیمم کرو اگر نپاؤ پانی جب کہ چھوؤ تم عورتونکو جواب اوسکا یہ ہی کہ لمس سے مراد اس جگہ جماع ہی جیسا کہ کہا عبد اللہ بن عباس نے واللہ اعلم
ص اور چھونا ذکر کا بھی وضو کو نہین توڑتا ف کیونکہ روایت کی نسائی اور ترمذی اور ابو داود نے طلق بن علی سے
کہ حضرت سے پوچھے گئے اوس شخص سے جو چھوتے ذکر اپنا پھر وضو نکرے سو فرمایا حضرت نے کیا ہی وہ مگر ٹکڑا تمہین سے اور روایت
کیا اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طحاوی نے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح تر ہی حدیثون کی
اس باب مین اور طحاوی نے کہا ہی کہ یہ حدیث اسناد اسکی مستقیم ہی نہ مضطرب اور روایت کی طحاوی نے ابن المدینی سے صحت اسکی جیسا
کہ آگے آویگا ص اور امام شافعی کے نزدیک وضو ان دونون سے ٹوٹ جاتا ہی ف دلیل اونکی یہ ہی کہ روایت ہی بسرہ بنت
صفوان سے فرمایا حضرت ص نے جو کہ چھوئے ذکر اپنے کو وضو کرے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور ایسا ہی
ترمذی نے اور صحیح کیا اوسکو احمد اور دارقطنی اور یحیی اور بخاری نے اور ہماری حدیث کو علی بن المدینی کہ جو اُستاد ہین بخاری
کے کہا انھون نے کہ طلق کی حدیث اچھی ہی ہمارے نزدیک بسرہ کی حدیث سے نقل کیا اسکو طحاوی نے اور کہا عمرو بن علی فلاس نے
کہ حدیث طلق کی ہمارے نزدیک ثابت تر ہی حدیث بسرہ سے روایت کیا اسکو طحاوی نے اب ایک بات انصاف کی یہ ہی کہ نووی نے
جو شافعی مذہب مین لکھتے ہین کہ مطابقت حدیثون مین جب کہ ممکن ہو سکے واجب ہی تو اس جگہ دونون حدیثین طرفین کی صحیح ہین تو ان
مطابقت اس طور پر ہو سکتی ہی کہ حدیث بسرہ مین وضو کے معنی ہاتھ دھونا ہی تو یہ حکم یعنی ہاتھ کا دھونا مستحب ہی اور اگر کوئی کہے کہ مطابقت
جب واجب ہی کہ دونون حدیثین جانبین کی قوی ہون اور اس جگہ حدیث طلق کی ضعیف ہی جواب یہ ہی کہ حدیث طلق کے راوی جتنے ہین
سب ثقہ ہین تو جسوقت علی بن المدینی اور عمرو فلاس اور طبرانی اور ابن حبان اور ابن حزم اور امام طحاوی اور ترمذی یہ لوگ صحیح کرین تو پھر
احتمال ضعف کا نکالنا صرف وہم ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ امام شافعی کے لیے اس حدیث کے ماسوا اور بہت سی حدیثین ہین جواب ہوگا
یہ ہی کہ ماسوا ان دونون حدیثونکے دونون طرف حدیثین ہین لیکن سب ضعیف ہین اور حدیثین امام شافعی کے مذہب کی یہ ہین روایت
ابو ایوب سے کہ فرمایا حضرت نے جو شخص کہ چھوئے فرج اپنی کو تو چاہیے کہ وضو کرے اور اسناد مین اسکی اسحق بن عبد اللہ متروک ہی
اور ایسا ہی [illegible]

وضو کیجئے اور اسناد میں اوسکی ہملا بیٹا حارث کا نسبت کیا گیا ہی طرف قدرت کے اور مختلط ہو گیا تھا آخر میں علاوہ اسکے بخاری نے
اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا ترمذی نے کہ امام احمد نے اس حدیث کو صحیح نہیں کہا اور مکحول نے عنبسہ بن ابی سفیان سے نہیں سنا
اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور روایت کی بیہقی نے ابن عباس سے اور وہ بھی ضعیف ہی اور وہ جو ابن ماجہ نے جابر سے
روایت کی وہ بھی ضعیف ہی اسناد میں اوسکی عقبہ بیٹا عبد الرحمن کا مجہول ہی اور ایک روایت میں عبد اللہ بیٹا نافع مدنی کا ضعیف
ہی اور روایت کی احمد اور ابن ابی شیبہ نے زید بن خالد سے کہ فرمایا حضرت نے من مس فرجہ فلیتوضأ یعنی جو شخص کہ چھوئے
ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور روایت کی احمد اور دارقطنی اور بیہقی نے مسند اپنی میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ جو شخص چھوئے
ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور جو عورت کہ چھوئے فرج اپنی کو تو وضو کرے اور ہمارے مذہب کی حدیثیں یہ ہیں ابی امامہ کی روایت کہ
پوچھے گئے حضرت چھونے سے ذکر کے فرمایا کہ وہ ٹکڑا ہی تیرے بدن کا اوسکے چھونے سے وضو نہیں روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور
یہ حدیث ضعیف ہی اسناد میں اوسکی جعفر بیٹا زبیر کا متروک ہی اور ایسا ہی روایت ہی عصمہ بن مالک اور عائشہ
وغیرہما سے روایت کی ابو یعلی نے عائشہ سے کہ سنا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہیں پرواہ کرتا ہوں
میں اوسکو چھوؤں یا ناک اپنی اور اسناد میں اوسکی بھی جعفر بیٹا زبیر کا متروک ہی اگر کوئی کہے کہ روایت کی حاکم نے قاسم سے
انھوں نے عائشہ سے کہ جب چھوئے عورت فرج اپنی کو ہاتھ لینے سے سوا وسپر وضو ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ فتوی راوی کا
بخلاف روایت کے باطل ہی نزدیک ہمارے اور باقی سب حدیثیں یہ ضعیف ہیں تو نہ باقی رہی صحیح حدیث شافعی کی طرف مگر بسرہ
کی اور ہماری طرف مگر طلق کی اور جو بعض علمائے شافعیہ نے لکھا ہی کہ ابوہریرہ نے روایت کی حضرت سے کہ جو چھوئے ذکر اپنا تو وضو
کرے روایت کیا اسکو شافعی اور حاکم اور دارقطنی نے اور ابوہریرہ پیچھے لائے تھے اسلام طلق سے تو اس سے معلوم ہوا کہ طلق کی
حدیث منسوخ ہو گئی جواب اوسکا یہ ہی کہ طلق کے اسلام لانے سے قبل ابی ہریرہ کے یہ بات لازم نہیں آتی کہ طلق پھر نہ لوٹے ہوں
اور نہ اونکو صحبت رہی ہو اور وہ اس بات کے حدیث ابی ہریرہ کی ضعیف ہی کیونکہ اسناد میں اوسکی یزید بیٹا عبد الملک کا ہی
اور وہ ضعیف ہی تو اب کچھ حجت نہیں اگر کوئی کہے کہ جب حدیثیں مختلف ہوئیں تو اب اقوال صحابہ سے تمسک ہو اور جواب یہ ہی کہ یہ
تو ہمارا مطلوب ہی روایت کی طحاوی نے حضرت علی اور سعد اور ابن مسعود اور حسن بصری وغیرہم سے کہ وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی
مذہب ہی عمار اور حذیفہ اور سعید بن المسیب اور عطا اور عکرمہ اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کا روایت کی امام محمد نے موطا میں اور ابن ابی شیبہ
نے علی اور ابن عباس اور حذیفہ اور عمران بن حصین سے کہ اون سب نے کہا کہ میں نہیں پروا رکھتا ہوں کہ چھوؤں ذکر کو یا اپنی ناک کو
اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عمار سے کہ وہ پوچھے گئے چھونے ذکر سے بیچ نماز کے پس کہا کہ نہیں ہی وہ مگر ٹکڑا تجھسے اور یہ روایت
کی محمد نے ابی الدرداء سے مانند اسکے اور روایت کی سعید بن منصور نے انھیں سے ایسی ہی اور بھی ابن ابی شیبہ نے روایت
کی ہی حضرت علی سے کہ وہ پوچھے گئے اوس سے سو کہا کہ نہیں حرج ہی ساتھ اوسکے اور ابن مسعود سے بھی ایسی ہی روایت
کی اور اونہوں نے سعد سے مانند اسکے روایت کی اور روایت کی محمد نے علقمہ سے کہ آیا ایک شخص طرف ابن مسعود کے سو کہا کہ
چھوا میں نے ذکر اپنے کو نماز میں تو عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ ذکر تیرا نہیں ہی مگر مانند سائر بدن تیرے کے اور روایت کی محمد نے کہ ایک
شخص نے [illegible]

بن عباس کہتے تھے کہ اگر تو نجس جانتا ہی تو کاٹ ڈال اوسکو کہا عطا نے کہ یہی قول ہی عبداللہ بن عباس کا اور امام شافعی کے مذہب کی طرف ابن عمر اور عمر بن الخطاب اور ابو ایوب اور زید بن خالد اور ابی ہریرہ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص اور جابر اور عائشہ وغیرہم گئے ہیں

باب غسل کے بیان مین

غسل مین تین چیزین فرض ہین پہلے پانی مونہہ مین ڈالنا دوسرے ناک مین پانی ڈالنا اور امام شافعی کے نزدیک یہ دونون چیزین غسل مین سنت ہین **ف** دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا یعنی اگر ہو تم جنب پس چاہیے کہ پاک کرو تو لفظ مبالغے کا دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ کلی وغیرہ بھی فرض ہی اور اسواسطے کہ فرمایا حضرت نے نیچے ہر بال کے جنابت ہی سو تر کرو اور صاف کرو بدن کو روایت کیا اسکو ابو داود نے اور یہ جو حدیث ہدایہ مین لکھی ہی کہ فرمایا حضرت نے کلی اور ناک مین پانی ڈالنا سنت ہین وضو مین اور فرض ہین غسل مین تو یہ حدیث مینے نہین پائی اور شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین اس حدیث کو بیان نہین کیا لیکن روایت کی ابن عدی نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت نے کہ کلی اور ناک مین پانی ڈالنا تین بار فرض ہین غسل مین اور یہ حدیث قابل اعتبار کے نہین کیونکہ کہا ابن حبان اور دارقطنی نے کہ اس حدیث کو برکہ بیٹے محمد حلبی نے بنایا ہی اور کلی اور ناک مین پانی ڈالنا سنت ہین وضو مین اور فرض ہین غسل مین نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک وضو اور غسل دونون مین سنت ہین اور امام احمد کے نزدیک دونون وضو اور غسل مین واجب ہین دلیل امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک کی یہ ہی کہ روایت کی مسلم نے ابی ہریرہ سے کہ انھون نے وضو کیا بغیر مضمضے کے اور استنشاق کے اور کہا کہ مینے ایسا ہی دیکھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جامع الاصول مین بروایت ابی داود ایک روایت مین ہی کہ اوسمین ذکر مضمضے اور استنشاق کا نہین ہی اور دلیل امام احمد کی یہ ہی کہ روایت کی ابو داود نے لقیط بن صبرہ سے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب وضو کرے تو پس کلی کر اور روایت کی دارقطنی نے ابی ہریرہ سے کہ کہا انھون نے حکم کیا حضرت نے ساتھ مضمضے اور استنشاق کے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاِلَیْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ **ص** تو اگر غسل کیا اور بعد کلی کے اوسکے دانتون مین کھانا رہا غسل درست ہو جاویگا **ف** کیونکہ کھانے کے نیچے پانی پہونچ جاتا ہی **ص** تیسرے پونہچانا پانی کا تمام ظاہر بدن پر اور ملنا واجب نہین **ف** کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا فَاطَّهَّرُوْا یعنی پاک کرو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تَحْتَ کُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ یعنی نیچے ہر بال کے جنابت ہی روایت کیا ابو داود نے اور ملنا کچھ دھونے مین داخل نہین تو جب شارع نے حکم فرمایا دھونے کا تو ملنا اوس سے لازم نہ آویگا جیسا کہ ظاہر ہی اسپر عاقل پر **ص** مگر امام مالک کے نزدیک واجب ہی تو اگر آٹا ناخون مین باقی رہا غسل درست نہوگا بلکہ اوسکے نیچے کا دھونا واجب ہوگا اور اگر میل ہی یا مٹی یا رنگ حنا وغیرہ درست ہو جاویگا اسواسطے کہ پانی اوسمین سما جاتا ہی اور اگر بدن پر روغن ملا بعد اوسکے غسل کیا جائز ہی اگرچہ روغن پانی کو قبول نہین کرتا اور اگر نہ جانتا ہی کہ پانی کے چھید مین بغیر بالی ہلانے کے پانی نہ پونہچیگا ہلانے اور اگر بالی سوراخ مین نہین ہی اور وہ جانتا ہی کہ بے تکلف پانی سوراخ مین پونہچیگا تکلف نکرے اور اگر جانتا ہی کہ بغیر تکلف کے نہین پونہچیگا تکلف کرے اور اگر بعد بالی نکلنے کے سوراخ بند ہو گیا ہی اور جانتا ہی کہ اگر پانی گذاریگا داخل ہو جاویگا اور اگر غافل ہوگا نہ گذریگا پانی اور نہ داخل ہوگا پانی کو اوسپر سے گذارے اور لکڑی وغیرہ کے داخل کرنے سے تکلف نکرے اور اگر اوسکا اونگا ہو تنگ انگوٹھی رہو واجب ہی کہ وضو اور غسل مین اوسکو ہلاوے تاکہ پانی وہان پہونچ جاوے

سنن غسل بیان پانچ چیزین

اور جس کسی کا ختنہ نہوا ہووے اوسکو غسل مین قلفہ کے اندر پانی پہونچانا بعضون کے نزدیک واجب ہی اور بعضون کے نزدیک نہین
باوجود اسکے کہ اگر پیشاب قلفہ تک آجاوے اور باہر نہ نکلے وضو جاتا رہتا ہی غسل مین سنت پانچ چیزین ہین پہلے دھونا دونون ہاتھ کا
دوسرے دھونا فرج کا تیسرے دور کرنا نجاست کا بدن سے بعد فرج کے دھونے کے چوتھے وضو کرنا لیکن اگر غسل کی جگہ مین
پانی مستعمل جمع ہوتا ہو پانون کے دھونے مین تاخیر کرے اور بعد غسل کے دوسری جگہ دھووے تو اگر غسل کرتا ہی کسی طرح پلیتھر پر کہ پانی
اوس پر سے بہتا جاتا ہی تو وہین پیر دھو لیوے پانچوین تین بار تمام بدن پر پانی روان کرنا **ف** کیونکہ روایت کی بخاری و مسلم نے میمونہؓ
سے کہ رکھا مین نے واسطے حضرت صلعم کے پانی سو ڈھانپا مین نے اونکو ساتھ ایک کپڑے کے تو حضرت نے پانی ڈالا اپنے دونون ہاتھون پر سو دھویا
اونکو پھر ڈالا دونون ہاتھون پر پھر دھویا اونکو پھر ڈالا داہنے ہاتھ سے بائین پر سو دھوئی فرج اپنی پھر مارا ہاتھ اپنا زمین پر اور پھیرا
اوسکو زمین پر پھر دھویا اوسکو سو کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور دھویا مونہ کو اور کہنیون تک ہاتھون اپنے کو پھر ڈالا پانی سر پر اپنے
اور سارے بدن پر بہایا پھر ایک کونے مین ہٹ گئے سو دھوئے پیر اپنے تو دیا مین نے اونکو ایک کپڑا اپنا سو نہ لیا اوسکو اور بیچلا دیتے تھے پانی
کو دونون ہاتھ اپنے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور یہ لفظ بخاری کے ہین اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہی اسکو اور روایت کی
ابو داؤد اور بخاری اور مسلم وغیرہم نے عایشہؓ سے اور یہان الفاظ ابو داؤد کے مذکور ہین ساتھ سند صحیح کے کہ تھے حضرت جب نہاتے تھے
جنابت سے دھوتے تھے دونون ہاتھ اپنے اور ڈالتے تھے برتن کو داہنے ہاتھ پر پھر دونون ہاتھ سے لیکر دھوتے تھے فرج اپنی کو پھر وضو کرتے تھے
جیسا کہ وضو ہی واسطے نماز کے پھر داخل کرتے تھے ہاتھ اپنا برتن مین پھر کنگھی کرتے تھے بالون اپنے کو یہان تک کہ جب دیکھتے کہ پانی
پہونچ گیا بدن کو اور صاف ہو گیا ڈالتے پانی سر پر تین بار تو اگر کچھ پانی بچ رہتا ڈال لیتے تھے اوسکو اپنے اوپر **ص** عورتون پر
واجب نہین کہ اپنی چوٹی کھولین بلکہ بالون کی جڑ کو تر کر لین کیونکہ حضرت صلعم نے ام سلمہؓ سے فرمایا کہ کافی ہی تجکو جب پانی تیرے بالون کی جڑ
مین پہونچ جاوے اور اسی طرح تر کرنا بھی سب بالون کا واجب نہین اور بعض مشایخ نے کہا ہی کہ تر کرے گیسوؤنکو اور نچوڑ ڈالے **ف**
یہ حدیث ان لفظون سے صحاح مین نہین روایت کی مسلم نے ام سلمہؓ سے کہا انھون نے کہا مین نے یا رسول اللہ مین عورت ہون کہ باندھتی ہون
چوٹی کیا مین کھولا کرون اوسکو واسطے غسل جنابت کے فرمایا حضرت نے نہین کافی ہی تجکو یہ کہ ڈالے تو سر پر اپنے تین بار تین لپ پانی سے پھر ڈالے تو
اپنے اوپر پانی تو پاک ہو جاویگی تو روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی اور اسی طرح روایت ہی کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص حکم کرتے
تھے عورتون کو اس بات کا کہ جب غسل کرین تو کھولین چوٹیان اپنی سو حضرت عایشہؓ نے کہا تعجب ہی عبد اللہ بن عمرو حکم کرتے ہین
عورتون کو چوٹی کھولنے کا کیا نہین حکم کرتے اونکو کہ منڈا ڈالین وہ سر اپنا تحقیق مین اور حضرت غسل کرتے تھے ایک برتن سے اور مین نہین
زیادہ کرتی تھی تین لپون پر یہ روایت صحیح مسلم مین ہی اور ایسا ہی غسل حیض سے ہو کیونکہ ایک روایت مین مسلم کی یہ بھی ہی کہ کیا مین کھولون چوٹی کو
واسطے حیض اور جنابت کے فرمایا حضرت نے نہین اور اسی طرح بہت سی حدیثیں اس باب مین آئی ہین **ص** اور یہ سب صورتین جب ہین کہ بال عورت کے
گندھے ہوئے ہون اور لیکن جب کھلے ہون تو سبکو دھووے کیونکہ حرج نہین جیسا کہ مرد سب داڑھی کو دھووے کیونکہ کچھ حرج نہین اور مرد اگر اپنی چوٹی باندھے
ہو تو کھولنا واجب ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ واجب نہین لیکن احتیاط اسمین ہی کہ کھولے **ف** در مختار مین اسکو لکھا ہی کہ کھولنا مرد کو واجب ہی

موجبات غسل کا بیان

فصل بیان مین اون چیزون کے جن سے غسل لازم آتا ہی

[illegible]

انزال ہوا غسل ہمارے نزدیک واجب نہین اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہوا **ف** امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہی کہ فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی یعنی نہانا پانی سے ہی یعنی منی کے نکلنے سے ہی روایت کیا اسکو مسلم نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے
اور یہ حدیث منسوخ ہوگئی ہی اور دلیل ہماری یہ ہی کہ اس حدیث مین مراد وہی پانی ہی جو شہوت سے نکلے کیونکہ الف لام اِنَّمَا الْمَاءُ
مین دلالت کرتا ہی اس بات پر اور بھی دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہمسے محمد بن یحیی
نے کہا اونھون نے حدیث بیان کی ہمسے ابو حنیفہ نے کہا اونھون نے حدیث بیان کی ہمسے عکرمہ نے انھون نے عبداللہ بن
سولی سے اونھون نے اپنی مان سے کہ پوچھا اونکی مان نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے مذی کو پس کہا کہ ہر نر مذی کرتا ہی
اور تحقیق کہ ایک مذی ہی اور ایک ودی اور ایک منی لیکن مذی تو وہ ہی کہ مرد اپنی عورت سے کھیلے سو ظاہر ہوجاوے اوسکے اوپر کچھ یعنی کچھ پانی
تو دھووے ذکر اور خصیون اپنے کو پھر وضو کرے اور غسل نکرے اور لیکن ودی تو وہ ہوتی ہی بعد پیشاب کے دھووے ذکر اپنے کو اور وضو کرے
اور غسل نکرے اور لیکن منی تو وہ پانی بڑا ہی اوس سے شہوت ہی اور اوسمین غسل ہی اور عبدالرزاق نے مصنف مین قتادہ اور عکرمہ
سے بھی ایسی ہی روایت کی ہی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ **ص** اور امام ابی یوسف کے نزدیک فقط اسی عضو سے بشہوت نکلے اگرچہ وقت جدا ہونیکے
شہوت نہو تو اگر منی اپنی جگہہ یعنی پشت سے بشہوت جدا ہوئی اور اوس شخص نے قبل اسکے کہ نکلے سر عضو کا تھاما یہان تک کہ شہوت جاتی
رہی بعد اوسکے منی بغیر شہوت کے نکلی امام محمد اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب نہوگا
اور اگر پیشاب سے پہلے غسل کیا بعد اسکے پھر بقیہ منی نکلی طرفین کے نزدیک غسل پھر واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک دوسری مرتبہ غسل واجب نہوگا
اور ایسا ہی اگر خواب مین ہووے غسل واجب ہوگا اور مرد عورت سب برابر ہین اور ایک روایت مین امام محمدؒ سے منقول ہی کہ اگر عورت کو احتلام
اور لذت وغیرہ یاد ہو اور تری نہ دیکھے غسل واجب ہی اور شمس الایمہ نے کہا کہ اس روایت پر عمل نہ کیا جاویگا **ف** اگر سوتے مین ایسا نہوا یعنی
جاگ کے فقط پانی دیکھا تو اوسکا بیان آگے آتا ہی اور اگر سوتے مین یہ باتین سب دیکھین تو اوسکو احتلام کہتے ہین تو اس صورت مین اگر تری
دیکھیگا غسل واجب ہوگا برابر ہی کہ مرد ہو یا عورت کیونکہ روایت کی بخاری اور مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے
کہ ای رسول اللہ نہین حیا کرتا ہی حق سے سو کیا عورت پر ہی جب کہ دیکھے غسل فرمایا کہ ہان جب کہ دیکھے پانی کو آخر حدیث تک اور روایت ہی انس رضی
اللہ عنہ سے کہ پوچھا ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت سے کہ دیکھے خواب مین جیسا کہ دیکھتا ہو مرد خواب مین سو فرمایا آپنے
کہ جب ہوا اوس سے جو ہوتا ہی مرد سے سو چاہیے کہ غسل کرے روایت کیا اسکو مسلم نے نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی کہ معنی اسکے یہ مین
کہ اوس سے منی نکلے جیسا کہ مرد جب اوس سے منی نکلتی ہی غسل کرتا ہی اور اجماع مسلمانون کا اس بات پر ہی کہ جب احتلام ہوا اور تری دیکھے غسل
لازم آویگا اور روایت کی ابن ماجہ اور بیہقی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جاگے ایک تم مین کا
خواب مین سے اور تری دیکھے اور احتلام اوسکو یاد نہو غسل کرے اور جب یاد کرے احتلام کو اور تری نہ دیکھے تو اوسپر غسل لازم نہین اور
سیوطی جمع الجوامع مین لائے ہین کہ روایت ہی انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پاوے عورت بیچ خواب کے
جو پاتا ہی مرد تو غسل کرے روایت کیا اسکو سمویہ نے اور ایک روایت اوسمین ہی خولہ بیٹی حکیم رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے نہین ہی عورت پر غسل یہان تک کہ انزال نہو جیسا کہ نہین مرد پر غسل جب تک کہ انزال نہو روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور
روایت کی احمد اور ابن ماجہ اور نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ

اور انزال کرے تو چاہیے کہ غسل کرے اور وہ جو ہمنے روایت نقل کی ہی کہ جب عورت لذت وغیرہ دیکھے خواب مین اور تری نہ دیکھے تو غسل واجب ہی اور اسکو شمس الائمہ نے کہا کہ اسپر عمل نہ کیا جاویگا تو دلیل اوسکی یہ ہی کہ روایت ہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ انھون نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت دیکھے جیسے خواب مین جو مرد دیکھتا ہی تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب دیکھے تو غسل کرے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ مراد اس سے جو مرد دیکھتا ہی یعنی منی بھی دیکھے جیسا کہ دوسری روایت مین تصریح سے آیا اونھی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرے جب دیکھے پانی کو واللہ اعلم وعلمہ اتم **فصل** دوسرے ختنہ غائب ہوجانا ذکر کا قبل یا دبر مین اس صورت مین غسل دونون پر یعنی فاعل و مفعول پر واجب ہوگا **ف** کیونکہ روایت ہی سنن ابن ماجہ مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ مل جاوین دونون ختنے غسل واجب ہوتا ہی اور روایت کی طحاوی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ملتے تھے دونون ختنے نہاتے تھے اور صحیحین مین روایت ہی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیٹھے ایک تم مین کا درمیان چارون کونون کے یعنی اپنی عورت کے پھر جماع کرے اوس سے تو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور اگرچہ انزال نہو اور روایت کی ابو داؤد اور ترمذی اور احمد اور ابن ماجہ نے مانند اسکے اور روایت کی ایسی ہی ترمذی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور طبرانی نے رافع بن خدیج سے اور ابی امامہ سے اور روایت کی شیرازی نے القاب مین مانند اسکے اور طحاوی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قول ونکا اور روایت کی دارقطنی نے افراد مین ابی ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تجاوز کر جاوے ختنہ ختنہ سے انزال ہو یا نہو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور سعید بن منصور نے اپنے سنن مین مانند حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے روایت کی ہی اور یہ جو حدیث ہدایہ مین لکھی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب مل جاوے ختنہ ختنہ سے اور غائب ہوجاوے سر ذکر تو تحقیق غسل اسمین واجب ہوا انزال ہو یا نہو تو روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اوسط مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور عبد اللہ بن وہب نے مسند اپنی مین اور روایت کی احمد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ مل جاوے ختنہ ختنہ سے اور چھپ جاوے سر ذکر تو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین اگر اس جگہہ کوئی کہے کہ یہ حدیث مخالف ہی اوس حدیث کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی یعنی غسل پانی سے ہی یعنی منی نکلنے سے ہی روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور مسلم اور دارمی اور احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ یہ حکم ابتداے اسلام مین تھا اب یہ حدیث منسوخ ہوگئی اوس سے جو روایت کی احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا اونھون نے کہ یہ حکم کہ پانی پانی سے ہی تھا رخصت اول اسلام مین پھر منع کیا گیا اس سے یعنی رخصت جاتی رہی صحیح کیا اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور کہا اسمٰعیلی نے کہ وہ صحیح ہی اوپر شرط بخاری کے اس جگہہ اگر کوئی کہے کہ ابن ہارون اور دارقطنی نے یقین کیا اور کہا کہ زہری نے نہین سنا اس حدیث کو سہل سے اور کہا حافظ ابن حجر نے کتاب ابو داؤد مین ایسا واقع ہوا ہی کہ معلوم ہوتا ہی اوس سے یہ حدیث منقطع ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ سند ابو داؤد کی صحیح ہی اسواسطے کہ تصریح کی ہی کہ خبر دی مجھکو ایک ثقہ نے یا اوس شخص نے جس سے مین راضی ہون حدیث صحیح ہوگئی اور یہ بات اسکو مستلزم نہین کہ سند ابن ماجہ اور احمد کی منقطع ہو کیونکہ ممکن ہی کہ زہری نے سنا ہو اوسکو کسی ثقہ کے واسطے سے سہل سے پھر ملاقات کی سہل کی تب حدیث کی اونسے تو اب اعتراض دفع ہوگیا وباللہ التوفیق وہو خیر الرفیق **فصل** تیسرے دیکھنا جاگنے والے کا منی یا مذی کو اگرچہ احتلام یاد نہووے **ف** کیونکہ ... تاکہ جاگے ایک تم مین کا اور دیکھے تری اور احتلام یاد نہو تو اوسپر غسل ہی روایت کی مانند اسکے ابن ماجہ اور ابو داؤد

اور ترمذی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور مرد عورت مشتبہ ابہین اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلق تری ارشاد فرمائی تو
اس سے معلوم ہوا کہ مذی ہو یا منی کیونکہ دونون مین تری ہوتی ہی اور کیونکہ احتمال ہو کہ منی بسبب حرارت بدن کے رقیق ہو گئی ہو اور مثل
مذی کے دکھائی دینے لگی ہو اور تفصیل اسکی خوب اوپر گذری فقط **ص** چوتھے منقطع ہونا حیض اور نفاس کا **ف** بیان حیض و
نفاس کا آگے آویگا اور منقطع ہونے سے مراد یہ ہو کہ جب عورت حیض و نفاس سے پاک ہووے تو غسل کرنا اوسپر فرض ہوتا ہی اور یہ حکم
اسواسطے ہو کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطَّهَّرْنَ ساتھ تشدید طا کے اور ہا کے یعنی نہ قریب ہو تم اون سے یہانتک
کہ وہ خوب پاک ہو لین یعنی غسل کرین اور یہ قرات عاصم اور کسائی کی ہی اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک اس قرات مین بھی اور
جب یہ آیت بتخفیف پڑھی جاتی ہی معنی یہی ہوتے ہین کہ یہانتک کہ غسل کرین اور یہ آیت تو دلیل اس بات کی ہوئی کہ حیض سے غسل فرض
ہو لیکن نفاس سے تو سبب اس بات کے کہ اسپر اجماع ہی اور اجماع حجت قاطع ہی کیونکہ حضرت نے فرمایا لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ
یعنی نہین جمع ہوگی امت میری گمراہی پر اور اسی طرح معلوم ہو چکا ہی کتب اصول سے اور روایت کیا اس حدیث کو طبرانی اور ترمذی
اور ابو داؤد اور ابن ابی عاصم اور حافظ ضیاء اور ابن جریر اور حاکم اور ابو نعیم اور ابن مندہ نے اور احمد اور ابن ابی خیثمہ نے ابو مالک
اشعری اور ابن عمر اور ابی بصرہ غفاری وغیرہم سے بالفاظ مختلفہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے
فرمایا ہی کہ جسکو مسلمان قبیح دیکھین وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہی اور جسکو مسلمان اچھا دیکھین وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہی روایت
کیا اسکو بزار اور ابو داؤد طیالسی اور ابو نعیم اور بیہقی نے اور روایت کیا احمد نے دوسرے جملے کو فقط وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ
ص اور اگر عورت کافرہ بعد انقطاع یعنی بند ہونے خون کے مسلمان ہوئی غسل اوسکے اوپر واجب نہوگا اور بعد جنابت کے
اگر مسلمان ہوئی غسل واجب ہوگا **ف** دلیل اسکی شرح وقایہ وغیرہ مین مذکور ہی **ص** اور چارپائے کے وطی کرنے سے غسل واجب نہوگا
اور غسل مستحب ہی واسطے جمعے کے یعنی نماز جمعے کے نہ واسطے دن جمعے کے اور یہی صحیح ہی **ف** امام شافعی و امام ابو حنیفہ صاحب
کے نزدیک غسل دن جمعے کے سنت ہی اور یہی روایت ہی احمد سے اور امام مالک کے نزدیک واجب ہی امام مالک کہتے ہین کہ روایت ہی
یعنی صحیح بخاری و جامع ترمذی و موطا اور سنن نسائی مین عبد اللہ بیٹے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی آوے تم مین
سے دن جمعے کے تو چاہیے کہ غسل کرے اور روایت کی بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غسل جمعے کا واجب ہی ہر بالغ پر اور سنن ابن ماجہ مین روایت ہی کہ فرمایا حضرت نے بیچ ایک جمعے کے
جمعون سے کہ اے گروہ مسلمانون کے یہ وہ دن ہی کہ اللہ تعالی نے اسکو عید کیا ہی سو غسل کرو آخر حدیث تک اور روایت کی مالک نے
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے کہ غسل دن جمعے کے واجب ہی اوپر ہر بالغ کے مانند غسل جنابت کے اور یہ سب حدیثین
صحیح ہین اور روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو صحیح مسلم مین کئی طریقون سے اور کہا مجد الدین فیروزآبادی نے کہ حدیث
واجب ہونے غسل کی بہت صحیح ہی اور مالک نے نافع سے اونھون نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اوس حدیث کو کہا بخاری
رحمہ اللہ نے کہ یہ اصح الاسانید ہی اور یہ تو دلیلین اونکی ہین جو کہتے ہین کہ غسل دن جمعے کے وا[illegible] کہتے ہین کہ واجب نہین حجت پکڑتے ہین
اوس سے کہ روایت کی ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور احمد اور بیہقی اور ابن ابی [illegible] اور ابن عبد البر نے استذکار مین سمرہ
رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے وضو کیا دن جمعے کے تو [illegible] اور جس نے غسل کیا پس نیک کیا

اور غسل افضل ہی کہا ترمذی نے کہ اس باب مین روایت ہی ابی ہریرہ اور عایشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے اور کہا کہ حدیث سمرہ رضی اللہ عنہ کی حسن ہی اور روایت کی ہی بخاری اور مسلم اور ترمذی اور مالک اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھتے تھے دن جمعے کے کہ ناگاہ ایک شخص آیا جو مہاجرین سے اور ایک روایت مین ہی کہ عثمان رضی اللہ عنہ آئے سو پکارا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اور کہا کہ یہ کیا وقت ہی آنے کا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کام نے مجکو مشغول رکھا تھا آج کے روز اور مین گھر نہین گیا تھا کہ ناگاہ آواز اذان کی سنی اوسی راہ سے مین مسجد مین آیا اور کچھہ دیر نہ کی مینے مگر واسطے وضو کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فقط وضو ہی تمنے کیا اور حضرت نے حکم کیا ساتھہ غسل کے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر نہ لوٹے اور نماز پڑھی اور عمر رضی اللہ عنہ نے لوٹنے کا حکم نہین کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ غسل سنت ہی اور ایک حدیث سنن ابوداؤد مین ثابت ہی کہ کچھہ لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور کہا کہ کیا غسل دن جمعے کے واجب دیکھتے ہو تم فرمایا کہ نہین اور لیکن غسل زیادہ پاک کرنے والا ہی اور بہتر ہی اوسکے لیے جو غسل کرے اور جو شخص نکرے تو کچھہ اوسپر واجب نہین آخر حدیث تک اور کہتے ہین کہ مراد واجب سے اون حدیثون مین ضروری ہی نہ واجب اصطلاحی فقہی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطا مین لکھا ہی

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ حَمَّادٌ سَأَلْتُهُ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْغُسْلِ مِنَ الْحِجَامَةِ وَالْغُسْلِ مِنَ الْعِيدَيْنِ قَالَ إِنِ اغْتَسَلْتَ فَحَسَنٌ وَإِنْ تَرَكْتَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ الْحَدِيثَ

یعنی خبر دی مجکو محمد بن ابان بیٹے صالح نے اونھون نے سنا حماد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پوچھا مینے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے غسل دن جمعے اور حجامت اور عیدین سے اونھون نے کہا کہ اگر غسل کرے تو اچھا ہی اور اگر ترک کرے تو کچھہ تیرے اوپر نہین یعنی کچھہ الزام نہین لگانا ۱۲

اور بھی روایت کی صحیح مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اونھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے کہ وضو کیا سو اچھا کیا وضو کو پھر آیا جمعے کو اور سنا یعنی خطبہ اور چپ رہا بخشا جائیگا اوسکے لیے جو کچھہ کہ درمیان اوسکے اور درمیان جمعے کے ہی اور زیادہ تین دن آخر حدیث تک اور وہ جو ابوداؤد نے ابن عباس رض سے روایت کی ہی سند اوسکی صحیح ہی میرے نزدیک اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اکثر نہاتے تھے دن جمعے کے اور ترک کرتے تھے اوسکو اور اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ غسل سنت ہی واللہ اعلم اور کچھہ بیان اوسکا باب جمعے مین آویگا اور اس جگہہ بہت سی روایتین ہین کہ ذکر کرنا اونکا خالی طول سے نہین **ص** دوسرے دونون عیدون کے واسطے یعنی عیدالفطر اور عیدالضحی مین **ف** جاننا چاہیے کہ عیدین کے غسل مین کوئی حدیثین ہین لیکن ضعف سے خالی نہین ہین پہلے تو یہ کہ روایت ہی فاکہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے کہ صحابی ہونا اون کا مشہور ہی کہا اونھون نے کہ تھے حضرت غسل کرتے تھے دن جمعے اور دن عید فطر کے اور دن نحر اور روز عرفے کے روایت کیا اسکو امام احمد اور ابوداؤد اور طبرانی نے اپنی معجم مین اور سنن ابن ماجہ مین اور مسند بزار مین بھی مروی ہی شیخ ابن الہمام نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہی ایسا ہی ذکر کیا نووی نے اور روایت کی ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تھے حضرت کہ غسل کرتے تھے دن عید فطر اور دن عید اضحی کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہی اور سیوطی نے جمع الجوامع مین لکھا ہی کہ زیاد بن [illegible] نے کہا ایک قوم کو کہ جو فعل مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا وہی تمسے دیکھا مگر یہ کہ تم غسل نہین کرتے ہو بیچ عید کے روایت کیا اسکو ابن مندہ نے اور ابن عساکر نے اور کہا کہ صحیح ہی عیاض سے اور زیاد کہنا محفوظ نہین۔ انتہی تو اسمین یہ کلام ہی کہ ابن عساکر

کی روایات کا اعتبار نہین جب تک رجال سند معلوم نہون اور اکثر احادیث ضعیفہ بھی ہوا کرتی ہین ان کتابون مین اور مجدالدین فیروزابادی نے لکھا ہی کہ اس باب مین دو حدیثین آئین ہین یعنی ایک حدیث ابن عباسؓ کی اور ایک حدیث فاکہ رضی اللہ عنہ کی جو دونون ہمنے اوپر نقل کین یہ دونون ضعیف ہین اور بعض محققین رحمہم اللہ نے کہا ہی کہ ہمنے سوا حدیث عیاض اور فاکہ کے تیسری حدیث اس باب مین نہین پائی البتہ روایت ہی مؤطا مین ساتھ سند صحیح کے عبداللہ بیٹے عمر رضی اللہ عنہما سے کہ جب وہ واسطے نماز عید کے نکلتے تھے غسل کرتے تھے پہلے اسکے کہ جائین لیکن یہ بات ہی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرتؐ کی تابعداری بہت کرتے تھے اور ذراسی بات بھی جو حضرتؐ نے نہین کی ہوتی تھی نہین کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ انھون نے حضرتؐ کو غسل کرتے دیکھا ہوگا جیسا کہ فیروزابادی نے کہا لٰكِنْ صَحَّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَغْتَسِلُ لِكُلِّ عِيدٍ وَشِدَّةُ مُبَالَغَتِهِ لِمُتَابَعَةِ السُّنَّةِ يَقْتَضِي أَنَّ الْحَدِيثَ فِي هٰذَا الْبَابِ صَحِيحٌ یعنی صحیح ہوا ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ غسل کرتے تھے واسطے عید کے اور شدت مبالغہ اونکا واسطے متابعت سنت کے چاہتا ہی اس بات کو کہ حدیث اس باب مین صحیح ہی فقط وَاللهُ أَعْلَمُ اور روایت کی ترمذی اور دارمی نے زید بن ثابت سے اور کہا کہ حسن ہی کہ حضرتؐ نے کپڑے اوتارے واسطے لبیک کہنے کے یعنی واسطے احرام کے ۱۲ اور غسل کیا تو اس سے سنت ہونا غسل احرام کا ثابت ہوتا ہی مگر یہ ہی کہ عموم اسمین نہین بلکہ اس سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ ایکبار کیا تو غسل مستحب ہوجاویگا نہ کہ سنت ایسا ہی کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین هٰذَا مَا ظَهَرَ لِي الْآنَ لَعَلَّ اللهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا ص تیسرے واسطے احرام کے **ف** احرام کے واسطے غسل کرنا ایمۂ اربعہ کے نزدیک مسنون ہی اور دلیل اسکی بھی گذری اور روایتین اس باب مین صحیح ہین اور بیان اسکا حج کے باب مین آویگا ص چوتھے دن عرفہ کے **ف** کیونکہ اوپر ہمنے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے دن جمعے کے اور عید فطر اور عید نحر اور روز عرفہ کے روایت کیا اسکو بزار نے اور طبرانی نے اور ابن ماجہ نے اور ابوداود اور احمد وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین نے اور یہ بھی ضعیف ہی

باب پانی کے بیان مین جس سے وضو جائز ہی اور جس سے جائز نہین

جائز ہی وضو مینہ کے پانی سے اور چشمے سے یعنی زمین کے پانی سے مثل کنوئین وغیرہ کے **ف** اسواسطے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ یعنی اور اللہ تعالی اوتارتا ہی پانی آسمان سے تاکہ پاک کرے تمکو اوس سے اور فرمایا وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا یعنی اور اوتارا ہمنے آسمان سے پانی پاک کرنے والا یہ آیتین دلالت کرتی ہین آسمان کے پانی کے پاک ہونے پر اور زمین کے پانی کے پاک ہونے پر کہ کنوئین ہین دلیل یہ ہی جو روایت کی ابوداود اور ترمذی نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہم سے کہ پوچھا گیا حضرتؐ سے کہ کیا وضو کرین ہم کوئین بضاعہ سے اور وہ کنوان ہی کہ ڈالے جاتے ہین اوسمین کتے اور کپڑے حیض کے اور بدبودار چیزین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی پاک ہی نہین نجس کرتی ہی اوسکو کوئی چیز اور حسن کہا اس حدیث کو ترمذی اور ابن القطان رحمۃ اللہ علیہما نے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور نجاست پر اوسکے دلیل اجماع ہی جیسا کہ آگے آویگا اور ہدایہ مین جو حدیث لکھی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پاک ہی نہین نجس کرتی اوسکو کوئی چیز مگر جب بدل جاوے رنگ یا بو یا مزہ اوسکا تو روایت کیا اسکو بیہقی نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے جیسا کہ آگے آویگا اور پانی دریا کے پاک ہونے پر دلیل یہ ہی کہ روایت کی ترمذی اور ابن ماجہ اور ابوداود اور نسائی نے تحقیق کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ای رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم سوار ہوتے ہین دریا مین اور اوٹھاتے ہین اپنے ساتھ پانی تھوڑا تو اگر وضو کرین ہم پیاسے ہون کیا وضو کرین ہم دریا کے پانی سے تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ یعنی

دریا پاک ہی پانی اوسکا اور حلال ہی مردہ اوسکا کہا ترمذی نے کہ پوچھا مینے محمد بن اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کو تو کہا انھون نے
کہ حدیث صحیح ہی اور باقی تفصیل اسکی خوب شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین لکھی ہی **ص** اور برف کے پانی سے اگر جما ہوا نہو
اور اگر جما ہو تو جائز نہین **ف** کیونکہ جس صورت مین برف مانند پانی کے ہی تو حکم اوسکا پانی کا سا ہی وضو جائز ہوگا اور
جس صورت مین جمی ہوئی ہی تو وہ پانی مین داخل نہین کیونکہ پانی کی حقیقت مین بہنا بھی داخل ہی **ص** جائز ہی وضو اوس پانی سے
جو رکھے رکھے بدبودار ہوگیا ہو یا اوسکے کسی صفت کو پاک چیز نے مثل خاک یا اشنان یا صابون یا زعفران کے بدل دیا ہو **ف**
اسواسطے کہ ان سب پر پانی کا اطلاق آتا ہی اور روایت کی نسائی نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا روز فتح کے
ایک برتن سے کہ اوسمین اثر آٹے کا تھا اور تفصیل فتح القدیر مین ہی **ص** اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر پاک چیز ایسی ہو کہ پاک کرنا
اوس سے مقصود ہوتا ہی تو وضو اوس سے جائز ہی مگر یہ کہ غالب ہو جاوے اوپر پانی کے مثلاً گاڑھا کردے اور اوسکی رقت اور سیلان
یعنی بہنے کو کھو دے تو وضو اوس سے جائز نہین اور اگر وہ چیز ایسی نہو یعنی اوس سے پاک کرنا مقصود نہو تو اس صورت مین اونسے دونون
روایتین ہین ایک روایت مین غلبہ شرط ہی یعنی اگر غلبہ پانی پر نکرے تو وضو جائز ہی اور ایک روایت مین غلبہ شرط نہین یعنی چاہیے
غالب ہو جاوے نہو وضو اوس سے جائز نہین اور امام شافعی کے نزدیک اگر وہ چیز کہ پانی مین مل گئی ہی زمین کی قسم سے نہین تو وضو اوس پانی سے
جائز نہین اگرچہ غالب نہووے **ف** اور احتیاط اسمین ہی جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہی **ص** اگر پانی جاری مین کوئی چیز
نجس پڑ جاوے اور اثر اوسکا یعنی رنگ بو مزہ نہ بدلے وضو اوس سے جائز ہی **ف** اسواسطے کہ نجاست اوسمین نٹھہریگی بلکہ بہ جاویگی
ایسا ہی ہدایہ مین ہی واللہ اعلم بالصواب **ص** پوشیدہ نرہے کہ جاری کسکو کہتے ہین علما کا اسمین اختلاف ہی بعضون کے نزدیک پانی جاری
اوسے کہتے ہین کہ گھانس اور تنکے وغیرہ کو بہا لیجاوے **ف** اسی کو صاحب شرح وقایہ نے اختیار کیا ہی اور بعضون نے کہا کہ پانی جاری
وہ ہی کہ جسکو لوگ جاری سمجھین اور اسی کو درمختار کے متن مین اختیار کیا ہی اور حق میرے نزدیک یہ ہی کہ جاری اوسے کہتے ہین کہ مطلق جریان
اوسمین پایا جاتا ہو اگرچہ کیسا ہی ضعیف ہو واللہ اعلم **ص** تو اگر ندی اوپر سے روک دی جاوے اور پانی ہمان سان نکلتا ہو وضو اوس سے جائز ہی
کیونکہ وہ پانی جاری ہی اور پانی ضعیف مین جو آہستہ بہتا ہی اس طرح پر وضو کرے کہ پھر پانی مستعمل کو نہ اوٹھالیوے یا دو چلو کے بیچ مین اتنی
دیر کرے کہ پانی مستعمل بہ جاوے اور مستعمل پانی کا بیان آگے آجاویگا **ف** کیونکہ پانی مستعمل نجس ہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
اور اوسکا ذکر آگے ہم کرینگے **ص** اگر حوض دہ در دہ سے کم ہو اور ایک طرف سے اوسمین پانی آتا ہی اور دوسری طرف سے نکلتا جاتا ہی
ہر طرف مین اوس حوض کے وضو جائز ہی اور اسی پر فتوی ہی **ف** درمختار مین ہی بہ یفتی یعنی اسی پر فتوی ہی **ص**
اور بعضون کے نزدیک اگر چار در چار ہی یا کم تو جائز ہی اور اس سے زیادہ مین جائز نہین اور اگر پانی بدبودار ہووے اور معلوم ہو جاوے
کہ بو اوسکی نجاست سے ہی وضو اوس سے درست نہین اور اگر معلوم نہووے تو وضو جائز ہی کیونکہ کبھی بو بسبب زیادہ رکھنے کے ہوجاتی ہی
واللہ اعلم اور اگر مرا ہوا کتا رواں ندی مین پڑا اور اوسکے عرض کو بند کیا اور پانی کتے کے اوپر جاری ہی اگر وہ پانی جو
کتے سے ملا ہوا ہی کم ہی اوس پانی سے جو کتے سے الگ ہی اوسکے نشیب مین وضو جائز ہی ورنہ نہین جائز ہی فقیہ ابو جعفر نے کہا ہی
کہ ہمنے اسی پر اپنے مشایخ کو پایا ہی اور امام ابی یوسف سے مروی ہی کہ اگر کوئی وصف پانی کا نہین بدلا ہی تو اوس سے وضو کرنے مین کچھ
خوف نہین اور اگر پانی مین ایسا جانور مر جاوے کہ پانی مین پیدا ہوتا ہی اور اوسمین جیتا ہی جیسے مچھلی اور مینڈک وضو اوس سے جائز ہی

ف ان چیزون کے مرنے سے اسواسطے پانی نہین نجس ہوتا کہ ان جانورون کی جگہہ بھی پانی ہی ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ نے
اور عاقل پر مخفی نہین ہے کہ اس سے لازم یہ آتا ہی کہ اگر درندہ خشکی مین مر جاوے تو چاہیے کہ نجس نہو کیونکہ درندے کا مقام خشکی ہی لیکن اسکا جواب
یون ہوسکتا ہی کہ معدن سے مراد وہ ہی کہ بغیر اوسکے جی نہین سکتا اور ایسا معدن درندے کا خشکی نہین وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور دوسری دلیل
ہدایہ مین اسکی یون لکھی ہی کہ انمین خون نہین کیونکہ جو جانور کہ دموی ہی پانی مین نہین رہتا ہی اور جب خون نہوا تو پانی نجس نہوگا کیونکہ خون ہی
نجس کرنے والا ہی کہا شیخ ابن الہمام نے هٰذَا التَّعْلِيْلُ هُوَ الْاَصَحُّ اور اگر پانی کے سوا اور مین مثل سرکے وغیرہ کے اگر یہ چیزین
مر جاوین تو بعضون نے کہا کہ سوا مچھلی کے اور مین نجس ہوویگا اور بعضون نے کہا ہی کہ کسی مین نجس نہین ہوگا اور یہی صحیح ہی کذا فی الہدایہ
ص اور اگر پانی مین ایسا جانور مرا جسمین بہتا خون نہین جیسے مچھر اور مکھی وضو اوس سے جائز ہی کیونکہ خون جو نجس ہی وہ بہتا ہی خون ہی
ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تمہارے پانی مین مکھی گر پڑے تو چاہیے کہ اوسکو ڈبوے پھر اوسکو نکال ڈالے
اسواسطے کہ ایک پر مین اوسکے مرض ہی اور دوسرے پر مین شفا ہی روایت کیا اسکو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے خون کے حیوان کے مرنے سے پانی ناپاک نہین ہوتا اور یہ دلیل لانا اوس سے
اچھا ہی جو دلیل لائے ہین صاحب ہدایہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حلال ہی کھانا اوسکا اور پینا اوسکا اور وضو اوس سے
اور پوری حدیث یون ہی کہ روایت کی دارقطنی نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا یا پینا اگر جاوے
ایسے جانور جسمین خون نہین اور مر جاوے تو اوسمین تو وہ حلال ہی کھانا اوسکا اور پینا اوسکا اور وضو اوس سے کہا دارقطنی نے نہین مرفوع
کیا اس حدیث کو مگر بقیہ نے سعید بن سعید زبیدی سے اور وہ ضعیف ہی اور ابن عدی نے کہا کہ سعید مجہول ہی شیخ ابن الہمام نے
کہا کہ بقیہ بھی ایسا ہی ہی روایت کی اس سے بہت امامون نے مثل حماد اور ابن المبارک اور یزید بن ہارون اور ابن عیینہ اور وکیع اور
اوزاعی اور اسحق بن راہویہ اور شعبہ وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے اور روایت کی اوس سے جماعت نے مگر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مین کہتا ہون
کہ پوچھے گئے یحیی بن معین بقیہ اور اسمعیل بن عیاش سے پس کہا کہ کِلَاهُمَا صَالِحَيْنِ یعنی دونون اچھے ہین اور کہا ابوزرعہ رازی نے کہ
بقیہ میرے نزدیک اچھا ہی اسمعیل بن عیاش سے اور سعید بن سعید کہا ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذکر کیا اوسکو خطیب نے اور کہا کہ نام اوسکے
باپ کا عبد الجبار ہی اور وہ ثقہ تھے تو اب جہالت جاتی رہی اور حدیث باوجود اسکے حسن سے کم نہوگی تو معلوم ہوا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث
جو اوپر ہمنے ذکر کی اس سے زیادہ اور بہت صحیح ہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پانی نجس ہو جاتا ہی ف
اور قول اول جو مذہب امام صاحب کا ہی صحیح ہی ص جو پانی درخت یا میوے سے نچوڑا جاوے جیسے پانی ریواج کا درخت سے
نچوڑا جاتا ہی اور پانی سیب اور انار کا کہ میوے سے نچوڑا جاتا ہی وضو اوس سے جائز نہین اور اگر خود درخت سے ٹپکے جائز ہی ف
کیونکہ اسپر پانی مطلق نہین بولا جاتا ہی مثلا جو کوئی سرکہ پیے تو یہ نہین کہا جاویگا کہ فلانے نے پانی پیا اور قرآن شریف مین حکم ہی کہ
جب پانی نپاؤ تو تم تیمم کرو ص اور وضو اوس پانی سے جسپر کوئی چیز غالب آجاوے اسطرح پر کہ پانی کو اوسکی طبیعت سے نکال دیوے
یا پکانے کے سبب سے غالب ہو جاوے جیسے کہ پانی باقلے کا ف ہدایہ مین ہی کہ باقلے کے پانی سے مراد وہ ہی جو پانی کہ غالب آگئی ہو اوسپر
کوئی چیز پکانے کے سبب سے ص یا شوربا جائز نہین اور اگر پتے درخت کے پانی مین پڑے اور اوسکا رنگ یا کوئی وصف بدل گیا وضو
اوس سے جائز نہین کیونکہ وہ مانند پانی باقلے کے ہی ف ہدایہ مین ہی کہ جو پانی بغیر پکنے کے بدل گیا ہو تو اوس سے وضو جائز ہی

اور بات قلے کے معنی جو صاحب ہدایہ نے بیان کیے شاید وہ شارح وقایہ نے مراد نہین لیے واللہ اعلم **ص** اور جو پانی بہتا نہین اوسمین اگر
نجاست پڑی برابر ہی کہ تھوڑا ہو یا بہت وضو اوس سے جائز نہین **ف** جاننا چاہیے کہ یہان تین مذہب مین پہلے تو یہ ہے کہ پانی جو
جاری نہین اوسمین اگر نجاست پڑیگی تو نجس ہوجائیگا پانی تھوڑا ہو یا بہت مگر جب کہ وہ حوض دہ در دہ ہو اور اوسکا ذکر آگے آویگا
تو اس صورت مین مانند جاری کے ہوگا اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی دوسرا مذہب یہ ہی کہ اگر دو مٹکے پانی ہو تو نجس نہوگا اور یہ مذہب
امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا ہی اور تیسرا مذہب یہ ہی کہ پانی تھوڑا ہو یا بہت جب تک کہ اوسکا کوئی وصف نہ بدلے پانی
نجس نہوگا اور یہ مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہی امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہی کہ روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم
اور ترمذی اور ابوداود رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پیشاب کرے ایک تم مین کا بیچ
اوس پانی کے جو جاری نہو پھر غسل کرے اوسمین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ غسل کرے کوئی تم مین سے بیچ پانی دائم کے اور وہ
جنب ہو کہا کہ کس طرح کرے اے ابا ہریرہ کہا کہ لے اوس سے لینے کر یعنی کسی برتن سے مثلا لے کر اپنے اوپر پانی ڈالے اور حضرت نے منع کیا ٹہرے ہوئے
پانی مین پیشاب کرنے سے روایت کیا ان دونون کو مسلم نے اپنی صحیح مین اور اس حدیث کو صحیح کیا بہت لوگون نے روایت کیا اسکو مسلم نے
کئی طریقون سے اور بخاری نے بھی اور چارون عالمون نے اور طحاوی اور طبرانی وغیرہم نے بھی اور یہ حدیث مشہور ہی اور اس حدیث سے یہ معلوم
ہوتا ہی کہ جو پانی جاری نہین وہ نجس ہوجاتا ہی ورنہ منع کرنے سے کچھ فائدہ نہوگا اور بھی روایت ہی صحیحین مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ جاگے کوئی تم مین سے اپنے خواب سے سو نہ ڈالے ہاتھ اپنا بیچ برتن کے یہان تک کہ دھووے اوسکو تین بار کیونکہ وہ نہین جانتا
کہ کہان رہا ہاتھ اوسکا اور یہ حدیث بہت طریقون سے مروی ہی اور روایت کیا اسکو مسلم نے دس طریقون سے اور روایت کیا اسکو ترمذی نے
اور کہا کہ حسن صحیح ہی اور اس باب مین روایت ہی ابن عمر اور جابر اور عایشہ رضی اللہ عنہم سے اور بھی روایت کیا اسکو ابوداود اور نسائی
اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور یہ بھی حدیث مشہور ہی اور بھی روایتین مؤید اسکی کنوئین کے باب مین آوینگی اور امام شافعی کے مذہب کی دلیل یہ ہی
کہ روایت ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا انھون نے پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس پانی سے جو کہ ہوتا ہی جنگلون مین اور پیتے ہین
اوس سے پانی چارپائے درندے فرمایا آپ نے کہ جب ہو پانی قلتین نہ اوٹھائیگا ناپاکی اور روایت کیا اسکو احمد اور ابوداود اور ترمذی
اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن خزیمہ اور دارقطنی اور بیہقی وغیرہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ اور جابر
اور ابی ہریرہ وغیرہم سے اور ایک روایت مین ابوداود کی ہی کہ وہ نجس نہوگا اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے اول کتاب مین
چون مسندون سے نو مسندون مین اس لفظ سے لائے ہین إِذَا كَانَ الْمَاءُ أَرْبَعِينَ قُلَّةً یعنی جب ہووے پانی چالیس قلہ اول
ان نو کا حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہی اور اسکو ضعیف کیا اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بعض طریقون مین لم ینجس ہی اور
بعضون مین لم ینجسہ شیء اور پینتالیس اور طریقے مین ایک اونمین سے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ساتھ اس لفظ کے
إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ اور باقی ایک دوسرا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ساتھ
اس لفظ کے إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَصَاعِدًا لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور بعض ایسے
مین تو ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور بعض مین عن ابن عمر عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور چالیس
قلون کی روایت ابن منکدر نے بھی کی ہی اور ابن ماجہ کی روایت مین ہی قلتین او ثلاثا یعنی قلتین ہون یا تین اور بھی

روایت کی ابن عدی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پہونچ جاوے پانی چالیس قلے پر نہ احتمال رکھے گا نجاست کا اور کہا ابن عدی نے کہ یہ حدیث صحیح نہیں غلط کیا ہی اسمین قاسم بن عبد اللہ عمری نے اور سیوطی نے اوسکا استدراک کیا اور کہا کہ روایت کیا اسکو دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اوسکو عقیلی نے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے ساتھ سند صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قَالَ اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ اَرْبَعِيْنَ قُلَّةً لَمْ يَنْجَسْ یعنی جب پہونچے پانی چالیس قلّہ نہین نجس ہوگا اور بعض روایتون مین ہی اَرْبَعِيْنَ غَرْبًا اور بعضون مین اَرْبَعِيْنَ دَلْوًا سوا حدیث کی لفظون مین اضطراب ہوا اور بھی بعض حدیثون مین آیا ہی لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ اور بعضون مین لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ اور بھی سند مین اسکی اختلاف ہی ابی اسامہ سے کبھی تو کہتے ہین عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ اور کبھی کہتے ہین عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ اور جواب اسکا یہ ہی کہ جائز ہی کہ ابی اسامہ نے دونون سے سنا ہو اور بھی اس حدیث مین ابی اسامہ نے کہا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اور وہ ہی عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اور اسکا یہ جواب ہی کہ وہ دونون بیٹے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہین اور دونون نے روایت کی ہوگی اور بھی ان حدیثون مین ایک روایت مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور ایک مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور جواب اسکا یہ ہی کہ جائز ہی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے بھی سنا ہو اور آپ بھی سنا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکن اضطراب لفظی اس حدیث مین بیشک ہی کسی مین ہی قُلَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا کسی مین ہی اَرْبَعِيْنَ قُلَّةً کسی مین ہی اَرْبَعِيْنَ غَرْبًا کسی مین ہی اَرْبَعِيْنَ دَلْوًا کہا امام طحاوی نے وَلِاَنَّهُ رُوِيَ قُلَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا عَلَى الشَّكِّ یعنی ترک کیا ہمنے حدیث قلتین کو اسواسطے کہ وہ روایت کی گئی ہی دو قلّہ اور تین اگر کوئی کہے کہ چالیس قلون کی روایت ضعیف ہی تو اعتبار اوسی دو قلتین کا ہی جو اکثر روایات مین ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ دارقطنی نے تو مسندون مین اربعین قلۃ ذکر کیا ہی اونمین سے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ضعیف ہی اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی صحیح جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اور اضطراب لفظی تو ابہین پایا گیا اور اضطراب معنوی جو بعض لوگون نے بیان کیا ہی اور کہا ہی کہ ایک روایت مین ہی لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ یعنی نجس نکریگا اوسکو کچھ اور ایک مین لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ یعنی نہ اوٹھائیگا نجاست کو یعنی نجس ہوگا تو یہ کچھ نہین کیونکہ اکثر روایات کے یہ معنی کہنا مخالف ہی اور بعید ہی کیونکہ نجاست کا موقوف کرنا قلتین ہونے پر اسکی کچھ وجہ نہین واللہ اعلم تو ایک اضطراب سے یہ حدیث ضعیف ہوئی دوسرے ضعف اسنادی ہی اسمین بعض لوگون نے بیان کیا ہی کہا صاحب ہدایہ نے ضَعَّفَهُ اَبُوْ دَاوٗدَ اور بعض نسخ ہدایہ مین فی سننہ بھی ہی اور وہ غلط ہی کیونکہ سنن مین ابوداود کے کہین اسکا ذکر نہین کہا شیخ ابن الہمام نے وَقِيْلَ لَعَلَّهُ فِيْ غَيْرِ سُنَنِهِ یعنی کہا گیا کہ غیر سنن مین ابوداود کے ہی واللہ اعلم اور کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین وَمِمَّنْ ضَعَّفَهُ الْحَافِظُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَالْقَاضِيْ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اِسْحٰقَ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ الْعَرَبِيِّ الْمَالِكِيُّوْنَ یعنی جنہون نے ضعیف کیا اس حدیث کو اونمین سے ہین حافظ ابن عبد البر اور قاضی اسمعیل بن ابی اسحق اور ابوبکر بن العربی مالکی لوگون نے یعنی ان لوگون نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہی اور بدائع مین ہی عَنِ ابْنِ الْمَدِيْنِيِّ لَا يَثْبُتُ حَدِيْثُ الْقُلَّتَيْنِ یعنی روایت ہی ابن المدینی سے کہا انہون نے ثابت نہین ہوتی حدیث قلتین کی اور کہا صاحب قاموس نے سفر السعادت مین بَابُ اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ خَبَثًا قَالَ جَمَاعَةٌ لَمْ يَصِحَّ فِيْهِ حَدِيْثٌ یعنی باب قلتین مین کہا جماعت نے

کہ صحیح نہین ہوئی اوسمین کوئی حدیث اور بعضون نے کہا ہی کہ سفر السعادت مین ہی تحققہ بعض المحدثین وصححہ بعضہم
اور یہ غلط ہی کیونکہ سفر السعادت مین کہین اسکا نشان نہین پورہی عبارت اوسکی یون ہی باب اذا بلغ الماء قلتین لم یحمل
خبثا قال جماعة لم یصح فیہ حدیث وجماعة قائلون بصحتہ وقد اوردہ اکابر اہل الحدیث
فی مصنفاتہم انتہی اور زیلعی نے کہا حدیث قلتین حدیث ضعفہ جماعة المحدثین حتی قال
البیہقی من الشافعیة انہ غیر قوی وترکہ الغزالی والرویانی مع شدة اتباعہما للشافعی
رحمہ اللہ لضعفہ یعنی حدیث قلتین کی ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو ایک جماعت نے محدثین کی یہان تک کہ کہا بیہقی نے
کہ وہ قوی نہین اور ترک کیا اوسکو امام غزالی اور رویانی نے باوجود شدت اتباع اونکی کے واسطے امام شافعی رحمہ اللہ کے واسطے
ضعف اوسکے کے اور تمہید مین ہی ما ذہب الیہ الشافعی من حدیث قلتین مذہب ضعیف یعنی جس طرف
شافعی گئے ہین حدیث قلتین سے مذہب ضعیف ہی اور اسرار مین دبوسی کے ہی وہو حدیث ضعیف اور وہ حدیث ضعیف ہی
اور ان قولون مین ایک نظر ہی وہ یہ ہی کہ اس حدیث کا ضعف بسبب ضعف رجال کے ان لوگون نے مراد لیا ہی یا ضعف بسبب اضطراب کے اگر
ضعف بسبب اضطراب کے ہی تو مسلم ہی اور ضعف بسبب رجال کے ہرگز مسلم نہین کہا طحاوی نے خبر القلتین صحیح اسنادہ
ثابت یعنی خبر قلتین کی صحیح ہی اور اسناد اوسکی ثابت ہی اور کہا حاکم نے مستدرک مین صحیح علی شرط البخاری ومسلم
یعنی یہ حدیث صحیح ہی اوپر شرط بخاری اور مسلم کے اور کہا بیہقی نے ہذا اسناد صحیح موصول یہ اسناد صحیح ہی موصول ہی
اور صحیح کیا اوسکو دارقطنی وغیرہ نے اور کہا شیخ ابن القیم نے شرح ابی داود مین اما صحة سندہ فقد حکمنا لان رواتہ
ثقات لیس فیہم مجروح ولا متہم وقد سمع بعضہم من بعض ولہذا صححہ ابن خزیمة والحاکم
والطحاوی وغیرہم یعنی صحت سند اوسکی تو پائی گئی ہی واسطے کہ روایت کرنے والے اوسکے سب ثقہ ہین نہین ہی اونمین کوئی
مجروح اور نہ متہم اور سنا بعض اونکے نے بعض سے اور اسی واسطے صحیح کیا ہی اوسکو ابن خزیمہ اور حاکم اور طحاوی وغیرہم نے انتہی
البتہ اضطراب لفظی اسمین بہت واقع ہی اور وہ جو ہمنے چالیس قلون کی روایت جابر رضی اللہ عنہ محمد بن منکدر کی روایت سے نقل کی
بعض لوگون نے کہا ہی کہ جابر کہنا غلط ہی بلکہ صحیح عبد اللہ بن عمرو بن العاص ہی اور یہ غلطی قاسم عمری سے ہوا جو اوسکی اسناد مین ہی واقع ہوئی ہی
کیونکہ وہ ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو احمد اور بخاری اور یحیی ابن معین وغیرہم نے کہا بیہقی نے اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ
قال سمعت ابا علی الدقاق یقول حدیث محمد بن المنکدر عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا بلغ الماء اربعین قلة خطأ والصحیح عن محمد بن المنکدر عن عبد اللہ بن عمرو یعنی خبر دی مجکو
ابو عبد اللہ حافظ نے اونھون نے کہا سنا مینے ابا علی دقاق سے وہ کہتے تھے کہ حدیث محمد بن منکدر کی جابر رضی اللہ عنہ سے خطا ہی
اور صحیح محمد بن المنکدر سے انھون نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے ہی انتہی اور عبد الرزاق نے مصنف مین روایت کیا اس حدیث کو
محمد بن منکدر سے انھون نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہا عبد الرزاق نے اخبرنا الثوری ومعمر عن محمد بن المنکدر
عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور بھی روایت کی یزید بن ہارون نے عاصم بن منذر سے کہا کہ داخل ہوا مین ساتھ عبید اللہ
بن عبد اللہ بن عمر کے ایک باغ کو کہ اوسمین پانی تھا اور اوسمین ایک کھال مردہ اونٹ کی پڑی تھی سو وضو کیا اوس سے پس کہا مینے

کیا وضو کرتے ہو تم اوس سے اور اوسمین ایک کھال ہر رنہ اونٹ کی ہی سو حدیث بیان کی ہمسے اپنے باپ سے اونھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے جب پہونچ جاوے پانی برابر دو مٹکے کے یا تین کے نجس نکریگا اوسکو کچھ اور روایت کی ابو بکر نیشاپوری نے کہا حَدَّثَنِي أَبُو حُمَيْدٍ الْمِصِّيصِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي لُوطٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَصَاعِدًا لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ یعنی فرمایا ابن عباس نے کہ جب ہو پانی قلتین یا زیادہ نجس نکریگا اوسکو کچھ اور روایت کیا اوسکو ابو بکر بن عیاش نے ابان سے انھون نے ابو یحیی سے اونھون نے ابن عباس سے ایسا ہی قول اونکا اور ایک وجہ ترک کی اس حدیث کی یہ بھی ہی کہ قلے کے لغت مین بہت سے معنی ہین اور معلوم نہین کہ اس جگہ پر کونسے معنی مراد ہین قلے کے معنی لغت مین مشک کے ہین اور مٹکے کے اور چوٹی پہاڑ کے اور ہر چیز بلند کے اور معتبر اس مقام مین امام شافعی کے نزدیک دو قلے یعنی مٹکے ہجر کے ہین کہ نام ایک شہر کا ہی کہ وہان کے مٹکے بڑے بڑے ہوتے ہین اور اسکی تصریح حدیث مین آئی ہی جیسا کہ کہا شافعی نے أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الزَّنْجِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِإِسْنَادٍ لَا يَحْضُرُنِي ذِكْرُهُ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ خَبَثًا وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ بِقِلَالِ هَجَرَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ رَأَيْتُ قِلَالَ هَجَرَ فَالْقُلَّةُ تَسَعُ قِرْبَتَيْنِ أَوْ قِرْبَتَيْنِ وَشَيْئًا یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہو پانی دو قلے نہ اوٹھایگا نجاست کو اور کہا بیچ حدیث کے کہ قلے ہجر کے کہا ابن جریج نے دیکھا مینے قلون ہجر کو پس قلہ سماتا تھا دو مشکون کو یا کچھ زیادہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مینے کچھ زیادہ کے کہنے کے موافق اڑھائی مشک کرلی واسطے احتیاط کے اور بعضون نے دو مشک اور تہائی رکھا ہی اور امام شافعی صاحب کے مذہب مین موافق دو قلون کے پانچ مشکین ہوئین اور مشک حساب شرع کے پچاس سیر پانی ہی تو قلتین ڈھائی سو سیر پانی ہوا اور بعضون نے کہا ہی کہ مقدار ایک مشک کا سو رطل عراقی ہین اور رطل عراقی برابر ایک سو اٹھائیس درہم کے ہوتا ہی واللہ اعلم جاننا چاہیے کہ اس روایت کو اخراج کیا ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ ہو پانی قلتین قلون ہجر سے نہین نجس کریگا اوسکو کچھ اور ضعیف کیا اسکو ابن عدی نے اور کہا کہ یہ قول من قلال ہجر محفوظ نہین ہی ذکر کیا جاتا مگر اسی حدیث مین اور مغیرہ بن سقلاب ہی اوسکی ابو بشر منکر الحدیث ہی علاوہ اسکے روایت کیا اسکو دار قطنی نے ایک سند سے کہ اوسمین ابن جریج ہین اور قلال ہجر کا کچھ اوسمین ذکر نہین اور یہ جو امام شافعی نے روایت کی ہی اول تو خالی اسناد سے ہی دوسرے یہ کہ مسلم بن خالد زنجی شیخ امام شافعی کا قَالَ أَبُو حَاتِمٍ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ لَا يُكْتَبُ حَدِيثُهُ وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ لَيْسَ هُوَ بِشَيْءٍ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ كَانَ فَقِيهًا عَابِدًا يَصُومُ الدَّهْرَ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ سَنَةَ ثَمَانِينَ وَمِائَةٍ وَكَانَ كَثِيرَ الْغَلَطِ فِي حَدِيثِهِ إِلَى آخِرِ مَا قَالَ یعنی کہا ابو حاتم نے کہ وہ قوی نہین حدیث اوسکی خلاف روایت ثقات کے ہی نہین لکھی جائیگی حدیث اوسکی نہین حجت پکڑی جائیگی اوس سے اور کہا بخاری نے کہ حدیث اوسکی خلاف روایت ثقات کے ہی اور کہا علی ابن المدینی نے کہ وہ کچھ نہین اور کہا احمد بن محمد بن الولید نے کہ وہ فقیہ عابد تھا روزہ رکھتا تھا ہمیشہ وفات کی بیچ مکے کے سن ایک سو اسی مین اور بہت غلطی کرتا تھا حدیث مین اگر کوئی کہے کہ ثقہ کہا اسکو یحیی بن معین نے اور کہا ابن ابی حاتم نے مُسْلِمُ الزَّنْجِيُّ إِمَامٌ فِي الْفِقْهِ یعنی مسلم زنجی امام ہی فقہ مین اور کہا ابن عدی نے کہ وہ حسن الحدیث ہی وغیر ذلک تو جواب اوسکا یہ ہی کہ جب ضعیف کہین اوسکو لوگ مانند علی بن المدینی اور بخاری اور ابو حاتم اور امثال انکے تو ضعف اوسکا

سبب ثقہ کے ہے بعض لوگون نے نہین بیان کیا اور اگر ثابت بھی ہو تو بھی یہ حدیث غیر اسناد کی ہو تو خصم تسلیم نہین کریگا واللہ اعلم اور کہا ابن عدی نے اخبرنا الثقۃ عن یحیی بن عقیل اخبرہ ان یحیی بن یعمر اخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان الماء قلتین لم یحمل نجسا ولا باسا قال فقلت لیحیی بن عقیل قلال ہجر قال قلال ہجر قال فاظن ان کل قلۃ تاخذ قربتین یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ہو پانی دو مٹکے نہ اوٹھاویگا نجاست اور گندگی کو کہا محمد نے کہ پوچھا مینے یحیی بن عقیل سے کہ مراد یہان قلے ہجر کے ہین کہا کہ قلے ہجر کے کہا کہ گمان کرتا ہون مین کہ ہر قلہ سماتا ہوگا دو مشکین اور اس حدیث مین حضرت کا قول قلال ہجر نہین ہی تو حجت نہوگا تو اس حدیث مین اب قلے کے معنی نہ معلوم ہوئے تو حدیث ضعیف ہوگی جیسا کہ امام طحاوی نے کہا وانما ترکناہ لانا لا نعلم ما القلتان یعنی ہمنے ترک کردیا اس حدیث کو اسواسطے کہ ہم نہین جانتے کہ کیا ہین قلے اور پوشیدہ نرہے کہ جس صورت مین چالیس قلون کی حدیث پر عمل کیا جائیگا تو امام ابوحنیفہ صاحب کا بھی مذہب متحقق ہوجائیگا کیونکہ جب یہ ٹھہرا کہ قلتین دو سو چالیس سیر پانی ہوا موافق قول مختار کے تو چالیس قلون کا پانچ ہزار سیر پانی ہوا جیسا کہ حساب سے معلوم ہوجائیگا اور اتنے پانی مین حوض دہ در دہ اور پانی موافق ایک بالشت کے پورا ہوجاویگا سو شکوا تین تخمینا ہی آزمایا نہین گیا واللہ اعلم اور کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین ہذا التلخیص ما ذکرہ الشیخ تقی الدین[1] فی الامام وبہ ترجح ضعف الحدیث عندنا الی اخر ما قال یعنی یہ خلاصہ ہی اوسکا جو ذکر کیا اوسکو شیخ تقی الدین نے بیچ امام کے اور اس سے مرجح ہوا ضعف حدیث کا نزدیک اونکے تو وجہین ضعف کی اس حدیث مین کل دو ہین ایک تو اضطراب لفظی دوسرے اشتراک اور باقی اور جو ضعف لوگون نے بیان کیے ہین خالی ضعف سے نہین جیسا کہ اوپر ہمنے بعض وجود کی طرف اشارہ بھی کیا ہی اور شیخ شمس الدین نے شرح ابی داود مین اس بحث کی بہت تفصیل کی ہی جسکو دیکھنا ہو وہان دیکھے یہ بیان تو سب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کا تھا اب دلیلین مذہب امام مالک کی بیان کرتے ہین لیکن بطور اختصار تاکہ کتاب طول نہوجاوے دلیلین امام مالک کی یہ ہین کہ روایت کی ابی داود اور ترمذی نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا لوگون نے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرین ہم کنوئین بضاعہ سے اور اوس مین ڈالے جاتے ہین کپڑے حیضون کے اور نجاستین اور گوشت کتون کے فرمایا آپ نے پانی پاک ہی نہین کرتا اوسکو نجس کچھ اور ترمذی نے اس حدیث کو کہا حدیث حسن اور امام احمد نے تصحیح اسکی کی ہی اور یہ حدیث اگرچہ مطلق ہی ظاہر مین تھوڑے پانی اور بہت مین لیکن الف لام حدیث مین جو الماء مین اشارہ ہی اوس سے طرف بیر بضاعہ کی خصوصیت کے علاوہ اسکے پانی بیر بضاعہ کا جاری تھا جیسا کہ حدیث مین ہی والذی کرواہ مالک وغیرہ فی بیر بضاعۃ وماؤھا کان جاریا فی البساتین یعنی اور جو کہ روایت کیا اوسکو مالک رح نے وارد ہی بیر بضاعہ مین اور پانی اوسکا جاری تھا باغون مین اور فتح القدیر مین ہی کما رواہ الطحاوی عن ابن ابی عمران عن ابی عبد اللہ محمد بن شجاع الثلجی بالمثلثۃ عن الواقدی قال کانت بئر بضاعۃ طریقا للماء الی البساتین وھذا یقوم بہ الحجۃ عندنا اذ وثقنا الواقدی اما عند المخالف فلا لتضعیفہ ایاہ الی اخرہ یعنی جیسے کہ روایت کی طحاوی نے ابن عمران سے انھون نے ابو عبد اللہ محمد بن شجاع ثلجی سے انھون نے واقدی سے کہا انھون نے کہ تھا کنوان بضاعہ کا راستہ واسطے پانی کے طرف باغون کے اور اس سے حجت قائم ہوگئی ہمارے نزدیک اور لیکن نزدیک مخالف کے تو نہین واسطے ضعیف کرنے اوسکے کے واقدی کو آخر تک اور روایت کی ابن ماجہ نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے اون حوضون سے جو درمیان

[1] تقی الدین سے شیخ تقی الدین [ابن د]قیق العید [مراد ہین او]ر امام اونکی [کتاب] کا نام ہی ۱۲

مکہ شریف اور مدینہ طیبہ کے بیچ مین جا رہو تے تھے اور بیچ مین اونکے رستہ اور گڈھے تھے سو پوچھے گئے وہ تو اون تو نبی ن سے سو فرمایا آپ نے کہ واسطے اونکے ہی جو اوٹھایا اونھون نے اپنے پیٹون مین اور واسطے ہمارے ہی جو باقی رہگیا پانی اور روایت کی ابن ماجہ نے جابر سے بھی ایسی ہی اور اوسمین بھی ہی اِنَّ الْمَاۤءَ لَا يُنَجِّسُهٗ شَيْءٌ اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین مانند اسکے کہا ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّهٗ قَالَ عَرَّسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغَدِيْرٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْكِلَابَ تَلَغُ فِيْهِ وَالسِّبَاعَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلَّذِيْ مَا اَخَذَهَا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلِلْكَلْبِ مَا اَخَذَ فِيْ بَطْنِهٖ فَاشْرَبُوْا وَتَوَضَّؤُوْا قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَا بَاْسَ بِهٖ اِذَا كَانَ عَشْرًا فِيْ عَشْرٍ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَرِيْحُهٗ وَلَوْنُهٗ یعنی گذرے حضرت ایک گڑھے پر سو کہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق کہ کتے مونہہ ڈالتے ہین اوسمین اور درندے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے درندون کے ہی جو لیا انھون نے اپنے پیٹون مین اور واسطے کتون کے ہی جو لیا انھون نے اپنے پیٹون مین سو پیو اور وضو کرو کہا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے نہین حرج ہی ساتھ اوسکے جب کہ ہو وہ دہ دردہ جب تک کہ نہ بدلے مزہ اوسکا اور بو اور رنگ تو ان حدیثون سے امام مالک بھی تمسک نہین کرسکتے ہین کیونکہ احتمال ہی کہ یہ سب گڑھے دہ دردہ ہون اور پانی کا جب رنگ یا مزہ یا بو بدل جائے تو پھر اوس سے کسیکے نزدیک وضو جائز نہین کیونکہ روایت کی ابن ماجہ اور دارقطنی نے ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی نہین نجس کرتا ہی اوسکو کچھ مگر جب کہ غالب ہو جاوے اوسکی بو پر یا مزہ پر یا رنگ پر کوئی چیز اور دارقطنی کا لفظ یہ ہی اِلَّا مَا غَيَّرَ رِيْحَهٗ وَطَعْمَهٗ اور اسناد مین اس حدیث کی رشدین بیٹا سعد کا ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو ترمذی وغیرہ رحمہم اللہ علیہم نے اور کہا شیخ ابن الہمام نے روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور دو طریقون سے کہ اونمین رشدین بن سعد نہین ایک طریقہ ابی امامہ سے انھون نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ الْمَاۤءَ طَاهِرٌ اِلَّا اَنْ يَتَغَيَّرَ رِيْحُهٗ اَوْ طَعْمُهٗ اَوْ لَوْنُهٗ بِنَجَاسَةٍ تَحْدُثُ فِيْهِ یعنی پانی پاک ہی مگر یہ کہ بدل جاوے مزہ اوسکا یا بو یا رنگ ساتھ نجاست کے کہ حادث ہووے اوس پانی مین اور دوسرے طریقے مین ہی اَلْمَاۤءُ لَا يُنَجِّسُ اِلَّا مَا غُيِّرَ طَعْمُهٗ اَوْ رِيْحُهٗ یعنی پانی نہین نجس ہوتا ہی مگر یہ کہ بدل جاوے مزہ یا بو اوسکی کہا بیہقی نے وَالْحَدِيْثُ غَيْرُ قَوِيٍّ یعنی یہ حدیث قوی نہین حاصل کلام یہ ہی کہ اس استثنا کی حدیث قوی نہین آئی ہی واللہ علم اور حدیث اَلْمَاۤءُ طَهُوْرٌ کو روایت کیا بغوی نے اَخْبَرَنَا اَبُو الْقَاسِمِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيِّ اَنَا اَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدِ نِ الطَّاهِرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُحَمَّدِ نِ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيْمٍ نَا اَبُو الْمُوَجِّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْمُوَجِّهِ ثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ اَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرَظِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَتَوَضَّاُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وَهِيَ بِئْرٌ تُلْقٰى فِيْهِ الْحِيَضُ وَلَحْمُ الْكِلَابِ وَالنَّتْنُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَاۤءَ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهٗ شَيْءٌ اور معنی اس حدیث کے اوپر گذرے اور ایک جواب بعض لوگون نے یہ دیا ہی کہ یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسکو لائے نہین اور ناچار ذکر کیا قول زہری کا قَالَ الزُّهْرِيُّ لَا بَاْسَ بِهٖ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمٌ اَوْ رِيْحٌ اَوْ لَوْنٌ یعنی کہا زہری نے

کہ نہیں حرج ہی ساتھہ اوسکے جب تک کہ نہ بدلے اوسکا مزہ یا بو یا رنگ اور یہ جواب ضعیف ہی کیونکہ جائز ہی کہ یہ حدیث صحیح موجب اسناد
چاہیے بخاری رحمۃ اللہ علیہ لائین یا نہ لائین علاوہ اسکے احتمال ہی کہ مقصود بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر نا حدیث کا مع الاستثنا ہو
اور حدیث مع الاستثنا ضعیف ہی اور یہ کیا ضرور ہی کہ جو حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ لائے ہون تو وہ ضعیف ہو واللہ اعلم اور حاصل
ان سب تحقیقات کا یہ ہی کہ مذہب حنفیون کا اس باب مین بہت احوط ہی اور اسی پر عمل حتی المقدور کرنا چاہیے تو اس مقام کو تامل سے
دیکھہ اور جلدی نکر تا کہ ظاہر ہو حقیقت حال کی واللہ اعلم **ص** اگر حوض دہ در دہ ہو اور نہ کھل جاتی ہو زمین چلو لینے سے تو حکم
اوسکا حکم پانی جاری کا ہی تو اگر اتنا پانی ہو کہ چلو لینے مین زمین کھل جاتی ہو اوسمین بھی اگر نجاست پڑیگی تو وضو جائز ہوگا
مگر اوس جگہہ پر جہان نجاست ظاہر نہووے تو اگر نجاست دہ در دہ پانی مین دکھلائی دیتی ہی نہ وضو کرے مقام نجاست مین
بلکہ دوسری جانب سے اور اگر دکھلائی نہین دیتی وضو کرے سب جانبون سے اور جہان پانی مستعمل گرتا ہو وہان بھی وضو جائز نہین
مگر اگر حوض دہ در دہ ہو **ف** اس جگہہ پر بھی مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اختراض کیا ہی اور جواب اوسکا شرح وقایہ عربی مین مذکور ہی
لیکن اچھی یہ بات ہی کہ دہ در دہ کی تقدیر متاخرین نے واسطے عوام کے کردی ہی اور معتبر یہ ہی کہ وضو کرنے والے کی رائے جو ہو
اوسپر عمل کرے تو اگر اوسکا گمان یہ ہی کہ نجاست دوسری طرف نہین پونہچی ہی تو اوس سے وضو جائز ہی ورنہ نہین اور یہی صحیح ہی
جیسا کہ بیچ عنایہ وغیرہ کے ہی اور یہی ظاہر روایت ہی امام رحمۃ اللہ علیہ سے اور اسی کی طرف رجوع کیا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے
اور تحقیق کیا بیچ بحر کے کہ یہی مذہب ہی اور اسی پر عمل کیا جاویگا اور دہ در دہ کا اندازہ کرنا کچھہ اصل شرعی کی طرف رجوع نہین کرتا
اور یہ جواب صدر الشریعت نے دیا ہی یہ کیا گیا ہی مضمون در مختار کا ہی اور دہ در دہ اوسکو کہتے ہین کہ ہر جانب سے دس گز
اور سب ملاکر سو گز ہو جاتا ہی جیسا کہ اس نقشے مین ہی اور گز معتبر گز کرباس کا ہی اور وہ سات مٹھی کا ہوتا ہی اور بعض لوگون
نے ہشت در ہشت کا اعتبار کیا ہی اور بعضون نے
پانزدہ در پانزدہ کا لیکن صحیح اول ہی **ص**

	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	

نقشۂ حوض دہ در دہ

فصل پانی مستعمل کے بیان مین

اور اسمین علما کے اختلافات ہین پہلا اختلاف اسمین یہ ہی
کہ پانی کو مستعمل کون چیز کر دیتی ہی شیخین کے نزدیک پانی
مستعمل ہو جاتا ہی حدث کے دفع کرنے اور یا نیت عبادت سے
تو اگر وضو کیا بے وضو نے بغیر نیت کے پانی مستعمل ہو جائیگا اور اگر پھر وضو کیا باوضو نے نیت سے تو بھی پانی مستعمل ہو جاویگا اور امام
محمد صاحب کے نزدیک فقط نیت عبادت سے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فقط دفع حدث سے مگر دفع حدث تو ہوتا ہی وضو سے
اور وضو مین اونکے نزدیک نیت فرض ہی تو اب دفع حدث بھی بغیر نیت کے نہوگا دوسرا اختلاف یہ ہی کہ کس وقت مین مستعمل ہو جاتا ہی
تو ہدایہ مین ہی کہ صحیح یہ ہی کہ جب گرا عضو سے مستعمل ہو گیا اور جامع صغیر مین ہی کہ جب گرا اور ایک مقام پر تھم گیا جب مستعمل ہوا
تیسرا اختلاف اسمین یہ ہی کہ اوسکا حکم کیا ہی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نجس غلیظ ہی یعنی اگر برابر ایک درم کے کپڑے یا بدن مین
بھر جائیگا نماز نہووےگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک نجس خفیف ہی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پاک ہی مگر پاک نہین کرتا نجس کو

ف ۱ اس سے مراد بحر الرائق ہی جو ایک کتاب ہی فقہ مین ہی ۱۲ منہ مدظلہ

ف اسی کو درمختار مین اختیار کیا ہی اور اسی کو اختیار کیا ہی مشایخ عراق نے اور محیط مین ہی کہ یہی مشہور ہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تو اب وضو اوس سے جائز نہو گا کیونکہ یہ پاک نہین کرتا اگرچہ خود پاک ہی اور صاحب ہدایہ اسکے نجس ہونے پر دلیل لائے ہین اس حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ پیشاب کرے ایک تم مین کا اوس پانی مین جو جاری نہین اور نہ غسل کرے اوسمین جنابت سے اور اس حدیث کا بیان گذرا اور اس سے حجت پکڑنا ضعیف ہی کیونکہ اسمین یہ بات نکلتی ہی کہ غسل جنابت سے ٹھیرے پانی مین جائز نہین کراہت تحریمی کر اور پانی مستعمل کے نجس ہو جانے پر کچھہ دلالت نہین واللہ اعلم ص اور امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک قول قدیم مین وہ پاک ہی اور پاک کرتا بھی ہی اور ہم کہتے ہین کہ اگر پاک ہوا اور پاک کرے بھی تو جائز ہو گا سفر مین وضو اوس سے پھر پینا اوس سے اور اسکا کوئی قائل نہین ہوا

فصل دباغت کے بیان مین

ہر جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہی مگر سور اور آدمی کی ف دباغت کے معنی آگے بیان ہوونگے تو کتے کی بھی کھال پاک ہو جاویگی کیونکہ وہ بھی ماسوا ان دونون مین داخل ہی اور صاحب ہدایہ نے اسکی دلیل یہ بیان کی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کھال کہ دباغت کیجاوے سو پاک ہو جاویگی اور اسمین کتا داخل ہی اور سور اسواسطے پاک نہین ہوتا کہ وہ نجس عین ہی بخلاف کتے کے کیونکہ اوس سے شکار کیا جاتا ہی اور نگھبانی کرائی جاتی ہی اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اور صحیح کیا اسکو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا مسلم وغیرہ نے اس حدیث کو اس لفظ سے اِذَا دُبِغَ الْاِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کی کھال دباغت سے پاک نہین ہوتی اور اس جگہہ پر شیعہ اعتراض کرتے ہین حنفیون پر کہ وہ کتے کی کھال کو کہتے ہین کہ دباغت سے پاک ہو جاتی ہی اور جواب اوسکا تحفہ اثنا عشریہ کے جلد دوم مین مذکور ہی علاوہ اسکے مَنْ لَّا یَحْضُرُہُ الْفَقِیْہُ مین جو اونکے مذہب کی کتاب ہی ایک روایت لایا ہی کہ اگر کھال سور کی ایک ڈول بناوین اور اوس ڈول سے پانی کھینچین وضو اوس پانی سے جائز ہی تو اب دیکھنا چاہیے کہ سور کی کھال زیادہ نجس ہی یا کتے کی اور آدمی کی کھال پاک نہین ہوتی بسبب حرمت اوسکی کے ایسا ہی ہدایہ مین کہا شیخ ابن الہمام رضی اللہ عنہ نے کہ عنایہ مین ہی کہ جب دباغت کیجاوے کھال آدمی کی پاک ہو جاویگی لیکن نفع لینا اوس سے جائز نہین اور حق میرے نزدیک یہی ہی کیونکہ کرامت اور حرمت کو نہ پاک ہونے مین کیا دخل ہی البتہ انتفاع مین ہی تو انتفاع اوس سے جائز نہو گا اور مردہ جانور کی کھال بھی ہمارے نزدیک پاک ہو جاویگی کیونکہ روایت کی ابو داود نے ساتھہ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اونھون نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے کہا ہی کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے ہدیہ کیا گیا واسطے ایک لونڈی آزاد ہماری کے ایک بکری صدقے سے سو وہ مر گئی تو گذرے اوس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا کیون نہ دباغت کر لیا تمنے کھال اوسکی کو سو کہا اونھون نے کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ مردہ ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین حرام کیا گیا مگر کھانا اوسکا یعنی مردے کا کھانا حرام ہی نہ دباغت کرنا اور بھی روایت کی ابو داود نے ساتھہ سند صحیح کے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا یہ کہ فائدہ لیا جاوے ساتھہ کھالون مردے کے جب دباغت کیجاوین اور یہ روایت کی اسمین ابو داود نے سلمہ بن المحبق سے بھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دباغت کرنا مردے کا پاک کرتا ہی اوسکو اور بھی روایت کی عالیہ بنت سبیع رضی اللہ عنہا سے اسی باب مین [illegible] عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اونھون نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فائدہ لو ساتھہ کھالون مردے کے جب دباغت [illegible] حدیث کی معروف بیٹے حسان سے کے مجہول ہین اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کھال مردے کی [illegible] کی ابو داود اور ترمذی رحمہما اللہ سے

اور کہا کہ حسن ہی اور ابن ماجہ اور نسائی نے عبد اللہ بن حکیم سے کہ پڑھی گئی ہمپر کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین
جہینہ کے اور مین لڑکا جوان تہا یہ کہ نہ فائدہ اوٹہاؤ مرے سے ساتھ کھال اور پٹھے کے اور اس حدیث کی اسناد مین اضطراب ہی
اور اسیواسطے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ قائل تھے پہلے ساتھ اوس حدیث کے پہر ترک کیا اوسکو بسبب اضطراب اسناد اوسکی کے اور دوسرے
یہ کہ بعضون نے کہا ہی اونمین سے بیہقی ہین کہ صحبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین ہی اسواسطے عبد اللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کے سے یہ حدیث
مرسل ہی اگر کوئی کہے کہ روایت کیا اسکو ابو داود نے خالد رضی اللہ عنہ سے انہون نے حکم بن عتیبہ رضی اللہ عنہ سے کہ وہ آئے اور لوگ ساتھ اونکے
طرف عبد اللہ بن عکیم کے کہا حکم نے کہ وہ داخل ہوئے اور بیٹھا مین اوپر دروازے کے سو نکلے میری طرف اور خبر کی مجکو عبد اللہ بن عکیم
نے خبر دی اونکو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا طرف جہینہ کے قبل موت اپنی کے ایک مہینے یہ کہ نہ نفع لو مرے سے ساتھ
کھال اور پٹھے کے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ جنسے حکم بن عتیبہ نے سنا وہ لوگ مجہول ہین علاوہ اسکے عبد اللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ
کو بعض لوگون نے تابعی کہا ہی جیسا کہ اوپر گذرا اور دوسرا جواب یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اَنْ لَّا تَنْتَفِعُوْا
مِنَ الْمَيْتَةِ بِاِهَابٍ وَّلَا عَصَبٍ اور اہاب کھال کو قبل دباغت کے کہتے ہین اور بعد دباغت کے عربی مین اوسکو شَنّ
یا قربہ بولتے ہین جیسا کہ سنن ابو داود مین ہی قَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ يُسَمّٰى اِهَابًا مَا لَمْ يُدْبَغْ فَاِذَا دُبِغَ لَا يُقَالُ لَهُ
اِهَابٌ اِنَّمَا يُسَمّٰى شَنًّا وَّقِرْبَةً یعنی کہا نضر بن شمیل نے کہ اہاب جب تک کھال کی دباغت نہین ہوتی کہتے ہین
اور بعد دباغت کے اوسکو شن اور قربہ کہتے ہین انتہی اگر کوئی کہے کہ روایت کیا طبرانی نے اوسط مین اس حدیث کو ان لفظون سے
كُنْتُ رَخَّصْتُ لَكُمْ فِيْ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ فَلَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِجِلْدٍ وَّلَا عَصَبٍ یعنی مینے رخصت دی تھی
تمکو بیچ کھالون مرے کے سو نہ نفع اوٹھاؤ ساتھ کھال اور پٹھے کے اور اوسمین تو لفظ اہاب کا نہین تو جواب اوسکا یہ ہی کہ سند مین اس
حدیث کی فضالہ بن مفضل ضعیف ہی اور زہری کا مذہب یہ ہی کہ دباغت کی بھی کچھ حاجت نہین بلکہ قبل دباغت کے بھی فائدہ اوٹھانا
اوس سے درست ہی اور یہ مذہب خلاف احادیث صحیح کے ہی کیونکہ حدیثون مین دباغت کی قید واسطے طہارت کے لگی ہی واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع
والمآب ص اور دباغت کہتے ہین نجاست دور کرنے کو کھال سے تو اگر دوائیون سے ہو مانند قرظ اور مثل اوسکی کے تو ایسی
دباغت مین کھال پاک ہو جاویگی اور پہر کبھی اوسمین نجاست نہین آتی اور اگر خاک یا آفتاب سے ہو تو اوس صورت مین جب تک کھال
سوکھی رہتی ہی پاک رہتی ہی اور پہر اگر اوسکو پانی پونہچے تو اسمین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتین ہین ایک روایت مین نجس ہو جاتی ہی
اور دوسری روایت مین نہین نجس ہوتی اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر ایسی آفتاب سے سوکھی ہی کہ اوسکے چھوڑ دینے سے سڑ جاویگی
تو پہر نجاست اوسکی نہ لوٹے گی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہی کہ کھال مرے کی اگر سوکھ جاوے اور پہر پڑے پانی مین نجس
نہوگی اور نافہ مشک کا اگر کوئی اوسکو لیے نماز پڑھتا ہو تو صحیح یہ ہی کہ جائز ہی اور وہ پاک ہی تر ہو یا خشک وہ جانور ذبح کیا ہوا ہو یا نہو
ف درمختار مین اسی کو اختیار کیا ہی اور یہی صحیح ہی ص جسکی کھال دباغت سے پاک ہوتی ہی اوسکی کھال بھی اور
گوشت ذبح سے پاک ہوتا ہی خواہ مسلمان ذبح کرے یا اہل کتاب ف جیسے یہود اور نصاری تو مشرک کا ذبح کیا ہوا پاک نہوگا
ص مگر قصدًا اللہ کے نام کو نچھوڑے ف اور اگر بھولے سے چھوڑ دیویگا تو پاک ہو جاوے گا ص اگرچہ گوشت
اوسکا کھایا نہ جاتا ہو یعنی حرام ہو اور جسکی کھال دباغت سے پاک نہین ہوتی ذبح سے بھی پاک نہین ہوتی ف یہ جو کہا ہی کہ

ف فضالہ بن مفضل

ف محمد کی نام ... ۱۲ منہ

گوشت اوس جانور کا جو کھایا نہیں جاتا ذبح کرنے سے پاک ہو جاویگا اسپر فتوی نہیں بلکہ فتوی اسپر ہی کہ کھال اوسکی پاک
ہو جاتی ہی اور گوشت نہیں پاک ہوتا جیسا کہ درمختار میں ہی ھٰذَا اَصَحُّ مَا یُفْتٰی بِہٖ وَاِنْ قَالَ فِی الْفَیْضِ اَلْفَتْوٰی
عَلٰی طَھَارَتِہٖ یعنی صحیح یہی ہی جو فتوی دیا جاتا ہی ساتھہ اوسکے اور اگرچہ کہا فیض میں کہ فتوی اوپر پاکی اوسکی کے ہی اور
فتح القدیر میں ہی کہ یہی صحیح ہی اور اسی کو مختار کیا ہی شارحین نے مانند صاحب عنایہ اور صاحب نہایہ کے ص پانچ چیزیں
مردے کی پاک ہیں بال اور ہڈی اور کھر اور سینگ اور پٹھے اور آدمی کے بال اور ہڈی بھی پاک ہی ف کیونکہ روایت کی دارقطنی
نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہم سے کہ حرام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مردے سے گوشت اوس کا
لیکن کھال اور صوف سو نہیں ہی حرج ساتھہ اوسکے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھہ ضعف عبد الجبار بن مسلم کے اور یہ ممنوع ہی کیونکہ
ذکر کیا انکو ابن حبان نے ثقات میں سو حدیث درجہ حسن سے نہیں اوترتی پھر نکالا اوسکو دارقطنی نے ابی بکر ہذلی سے انھوں نے عبید اللہ
بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے کہا انھوں نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے قُلْ لَّآ اَجِدُ
فِیْمَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُہٗ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مِّنَ الْمَیْتَۃِ حَلَالٌ اِلَّا مَا اُکِلَ مِنْھَا فَاَمَّا
الْجِلْدُ وَالْقَرْنُ وَالشَّعْرُ وَالصُّوْفُ وَالسِّنُّ وَالْعَظْمُ فَکُلُّہٗ حَلَالٌ لِاَنَّہٗ لَا یُذَکّٰی یعنی لیکن کھال
اور سینگ اور بال اور صوف اور دانت اور ہڈی سو کل اوسکا حلال ہی اسواسطے کہ وہ تذکیہ نہیں کیے جاتے اور کہا دارقطنی نے
کہ ابو بکر یہ متروک ہی اور بھی روایت کی دارقطنی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں حرج ہی ساتھہ
مسک مردہ کے اور نہیں حرج ہی ساتھہ صوف کے اور بال اور سینگ اوسکے کے جب دھو لیا جاوے ساتھہ پانی کے اور ضعیف کیا اسکو
ساتھہ ابی یوسف بن ابی السفر کے اور روایت کی بقیہ نے عمر بن خالد سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کنگھی کرتے تھے ساتھہ عاج کے روایت کیا اسکو بیہقی نے اور حق یہ ہی کہ عاج سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرتے تھے اور
روایت ہی ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہ خریدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک ہار عصب سے اور دو کنگن عاج کے
اور اوسکی اسناد میں حمید اور سلیمان دونوں راوی مجہول ہیں اور ذکر کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقا کہا زہری نے بیچ ہڈی مردے
کے مانند ہاتھی وغیرہ کے کہ پایا میں نے بہت لوگوں کو علماے سلف سے کہ کنگھی کرتے تھے اوس سے اور تیل ڈالتے تھے اوسمیں اور کچھہ حرج نہیں
دیکھتے تھے اوسمیں اور بسلاف زہری کے وہ صحابہ ہیں یا بڑے بڑے تابعین اور کہا حماد نے کہ نہیں حرج ہی ساتھہ ریشوں مردے کے
اور کہا ابن سیرین اور ابراہیم نے نہیں حرج ہی ساتھہ تجارت عاج کے اور روایت بقیہ کی اپنے شیوخ مجہولین سے ضعیف ہی اور امام شافعی صاحب کے
نزدیک یہ چیزیں نجس ہیں اور دلیل لاتے ہیں ساتھہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کرو ناخون اور خون اور بالوں
کو اسواسطے کہ وہ مردہ ہیں اور جواب اسکا یہ ہی کہ اسناد میں اسکی عبد اللہ بن عزیز ہی کہا ابو حاتم نے کہ حدیثیں اوسکی منکرہ کذب ہیں
اور نہیں محل اوسکا صدق نزدیک ہمارے اور کہا ایسا ہی علی بن الحسین نے اور ایک حدیث یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ نہیں نفع لیا جائیگا مردے سے ساتھہ کسی چیز کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہی واللہ اعلم ص اور جس شخص نے اپنے
ٹوٹے دانت کو اپنے مونہہ میں رکھہ لیا اور نماز پڑھی نماز اوسکی جائز ہی اگرچہ درہم سے بڑھ جاوے اور امام محمد کے نزدیک اگر درہم سے
زیادہ ہوگا نماز نہیں درست ہوگی ف ہمارے نزدیک اسواسطے نماز جائز ہوگی کہ دانت ہڈی ہی اور ہڈی انسان کی پاک ہی

فصل کنوئین کے بیان مین

ف جاننا چاہیے کہ مسائل کنوئین کے مبنی ہین اتباع آثار تابعین اور صحابہ پر اور حدیثین صریح ہر مسئلے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین آئین اور قیاس کو بھی اسمین کچھہ دخل نہین تو اب جو بعض جہلا اعتراض کرتے ہین حنفیون پر کہ صاحب بتلیس ڈول جو پانا گرنے سے نکالے تو کیا ہوا کیونکہ پانی تو اوسکا اب بھی اوسمین باقی ہی دفع ہو گیا اسواسطے کہ اس امر مین تابعداری اقوال صحابہ اور تابعین کی ہی آور وہ جو کہتے ہین کہ کیا کنوئین کے پانی سے ملائی اوتار لاتے ہین بے ادبی ہی صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھہ اور تابعین رضی اللہ عنہم سے کیونکہ ہر مسئلہ ایسا نہین کہ اوسمین قیاس کو دخل ہووے مثلاً قہقہہ کرنے سے وضو ٹوٹ جانا اسمین قیاس کو دخل نہین بلکہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ماثور ہی اوسی طرح رکھا گیا آور امام شافعی صاحب کے نزدیک تو کنوئین مین کیسی ہی نجاست پڑے پانی پاک رہیگا کیونکہ جب پانی دو قلے برابر ہو تو نہین نجس کرتا اوسکو کچھہ یہ اونکا مذہب ہی جیسا کہ اوپر بیان اوسکا تفصیل سے گذرا

اصل اگر کنوئین مین نجاست پڑے یا کوئی حیوان مرجاوے اور پھول یا پھٹ جاوے یا آدمی یا بکری اور کتا مرجاوے سب پانی اوسکا کھینچ ڈالا جاویگا اگر ممکن ہو

ف مطلب اسکا یہ ہی کہ کوئی حیوان اگر پھول یا پھٹ جاوے تو سب پانی کھینچنا واجب ہوگا اور اگر فقط مرجاوے تو اگر آدمی ہی یا کتا یا بکری یا جو چیزین جثے مین انکے برابر ہین تو بھی سب پانی کھینچا جاویگا دلیل اس بات کی کہ نجاست گرنے سے سارا پانی کھینچا جاویگا یہ ہی کہ روایت کی ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف مین خالد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ پوچھے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اوس سے جو پیشاب کرے کنوئین مین کہا کہ پانی اوسکا کھینچا جاویگا اور دلیل اسکی کہ اگر حیوان پھول یا پھٹ جاوے یہ ہی کہ اوس صورت مین نجاست جو اوسکے پیٹ مین ہی سب کنوئین مین پھیل جاویگی اور اسمین چھوٹا اور بڑا جانور سب برابر ہی آور دلیل اسکی کہ اگر آدمی مرجاوے تو سارا پانی نکالا جاوے یہ ہی کہ روایت کی دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے تحقیق کہ ایک حبشی گرا کوئین مین زمزم کے پس مرگیا سو حکم کیا ساتھہ اوسکے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے تو وہ نکالا گیا اور حکم کیا یہ کہ کھینچا جاوے پانی اوسکا کہا کہ پس مغلوب کیا اونکو ایک چشمے نے کہ آیا رکن کی طرف سے تو بند کیا گیا اوسے کے گزرون وغیرہ سے یہان تک کہ کھینچ ڈالا اوسکا پانی سو جب کھینچ چکے اوسکو جاری ہو گیا وہ چشمہ اونکے اوپر اور یہ حدیث منقطع ہی محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نہین سنا اور نہ دیکھا اونکو آور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے ہشیم سے اونھون نے منصور سے اونھون نے عطا سے اور یہ سند صحیح ہی آور روایت کیا اسکو طحاوی نے صالح بن عبدالرحمن سے **ثنا** سعید بن منصور **ثنا** هشيم عن منصور عن عطاء ان حبشيا وقع في زمزم فمات فامر عبد الله بن الزبير فنزح ماؤها فجعل الماء لا ينقطع فنظر فاذا هي عين تجري من قبل الحجر الاسود فقال ابن الزبير حسبكم فهذا ايضا صحيح باعتراف الشيخ به في الامام یعنی کہا عطا نے کہ ایک حبشی گر پڑا بیچ زمزم کے سو مرگیا تو حکم کیا عبداللہ بن زبیر نے سو کھینچا گیا پانی اوسکا تو پانی ایسا ہو گیا کہ ٹوٹتا ہی نتھا سو نظر کیا گیا تو یکایک ایک چشمہ ہی کہ جاری ہی حجر اسود کی طرف سے تو کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ بس کافی ہی تمکو اور یہ بھی صحیح ہی ساتھہ اقرار شیخ تقی الدین بن دقیق العید کے امام مین ایسا ہی ہی فتح القدیر مین آور وہ جو سفیان بن عیینہ نے کہا ہی کہ مین مکے مین ستر برس سے ہون نہ دیکھا مینے کسی بڑے چھوٹے کو کہ پہچانتا ہو حدیث زنجی کی کہ وہ گرا تھا زمزم مین تو اوسکا جواب یہ ہی کہ سفیان بن عیینہ کا نہ دیکھنا کچھہ دلیل نہ جانے کی نہین ہو سکتی ہی باوجود اسکے کہ جب سند صحیح ہو آور دلیل اس بات کی کہ جب بکری مرجاوے تو سارا

پانی نکالا جائیگا وہ ہی ہی جو اوپر گذری اور بکری کا پیشاب نجس ہی امام ابی یوسف اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک کیونکہ حضرتؐ نے فرمایا
کہ بچو تم پیشاب سے اور یہ مطلق ہی شامل ہر جانور کے پیشاب کو اور اس حدیث کو روایت کیا حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور کہا کہ
اوپر شرط بخاری اور مسلم کے ہی اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے انس رضی اللہ عنہ سے او رنہی روایت کیا اسکو بزار نے عبادہ بن صامت
رضی اللہ عنہ سے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پیشاب اون جانورون کا جنکا گوشت کھایا جاتا ہی پاک ہی اور دلیل اونکی یہ ہی جو روایت
کی بخاری و مسلم نے کہ آئی ایک قوم عرینیین سے مدینے مین حضرتؐ پاس تو اونکے جلندھر ہوگیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا
کہ باہر نکلین اور صدقے کے اونٹون کا دودھا اور موت پیوین آخر حدیث تک اور جواب اسکا یہ ہی کہ یہ حکم اول اسلام مین تھا اور
یہ حدیث منسوخ ہی ساتھ اوس حدیث کے کہ جسکو حاکم نے روایت کیا ہی واللہ اعلم بالصواب اور دوا مین موت اون جانورون کا
جو حلال ہین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیماری مین جائز نہین اور دلیل اونکی یہی حدیث ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ نہین رکھی گئی شفا تمھاری اوس چیز مین جو حرام کی گئی تمھارے اوپر اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہی
پینا اوسکا بے عذر کے بھی کیونکہ وہ اونکے نزدیک پاک ہی اور احتیاط اسمین ہی کہ اوسکو حتی الامکان نہ پیے اور امام ابی یوسف
کے نزدیک حلال ہی واسطے دوا کے اگر اور دوا پاک موجود نہو اور یہی قول صواب ہی اور تاویل اوس حدیث کی جس سے امام محمد
رحمۃ اللہ علیہ دلیل لاتے ہین یہ ہی کہ حضرتؐ نے شفا اونکی پیشاب سے اونٹون کے وحی سے پہچانی ہوگی واللہ اعلم بالصواب ص
اور اگر ممکن نہووے تو دو آدمی جنکو پانی مین پہچان ہو معین کردین اور جتنا پانی بتاوین کھینچ ڈالا جاوے اور امام محمد کے نزدیک
دو سو ڈول یا تین سو کھینچین ف اور زاہدی مین ہی کہ اگر ایک آدمی صاحب بصارت ہو تو بھی کافی ہوجاویگا اور روایت ہی امام
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ سونپا جائیگا رائے متوضی پر اور ایک روایت مین اونسے سو ڈول کھینچنا چاہیے اور روایت ہی امام ابی یوسف
سے کہ ایک گڑھا بقدر کنوئین کے کھودین اوسمین پانی بھرین جب وہ بھر جاوے تو پھر نہ کھینچین ایسا ہی ہی زاہدی مین اور امام محمد کے نزدیک
تین سو ڈول نکالے جاوین اور اسی پر فتوی ہی جیسا کہ بیچ نصاب کے ہی ص اور اگر کبوتر کے مثل یا مرغی کے مرجاوے چالیس ڈول سے ساٹھ
تک کھینچین ف کیونکہ روایت ہی ابی سعید رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے بیچ مرغی کے کہ جب مرجاوے کنوئین مین کھینچے جاوین اوس سے
چالیس ڈول ایسا ہی ہی ہدایہ مین لیکن یہ حدیث مجکو نہین ملی کہ کسنے اسکو روایت کیا ہی لیکن روایت کی طحاوی نے شرح آثار مین حماد
بن سلیمان سے کہ کہا انھون نے بیچ مرغی کے کہ پڑے کنوئین مین اور مرجاوے نکالے جاوین اوس سے چالیس ڈول یا پچاس پھر وضو کیا جاوے اوس سے
اور بلی بھی مانند مرغی کے ہی اور خزانۃ الفقہ مین ہی کہ پچاس ڈول نکالے جاوینگے جیسے کہ روایت کی ہمنے حماد بن سلیمان سے اور بھی روایت کی
شعبی سے کہ کہا انھون نے بیچ پرندے اور بلی کے اور مانند انکے مین کہ نکالے جاوینگے چالیس ڈول اور اسناد اسکی صحیح ہی کہا اسکو آثام مین اور
روایت کی اوسی سے کہ نکالے جاوینگے ستر ڈول اور روایت کی عبداللہ بن بشیر سے انھون نے شعبی سے کہا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مینے
پوچھا شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مرغی کنوئین مین گرکر مرجاوے کہا کہ نکالے جاوینگے اوس سے ستر ڈول اور روایت کی ابراہیم نخعی سے کہ
کنوئین مین اگر مرجاوے چڑی یا بلی اور مرجاوے کہا کہ نکالے جاوینگے چالیس ڈول واللہ اعلم ص اور اگر مانند چڑیا یا چوہے کے مرا ہی بیس ڈول سے
تیس ڈول تک کھینچے جاوینگے ف کیونکہ روایت ہی انس سے کہ کہا انھون نے بیچ چوہے کے کہ مرجاوے کنوئین مین اور نکالا جاوے اوسی وقت تو
نکالے جاوینگے اوسمین سے بیس ڈول ایسا ہی ہی ہدایہ مین اور یہ حدیث مینے نہین پائی اور روایت کی طحاوی نے شرح آثار مین

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیچ کنوئیں کے کہ مرجاوے اوس میں چوہا کھینچا جاویگا پانی اوسکا اور بھی روایت کی اونسے اِذَا سَقَطَتِ الفَارَۃُ
اَوِالدَّابَّۃُ فِی البِئرِ فَانزَحهَا حَتّٰی یَغلِبَکَ المَاءُ یعنی جب پڑجاوے چوپایا جانور چارپایہ تو کھینچ پانی اوسکا یہانتک
کہ مغلوب کرے تجکو پانی اور روایت کی ابراہیم نخعی سے کہ اگر چوہا گرے نکالے جاویں اوس میں سے بقدر چالیس ڈول کے اور شعبی اور
حماد اور ابراہیم یہ سب تابعین میں سے ہیں **ص** اور ڈول اوسط کے ہوں **ف** یعنی بیچ درجے کے بڑے نہ چھوٹے اور
بیچ درجے کا ڈول اوسے کہتے ہیں جو مستعمل ہو ہر شہر میں اور روایت کی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ڈول ایسا ہو جسمیں
ایک صاع پانی آتا ہو یعنی پونے دو سیر یا دو سیر بحساب وزن ہندوستان کے اور اگر بڑا ڈول ہو تو حساب کرکے برابر کریں اور
اگر ڈول چھوٹا ہو تو کوئیں سے نکلنے تک اگر آدھا پانی بہجاتا ہے تو درست نہوگا اور اگر آدھے سے کم گرتا ہے تو جائز ہوگا جیسا کہ شیخ
زاہدی نے کہا ہے کَذَا فِی جَامِعِ الرُّمُوزِ **ص** اگر کوئیں سے نجاست نکلی یا حیوان مرا ہوا نکلا اور پھولا یا پھٹا نہیں ہے اور معلوم نہیں کہ
کس وقت گرا ہے امام صاحب کے نزدیک اوسکی نجاست کا حکم ایکدن ایکرات سے کرینگے اور اگر پھولا یا پھٹا ہے تو نجاست کا حکم تین دن تین
رات سے کیا جاویگا **ف** تو اول صورت میں ایکدن ایکرات کی نمازیں پھر قضا کی جاوینگی اور دوسری صورت میں تین دن اور تین رات
تک کی کیجاوینگی اگر وہ شخص اوس پانی سے اتنے روز ونسے وضو کرتا ہوگا اور اسی سے نماز پڑھی ہوگی **ص** اور امام محمد اور ابو یوسف
کے نزدیک جس وقت سے کہ وہ جانور یا وہ نجاست معلوم ہووے اوسی وقت سے حکم نجاست کا کرینگے جھوٹا آدمی اور گھوڑے اور جس جانور کا
گوشت حلال ہے پاک ہے اور جھوٹا کتے اور سور اور درندوں کا نجس ہے **ف** لیکن جھوٹا کتے کا تو اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بیچ کتے کے کہ اگر مونہہ ڈالے برتن میں دھویا جاوے تین مرتبے یا پانچ مرتبے یا سات بار روایت کیا اسکو دارقطنی نے ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے اور کہا کہ متفرد ہوا ساتھ اس حدیث کے عبد الوہاب انھوں نے اسمعیل سے اور وہ متروک ہے اور سوا عبد الوہاب کے روایت کرتے
ہیں اسمعیل سے سات بار دھونے کو میں کہتا ہوں کہ صحیحین وغیرہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سات بار دھونا روایت کیا گیا ہے اور
تین بار کا لفظ منکر ہے اور خلاف روایت ثقات کے ہے اور روایت کی دارقطنی نے ساتھ سند صحیح کے عطا سے فعل ابی ہریرہ رضی اللہ
عنہ کا کہ جب کتا مونہہ ڈالتا تھا برتن میں پانی بہا دیتے تھے اوسکا پھر دھوتے تھے اوسکو تین بار اور روایت کیا ابن عدی نے
کامل میں اس حدیث کو اور اسناد میں اوسکی حسین بن علی کرابیسی ہے کہا ابن عدی نے کہ نہیں پاتا ہوں میں واسطے کرابیسی کے کوئی
حدیث منکر سوا اسکے اور نہیں دیکھتا ہوں میں کچھ حرج ساتھ اوسکے حدیث میں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کے مونہہ
ڈالنے سے سات بار دھویا جاویگا کیونکہ روایت ہے صحیحین اور جامع ترمذی وغیرہم میں حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب مونہہ ڈالے کتا برتن تمہارے میں تو دھوؤ اوسکو سات بار اور احتیاط اسمیں ہے کہ سات بار دھووے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ نے کہا کہ ہرگاہ مختلف ہوئیں حدیثیں رجوع کیا ہمنے طرف اور نجاستوں کے تو دیکھا کہ تین بار دھونا اونسے واجب ہے تو حکم کیا ہمنے یہیں بھی
ایسا ہی وَاللّٰہُ اَعلَمُ بِالصَّوَابِ اور جھوٹا سور کا اسواسطے نجس ہے کہ وہ نجس عین ہے اور جھوٹا درندوں کا اسواسطے کہ گوشت
اونکا نجس ہے اور اوسی سے لعاب پیدا ہوتا ہے کَذَا فِی الہِدَایَہ **ص** اور جھوٹا بلی اور اوس مرغی کا جو چھوٹی پھرتی ہے اور پرندوں شکاری
اور حشرات الارض کا مکروہ ہے **ف** لیکن پاک ہے بلی کا جھوٹا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بلی کا جھوٹا
مکروہ نہیں کیونکہ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے بلی کا جھوٹا کھایا اور کہا کہ وہ نجس نہیں ہے وہ پھرنے والوں میں سے ہے اوپر تمہارے اور تحقیق

مغلوب کرنے سے مراد یہ ہے کہ آدمی پانی کھینچتے کھینچتے تنگ ہو جاوے ۱۲ منہ مد ظلہ

عبد الوہاب

حسین بن علی

دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے ساتھ جھوٹے اوسکے کے روایت کیا اسکو ابوداود نے اور دلیل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلسِّنَّوْرُ سَبُعٌ یعنی بلی درندہ ہی اور درندوں کا جھوٹا مکروہ ہی
روایت کیا اسکو حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور صحیح کیا اسکو اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے ساتھ ایک قصے کے اور
دونوں سندوں میں عیسی بن مسیب ہی صحیح کیا اوسکو حاکم نے بسبب توثیق اوسکی کے اور ایک روایت میں ہی کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے وَاِذَا وَلَغَ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً یعنی جب موہنہ ڈالے بلی تو دھویا جاوے ایکبار اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاوٗدَ
روایت کیا اسکو ابوداود نے اور مرغی چھوٹی ہوئی کا جھوٹا اس واسطے مکروہ ہی کہ وہ مخالطت کرتی ہی نجاست سے اور اگر چھپی ہو بلکہ بند ہو
اور چونچ اوسکی اوسکے قدم سے نیچے تک نہیں پہونچتی ہی تو جھوٹا اوسکا مکروہ نہیں اور حشرات الارض وہ ہیں کہ جو زمین میں
رہتے ہیں جیسے چوہا اور نیولا اور چھچھوندر وغیرہ اور جھوٹا اونکا اسواسطے مکروہ ہی کہ گوشت اونکا حرام ہی تو نجاست بسبب پھرنے
رہنے کے جاتی رہی کہ اوسمیں حرج لازم آتا ہی اور کراہیت باقی رہی اور حکم انکا یہ ہی کہ جائز ہی استعمال انکا باوجود اچھے پانی ہونے کے لیکن
مع کراہیت کے جیسا کہ قاضی خان نے لکھا ہی ص اور جھوٹا گدھے اور خچر کا مشکوک یعنی اوسمیں شک ہی کہ پاک ہی یا نجس تو اگر سوا مشکوک
پانی کے اور پانی نپاوے تو وضو اور تیمم دونوں کرے اور جو مکروہ پانی ہی اوسمیں فقط وضو کرے اور پسینا بھی مانند جھوٹے کے ہی ف
جسکا جھوٹا پاک ہی اوسکا پسینا بھی پاک ہی اور جسکا جھوٹا ناپاک ہی اوسکا پسینا بھی ناپاک ہی ص اگر سوا نبیذ تمر یعنی چھوہارے کے
پانی کے پانی نہ پاوے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو اوس سے کرے اور تیمم نکرے ف کیونکہ روایت کی امام احمد اور ترمذی اور
ابوداود اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ابی زید سے انھوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ الجن کو
کہ تمھاری چھاگل میں کیا ہی ابن مسعود نے کہا کہ نبیذ ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خرما پاک ہی اور پانی پاک کرنے والا ہی سو
وضو کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے اور یہ قول روایت احمد اور ترمذی میں ہی اور سیوطی اس حدیث کو عبدالرزاق اور
بیہقی سے بھی لائے ہیں اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں اور ترمذی نے ضعیف کیا اس حدیث کو اور کہا
کہ ابوزید ایک مرد ہی مجہول نہیں پہچانا جاتا ہو نہیں اوسکو سوا اس حدیث کے میں اور میزان الاعتدال ذہبی میں ہی کہ بخاری نے
بھی اوسکی تضعیف کی اور کہا کہ ابو فزارہ کہ راوی اس حدیث کا ہی ابوزید سے وہ بھی مجہول ہی اور امام شافعی اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما
کے نزدیک وضو اوس سے جائز نہیں بلکہ تیمم کرے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہی اور اللہ تعالی جل جلالہ نے فرمایا ہی فَلَمْ
تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا الآیۃ یعنی اگر نہ پاؤ تم پانی تو تم تیمم کرو آخر آیت تک اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وضو اور تیمم
دونوں کرے اور روایت کی دارقطنی نے ابن عباس سے کہ کہا انھوں نے وضو ساتھ نبیذ کے وضو اوسکا ہی جو پانی نپاوے اور ایسا ہی
مروی ہی حضرت علی رضی اور ابن مسعود سے اور روایت کی ابوداود نے اور مسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ نہ تھا میں ساتھ حضرت کے لیلۃ الجن میں
اور ہدایہ میں جواب اسکا یہ لکھا ہی قُلْنَا لَيْلَةُ الْجِنِّ كَانَتْ مُتَعَدِّدَةً یعنی لیلۃ الجن متعدد تھیں اور دوسرا جواب اوسکا
یہ ہی کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہی کہ وہ ساتھ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ الجن کو اور روایت کی ابن شاہین نے اونسے
اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ اور روایت کیا ابونعیم نے حلیہ میں ایک قصہ کہ
اوس سے ثابت ہوتا ہی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ الجن میں اور ابوزید کے مجہول ہونے کا

یہ جواب ہی کہ کہا قاضی ابوبکر غزالی نے شرح نووی مین کہ ابوزید موالی عمرو بن حریث روایت کی اوس سے راشد بن کیسان عبسی کوفی نے اور ابوروق نے تو اوس سے جہالت جاتی رہی اور ابوفزارہ کے مجہول ہونے کا جواب یہ ہی کہ کہا شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے کہ تجہیل ابوفزارہ مین نظر ہی کیونکہ روایت کیا ہی اوس سے اس حدیث کو ایک جماعت نے اہل علم سے مثل سفیان اور شریک اور حسان بن طلیح اور اسرائیل اور قیس بن الربیع اور ابن عدی نے کہا ابوفزارہ راوی اس حدیث کا مشہور ہی اور نام اوسکا راشد بن کیسان ہی اور ایسا ہی کہا دارقطنی نے اور وہ جو بعض علما نے یہ قول شیخ تقی الدین سبکی کا ٹھہرایا ہی غلط ہی کیونکہ ابن الہمام نے یہ کہا ہی فَقَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّيْنِ فِي الْاِمَامِ آہ یعنی کہا شیخ تقی الدین نے امام مین اور امام کتاب ہی شیخ تقی الدین بن دقیق العید کی نہ سبکی کی اور قاضی خان نے رجوع امام اعظم کا اس قول سے لکھا ہی اور شیعہ جو اس جگہہ طعن کرتے ہین امام ابوحنیفہ پر بیجا ہی کیونکہ اونکی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ مین لکھا ہی لَا بَأْسَ بِالتَّوَضِّيْ بِالنَّبِيْذِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَوَضَّأَ بِهٖ یعنی نہین ہی حرج ساتھہ وضو کرنے کے نبیذ سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہی اوس سے اور رد اوسکی تفصیل سے کتب مناظرہ فریقین مین مذکور ہی اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور طریق سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور اسناد مین اوسکی حنش راوی ضعیف ہی اور ایسا ہی ابن لہیعہ اور روایت کی ابوداود نے عطا سے کہ انھون نے مکروہ رکھا وضو کو ساتھہ دودھ اور نبیذ کے اور کہا کہ تیمم اچھا ہی نزدیک میرے اوس سے اور غسل امام ابوحنیفہ کے نزدیک نبیذ سے ایک روایت مین جائز ہی اور ایک روایت مین ناجائز ہی کیونکہ کہا ابوخلدہ رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھا مینے ابوالعالیہ سے اوس شخص سے کہ پونہچی اوسکو جنابت اور نہین ہی پاس اوسکے پانی اور نزدیک اوسکے نبیذ ہی کیا وہ غسل کرے اوس سے کہا کہ نہین روایت کیا اوسکو ابوداود نے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

ص اور امام ابویوسف کے نزدیک تیمم کرے اور امام محمد کے نزدیک وضو اور تیمم دونون کرے اور یہ اختلاف اوس پانی مین ہی جو شیرین اور رقیق ہو بہتا ہو مانند پانی کے اور اگر سخت ہو جاوے اور نشہ دینے لگے سبکے نزدیک اوس سے وضو جائز نہین

باب تیمم کے بیان مین

ف تیمم جائز ہی محدث یعنی بے وضو کو اور جنب اور حائض اور نفسا کو اور بعضون کا مذہب یہ ہی کہ جنب کو تیمم کرنا جائز نہین اور یہی قول ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لیکن اکثر لوگون کا قول یہ ہی کہ جائز ہی اور یہی مذہب حدیثون کے موافق ہی اللہ تعالی نے فرمایا اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ یعنی یا جماع کرو تم ساتھہ عورتون کے تو اس سے معلوم ہوا کہ جنب کو بھی تیمم جائز ہی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ لمس کے معنی جماع کے نہین لیتے اور وہ جو دلیل اسپر صاحب ہدایہ لاتے ہین کہ کچھہ لوگ جنگل سے آئے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا کہ ہم رہتے ہین ریتون مین تین مہینے چار مہینے اور ہوتے ہین ہم مین جنب اور حائض اور نفسا اور ہم نہین پاتے پانی کو سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر تمھارے ہی زمین پھر مارا ہاتھہ اپنا اوپر زمین کے واسطے مونہہ اپنے کے ایک بار پھر مارا دوسری مرتبہ سو مسح کیا اوس سے اوپر دونون ہاتھون اپنے کے کہنیون تک روایت کیا اسکو ابن الجوزی نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اس حدیث کے مثنی بیٹے صباح کے ہین کہا احمد اور رازی نے کہ وہ کچھہ نہین اور کہا نسائی نے کہ متروک ہی اور دلیل صحیح یہ ہی کہ روایت ہی جابر رضی اللہ عنہ سے کہ آیا ایک شخص طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ پونہچی مجکو جنابت سو تحقیق کہ مین لوٹا زمین مین تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم

مراد شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح

دو ضرب ہین ایک ضربہ ہی واسطے مونہہ کے اور دوسرا واسطے دونون ہاتھون کے کہنیون تک روایت کیا اسکو حاکم نے اور
کہا کہ صحیح الاسناد ہی اور نہین اخراج کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور کہا دارقطنی نے رِجَالُهُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ یعنی رجال اوسکے
سب ثقہ ہین اور جھگڑا کیا تھا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی باب مین اور روایت عمرو بن العاص سے ایسی ہی
جس سے معلوم ہوتا ہی کہ جنب کو تیمم جائز ہی جیسا کہ آگے آویگا ص جب کہ پانی پر قادر نہوون یعنی اتنے پانی پر کہ طہارت کو
کافی ہو تو اگر جنب نے موافق وضو کے پانی پایا وضو اوسپر واجب نہوگا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہوگا او غسل کے لیے
تیمم کرے لیکن اگر جنب کو حدث بھی ہو تو وضو واجب ہوگا سو تیمم واسطے جنابت کے ہی بالاتفاق اور جب کہ بے وضو کو واسطے
اتنا پانی ہو کہ بعض اعضا دھو سکتا ہی اور بعض نہین دھو سکتا تو اوسمین بھی خلاف ہی ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے
نزدیک بعض کو دھووے اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت نپاوین یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہونے پانی کے ایک میل ف
برابر ہین کہ مسافر ہون یہ لوگ یا شہر کے باہر ہون ص اور میل تیسرا حصہ فرسخ کا ہوتا ہی اور بعضون کے نزدیک تین ہزار
پانسو گز کا ہوتا ہی چار ہزار گز تک ف کیونکہ روایت ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ جرف کے تو وقت
آیا عصر کا مربد نعم مین سو تیمم کیا او مسح کیا مونہہ اپنے اور دونون ہاتھون کو اور نماز پڑھی عصر کی پھر داخل ہوئے مدینے کو اور
آفتاب بلند تھا سو نہ لوٹایا نماز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور جرف نام ایک مقام کا ہی اور مربد ایک میل پر ہی مدینہ طیبہ
سے ص یہ حکم ظاہر روایت کا ہی او حسن کی روایت مین دو میل جانب توجہ مین ہووے تو تیمم جائز ہی یا ایک میل جانب
غیر توجہ مین ہووے کہ سکے جانے مین دو میل ہوجاوین تو اس صورت مین اگر جانب توجہ ایک میل ہوگا تیمم جائز نہووے گا اور پہلی
صورت کے موافق جائز ہوویگا ف او مختار قول اول ہی ص وہ بیمار جسکو قدرت پانی کے استعمال کی نہین یا قدرت ہی
لیکن خوف زیادتی مرض کا ہی اوسکو تیمم جائز ہی او امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہوویگا کہ خوف
تلف عضو کا ہووے ف کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى الآیہ یعنی اگر ہو تم بیمار اخیر تک سو
تیمم کرو مٹی پاک پر او امام شافعی کا مذہب ظاہر نص سے دور ہی ص او اگر استعمال پانی کا سردی سے ضرر کرتا ہی یعنی بیمار کر دیگا یا جان
یا کوئی عضو تلف کر دیگا تیمم جائز ہی ف او یہ جب ہی کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہی امام صاحب کے
نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم نکرے ص اور تیمم جائز ہی دشمن کے خوف سے آگ یا درندہ وغیرہ کے او بھی
جائز ہی پیاس کے خوف سے یعنی اگر پانی سے وضو کریگا تو پیاسا رہیگا یا پانی کسی نے فقط پینے کے واسطے مباح کیا ہی اور وضو
یا غسل کی اوس سے اجازت نہین دی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہی کہ یہ پانی فقط پینے کے واسطے رکھا گیا ہی تیمم اوسکو
جائز ہی مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اوس سے معلوم ہوا کہ پینے اور وضو دونون کے واسطے ہی اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہی کہ
یہ پانی وضو کے واسطے ہی پینا بھی اوسکا جائز ہی اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہی تو وضو جائز ہی اور اگر واسطے
وضو کے ہی پینا جائز نہین اور اسی طرح اگر ڈول یا رسی موجود نہو تو بھی تیمم جائز ہی ف اسواسطے ان صورتون مین
تیمم جائز ہی کہ قدرت پانی سے اونکو متحقق نہین ہوئی ص اگر نماز عید کی قضا ہونیکا خوف ہو درست ہی کہ تیمم کرکے نماز شروع کرے
اور یہ بالاتفاق ہی اور اگر نماز عید مین اوسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہی کہ اگر وضو کریگا نماز جاتی رہیگی تیمم سے بنا کرنا جائز ہی

امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم نہ کرے اور اگر تیمم سے شروع کی تھی اور تیمم سے بنا کی سب کے نزدیک جائز ہی
اور اگر نماز جنازے کی فوت ہونے کا خوف ہی تیمم جائز ہی **ف** باوجود اسکے کہ صحیح اور تندرست ہی اور پانی موجود ہی **ص**
مگر ولی کو جائز نہین **ف** یعنی اوس جنازے کا جو ولی ہو اوسکو تیمم جائز نہین اسواسطے کہ لوگ اوسکا خود
انتظار کرینگے **ص** اور اگر خوف فوت نماز جمعہ یا کسی ایک نماز کا پانچ نمازون مین سے ہو تو تیمم جائز نہین اور دو بار
ہاتھ مارنا تیمم مین سنت جس ہی ایک تو واسطے مسح کرنے مونہہ کے اور دوسرے واسطے مسح کرنے دونون ہاتھون کے
مع کہنیون کے **ف** اور یہی ہی قول امام شافعی صاحب کا بھی اور امام احمد کے نزدیک ایک بار ہاتھون کو مارے اور اوس سے
مسح مونہہ اور ہاتھ کا ہتھیلیون تک کرے دلیل ہمارے مذہب کی ایک تو حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہی جو اوپر گذری اور
دوسری دلیل حدیث عمار بن یاسر کی ہی کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کو سو مارا ہتھیلیون اپنی کو اوپر مٹی کے
اور جھاڑا مٹی سے پھر مسح کیا مونہہ اپنے کا ایک بار پھر مارا ہتھیلیون اپنی کو مٹی پر سو مسح کیا ہاتھون اپنے کو روایت کیا
اسکو ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے تیسری دلیل حدیث ابی ہریرہ کی جو اوپر بروایت ابن الجوزی گذری اور سند اوسکی ضعیف ہی
اور چوتھی دلیل حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کہ ایک شخص گذرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک گلی مین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم من جملہ
پاخانہ یا پیشاب سے نکلے تھے تو سلام کیا اوس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو نہ جواب دیا اوسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہان تک کہ قریب ہوا وہ شخص کہ چھپ جاوے کسی گلی مین تو مارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون ہاتھ اپنے اوپر دیوار کے
اور مسح کیا اوس سے اپنے مونہہ پر پھر مارا دوسری بار سو مسح کیا ہاتھون اپنے کو کہنیون تک پھر جواب دیا سلام کا اوس شخص کو اور
فرمایا کہ جواب سلام دینے سے بے وضو ہونا مجھے مانع آیا تھا روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ابن جریر طبری نے اور روایت کیا اس حدیث
کو طبری نے مختلف الفاظ سے اور حاصل اونکا یہی ہی اور یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اسکی محمد بن ثابت ہی اور سنن ابوداؤد مین ہی
قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُوْلُ رَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ حَدِيْثًا مُّنْكَرًا فِي التَّيَمُّمِ
قَالَ ابْنُ دَاسَةَ قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ وَلَمْ يُتَابَعْ مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ فِيْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ عَلٰى ضَرْبَتَيْنِ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَوْهُ فِعْلَ ابْنِ عُمَرَ یعنی کہا ابوداؤد نے کہ سنا مینے امام احمد بن حنبل سے کہتے تھے کہ
روایت کی محمد بن ثابت نے ایک حدیث منکر کو تیمم مین کہا ابن داسہ نے کہا ابوداؤد نے کہ نہین متابعت کیا جاویگا محمد بن ثابت بیچ اس
قصے کے اوپر دو بار ہاتھ مارنے کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا ہی اسکو لوگون نے فعل ابن عمر رضی اللہ عنہ کا انتہی اور اثر
ابن عمر رضی اللہ عنہ کا موقوفاً صحیح ہی اور پانچوین دلیل حدیث اسامہ کی اور وہ یہ ہی کہ دکھلایا مجکو نبی صلی اللہ علیہ نے تیمم ایک بار
مارنا واسطے مونہہ کے اور دوسری بار مارنا واسطے دونون ہاتھون کے کہنیون تک روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اور بھی
اخراج کیا اسکا ابن مردویہ وغیرہ نے اور سند مین اوسکی ربیع بن بدر ضعیف ہی لیکن وہ معتضد ہی حدیث عمار کی اور چھٹی دلیل حدیث
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم دو بار ہاتھ مارنا ہی ایک بار واسطے مونہہ کے اور ایک بار واسطے
دونون ہاتھون کے کہنیون تک روایت کیا اسکو دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے اور اسناد مین اسکی حریش بن خریت ہی کہا ابوحاتم
نے کہ منکر یہ حدیث ہی ساتوین دلیل وہ ہی جو روایت کی حاکم اور بیہقی اور طبرانی اور دارقطنی وغیرہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

جیسا کہ عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہی اور اسناد مین اوسکی علی بن ظبیان ہی ضعیف کیا اوسکو ابن معین اور قطان نے
اور کہا حاکم نے کہ وہ صدوق ہی اور روایت کی گئی ہی یہ حدیث طریق سلیمان بن ابی داود سے اور وہ متروک ہی ساتھوین دلیل وہ ہی جو
روایت کی دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تیمم کیا ہمنے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو مارا ہمنے دونون ہاتھون
اپنے کو مٹی پاک پر پھر جھاڑا ہمنے ہاتھون کو سو مسح کیا ہمنے اوس سے مونہہ اپنے کو پھر مارا ہمنے دوسری بار سو مسح کیا کہنیون سے
ہتھیلیون تک اور اسناد مین اسکی سلیمان بن ارقم متروک ہی نوین دلیل حدیث ابی امامہ کی ہی روایت کیا اسکو طبرانی نے اور
اسناد اوسکی ضعیف ہی اور امام احمد کی دلیل یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمار کے لیے کہ کافی تھا تجکو یہ اور مارا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اپنا زمین پر پھر پھونکا اوسکو اور مسح کیا اوس سے مونہہ اور دونون کف اپنے کو اور فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم مین ضَرْبَۃٌ لِّلْوَجْہِ وَالْکَفَّیْنِ یعنی ایک بار ہاتھ مارنا ہی واسطے مونہہ اور کفین کے روایت کیا ان
دونون حدیثون کو امام احمد نے اور صحیحین مین بھی اس قسم کی حدیث ہی اور صحیح کیا اکثر محدثین نے اور اسی طرف گئے ہین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جیسا
کہا محلی شرح موطا مین اور بعض تفاسیر مین اور یہ قول مخالف ہی قول امام مالک کے موطا کی ہی مین قَالَ یَحْیٰی سُئِلَ مَالِكٌ
کَیْفَ التَّیَمُّمُ وَاَیْنَ یَبْلُغُ بِہٖ فَقَالَ یَضْرِبُ ضَرْبَۃً لِّوَجْہِہٖ وَضَرْبَۃً لِّیَدَیْہِ وَیَمْسَحُہُمَا اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ
یعنی کہا یحیی نے کہ پوچھے گئے مالک رحمۃ اللہ علیہ کیفیت تیمم سے اور کہان تک پونہچاوے اوسکو کہا کہ مارے ایک بار واسطے مونہہ اپنے کے
اور ایک بار واسطے دونون ہاتھون اپنے کے اور مسح کرے دونون ہاتھون کا کہنیون تک لیکن جواب اسکا یہ ہوسکتا ہی کہ یہ بیان
سنت کا ہی اور فرض اونکے نزدیک ایک بار ہاتھ مارنا ہی پھر چاہیے کہ تیمم مع کہنیون کے ہووے جیسا کہ اکثر احادیث مین جو اوپر گذرین
موجود ہی اور زہری کے نزدیک مونڈھون اور بغلون تک چاہیے اور یہ مذہب مخالف احادیث صحیحہ کے ہی اوسپر عمل نہین چاہیے
ص اور ترتیب ہمارے نزدیک شرط نہین لیکن استیعاب شرط ہی یہان تک کہ اگر کچھہ تھوڑا سا باقی رہیگا کہ اوسپر ہاتھ نہ پھر جاوے
تیمم جائز نہوگا ف کیونکہ تیمم قائم مقام ہی وضو کا تو جو حکم وضو کا ہی وہ تیمم کا بھی ہوگا ص اور اچھا طریق مسح کا اسطرح ہی
کہ چھنگلیا کی طرف سے تین اونگلیان بائین ہاتھ کی لیکے مع ہتھیلی کے اوپر ظاہر سیدھے ہاتھ کی اونگلیون کے سرون سے کہنیون تک کھینچے
بعد اوسکے اونگلی شہادت اور انگوٹھے سے باطن ہاتھ کا مسح کرے اونگلیون کے سرون تک اور اسی طرح پھر بائین ہاتھ کو
مسح کرے بعد اوسکے اگر اونگلیون کے اندر غبار نہ پونہچا ہو تو خلال کرنا واجب ہی تو اب تیسری بار ہاتھ مارنا پڑیگا واسطے خلال کے
طرفین کے نزدیک جائز ہی تیمم اوس چیز سے کہ جو جنس مین سے اور پاک ہووے جیسے خاک اور ریگ اور پتھر اور سرمہ اور ہرتال وغیرہ جو
زمین کی قسم سے ہین اگرچہ بغیر غبار کے ہون اور چاندی سونے کے ساتھ تیمم جائز نہین مگر جب گرد آلودہ ہون اور اسیطرح گیہون اور
جو سے بھی جائز نہین مگر یہ کہ گرد آلودہ ہون اور اوس جگہہ جہان نجاست پڑی تھی اور وہ خشک ہوگئی تیمم جائز نہین اور نماز جائز ہی ف
نماز اسواسطے جائز ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زَکٰوۃُ الْاَرْضِ یُبْسُہَا یعنی زکوۃ زمین کی خشک ہونا ہی اوسکا اور
یہ حدیث پہچانی نہین گئی اور تیمم اسواسطے جائز نہین کہ قرآن شریف مین طیب کی بھی قید ہی اور خبر واحد مقابل نص قطعی کے نہوگی
اور صحیح حجت پکڑنا ہی اس حدیث سے جیسا کہ کہا بعض محققین نے عَنْ حَمْزَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ کَانَتِ الْکِلَابُ تَبُوْلُ
وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِی الْمَسْجِدِ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَرُشُّوْا شَیْئًا مِّنْ ذٰلِكَ

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالْاِسْمٰعِيْلِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ وَالْبَيْهَقِيُّ ترجمہ تھے کتے پیشاب کرتے
اور آتے جاتے تھے مسجد میں حضرت کے وقت میں پس نہیں پانی ڈالتے کسی پر اوس سے یعنی ف اور اگر پتھر سے بھی درست نہیں اور امام ابی یوسف
کے نزدیک تیمم جائز نہیں ہوتا مگر خاک اور ریگ سے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہیں مگر خاک سے ف
دلیل امام ابوحنیفہ اور امام محمد کی یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا یعنی پس قصد کرو صعید طیب کا
اور صعید نام ہے روے زمین کا برابر ہے کہ مٹی ہو یا پتھر یا اور کچھ ہو کہا زجاج نے جو عالم ہے لغت کا لَا اَعْلَمُ اخْتِلَافًا بَيْنَ
اَهْلِ اللُّغَةِ فِيْ ذٰلِكَ یعنی نہیں جانتا ہوں میں کچھ اختلاف درمیان اہل لغت کے اوس میں اور اسی واسطے بیضاوی نے باوجود
اسکے کہ شافعی مذہب ہیں صعید کے معنی یہی لکھے اور قاموس میں ہے اَلصَّعِيْدُ التُّرَابُ اَوْ وَجْهُ الْاَرْضِ صعید یا مٹی ہے
یا روے زمین اگر کوئی کہے کہ جب صعید کے موافق تفسیر صاحب قاموس کے دو معنی ہوئے دونوں ان سے معلوم ہوا کہ صعید اس جگہ مراد روے
زمین ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ میں مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ اور تراب کی قید لگانے میں
حرج ہے اور حدیث سے بھی امام ابوحنیفہ کی دلیل ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کر دی گئی واسطے میرے زمین سب مسجد اور
پاک کرنے والی روایت کیا اسکو بیہقی نے سند صحیح سے ابی امامہ سے [illegible] مسلم اور جامع ترمذی اور طبرانی
میں ہے اور روایت کی امام احمد رحمہ اللہ علیہ نے [illegible] نزدیک اوسکے مسجد اور پاک کرنے والی
اوسکی ہے اور روایت ابن جارود اور ابن المنذر میں ہے روایت انس رضی اللہ عنہ سے جُعِلَتْ لِيْ كُلُّ اَرْضٍ طَيِّبَةٍ مَسْجِدًا
وَّطَهُوْرًا کر دی گئی واسطے میرے سب زمین پاک مسجد اور پاک کرنے والی اور دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ کہا
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے صَعِيْدًا طَيِّبًا اَيْ تُرَابًا [illegible] یہ ہے کہ یہ حدیث پہچانی نہیں گئی کہا
شیخ ابن حجر نے تخریج ہدایہ میں لَمْ اَجِدْهُ لٰكِنْ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنْهُ اَطْيَبُ الصَّعِيْدِ تُرَابُ الْحَرْثِ
یعنی روایت کی بیہقی نے اور ابن ابی حاتم نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھوں نے زیادہ پاک صعید مٹی کھیت کی ہے اور
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی مٹی پاک ہے وہو المطلب اور امام ابی یوسف نے ریگ سے تیمم زیادہ کیا ہے اوس حدیث سے جو بروایت ابن الجوزی
اوپر گذری اور وہ حدیث ضعیف ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ص [illegible] تیمم جائز ہے تو اگر کسی نے جھاڑ
دی یا گیہوں تلے یا دیوار گرائی اور اوسکے ہاتھوں اور منھ پر غبار جما [illegible] اوسکے اوپر ہاتھ مل لیا تیمم درست ہو گیا او
بغیر ہاتھ ملے درست نہو گا اور نیت تیمم میں فرض ہے اور امام زفر کے نزدیک فرض نہیں اور اگر کسی شخص کو دو حدث ہوں جیسے
جنابت اور حدث دونوں کی نیت کرے اور ایک تیمم کافی ہو جاویگا اور اگر ایک کی نیت کرے دوسرے حدث سے کفایت نکریگا ف
نیت اسواسطے فرض ہے کہ تیمم قصد کے معنوں میں ہے اور امام زفر کہتے ہیں کہ تیمم قائم مقام وضو کے ہے سو جب وضو میں نیت فرض نہوئی تو تیمم
میں بھی فرض نہوگی اور جواب اسکا یہ ہے کہ خلف کو جمیع احکام میں مثل اصل کے ہونا ضرور نہیں ص اگر کافر نے واسطے
اسلام کے تیمم کیا اور مسلمان ہوا نماز اوس تیمم سے درست نہیں نزدیک طرفین کے اور امام ابی یوسف کے نزدیک نماز پڑھنا اوس تیمم سے
جائز ہے اور اگر کسی نے تیمم کیا واسطے نماز جنازہ کے یا سجدہ تلاوت کے تو اس تیمم سے فرض نمازوں کا پڑھنا درست ہے اور اگر واسطے
قرآن شریف چھونے کے یا مسجد میں داخل ہونے کے تیمم کیا نماز اوس سے درست نہوگی بلکہ داخل ہونا مسجد کا اور چھونا قرآن کا

اوسکے لیے جائز ہوجاویگا اور اگر کافر نے بے نیت کے وضو کیا اور پھر مسلمان ہوا تو نماز اوس سے جائز ہوگی اور امام شافعی کے
نزدیک درست نہین اور اسیطرح اگر ساتھ نیت کے بھی کیا تب خلاف ہی اور تیمم درست ہی نماز کے وقت مین اور وقت سے پیشتر بھی درست
اور امام شافعی کے نزدیک قبل وقت کے درست نہین **ف** دلیل ہماری یہ ہی کہ تیمم جب مطلقہ طہارت ٹھہرا وضو کیطرح تو قبل وقت کے
بھی جائز ہوگا اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صعید طیب پاک کرنے والی ہی واسطے مسلمان کے اگرچہ نپاوے پانی دس برس
اوسکے اوپر دلالت کرتا ہی اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے
کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہی **ص** اگر دو برتنون مین پانی بھرا ہی اور اونمین ایک کا پانی پاک اور دوسرے کا ناپاک ہی اور یہ معلوم نہین جانتا
کہ نجس کون ہی اور پاک کون ہی تو اس صورت مین ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تحری کرے اگر ایک
شخص نے پانی اپنے ساتھی سے مانگا اور اوس نے ندیا تیمم اوسکو جائز ہی اور اگر بعد نماز پڑھنے کے دیا تو نماز جائز ہی نماز کو پھر نہ پڑھے اور تیمم
اوسکا ٹوٹ جاویگا **ف** اور اگرچہ وقت نماز کا باقی ہو اور یہ مذہب عطا اور امام اوزاعی اور مکحول اور ابن سیرین اور زہری کا ہی کہ نماز کا پھر
لوٹانا واجب ہی اگر وقت باقی ہی دلیل ہماری یہ ہی جو روایت کی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ دو شخص نکلے سفر مین اور وقت آیا نماز کا
اور پانی اونکے پاس نتھا سو تیمم کیا صعید طیب پر اور نماز پڑھ لی پھر پانی پایا اون دونون نے اور وقت باقی تھا سو ایک نے اونمین سے
نماز پھر پڑھی اور دوسرے نے نہ پڑھی اور آئے دونون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اور دونون نے یہ بات عرض کی سو فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو جسنے پھر نماز نہین لوٹائی تھی کہ پہونچا تو سنت کو اور جسنے پھر پڑھی تھی اوس سے کہا کہ تجھے دوبارہ اجر ہی
اخراج کیا اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی اور حاکم اور دارمی نے **ص** اور اگر اوس نے اپنے رفیق سے پانی نہ مانگا اور تیمم سے
نماز پڑھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جائز ہوئی اور صاحبین کے نزدیک نہین درست ہوئی اور ہدایہ مین ایسا ہی لکھا ہی
اور مبسوط مین ہی کہ اگر اوس نے بغیر مانگے نماز پڑھی نماز درست نہوگی اور بھی مبسوط مین ایک جگہ لکھا ہی کہ اپنے رفیق سے پانی مانگے
مگر قول حسن بن زیاد پر نہ مانگے کہ مانگنا ذلت کی بات ہی اور اسمین حرج ہی اور تیمم واسطے دفع حرج کے ہی اور جواب اسکا یہ ہی کہ پانی
وضو کا اکثر خرچ کیا جاتا ہی اور جو چیز کہ احتیاج کی ہی اوسکے مانگنے مین کچھ ذلت نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت
حاجتین اپنی غیر وقت مانگی ہین اور ہدایہ مین لکھا ہی کہ ایک شخص مسافر تیمم سے نماز پڑھ رہا ہی اور دیکھا اوس نے کہ ایک شخص کے پاس
بہت سا پانی ہی اور اوسکو گمان غالب ہوا کہ ندیگا یا شک ہوا نماز پڑھ لیوے اور نہ توڑے اور جب کہ باہر نماز کے دیکھا تو بغیر مانگے نماز پڑھنا
اوسکو تیمم سے درست نہین اور اگر بیچ نماز کے اندر گمان غالب یہ ہوا کہ دیگا تو نماز توڑے اور پانی مانگے اور بھی زیادات مین ہی کہ اگر
بعد فارغ ہونے کے نماز سے پانی اوس سے مانگا اگر اوس نے دیدیا نماز پھر پڑھے اور یا قیمت سے اوسکے موافق مانگے اور اوسکو اوسپر
قدرت ہی پانی لیوے اور نماز پھر دوہراوے اور اگر اوس نے انکار کیا نماز اوسکی ہو گئی اور بعد انکار کے پھر اگر دیدیا نماز کو پھر نہ پڑھے لیکن
تیمم ٹوٹ جاویگا اور اگر اوس نے نماز مین پانی دیکھا اور گمان کیا کہ ندیگا اور یا شک کیا اور توڑ دیا نماز کو تو اگر پانی دیا تو تیمم باطل ہو گیا
اور اگر انکار کیا تو تیمم باقی ہی اور اگر گمان غالب ہی کہ دیگا اور پھر نماز نہ توڑی اور پوری پڑھ لی پھر بعد نماز کے مانگا تو اگر دیا نماز باطل
ہوئی اور اگر انکار کیا تو نماز تمام ہوئی اور ایک تیمم سے فرض و نفل جو چاہے پڑھے **ف** یعنی ایک تیمم سے چاہے دو نمازین
یا زیادہ فرض پڑھے ایک وقت مین یا کئی وقتون مین اور جتنے چاہے نفل پڑھے خواہ وہ نفل اوس فرض کی تبعیت مین ہون یا نہون امام شافعی

رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک تیمم سے دو نمازین پڑھنا جائز نہین اور اسی طرح نفل بھی مگر وہ فرض کی تبعیت مین ہو دلیل ہماری
یہ حدیث ہی کہ زمین پاک کرنے والی ہی مسلمان کی اگرچہ نپاوے پانی دس برس روایت کیا اسکو بہت ایمہ حدیث نے جیسا کہ اوپر گذرا اور
امام شافعی دلیل پکڑتے ہین قول ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مِنَ السُّنَّةِ اَنْ لَّا يُصَلِّيَ بِالتَّيَمُّمِ اَكْثَرَ مِنْ صَلٰوةٍ وَّاحِدَةٍ
یعنی سنت سے یہ بات ہی کہ نہ پڑھی جاوے ساتھ تیمم کے اکثر ایک نماز سے اَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ رافعی نے کہا ہی کہ سنت
جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہی تو وہ مانند حدیث مرفوع کے ہی اور ایسا ہی ہی اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے
مصنف مین اور مروی ہی عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ وہ تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے اور ایسا ہی فتوی دیتے تھے قتادہ روایت کیا
اسکو دارقطنی نے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے روایت کیا اسکو بیہقی نے اور جواب اسکا یہ ہی کہ اوسمین کوئی
اثر صحیح نہین ہوا کیونکہ اثر ابن عباس مین کہا ابن الجوزی نے کہ روایت کیا ہی ابو یحیی نے حسن بن عمارہ سے اور وہ دونون متروک ہین اور
کہا کہ حسن بہت ضعیف ہی اور اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ مین حجاج بن ارطاۃ ہی ترک کیا اوسکو عبدالرحمن بن مہدی اور یحیی بن سعید قطان
نے اور کہا احمد اور دارقطنی نے کہ حجت نہین پکڑی جاویگی اوس سے اور کہا یحیی بن معین اور نسائی نے کہ وہ قوی نہین اور اثر عمرو بن عاص
رضی اللہ عنہ کا اوسمین انقطاع ہی اور اثر ابن عمر کا اسناد مین اوسکے عامر احول ہی ضعیف کیا اوسکو احمد وغیرہ نے اور توثیق کی اوسکی
ابو حاتم نے اور مسلم نے پھر بھی معارض حدیث مرفوع کا نہین ہو سکتا ہی كَذَا ذُكِرَ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ اور بھی اسکا حمل استحباب
پر کر سکتے ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق کہ سنت سے ہی یعنی واجب نہین مستحب ہی علاوہ اسکے کہا محدث فیروزابادی
شافعی نے سفر السعادت مین وَلَمْ نَجِدْ فِي حَدِيْثٍ صَحِيْحٍ اَنَّهٗ يَتَيَمَّمُ لِكُلِّ فَرِيْضَةٍ تَيَمُّمًا جَدِيْدًا اَبَلْ اَمَرَ بِهٖ
مُطْلَقًا وَّاَقَامَهٗ مَقَامَ الْوُضُوْءِ یعنی نہین پایا ہمنے کسی حدیث مین کہ حضرت تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے بلکہ حکم کیا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کا مطلقا اور قائم کیا اوسکو مقام وضو کے انتہی اور روایت کی امام ابو حنیفہ نے حماد سے اونھون نے
ابراہیم سے ایسا ہی اور یہی قول ہی حسن اور عطا کا **اصل** جو چیز کہ وضو کو توڑتی ہی تیمم کو بھی توڑتی ہی اور پانی پانا اتنا کہ اوسکی طہارت کو
کافی ہو تیمم کو توڑتا ہی تو اگر اوس شخص نے موافق وضو کے پانی پایا اور وضو نکیا اور پھر پانی نملا تو پہلا تیمم اوسکا ٹوٹ گیا اب دوسرا
تیمم کرے اور جنب نے اگر تمام بدن کو دھویا مگر پیٹھ اوسکی باقی رہی اور پانی ہوچکا بعد اسکے حدث ہوگیا اور دونون حدث کے لیے
ایک تیمم کیا بعد اسکے اتنا پانی پایا کہ وضو اور پیٹھ دونون کے دھونے کو کفایت کرتا ہی تیمم دونون حدثون کا باطل ہوگیا اور اگر اتنا ہی کہ نہ وضو کو
کفایت کرتا ہی نہ پیٹھ دھونے کو تیمم دونون حدثون کا باقی رہا اور اگر فقط غسل کو کفایت کرتا ہی غسل کے حق مین تیمم ٹوٹ گیا اور
وضو کے حق مین باقی ہی یا فقط وضو کے لیے کفایت کرتا ہی پیٹھ دھونے کو کفایت نہین کرتا ہی وضو کے حق مین تیمم ٹوٹ گیا اور غسل کے
حق مین باقی ہی اور اگر اتنا پانی ہی کہ اوس سے فقط وضو ہو سکتا ہی یا فقط پیٹھ کا دھونا دونون نہین ہو سکتے تو پہلے پیٹھ کو دھووے جو اوس
غسل مین باقی رہی تھی اب وہ جو تیمم واسطے حدث کے تھا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ٹوٹ گیا اب پھر تیمم کرے اور امام ابی یوسف
کے نزدیک وہی تیمم کافی ہی اور اگر اوسنے پہلے تیمم کر لیا حدث کا اور بعد اوسکے پیٹھ کو دھویا اسمین بھی دو روایتین ہین ایک روایت مین
پھر تیمم کرے اور دوسری روایت مین وہ تیمم کافی ہوجاویگا اور اگر اوسنے اوس پانی سے پیٹھ کو نہ دھویا بلکہ پہلے وضو کیا جنابت کے حق
اوسکا تیمم ٹوٹ گیا دونون روایتون مین اب پھر تیمم کرے اور اگر مصلی نے دو تیمم کیے تھے ایک واسطے جنابت کے اور دوسرا واسطے حدث کے اور پھر پانی

اگر اتنا پایا کہ دونون کے لیے کافی ہو دونون تیمم ٹوٹ جاوینگے اور اگر ایک کے لیے بھی کافی نہین کوئی تیمم نہ ٹوٹیگا اور اگر دونون مین سے ایک کے لیے کافی ہی پہلے جنابت کو دفع کرے اور باقی سب وہی صورتین ہین اور وہ بھی حکم مین جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر مصلی نے تیمم واسطے جنابت کے کیا اور پھر اوسکو حدث ہوا اور ابھی تیمم حدث کا نہین کیا ہی اور پانی پایا اگر دونون کے واسطے کافی ہی جنابت کا تیمم ٹوٹ گیا اور اب غسل اور وضو کرے اور اگر اتنا پانی ہی کہ کسیکے واسطے کافی نہین جنابت کا تیمم باقی رہا اور حدث کے واسطے تیمم کرے اور مستحب یہ بات ہی کہ اوس پانی سے جتنی پیٹھ دھوئی جاوے دھووے تا کہ جنابت کم ہووے **ف** چاہیے نے اس مقام پر لکھا ہی کہ یہ پاک پانی کا ضائع کرنا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ ضائع کرنا نہین ہی کیونکہ اگر شاید آگے چلکے اوسنے پھر تھوڑا سا پانی پایا کہ بقیہ پیٹھ کو کفایت کرتا ہی تو جنابت اوسکی ادا ہو جائیگی اگر پہلے پانی سے پیٹھ نہ دھو لیتا تو یہ پانی کفایت نہین کرتا فتأمل فیہ **ص** اور اگر اتنا پانی پایا کہ پیٹھ کے واسطے کافی ہو دھووے اور جنابت کا تیمم ٹوٹ جاویگا اور حدث کے واسطے تیمم کرے اور اگر پیٹھ کو کافی نہین وضو کو کافی ہی وضو کرے جنابت کا تیمم باقی رہیگا اور اگر دونون مین سے ایک کے لیے کافی ہی تو جنابت مین سے جو باقی ہی اوسکو دھووے اور حدث کے واسطے تیمم کرے اور اگر وضو کر لیا جائز ہی اور تیمم جنابت کا پھر کرے اور اگر پانی اوسنے موافق اوس جگہ کے دھونے کے پایا لیکن پہلے اوسنے حدث کا تیمم کیا بعد اوسکے پیٹھ دھوئی اب پھر تیمم حدث کا کرے یا نکرے اسمین دو روایتین ہین زیادات کی روایت مین پھر تیمم حدث کا کرے اور اصل کی روایت مین پھر نکرے اور اگر اوسکے بدن یا کپڑے پر ایک درم سے نجاست زیادہ ہووے تو پہلے نجاست کو دھووے اور جنابت کے لیے تیمم کرے مسئلہ اگر ایک شخص نے ایک جماعت کو کہ تیمم کرتی تھی پانی مباح کر دیا مثلاً کہدے کہ ای جماعت تیمم کرنے والے یہ پانی تمھارے واسطے مباح ہی جونسا شخص تم مین سے چاہیے اس سے وضو کرے اور وہ پانی ایک شخص کے وضو کے موافق ہی سبکا تیمم باطل ہو جائیگا تو اوس صورت مین جب ایک شخص اوس سے وضو کر لیگا سب لوگ پھر اپنا تیمم دوبارہ کرینگے کیونکہ ہر شخص کو اکیلے اکیلے قدرت پانی پر ہو گئی تھی اور اگر کہے کہ اتنا پانی مینے تم سب کو دیا اور انھون نے لیا تو کسیکا تیمم نجاویگا کیونکہ اوس پانی مین سبکا حصہ ہی اور اتنا پانی نہین جو سب وضو کرین تو گویا کسینے پانی موافق اپنی طہارت کے نپایا پھر اگر وہ سب لوگ سارا پانی ایک شخص کو دیدین امام اعظم رح کے نزدیک تیمم اوسکا باطل نہوگا اور صاحبین کے نزدیک باطل ہو جاویگا اور تفصیل اصل کتاب مین ہی اگر تیمم کرنے والا مرتد یعنی کافر ہو جاوے معاذ اللہ تو تیمم اوسکا نہ ٹوٹیگا تو اگر پھر اسلام لائے اور تیمم اوسکا باقی ہو اوس تیمم سے نماز درست ہی اگر کسی شخص کو امید پانی ملنے کی ہو مستحب ہی اوسکو نماز کا تاخیر کرنا اور جب اول وقت مین اوسنے نماز تیمم سے پڑھ لی اور پھر پانی پایا اور وقت باقی ہی پھر نماز کا اعادہ نکرے اور اگر گمان ہو کہ پانی یہان سے ایک غلوہ ہی ڈھونڈھنا پانی کا واجب ہو جاویگا اور غلوہ تین سو قدم سے چار سو قدم تک کا ہوتا ہی اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہی کہ اگر پانی اتنا دور ہو کہ پانی لانے سے قافلہ غائب ہو جاویگا تیمم جائز ہی اور صاحب محیط نے اوسکو اچھا کہا ہی اور اگر مسافر کے اسباب مین پانی ہووے اور وہ بھول جاوے اور تیمم سے نماز پڑھے پھر پانی یاد آوے اور اگرچہ وقت موجود ہو نماز پھر نہ پڑھے اور امام ابی یوسف کے نزدیک پھر پڑھے اور یہ اختلاف اوس صورت مین ہی کہ اوسنے پانی کو [illegible] اوسکے حکم سے رکھا ہو اور جسکو غیر نے بغیر حکم اوسکے کے رکھا ہی بعضون نے کہا تیمم اوسکو سب کے نزدیک جائز ہی اور بعضون نے کہا اس صورت مین بھی اختلاف ہی ایسا ہی لکھا ہی بدایع مین اور اگر وضو کا مانع بندون کی طرف سے ہو تو تیمم جائز ہی جیسے [illegible] کافرون کے قبضے مین ہون اور وہ وضو سے منع کرین یا قید مین ہون اور اگر کسی شخص نے مصلی سے کہا کہ اگر

تو پھر وضو کیا تو غسل کریگا تیمم اوسکو جائز ہی مگر جب وہ شخص چلا جاوے اور بالغ ہو جاتا ہے نماز کو پھر وضو سے پڑھنا چاہیے ایسا ہی ہی ذخیرہ مین

باب مسح موزون کے بیان مین

مسح موزون کا احادیث سے جائز ہی یعنی ثابت ہی اور قرآن شریف سے وضو پاپیر کا ثابت ہی اور اس باب مین حدیثین بہت آئی ہین صحیح مسلم مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے واسطے مسح کی مدت تین دن اور تین رات مقرر کی اور مقیم کے واسطے ایک دن اور ایک رات اور صحیح ابن خزیمہ مین حضرت ابو بکرہ سے بھی ایسا ہی مروی ہی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علامات اہل سنت مین مسح خفین کو داخل کیا ہی اور عقائد مین درج کیا ہی فرمایا وَنَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ یعنی مسح کرتے ہین ہم اوپر موزون کے سفر اور حضر مین اور کہا امام صاحب نے کہ نہین حکم کیا مینے ساتھ مسح کے یہان تک کہ آیا میرے پاس مانند روشنی دن کے اور ایسا ہی سب ائمہ سے مروی ہی اور اتفاق کیا اسپر ائمہ اربعہ نے اور جو مسح موزے کا جائز نہین رکھتا وہ بدعتی ہی اور اس باب مین قریب اسی صحابیون سے روایت ہی اور متہ اثر المعنی بعض لوگون نے اس حدیث کو گنا ہی تفصیل اسکی حاشیہ شیخ ابن الہمام وغیرہ مین مذکور ہی جسکا جی چاہے ملاحظہ کرے اور یہان بسبب اختصار کے ترک کیا ص سب وضو کو واسطے حدث کے موزے پر مسح درست ہی مگر یہ کہ جنب ہو تو مسح جائز نہین ف کیونکہ روایت ہی صفوان بیٹے عسال سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے تھے ہمکو جبکہ ہوتے ہم سفر مین یہ کہ نہ اوتارین موزون اپنے کو تین رات اور تین دن تک مگر جنابت سے اور نہ اوتارین پیشاب اور پاخانے اور سونے سے روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ نے ص اور صورت اوسکی یہ ہی کہ جنب نے تیمم کیا بعد اوسکے اوسکو حدث ہوا اور اوسکے پاس بقدر وضو کے موافق پانی ہی اوسنے وضو کرکے موزہ پہنا بعد اوسکے موافق غسل کے پانی پایا اور غسل نکیا اور پھر پانی گم ہو گیا پھر پانی مقدار وضو کے پایا سو اوسنے پھر تیمم کیا واسطے جنابت کے تو اگر احداث کرے تو وضو کرے اور موزہ اوتارے اور پھر پانون دھووے اسواسطے کہ جنب کو مسح جائز نہین اور سنت مسح موزہ مین یہ ہی کہ تین اونگلیون سے ہاتھ کی کشادہ کرکے پانون کی اونگلیون کے سر سے پنڈلی تک تین خط موزے کی پشت پر کھینچے اور اگر اونگلیان کشادہ نکین مگر تین اونگلیون سے مسح کیا جائز ہوا اور اگر پہلے ایک اونگلی تر کی اور مسح کیا اور پھر تر کی اور مسح کیا اور پھر تر کی اور مسح کیا اور تینون بار علیحدہ علیحدہ جگہہ پر مسح کرے تو درست ہی لیکن اگر تینون بار ایک ہی جگہہ کھینچا درست نہین اور اگر انگوٹھے اور شہادت کی اونگلی سے جبکہ کشادہ ہون مسح کیا جائز ہی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ مسح موزے سے پوچھے گئے فرمایا اپنے ہاتھ کی اونگلیون کو سر موزہ پر رکھے مع ہتیلی کے یا بغیر ہتیلی کے پنڈلی تک کھینچ لے اور اگر اونگلیون کے سر سے مسح کیا درست نہین مگر جب کہ موزہ اسقدر تر ہو جاوے کہ جتنا واجب ہی تو جائز ہی اسی طرح لکھا ہی محیط مین اور ذخیرے مین لکھا ہی کہ اگر اونگلیون سے قطرے بہتے ہون درست ہی اور مسح سنت ہی ہتیلی سے اور اگر ہتیلی کی پشت سے مسح کیا جائز ہوا اور پیر کی اونگلیون کی طرف سے مسح شروع کرنا سنت ہی لیکن اگر پنڈلی سے شروع کریگا درست ہو جاویگا اور اگر مسح کو بھول گیا اور مینہ کا پانی اوسکے موزے کی پیٹھ پر پڑا مسح درست ہو گیا اور اسی طرح اگر سر کا مسح بھول گیا اور پانی اوسکے سر پر پڑا مسح درست ہی اور اگر گھاس مین چلا اور ظاہر موزے کا تر ہو گیا اگرچہ شبنم سے ہو تو درست ہی اور یہی صحیح ہی اور مسح ظاہر موزے پر کرے ف ظاہر موزے سے مراد پشت موزہ ہی اور باطن سے مراد نیچے موزے کے ہی جیسا کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہوا ہی اور روایت کی ابو داود نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے کہ انھون نے فرمایا کہ اگر کاروبار دین کا عقل پر ہوتا نیچے موزے کا اولی تھا مسح کرنے مین اوپر اوسکے سے اور امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک

اوپر موزے کے مسح کرنا واسطے ادائے فرض کے ہی اور نیچے موزے کے واسطے ادائے سنت کے ہی اور جو حدیث اس باب مین مغیرہ بن شعبہ
رضی اللہ عنہ سے وارد ہی کہ وضو کرایا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ تبوک مین سو مسح کیا آپنے اوپر موزے کے اور نیچے اوسی موزے
کے روایت کیا اسکو ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث معلول ہی اور اتصال اوسکی سند کا مغیرہ تک
ثابت نہین ہوا کہا ترمذی نے پوچھا مینے بخاری اور ابو زرعہ سے اس حدیث کو دونون نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہین ہی اور ابو داود نے
بھی اسکو ضعیف کہا ہی اور بعض طریقون مین امام احمد اور ابو داود کے علی ظاہرہما کا لفظ واقع ہی یعنی مسح کیا اوپر ظاہر موزون کے
ص اور موزہ اوسے کہتے ہین جو ٹخنے کو چھپاوے اور پیر کی جو چھوٹی اونگلیان ہین اوسمین سے اگر تین اونگلیون کے برابر پیر
ظاہر ہوگا مسح درست نہین اور اگر اوس سے کم ہی درست ہی اور اگر موزہ ڈھیلا ہی کہ اوپر سے دیکھنے مین پانون دکھلائی دیتا ہی مسح
اوسپر جائز ہی اور جرموق پر مسح جائز ہی اور جرموق اوسے کہتے ہین جو موزے کے اوپر پہنے جاتے ہین واسطے حفاظت موزے کے
کیچڑ اور نجاست وغیرہ سے تو اگر چمڑے کے ہین یا مانند اوسکے اونپر مسح جائز ہی اگرچہ فقط جرموق ہون اور موزہ اوسکے نیچے نہو
اور اگر کپڑے کے ہین یا مانند اوسکے تو اگر اونکے تئین اکیلے بغیر موزون کے پہنا ہی مسح جائز نہین اور اسیطرح اگر موزے بھی اوسکے نیچے
ہون تب بھی جائز نہین لیکن اگر تری اوسکی موزے کو پہونچ جاتی ہی تو مسح جائز ہی تو اگر جرموق چمڑے کے ہین یا مانند اوسکے اور موزون پر
مسح کرکے بعد حدث کے اونکو موزے پر پہنا مسح اونپر درست نہین موزے پر کرے اور اگر قبل حدث کے اونکو پہنا اور مسح کیا اونپر پھر جرموق کو
اوتار ڈالا اور موزون کو نہ اوتارا موزون پر پھر مسح دوبارہ کرے اور یہی حکم موزے پر اگر مسح کیا بعد اوسکے ایک تہ کو اوتارا دوسری تہ پر
پھر مسح کرنا واجب نہین ہی اور اگر ایک پیر کے جرموق کو اوتارا اوسکے موزے پر مسح کرے اور دوسرے پیر کے جرموق پر پھر دوبارہ مسح کرے
اور امام ابی یوسف سے مروی ہی کہ دوسرا جرموق بھی اوتار ڈالے اور مسح کرے دونون پیر کے موزون پر **ف** مسح جرموق پر اسواسطے
درست ہی کہ روایت کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے اور مسح کرتے تھے
عمامے اور جرموقون پر **ص** اور جورب پر مسح درست ہی اگر سخت ہو اور بغیر باندھنے کے تھم سکے اور نیچے اونکے چمڑا لگا ہو یا تمام
چمڑے کا ہووے تو اگر بغیر باندھے تھم سکتے ہین لیکن چمڑا اوسمین نہین لگا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسح اونپر درست نہین ہی اور صاحبین
کے نزدیک درست ہی اور مروی ہی کہ امام صاحب نے رجوع کیا صاحبین کے قول کی طرف اور فتوی صاحبین کے قول پر ہی رحمہم اللہ اجمعین
ف جورب اوسکو کہتے ہین کہ موزے پر بسبب حفاظت سردی کے پہنا جاتا ہی یا اور کسی کے لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
جورب پر مسح درست نہین اور روایت کی احمد اور ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے مغیرہ بن شعبہ سے کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جوربون پر اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی جورب پر مسح جائز ہی اور یہ حدیث حجت ہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر اور روایت کی
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے اور ابو داود نے بھی اور حدیث ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جوربون پر ضعیف ہی کیونکہ اسناد میں اوسکی عیسی بیٹے سنان کے ہین ضعیف کیا اونکو احمد اور ابن معین اور
ابو زرعہ اور نسائی وغیرہم نے سنن ابو داود مین ہی کہ مسح کیا جوربین پر حضرت علی اور ابن مسعود اور براء بن عازب اور انس بن مالک
اور ابو امامہ اور سہل بن سعد اور عمرو بن حریث رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہم نے اور روایت کی گئی ہی حضرت عمر اور ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے بھی **ص** اور مسح موزہ اوسوقت درست ہی کہ بعد پہننے کے وقت حدث کے طہارت تمام ہووے تو اگر دونون

وضو غیر مرتب کیا جیسے پہلے دونون پیر دھوکے موزہ پہنا بعد اوسکے باقی اعضا دھوئے بعد اوسکے حدث لاحق ہوا پھر اوسنے وضو کیا
یا ترتیب سے وضو کیا تو داہنے پیر کو دھوکے موزہ پہنا اور دوسرے پیر کو دھوکے دوسرا موزہ پہنا بعد اوسکے حدث ہوا تو دونون صورتین مسح
جائز ہی پہلی صورت مین وقت پہننے موزے کے طہارت اوسکی تمام نہ تھی اور دوسری صورت مین وقت پہننے داہنے موزے کے لیکن وقت حدث کے
دونون صورتون مین طہارت اوسکی پوری ہی **ص** اور مسح جائز نہین ہی عمامے اور ٹوپی اور برقع اور دستانون پر **ف** امام محمد رحمۃ اللہ
علیہ نے موطا مین لکھا ہی کہ کہا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پونہچا ہمکو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ اونسے پوچھا لوگون نے مسح عمامے کا سو
کہا انھون نے جائز نہین ہی یہان تک کہ مسح بالون کا کرے اور اسی سے اخذ کیا ہمنے اور یہی ہی قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اور
نافع کہتے ہین کہ مینے صفیہ بنت ابی عبید بیوی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وضو کرتی تھین اور کپڑا نیچے اوڑھنی کے اور اوڑھنی اپنی اور
مسح کرتی تھین سر پر اور پونہچا ہی ہمکو کہ اول مین مسح اوپر عمامے کے جائز تھا اور اسکے بعد منسوخ ہوگیا اور یہی ہی قول ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا
اور اکثر فقہا ہمارے کا اور ہشام بن عروہ سے روایت ہی کہ دیکھا انھون نے اپنے باپ کو کہ اوٹھاتے تھے عمامے سر سے اور مسح کرتے تھے سر پر
اور دستانون کو بھی عمامے وغیرہ پر قیاس کرنا چاہیے اور وہ جو مغیرہ کی حدیث مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا اوپر عمامے کے منسوخ ہی
اور دلیل نسخ کی قول صحابہ اور تابعین ہی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اور کلام اللہ مین ہی وَامْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ یعنی مسح کرو اوپر
سرون اپنے کے **ص** اور فرض مسح موزون مین برابر تین اونگلی کے ہین ہاتھ کے اور اس سے زیادہ فرض نہین اور سنت وغیرہ مسح
مین فرض نہین **ف** ابن ماجہ مین روایت ہی مغیرہ بن شعبہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونون ہاتھ اپنے اوپر دونون موزون
اپنے کے اور کھینچا اونکو اونگلیون سے اوپر تک ایک بار اور گویا کہ مین نظر کرتا ہون طرف نشان مسح کے اوپر موزے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے کہ گویا خط تھے اونگلیون کے **ص** اور مدت مسح کی مقیم کو وقت حدث سے ایک رات اور ایک دن ہی اور مسافر کو تین دن اور تین رات
ف مثال اسکی یہ ہی کہ مثلا ایک شخص نے ظہر کو وضو کیا اور موزے پہنے بعد اوسکے عصر کے وقت حدث ہوا تو اب مدت عصر کے
وقت سے لی جائیگی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت مین قبل ازین گذر چکی اور اور حدیثین بھی اس باب مین آئی ہین اور اکثر
احادیث کا یہی مضمون ہی کہ مسافر کے واسطے مدت مسح کی تین دن اور تین رات ہی اور مقیم کے واسطے ایک دن اور ایک رات اور ایک
روایت ہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مسح جب تک چاہے کرے یعنی کچھ مدت نہین مگر جنابت سے اوتارے اور یہی قول ہی ابن وقاص کا اور
دلیل پکڑتے ہین اوس سے جو روایت کی حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے اور کہا صحیح ہی تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے تم مین سے
اپنے موزے پہنے سو نماز پڑھے اون دونون موزون مین اور مسح کرے اونپر اور نہ اوتارے اگر چاہے اونکو مگر جنابت سے اور ابن الجوزی
رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو تین دن کی مدت پر حمل کیا ہی اور وہ جو ابن ماجہ اور ابو داود نے روایت کیا ہی ابی بن عمارہ رضی اللہ عنہ سے
کہ کہا انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مسح کرون مین موزون پر فرمایا ہان کہا ایک دن فرمایا اور دو دن کہا اور تین دن
یہان تک کہ پونہچے سات دن تک سو ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل حدیث مذکور مین لکھا ہی وَقَدِ اخْتُلِفَ فِي إِسْنَادِهِ
وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ یعنی تحقیق اختلاف کیا گیا ہی اسناد مین اوسکی اور وہ قوی نہین دوسرے یہ کہ مخالف ہی روایت
اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم مثل حضرت علی اور ابی بکر اور صفوان بن عسال رضی اللہ عنہم سے اگر کوئی کہے کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی
جسکو حاکم نے صحیح کیا ہی اور دارقطنی نے بھی اوسکو روایت کیا ہی معتبر ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ وہ حدیث محمول ہی تین دن کی

مدت پر جیسا کہ گذرا ص جو چیز کہ وضو کو توڑتی ہے مسح کو بھی توڑتی ہے ف کیونکہ پیر دھونا ایک جزو ہے وضو کا اور
اوسکا یہ قائم مقام ہے تو جس سے وضو ٹوٹیگا یہ بھی ٹوٹیگا ص اور نکالنا ایک موزے کا بھی مسح کو توڑتا ہے اور پھر دونوں پیر کا دھونا واجب
ہوگا کیونکہ جمع غسل اور مسح میں نہیں درست ہے اور جو موزے کے اندر پانی چلا جاوے اور تمام پیر بھیگ جاوے مسح ٹوٹ جاتا ہے
اور فقیہ ابو جعفر کے نزدیک اگر اکثر پیر بھیگ جاوے مسح ٹوٹ جاویگا اور جب مدت مسافر اور مقیم کی تمام ہو جاوے دھونا پیر کا اوسپر
فقط واجب ہوگا اگر وہ باوضو ہے اور اگر بے وضو ہے تو سارا وضو کرے اور باہر نکلنا اکثر قدم کا موزے سے مسح کو توڑتا ہے اور
یہی لفظ قدوری کا ہے اور متن میں جو لکھا ہے کہ نکلنا زیادہ ایڑی کا طرف سے پنڈلی کے مسح کو توڑتا ہے مروی ہے امام ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ سے اور اگر موزہ موافق تین انگلی چھوٹی کے پھٹ جاوے اور پیر اتنا ہی موزے سے کھل جاوے مسح جائز نہیں اور
اس سے اگر کم پھٹا ہو تو درست ہے اور اگر لمبا پھٹا ہے کہ اوس میں تین انگلیاں باہر جاتی ہیں لیکن اتنا کھلتا نہیں مسح درست ہے
اور اگر ملا ہوا ہے لیکن چلنے کے وقت اتنا کھل جاتا ہے مسح درست نہیں اور جو موزہ سینے وغیرہ سے بنا ہوا ہو نیچے سے تختا کھلا ہو گو
سوت وغیرہ سے باندھ لیا جاوے اس طرح پر کہ کچھ اوس میں سے کھلا نہیں رہتا تو اوسپر مسح درست ہے اور اگر کھلا رہتا ہے تو اگر بمقدار
تین انگلی کے یا زیادہ کھلا ہوگا مسح درست نہیں ورنہ درست ہے اور اگر ایک موزے میں بہت جگہ پھٹا ہو کہ جمع کرنے سے تین
انگلی کے موافق ٹھہرے تو اوسپر مسح درست نہیں اور اگر دونوں موزے پھٹے ہوں اور دونوں جمع کر کے اتنا ہی ٹھہرے تو مسح درست ہے
اور اگر مقیم نے [illegible] مسح کیا اور ایک رات گذرنے سے پہلے مسافر ہوا تو تین رات دن کے بعد اتارے اور اگر مسافر ایک دن ایک رات گذرنے کے پہلے مقیم ہوا
ایک دن اور ایک رات کے بعد اتارے اور اگر [illegible] بعد ایک رات اور ایک دن کے مقیم ہوا یا مقیم مسافر ہوا موزوں کو پیر اوتارے پھر پیر دھو کے مسح شروع کرے

فصل جبیرہ پر مسح کرنے کے بیان میں

جبیرہ پر مسح درست ہے اگرچہ وقت حدث کے باندھی ہو اور جبیرہ کا گرنا مسح کو باطل نہیں کرتا ہے مگر جبکہ زخم اچھا ہو گیا ہو ف
جبیرہ پر مسح کرنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم کیا تھا روایت کیا ہے اسکو ابن ماجہ نے اور سند اسکی بہت
ضعیف ہے اور اسواسطے کہ موزے کے اوتارنے سے زیادہ اوسپر پانی ڈالنا ضرر کرتا ہے اور جب موزے کا مسح درست ہوا تو جبیرہ کا بھی
درست ہو گیا اور اگر زخم اچھے ہونے کے بعد جبیرہ گری تو اوس مقام کا دھونا فرض ہوگا پھر اگر اوسکا وضو ہو تو فقط اوسی مقام کو
دھو ڈالے ص پھر اگر مسح کرنا جبیرہ پر ضرر کرے تو ترک کرنا اوسکا درست ہے ف کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک
شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سر میں زخم لگا تھا اور اوسکو احتلام ہوا تو حکم کیا گیا غسل کا تو اوسنے غسل کیا اور اکڑ
کے مر گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسکی خبر پہونچی کہا عطا نے کہ پہونچا ہمکو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاش دھو لیتا
تمام بدن اپنا اور چھوڑ دیتا سر اپنا جس جگہ اوسکو زخم لگا تھا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے غیر مصنف ص اور اگر ضرر نکرے تو اوس میں کئی
روایتیں ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے ترک کرنا اوسکا اور فتوی اسپر ہے کہ ترک کرنا درست نہیں اور اسمیں
کچھ شرط نہیں ہے کہ جبیرہ طہارت کے وقت باندھی ہو اگرچہ بے طہارت کے باندھی ہو تو بھی درست ہے خواہ محدث ہو یا جنب جیسا
گذرا پوشیدہ نرہے کہ مسح جبیرہ پر جب درست ہے کہ جب مسح اوس عضو کا نکر سکے جیسا کہ دھو نہیں سکتا اسطرح پر کہ پانی اوسکو
ضرر کرتا ہے یا جبیرہ بندھی ہے اور کھولنے میں اوسکے ضرر کا خوف ہے تو اگر عضو کے مسح پر قادر ہوگا جبیرہ پر مسح جائز نہیں ف

اسواسطے کہ یہ مسح بسبب عذر کے ہی اور جب عذر نہوویگا تو مسح بھی جائز نہوگا ص اگر عضا مصلی کے پھٹے ہوں اور اونکے
دھونے سے عاجز ہووے پانی بہانا اوسپر لازم ہو تو اگر بہا نہ سکے تو اوسی جگہہ کا مسح کرلیوے اور اگر مسح سے بھی عاجز ہووے تو اوسکا چھوڑ دے
اور گرد اوسکے دھو لیوے ف دلیل اسکی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہی جو اوپر گذری ص اور اگر ہاتھ اوسکے پھٹے ہین
کہ خود وضو نہیں کرسکتا اور دوسرے سے کرا لے تو اگر دوسرے سے اوسنے نکرایا اور تیمم کرلیا جائز ہی او صاحبین کے نزدیک درست نہیں اور اگر
ایسے پیر کی بوائی اور جگہہ پر دوائی لگائی ہی پانی کو دوا پر گذار دیوے اور اگر پانی بہایا اور پھر دوا اگر پڑی اگر تندرستی سے گری ہی اوس
مقام کو پھر دھو لیوے اور اگر تندرستی سے نہیں گری ہی تو نہ دھووے اور اگر کسی شخص نے فصد لی اور گدی رکھکے اوسکا او پر پٹی باندھی
بعض لوگون کے نزدیک پٹی پر مسح درست نہیں بلکہ گدی پر کرے اور بعضون کے نزدیک اگر پٹی ایسی ہووے کہ بغیر دوسرے کے آپ باندھ سکے
تو مسح اوسپر جائز نہیں اور اگر آپ نہیں باندھ سکتا جبتک دوسرا شخص نہ باندھے تو پٹی پر مسح جائز ہی ف اسواسطے کہ مسح
واسطے عذر کے ہی اور جب پٹی آپ کھولتا ہی اور آپ باندھ سکتا ہی تو پٹی اوتارنے مین عذر نہیں اور اگر آپ باندھ نہیں سکتا تو اوسمین عذر
پایا جاویگا تو مسح بھی درست ہوویگا ص اور بعضون کے نزدیک اگر پٹی کھولنے سے اور اوسکے نیچے مسح کرنے سے حرج ہووے اور
زخم کو کچھ ضرر پونہچے تو مسح پٹی پر جائز ہی اور اگر ضرر نہیں تو پٹی پر مسح درست نہیں ف اور یہی قول مختار ہی ص اگر
کھولنا پٹی کا ضرر نہیں کرتا لیکن مقام جراحت سے اوتارنا ضرر کرتا ہی کھولے اور اوسکے نیچے کو مقام جراحت تک دھووے اور پھر
باندھ لیوے اور مقام جراحت کا مسح کرلے اور اکثر مشایخ اسپر ہین کہ پٹی پر مسح درست ہی اور گرد میں وگرہ پٹی کے اگر بدن کھلا ہی
مسح اوسپر درست ہی کیونکہ دھونے مین خوف اس بات کا ہی کہ پٹی تر ہو اور تری اوسکی زخم تک پونہچے ف جو پٹی کہ گدی پر باندھی
جاتی ہی اوسکو عصابہ بھی کہتے ہین ص اور تمام پٹی او عصابے کا مسح کرنا چاہیے حسن کی روایت مین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے
اور یہی مذکور ہی اسرار مین اور بعضون کے نزدیک اگر پٹی او عصابے کا اکثر مسح کرلیا تو بھی درست ہی او اگر پٹی او عصابے پر مسح کرلیا
اور پھر اونکو اوتارا اور پھر باندھ لیا مسح پھر کرے اور اگر مسح نکریگا تو بھی درست ہی اور اگر اوسکی جگہہ دوسری پٹی یا عصابہ باندھے
بہتر ہی کہ پھر مسح کرے اور اگر نکریگا تو بھی درست ہی اور تین بار مسح کرنا پٹی یا عصابے کا کچھ ضرور نہیں بلکہ ایکبار کافی ہی اور
پٹی کے مسح کیواسطے کچھ مدت نہیں جیسا کہ مسح موزے کے واسطے ہی تو اگر پٹی گر پڑی لیکن اچھے ہونے سے گری ہی اوس جگہہ کا دھونا
واجب ہی خاص کرکے اور اگر بے اچھے ہونے گری تو مسح باطل نہوویگا بخلاف مسح موزے کے کہ اگر ایک موزے کو اوتار لیا تو دونون پیر کا دھونا واجب ہی

باب حیض کے بیان مین

تین خون خاص ہین عورتون کے ساتھہ حیض او استحاضہ او نفاس او حیض اوس خون کو کہتے ہین جسکو رحم عورت بالغہ کا چھانٹتا ہی
اور عورت بالغہ نو برس مین ہوتی ہی بغیر کسی بیماری کے اور سن نا امیدی کو بھی نہ پونہچی ہووے تو جو خون رحم سے نہوویگا حیض نہیں اور
اسی طرح جو خون نو برس کے قبل آویگا اور ایسا ہی جو بیماری سے آویگا اور جو خون ہمیشہ جاری ہی بعض خون حیض ہوویگا اور بعض بیماری سے
اور جو خون بعد جننے کے عورت کو آتا ہی اوسکو نفاس کہتے ہین وہ بھی حیض مین داخل نہیں اور صحیح یہ ہی کہ حیض بعد سن ایاس کے نہیں ہوتا
ف ایاس کے معنی نا امیدی کے ہین تو گویا اوسمین حیض سے نا امیدی ہوجاتی ہی ص اور سن ایاس بعض کے نزدیک ساٹھہ برس ہین
اور بعضون کے نزدیک پچپن برس اور یہی تجویز کیا ہی مشایخ بخارا او خوارزم نے ف بخارا او خوارزم نام شہر کے ہین

ص تو جو خون عورت بعد اس سن کے دیکھے وہ ظاہر مذہب مین حیض نہین **ف** چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین ہی کہ ہمارے زمانے مین اعتبار اوسکا ہی کہ بعد پچاس برس کے حیض نہین اور یہی قول ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا **ص** اور فتوی اسپر ہی کہ جب خون سیاہ یا خوب سرخ دیکھے تو حیض ہی اور جس عورت کو حیض نہ آتا ہو تو اوسکی عدت طلاق اور فسخ نکاح تین مہینے آزاد کے اور ڈیڑھ مہینا لونڈی کا ہی پھر جو قبل تمام ہونے اس عدت کے اس عورت نے **ف** یعنی جو حیض سے ناامید ہوئی اور سن ایاس کو پہونچی ہو **ص** ایسا خون دیکھا عدت مہینون سے باطل ہو جاویگی اور بعد تمام ہونے عدت کے اگر ایسا خون دیکھا تو عدت باطل نہوگی اور اگر زرد یا سبز یا خاکی ہی تو وہ حیض نہین استحاضہ ہی **ف** استحاضے کا آگے بیان آویگا **ص** اور کم مدت حیض کی تین دن ہین اور اکثر مدت دس دن ہین اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کم مدت دو دن اور اکثر تیسرے دن کا ہی اور نزدیک امام شافعی کے کم مدت ایک دن ایک رات اور اکثر مدت پندرہ دن **ف** حدیث مین ہی کہ کم مدت حیض کی واسطے عورت کے باکرہ ہو یا ثیب تین دن اور تین رات اور اکثر مدت دس دن اور جو زیادہ ہو وہ استحاضہ ہی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابی امامہ سے کہا دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عبد الملک اسناد مین اسکی مجہول ہی اور علاء بن کثیر ضعیف ہی اور روایت کی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حیض تین دن اور چار اور پانچ اور چھ سات آٹھ دس دن ہین اور جب زیادہ ہوا دس سے تو وہ استحاضہ ہی اور بسبب حسن بن دینار کے ضعیف کیا اوسکو اور حدیث مشہور ہی خلد بن ایوب سے اور روایت ہی موقوفا انس رضی اللہ عنہ سے کہا ابن عدی نے حسن بن دینار مین کہ نہین دیکھا مینے اوسکو شدید نکارت مین بلکہ حدیث اوسکی قریب ضعف کے ہی اور روایت کی دارقطنی نے عبد العزیز دراوردی سے انھون نے عبید اللہ بن عمر سے انھون نے ثابت سے انھون نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے کہ عورت حائض ہی دس دن تک اور جو زیادہ ہی وہ استحاضہ ہی اور روایت ہی عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے کہ نہین ہوتی ہی عورت مستحاضہ ایک دن اور دو دن مین یہان تک کہ پہونچے دس دن کو سو وہ مستحاضہ ہی اور روایت کی عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے کہا انھون نے کہ حائض جب تجاوز کرے دس دن کو تو وہ بمنزلہ مستحاضہ کے ہی غسل کرے اور نماز پڑھے اور عثمان صحابی ہین اور روایت کی سعید بن جبیر سے کہا کہ حیض کے تیرہ ۱۳ دن ہین اور روایت کی مثل اسکے سفیان رضی اللہ عنہ سے اور روایت کی دارقطنی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق واثلہ بن اسقع سے انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہی اور اکثر مدت دس دن ہی اور ضعیف کیا اسکو کہ محمد بن منہال مجہول ہین اور روایت کی ابن عدی نے کامل مین معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین ہی حیض کم تین دن سے اور نہ اوپر ہی دس دن سے اور ضعیف کیا اوسکو محمد بن سعید شامی سے کہ وہ واضع الحدیث ہی اور روایت کیا اسکو عقیلی نے معاذ رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کیا اسکو محمد بن حسن صدفی سے کہ مجہول ہین اور روایت کی ابن جوزی نے علل متناہیہ مین خدری رضی اللہ عنہ سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہین اور اکثر اوسکی دس دن اور کم مدت درمیان دو حیضون کے پندرہ دن ہین اور ضعیف کیا اسکو سلیمان نخعی نے ابو داود سے اور وہ واضع ہی حدیث کا اور یہ حدیث حجت ہی امام شافعی پر جامع ترمذی مین ہی کہ اختلاف کیا اہل علم نے مدت حیض مین بعضون نے کہا ہی کہ کم مدت تین دن اور تین رات ہین اور اکثر مدت دس دن اور یہی قول ہی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ کا اور اسی سے اخذ کیا ہی ابن المبارک نے اور عطا جو تابعی ہین امام شافعی کے مذہب کی طرف گئے ہین باقی کوئی حدیث صحیح اس باب مین نہین آئی **ص** اور شروع حیض کا جب سے ہوتا ہی کہ خون فرج خارج تک آجاوے تو اگر کسی عورت نے فرج داخل مین کرسف رکھا ہی

ف عبد الملک
ف حسن بن دینار
ف محمد بن منہال
ف محمد بن سعید
ف محمد بن حسن
ف سلیمان نخعی

ف کرسف اوسکو کہتے ہین جو عورتین مقام حیض مین اپنے ایک کپڑا یا روئی کا ٹکڑا رکھتی ہین ص اور خون اوسکی جہت سے بند ہو یعنی فرج خارج تک نہین پہونچا ہی حیض مستحق ہوگا اور نماز کو نہ توڑیگا تو کرسف کے رکھتے وقت حیض جب مستحق ہوگا کہ خون فرج خارج سے کرسف تک آجاوے تو اگر فرج داخل کا کرسف سرخ ہوگیا اور فرج خارج کا سرخ نہین ہوا حیض مستحق نہوگا مگر جب کرسف اوٹھا لیا جاوے تو اوٹھانے کے وقت سے مدت مقرر ہوگی اور یہی حکم ہی خون استحاضہ اور نفاس اور عورت کے پیشاب کا یعنی فرج خارج تک انہین سے کوئی آوے یا ٹپکے تب سے حکم اوسکا مستحق ہوگا اور اگر مرد نے اپنی احلیل مین یعنی سوراخ ذکر مین روئی رکھی یہی حکم ہی اور قلفہ خارج مین داخل ہی ف قلفہ اوسے کہتے ہین جہان تک ختنہ کیا جاتا ہی تو اوسمین اگر کچھ شئ آجاویگا نماز ٹوٹ جاویگی اگرچہ باہر نکلے ص اور رکھنا کرسف کا باکرہ کو ایام حیض مین مستحب ہی اور ثیب کو ہر وقت اور مقام رکھنے کرسف کا مقام بکارت کا ہی اور فرج داخل مین رکھنا مکروہ ہی اور اگر کسی پاک عورت نے اول رات مین کرسف رکھا اور جب صبح ہوئی اوسپر اثر خون کا دیکھا حکم حیض کا خون رکھنے کے وقت سے ثابت ہوویگا اور اگر عورت حائضہ نے کرسف رکھا اور صبح ہوئی سفیدی دیکھی تو حکم طہارت کا جس وقت رکھا تھا ثابت ہوگا اور جو طہر کہ دو حیضون کے بیچ مین واقع ہو مدت حیض مین اگر ہوگا تو حیض ہی اور جو رنگ کہ مدت حیض مین سوا سفیدی خالص کے دیکھا سب حیض ہی ف حیض سے پاک ہونے کو طہر بولتے ہین اور مدت طہر کی پندرہ روز ہین اور زیادہ کی حد نہین اور طہر متخلل کہتے ہین اوس پاکی کو جو دو خون کے بیچ مین دیکھے قبل تمام ہونے مدت حیض کے اور خون کے کئی رنگ ہین سب چھ رنگ علمانے بیان کیے ہین سرخ سبز سیاہ تیرہ رنگ مٹی کے رنگ سفید تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ مین یہ فرق ہی کہ تیرہ مین سفیدی مائل ہوتی ہی اور مٹی کے رنگ مین سیاہی تو حاصل مسئلے کا یہ ہی کہ عورت صاف سفید رنگ کے سوا ان رنگون مین سے کوئی رنگ دیکھے وہ حیض ہی مگر سفید جب ہو تو وہ حیض نہین اور اب طہر متخلل کا بیان شروع ہوتا ہی تفصیل اوسکی ہمنے بیان نہین کی جو قول مفتی بہ ہی اوسکو ذکر کردیا اور باقی مطالب کو شرح عربی پر چھوڑا ص جو طہر کہ پندرہ دن سے کم ہو وے جب دو خونون کے بیچ مین آوے تو اگر تین دن سے بھی کم ہی تو وہ سب کے نزدیک حیض ہی اور اگر تین دن کو یا زیادہ ہین تو امام ابی یوسف کے نزدیک اور امام اعظم سے ایک روایت مین یہی حیض مین داخل ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اسی پر فتوی ہی کیونکہ اسمین آسانی ہی فتوی پوچھنے والے اور فتوی دینے والے پر ف ہدایہ مین لکھا ہی والاخذ بهذا القول ایسر یعنی تمسک کرنا ساتھ اس قول کے آسان ہی اور یہی ہی آخر قول امام صاحب کا اور پانچ مذہب اسمین اور ہین امام محمد کی روایت امام صاحب سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ابن المبارک کی روایت امام صاحب سے ابو سہیل کا قول حسن بن زیاد کی روایت امام صاحب سے اور تفصیل بیان ان مذاہب کے خواص کا فقط فائدہ ہی عوام کا کچھ فائدہ متصور نہین اسواسطے ترک کیا ص رنگ حیض کا اگر سرخ و سیاہ ہو تو سب کے نزدیک حیض ہی اور اسی طرح اگر خوب زرد ہو وے تب بھی صحیح مذہب مین حیض ہی اور سبزی اور زردی ضعیف اور تیرگی اور خاکی ہمارے نزدیک حیض ہی ف اور فرق ان دونون مین بیان کر چکے اور بعض اماموں کے نزدیک سب رنگ حیض نہین دلیل انکی یہ ہی کہ روایت کی ابو داود اور بخاری نے ام عطیہ سے کہ کہا انھون نے ہم نہین گنتے تھے تیرگی اور زردی کو بعد پاکی کے کچھ یعنی حیض مین داخل نہین کرتے تھے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی اور حضرت عائشہ رض سے بھی ایسا ہی مروی ہی سنن ابن ماجہ مین اور ہدایہ مین ہی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوا سفیدی کے سبکو حیض گردانا ہی اور جب حیض کے رنگ سے فارغ ہوئے تو اب حکم حیض کا بیان کیا جاتا ہی ص عورت حائضہ نماز نہ پڑھے

اور روزہ نہ رکھے اور جب پاک ہوجاوے تو روزے کی قضا رکھے اور نماز کی قضا نکرے **ف** کیونکہ حضرت ابو سعید خدری
سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہین جب کہ حائض ہوتی ہی عورت نہ نماز پڑھتی ہی نہ روزہ رکھتی ہی روایت کیا
اسکو بخاری اور مسلم نے اور روایت کی ابوداود وغیرہ نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہم حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے
روزے کے اور نہین حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے نماز کے اور بعض خوارج کے نزدیک نماز کا بھی قضا کرنا لازم ہی اور یہ مذہب
مخالف احادیث مشہورہ کے اور مردود ہی **ص** اگر کسی عورت کو اخیر وقت نماز کے حیض آیا نماز اوسکے ذمے سے ساقط ہوگی
اور اگر دس دن کے بعد پاک ہوئی آخر وقت مین نماز اوسپر واجب ہوگی اگرچہ وقت ایک لمحہ باقی ہو اور دس دن سے کم مین اگر پاک ہوئی
تو اگر نماز کا اتنا وقت ہی کہ غسل اور تکبیر تحریمہ ہو سکتی ہی نماز واجب ہوگی اور اگر اس سے کم وقت ہی واجب نہوگی اور اگر روزہ دار
عورت کو حیض آیا اور اگرچہ آخر وقت روزے کے مین ہووے تو اگر روزہ فرض ہی قضا اوسکی واجب ہوگی اور اگر نفل ہی قضا اوسکی واجب نہوگی
اور نماز مین اگر حیض آیا قضا اوسکی واجب ہی اگرچہ نفل ہی اور اگر حائضہ عورت رمضان مین دن کو پاک ہوئی اور کچھ کھایا وہ روزہ دار کی مانند ہوگا
لیکن کھانا اوسکو واجب ہی اور اگر رات کو دس دن کے بعد پاک ہوئی اوسکو کل کا روزہ رکھنا واجب ہوگا اگرچہ رات ایک لمحہ باقی ہووے
اور اگر دس دن سے کم مین پاک ہوئی تو اگر اتنی رات باقی ہی کہ غسل اور تکبیر تحریمہ کر سکتی ہی تو کل کا روزہ واجب ہوگا اور اگر اس سے کم ہی تو
واجب نہوگا اور اگر اوتنا وقت رات مین باقی تھا اور اوسنے غسل نہین کیا روزہ اوسکا باطل نہوگا اور حائضہ کو درست نہین کہ مسجد
مین آوے اور طواف خانہ کعبہ کا کرے **ف** اسواسطے کہ روایت ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انھون نے کہا کہ جب آئے ہم
سرف مین کہ نام ایک مقام کا ہی تو حائضہ ہوئی مین سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کر جو کرتے ہین حاجی لوگ سوا اس بات کے کہ
نہ طواف کر خانہ کعبہ کا جب تک کہ پاک نہووے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور مسجد مین داخل ہونا اسواسطے منع ہی کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مصلے کو مسجد سے لیلے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مین حائضہ ہون
تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض تیرا تیرے ہاتھ مین تو نہین ہی اور اسی واسطے کوئی چیز باہر سے لینا حائضہ کو مسجد سے درست ہی
اور ہدایہ مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مین نہین حلال کرتا ہون مسجد کو واسطے جنب اور حائض کے روایت کیا اسکو
ابوداود نے اور ابن ماجہ اور بخاری نے تاریخ مین اور طبرانی نے اور ضعیف کیا خطابی نے اس حدیث کو اور کہا کہ اسناد مین اسکی افلت بن خلیفہ عامری
کوفی مجہول الحال ہی اور کہا ابن الرفعہ نے کہ وہ متروک ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ ابن الرفعہ کا قول صحیح نہین مردود ہی اور کسی امام حدیث نے
ایسا بیان نہین کیا بلکہ کہا احمد نے کہ نہین دیکھتا ہون مین ساتھ اوسکے کچھ حرج اور صحیح کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اور حسن کہا اوسکو یحیی
بن قطان نے وَاللهُ اَعْلَمُ **ص** اور اگر طواف کر لیا حلال ہو جاویگی **ف** یعنی وہ چیزین کہ وقت احرام سے حرام ہو جاتی ہین
حلال ہو جاوینگی **ص** اور حائضہ کو ناف سے نیچے زانو تک چھونا درست نہین اور چھونے سے مراد یہ ہی کہ مباشرت کرے یا ران مین
ران ملاوے اور بوسہ لینا اور اوس مقام کے سوا کا چھونا درست ہی اور امام محمد کے نزدیک فقط مقام فرج سے پرہیز کرے اور باقی
سب بدن سے استمتاع اور فائدہ لینا درست ہی **ف** کیونکہ روایت ہی زید بن اسلم سے کہا انھون نے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجکو اپنی عورت سے کیا درست ہی جس حالت مین وہ حائضہ ہووے سو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھ تو
اوسپر ازار پھر تجکو اختیار ہی ازار کے اوپر کا اور وہ جو بعضون نے اس حدیث کو کہا ہی کہ یہ مرسل ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ مرسل وقت

ثقہ ہیں اور راویوں کے مقبول ہی اور راوی اس حدیث کے سب ثقہ ہیں روایت کیا اس حدیث کو امام مالک اور دارمی نے اور روایت ہے
معاذ بن جبل سے کہ کہا مینے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورت سے مجکو وقت حیض کے کیا حلال ہی کہا کہ اوپر ازار کے اور بچا رہنا اس سے
افضل ہی روایت کیا اسکو رزین نے اور محی السنہ نے کہا ہی کہ اسناد اسکی قوی نہین اور جماع کرنا عورت سے حالت حیض مین حرام
اور گناہ کبیرہ ہی بالاتفاق ممنوع ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ جماع کرے
حائضہ سے یا کسی عورت کی دبر مین یا کسی کاہن کے پاس آوے اوس سے خبر پوچھنے کو سو اوسنے انکار کیا اوسکا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
نازل ہوا اور صحیحین مین مروی ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مین ازار باندہ لیتی تھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھسے مباشرت
کرتے تھے اور مین حائض ہوتی تھی اور روایت کی امام مالک نے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے ایک آدمی کو بھیجا
حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کہ پوچھے اونسے کہ کیا مباشرت کرے مرد عورت اپنی سے اور وہ حائض ہو سو کہا عایشہ
رضی اللہ عنہا نے کہ باندھ لے ازار اپنی پھر مباشرت کرے اگر چاہے اور ایک روایت مین ابوداود اور نسائی کے ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مباشرت کرتے تھے عورتون اپنی سے اور وہ حائض ہوتی تھین جب اوپر اونکے ازار ہوتی تھی نصف رانون تک اور زانو تک اور
ایسی ہی بہت روایتین صحیح اس باب مین آئی ہین اور روایت کی ابوداود نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے کہ اونھون نے سنا بعض ازواج نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے تھے عورت حائضہ سے کچھ ڈالتے تھے فرج پر اوسکی ایک کپڑا اور
شاید اسی حدیث سے تمسک امام محمد صاحب کا ہی **ص** اور حائض اور جنب اور نفسا کو قرآن پڑھنا درست نہین اگرچہ ایک آیت سے
کم ہو و یہی مذہب ہی کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام طحاوی کے نزدیک پڑھنا ایک آیت سے کم کا درست ہی اور یہ خلاف اوسمین ہی کہ قراءت
کے قصد سے ہووے اور اگر بغیر قصد کے ہووے جیسے کہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یا واسطے شکر نعمت کے تو کچھ حرج نہین **ف**
قراءت واسطے جنب اور حائض کے اسواسطے جائز نہین کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ پڑھے حائض اور نہ جنب کچھ قرآن مین سے
روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہم نے اور اسکا ایک شاہد ہی حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے
مرفوعا اور بعضون نے ان دونون حدیثون کو ضعیف کیا ہی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ **ص** عورت حائضہ کو تہجی قرآن کی درست ہی **ف**
اسواسطے کہ یہ قراءت قرآن کی نہین کہلاتی **ص** اور جو عورت کہ پڑھاتی ہی اوسکو اگر حیض آیا امام کرخی کے نزدیک ایک ایک کلمہ
پڑھاوے اور ہر کلمے کے اوپر ٹھہر جاوے اور امام طحاوی کے نزدیک آدھی آدھی آیت پڑھاوے اور ہر آدھی کے بعد ٹھہر پھر باقی آدھی پڑھاوے اسی طرح
کرتی جاوے اور دعاے قنوت کا پڑھنا بعضون کے نزدیک مکروہ ہی اور بعضون کے نزدیک جائز ہی اور وظائف اور اذکار کا پڑھنا مکروہ نہین اور توریت
و انجیل پڑھنا مکروہ ہی **ف** اور اسی طرح زبور بھی **ص** اور محدث بے وضو کو قرآن پڑھنا درست ہی **ف** اسواسطے کہ روایت ہی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہین روکتی تھی کوئی چیز اونکو قرآن پڑھنے سے مگر جنابت روایت کیا اسکو احمد اور اصحاب سنن اور ابن
خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن الجارود اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن سکن اور بیہقی اور بغوی
نے شرح السنہ مین اور روایت ہی صحیحین مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھین دس آیتین اخیر سورۂ آل عمران کی قبل وضو
کے **ص** اور چھونا اوسکا حائضہ اور جنب اور نفسا اور محدث چارون کو جائز نہین **ف** اسواسطے کہ قرآن شریف مین
آیا ہے لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ یعنے نہین چھوتے ہین اوسکو مگر پاک لوگ **ص** مگر غلاف کے اوپر سے درست ہی

اور غلاف اوسسے کہتے ہین کہ جدا ہوسکے تو اب جلد کا جدا ہونا ممکن نہین لہذا چھونا بھی اوسکا درست نہین اور لکھنا قرآن کا اگر
چھوا نہین جاتا ہی لکھے ہوئے کو درست ہی نزدیک امام ابی یوسف کے اور نزدیک امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے جائز نہین اور بے طہارت کی
آستین سے چھونا مکروہ ہی اور او سروپیہ یا پیسون کو جسپر آیت قرآنکی لکھی ہو نہ چھووے بے طہارت مگر تھیلی مین ہون تو چھونا تھیلی کا جائز ہی
مکروہ نہین اور جو عورت کہ دس دن مین حیض سے پاک ہوئے قبل غسل کے اوس سے صحبت کرنا درست ہی اور جو اس سے قبل مین پاک ہوئے
قبل غسل کے اوس سے صحبت جائز نہین اور یہی نفاس کا حکم ہی **ف** یعنی اگر نفاس کی مدت پوری ہوئی یعنی چالیس روز کے بعد
پاک ہوئی تو قبل غسل کے اوس سے صحبت درست ہی اور اگر کم مین اس سے پاک ہوئی تو بغیر غسل کے درست نہین اور وجہ اسکی صاحب ہدایہ
نے یون لکھی ہی کہ خون کبھی جاری ہوجاتا ہی اور کبھی بند ہوجاتا ہی اور جب دس دن مین حیض سے فارغ ہوئی اور چالیس دن مین نفاس
سے تو یہ اکثر مدت ہی اس سے زیادہ حیض و نفاس نہین ہوسکتا اور جو کم مین پاک ہوئی تو احتمال ہی کہ شاید خون پھر جاری ہوجاوے
اور جب غسل کرلیا تو جانب انقطاع کو ترجیح ہوگئی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ **ص** اور اگر دس دن سے کم مین پاک ہوئی اور اوسپر وقت موافق
غسل اور تکبیر تحریمہ کے گذر گیا تو اب صحبت اوسکی بغیر غسل کے درست ہی **ف** کیونکہ نماز اوس وقت اوسپر فرض ہوگئی تو حکماً
گویا پاک ہوگئی اور اگر خون اوسکا بند ہوگیا اوسکی عادت سے کم مین دن سے زیادہ مین تو قربت اوسکی جائز نہین جب تک کہ عادت کے
موافق وقت نگذر جاوے اگرچہ اوسنے غسل بھی کرلیا ہووے کیونکہ عادت مین خوف ہی خون کے پھر آجانیکا تو احتیاط پرہیز مین ہی کذا
فِی الْہِدَایَۃِ **ص** اور اگر عورت حائضہ دس دن سے کم مین پاک ہوئی اور تین دن یا زیادہ گذر گئے ہین مگر عادت سے اسکی کم ہی واجب ہی
اوسکو کہ نماز کی تاخیر کرے اتنے وقت تک کہ مکروہ نہوجائے تو جب ہوجاوے قضا کا اوس وقت غسل کرے اور نماز پڑھے اور اگر عادت کے برابر ہووے
یا زیادہ عادت سے ہوجاوے یا وہ عورت مبتدءہ ہووے تو تاخیر کرنی غسل کی مستحب ہی **ف** مبتدءہ اوس عورت کو کہتے ہین جو اول بار حائضہ
ہوئی ہو اور پہلے اوسکے کبھی حیض نہوا ہووے **ص** اور اگر تین دن سے کم مین پاک ہوئی نماز کی تاخیر کرے اور جب قضا ہونے کا خوف ہو
غسل کرے اور پڑھلیوے اور ان سب صورتون مین اگر پھر دس دن کے اندر خون آگیا حکم طہارت کا باطل ہوگیا مبتدءہ یا معتادہ ہو اور اگر کوئی
عورت دس دن یا زیادہ مین پاک ہوئی دس دن کے گذرنے سے حکم طہارت کا کیا جاویگا اور غسل اوسپر واجب ہوگا اور جو معتادہ کہ ایک
دن خون دیکھتی ہو اور دوسرے دن طہر تو جس دن خون دیکھے اوس دن نماز ترک کرے اور جس دن پاک ہووے اوس دن غسل کرے اور نماز پڑھے
تو تیسرے دن پھر نماز ترک کرے اور چوتھے دن پڑھے اسی طرح دس دن تک کرے اور کم مدت طہر کی پندرہ دن ہین اور اکثر مدت کی
حد نہین **ف** ابراہیم نخعی سے بھی ایسی ہی روایت ہی اور اکثر کا یہ حال ہی کہ کبھی برس دو برس تک طہر رہتا ہی **ص** مگر معتادہ کا
موافق عادت کے طہر ہوگا اور اختلاف ہی طہر کے اندازے مین اور صحیح یہ ہی کہ ایک گھڑی کم چھ مہینے ہین صورت اوسکی یون ہی کہ ایک عورت کو اول بار
حیض آیا اور اوسنے دس دن خون دیکھا اور چھ مہینے پاک رہی پھر خون اوسکا برابر جاری رہا عدت اوسکی انیس ماہ تین گھڑی کم ہوگی اسواسطے کہ تین
حیض کا ایک مہینا ہوا اور تین طہر کے چھ تک اٹھارہ مہینے ہوئے جسمین سے تین گھڑی کم ہوئین یا یک ایک گھڑی ہر ہر طہر اوسمین سے تین گھڑی کم ہوئے

فصل استحاضے کے بیان مین

جو خون کہ تین دن تین رات سے کم ہووے یا دس روز سے زیادہ ہووے یا نفاس کے چالیس روز سے زیادہ ہووے وہ استحاضہ ہی اسی طرح جو خون کہ عورت کے
حیض کی عادت سے زیادہ ہو اور دس دن سے بڑھ جاوے یا نفاس کی عادت سے زیادہ ہو اور چالیس دن سے بڑھ جاوے وہ بھی استحاضہ ہی

مثلاً اوسکی عادت حیض کی سات دن کی تھی اور اوسنے خون بارہ دن تک دیکھا پانچ دن استحاضے کے ہین اور نفاس کی عادت اوسکو تیس دن تھی اور خون اوسنے پچاس دن تک دیکھا بیس دن استحاضے کے ہین یہ حکم تو معتادہ کا ہی اور مبتدئہ کا خون اگر جاری رہا ہر مہینے سے دس دن اوسکے حیض کے ہونگے اور باقی استحاضہ اور جو پہلے نفاس ہین اوسکا خون ہمیشہ جاری رہا چالیس دن نفاس کے گنے جاوینگے اور باقی استحاضے کے اور جو خون حاملہ دیکھے وہ بھی استحاضہ ہی **ف** معتادہ عورت کو چاہیے کہ اگر خون اوسکا جاری رہا تو جتنے دن اوسکے حیض کے ہین عادت کے موافق نماز ترک کرے اور بعد اوسکے نماز پڑھے غسل کرکے جب وہ دن آوین حیض کے نماز ترک کرے اسی طرح عادت کے موافق ہمیشہ کیا کرے کیونکہ روایت ہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک عورت تھی بہتا تھا خون اوسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین تو پوچھا اوسکے واسطے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپنے کہ دیکھے گنتی رات دن کی کہ حائض ہوئی تھی اندنون مین ہر مہینے سے قبل اس عارضے کے سو ترک کرے نماز موافق اوسکے ہر مہینے سے سو جب گذر جاوین وہ دن تو غسل کرے پھر گدی لگا دے کسی کپڑے کی پھر نماز پڑھے روایت کیا اسکو ابوداود اور نسائی وغیرہما نے کئی سندون سے باسناد صحیح اور ایک حدیث مین آیا ہی تدع الصلوٰۃ ایام اقرائہا یعنی چھوڑے نماز حیض کے دنون مین لیکن ابوداود نے تضعیف کیا اس روایت کو اور کہا کہ وہم ہی ابن عیینہ راوی سے اور حفاظ کی حدیثون مین یہ قول نہین اور اسی روایت کو صاحب ہدایہ نے لکھا ہی اور یہی قول ہی حسن اور سعید بن المسیب اور عطا اور مکحول اور ابراہیم اور قاسم بہت سے تابعین کا **ص** عورت مستحاضہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور وطی کرنا اوس سے درست ہی **ف** اس باب مین بہت حدیثین آئی ہین ہم کہان تک بیان کرین او پر ایک حدیث بیان کی وہ کافی ہی **ص** جس شخص کو استحاضہ یا خون ناک کا یا کوئی اور حدث ہمیشہ لگا رہے اس طرح کہ کسی فرض کا وقت اوسپر بغیر اوسکے نگذرے تو وہ ہر وقت فرض کے لیے وضو کرے اور امام شافعی کے نزدیک ہر فرض کے لیے وضو کرے اور نفلونکو فرض کی تبعیت مین پڑھے **ف** کیونکہ روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت مستحاضہ مین کہ چھوڑے نماز کو حیض کے دنون مین پھر غسل کرے اور نماز پڑھے اور وضو کرے ہر وقت نماز کے لیے روایت کیا اسکو ابوداود نے سنن مین اور یہی ہی مذہب امام صاحب کا اور محمد اور زفر اور ابو یوسف رحمہم اللہ اجمعین کا اور ثابت کرنا اسکا بہت مشکل ہی جسکو منظور ہووے مشکل الآثار امام طحاوی مین خوب تفصیل ہی دیکھ لیوے اور ایسی ہی روایت ہی عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنن ابی داود مین اور کہا سعید نے کہ غسل کرے ایک طہر سے دوسرے طہر تک روایت کیا اسکو ابوداود نے اور بعضون نے کہا ہی کہ اسمین وہم ہوگیا ہی صحیح یہ ہی کہ من ظہر الی ظہر یعنی ظہر سے ظہر تک لیکن یہ قول مناسب مقام نہین اسواسطے کہ ظہر کی کیا تخصیص ہی سب نمازین اس باب مین برابر ہین موید ہی اسکی جو کہا ابوداود نے رواہ مسور بن عبد الملک بن سعید بن عبد الرحمن بن یربوع قال فیہ من طہر الی طہر فقلبہا الناس من ظہر الی ظہر یعنی روایت کیا اوسکو مسور نے کہا اوسنے طہر سے دوسرے طہر تک سو بدل دیا اوسکو لوگون نے ظہر سے دوسری ظہر تک اس سے معلوم ہوتا ہی کہ صحیح طہر سے طہر تک ہی اور یہی موید ہی اسکی جو کہا ہی ابوداود نے وھو قول الحسن وسعید بن المسیب الخ کہ مذہب انکا وہی ہی کہ ہر وقت نماز کے وضو کرے نہ یہ کہ ظہر سے ظہر تک غسل کرے واللہ اعلم وعلمہ اتم اور ربیعہ کا مذہب یہ ہی کہ مستحاضہ کو وضو بھی ہر وقت نماز کے واجب نہین ہی مگر یہ کہ کوئی اور حدث سوا استحاضے کے اوسکو پہنچے اور بعضون کا مذہب یہ ہی کہ ہر نماز کے واسطے غسل کرے اور بعضون کا یہ ہی کہ دو نمازون کو جمع کرے

اور دونون کے واسطے ایک غسل کرے اور جماع بھی نہین ہی مستحاضہ اور حیض والی سے جماع کرنا مکروہ ہی اور یہی مروی ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اخراج کیا اسکا ابوداود نے اور عکرمہ سے روایت کی جو مکرمہ رضی اللہ عنہ سے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مستحاضہ ہوتی تھین اور جماع کرتے تھے اونسے خاوند اونکے اور اسناد اس حدیث کی صحیح ہی راوی بعض لوگون نے ضعیف کہا ہی اونکو اور امام احمد اونسے روایت نہین کرتے تھے لیکن کہا یحیی بن معین نے کہ وہ ثقہ ہین اور اسی کو اختیار کیا ہی محدثین نے اور صحیح یہی ہی **ص** اور ہمارے نزدیک ہر وقت نماز کے واسطے وضو کرے اور اوس وقت مین جتنی چاہے فرضین اور نوافل پڑھے اور اوسکے وضو کو وقت کا جانا توڑ دیتا ہی اور امام زفر کے نزدیک وقت کا آنا توڑ دیتا ہی اور امام ابی یوسف کے نزدیک دونون سے وضو ٹوٹ جاتا ہی تو جسنے قبل وقت ظہر کے وضو کیا وہ وقت آنے کے بعد ظہر کی نماز پڑھے آخر وقت تک ہمارے نزدیک اور امام ابی یوسف کے نزدیک درست نہین کیونکہ وقت کے داخل ہونے سے اونکے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہی اور بعد آفتاب کے نکلنے کے وضو ہمارے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور امام زفر کے نزدیک نہین ٹوٹیگا کیونکہ جانا وقت کا ہمارے نزدیک وضو توڑتا ہی اور امام زفر کے نزدیک نہین اور امام ابو یوسف کے نزدیک بھی ٹوٹ جاویگا

فصل نفاس کے بیان مین

نفاس اوس خون کو کہتے ہین جو جننے کے بعد آتا ہی اور اوسکی کم مدت کی حد نہین اور اکثر مدت اوسکی چالیس دن ہین **ف** حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ کہا انھون نے نفاس والی عورتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین بعد نفاس کے چالیس دن بیٹھتی تھین روایت کیا اسکو ابوداود اور احمد اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ایک روایت مین ابوداود کی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو حکم نکیا ساتھ قضا ایسے نمازون نفاس کے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے **ص** اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اکثر مدت ساٹھ دن ہی **ف** اور حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اونپر حجت ہی **ص** اور جس عورت کا ایک بچہ پیدا ہووے اور چھہ مہینے سے کم مین دوسرا پیدا ہووے تو اونکو توأمین کہتے ہین اوسکی مان کا نفاس اول لڑکے سے معتبر ہوگا اور عدت اوسکی دوسرے لڑکے سے گذریگی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دوسرے لڑکے سے اعتبار نفاس کا ہوگا اور جو بچہ ایسا ہووے کہ بعضے اعضا اوسکے مخلوق نہوئے ہون اور اوسکے بعد خون آوے تو وہ خون نفاس کا ہی اور ایسے بچہ پیدا ہونے سے لونڈی ام ولد ہو جاویگی **ف** ام ولد اوس لونڈی کو کہتے ہین کہ جسسے اوسکے مالک کی اولاد ہووے حکم یہ ہی کہ بعد مرنے اوسکے کے آزاد ہو جاتی ہی تو یہ بیان کیا کہ اگر لونڈی سے ایسا بچہ بھی ہو تو وہ مالک سے ام ولد ہو جاویگی **ص** اور ایسے بچے کو سقط کہتے ہین اگر کسی خاوند نے جورو سے کہا کہ اگر تو جنیگی تو تجھپر طلاق ہی اور وہ سقط جنی تو شرط ادا ہو جاویگی اور عورت پر طلاق پڑجاویگا اور عدت بھی تمام ہو جاویگی

باب نجسون کے بیان مین

ف نجاست کو پاک کرنا واجب ہی نمازی کے بدن اور کپڑے سے اور جس جگہہ کہ نماز پڑھتا ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ یعنی کپڑون کو اپنے سو پاک کر اونکو اور احادیث مین بھی یہی حکم ہی **ص** اگر بدن یا جگہہ یا کپڑا نمازی کا نجس ہو جاوے ایسی نجاست سے جو دکھائی دیتی ہی پانی اور سرکہ اور گلاب اور جو چیز کہ بہتی ہی پانی کی سی اوس سے پاک کرے اور اگر اوسکا اثر باقی رہجاوے اور زائل نہووے تب بھی پاک ہو جاویگی **ف** پانی کے مثل کیا معنی کہ جب نچوڑا جاوے نچوڑ آوے جیسے پانی یہ مذہب امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کا ہی اور کہا محمد اور زفر اور شافعی رحمۃ اللہ علیہم نے کہ نہین جائز ہی نجاست کا

پاک کرنا اگر پانی ہے ص جو چیز کہ ناپاک ہوجاتی ہے اوس نجاست سے کہ دکھائی نہین دیتی تین بار کے دھونے اور ہر بار کے نچوڑنے سے پاک ہوجاویگی اور تیسری بار مین خوب طاقت کے موافق زور اپنے سے نچوڑے تو اگر خوب نہ نچوڑیگا تو پاک نہوگا ایسا ہی ہی خانیہ مین اور جسکا نچوڑنا ممکن نہین تین بار دھونے اور ہر بار کے خشک کرنے سے پاک ہوجاویگی اور خشک کرنا یہ ہی کہ قطرہ نہ رہے اور ٹپکنا موقوف ہوجاوے اگر موزے مین ایسی نجاست جسکا دل ہووے بھرجاوے اور خشک ہوجاوے زمین پر ملنے سے پاک ہوجاتا ہی اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر تر دلدار بھی ہووے اور خوب ملے پاک ہوجاویگا اور اوسی پر فتوی ہی اور جو دلدار نہووے دھونے سے فقط پاک ہوگا جیسے کہ پیشاب فقط دھونے سے پاک ہوتا ہی ف روایت کی ابوداود نے حضرت ابی ہریرہ رضی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بھرجاوے تمہارے جوتے مین نجاست تو مٹی اوسکے واسطے پاک کرنے والی ہی اور ایسا ہی مروی ہی عایشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہی کہ اگر نجاست تر دلدار ہووے تو وہ بغیر دھونے کے پاک نہووےگی اور دلیل اونکی وہ ہی جو روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ جب تیرے کپڑے مین چلنے سے کوئی نجاست تر بھرجاوے تو دھو اوسکو اور اگر خشک ہی تو کچھ لازم نہین تیرے اوپر روایت کیا اسکو رزین نے ص اگر کسی چیز مین منی بھرجاوے تر ہو یا خشک دھونے سے پاک ہوتی ہی ف حاصل اس مسئلے کا یہ ہی کہ منی سے بغیر دھوئے کپڑا پاک نہین ہوتا اور سوکھی سے بھی دھوئے سے پاک ہوجاتا ہی اور سوکھی منی کو اگر کپڑے سے کھرچ ڈالے تو بھی پاک ہوجاویگا لیکن یہ جب ہی کہ منی اسقدر غلیظ ہووے کہ قابل کھرچنے کے ہووے روایت ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ دھوتی تھین منی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے روایت کیا اسکو ابوداود وغیرہ نے اور یہی روایت ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دھوتے منی کو پھر نکلتے تھے نماز کو اوسی کپڑے مین اور مین دیکھتی تھی نشان دھونے کا اوسمین روایت کیا اوسکو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے اور ایک روایت مین مسلم کی ہی کہ مین کھرچتی تھی منی کو آپکے کپڑے سے پھر نماز پڑھتے تھے اوسی کپڑے مین اور ایک روایت مین ہی کہ مین کھرچتی تھی سوکھی منی کو ناخون سے اونکے کپڑے سے اور کہا امام طحاوی نے مشکل الآثار مین حدثنا یونس ثنا یحیی بن حسان ثنا عبد اللہ بن المبارک وبشر بن الفضل عن عمرو بن میمون عن سلیمان بن سنان عن عایشۃ قالت کنت اغسل المنی من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیخرج الی الصلوۃ وان بقع الماء لفی ثوبہ یعنی کہا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مین دھوتی تھی منی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اور تحقیق کہ نشان پانی کے اونکے کپڑے مین ہوتے تھے ص اگر سر ذکر کا پاک ہی اس طرح پر کہ پیشاب نے مخرج سے تجاوز نکیا یا بعد پیشاب کے استنجا کیا اور منی خشک ہوگئی کھرچنے سے پاک ہوجاویگی کپڑا ہووے یا بدن اور حسن بن زیاد نے امام صاحب سے روایت کی ہی کہ بدن مین اگر منی لگکے خشک ہوجاوے کھرچنے سے پاک نہوجاویگی جب تلک نہ دھوویگا ف صاحب ہدایہ نے وجہ اسکی یون بیان کی ہی فان حرارۃ البدن جاذبۃ فلا یعود الی الجرم والبدن لا یمکن فرکہ کہ حرارت بدن جاذب ہی سو نہ عود کریگی منی طرف جرم کے خشکی سے اور بدن کھرچنا اوسکا ممکن نہین ص تلوار یا چھری یا اور جو اوسکے مثل چیزین ہین ملنے سے پاک ہوجاتی ہین مین پر یا کسی اور چیز پر ہووے اور جو بچھونا ایسا ہو کہ دھونا اوسکا دشوار ہو ایک رات دن اوسپر پانی بہانے سے پاک ہوجاویگا اور زمین نا یا اینٹین بچھی ہوئین یا نرکل کا گھر اور درخت اور گھانس اگر کٹی نہووے اور خشک ہوجاوین اور اثر نجاست کا باقی نرہے پاک ہوجاوینگی اور یہی مختار ہی اور زمین خشک پر

جیسا کہ اوپر اثر نجاست کا باقی نرہے نماز درست ہی **ف** کیونکہ وہ زمین پاک ہی جیسا کہ روایت کی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ مین رہتا تھا رات کو مسجد مین زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اور مین تھا جوان و ور تھا نکاح سے اور کتے آتے جاتے تھے مسجد مین اور پیشاب کرتے تھے سو تھے پانی بہاتے کسی پر اوس مین سے روایت کیا اسکو ابو داود وغیرہ نے اور حدیث مین ہی ذکوۃ الارض یُبسہا یعنی زکوۃ زمین کی سوکھنا اوسکا ہی ایسا ہی ہدایہ مین اور کہا ابن طاہر نے تذکرے مین کہ نہین ہی اصل اس حدیث کی مرفوع مین انتہی لیکن ذکر کیا اسکو بعض مشایخ نے اثر عایشہ رضی اللہ عنہا کا اور بعض نے محمد بن حنفیہ کا اور ایسا ہی روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے محمد سے اور ابو قلابہ سے بھی اور روایت کی عبد الرزاق نے اونسے یعنی ابو قلابہ سے کہ جُفُوفُ الاَرضِ طُہُورُہا یعنی سوکھنا زمین کا طہارت ہی اوسکی اور ذکر کیا مبسوط مین اَیُّمَا الاَرضِ جَفَّت فَقَد زَکَت کو یعنی جو زمین کہ خشک ہو گئی تو وہ پاک ہو گئی حدیث مرفوع واللہ اعلم اور حجت اس باب مین حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ہی **ص** لیکن تیمم جایز نہین **ف** اسواسطے کہ مٹی تیمم کی طہارت اوسکی قرآن شریف سے ثابت ہی سو حدیث اوسکے معارض نہو گی واللہ اعلم

فصل نجاست خفیفہ اور غلیظہ کے بیان مین

نجاست غلیظہ اوسے کہتے ہین جو آیت یا حدیث وغیرہ سے ثابت ہو اور دوسری آیت یا حدیث اوسکے مخالف نہ آئی ہو اور جس چیز کو نجاست غلیظہ جانین حرج ہی ہوا اوسکو نجس غلیظ کہتے ہین اور نجاست خفیفہ جو ایسی نہو یعنی اور جسکو یہ عارض ہوا اوسکو نجس خفیف کہتے ہین **ص** ایک درم برابر نجس غلیظ جیسے پیشاب اور خون اور شراب اور بیٹ مرغی کی اور پیشاب بلی اور گدھے اور چوہے کا اور لید اور گوبر معاف ہی اور اس سے زیادہ معاف نہین اور چوتھائی سے کم کپڑا اگر نجس خفیف سے جیسے پیشاب گھوڑے کا اور جسکا گوشت حلال ہی اور بیٹ طایر حرام سے نجس ہو جاوے معاف ہی اور اس سے زیادہ معاف نہین اور چوتھائی کپڑے سے اوس کپڑے کا چوتھائی مراد ہی جتنے مین نماز درست ہو جاوے اور بعضون کے نزدیک چوتھائی اوس کپڑے کا جسمین نجاست لگی ہو جیسے دامن اور آستین اور کلی مراد ہی اور امام ابو یوسف نے اوسکا اندازہ کیا ہی کہ طول مین بھی ایک بالشت ہو اور عرض مین بھی ایک بالشت ہو اور اگر نجس رقیق ہی پانی سا تو قدر درم سے مراد ہتیلی کے گڑھے کا عرض ہی اور اگر کثیف ہی تو مراد قدر درم سے ایک مثقال ہی **ف** جب کپڑے مین لید یا گوبر زیادہ درم سے لگ گیا تو نماز اوسمین نزدیک امام صاحب کے جائز نہو گی اسواسطے کہ وہ نجس غلیظ ہی کیونکہ روایت ہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے پاخانے کے حکم کیا مجکو کہ لاؤن پتھر سو پائے مینے دو پتھر اور تیسرا نپایا مینے سو لے آیا مین اونکے پاس ایک لید کا ٹکڑا سو لے لیا آپنے دو پتھرون کو اور پھینک دیا آپنے گوبر کو اور کہا کہ وہ نجس ہی روایت کیا اسکو بخاری نے اور احمد اور دار قطنی نے اور ترمذی نے اور نسائی نے اور منع کیا آپنے اوس سے استنجا کرنے سے **ص** اور خون مچھلی کا نجس نہین اور خچر اور گدھے کا لعاب پاک چیز کو نجس نہین کرتا اور اگر پیشاب سوئی کی نوکون کی طرح پڑ جاوے دھونا اوسکا واجب نہین اور جو پانی کہ نجس پر پڑ جاوے وہ بھی نجس ہی یا نجس چیز پانی پر پڑ جاوے تب بھی پانی نجس ہی اور نجس کی راکھ نجس نہین اور گدھا اگر نمکدان مین گر پڑا اور نمک ہو گیا پاک ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک راکھ نجس کی بھی نجس ہی اور جس کپڑے کا استر نجس ہو اور سیا ہوا نہو اوسپر نماز درست ہی اور اگر ایک جانب بچھونے کی نجس ہو اور دوسری جانب پاک ہو اوسپر نماز درست ہی اور بعضون کے نزدیک اگر بچھونا اتنا بڑا ہو کہ ایک طرف کے ہلانے سے دوسری طرف نہ ہلے تو درست ہی اور اگر ہل جاوے تو درست نہین اور ہمارے نزدیک دونون صورتون مین درست ہی اور اگر کپڑے نجس کو پاک کپڑے کے ساتھ لپیٹے اور اوسکی تری پاک کپڑے میں آجاوے تو اگر ایسی تری ہے کہ نچوڑنے سے نہین ٹپکتی

تو نماز اوسپر درست ہی اور اگر نہ سوکھے تو نماز اوسپر درست نہ ہوگی اور زمین خشک ہو تو ایسی ہی ہے جیسے گوبر لید وغیرہ لگی ہو اور اوسپر ترکپڑا بچھا کر نماز پڑھے درست ہی اور اگر ایک کنارہ کپڑے کا جسمین نجاست لگی ہو اور دوسرا کنارہ اوسپر سوکھا ہو یا ہلے تو نماز اوسپر جائز ہی کیونکہ کپڑے کے دھونے مین چینٹا پڑا نہیں اور اگر گیہوں غیرہ روندنے مین بیل پاخانہ کرے تو گیہوں پاک ہین اور اگر کیچڑ راہ کا لگ جاوے یا پانی کہ اوسپر پاک ہی یہ سب پاک ہین مگر ضرورت کے سبب سے

فصل استنجے کے بیان مین

استنجا کرنا اون چیزون سے جو دونون راہون سے نکلے پتھر وغیرہ سے یہان تک کہ صاف ہو جاوے بغیر گنتی کے سنت ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گنتی بھی سنت ہی اور ہوا اور ریح سے استنجا نہین **ف** اگر کوئی کہے کہ نا اوس سے نکل گیا جب کہ کہا دونون راہون سے پھر اسکے ذکر سے کیا فائدہ جواب اوسکا یہ ہی کہ شاید کوئی گمان کرے ہوا ریح وغیرہ کے نکلنے کا اسواسطے اوسکو بھی بیان کر دیا اور استنجے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مداومت فرمائی ہی اور تین پتھرون کا ہونا ضرور نہین اگر دو پتھرون مین صاف ہو جاوے کافی ہی اور ہمارے مذہب مین کوئی شمار پتھرون کا مسنون نہین اور حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ پیشاب مین احتیاط نکرنے سے اوسکے واسطے بڑی وعید شدید پر روایت کی دارقطنی اور حاکم وغیرہ نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پرہیز کرو پیشاب سے اکثر عذاب قبر کا اوسی سے ہوتا ہی اور امام شافعی کے نزدیک تین پتھر ضرور چاہئے روایت ہی سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم استنجا کرین تین پتھر سے کم مین روایت کیا اسکو مسلم نے اور راوی ہی ابو داود اور نسائی اور مالک تھے اور دلیل ہمارے مذہب کی یہ ہی کہ روایت کی ابو داود اور ابن ماجہ وغیرہما نے کہ جو استنجا کرے پس چاہیے کہ طاق ہو جسنے کیا سو اچھا کیا اور جسنے نکیا سو کچھ حرج نہین اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھرون کو واسطے استنجے کے لیا اور صحیح یہی ہی کہ شرط پاکی ہی اور تین ڈھیلون کے سنت ہونے مین شک نہین کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ جسنے یہ کیا سو اچھا کیا اور جسنے نکیا سو کچھ حرج نہین اور سنت کا یہی حکم ہی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی پتھرون سے استنجا کیا اور بغرض تسلیم کے اوسکو ہم سنت ہی تو کہتے ہین واجب اور سنت مین ترک تو معتبر ہی **ص** گرمی کے دنون مین پہلے اور تیسرے پتھر کو پیچھے کی طرف لیجا کے پاک کرے اور جاڑے کے دنون مین پہلے اور تیسرے پتھر کو آگے کی طرف لیجا کے پاک کرے اور پہلی صورت مین دوسرے پتھر سے آگے کی طرف پاک کرے اور دوسری مین پیچھے کی طرف اور عورت جاڑے گرمی مین ہمیشہ پہلے پتھر کو پیچھے کی طرف لیجا کے پاک کرے اور بعد پتھر لینے کے پانی سے دھونا ادب ہی **ف** روایت ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہین دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کہ نکلے پیخانے سے مگر یہ کہ چھوا پانی کو یعنی پانی سے دھویا اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور روایت ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ یعنی مسجد قبا مین وہ لوگ ہین کہ دوست رکھتے ہین طہارت کو اور اللہ دوست رکھتا ہی طہارت کرنے والون کو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے گروہ انصار کے بہ تحقیق اللہ تعالی نے ثنا کی اوپر تمھارے بیچ طہارت تمھاری کے پس کیا ہی طہارت تمھاری پس کہا انھون نے کہ ہم وضو کرتے ہین نماز کے لیے اور غسل کرتے ہین جنابت سے اور استنجا پاک کرتے ہین ہم پانی سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سو وہ یہی ہی لازم پکڑو تم اوسکو روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور رزین رحمۃ اللہ علیہما نے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طہارت سے مراد قرآن شریف مین بھی استنجا کرنا پانی سے ہی اسواسطے کہ مسجد قبا والے خاص اسمین مہاجرین سے زیادہ تھے ورنہ وضو اور غسل اور مہاجرین بھی کرتے تھے

ف حدیث کی تصحیح کی ہی حاکم نے اور کہا صحیح علی شرطہما یعنی حدیث صحیح ہی اوپر شرط بخاری و مسلم پر

ص ... مین ... استنجے ... سنت ...

اور روایت کی سنن ابن ماجہ مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ دھوتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھلے اپنی کو تین بار کہا عبد الصمد
بن عبد الوارث نے سونگھا ہمنے اوسکو سو پایا ہمنے اوسکو دوا اور پانی اور راوی اس حدیث کے ثقہ ہین اور روایت کی محی السنہ بغوی نے۔
ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نازل ہوئی بیچ اہل قبا کے کہ بیچ اوس مسجد کے ایسے لوگ ہین جو دوست رکھتے ہین
طہارت کو فرمایا کہ تھے استنجا کرتے پانی سے سو نازل ہوئی انمین آیت ص تو پہلے دو ہاتھ دھوئے پھر مخرج کو ڈھیلا چھوڑ کر تین
صاف کرکے ملکر دھوئے اور ایک انگلی یا دو تین انگلیون کے باطن سے دھوئے اور انگلیون کے سر سے نہ دھوئے پھر دونون ہاتھ دھوئے اور اگر
نجاست مخرج سے درم برابر بھی تجاوز کرے گی دھونا اوسکا شیخین کے نزدیک واجب ہی اور امام محمد کے نزدیک اگر تجاوز ہمیت درم سے زیادہ ہو
اوسکا بھی دھونا فرض ہی اور کھانے اور ہڈی اور گوبر اور داہنے ہاتھ سے استنجا درست نہین ف لیکن ہڈی اور گوبر سے سو اسواسطے
کہ روایت کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے گوبر کے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اِنَّھَا رِجْسٌ یعنی وہ نجس ہی جیسا کہ اوپر گذرا
اور بھی روایت کی ترمذی اور ابوداود اور نسائی نے ابن مسعود سے کہ جب آئے قاصد جن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہا
اونھون نے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کردو امت اپنی کو کہ استنجا کرین ہڈی اور گوبر سے یا کوئلے سے پس تحقیق کہ اللہ نے کیا اوسمین ہمارا
رزق سو منع کیا ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور روایت ہی رویفع سے بھی ایسی ہی اخراج کیا اسکا ابوداود اور نسائی نے
اور اسی باب مین روایت ہی خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سلمان سے اخراج کیا ان دونون کا ابن ماجہ وغیرہ نے اور لیکن استنجا کرنا داہنے
ہاتھ سے سو روایت ہی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ استنجا کرین ہم داہنے ہاتھ سے روایت کیا
اسکو مسلم اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی وغیرہم رحمہم اللہ نے اور روایت کی بخاری اور ترمذی اور ابوداود وغیرہم نے
ابی قتادہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پیشاب کرے کوئی تم مین سے پس نہ پکڑے ذکر اپنے کو داہنے ہاتھ سے اور نہ استنجا
کرے داہنے ہاتھ سے اور روایت کی ابوداود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھا داہنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے
طہارت کے اور کھانے کے اور بایان ہاتھ واسطے پیخانے وغیرہ کے اور روایت ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا اونھون نے کہ سنا مینے عثمان
رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ نہین چھوا مینے ذکر اپنے کو داہنے ہاتھ سے جب سے کہ مینے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اسلام
لایا مین تو خوش ہوئے اس سے کہ نہ استنجا کیا اونھون نے داہنے ہاتھ سے اخراج کیا اس حدیث کا رزین بن معاویہ عبدری نے ص
اور پیخانے مین قبلے کی طرف پیٹھ کرنا اور مونہہ کرنا مکروہ ہی تحریمی اور جنگل اور میدان مین بھی ہمارے نزدیک یہی حکم ہی ف کیونکہ
روایت ہی ابی ایوب سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاؤ تم پیخانے کو سو نہ مونہہ کرو طرف قبلے کے اور نہ پیٹھ کرو طرف اوسکے اور
لیکن مشرق کی طرف مونہہ کرو اور مغرب کی طرف اور یہ خطاب واسطے مدینے کے لوگون کے ہی کیونکہ قبلہ اونکا مشرق اور مغرب نہین اور جنکا
قبلہ مشرق یا مغرب ہی اونکو جنوب شمال کی طرف مونہہ کرنا چاہیے روایت کیا اسکو چھہ عالمون نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا مین
اور روایت کی اسی باب مین ابن ماجہ نے ابن معقل اسدی سے اور اسناد مین اوسکی ابو زید ہی بعضون نے کہا ہی کہ نام اونکا ولید ہی مولا ابن ثعلبہ کا
مجہول ہی اور ابو سعید خدری سے اور اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہی اور دوسری روایت مین بھی ابن ماجہ کی ابی سعید خدری سے
ابن لہیعہ ہی اور وہ ضعیف ہی اور ہمارے نزدیک یہ کراہت میدان اور گھر مین سب مین ہی کیونکہ کہا ابو ایوب انصاری نے کہ آئے ہم شام
مین تو پائین اوسمین کھڈیان طرف قبلے کے سو پھرتے تھے ہم اوس سے اور استغفار کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ مکان مین بھی

سو منہہ طرف قبلے کے کرنا ممنوع ہے وقت پہچانے کے اور بعضون نے رخصت دی ہے قبلے کی طرف مونہہ کرنے کی جب کہ قبلہ اور اوسکے درمیان مین کوئی چیز حائل ہو جیسا کہ روایت ہے مروان اصفر سے کہا اونہون نے دیکھا مینے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کہ بٹھلایا اونھون نے اونٹنی اپنی کو طرف قبلے کے پھر بیٹھے اور پیشاب کرنے لگے طرف اونٹنی کے پس کہا مینے اونسے کیا نہین منع کیا گیا اس سے کہا اونھون نے کہ ہان منع ہی میدان مین لیکن جب ہو درمیان تیرے اور درمیان قبلے کے کوئی چیز کہ چھپا وے تجکو سو کچھ حرج نہین اخراج کیا اسکو ابوداود نے اور بعضون نے مطلق رخصت دی ہے پیشاب کرنے مین طرف قبلے کے سو دلیل لاتے ہین حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ ہم مونہہ کرین طرف قبلے کے پیشاب کے وقت پھر دیکھا مینے اونکو ایک سال پہلے وفات کے کہ مونہہ کرتے تھے طرف قبلے کے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے کہا شیخ ابن القیم نے کہا ترمذی نے کہ پوچھا مینے بخاری سے اس حدیث کو پس کہا اونھون نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ضعیف کیا اسکو ابن حزم نے کہ یہ حدیث مروی ہے ابان بن صالح سے اور وہ مجہول ہے اور نہین حجت ہے مجہول کی روایت اور جواب اوسکا یہ ہے کہ کہا ابن القیم نے کہ ابان بن صالح ثقہ ہے مشہور ہے حدیث والا ہے اور وہ ابان بیٹا صالح بیٹا عمیر کا ابو محمد قرشی ہے روایت کی اوس سے ابن جریج اور ابن عجلان اور ابن اسحق اور عبید اللہ بن ابی جعفر نے اور شہادت لایا ساتھہ روایت اوسکی کے بخاری اپنی صحیح مین جابجا اور حسن بن مسلم اور عطا سے اور توثیق کی اوسکی یحیی بن معین اور ابو حاتم اور ابو زرعہ رازی نے اور نسائی نے اور وہ والد ہے محمد بن ابان کا روایت کی اوس سے ابو الولید اور ابو داود طیالسی اور حسین جعفی وغیرہم نے اور اس حدیث پر انفراد کیا محمد بن اسحق نے اور نہین حجت پکڑی جاویگی اوس سے احکام مین تو پھر بھلا معارض کیونکر ہو گی احادیث صحاح کی اور کس طرح منسوخ ہونگی اوس سے حدیثین منع کی باوجود اس بات کے کہ اس حدیث کی تاویل ہو سکتی ہے کہ شاید یہ مکان مین ہو وا اور لوگون کے مذہب پر جو مکان مین رخصت دیتے ہین یا یہ امر تنگی مکان سے تھا کہا شیخ ابن القیم نے بعد اسکے بیان کے فَكَيْفَ تُقَدَّمُ عَلَى النُّصُوصِ الصَّحِيحَةِ الصَّرِيحَةِ بِالْمَنْعِ یعنی پس کس طرح مقدم کی جاویگی یہ حدیث اوپر نصوص صحیحہ صریحہ بالمنع کے پھر اگر کوئی کہے کہ تسلیم کیا کہ یہ حدیث ضعیف ہے سو کیا کہتے ہو روایت عراک مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے در باب رخصت کے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہین یہ موقوف ہے اوپر عایشہ رضی اللہ عنہا کے کہا یہ ترمذی نے کتاب العلل مین نقلا عن البخاری اور کہا بعض حافظون نے حدیث کے کہ یہ حدیث صحیح نہین اور اسکے سبب کو بڑے عالم لوگ حدیث کے پہچانتے ہین اور وہ یہ ہے کہ اسناد مین اسکی جو خالد بیٹا ابی الصلت کا ہے اوسنے اس حدیث کے متن کو یاد نہین کیا اور اوسکی اسناد کو قائم کیا مخالفت کی اوسکی اوسی حدیث مین ثقہ ثبت صاحب عراک نے نام اوسکا جعفر بن ربیعہ فقیہ ہے سو روایت کیا اوسنے اوسکو عراک سے اوسنے عروہ سے اوسنے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ انکار کرتی تھین سو معلوم ہوا کہ روایت خالد کی عراک سے اوسنے عایشہ رضی اللہ عنہا سے منقطع ہے اور صحیح جعفر کی ہے باوجودیکہ اوسکی مخالف جانب احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہین اور کہا عبد الرحمن بن ابی حاتم نے کتاب المراسیل مین اثرم سے کہ کہا سنا مینے ابو عبد اللہ سے کہ ذکر کیا بعضون نے حدیث خالد کو عراک سے اوسنے عایشہ رضی اللہ عنہا سے اوسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو کہا اونھون نے کہ یہ حدیث منقطع ہے اور زیادہ تحقیق اسکی شرح ابوداود مین ہے اس جگہہ بسبب خوف درازی کتاب کے اختصار کیا اور تفصیل کو راہ نہ دی اور پیٹھہ کرنے مین طرف قبلے کے سو دلیل لاتے ہین حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیخانہ پھرتے دیکھا کہ مونہہ تھا آپکا طرف شام کے اور پیٹھہ طرف قبلے کے اور روایت کیا اسکو بخاری مسلم ابوداود و نسائی نے اور حق یہ ہے کہ رخصت مین بھی حدیثین صحیح وارد ہوئی ہین فائدہ

ابان بن صالح

خالد بن ابی الصلت

کھڑے ہوکے پیشاب کرنا منع ہی روایت ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ فرماتی تھین جو شخص کہ حدیث بیان کرے تمسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکے پیشاب کرتے تھے سو نہ تصدیق کرنا اوسکی نہین پیشاب کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مگر بیٹھ کے روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی نے اور روایت ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اونھون نے کہ دیکھا مجکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین پیشاب کرتا ہون کھڑے ہوکے پس کہا آپ نے کہ نہ پیشاب کر کھڑے ہوکے ای عمر سو نہین پیشاب کیا مینے کھڑے ہوکے جب سے اور روایت ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نہین پیشاب کیا مینے کھڑے ہوکے جب سے اسلام لایا مین روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ صحیح ہی عمر رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کیا پہلی روایت کو اور روایت ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جفا ہی پیشاب کرنا کھڑے ہوکے اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ واسطے ادب کے ہی نہ واسطے حرمت کے اور دلیل اسکی یہ ہی کہ روایت کی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ پیشاب کرتے تھے وہ کھڑے ہوکے اور روایت ہی حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکے پیشاب کیا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے کئی طریقون سے اور حق یہ ہی کہ کھڑے ہوکے پیشاب کرنا فقط خلاف ادب ہی اور باقی بموجب ان دونون حدیثون کے درست ہی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

كتاب الصلوة

فصل نماز کے وقتون کے بیان مین

ص وقت فجر کا عین صبح سے آفتاب نکلنے تک ہی اور جو طویل صبح ہو اوسکو صبح کاذب کہتے ہین اور اوس وقت نماز صبح کا وقت نہین ہوتا ف یعنی صبح اوسکو کہتے ہین جو افق کی طرف چوڑان مین سپیدی پیدا ہوتی ہی کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صحیح وقتون نماز مین حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہی اور روایت ہی بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونھون نے پوچھا ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے وقتون کو سو فرمایا آپ نے اوس شخص سے کہ نماز پڑھ ہمارے ساتھ دو دن سو جسوقت زوال ہوا آفتاب کا حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو سو اذان دی اونھون نے پھر حکم کیا اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سو اقامت کہی اونھون نے ظہر کی پھر حکم کیا اوسکو سو اقامت کی عصر کی اور آفتاب اوسوقت سپید او صاف اور بلند تھا پھر حکم کیا اوسکو سو اقامت کی مغرب کی جسوقت کہ غروب ہوا آفتاب پھر حکم کیا اوسکو سو اقامت کی عشا کی جس وقت کہ غائب ہوئی شفق پھر حکم کیا اونکو سو اقامت کی فجر کی جسوقت کہ طلوع ہوئی فجر پھر جب ہوا دوسرا دن حکم کیا اوسکو تو ٹھنڈے وقت پڑھی ظہر اور خوب ٹھنڈا کیا اوسکو اور نماز پڑھی عصر کی اور آفتاب بلند تھا لیکن اول روز سے تاخیر کی اور نماز پڑھی مغرب کی قبل اسکے کہ غائب ہو شفق اور نماز پڑھی عشا کی جب تہائی رات گئی اور نماز پڑھی فجر کی سو روشن کیا اوسکو یعنی جب خوب روشنی ہوگئی تب فجر کی نماز پڑھی پھر کہا آپ نے کہ کہان ہی نمازون کے وقت کا سوال کرنے والا سو کہا اوس شخص نے مین ہون یا رسول اللہ کہا آپ نے کہ وقت نماز کا درمیان اوسکے ہی جو دیکھا تمنے روایت کیا اسکو مسلم نے اور بھی روایت کی مسلم نے ابی موسی رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے ص اور ظہر کا وقت زوال سے جب تک کہ سایہ ہر چیز کا دونا ہو جاوے سوا سایہ زوال کے ف یعنی جتنا سایہ زوال کا ہی اوتنے کو نکال کے ہر چیز کا سایہ دونا ہو جاوے ص اور ایک روایت مین امام صاحب سے ظہر کا وقت جب تک ہی کہ سایہ ہر چیز کا اوسکے برابر ہو جاوے سوا سایہ زوال کے اور یہی قول ہی صاحبین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کا اور طریقہ پہچاننے زوال کا دائرہ ہندیہ سے معلوم ہوتا ہی اور وہ شرح عربی مین مذکور ہی ہمنے بنظر فہم عوام اوسکو ترک کیا اور کیونکہ ہندوستان کے ملک مین زوال کے پہچاننے کے بہت طریقے ہین اور عصر کا وقت اوس وقت سے

آفتاب ڈوبنے تک اور مغرب کا اور وقت شفق غائب ہونے تک اور شفق میں بعض کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اصحاب کے سرخی پر فتویٰ ہے اور
امام صاحب کے نزدیک شفق سپیدی کو کہتے ہیں جو سرخی کے بعد رہتی ہے اور عشا کا وقت شفق اور وتر کا عشا کے بعد سے صبح تک
دونوں کا وقت رہتا ہے **ف** ظہر کے آخر وقت میں بہت اختلاف ہے اور اسی طرح مغرب کے آخر وقت میں تو اکثر امام اور فقہا اس طرف
ہیں کہ وقت ظہر کا ہر چیز کے سایہ کے برابر ہونے تک ہے سوا سایۂ زوال کے اور مغرب کا شفق کے غروب تک لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
کا مذہب یہی ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے اور امام مالک اور شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ اخیر وقت مغرب کا بس آفتاب کا ڈوبنا ہے
کہ ہمارا انھوں نے تاخیر کی جاوے مغرب بقدر اختیار آفتاب کے ڈوبنے سے اور اصل اس باب میں حدیث جبرئیل ع کے امامت کی ہے روایت
کی حضرت عبد اللہ بن عباس سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امامت کی جبرئیل علیہ السلام نے ساتھ میرے دو بار نزدیک خانہ کعبہ کے
سو پڑھی نماز ظہر کی پہلی امامت میں جب ہوا سایہ مثل تسمے جوتی کے پھر نماز پڑھی عصر کی جس وقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا مثل اوسکے
پھر نماز پڑھی مغرب کی جس وقت کہ غروب ہوا آفتاب اور افطار کیا روزہ دار نے پھر نماز پڑھی عشا کی جس وقت کہ غائب ہوئی شفق
پھر نماز پڑھی فجر کی جس وقت کہ طلوع ہوئی فجر اور حرام ہوا کھانا روزہ دار پر اور پڑھی نماز ظہر کی دوسری امامت میں جس وقت کہ ہوا سایہ
ہر چیز کا مثل اوسکے جس وقت کہ نماز عصر کی پہلے روز پڑھی تھی اور پڑھی نماز عصر کی جس وقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا دونا اوسکا پھر مغرب جس وقت
کہ کل پڑھی تھی اور عشا جس وقت کہ گئی تہائی رات پھر نماز پڑھی صبح کی جس وقت کہ روشن ہو گئی زمین پھر التفات کیا طرف میرے جبرئیل علیہ السلام
نے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ وقت ہے انبیا علیہم السلام کا قبل آپ کے اور وقت درمیان ان دونوں وقتوں کے ہے روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور
ترمذی نے اور کہا اونھوں نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے اور کہا اونھوں نے کہ یہ صحیح الاسناد ہے لیکن اسناد میں اسکی
عبد الرحمن بیٹے حارث کے ضعیف کیا اوسکو احمد اور نسائی اور یحییٰ بن معین اور ابو حاتم رازی نے اور توثیق کی اوسکی ابن سعد اور ابن
حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اور متابعت کی گئی اوسکی روایت کی عبد الرزاق نے عمری سے اونھوں نے عمر بن نافع رحمۃ اللہ علیہ سے اونھوں نے اپنے
باپ سے اونھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے اور اسناد میں اسکی عمری ہے اور وہ ضعیف ہے لیکن کہا شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے
کہ یہ اچھی متابعت ہے اور صحیح کیا اوسکو ابن العربی اور ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہما نے اور مروی ہے حدیث امامت کی چند صحابہ رضی اللہ عنہم سے
اونمیں سے جابر رضی اللہ عنہ ہیں اور روایت میں اونکی یہ ہے کہ نماز پڑھی عشا کی دوسرے دن جب کہ گذری آدھی رات اور یا تہائی رات
اور یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے اونھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ فرمایا آپ نے وقت ظہر کا جب ہے کہ زوال ہو آفتاب کا اور ہو سایہ ہر چیز کا مانند طول اوسکے کے جب تک کہ نہ آوے وقت عصر کا اور
وقت عصر کا جب تک ہے کہ نہ زرد ہووے آفتاب اور وقت مغرب کا جب تک ہے کہ نہ غروب ہووے شفق اور وقت عشا کا آدھی رات تک اور وقت فجر کا
جب تک کہ نہ طلوع کرے آفتاب روایت کیا اوسکو مسلم نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اول وقت مغرب کا جب کہ غروب ہووے
آفتاب اور آخر وقت اوسکا جب کہ غائب ہو افق یعنی روشنی اوسکی دور ہو جاوے اور اول وقت عشا کا جب کہ غائب ہو افق اور آخر وقت
اوسکا آدھی رات تک اور اول وقت فجر کا جب کہ فجر طلوع ہووے اور آخر وقت اوسکا جب کہ طلوع ہو آفتاب روایت کیا اوسکو ترمذی
نے اور یہ تینوں حجت ہیں امام شافعی اور مالک رحمۃ اللہ علیہما پر اس بات میں کہ وقت مغرب کا جب تک ہے کہ غائب ہووے شفق اور عصر کا
وقت جب تک ہے سورج پیلا ہو اوسکی یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ ۝

عبد الرحمن بن الحارث

عمری

فَقَالَ اِنِّیْ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ○ یعنی جسوقت کہ پیش کیے گئے حضرت سلیمان
علیہ السلام پر گھوڑے آخر دن مین تیز نہایت عمدہ سو کہا انھون نے کہ دوست رکھا مینے مال کو اپنے رب کے ذکر سے یہان تک کہ چھپ گیا
آفتاب پردے مین اور دوسری دلیل اوسکی یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے پائی ایک رکعت صبح سے قبل اسکے کہ طلوع ہو
آفتاب سو تحقیق کہ پائی اوسنے نماز صبح کی اور جس شخص نے کہ پائی ایک رکعت عصر سے قبل اسکے کہ ڈوبے آفتاب سو تحقیق کہ پائی اوسنے
نماز عصر کی روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور لیکن اس بات مین کہ عشا کا آخر وقت صبح تک ہے سو کوئی حدیث
صحیح یا ضعیف نہین آئی لیکن مختلف ہوئین احادیث صحیحہ اور مین روایت ہے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو موسی اشعری
اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے تحقیق کہ تاخیر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشا کی تہائی رات تک اور روایت ہے
حضرت ابوہریرہ اور انس رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی اوسکی آدھی رات تک اور روایت ہے حضرت
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی اوسکی دو ثلث رات تک اور روایت ہے حضرت عایشہ رضی اللہ
عنہا سے کہ تاخیر کی عشا کی یہان تک کہ گئی اکثر رات اور یہ سب حدیثین صحیح ہین کہا امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ سب حدیثین
مفید ہین اس بات کو کہ ساری رات وقت عشا کا ہے لیکن تین مرتبے ہیں تہائی رات تک افضل ہے اور نصف تک اوس سے کم
اور بعد اوسکے اوس سے کم پھر روایت کی طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے نافع بن جبیر تک کہا انھون نے کہ لکھا عمر رضی اللہ عنہ نے
ابو موسی اشعری کو نماز پڑھ عشا کی جب جاوے رات اور نہ غافل ہو اوس سے اور ایک روایت مین مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین ہے سونے مین تفریط بلکہ تفریط یہ ہے کہ نماز کی تاخیر کرے یہانتک کہ دوسری نماز کا وقت آجاوے اور اس سے معلوم
تفریط نقصان ۱۲
ہوتا ہے کہ وقت اوسکا صبح تک ہے اور اجماع کیا امامون نے کہ جب اسلام لاوے کافر یا پاک ہووے حائضہ یا بالغ ہووے لڑکا اور کچھ رات باقی ہو تو نماز
عشا کی اوسپر واجب ہے اور اجماع حجت قطعی ہے جیسا کہ اوسکی شرح پہلی کتاب مین بیان کیا اور حدیث امامت جبرئیل علیہ السلام کی وقت مختار پر
محمول ہے اور اسی واسطے کہا امام صاحب نے کہ تاخیر مغرب کی اول وقت سے مکروہ تنزیہی ہے نہ تحریمی کیونکہ صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہ تاخیر کی آپنے مغرب کی شفق کے ڈوبنے تک اور تاخیر عشا کی اس سے زیادہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا عصر کی آفتاب کی
زردی تک مکروہ ہے تحریمی اور سب سے زیادہ تر ثابت ہیں عصر کی تاخیر ہے آفتاب کے زرد ہونے تک کیونکہ فرمایا آپنے ایسی نماز کو تِلْكَ
صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ یعنی یہ نماز منافق کی ہے اور شیطان کی طرف آپنے اوسکو منسوب کیا اور حدیث امامت مین جو وارد ہے کہ نماز عصر
کی آپنے تاخیر کی سایے کے دو مثل ہونے تک سو یہ منسوخ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ وقت عصر کا جب تک ہے کہ نہ زرد ہو
آفتاب اور دوسرے یہ کہ دو مثل تک آفتاب پر زردی نہین آتی اور وہ جو امام صاحب نے فرمایا ہے کہ اخیر وقت ظہر کا دو مثل تک ہے سو کسی
حدیث مین یہ تصریح مذکور نہین اور اسی واسطے مخالفت کی اونکی صاحبین نے اور موافق ہوئے اکثر امامون کے اور حجت پکڑی امام صاحب نے
حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب ہوا دوسرا دن حکم خوب تبرید کی ظہر کی یعنی ٹھنڈک کے وقت نماز پڑھی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب
شدت ہو گرمی کی سو ٹھنڈا کرو نماز کو اسواسطے کہ شدت گرمی کی جہنم کے سانس سے ہے روایت کیا اسکو چھ عالمون نے کہا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ نے کہ شدت گرمی کی اونکے شہرون مین جب ہے کہ ہر چیز کا سایہ مثل اوسکے ہو جاوے سو یہ حدیث ناسخ ہو جاویگی اوس حدیث کی جو روایت کی
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اور صحیح مسلم مین مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی نماز ظہر کی یہان تک کہ پڑھنے لگا سایہ ٹیلون کا

اور نووی نے اوسکی شرح میں لکھا ہے کہ سایہ ڈھلا ہوا یہ کنایت اخیر وقت سے ہوتا ہی اور جب آفتاب بہت ڈھل جاتا ہی اور جب ثابت ہو گیا کہ ظہر کا وقت بعد سایہ مثل کے باقی رہتا ہی اور حدیث امامت کی داس باب میں ناسخ حدیث امامت ہو گئی تو اول وقت عصر میں وہ حدیث امامت منسوخ ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا ۝ یعنی تحقیق کہ نماز ہی مسلمانوں پر فرض وقت مقرر کیا گیا تو اس سے ثابت ہوا کہ ہر نماز کے واسطے ایک وقت علیحدہ چاہیے اور اس بحث میں امام صاحب کی کا کلام ہی اور حق یہی ہی کہ وقت ظہر کا ایک مثل تک رہتا ہی وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ بِالصَّوَابِ لیکن اتنی بات ہی کہ جو شخص مشتاق احتیاط اور معتقد جملہ فقہا و علما سے شریعت نبوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو اوسکو چاہیے کہ نماز ظہر کی ایک مثل سے پہلے پڑھے کہ سب اماموں کے نزدیک درست ہو اور عصر کی بعد دو مثل کے کہ سب کے نزدیک درست ہو اور گرمی میں تاخیر کرنا ظہر کا اسکا بیان آگے بھی کچھ آویگا اور شفق نزدیک اکثر علما کے اور ایک روایت میں امام ابوحنیفہؒ کے سرخی کا نام ہی اور ایک روایت میں امام صاحب نے فرمایا کہ شفق نام سفیدی کا ہی اور بعض شرح میں ہی کہ امام صاحب نے رجوع کیا اس سے جو لوگ کہتے ہیں کہ سرخی نام شفق کا ہی اونکی حجت یہ ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفق سرخی ہی سو جب غائب ہو جاوے واجب ہو گی نماز روایت کیا اسکو ابن عساکر نے بیچ غرائب مالک کے حدیث عتیق بن یعقوب سے انھوں نے مالک سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے مرفوعاً اور روایت کیا اسکو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اور طریق سے اور صحیح کیا بیہقی نے وقف اوسکا اور کہا صاحب ہدایہ نے وَمَا رَوَاہُ مَوۡقُوۡفٌ عَلَی ابۡنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اور روایت کیا حاکم نے مدخل میں اور روایت کی دارقطنی اور محمد بن خزیمہ نے صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور رفع کیا اوسکو اور صحیح کیا اوسکو اور کہا ابن خزیمہ نے کہ اگر صحیح ہو جاوین یہ روایتیں تو پھر بے پروائی ہو جاوے سب روایتوں سے لیکن منفرد ہوا ساتھ اسکے محمد بن یزید کہا حافظ ابن حجر نے محمد بن یزید سچا ہی اور کہا بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مروی ہی یہ حدیث عمر اور علی اور ابن عباس اور عبادہ اور شداد اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور کوئی حدیث اسمین صحیح نہیں لیکن حق یہ ہی کہ یہ حدیث حسن ہی اور حسن حجت ہی مثل صحیح کے اور صاحب ہدایہ نے دلیل امام صاحب کی یہ لکھی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر وقت مغرب کا جب کہ سیاہ ہو جاوے افق اور چوڑی صبح سے اوسکی مراد یہ ہی کہ روشنی آسمان کے کناروں میں ظاہر ہووے اور اوسکو صبح صادق کہتے ہیں روایت ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فجر دو ہین ایک وہ فجر کہ حرام کرتی ہی کھانے کو اور حلال ہی اوسمین نماز اور ایک فجر وہ ہی کہ حرام ہی اوسمین نماز اور حلال ہی اوسمین کھانا روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور صحیح کیا اسکو ان دونوں نے اور ایک روایت میں حاکم کی ہی کہ حرام کرتی ہی کھانے کو یعنی ایک لمبی دھاری افق کے کنارے سے آسمان میں جاتی ہی اور یہی صبح صادق ہی اور صبح کاذب کو بیان کیا آپ نے کہ مانند دُم سرحان کے **ص** تاخیر فجر کی یہاں تک کہ روشنی ہو جاوے مستحب ہی اتنی کہ چالیس آیتیں پڑھ سکے اور پھر اگر فاسد ہووے وضو تو لوٹ سکے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تاخیر کرو فجر کی کہ اسمین بہت اجر ہی **ف** روایت کیا طحاوی نے ساتھ اسانید متعددہ کے اس حدیث کو رافع بن خدیج سے اور ایک روایت میں ہی نَوِّرُوۡا بِالۡفَجۡرِ یعنی روشن کرو فجر کو اور ایک روایت میں ہی اَصۡبِحُوۡا بِالصُّبۡحِ فَاِنَّہٗ اَعۡظَمُ لِاُجُوۡرِکُمۡ روایت کیا اسکو احمد اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن حبان نے اور روایت کی طبرانی نے نَوِّرۡ یَا بِلَالُ بِالۡفَجۡرِ قَدۡرَ مَا یُبۡصِرُ الۡقَوۡمُ مَوَاقِعَ نَبۡلِھِمۡ یعنی روشن کر اے بلال فجر کو اوس قدر کہ دیکھیں لوگ مقام گرنے تیر اپنے کو اور

روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور کہا کہ روایت ہی اس باب مین مغیرہ بن شعبہ اور تمیم اور علی اور حسن ابن علی اور ابی الدرداء
اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور بہت سے تابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اس طرف گئے ہین اور روایت ہی ابو معشر
سے کہ تھے اصحاب عبداللہ بن مسعود کے روشن کرتے تھے فجر کو اور روایت ہی ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے کہ نہین جمع ہوئے اصحاب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی چیز پر جیسا کہ جمع ہوئے تنویر فجر پر روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طحاوی نے
تو اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا جمع ہونا خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین ہو سکتا تو اس سے
حدیث تغلیس یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز اندھیرے مین پڑھنا منسوخ ہوگا اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحیحین مین بھی
مؤید ہمارے مذہب کی ہی اور امام شافعی کے نزدیک اندھیرے مین پڑھنا مستحب ہی کیونکہ روایت ہی عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے صبح کو سو پھرتی تھین عورتین اور نہین پہچانی جاتی تھین تاریکی سے اور صحیح یہی ہی کہ تاخیر کرنا
فجر کی مستحب ہی اور یہی مذہب ہی اکثر صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور بعض علما نے جو اس حدیث کے معنی
یون بیان کیے ہین کہ قرارت کرو یہان تک کہ روشن کرو فجر کو خلاف آثار صحابہ اور تابعین کے ہی اور خلاف ہی تبادر کے واللہ اعلم
ص گرمی مین تاخیر کرنا ظہر کی مستحب ہی اور جاڑے مین جلدی کرنا صحیح بخاری مین ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھنڈے وقت پڑھو
نماز ظہر کی کیونکہ شدت گرمی کی جوش جہنم ہی ف اور صحیح بخاری مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہی
ص اور عصر کی تاخیر جب تک کہ آفتاب نہ بدلے مستحب ہی ف کیونکہ روایت کی دارقطنی نے عبدالواحد بن نافع سے
کہا انھون نے کہ مین کوفے کی مسجد مین داخل ہوا سو اذان دی مؤذن نے عصر کی اور ایک شیخ نے ملامت کی اوسکو اور کہا خبر دی میرے
باپ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ تاخیر اس نماز کے اور مینے پوچھا نام اون شیخ کا سو بیان کیا اون لوگون نے کہ یہ عبداللہ
بن رافع بن خدیج ہین اور ضعیف کیا اسکو عبدالواحد کے سبب سے اور روایت کیا اوسکو بخاری نے تاریخ کبیر مین اور کہا کہ نہین متابعت
کیجاویگی عبدالواحد پر اور صحیح رافع کی حدیث سے ہی پھر روایت کی رافع سے کہ ہم پڑھتے تھے نماز عصر کی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پھر قربانی کیجاتی تھی اور دس حصے کیے جاتے تھے اور پھر پکائے جاتے تھے اور کھاتے تھے ہم پکے گوشت کو قبل غروب آفتاب کے کہا
شیخ ابن الہمام نے کہ یہ ممکن ہی غروب تک اور جسنے باہر پکانے والون کو دیکھا ہوگا تو کچھ اوسکے نزدیک بعید نہین ص اور تاخیر عشا
کی تہائی رات تک مستحب ہی ف کیونکہ روایت کی ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر
تو البتہ تاخیر کرتا مین عشا کی تہائی رات تک یا آدھی رات تک اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہی اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ عشا کے قبل سونا
اور بعد عشا کے باتین کرنا منع ہی کیونکہ روایت کی چھ عالمون نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ رکھتے تھے سونا قبل عشا کے اور باتین کرنا
بعد عشا کے اور بعضون نے جائز رکھا ہی باتون کو بعد عشا کے گرمیون مین اور دلیل اونکی یہ ہی کہ روایت کی ترمذی نے صلوۃ مین اور نسائی نے
مناقب مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتین کرتے تھے نزدیک ابی بکر رضی اللہ عنہ کے بیچ رات کے کسی امر مین مسلمانون
کے امور سے اور صحیحین مین بھی ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جواز اوسکا معلوم ہوتا ہی اور روایت کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ
سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جائز ہی باتین کرنا بعد نماز عشا کے مگر واسطے دو شخصون کے مصلی اور مسافر کے اور ایک روایت
مین ہی کہ واسطے دولہن کے اور بعضون نے کہا ہی کہ گرمی مین جلدی پڑھی جاوے تاکہ جماعت کم نہو اور آدھی رات تک تاخیر اوسکی مباح ہی

اور آدھی رات کے بعد مکروہ ہے ص اور وتر کی آخر رات تک اگر جاگنے کا یقین ہو مستحب ہے اور اگر جاگنے کا یقین نہو تو عشا کے
ساتھہ پڑھ لیوے اور مغرب کی جلدی مستحب ہے ف اور جلدی کے یہ معنی ہین کہ اذان اور اقامت مین دیر نکرے مگر ساتھہ ایک جلسہ خفیفہ کے
کیونکہ روایت کی ابو داود نے مرثد بن عبداللہ سے ایک حدیث طویل اور آخر اوسکا یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہیگی امت میری
نیکی پر جب تک کہ نہ تاخیر کرینگے مغرب کی ستارون کی روشنی تک اور انکے خوب چمکنے تک اور اسکی اسناد مین ابن اسحق ہے اور ضعف ابن اسحق
اوسکا جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے ثابت نہین اور اگر بالفرض ثابت ہو تو جرح مقبول نہین کہا شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ سردار
ہین مسلمانون کے حدیث مین اور روایت کی اوس سے مانند ثوری اور ابن ادریس اور حماد بن زید اور یزید بن زریع اور ابن عیینہ اور عبد الوارث
اور ابن المبارک نے اور طول کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اونکی توثیق مین اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ نے رجوع کیا اونمین کلام کرنے سے فقط ص ابر کے دن عصر اور عشا کی جلدی مستحب ہے اور اور نمازون کی تاخیر
ف اسواسطے کہ تاخیر عشا مین قلت جماعت کی ہے بسبب بارش کے اور تاخیر عصر مین توہم ہے اس بات کا کہ وقت مکروہ ہو جاوے
اور فجر مین اسواسطے توہم نہین کہ یہ مدت مدید ہے دوسرے یہ کہ اسمین تا طلوع آفتاب کوئی وقت مکروہ نہین اور امام صاحب سے مروی ہے کہ
سب مین تاخیر مستحب ہے واسطے احتیاط کے کیونکہ نماز بعد وقت آنے کے جائز ہے اور قبل وقت کے جائز نہین ص آفتاب کے طلوع
کے وقت اور غروب کے وقت اور جسوقت عین دوپہر ہو نماز اور سجدہ تلاوت کا اور نماز جنازے کی جائز نہین ف کیونکہ روایت ہے
عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مسلم وغیرہ مین کہا تین ساعت مین کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے ہمکو کہ نماز پڑھین ہم اون
وقتون مین یا قبر مین رکھین ہم مُردون کو جب کہ آفتاب طلوع کرے یہان تک کہ بلند ہو جاوے اور جسوقت عین دوپہر ہو یہان تک کہ زوال ہو آفتاب کا اور
جب کہ ڈوبتا ہو یہان تک کہ ڈوب جاوے اور موطا مین ہے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے ان ساعتون مین اور امام شافعی رح
کے نزدیک فرائض مکے مین ان وقتون مین جائز ہین اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک نفل جمعے کے دن دوپہر کو جائز ہے اور یہ حدیث حجت ہے بسبب
اطلاق کے اون دونون پر اور دلیل اونکی یہ ہے کہ روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص کہ بھول جاوے کسی نماز کو پھر یاد کرے
اوسکو تو پڑھ لیوے اوسکو جب یاد آوے اوسکو اور جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اے بنی عبد مناف کے
نہ منع کرو کسیکو طواف کرنے سے اس گھر کے (یعنی خانہ کعبہ) یا نماز پڑھنے سے جسوقت چاہے کہ پڑھے دن مین یا رات مین اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
ایسا ہی روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور بیہقی نے اور وہ حدیث چار علت سے ضعیف ہے اول تو انقطاع ہے اوسمین مجاہد اور ابی ذر
سے اور ضعف ابن مؤمل سے اور ضعف حمید مولی عفرہ سے اور اضطراب سند اوسکی سے اور روایت کیا اسکو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اور داخل کیا ابن مؤمل
قیس بن سعد کو درمیان حمید کے اور مجاہد کے اور روایت کیا اسکو سعید بن سالم نے اور ساقط کر دیا اوسکو درمیان سے اور ابو یوسف کی دلیل یہ ہے
جو مسند شافعی مین ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے دوپہر کو مگر دن جمعے کے اور سجدہ تلاوت بھی
ہے نماز کے ص اور آفتاب کے غروب کے وقت فقط اوس دن کی عصر البتہ جائز ہے ف اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہے کہ جسنے
پائی ایک رکعت نماز سے سو تحقیق کہ پائی اوسنے ساری نماز روایت کیا اسکو بہت علما نے سند صحیح سے اور صبح کی نماز مین یہ حکم اسواسطے نہین کہ
وہ نماز کامل واجب ہوئی تو ناقص ادا نہوگی بخلاف عصر کے کہ وہ جب وقت مکروہ مین ناقص ہی جب ہوئی تو ناقص ادا ہو جاوے گی
واللہ اعلم بالصواب ص جب امام دن جمعے کے خطبے کے واسطے اوٹھے نفل اور قضا اور نماز جنازہ پڑھنا اور سجدہ

تلاوت کا کرنا مکروہ ہے ف اس سبب سے کہ اوس میں خطبہ سننے سے باز رہنا ہوگا ص اور بعد فجر کے سوا سنت فجر کے اور
درمیان عصر اور مغرب کے نفل مکروہ ہے ف کیونکہ صحیحین میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے بعد صبح کے
یہاں تک کہ طلوع ہووے آفتاب اور بعد عصر کے یہاں تک کہ غروب ہووے آفتاب اور روایت کی ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف میں ابن عمر
رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی میں نے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے پس نہیں نماز ہے بعد صبح کے یہاں تک
کہ طلوع کرے آفتاب اور روایت ہے اونہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب طلوع کرے کنارہ آفتاب کا تو چھوڑ دو
نماز کو یہاں تک کہ ظاہر ہو جاوے اور ایک روایت میں ہے ابن عمر سے مصنف میں اِذَا بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى
تَبْرُزَ یعنی جب شروع ہووے اور ظاہر ہووے کنارہ آفتاب کا تو تاخیر کرو نماز کی یہاں تک کہ ظاہر ہو جاوے اور کہا صاحب مصنف نے اور اس باب میں
روایت ہے عبداللہ اور ابی مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور کہا اونے وَحَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ
عَنْ نَصْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّهٖ مُعَاذِ الْقُرَشِيِّ اَنَّهٗ طَافَ بِالْبَيْتِ مَعَ مُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ بَعْدَ الْعَصْرِ وَ
بَعْدَ الصُّبْحِ فَلَمْ يُصَلِّ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْغَدَاةِ حَتّٰى
تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ یعنی تحقیق کہ معاذ قرشی رضی اللہ عنہ نے طواف کیا خانہ کعبہ کا ساتھ معاذ بن
عفرا کے بعد عصر کے اور بعد صبح کے سو نہ نماز پڑھی سو پوچھا میں نے اوس سے سو کہا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں نماز ہے بعد دو نمازوں کے
بعد صبح کے یہاں تک کہ طلوع کرے آفتاب اور بعد عصر کے یہاں تک کہ غروب کرے آفتاب اور وہ جو مروی ہے حدیث میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم دو نماز پڑھتے تھے دو رکعتیں بعد عصر کے سو خصوصیات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے دلیل اسکے کہ دوسروں کو اوس سے منع کیا
اور مثال اسکی ایسی ہے جیسے روزہ وصال کا کہ خود ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پڑھتے تھے بعد عصر کے دو رکعتیں اور منع کرتے تھے اون سے اور وصال کے روزے رکھتے تھے اور منع کرتے تھے اوس سے ص اور قضا اور نماز جنازہ
اور سجدہ تلاوت ان دونوں وقتوں میں مکروہ نہیں اور دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا جائز نہیں مگر حج کے سفر میں عصر وقت ظہر کے پڑھے
اور مغرب وقت عشا کے جیسا کہ آگے آویگا ف جیسا کہ روایت ہے صحیحین اور مصنف ابن ابی شیبہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
کہ نہیں دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھی ہو مگر وقت پر لیکن عشا اور مغرب کو جمع کیا تھا اونکو ایک دن مزدلفہ میں اور نماز پڑھی تھی
فجر کی اوس روز قبل وقت کے اور بہت حدیثیں اس باب میں آئی ہیں اسکا بیان آگے آویگا ص جو عورت عصر کے وقت یا عشا کے وقت
پاک ہوئی جسمیں پاک ہوئی وہی نماز اوسپر لازم آویگی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر عصر کے وقت پاک ہوئی ظہر کی بھی پڑھے
اور اگر عشا کے وقت پاک ہوئی مغرب بھی پڑھے اور اگر وقت ہو اوفق تکبیر تحریمہ کے باقی رہا تھا کہ لڑکا بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا وہ
نماز اوسپر لازم ہوگی اور قضا اوسکی واجب ہوگی اور امام زفر کے نزدیک واجب نہوگی اور جو عورت کہ اخیر وقت نماز میں حائض ہوئی اوسکو
یہ نماز لازم نہ آویگی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لازم آویگی ف صبح کی نماز کے وقت میں سوا دو سنت فجر کے اور نفل پڑھنا
مکروہ ہے کیونکہ روایت کی مسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طلوع ہوتی تھی فجر نہیں پڑھتے تھے مگر دو رکعتیں
خفیف اور ابوداود اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے نماز بعد فجر کے مگر دو سجدے واللہ اعلم

ص باب اذان کے بیان میں

اذان سنت ہی پانچون فرضون اور نماز جمعہ کے واسطے اوسکے سوا اور نہین اور نہ نفلون مین اور قبل وقت کے مسنون نہین **ف** تو واسطے عید اور کسوف کے اذان نہین چاہئے اور روایت کی مسلم نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی مین نے عیدین کی ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بار یا دو بار بغیر اذان اور اقامت کے اور اسی طرح مروی ہی کسوف میں اور جمعے کی اذان مین حدیث سائب بن یزید کی صحیح ہی اور وتر مین اسواسطے اذان نہین کہ وہ تمام ہے عشا اور وقت عشا کا ایک ہی تو حاجت علیحدہ اذان دینے کی نہین **ص** تو اگر قبل وقت کے اذان کہے پھر لوٹائے وقت مین اور امام شافعی اور ابی یوسف کے نزدیک فجر کے واسطے آدھی رات سے اذان درست ہی **ف** اور ہمارے نزدیک اسواسطے جائز نہین کہ اذان اسواسطے آگاہ کرنے کو ہی اور قبل وقت کے تجہیل ہی اور اونکے نزدیک اسواسطے جائز ہی کہ اہل حرمین کا یہی عمل ہی اور اون سب پر حجت یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے نہ اذان دو یہانتک کہ ظاہر ہوجاوے فجر اور پھیلایا ہاتھ اپنے کو عرض مین روایت کیا اسکو ابو داود نے بلال رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کیا اسکو اور بیہقی نے ضعیف کیا اسکو کہ شداد نے نہین پایا بلال رضی اللہ عنہ کو سو وہ منقطع ہی اور ابن القطان نے کہا کہ شداد مجہول ہی نہین پہچانا جاتا مگر بروایت جعفر بن برقان کے اور روایت کی بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ای بلال نہ اذان دے یہانتک کہ طلوع کرے فجر کہا امام نے کہ اسناد اسکی صحیح ہی اور روایت کی عبد العزیز بن ابی داود نے انھون نے نافع سے انھون نے عبد اللہ بن عمر سے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی قبل فجر کے سو غصے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور روایت کی بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اونکو کیون کیا تمنے ایسا کہا کہ مین اوٹھا نیند سے سو جانا مینے کہ فجر طلوع ہوئی فرمایا آپنے کہ پکار دو اب کہ یہ بندہ سو گیا تھا اور روایت کی ابن عبد اللہ نے ابراہیم سے کہا انھون نے جب اذان دیتا تھا موذن قبل وقت کے رات کو کہتے تھے اوس سے ڈر اللہ سے اور اعادہ کر اذان کا اور عمل اہل حرمین کا کچھ شریعت مین وقعت ورود احادیث صحیحہ کے اوسکے خلاف پر حجت نہین **ص** اور قضا کے واسطے بھی اذان کہنا بعد وقت کے سنت ہی اور موذن کو چاہیے کہ وقتون کو خوب پہچانتا ہو تاکہ ثواب موعود کو پہونچے **ف** حدیث مین آیا ہی وَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ الخ یعنی اذان دین تم مین سے جو لوگ بہتر ہین اور امامت کرین جو تم مین قاری ہین روایت کیا اسکو ابو داود نے اور اسناد مین اوسکی حسین بن عیسیٰ منکر الحدیث ہی کہا یہ ابو زرعہ اور ابو حاتم نے اور حدیث مین آیا ہی کہ موذن لنبی گردن والے ہونگے دن قیامت کے اور بہت سی حدیثین فضیلت مین اذان کی آئی ہین **ص** جب اذان دے تو قبلے کی طرف مونہہ کرے اور دونون انگلیون کو شہادت کی کانون مین رکھے **ف** کیونکہ روایت کی ابو الشیخ نے کتاب الاذان مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ کرے دونون انگلیون کو اپنے کانون مین اور کہا کہ یہ بلند کرتا ہی تیری آواز کو اور روایت کی ترمذی نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ بلال رضی اللہ عنہ کو اذان مین دیکھا کہ دونون انگلیان اونکے کانون مین تھین اور کہا کہ یہ حسن صحیح ہی **ص** اور ٹھہر ٹھہر کے کہے **ف** کیونکہ روایت کی ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے کہ جب اذان دے تو ٹھہر ٹھہر کے کہہ بیچ اذان اپنی کے اور جب اقامت کہہ تو جلدی جلدی کہہ اور توقف کر درمیان اذان اور اقامت کے اوسقدر کہ فارغ ہوجاوے کھانے والا کھانے اور پینے والا پینے سے اور پاخانہ پھرنے والا اپنی حاجت سے اور نہ کھڑے ہو نماز کے واسطے جب تک کہ نہ دیکھو مجکو اور یہ حدیث ضعیف ہی اور روایت کی بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ٹھہر ٹھہر کے کہتے تھے اذان کو اور جلدی کہتے تھے اقامت کو اور ذکر کیا دارقطنی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے **ص** اور نہ گاوے اس طرح پر کہ کچھ حرکت یا حرف یا مد کو

چڑھاوے اور نقطا ابتدا آواز جسمے سنا کہ وہ نہیں بلکہ اچھا ہو اور ترجیع یعنی پہلے شہادتین کو آہستہ سے کہے پھر پکار کے کہے ایسا کرے

ف جیسا کہ عبداللہ بن زید نے روایت کی اور ترجیع اذان میں نہیں ہے انکار کیا اسکا ابو داؤد وغیرہ نے کہا ابن خزیمہ نے

سنا میں نے محمد بن یحییٰ ذہلی سے کہ وہ کہتے تھے نہیں ہے حدیثون عبداللہ بن زید کے اذان کے باب میں صحیح تر اس سے یہان تک کہ کہا ابو عیسیٰ

ابن اسحق کی ثابت صحیح ہے اور کہا ترمذی نے علل کبیر میں سنا میں نے بخاری سے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حدیث بزار کی علی بن ابی طالب رضی اللہ

عنہ سے غریب ہے ... ہی احادیث صحاح سے اور کہا اصحاب نے ... ترجیع مشہور حدیثون میں اور روایت کی ابو داؤد نے

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تھی اذان بیچ زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دو بار اور تکبیر ایک ایک بار آخر حدیث تک اور روایت کیا

اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیحین میں کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اسناد اسکی صحیح ہے اور سعید بن مغیرہ کے ثقہ ہونے کی توثیق کیا

کی اسکی ابن حبان نے اور کہا شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے امام میں کہا ابن حاتم نے کہ سنا میں نے اپنے باپ سے کہ سعید بن مغیرہ ثقہ

ہیں اور یہ جو کہا صاحب ہدایہ نے کہ ترجیع جو ابی محذورہ کی حدیث میں آئی ہے سو وہ تعلیم تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور انھوں نے

اسکو ترجیع جانا غلط ہے کیونکہ ابو داؤد میں ہے باسناد صحیح ابی محذورہ سے کہا انھوں نے کہا میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکھاؤ مجکو

طریقہ اذان کا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہے تو اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا

إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ پہلے تو آہستہ سے کہہ پھر پکار کے

کہہ تو اوس سے تاویل تعلیم کی جاتی رہی اور صحیح یہی ہے کہ یہ حدیث معارض ہے اور سکو ہر روایت کی طبرانی نے اوسط میں یہی حدیث ابی محذورہ

کی اور ترجیع ذکر کیا اسمین تو صحیح کہا اور جب دونوں معارض ہوئیں دونوں ساقط ہوئیں اور باقی رہی حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ

عنہ کی سالم مع علل سے فَثَبَتَ مَذْهَبُنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ص حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ جب کہے تو داہنی طرف

مونہہ پھیرے اور جب حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو بائیں طرف مونہہ پھیرے اور اوسی جگہہ کھڑا رہے اور اگر جانے کہ آواز میں

آواز نہ پہنچیگی داہنی طرف میں پھر پیچھے سے سر نکال کے کہے دو بار حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور بائیں طرف کے پیچھے سے سر نکال کے

دو بار کہے حي علی الفلاح اور فجر میں بعد حی علی الفلاح کے دو بار اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہے ف کیونکہ روایت کی

ابن ماجہ نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے انھوں نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ وہ آئے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تاکہ آگاہ کریں انکو

ساتھ نماز فجر کے تو کہا گیا آپ سوتے ہیں سو کہا بلال رضی اللہ عنہ نے اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دو بار تو مقرر کیا گیا اذان میں

اور یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ نہیں سنا ابن مسیب نے بلال رضی اللہ عنہ سے اور وہ حجت ہے نزدیک ہمارے وقت ثقہ ہونے راویوں کے

علاوہ اسکے مروی ہے حدیث ابی محذورہ میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہو نماز صبح کی کہہ تو اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ

النَّوْمِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور انس سے مروی

ہے کہ کہا انھوں نے سنت سے ہے یہ بات کہ جب کہے مؤذن نماز فجر میں حی علی الفلاح کہے الصلوۃ خیر من النوم دو بار روایت کیا اسکو

دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور قول صحابی کا مِنَ السُّنَّةِ حکم رفع میں ہے اور وہ جو بہتے میں ہے کہ کہا بلال رضی اللہ عنہ نے اَلصَّلٰوةُ

خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دو بار جب پایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ سوتے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اچھا ہے کلمہ

کر اسکو بیچ اذان اپنی کے روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم کبیر میں باسناد صحیح ص اقامت یعنی تکبیر بھی مثل اذان کے کہے

مگر اوسمین کلمے جلدی جلدی کہے اور بعد حی علی الفلاح کے دوبار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کہے ف روایت کی ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے
ابی لیلیٰ سے انھون نے معاذ رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل اور آخر اوسکا یہ ہے کہ بعد اذان کے ٹھہر کے پھر کھڑا ہوا فرشتہ سو کہا مثل اذان
کے مگر یہ کہ بعد حی علی الفلاح کے دوبار قد قامت الصلوٰۃ زیادہ کیا اور ابو لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو نہین پایا لیکن وہ
ہمارے نزدیک حجت ہے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا مینے خواب مین ایک شخص کو آخر حدیث تک
سو اذان دی اوسنے دو دو بار اور اقامت بھی دو دو بار اور ایسا ہی مروی ہے سنن ترمذی وغیرہ مین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
اقامت ایک ایک بار ہے بدلیل اسکے جو روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ دو دو بار
کہے اذان کو اور ایک ایک بار اقامت کو اور کہا ابو الفرج ابن جوزی نے کہ تھی اذان دو دو بار اور اقامت بھی ایسی تو جب نکلے بنی امیہ تو کر دیا
اقامت کو ایک ایک بار ص اور اذان اور اقامت مین باتین نکرے اور بعد اذان کے پھر پکارنا متاخرین کے نزدیک اچھا ہے اور اوسکو تثویب
کہتے ہین ف اور ہدایہ مین ہے کہ تثویب نماز فجر مین اچھی ہے اور باقی سب نمازون مین مکروہ ہے اور لکھا ہے کہ تثویب نکال لیا اوسکو علما کے
کوفہ نے بعد عہد صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے بسبب بدل جانے احوال آدمیون کے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مسجد مین تشریف لیگئے اور
سنا ایک مؤذن کو کہ تثویب کہی اوسنے تو کہا انھون نے واسطے ساتھی اپنے کے نکل ساتھ ہمارے اس بدعتی کے پاس سے روایت کیا اسکو ابوداود نے
اور ترمذی نے بغیر اسناد کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسکا انکار مروی ہے اور کہا امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے نہین دیکھتا ہون کچھ حرج یہ کہ کہے
مؤذن واسطے امیر کے بیچ اذان سب نمازون کے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْاَمِيْرُ وَرَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَبَرَكَاتُهُ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَلصَّلٰوةُ يَرْحَمُكَ اللهُ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکو مستبعد جانا کیونکہ آدمی سب برابر ہین حکم جماعت مین
اور امام ابی یوسف نے اسواسطے ان لوگون کو خاص کیا کہ وہ زیادہ مشغول رہتے ہین مسلمانون کے امور مین بہ نسبت اور لوگون کے اور اسی حکم مین
ہین قاضی اور مفتی ص اذان اور اقامت مین بیٹھے مگر مغرب مین اور جو نماز قضا ہو گئی ہو اوسکو فائتہ کہتے ہین تو ایک فائتہ کے
واسطے بھی اذان اور اقامت کہے اور جب بہت سی فائتہ ہون پہلی فائتہ کے واسطے اذان اور اقامت کہے ف کیونکہ روایت ہے
ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیچ قصہ تعریس کے پھر اذان دی بلال رضی اللہ عنہ نے ساتھ نماز کے سو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتین
پھر نماز پڑھی صبح کی سو کیا جیسا کرتے تھے اور اخراج کیا اسکا مسلم نے اور روایت ہے ابی داود وغیرہ مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ اذان کے اور اقامت کے جس وقت کہ سو گئے تھے نماز صبح سے اور پڑھا تھا اوسکو بعد نکلنے آفتاب کے
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن امیہ ضمری اور عمران بن حصین اور ذی مخمر حبشی صحابی رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اوسکو مالک نے
مؤطا مین ابن مسیب سے مرسلاً اور ذکر کیا اوسمین اذان کو اور مرسلات ابن مسیب کے بمنزلہ مرفوعات کے ہین اور صحیح مسلم مین جو ہے کہ حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو
سو قائم کی اوسنے نماز اور نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اونکے صبح کی منافی اذان کے نہین اور ابو یوسف نے روایت کی
اسناد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جس وقت کہ مشغول کر رکھا اونکو کفار نے قضا کی نمازون کی ساتھ اذان اور اقامت کے یعنی
چار نمازون کے واسطے ص اور باقی کیواسطے اختیار ہے چاہے ہر مین اذان اور اقامت کہے یا فقط اقتصار اقامت پر کرے اور بے وضو
کو اذان کہنا درست ہے ف اس وجہ سے کہ اذان فرض نہین نماز نہین تا کہ اوسکے واسطے طہارت شرط ہووے ص اور تکبیر مکروہ ہے
اور اگر کہدے تو اعادہ نہوگا اور اذان جنب کی مکروہ ہے اور ایسے ہی اقامت اوسکی تو اگر جنب نے اذان کہی پھر اعادہ کیا جاویگا اور اگر اقامت کہی

تو اقامت کا اعادہ نہوگا **ف** کیونکہ تکرار اذان کی مشروع ہے اور تکرار اقامت کی نامشروع اور اگر اذان بھی اعادہ کرے تو بھی جائز
ہے کیونکہ اذان اور اقامت سنت موکدہ ہین **ص** اور اذان عورت اور مست اور مجنون کی مکروہ ہے اور اعادہ اوسکا مستحب ہے اور اگر مسافر
یا کوئی شخص جو مسجد مین جماعت سے نماز پڑھتا ہے اذان بدون اقامت کو ترک کرے تو مکروہ ہے لیکن اگر مسافر اقامت کو فقط کہے تو
جائز ہے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بیٹون ابی ملیکہ کے جب آیا وقت نماز کا اذان دو تم دونون اور
اقامت کہو اور اقامت کہے بڑا تم مین ایسا ہی صحیح اور ترمذی مین **ص** جو شخص کہ شہر مین گھر مین اپنے نماز پڑھتا ہے اگر اذان
اور اقامت دونون کو ترک کرے اور محلے مین اذان و اقامت ہوتی ہے جائز ہے کیونکہ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ محلے کی اذان
ہمکو کفایت کرتی ہے **ف** روایت کیا اسکو سبط ابن الجوزی نے **ص** اور دیہات مین اگر ایسی مسجد ہے کہ اذان و اقامت اوسمین ہوتی ہے
تو اوسکا حکم شہر کا سا ہے اور اگر اوسمین ایسی مسجد نہین ہے جو شخص اپنے گھر مین نماز پڑھتا ہے اگر اذان و اقامت دونون ترک کرے تو مکروہ ہے اور فقط
اذان کا ترک کرنا جائز ہے اور جب تکبیر کہنے والا حی علی الصلوٰۃ کہے امام نماز کیواسطے کھڑا ہووے اور جب قد قامت الصلوٰۃ کہے نماز شروع کرے

باب نماز کی شرطون کے بیان مین

وہ شرطین پاکی بدن کی ہے نجاست حقیقی او حکمی سے اور پاکی کپڑے کی اور جگہ نماز کی **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ یعنی کپڑون کو اپنے پاک کر اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا یعنی اگر جنب
ہو تم سو پاک کرو **ص** اور چھپانا عورت کا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ
لو تم زینت اپنی کو نزدیک ہر نماز کے یعنی وہ کہ چھپاتی عورت اپنی کو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین ہے نماز حائض کی
مگر ساتھ چادر کے روایت کی یہ ابو داود اور ترمذی نے اور حسن کہا اوسکو اور حاکم نے او صحیح کیا اوسکو اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین **ص**
پانچوین قبلے کی طرف مونہہ کرنا چھٹے نیت کرنا **ف** دلیل اول کی یہ ہے فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ یعنی پھیر دو مونہہ اپنے کو طرف
اوسکے یعنی قبلے کے اور دوسرے کی دلیل قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ یعنی ثواب عملون کا ساتھ
نیت کے ہے اور صلوٰۃ خود موضوع ہے حصول ثواب کیواسطے بخلاف وضو کے کہ وہ شرط ہے ایک امر موجب ثواب کا **ص** عورت مرد کی
ناف کے نیچے سے گھٹنون کے نیچے تک ہے **ف** روایت کی دارقطنی نے عطا ابن یسار سے انھون نے ایوب رضی اللہ عنہ سے کہا انھون نے
سنا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت اوپر گھٹنون کے ہے اور اسناد مین اوسکی سوار بن داود ضعیف کیا اوسکو عقیلی نے لیکن
توثیق کی اونکی ابن معین نے اور روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ زانو عورت سے ہے اور اسناد مین اوسکی عقبہ یشکری
ضعیف کیا اونکو ابو حاتم اور دارقطنی نے اور روایت ہے عمرو بن العاص سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناف کے نیچے سے گھٹنے
تک ستر ہے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ ناف ستر مین داخل نہین بخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور
گھٹنا ستر مین ہے بخلاف شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور ران ستر مین ہے مگر امام مالک کے نزدیک اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اَلْفَخِذُ عَوْرَةٌ یعنی ران عورت ہے اور ستر ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ **ص** اور لونڈی کی بھی یہی عورت ہے مگر پیٹ اور
پیٹھ بھی اوسکی عورت ہے اور عورت آزاد کی عورت تمام بدن ہے مگر مونہہ اور دونون ہتھیلیان اور دونون قدم عورت کے عورت مین داخل
نہین **ف** کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ مَّسْتُوْرَةٌ یعنی عورت عورت چھپی ہوئی ہے

اور یہ حدیث ہدایہ میں بھی لوئی ہے کہا شیخ ابن الہمام نے روایت کی ترمذی نے کتاب الرضاع میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت عورت ہے آخر حدیث تک اور لفظ مستورۃ کا اوس میں نہیں ہے کہا ترمذی نے هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ یہ حدیث حسن غریب ہے اور روایت کی ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے مرسلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت بالغہ نہیں چاہیے کہ دکھائی جاوے اوس سے مگر مونہہ اوسکا اور ہاتھ اوسکے بند دست تک اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدم عورت کا عورت ہے اور صحیح یہ ہے کہ عورت نہیں ہے کذا فی الهدایۃ **ص** جو عضو کہ عورت میں داخل ہے اوسکی چوتھائی اگر کھل جاوے نماز جائز نہیں ہوتی جیسے چوتھائی پیٹ یا پنڈلی یا ران یا دبر یا ذکر یا فوطے یا بال عورت کے اور سر الگ عضو ہے اور بال الگ ایک عضو ہے یعنی بال لٹکتے ہوئے جو سر سے جدا ہیں اور فوطے الگ عضو ہیں اور جو شخص کہ پاک کپڑا نہیں رکھتا اور نجاست کا زائل کرنے والا اوسکے پاس نہیں ہے وہ نہیں ناپاک کپڑے سے نماز پڑھ لیوے اور پھر اوسکا اعادہ نکرے اور اگر اوسنے ننگے نماز پڑھی اور چوتھائی کپڑا اوسکا پاک ہے درست نہیں ہوئی اور اگر چوتھائی سے کم پاک ہے افضل یہی ہے کہ ننگے پڑھے اور جو شخص ننگا ہووے نماز اوسکی بیٹھ کے اشارے سے پڑھنا افضل ہے **ف** روایت ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھوں نے ننگا نماز پڑھے بیٹھ کے اشارے سے اور ایسا ہی مروی ہے عطا اور عکرمہ اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے اور روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ صحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار ہوئے کشتی میں ٹوٹ گئی کشتی سو نکلے دریا سے ننگے تو نماز پڑھی انھوں نے بیٹھ کے کہا سبط ابن الجوزی نے روایت کیا اوسکو خلال نے اور نہیں پایا مترجم نے اس حدیث کو کسی کتاب میں جو حدیث کی ہو **ص** اور اگر کھڑے ہو کے پڑھیگا تو درست ہے اور اگر قبلے کی طرف مونہہ کرنے میں کچھ خوف ہے جس طرف مونہہ کریگا نماز درست ہو جاویگی اور اگر قبلہ اوسے معلوم نہیں ہے اور کوئی ایسا نہیں جس سے پوچھے سوچ کے پڑھ لیوے تو اگر بعد نماز کے معلوم ہووے کہ اس طرف قبلہ تھا نماز کو پھر نہ پڑھے اور اگر نماز کے اندر قبلہ اوسکو معلوم ہو گیا یا رائے اوسکی بدل گئی نماز ہی میں پھر جاوے اور نماز کو تمام کرے **ف** اسواسطے کہ مسجد قبا کے لوگوں کو نماز میں خبر قبلہ بدلنے کی پہونچی اور وہ عین نماز میں اوس طرف کو پھر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اچھا جانا **ص** اگر اندھیری رات میں ایک قوم نے نماز پڑھی اور ہر ایک نے اپنے سوچ کے موافق قبلے کی طرف مونہہ کیا اور امام کا حال کوئی نہیں جانتا کہ اوسکا مونہہ کدھر ہے لیکن یہ جانتے ہیں کہ امام اونکے پیچھے نہیں اونکی نماز جائز ہوگی تو اگر کسینے جانا کہ امام کا مونہہ اس طرف ہے اور پھر اپنا مونہہ اور طرف کیا یا اوسنے جانا کہ امام اوسکے پیچھے ہے اور پھر وہیں کھڑا رہا تو نماز اوسکی جائز نہوگی **ف** روایت ہے عامر بن ربیعہ سے کہ تھے ہم سفر میں ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اندھیری رات میں سو ہمنے نجانا کہ کس طرف قبلہ ہے تو ہر شخص نے ہم میں سے نماز پڑھی جدھر اوسکی عقل میں آیا تو جب صبح ہوئی سو ہمنے بیان کیا اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تب یہ آیت نازل ہوئی فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی جدھر تم مونہہ کرو اوسی جانب کو مونہہ اسکا ہے اور ضعیف کیا اوسکو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اور بہت لوگوں نے اور روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ تھے ہم سفر میں سو ابر تھا نہایت تو سوچا ہمنے قبلے کو تب نماز پڑھی ہر شخص نے ہم میں سے علیحدہ اور ہر شخص ہم میں سے خط کر لیتا تھا اپنے آگے جب صبح ہوئی تو ہمنے نماز پڑھی تھی غیر قبلے کی طرف سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کہ جائز ہوئی نماز تمھاری ضعیف کیا اسکو دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ یکایک لوگ پڑھ رہے تھے نماز صبح کی کہ ایک شخص نے خبر دی کہ رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا اور حکم ہوا کہ مونہہ کریں طرف کعبے کے اور مونہہ تھا اونکا شام کی طرف تو مونہہ پھیر لیا اونھوں نے طرف کعبہ شریف کے روایت کیا اسکو بخاری

رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم نے ص نماز فرض ہین فرض کا معین کرنا نیت مین شرط ہی اور زبان سے کہنا اور دل مین نیت کرنا افضل ہی اور نیت نفل اور سنت تراویح مین مطلق نیت کافی ہی اور مقتدی کو نیت اپنی نماز کی اور امام کے اقتدا کی کرنا چاہیے

باب نماز کی صفت کے بیان مین

فرض نماز کے اندر سات ہین پہلے اللہ اکبر کہنا نماز کے شروع مین ف کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ اور رب اپنے کی تو تکبیر کر اور حدیث مین آیا ہی مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ یعنی کلید نماز کی طہارت ہی اور تحریم اوسکی تکبیر ہی یعنی جب تکبیر کہے تو جو افعال منافی صلوۃ ہین وہ سب حرام ہو گئے اور اسی سبب سے اوسکو تحریمہ کہتے ہین اور تحلیل اوسکی تسلیم ہی یعنی جو چیزین حرام ہو گئی تھین وہ اب سب سلام سے حلال ہو جاوینگی روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور ابی داود نے اور حسن کہا اوسکو نووی نے ص اور اوسکو تکبیر تحریمہ کہتے ہین اور ہاتھ اوٹھانا اوس مین سنت ہی دوسرے کھڑا ہونا یعنی قیام کرنا ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ ○ یعنی کھڑے ہو واسطے اللہ کے ساکت اور چپ یا خشوع وخضوع سے ص تیسرے قرأت یعنی پڑھنا قرآن کا ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی پڑھو تم جو آسان ہو قرآن سے ص چوتھے رکوع پانچوین سجدہ ماتھے اور ناک سے اور فقط ناک سے بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہی لیکن صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک درست نہین اور اسی پر فتوی ہی ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے اِرْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا رکوع کرو اور سجدہ کرو ص چھٹے اخیر کا قعود یعنی بیٹھنا آخر نماز مین ف کیونکہ روایت مین ابو داود کی ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب سکھایا تھا اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد کہ جب کہا تو نے یہ اور ادا کیا تو نے یہ سو تو ادا کر چکا نماز کو اپنی اگر چاہے تو کھڑا ہو اور اگر چاہے بیٹھ تو بیٹھ اور روایت دارقطنی مین ہی اِذَا فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ جملہ حدیث مین داخل نہین بلکہ کلام ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہی اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اِتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلٰی اَنَّهَا مُدْرَجَةٌ یعنی اتفاق کیا حفاظ نے اس بات پر کہ یہ جملہ مدرج ہی یعنی حدیث مین داخل نہین اور کہا شیخ ابن الہمام نے اوسکے جواب مین وَالْحَقُّ اَنَّ غَايَةَ الْاِدْرَاجِ هُنَا اَنْ تَصِيْرَ مَوْقُوْفَةً وَلِلْمَوْقُوْفِ فِيْ مِثْلِهٖ حُكْمُ الرَّفْعِ یعنی حق یہ ہی کہ غایت ادراج یہ ہی کہ یہ حدیث موقوف ہو گئی اور موقوف اسکے مثل حکم رفع مین ہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ پھر اختلاف ہی قعود کے اندازے مین لیکن صحیح یہ ہی کہ مقدار تشہد کے یعنی عبدہ ورسولہ تک اور اسی کو اختیار کیا ہی کافی مین اور فتح القدیر مین ص ساتوین اپنے کام سے نماز سے باہر آنا اور واجبات نماز کے گیارہ ہین پہلے فاتحہ کا پڑھنا دوسرے سورت ملانا تیسرے رعایت ترتیب کی اون کامون مین جو نماز مین مکرر آتے ہین تو تکبیر تحریمہ اور قعدۂ اخیرہ مین رعایت ترتیب کی فرض ہی چوتھے قعدۂ اولی یعنی جو بعد دو رکعتون کے چار رکعتی نماز مین بیٹھتے ہین پانچوین تشہد دونون قعدون مین اور ذخیرے مین لکھا ہی کہ پہلا قعدہ سنت ہی اور اخیر کا قعدہ واجب ہی اور ہدایہ مین لکھا ہی کہ تشہد کا پڑھنا پہلے قعدے مین سنت ہی اور دوسرے قعدے مین واجب ہی لیکن صاحب غایہ کا مذہب یہی ہی کہ دونون قعدون مین تشہد پڑھنا واجب ہی چھٹے لفظ اسلام کا کہنا اور امام شافعی رح کے نزدیک یہ فرض ہی ف اور دلیلین دونون مذہب کی اوپر گذرین امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ

یعنی تحلیل نماز کی تسلیم ہی اور ہمارے دلیل حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہی جو اوپر گذری ف ساتوین تیسرین تھا قنوت پڑھنا
آٹھوین دونون عیدون کی تکبیرین کہنا نوین قرارت کا متعین کرنا پہلی دو رکعتون مین دسوین ٹھہر ٹھہر کے سب ارکان ادا کرنا اور
اسکو تعدیل ارکان کہتے ہین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ فرض ہی اور اسی طرح ٹھہرنا
رکوع اور سجدے مین اور دونون سجدون کے بیچ مین گیارھوین پکار کے پڑھنا یعنی جہر کرنا جسمین پکار کے پڑھا جاتا ہی اور سرّ یعنی آہستہ
سے پڑھنا جسمین آہستہ پڑھا جاتا ہی اور سوا ان واجبات اور فرائض کے سب چیزین نماز مین سنت ہین یا مستحب اور جب نماز مین شروع کرے
دونون ہاتھ اوٹھاوے یہانتک کہ دونون کانون کی لو تک اور انگوٹھے سے کان کی لو چھوئے اور پھر تکبیر کہے یعنی اللہ اکبر ف اور نیت ہی
یعنی ہاتھون کا اوٹھانا کیونکہ مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر اور اس عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ تکبیر بعد رفع یدین کے ہی
وَهُوَ الصَّحِيحُ وَالْمُفْتٰى بِهٖ اور اسی کی مؤید ہو وہ جو روایت کی نسائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اوٹھاتے تھے ہاتھ کانون تک پھر تکبیر کہتے تھے اور لفظ ثمّ کا اس حدیث مین دلالت کرتا ہی اوپر تراخی کے بنا بر قواعد نحو کے اور امام شافعی
رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہاتھون کو کانون تک اوٹھاوے بدلیل اسکے جو روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے
کہ مین خوب جانتا ہون نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا مینے اونکو جب تکبیر کہتے تھے اوٹھاتے تھے ہاتھ کاندھون تک اور جب
رکوع کرتے تھے رکھتے تھے دونون ہاتھ اپنے گھٹنون پر پھر پیٹھ کو جھکاتے تھے اور جب اوٹھاتے تھے سر اپنا خوب سیدھے ہو جاتے تھے
یہانتک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آجاتی تھی پھر جب سجدہ کرتے تھے رکھتے تھے ہاتھون کو نہ بچھا کر اور نہ کھینچ کے اور پیر کی انگلیون کا
رخ قبلے کی طرف تھا اور جب بیٹھتے دو رکعتون کے بعد بیٹھتے بائین پیر پر اور کھڑا کیا سیدھے پیر کو اور جب بیٹھتے اخیر رکعت مین آگے کیا بائین
پیر کو اور کھڑا کیا دوسرے کو اور بیٹھتے اور ضعیف کیا اوسکو طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح پر کہ یہ حدیث مروی ہوئی محمد سے دوسرے طریق سے
اور اوسمین محمد اور ابو حمید مین واسطہ ایک شخص کا ہی اور نام اوسکا مذکور نہین اور اس روایت مین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی واسطہ مذکور نہین
اور یہ رجال مجہول ہی اور یہی راجح ہی کیونکہ سن محمد کا نہین احتمال رکھتا ہی اسقدر اور نہین ثابت کرتا ہی کوئی سماع محمد کا مگر عبد الحمید اور عبد الحمید
وہ ضعیف ہی اور ایک روایت مین ہی کہ محمد بن عمرو حاضر ہوا ابو حمید اور ابو قتادہ پاس حال آنکہ وفات کی ابو قتادہ نے قبل اسکے قتل کیے گئے تھے
ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اور نماز پڑھی اوسپر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور مشہور یہی اور نہین ہی متصل حدیث یہ کلام طحاوی کا ہی اور
عبد الحمید وہ جعفر بیٹا حکم انصاری کا ضعیف کیا اوسکو یحیی القطان اور ثوری نے اور توثیق کی اوسکی یحیی بن معین وغیرہ نے اور محمد کا سماع
ساتھ ابی حمید اور ابی قتادہ کے ثابت کیا اوسکو حافظ عبد الغنی نے اور اگر بالفرض صحت کو بھی یہ حدیث پہنچی تو معارض ہی اوسکی جو مروی ہی
صحیحین مین مالک بن الحویرث سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے اوٹھاتے اپنے دونون ہاتھون کو یہانتک کہ برابر
کرتے اونکو دونون کانون کے اور ایسے ہی روایت ہی وائل سے صحیح مسلم مین تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھاتے تھے دونون ہاتھون کو
کانون تک اور روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے مثل اسکے طحاوی نے اور اسناد مین اسکی مؤمل بن اسمٰعیل ہی اور یزید بن ابی زیاد اور ضعیف کیا گیا مؤمل بن اسمٰعیل
مؤمل کہ جاتی رہین کتابین اوسکی سو بیان کرنے لگے حدیثین حفظ اور یاد سے تب بہت ہوئین خطائین اونکی اور یزید ضعیف کیا اوسکو علی اور
یحیی اور ابن المبارک اور ابو حاتم رازی نے اور بخاری اور نسائی نے اور کہا ابن حبان نے کہ تھا سچا مگر یہ کہ جب وہ بڑا ہوا تو بگڑ گیا حفظ
اوسکا اور واقع ہوئین منکر حدیثین اوسکی تو جس نے اوس سے قبل تغیر کے سنا تو سننا اوسکا صحیح ہی اور روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے

بیہقی نے مثل حدیث مالک بن الحویرث کے کہا ابو الفرج نے اسناد اوسکی صحیح ہی اور ایک طرح سے معارضہ باقی نہین رہا کہ جس حدیث مین ہی
کہ حضرت ہاتھ اوٹھاتے تھے کاندھون تک مراد یہ ہی کہ ہاتھ کاندھون تک اور انگوٹھے لو تک کان کی ایسی ہی تاویل کی امام شافعی رحمۃ اللہ
علیہ نے واللہ اعلم **ص** اور انگلیون کو نہ بہت ملاوے اور نہ بہت کشادہ رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے اور عورت دونون
مونڈھون تک اوٹھاوے اور اللہ اکبر ساتھ مد الف اللہ کے اور اللہ اکبر ساتھ ملانے الف کے درمیان مین اور سے کے نہ کہے اور اگر بجائے
تکبیر کے اللہ اجل یا اللہ اعظم یا الرحمن اکبر یا لا الہ الا اللہ کہے درست ہوجاویگا اور فارسی یا ہندی یا اور کسی زبان
مین اگر تکبیر کہے مثلا یہ کہے اللہ بزرگ ترست یا اللہ بزرگ ہی یا قرأت فارسی مین یا اور کسی زبان مین عذر سے پڑھے یا جانور
ذبح کرنے کے وقت فارسی وغیرہ مین بسم اللہ کہے تو درست ہی اور اگر دعا کے الفاظ کہے جیسے اللھم اغفرلی ای خدا بخش دے
مجکو تو درست نہین **ف** اور طعن اس باب مین جیسا ہی جواب مسک الانوار وغیرہ کتب اصول مین مذکور ہی **ص** اور داہنا ہاتھ بائین پر
رکھنا ناف کے نیچے اور قنوت اور نماز جنازہ مین بھی ہاتھ باندھے اور بعد رکوع کے جب کھڑا ہو اور عیدین کی تکبیرون مین چھوڑ دے اور
ہاتھ نہ باندھے **ف** اور امام مالک کے نزدیک سب نمازون مین چھوڑ دے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سینے پر باندھے
جیسے ہمارے مذہب مین عورت سینے پر باندھتی ہی دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ ہی جو امام الحدیث ابوبکر بن خزیمہ نے اپنے مسند
مین روایت کی ساتھ سند صحیح کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونون ہاتھ اوپر سینے کے اور روایت کی احمد نے قبیصہ
بن ہلب سے اونھون نے اپنے باپ سے کہ دیکھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھتے تھے ہاتھون اپنے کو سینے پر اور نماز مین ہاتھ باندھنے کی
حدیثین چند صحیح بخاری مین مروی ہین جنسے حجت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر قائم ہوتی ہی اور کہا شیخ ابن الہمام نے ذیل قول صاحب ہدایہ
مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت سے ہی یہ بات یعنی رکھنا داہنے ہاتھ کا اوپر بائین کے نیچے ناف کے کہ یہ حدیث مرفوعہ نہین معلوم
ہوئی ہان حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہی کہ سنت سے ہی رکھنا ایک کف کا اوپر دوسرے کف کے نیچے ناف کے روایت کیا اسکو ابو داود
نے اور احمد اور دارقطنی اور رزین اور بیہقی نے اور اسناد مین اوسکی عبدالرحمن بن اسحق کوفی ضعیف ہین ضعیف کیا اونکو احمد وغیرہ نے
اور اس ضعف سے ضعف حدیث کا لازم نہین آتا کیونکہ ابو حنیفہ مقدم ہین اوسپر اور کہا بعض جہلا نے کہ نہین ہی کوئی حدیث مرفوع
صحیح اس باب مین واسطے حنفیہ کے اور یہ بات غلط ہی کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین حدثنا وکیع عن موسی
بن عمیر عن علقمة بن وائل بن حجر عن ابيه رضي الله عنه قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم
وضع يمينه على شماله تحت السرة یعنی روایت ہی وائل بن حجر سے کہ دیکھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھتے
تھے ہاتھ داہنا اپنا اوپر بائین کے نیچے ناف کے کہا بعض علما نے وهذا حديث صحيح من حيث السند لان
فيه رجاله كلهم سوى الصحابي ثقات هم یعنی یہ حدیث صحیح ہی اسواسطے کہ جتنے راوی ہین اوسمین صحابی کو چھوڑ کر
سب ثقہ ہین اور صحابی کو چھوڑ کر اسواسطے کہا کہ صحابی سب ثقہ ہین کسی مین احتمال کذب کا نہین لیکن ثقہ ہونا وکیع کا تو کہا حافظ ابن
حجر نے تہذیب التہذیب مین کہ وکیع بیٹا جراح بیٹا ملیح رواسی کا کنیت اونکی ابو سفیان ہی روایت کی اونھون نے اپنے باپ سے اور اسمعیل
بن ابی خالد اور ایمن بن نابل اور ابن عون وغیرہم سے اور روایت کی اونسے اونکے بیٹون نے سفیان اور ملیح اور عبید نے اور شیخ نے اونکے
سفیان ثوری نے اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن ابی شیبہ دونون بھائیون نے اور ابو خیثمہ اور حمیدی نے کہا احمد بن حنبل نے نہین دیکھا مینے حافظ علم کا زیادہ

وکیع سے اور کہا احمد بن حنبل نے کہ تھے وکیع مطبوع الحفظ اور کہا احمد نے کہ تھے امام مسلمانوں کے اپنے وقت میں اور کہا ابن معین نے میں نے کسی کو نہیں دیکھا
افضل وکیع سے تو کہا گیا کہ کیا ابن المبارک کو بھی نہیں تو کہا ہاں ابن المبارک کو بھی فضل تھا لیکن نہیں دیکھا میں نے افضل وکیع سے کہ مستقبل قبلہ
اور حفظ کرتے تھے حدیث کو اور قیام کرتے تھے رات کو اور روزہ رکھتے تھے دن کو اور فتوی دیتے تھے قول امام ابو حنیفہ پر اور دوسرے راوی
موسیٰ بن عمیر عنبری تمیمی کوفی کہا یحیی بن معین اور ابو حاتم نے اور محمد بن عبد اللہ بن نمیر اور خطیب اور عجلی اور دولابی نے کہ وہ ثقہ ہیں اور موسیٰ بن عمیر
کہا ابو زرعہ نے لا باس بہ یعنی نہیں حرج ہے ساتھ اوسکے اور نسائی میں اوسکی ایک حدیث ہے صلوۃ میں اور لیکن علقمہ تو کہا ذہبی نے علقمہ
میزان الاعتدال میں کہ علقمہ صدوق ہیں اور کہا حافظ ابن حجر نے تہذیب میں ذکر کیا اوسکا ابن حبان نے ثقات میں اور ذکر کیا اوسکو
ابن سعد نے طبقہ ثالثہ میں اہل کوفہ سے اور کہا کَانَ ثِقَةً قَلِيْلَ الْحَدِيْثِ یعنی تھا ثقہ تھوڑی حدیث والا اور کہا شیخ قاسم
قطلوبغا حنفی نے تخریج احادیث الاختیار کے بعد نقل کرنے اس حدیث کے مصنف ابن ابی شیبہ سے کہ یہ سند جید ہے وکیع ہیں احد الاعلام اور
موسیٰ بن عمیر توثیق کی اوسکی ابو حاتم نے اور روایت کی اوس سے نسائی اور علقمہ سے اخراج کیا اوسنے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رفع الیدین
میں اور مسلم نے اپنی صحیح میں اور رجال داعلموں میں اور ثقہ کہا اوسکو ابن حبان نے اور یہ شاہد ہے اوس حدیث علی رضی اللہ عنہ کا جس میں ہے جو کلام کر
اوس شیخ نے جسنے کہا کہ یہی دلیل ہے حنفیہ کا اس مسئلے میں وَاللّٰهُ اَعْلَمُ **ص** بعد تحریمہ کے ہاتھ باندھ کے ثنا پڑھے وہ یہ ہے
سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اور توجیہ یعنی اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ
لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ نہ پڑھے **ف** اور امام ابی یوسف کے نزدیک
پڑھے دلیل انکی حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے طویل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے یہ آیت اور روایت جابر رضی اللہ عنہ کی کہ تھے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع کرتے نماز کو کہتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ
وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ روایت کیا اسکو بیہقی نے اسی طرح پر کہا صاحب ہدایہ نے
دلیل ہماری حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع کرتے تھے نماز تکبیر کہتے تھے اور فرماتے تھے سُبْحَانَكَ
اللّٰهُمَّ آخر تک اور نہیں زیادہ کرتے تھے اسپر کہا صاحب فتح القدیر نے روایت کی بیہقی نے انس اور عائشہ اور ابو سعید خدری اور
جابر اور عمر بن مسعود رضی اللہ عنہم سے اس مضمون کو مرفوعا مگر حدیث عمر بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وقف کیا اوسکو اوپر عمر کے اور رفع کیا اوسکو
دارقطنی نے عمر رضی اللہ عنہ سے پھر کہا محفوظ ہے کہ یہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جہر کرتے تھے
ساتھ ان کلمات کے انتہی اور روایت کیا اوسکو ابو داود اور ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ضعیف کیا ان دونوں نے اوسکو لیکن صحیح کیا
اوسکو محدث فیروزآبادی نے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عثمان رضی اللہ عنہ سے اونکے قول سے اور روایت کیا اوسکو سعید بن
منصور نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول سے اور سنن ابی داود میں ہے ابو سعید سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اوٹھتے
رات کو تکبیر کہتے پھر فرماتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ تین بار پھر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تین بار پھر کہتے اَللّٰهُ اَكْبَرُ تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰهِ
السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ پھر قرات کرتے تھے اور اخراج کیا اسکا ترمذی
نسائی ابن ماجہ نے کہا ترمذی نے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث ہے اس باب میں اور تحقیق کلام کیا گیا اسناد میں اسکی تھے علی بن علی
یحیی بن سعید کلام کرتے تھے علی بن علی رفاعی میں اور کہا احمد نے کہ نہیں صحیح ہے یہ حدیث اور توثیق کی علی بن علی کی وکیع اور ابن معین اور ابو زرعہ

ابلکہ محدثین نے اور جب ثابت ہوا فعل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قراءت ثنا ...
کہ یہی اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور یہی اخیر حالت کا فعل تھا ... رضی اللہ عنہ ... اور ...
دعا ہیں اور دعا ہی ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا وَتَوَاتَرَ مِنَ الْكُلِّ لِأَنَّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَعَ
ذٰلِكَ لَمْ يَقُلْ بِسُنِّيَّتِهِ عَيْنًا أَحَدٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ یعنی صحیح ہو کل روایتوں سے اسواسطے کہ اتفاق کیا
ہے بخاری و مسلم نے اور باوجود اسکے نہیں کہا کسی نے ساتھ سنیت خاص سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کے تو اگر وہ دعا اسکے بعد پڑھے
کچھ حرج نہیں او جائز ہی فقط اور وہ جو روایت ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محمول ہی اوپر نوافل کے ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ نے
اور مؤید ہی اسکی وہ جو مروی ہی صحیح ابی عوانہ اور سنن نسائی میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے نماز نفل کو کہتے تھے
اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ آخر تک بخلاف سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کے کہ وہ ثابت ہی فرائض میں ص اور بعد ثنا کے
تعوذ یعنی أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ کہے ف کیونکہ فرمایا اللہ جل جلالہ و عم نوالہ نے وَإِذَا قَرَأْتَ
الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ یعنی جب پڑھے تو قرآن کو تو پناہ لے جا طرف اللہ کے مراد یہ ہی کہ شیطان سے پناہ مانگے کہ وہ حارج نہو
قراءت قرآن میں ص اور مقتدی تعوذ نہ پڑھے اور مسبوق پڑھے تو تعوذ تابع قراءت کا ہی نہ تابع ثنا کا سو جو شخص قراءت
کرے وہ تعوذ بھی پڑھے اور جو شخص قراءت نہ کرے تعوذ بھی نہ پڑھے اور تکبیرات عیدین کے بعد تعوذ پڑھے اور بعد اوسکے
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہے اور فاتحہ اور سورت کے بیچ میں نہ پڑھے اور ثنا اور تعوذ اور تسمیہ آہستہ کہے اور امام شافعی کے
نزدیک تسمیہ کو بلند پڑھے اور بہت سی حدیثیں صحیح وارد ہوئیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے راشدین قراءت
کو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے شروع کرتے تھے ف تو اس سے معلوم ہوا کہ ثنا اور تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھتے ہونگے
اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہی سبب قول ابن مسعود کے چار ہیں کہ آہستہ کہے اونکو امام اور ذکر کیا اونمیں تعوذ اور تسمیہ اور آمین کو روایت کیا اوسکو
ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور روایت کی ابی وائل سے انھوں نے عبداللہ سے کہ وہ تھے آہستہ کہتے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو
اور صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان اور نسائی میں ہی نعیم مجمر سے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سو پڑھی انھوں نے
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پھر پڑھی فاتحہ یہاں تک کہ پہنچے وَلَا الضَّآلِّيْنَ پھر کہی آمین پھر سلام پھیر کے کہا قسم ہی
اوس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہی تحقیق کہ میری نماز مشابہ تر ہی ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا ابن خزیمہ
نے نہیں شک ہی اوسکی صحت میں اہل معرفت کے نزدیک اور یہ حدیث مستلزم جہر کو نہیں کیونکہ جائز ہی سننا نعیم کا باوجود آہستہ
پڑھنے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کیونکہ جب تک مبالغہ نکرے اخفا میں تب تک سنائی دیتا ہی خصوصاً پاس والے مقتدی کو
اور صحیح ہی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے تھے بسم اللہ کا کہا حاکم نے صحیح ہی بغیر علت
کے اور صحیح کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا ترمذی نے نہیں ہی اسناد اوسکی قوی اور ضعیف کیا اوسکو اکثر محدثین نے
اور کہا بعض حفاظ نے نہیں ہی کوئی حدیث صحیح جہر میں مگر اوسکی سناد میں گفتگو ہی اور اسی سبب سے صاحب مسانید اربعہ اور
امام احمد نے احادیث جہریہ کو اخراج نہیں کیا باوجود اشتمال اونکے کے احادیث ضعیفہ پر کہا امام العلما رئیس المحدثین شیخ تقی الدین
ابن تیمیہ نے اور روایت کی ہمنے دارقطنی سے کہ نہیں صحیح ہوئی حضرت سے جہر میں کوئی حدیث اور مروی ہی دارقطنی سے

کو تصنیف کی اوسنے ایک کتاب مصر مین بیچ جہر بسم اللہ کے اور ارادہ کیا بعض مالکیہ نے کہ جدا کرین اوس سے صحیح ضعیف سے سو کہا
کہ نہین صحیح ہوئی جہر مین کوئی حدیث اور کہا حازمی نے کہ احادیث جہر کی اگرچہ بکثرت ماثور ہین لیکن کوئی حدیث خالی ضعف سے نہین اور
روایت کی امام طحاوی نے جہر کو قرارت اعراب کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نہین جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بسم اللہ کا یہان تک کہ وفات کی اور یہ معارض ہی اوس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے جو جہر مین گذری تو وہ محمول ہی اوسپر واقع ہونے
اوسکے کے کبھی کبھی اور صریح موجب حمل ہی روایت مسلم کی انس رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور
عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے پس نہ سنا مینے کسیکو اونمین سے کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اس سے مراد نفی قرارت نہین ہی بلکہ نفی جہر ہی
بدلیل دوسری روایت کے کہ نہین جہر کرتے تھے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی نے ساتھ اسناد صحیح کے
اور بھی روایت ہی اونہین سے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کے پس سب اخفا کرتے تھے
بسم اللہ کا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ایک لفظ مین ہی کہ جہر کرتے تھے ساتھ بسم اللہ کے اور روایت کی طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے
کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر کرتے تھے ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اور یہی
تابعین تھے اور وہی مذہب ہی سفیان ثوری اور ابن المبارک کا اور کہا ابن عبدالبر اور ابن منذر نے کہ یہی ہی قول ابن مسعود اور
ابن الزبیر اور عمار بن یاسر اور عبداللہ بن مغفل اور حاکم اور حسن بن ابی الحسن اور شعبی اور نخعی اور اوزاعی اور عبداللہ بن المبارک اور
قتادہ اور عمر بن عبدالعزیز اور اعمش اور زہری اور مجاہد اور حماد اور ابی عبید اور احمد بن اسحق کا اور روایت کی امام ابوحنیفہ نے طریف بن شہاب
ابی سفیان سعدی سے انہوں نے یزید بن عبداللہ بن مغفل سے انہوں نے اپنے باپ سے تحقیق کہ انہوں نے نماز پڑھی پیچھے امام کے سو جہر کیا اوسنے بسم اللہ کا
سو پکارا عبداللہ بن مغفل نے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے سو کسیکو مینے
جہر کرتے نہین سنا اور کہا انہوں نے اپنے بیٹے سے ای بنی محدثہ یعنی یہ جہر کرنا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا محدث اور بدعت ہی **ص** اور بعد تسمیہ
کے فاتحہ اور سورت پڑھے **ف** اور فاتحہ پڑھنا ہمارے مذہب مین رکن نماز یعنی فرض نہین اوسیطرح سورت اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
فاتحہ فرض اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونون فرض ہین دلیل امام مالک کی ہی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طویل آخر حدیث یہ ہی کہ
نہین ہی نماز مگر ساتھ الحمد کے اور ایک سورت کے کہا شیخ ابن الہمام نے روایت کیا اوسکو ترمذی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اوسکو
ابن ماجہ نے اور اختصار کیا اسپر لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ آخر تک اور سکوت کیا اوس سے ترمذی نے اور وہ ضعیف ہی ساتھ ابو سفیان سعدی
طریف بن شہاب کے اور اوسی سے روایت کی ابوحنیفہ نے مسند مین اور نقل کی گئی ابن معین اور نسائی سے تضعیف اوسکی اور تلیین کی اوسکی — طریف بن شہاب
ابن عدی نے اور کہا کہ روایت کی اوس سے ثقات نے لیکن وہ لاتا ہی متون مین ایسی چیز کہ نہین لاتا کوئی اوسکو سوا اوسکے اور اسانید اوسکی
مستقیم ہین اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے ابی نضرہ سے کہ نہین ہی نماز مگر ساتھ ام القرآن یعنی فاتحہ کے
اور ساتھ اوسکے بغیر اور سورت کے اور اسناد مین اوسکی اسمٰعیل بن عیاش ضعیف ہی اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور ہماری مؤید ہی وہ جو — اسمٰعیل بن عیاش
روایت ہی معجم اوسط مین طبرانی کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حکم کیا مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ندا کرون مدینے مین کہ نہین ہی
نماز مگر ساتھ قرارت کے اگرچہ فاتحہ ہو اور روایت کیا اوسکو ابوحنیفہ رح نے اور حارثی نے مسند مین اور ابن عدی نے لیکن ابوحنیفہ کے
طریق مین ضعف ہی اور طبرانی کی اسناد مین حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہی اور دلیل ہماری قول اللہ تعالیٰ کا ہی فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ — حجاج بن ارطاۃ

یعنی پڑھو جو آسان ہو قرآن میں سے اور یہ خبر واحد ہی اور خبر واحد سے زیادتی کتاب اللہ پر نہیں جائز ہی مگر واجب العمل ہی تو کہا ہمنے ساتھ وجوب فاتحہ اور سورت کے اور دلیل امام شافعیؒ کی یہی جو روایت کی بخاری و مسلم نے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ یعنی نہیں ہی نماز مگر ساتھ فاتحۃ الکتاب کے اور تقدیر اوسکی یہ کی ہی کہ نہیں ہی کمال نماز کا مگر فاتحۃ الکتاب سے جیسے دوسری حدیث مین فرمایا ہی کہ اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَھْدَ لَہٗ یعنی نہیں ہی ایمان اوس شخص کا جسکو امانت مین اور نہین دین ہی اوسکا جسکا عہد سالم نہین تو مراد اس سے نفی ایمان و دین بالکلیہ نہین ہی بلکہ کمال ایمان او دین مین یہ چیزین باعث خلل کی ہین وَاللّٰہُ اَعْلَمُ فقط ص اور بعد وَلَا الضَّآلِّیْن کے آہستہ آہستہ آمین کہے امام اور مقتدی بھی جہری نماز مین آہستہ سے آمین کہے ف اور دلیل اوسکی وہ ہی جو اوپر حدیث ابن مسعود کی ذکر کی اور روایت کی احمد اور ابو یعلی اور طبرانی اور دار قطنی اور حاکم نے مستدرک مین شعبہ سے انھون نے سلمہ بن کہیل سے انھون نے حجر عنبس سے انھون نے علقمہ بن وائل سے انھون نے اپنے باپ سے کہ نماز پڑھی انھون نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو جب پونہچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ پر کہی آمین آہستہ سے اور روایت کیا اوسکو ابو داود اور ترمذی و غیرہما نے سفیان سے انھون نے سلمہ بن کہیل سے انھون نے حجر بن عنبس سے انھون نے وائل بن حجر سے اور اوسمین ہی کہ بلند کیا انھون نے آواز اپنی کو ساتھ آمین کے تو مخالفت کی اسمین سفیان نے شعبہ کی کئی طرح پر اول یہ کہ پہلی روایت مین حجر عنبس ہی اور اسمین حجر بن عنبس اور اسمین علقمہ مذکور نہین اور کہا ترمذی نے علل کبیر مین کہ پوچھا مینے بخاری سے کہ کیا علقمہ نے سنا ہی اپنے باپ سے تو کہا بخاری نے کہ پیدا ہوا علقمہ بعد مرنے اپنے باپ کے چھ مہینے بعد اور یہ انقطاع مسلم نہین کیونکہ روایت کی مسلم نے علقمہ کی روایت کو اپنے باپ سے کہا شیخ ابن الہمامؒ اور ترجیح دی دار قطنی نے روایت سفیان کو اور بیہقی وغیرہ نے بھی اس حدیث کو شعبہ سے بمضمون رفع روایت کیا ہی اور اسی سبب سے صاحب ہدایہ نے اس حدیث سے عدول کر کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کیا اور مؤید رفع کی ہی جو ابن ماجہ مین ہی کہ تھے علیہ السلام جب آمین کہتے تھے گونج جاتی تھی مسجد اور مین کہتا ہون کہ معارض ہی اس حدیث کی بعینہ وہ جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے اس اسناد سے حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ ثنا سُفْیَانُ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ کُھَیْلٍ عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَأَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِھَا صَوْتَہٗ یعنی کہی آمین اور آہستہ کہی اور یہ بعینہ وہی اسناد ہی جسمین رفع صوت بآمین مذکور ہی تو دو حدیثین مخالف ہوئین اوس ایک حدیث کی تو صحیح یہی ہوگا کہ آہستہ سے آمین کہے ص بعد اوسکے تکبیر کہے اور رکوع کرے جھکے اور دونون ہاتھ رکوع مین دونون زانو پر رکھے اور اونگلیون کو کشادہ رکھے ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے انس رضی اللہ عنہ کے بیچ حدیث طویل کے اور آخر اوسکا یہ ہی کہ ای بیٹے میرے جب تو رکوع کرے سو رکھ کفون اپنے کو اوپر دونون زانو اپنے کے اور کشادہ رکھ اونگلیون کو اور اوٹھائے رکھ دونون ہاتھ کو دونون پہلو سے روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم اوسط مین اور تطبیق یدین کی منسوخ ہی اور وہ یہ ہی کہ دونون ہاتھون کو ملا کے دونون ران مین رکھ لے بدلیل اسکے جو مروی ہی صحیحین مین مصعب بن سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ نماز پڑھی مینے اپنے باپ کے ساتھ تو تطبیق کی مینے سو کہا میرے باپ نے کہ ہم اسکو پہلے کرتے تھے ایسا پھر منع کیے گئے اور حکم ہوا کہ رکھین دونون ہاتھون کو اوپر زانو دون کے ص اور پیٹھ کو برابر کرے اور سر کو بھی پیٹھ کے برابر رکھے ف کیونکہ روایت کی ابن ماجہ نے وابصہ بن معبد سے کہا کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ

نماز پڑھتے تھے سو جب رکوع کرتے تھے برابر رکھتے تھے پیٹھ کو یہان تک کہ اگر ڈالا جاتا اوسپر پانی البتہ ٹھہر جاتا اور روایت کی ابو العباس
محمد بن اسحٰق سراج نے اپنے مسند مین براء سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے پھیلاتے پیٹھ اپنی کو اور جب
سجدہ کرتے تو مونہہ کرتے اونگلیون کا طرف قبلے کے اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس سے اور ابی برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث
وابصہ کے اور سر کو بھی پیٹھ کے برابر کرے بدلیل اسکے جو روایت کی ترمذی نے حدیث ابی حمید سے کہ نہ جھکاوے سر اپنے کو اور نہ اوٹھاوے
اوسکو اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اور اخراج کیا مسلم نے حدیث طویل مین عایشہ سے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع
کرتے نہ سر اوٹھاتے تھے اور نہ جھکاتے تھے ص اور تین مرتبہ یا زیادہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہے اور اس سے کم نہ کرے ف
کیونکہ روایت کی ابو داود اور ترمذی نے اور ابن ماجہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب رکوع کرے کوئی تم مین سے سو کہے تین بار سُبْحَانَ
رَبِّيَ الْعَظِيمِ اور یہ ادنی درجہ اوسکا ہی اور جب سجدہ کرے تو کہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى تین بار اور یہ ادنی درجہ اوسکا ہی اور یہ حدیث
منقطع ہی کیونکہ عون نے نہین پایا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ص بعد اوسکے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتا ہوا سر کو اوٹھاوے اور امام فقط یہی کہے
اور مقتدی فقط رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہے اور جو اکیلا ہو وہ دونون کو کہے ف اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ
فقط کہے اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ نہ کہے اور صاحبین کے نزدیک دونون کہے اور ربنا لک الحمد آہستہ کہے کیونکہ روایت کی ابو ہریرہ نے کہ تھے آنحضرت
جب کھڑے ہوتے تھے طرف نماز کے تکبیر کہتے تھے یہان تک کہ کھڑے ہوتے تھے پھر کہتے تھے سمع اللہ لمن حمدہ جس وقت اوٹھاتے تھے سر
رکوع سے پھر کہتے تھے اور وہ کھڑے ہی ہوتے تھے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ آخر حدیث تک اور امام ابو حنیفہ کی دلیل صاحب ہدایہ نے یون بیان
کی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہے امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہو رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اور یہ خطاب واسطے مقتدیون کے ہی
اور یہ رد ہوا اوس مذہب پر کہ مقتدی بھی دونون کلمے کہے اور یہی قول ہی امام شافعی صاحب کا ص تو جب سیدھا کھڑا ہووے تکبیر کہے
اور سجدے مین جاوے ف اور تکبیر تو اسواسطے کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے وقت جھکنے اور اوٹھنے کے اور لیکن
سیدھا کھڑا ہونا تو فرض نہین ہی اور اسی طرح دونون سجدے کے بیچ مین جلسہ کرنا اور ٹھہرنا رکوع و سجود مین اور یہ قول طرفین کا ہی اور
ابو یوسف کا مذہب یہ ہی کہ یہ چیزین فرض ہین اور وہ ہی قول امام شافعی کا اور دلیل اونکی یہ ہی کہ فرمایا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے اعرابی کے جب اوسنے جلدی کی تھی نماز مین کہ پڑھ نماز بتحقیق کہ تو نے نہین پڑھی نماز تو معلوم ہوا کہ تعدیل ارکان فرض ہی اور
طرفین کی دلیل یہ ہی کہ رکوع لغت مین مطلق جھکنے کا اور سجدہ پشت خم ہونے کا نام ہی تو فرضیت ساتھ ادنی درجے کے بھی ادا ہو جاویگی
اور اسی طرح ایک رکن سے دوسرے رکن کو جاتے مین اگر جلدی ہوگی کیونکہ وہ مقصود نہین اور رد دوسری یہ کہ اور روایت مین آنحضرت نے اوس
اعرابی سے ارشاد فرمایا کہ جو تو نے کم کیا اس سے جو بیان کیا مینے تو تو نے کم کیا اپنی نماز سے روایت کیا اس زیادت کو ابو داود اور ترمذی اور
نسائی نے ابو داود نے تو ابو ہریرہ سے اور ترمذی نے رفاعہ بن رافع سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کر چکا تو یہ تو تمام ہوئی
نماز تیری اور اگر تو نے اوسمین سے کم کیا کم کیا تو نے اپنی نماز سے اور کہا یہ حدیث حسن ہی اور مؤید ہی اسکی وہ جو روایت کی اصحاب سنن اربعہ
اور دار قطنی اور بیہقی نے ابن مسعود سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جائز ہوتی ہی وہ نماز کہ نہ قائم ہو اوسمین پیٹھ مصلی کی رکوع اور سجود مین
اور ایسے نمازی کو آپ نے دوسری حدیث مین چور ارشاد فرمایا تو حتی المقدور لازم ہی کہ اس امر سے احتراز کرے کہ مورد وعید شدید ہووے
اور [illegible] نماز [illegible] خشوع سے پڑھے ص پہلے دونون زانو زمین پر رکھے پھر دونون ہاتھ برابر دونون کانون کے

بعد اوسکے مونہہ کو دو کف کے بیچ میں **ف** کیونکہ روایت ہی مسند ابو یعلی میں ابی اسحق سے کہا کہ وصف کیا واسطے ہمارے
براء بن عازب نے سجدے کو پس سجدہ کیا اور اعتماد کیا اوپر دونوں کف کے اور اوٹھایا سرین کو اور کہا کہ اسی طرح کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اور وہ جو حدیث صاحب ہدایہ نے وائل سے نقل کی ہی پائی نہیں گئی اور کہا شیخ ابن الہمام نے کونہ من حدیث وائل
غریب یعنی ہونا اوسکا حدیث وائل سے غریب ہی اور صحیح مسلم میں ہی حدیث وائل سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سجدہ کیا
رکھا مونہہ اپنا دونوں کف کے بیچ میں اور جب ایسا ہوا تو ہاتھ مقابل کان کے ہونگے تو اب معارض ہوگا اوسکے جو صحیح بخاری میں ہی
حدیث ابی حمید سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونوں ہاتھ برابر کاندھوں کے اور اس مقام میں روایت مسلم کی مقدم ہی بخاری پر
اس وجہ سے کہ سند بخاری میں فلیح بن سلیمان اگرچہ راجح یہی ہی کہ وہ ثقہ ہی لیکن کلام کیا گیا ہی اوسمین ضعیف کیا اوسکو نسائی اور ابن معین
اور ابو حاتم اور ابو داود اور یحیی القطان اور ساجی نے اور روایت کی اسحق بن راہویہ نے مسند میں اَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَاصِمِ
بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ اس اسناد سے کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھے دونوں ہاتھ
مقابل کانوں کے اور یہ اسناد صحیح ہی اور روایت کی عبد الرزاق نے مصنف میں اَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ اوسی اسناد سے اور لفظ اوسکا یہ ہی
وَكَانَتْ يَدَاهُ حِذَاءَ اُذُنَيْهِ اور تھے ہاتھ آپکے مقابل کانوں کے اور روایت کی طحاوی نے حفص بن غیاث سے انھون نے
حجاج سے انھون نے ابی اسحق سے کہا کہ پوچھا مینے براء بن عازب سے کہ کہاں رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی اپنی سجدے میں جب نماز
پڑھتے تھے کہا کہ درمیان دونوں کف کے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور سجدہ کرے ناک اور پیشانی دونوں پر کیونکہ روایت کی ابو داود اور نسائی نے اور
عبارت اونھین کی ہی اور ترمذی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے جماتے تھے ناک اور پیشانی اپنی کو اور الگ رکھتے تھے
دونوں ہاتھوں کو دونوں پہلو سے اور رکھتے تھے کف کو برابر کاندھوں کے اور روایت ابو یعلی میں ہی ابو حمید سے کہ پھر سجدہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے سو جمایا ناک کو اور پیشانی کو زمین پر اور اگر ایک پر اقتصار کیا امام صاحب کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک نہین جائز ہی مگر عذر سے
اور یہی روایت ہی امام ابو حنیفہ سے کیونکہ روایت کی صحاح ستہ والون نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گیا
مین کہ سجدہ کرون سات اعضا پر چہرہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور کنارے قدموں کے اور روایت کی مانند اسکے بزار نے اور روایت کی ہی
سعد اور ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے یہ حدیث اور رکھنا دونوں ہاتھوں اور زانون کا سنت ہی نزدیک ہمارے اور لیکن رکھنا
قدموں کا سو کہا ہی قدوری مین کہ وہ فرض ہی سجدے مین كَذَا فِي الْمُلْتَقِطِ اور اونگلیاں ملی ہوئی رکھے اور دونوں بازو کو پسلی سے
جدا رکھے اور پیٹ کو رانوں سے اور اونگلیاں دونوں پیر کی قبلے کی طرف کرے اور تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہے یا زیادہ اور اگر
پگڑی کے پیچ پر یا فاضل کپڑے پر یا اوس چیز پر جسکا حجم ہی سجدہ کیا اگر پیشانی قرار پکڑتی ہی تو جائز ہی ورنہ درست نہین **ف** کیونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے اوپر پیچ عمامے کے روایت کی ابو نعیم نے حدیث ابن عباس سے حلیہ میں بیچ ذکر ترجمہ ابراہیم بن ادہم
رحمۃ اللہ علیہ کے حَدَّثَنَا اَبُوْ يَعْلَى الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّبَيْدِيُّ حَدَّثَنَا اَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسَى الْحَافِظُ
الصُّوْفِيُّ الْبَغْدَادِيُّ ثنا احمد ثنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الدِّمَشْقِيُّ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ فَيْرُوْزَ الْمِصْرِيُّ
ثنا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ ثنا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَدْهَمَ عَنْ اَبِيْهِ اَدْهَمَ بْنِ مَنْصُوْرٍ الْعِجْلِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْجُدُ عَلٰى كَوْرِ عِمَامَتِهٖ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ابراہیم بن ادہم

سجدہ کرتے تھے اوپر کور عمامے کے یعنی پیچ عمامے کے اور ابراہیم بن ادہم بڑے زاہد عالم مشہور ثقہ ہین قَالَ النَّسَائِیُّ ثِقَةٌ مَامُوْنٌ اَحَدُ الزُّهَّادِ وَقَالَ الْبُخَارِیُّ مَاتَ سَنَةَ اِثْنَتَيْنِ وَسِتِّيْنَ وَمِائَةٍ کہا نسائی نے ثقہ امون ہین ایک ہین زاہدون مین سے کہا بخاری نے مرے سنہ باسٹھ اور سو ہجری مین اور روایت کی طبرانی نے اوسط مین عبداللہ بن ابی اوفی سے کہا کہ دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے اوپر پیچ عمامے کے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین حدیث عمرو بن شمر سے انہون نے

جابر جعفی

جابر جعفی سے اوسنے عبدالرحمن بن سابط سے انہون نے جابر سے کہا کہ دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے اوپر پیچ عمامے کے اور ضعیف ہی عمرو بن شمر اور جابر جعفی کذاب وضاع ہی کہا شیخ ابن حجر عسقلانی نے شِيْعِيٌّ كَذَّابٌ یعنی رافضی ہی غالی کذاب ہی اور کہا ترمذی نے ضَعِيْفٌ جِدًّا یعنی ضعیف ہی نہایت اور کہا بعضون نے مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ ترک کردی گئی ہی حدیث اوسکی اور روایت کیا اوسکو حافظ ابو القاسم تمام بن محمد رازی نے فوائد مین حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثنا اَبُوْ بَكْرٍ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ حُصَيْنٍ الطَّرْطُوْسِيُّ ثنا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ ثنا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْجُدُ عَلٰى كَوْرِ الْعِمَامَةِ کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے اوپر پیچ عمامے کے اور اخراج کیا اوسکا بیہقی نے سنن مین ہشام سے انہون نے حسن سے کہا کہ تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کرتے تھے اور ہاتھ اونکے اونکے کپڑون مین تھے اور کرتا تھا سجدہ ہر آدمی اوپر پیچ عمامے کے اور ذکر کیا اوسکو بخاری نے صحیح مین تعلیقا اور کہا کہ کہا حسن نے تھی قوم کہ سجدہ کرتی اوپر عمامے اور ٹوپی کے اور دونون ہاتھ اونکے آستینون مین ہوتے تھے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ثنا شَرِيْكٌ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ يَتَّقِيْ بِفُضُوْلِهٖ حَرَّ الْاَرْضِ وَبَرْدَهَا یعنی تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز بیچ ایک کپڑے کے بچاتے تھے اوسکے فضول سے گرمی کو زمین کی اور سردی کو اوسکی اور اسی حدیث کو صاحب ہدایہ نے ذکر کیا ہی اور روایت کیا اوسکو احمد اور اسحق بن راہویہ اور ابو یعلی اور طبرانی اور ابن عدی نے کامل مین اور

حسین بن عبداللہ

ضعیف کیا اوسکو حسین بن عبداللہ کے سبب سے اور دوسرے یہ کہ شریک اوسکی اسناد مین قاضی کوفے کا ضعیف ہی کہا ترمذی نے وَشَرِيْكٌ كَثِيْرُ الْغَلَطِ یعنی شریک بہت غلطی کرتا ہی اور توثیق کی اوسکی بہت لوگون نے اور اوسکے معنی مین ہی وہ جو روایت کی چھ عالمون نے انس سے کہ تھے ہم نماز پڑھتے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شدت گرمی مین اور جب نہ طاقت رکھتا تھا کوئی ہم مین کہ رکھے منہ اپنا اوپر زمین کے بچھاتا تھا کپڑا اپنا زمین پر اور اوسی پر سجدہ کرتا تھا اور سجدہ مین چاہیے کہ اپنے دونون مونڈھون کو ظاہر کرے کیونکہ حدیث مین آیا ہی بروایت ابن حبان مرفوعا وَجَافِ عَنْ ضَبْعَيْكَ اور کشادہ رکھ دونون بازو اپنے اور روایت کی عبدالرزاق نے ابن عمر سے کہا کہ خبر دی ہمکو سفیان نے انہون نے آدم بن علی بکری سے کہا کہ دیکھا مجکو ابن عمر نے اور مین نماز پڑھتا تھا اور ہاتھ کو اپنے زمین سے جدا نکرتا تھا سو کہا کہ اے بیٹے بھائی میرے کے نہ بیٹھ جانورون کا سا بیٹھنا اور اعتماد کر اپنے دونون کف پر اور ظاہر کر بازوون اپنے کو کیونکہ جب تو یہ کریگا سجدہ کریگا ہر عضو تیرے اور جدا رکھے پیٹ کو دونون رانون سے کہ حدیث مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ رکھتے تھے اسقدر کہ اگر بکری کا بچہ چاہے تو اوسمین سے نکل جاوے روایت کیا اوسکو مسلم اور حاکم اور طبرانی وغیرہم نے اور جب صف مین ہو تو چاہیے کہ اتنا ہاتھ کو کشادہ نکرے کہ پاس والے کو اذیت ہووے اور موہنہ انگلیون کا طرف قبلے کے کرے کیونکہ روایت کی بخاری نے حدیث ابی حمید سے کہ ہون مین احفظ

واسطے نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جب سجدہ کرتے تھے نہ بہت انگلیون کو پھیلاتے تھے اور نہ بہت تنگ کرتے تھے بلکہ اوسط
ویچ مین رکھتے تھے اور منہ کرتے تھے انگلیون کا طرف قبلے کے اور ہر ایسے مین ہی کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب سجدہ
کرتا ہے مومن سجدہ کرتا ہی ہر عضو اوسکا پس چاہیے کہ مونہہ کرے اپنے اعضا کا طرف قبلے کے حتی المقدور اور اس حدیث پر بلفظ مین اطلاع
نہین ہوا اور تسبیح جو رکوع و سجود مین کہی جاتی ہی اگر تین سے زیادہ کہے تو لازم ہے کہ طاق کہے مثلا پانچ یا سات یا نو اسی طرح کیونکہ
حدیث مین آیا ہی کان یحب الوتر یعنی ختم کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح کو ساتھ وتر کے کہا صاحب فتح القدیر نے غریب ہی واللہ
سبحانہ اعلم یعنی یہ حدیث غریب ہے اور اللہ سبحانہ جانتا ہے ص اگر آدمیون کے ہجوم کے سبب سے ایک شخص نے دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کیا اگر
وہ بہی وہی نماز پڑھتا ہی تو درست ہی اور اگر نماز نہین پڑھتا یا پڑھتا ہی مگر وہ نماز جو سجدہ کرنے والا پڑھتا ہی نہین پڑھتا تو سجدہ اوسکا درست
نہوویگا اور عورت پیٹ کو ران سے ملائے اور بعد سجدے کے پھر سر اوٹھانے اور تکبیر کہے اور اطمینان سے بیٹھے اور پھر تکبیر کہے اور سجدہ کرے
ٹھہرکے ف کیونکہ حضرت نے حدیث اعرابی مین ارشاد فرمایا پھر اوٹھا سر اپنا یہان تک کہ بیٹھے تو سیدھا اور اگر سیدھا نہ بیٹھا اور
دوسرا سجدہ کر لیا امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہوگا اور محمد کے نزدیک اعادہ لازم رفع مین اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ اگر سجدے کی طرف
قریب ہو ویگا نہین جائز ہوگا کیونکہ وہ شمار سجدے مین ہی اور اگر بیٹھنے کی طرف قریب ہی جائز ہوگا اسواسطے کہ وہ شمار کیا جاویگا جلس
ص دوسرے سجدے تکبیر کہے اور اوٹھاوے سر پھر ہاتھ پھر زانو اور سیدھا کھڑا ہووے بغیر تکیے کے اور دونون سجدے سے سر اوٹھا کے پھر زمین پر
نہ بیٹھے بلکہ فورا کھڑا ہو جاتا اور امام شافعی کے نزدیک بیٹھے اور اوسکو جلسہ استراحت کہتے ہین ف اور دلیل امام شافعی
کی وہ ہی جو روایت ہی مالک بن الحویرث سے کہ انھون نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ نماز کے کہ جب اوٹھتے تھے دونون سجدے سے
نہین اوٹھتے تھے جب تک بیٹھ نہ جاتے تھے سیدھے اور جواب اسکا یہ ہی کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ضعیفی مین تھا واللائمۃ موضوع
استراحت کے واسطے نہین اور دلیل اوسپر یہ ہی جو روایت کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ جب اوٹھتے تھے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نماز مین اوٹھتے تھے اوپر کنارے قدمون کے اخراج کیا اسکا ترمذی نے خالد بن الیاس سے انھون نے صالح مولی توامہ سے انھون نے
ابی ہریرہ سے اور کہا ترمذی نے اسی پر ہی عمل اکثر اہل علم کا اور خالد بن ایاس کا اور کہا جاتا ہی ابن ایاس ضعیف ہی نزدیک محدثین کے اور ابن معین سے
تضعیف کیا اوسکو ابن عدی نے لیکن کہا کہ لکھی جاویگی حدیث اوسکی باوجود ضعف اوسکے کے کہا یحیی القطان نے اور حبس سے تعلیل کی ہی
خالد مین ہو جبہ وہی صالح مین اور رو اختلاط ہی تو کچھ وجہ تخصیص خالد کی نہین اور قول ترمذی کا کہ اسپر عمل ہے اہل علم کا مقتضی ہی اوسکی
قوت اصل کو اگرچہ یہ خاص طریق ضعیف ہو اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے کہ وہ اوٹھتے تھے نماز مین اوپر کنارے قدمون کے اور نہین
بیٹھتے تھے اور مانند اسکے حضرت علی سے اور اسیطرح ابن عمر اور ابن الزبیر اور عمر سے اور روایت کی شعبی سے کہ تھے عمر اور علی رضی
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوٹھتے تھے نماز مین اوپر کنارے قدمون کے اور روایت کی نعمان بن ابی عیاش سے کہ پایا مینے
بہت لوگون کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو جب کوئی سر اوٹھاتا تھا سجدہ ثانیہ مین پہلی رکعت یا دوسری رکعت مین تو
اوٹھتا تھا جیسا وہ ہوتا تھا یعنی پھر بیٹھتا نہ تھا اور اخراج کیا اسکا بیہقی نے عبدالرحمن بن یزید سے کہ انھون نے دیکھا ابن مسعود کو مثل اسکے
جو گذرا اور روایت کیا اس عمل کو عبدالرزاق نے ابن مسعود سے اور ابن عباس اور ابن عمر سے تو جب اتنے صحابہ کثیر سے یہ عمل مروی ہوا کہ سب
اوٹھتے تھے اوپر کنارے قدمون کے اور نہین بیٹھتے تھے تو عمل اوسپر واجب ہوگا ض اور دوسری رکعت بھی اسیطرح ہی مگر تعوذ

اور ثنا اوسمین نہ پڑھے اور ہاتھ نہ اوٹھاوے ف یعنی ہاتھ نہ اوٹھاوے مگر تکبیر اولی مین اور تکبیر اولی تو پہلی ہی رکعت مین سوتی ہی بخلاف امام شافعی کے کہ اونکے نزدیک ہاتھ اوٹھانا وقت رکوع کے اور رکوع سے قیام کے وقت سنت ہی تو ہر رکعت مین اونکے نزدیک رفع یدین ہی اور اس مسئلے مین بہت تفصیل ہی سب بیان نہین کرسکتا ورنہ کتاب ایک دفتر ہوجاویگی کچھ بطور اختصار کے موافق تحریر صاحب فتح القدیر کے بیان کیا جاتا ہی اول تو روایت کی طبرانی نے ابن ابی لیلی سے انھون نے حکم سے انھون نے مقسم سے انھون نے ابن عباس سے انھون نے حضرت علیہ السلام سے کہ نہین اوٹھائے جاوین ہاتھ مگر سات جگہہ مین جسوقت کہ شروع کرے نماز اور جسوقت داخل ہو مسجد حرام مین سو نظر کرے طرف خانہ کعبہ کے اور جسوقت کھڑا ہو مروے پر اور جسوقت کھڑا ہو ساتھ لوگون کے رات عرفے کو اور مزدلفے مین دو مقام مین اور جسوقت رمی کرے جمرے کی اور ذکر کیا اوسکا بخاری نے معلقا کتاب مفرد مین بیان رفع یدین مین اور کہا وکیع نے ابن ابی لیلی سے انھون نے حکم سے انھون نے مقسم سے انھون نے ابن عباس سے انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہ اوٹھائے جاوین ہاتھ مگر سات جگہہ مین جسوقت شروع کرنے نماز کے اور استقبال کعبہ کے اور صفا اور مروہ پر اور عرفات مین اور مزدلفے مین اور دو مقام مین اور نزدیک جمرتین کے اور کہا شعبہ نے نہین سنا حکم نے مقسم سے مگر چار حدیثین اور یہ نہین ہی اونمین سے تو یہ مرسل ہی اور غیر محفوظ اور کہا کہ وہم کیا اصحابون ہمارے نے مخالف کیا اس حدیث کو ساتھ رفع کے تکبیرات عیدین مین اور تکبیر قنوت مین اور کہا شیخ تقی الدین نے امام مین اعتراض کیا گیا اس حدیث پر کئی طریقون سے ایک تو یہ کہ ابن ابی لیلی متفرد ہوا اور متروک ہی احتجاج اوس سے اور دوسرے یہ کہ وکیع نے وقف کیا اوسکو اوپر ابن عباس اور ابن عمر کے کہا حکیم نے اور وکیع اثبت ہی سب سے جنھون نے روایت کیا اوسکو ابن ابی لیلی سے تیسرے یہ کہ روایت کی بہت سے تابعین نے اسانید صحیحہ سے ابن عمر اور ابن عباس سے کہ وہ ہاتھ اوٹھاتے تھے وقت رکوع کے اور بعد قیام کے رکوع سے اور تحقیق کہ اسناد کیا اون دونون نے اسکو طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے یہ کہ سب روایتون مین تُرْفَعُ الْاَیْدِیْ ہی یعنی ہاتھ اوٹھائے جاوینگے اور یہ اس بات پر دلالت نہین کرتا کہ سوا ان سات جگہہ کے اور جگہہ نہ اوٹھایا جاویگا نہ لَا تُرْفَعُ الْاَیْدِیْ اِلَّا فِیْھَا جو دلالت کرتا ہی حصر رفع یدین پر ان مواطن سبعہ مین دوسرے یہ کہ محال ہی کہ لا ترفع الایدی ہو کیونکہ احادیث صحیحہ دال ہین اس رفع پر اور بہت سی احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ سوا انکے مین بھی حضرت نے ہاتھ اوٹھایا مانند استسقا وغیرہ کے یہ کلام ہی شیخ تقی الدین ابن دقیق العید کا اور دیا اس یہ کہ حصر مراد نہین تو جب سوا ان سات مقام کے اور کسی جگہہ رفع ثابت ہوگا عمل اوسکے اوپر کرنا پڑیگا اور تحقیق کہ رفع یدین اس جگہہ مین ثابت ہوا اور وہ یہ ہی جسکا اخراج کیا علماے ستہ نے زہری سے انھون نے سالم سے انھون نے اپنے باپ سے عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے طرف نماز کے اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ برابر کندھون کے پھر تکبیر کہتے سو جب ارادہ رکوع کا کرتے پھر ہاتھ اوٹھاتے اور جب سر اوٹھاتے رکوع سے ایسا ہی کرتے اور جب سر اپنا سجدے سے اوٹھاتے تھے تب نہین ہاتھ اوٹھاتے تھے اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ جواب اوسکا معارضہ ہی ساتھ اوسکے جو روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داود نے وکیع سے انھون نے سفیان ثوری سے انھون نے عاصم بن کلیب سے انھون نے عبد الرحمن بن اسود سے انھون نے علقمہ سے کہا کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے کیا نہ پڑھون مین ساتھ تمھارے نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سو نماز پڑھی اور نہ اوٹھائے ہاتھ مگر اول بار پھر نہ اعادہ کیا کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہی اور اخراج کیا اوسکا نسائی نے ابن المبارک سے انھون نے سفیان سے اور جو منقول ہی ابن المبارک سے کہا کہ نہین ثابت ہوئی نزدیک میرے حدیث ابن مسعود کی سو کچھ ضرر نہین کرتا جب کہ یہ طریقہ ثابت ہوجاوے اور وہ جو بعض علما نے کہا ہی کہ عاصم بن کلیب ضعیف ہی غیر مقبول ہی کیونکہ توثیق کی اوسکی ابن معین نے

اور اخراج کیا اوس سے مسلم نے ایک حدیث اور وہ جو کہا بعض لوگون نے کہ نہین سنا عبد الرحمن نے علقمہ سے باطل ہے اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے کتاب الثقات مین اور کہا کہ انتقال کیا اوسنے سنہ ثمانون مین اور سن اوسکا سن ہے ابراہیم نخعی کا تو کیا چیز مانع ہے سماع اوسکے سے اور حال آنکہ اتفاق ہے سماع ابراہیم نخعی پر علقمہ سے اور تصریح کی خطیب نے کتاب المتفق والمفترق مین بیچ بیان ترجمہ عبد الرحمن کے کہ اوسنے سنا ہے علقمہ سے اور بعضون نے جو کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن زیادت ثم لا یعود کی منکر ہے نقل کیا گیا ہے دار قطنی اور محمد بن نصر مروزی سے اور ابن القطان سے کہ یہ ایک گمان ہے کہ گمان کیا انھون نے اور اسیواسطے نسبت کی اسکی بہت لوگون نے طرف وہم سفیان ثوری کے مانند بخاری کے کتاب رفع الیدین مین اور کہا ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ خطا ہے کہا جاتا ہے کہ وہم کیا اوس مین سفیان ثوری نے اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ جب روایت کی انھون نے چند روایتین بغیر زیادت کے گمان کیا اسکو خطا اور حال آنکہ سفیان ثقہ ضابط کی مقبول ہے اور خصوصا جب کہ اوسپر متابعت بھی کی ہو متابعت کی اوسکی ابن المبارک نے جو پہلے بیان کیا جسکو روایت نسائی نے اور اخراج کیا دار قطنی اور ابن عدی نے محمد بن جابر سے انھون نے حماد بن ابی سلیمان سے انھون نے ابراہیم سے انھون نے علقمہ سے انھون نے عبد اللہ سے کہا کہ نماز پڑھی مینے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر و عمر کے سو نہ اوٹھایا انھون نے ہاتھون اپنے کو مگر وقت شروع کرنے نماز کے اور اعتراض کیا دار قطنی نے ساتھ اس بات کے کہ ثواب ابراہیم کا مرسل کرنا ہے اس حدیث کو اوپر ابن مسعود کے اور یہ رفع بسبب ضعف محمد بن جابر کے ہے لیکن توثیق کی اوسکی ابن عدی نے اور روایت کی اوس سے اکابر محدثین نے مثل ایوب اور ابن عون اور ہشام بن حسان اور ثوری اور شعبہ اور ابن عیینہ وغیرہم کے اور مؤید ہے صحت اس روایت کی کہ جمع ہوئے ابو حنیفہ اور اوزاعی سو کہا اوزاعی نے کیا حال ہے تمھارا کہ نہین ہاتھ اوٹھاتے ہو تم وقت رکوع کے اور وقت قیام کے رکوع سے کہا ابو حنیفہ نے حدثنا حماد عن ابراھیم عن علقمۃ والاسود عن عبد اللہ بن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یرفع یدیہ الا عند افتتاح الصلوۃ ثم لا یعود بشیء من ذلک یعنی نہین اوٹھاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ مگر وقت شروع کرنے نماز کے پھر نہین اعادہ کرتے تھے اسکا تو کہا اوزاعی نے کہ مین حدیث بیان کرتا ہون تمسے زہری کی انھون نے سالم سے انھون نے اپنے باپ سے رفع یدین مین اور تم کہتے ہو کہ حدثنی حماد عن ابراھیم سو کہا ابو حنیفہ نے کہ حماد افقہ ہے زہری سے اور ابراہیم افقہ ہے سالم سے اور علقمہ نہین ہے کم فقہ مین ابن عمر سے اور اگرچہ واسطے ابن عمر کے صحبت ہے تو واسطے اونکے تو آ صحبت کا ہے اور اسود کیواسطے نہایت فضل ہے اور عبد اللہ بن مسعود برابر نہین عبد اللہ بن عمر کے تو ترجیح دی امام ابو حنیفہ نے ساتھ فقہ رواۃ کے جیسا کہ ترجیح دی اوزاعی نے ساتھ علو اسناد کے اور وہی مذہب ہے منصور نزدیک ہمارے اور روایت کی طحاوی نے پھر ابن ابی شیبہ نے حدیث حسن بن عیاش سے بسند صحیح اسود سے کہا کہ دیکھا مینے عمر بن الخطاب کو کہ اوٹھاتے دونون ہاتھ اپنے بیچ اول تکبیر کے پھر نہ اعادہ کیا کہا اور دیکھا مینے ابراہیم اور شعبی کو کہ کرتے تھے ایسا ہی اور معارضہ کیا اوسکا حاکم نے ساتھ روایت طاوس بن کیسان کے ابن عمر سے انھون نے عمر سے کہ تھے وہ ہاتھ اوٹھاتے بیچ رکوع کے اور وقت اوٹھنے کے رکوع سے اور روایت کی امام طحاوی نے اور ابی بکر بن ابی شیبہ نے انھون نے عاصم بن کلیب سے انھون نے اپنے باپ سے کہ حضرت علی نے اوٹھائے ہاتھ بیچ اول تکبیر کے پھر نہ اعادہ کیا اور وہ جو روایت کی ترمذی نے حضرت علی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جب قائم کرتے نماز کو اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ برابر کندھون کے اور کرتے تھے مثل اوسکے جب کہ ادا کر چکتے تھے قرأت کو اور رکوع کرتے تھے اور کرتے تھے ایسا ہی جبکہ اوٹھتے تھے رکوع سے اور نہین اوٹھاتے تھے ہاتھ کسی وقت مین

نماز مین جب بیٹھے ہوتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تھے سجدون سے تو اوٹھاتے تھے اسی طرح ہر اور صحیح کیا اوسکو ترمذی نے تو یہ حدیث
منسوخ ہی بسبب اتفاق کے نسخ رفع یدین پر وقت سجدہ کے اور جاننا چاہیئے کہ آثار صحابہ اور تابعین کے کثرت سے ہین جدا اور کلام بھی بہت ہے اسمین ہر
طرف سے طحاوی نے اوسکو ثابت کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے یہ ہے جس اور روایت کی ابوحنیفہ نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے کہ ذکر کیے گئے
نزدیک اونکے وائل بن حجر کہ دیکھا انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنے وقت رکوع اور سجدے کے سو کہا
ابراہیم نے کہ اعرابی ہے نہین نماز پڑھی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مگر ایک نماز قبل اس صلوۃ کے اور کیا زیادہ جانتے ہو اسے عبد اللہ سے
اور اصحاب عبد اللہ سے کہ یاد رکھا اوسنے اور نہ یاد رکھا انھون نے اور ایک روایت مین ہے کہ حدیث بیان کی مجھسے بیشمار لوگون نے عبد اللہ
کو اوٹھائے انھون نے ہاتھ فقط وقت ابتدا صلوۃ کے اور بیان کیا اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عبد اللہ عالم ہین ساتھ شرائع اسلام کے
دھونڈھنے والے ہین احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو تمسک کرنا ساتھ قول اوسکے اولی ہے وقت تعارض کے واللہ اعلم اور
حدیثین اس باب مین امام شافعی کی جانب بھی بہت ہین اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ نفس کثرت احادیث حجت نہین ہے بلکہ ثبوت اون روایات کا
حال آنکہ رفع مین بہت سی حدیثین موضوع ہین اور ضعیف ہین جیسا کہ بعض لوگ حدیث حاکم کو لاتے ہین رفع مین حال آنکہ وہ بالاتفاق موضوع
ہی اور طعن کیا بسبب اوسکے اکثر محدثین نے حاکم پر اور بعضون نے اس باب مین اسقدر افراط کیا ہے جسکا بیان نہین ہوسکتا چنانچہ اونمین سے
ایک صاحب سفر السعادۃ نے کہا کہ پار سو آثار اس باب مین مروی ہین حال آنکہ سو بھی کسی حدیث نے بیان نہین کیے بلکہ بخاری نے جو خاص
کتاب رفع یدین مین بنائی ہے اوسمین تو اسکے ربع بھی آثار مذکور نہین جیسا کہ دیکھنے سے ظاہر ہوگا اور بعض جہلا نے اس باب مین اسقدر
اعتبار صاحب سفر السعادۃ کا کیا ہے کہ اگر کوئی اونکو لاکھ بار بھی سمجھاوے تو یقین ہے کہ اپنے وہم خرافی سے باز نہ آوین اور تعصب عناد سے
دور نہ رہین زیادہ تفصیل کی اس کتاب مختصر مین گنجایش نہین عاقل کو ایک اشارہ کافی ہے **ص** اور جب دوسری رکعت کو تمام کرے
بائین پیر کو بچھاکے اوسپر بیٹھے اور داہنے کو کھڑا کرے اور انگلیون کو پیر کی قبلے کی طرف کرے **ف** صحیح مسلم مین حضرت عائشہ رض
سے مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے تھے نماز کو ساتھ تکبیر کے آخر حدیث تک یہان تک کہ کہا بچھاتے تھے بایان پیر اور
کھڑا کرتے تھے داہنے پیر کو اور سنن نسائی مین مروی ہے ابن عمر رض سے انھون نے اپنے باپ سے کہا کہ سنت ہے نماز کی یہ بات کہ کھڑا کرے داہنے قدم کو
اور کرے انگلیون کو طرف قبلے کے اور بیٹھے بائین پیر پر **ص** اور دونون ہاتھون کو دونون رانون کے اوپر رکھے اور انگلیون کو
قبلے کی طرف کشادہ رکھے اور امام شافعی کے نزدیک خنصر اور بنصر کو باندھے اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ کرے اور اشارہ کرے ساتھ
کلمہ کی انگلی سے وقت شہادتین کے چنانچہ ہمارے علماؤن سے بھی ایسا ہی منقول ہے **ف** ایسا ہی مروی ہے حدیث وائل مین کہا
شیخ ابن الہمام نے غریب ہے اور ترمذی مین ہے حدیث وائل سے کہا البتہ دیکھا مینے طرف نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو جب بیٹھے
واسطے تشہد کے بچھایا بائین پیر کو اور رکھا بائین ہاتھ کو اوپر بائین ران کے اور کھڑا کیا داہنے پیر کو اور صحیح مسلم مین ہے تھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے نماز مین رکھتے تھے داہنی کف کو اوپر داہنی ران کے اور بند کر لیتے تھے سب انگلیون کو اور اشارہ کرتے تھے ساتھ
اوس انگلی کے جو نزدیک ہے ابہام کے اور رکھتے تھے بائین کف کو اوپر بائین ران کے کہا شیخ ابن الہمام نے وَلَا شَكَّ اَنَّ وَضْعَ الْكَفِّ
مَعَ قَبْضِ الْاَصَابِعِ لَا يَتَحَقَّقُ حَقِيْقَتُهُ یعنی نہین شک ہے کہ رکھنا کف کا باوجود بند کرنے انگلیون کے نہین ظاہر ہوتی ہے حقیقت
اوسکی یا مراد یہ ہے کہ رکھنا کف کا پھر بند کرنا انگلیون کا وقت اشارے کے اور ایسا ہی مروی ہے امام محمد سے کیفیت اشارہ مین

اور اس مقام پر جو کیدانی میں ہی کہ اونگلی اوٹھانا محرمات میں سے ہی محض غلط ہی اور بہت بڑا اور سخت ہی کہ کہ اہل الحدیث یعنی اگلے اصحاب حدیث جب
جب ایسے لوگ محدثین کی اسقدر بے ادبی کرینگے تو اونکے کلام پر کسی مسلمان کو اعتبار کرنا خلاف روایت ہوگا اور خود صاحب فتح القدیر
نے لکھا ہی وَهُوَ خِلَافُ الدِّرَايَةِ وَالرِّوَايَةِ اور یہ خلاف درایۃ اور روایت کے ہی ص اور تشہد پڑھے حضرت عبد اللہ
بن مسعود کا اور وہ یہ ہی اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور پہلے قعدے میں اس سے زیادہ نہ پڑھے ف مصنف ابن ابی شیبہ میں مروی ہی
حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُرِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ قَالَ اَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِيْ فَقَالَ
اَخَذَ عَبْدُ اللّٰهِ بِيَدِيْ فَقَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِيْ فَعَلَّمَنِي التَّشَهُّدَ اَلتَّحِيَّاتُ
لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ الخ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ بَكْرٍ یعنی کہا قاسم نے کہ پکڑا علقمہ نے ہاتھ میرا
سو کہا کہ پکڑا عبد اللہ نے ہاتھ میرا سو کہا کہ پکڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ میرا سو سکھایا مجکو تشہد التحیات للہ آخر تک اور
روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہا انھوں نے جو زیادہ کرے اوپر تشہد کے بیچ دو پہلی رکعتوں کے تو اوسپر دو سجدے سہو کے ہین
وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ اور اس باب میں مروی ہی عائشہؓ سے اور روایت ہی ابن مسعودؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے
پہلی دو رکعتوں میں تو گویا توے جلتے ہوئے پر ہین یہان تک کہ کھڑے ہوں یعنی بہت جلدی کھڑے ہوتے تھے اور کم بیٹھتے تھے اوسی
روایت کی مصنف میں ابو بکرؓ سے بسند صحیح اور روایت کی علماے ستہ نے ابن مسعودؓ سے کہ سکھایا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد
اور ہاتھ میرا آپکے کف میں تھے جیسا کہ سکھاتے ہین مجکو کوئی سورت قرآن کی سو کہا جب بیٹھے کوئی تم میں سے واسطے نماز کے سو کہے
اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ آخر تک اور روایت نسائی میں ہی جب بیٹھو تم دو رکعتوں کے بعد اور ایک وجہ صحت اس تشہد کی یہ ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود کا ہاتھ پکڑ کے بتاکید تمام تعلیم کیا اگرچہ مطلق تعلیم حدیث ابن عباس میں بھی ہی
ایک وجہ صحیح کی یہ ہی کہ ائمہ ستہ نے اوسپر اتفاق کیا لفظاً و معنیً اور یہ نہایت غریب ہی او تشہد ابن عباس کا شمار کیا گیا ہی افراد مسلم سے
اگرچہ اخراج کیا اوسکا سواے بخاری کے اور محدثین نے اور اعلی درجات صحیح میں اونکے نزدیک وہ ہی جسپر اتفاق کیا ہو بخاری و مسلم نے تو کیا جسپر
اتفاق کیا ہو ائمہ ستہ نے اور اسیواسطے اجماع کیا علما نے کہ حدیث ابن مسعود کی صحیح تر ہی حدیثون کی اس باب میں اور کہا ترمذی نے کہ صحیح تر
حدیثون کی تشہد میں حدیث ابن مسعود ہی اور عمل ہی اوسپر اکثر صحابہ کا پھر اخراج کیا خصیف سے کہا کہ دیکھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
خواب میں سو پوچھا مینے آپسے کہ آدمیون نے اختلاف کیا تشہد میں سو فرمایا آپنے کہ لازم پکڑ تو تشہد ابن مسعود کا اور موافق ہوئے ابن مسعود
کے معاویہ جیسا کہ روایت کی اونسے طبرانی نے کہ تھے وہ سکھاتے تشہد کو اوپر منبر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اَلتَّحِيَّاتُ
لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ آخر تک مثل تشہد ابن مسعود کے اور عائشہؓ بھی بیہقی میں ہی کہ کہا انھوں نے یہ تشہد ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سو کہا
اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ آخر تک کہا نووی نے اِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ یعنی اسناد اوسکا جید ہی اور بھی موافق ہوئے اونکے سلمانؓ روایت کی
طبرانی اور بزار نے ابی راشد سے کہا کہ پوچھا مینے سلمانؓ سے تشہد کو کہا سکھاتا ہون مین تجکو جیسا سکھایا مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
تب بیان کیا اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پکڑا ہاتھ میرا حماد بن سلیمان نے اور پکڑا ہاتھ اونکا ابراہیم نے اور پکڑا ہاتھ اونکا

علقمہ نے اور کہا علقمہ نے کہ پکڑا ہاتھ میرا عبد اللہ بن مسعود نے اور سکھایا مجھکو تشہد اور کہا عبد اللہ نے پکڑا ہاتھ میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
اور سکھایا مجھکو تشہد جیسا کہ سکھاتے ہین کوئی آیت قرآن سے اور متابع ہوا اسکے روایت ابن ابی شیبہ کی جو اوپر ہے بیان کی اور
بیل امام شافعی کی حدیث ابن عباس ہے اور اسمین تشہد یہ ہے اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ
سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ سَلَامٌ عَلَيْنَا آخر تک اور روایت کی امام احمد نے
ابن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا اونکو تشہد سو تھے جب اٹھتے تھے بیچ نماز مین یا آخر نماز مین پڑھتے تھے
اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ [illegible] عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ تک پھر اگر ہوتا یہ قعدہ بیچ نماز کا اوٹھتے تھے جب فراغت ہوجاتی تھی تشہد سے اور اگر
آخر کا قعدہ ہوتا تھا پڑھتے تھے بعد تشہد کے جو چاہتے تھے اور دعا مانگتے تھے پھر سلام پھیرتے تھے اور [illegible] مذکور ہین
[illegible] ص اور اخیر کی دو رکعتون مین فقط فاتحہ پڑھے اور یہ افضل ہے ف بسبب حدیث ابی قتادہ کے صحیحین مین آنحضرت
[illegible] کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ دو رکعتون پہلی کے ظہر اور عصر کے فاتحہ اور دو سورتین اور [illegible] رکعتون
[illegible] اخیر کی [illegible] فقط فاتحہ [illegible] طول کیا کرتے تھے رکعت اولی [illegible] مین طول کرتے تھے رکعت ثانیہ مین اور [illegible] ظہر اور عصر مذکور ہین اور
[illegible] مسند [illegible] جابر بن عبد اللہ انصاری کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ پہلی دو رکعتون کے فاتحۃ الکتاب اور
[illegible] قراءت کی بیچ نماز کے
[illegible] فاتحہ اور سورت [illegible] فاتحۃ الکتاب ص اور اگر تسبیح کرے یا چپ کھڑا رہے تو درست ہے
[illegible] امام شافعی کے نزدیک [illegible] مین سرین پر بیٹھے اور پیر دونون داہنی طرف نکال دیوے
[illegible] اسطرح بیٹھے ف جیسا کہ اوپر مروی ہوئی حدیث وائل اور عائشہ کی اور وہ جو مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بیٹھتے تھے اسیطرح پر جو امام شافعی کے نزدیک ہے ضعیف کیا اوسکو طحاوی نے اور کلام کیا اوسمین بیہقی نے اور بیان کیا ضعف اوسکا
شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے ص اور بعد تشہد کے درود پڑھے اور دعا مانگے جو قرآن کے مشابہ ہے یا ماثور کی نہ آدمیون کی باتون سے
تو ایسی چیز [illegible] جو آدمیون سے خاص مانگتے ہین ف اور درود پڑھنا ہمارے نزدیک فرض نہین ہے اور امام شافعی کے نزدیک
درود اور تشہد دونون پڑھنا فرض ہین اور دلیل ہماری یہ ہے کہ کہا ابن مسعود نے جب کہہ چکے تو یعنی تشہد یا کر چکے تو تو تمام ہوگئی نماز تیری
اگر چاہے تو کھڑا اوٹھے تو اوٹھ اور اگر چاہے بیٹھے تو بیٹھ اور صاحب ہدایہ نے اسکو کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ہے اور اوپر گذر چکا کہ
وہ [illegible] ہے لیکن ایسا [illegible] مانند مرفوع کے ہے اور کہا قاضی عیاض نے اور جو کہا امام شافعی نے کہ جسنے درود نہ پڑھا تو نماز اوسکی فاسد ہے اور
نہین حجت ہے اونکی اس قول مین اور نہ کوئی حدیث کہ متابعت کی ہو اوسکی اور تشنیع کی اونپر اس باب مین ایک جماعت نے اونمین سے ہین طبری اور
قشیری اور خلاف کیا اونکا اونکے اہل مذہب مین سے خطابی نے اور کہا کہ نہین جانتا مین اونکے لیے اس باب مین کوئی دلیل اور تشہدات جو مروی
ہین ابن مسعود اور ابن عباس اور ابی ہریرہ اور جابر اور ابو سعید اور ابو موسی اور ابن الزبیر سے نہین مذکور ہے اوسمین یہ اور وہ جو مروی ہے
آنحضرت علیہ السلام سے نہین ہے نماز اوسکی جسنے نہ درود بھیجا اوپر میرے ضعیف کیا اوسکو سب اہل حدیث نے اور اگر بالفرض صحیح ہووے تو معنی اوسکے
نفی کمال کے ہین یا جسنے عمر بھر مجھپر درود نہ بھیجا اور ایک تاویل اسکی اور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سلام تشہد مین ہے وہ اگر
کسی نے نہ کہا تو نماز اوسکی نہین کیونکہ وہ ہمارے نزدیک بھی واجب ہے اور اسیطرح جو ابن مسعود سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

جسنے پڑھی نماز اور نہ پڑھا صلوۃ محمد پر اور میرے اہل بیت پر نہ قبول کیجاویگی نماز اوسکی اور ضعیف ہی جابر جعفی سے اور بیان کیا اوسکے ضعف اوسکا باوجود اس بات کے کہ اختلاف ہی لوگونکے رفع اور وقف مین بیان کیا اوسکو دار قطنی سے اور لیکن حدیث اول سو روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے کہ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَہٗ وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَلَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ وَلَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّا یُحِبُّ الْاَنْصَارَ یعنی نہین جائز ہی نماز اوسکی جسکو وضو نہین اور وضو اوسکا جسپر اللہ کا نام مذکور نہین اور نماز اوسکی جسنے درود نہین پڑھا اور نہین نماز ہی اوس شخص کی جو نہین دوست رکھتا انصار کو اور اسناد مین اوسکی عبد المہیمن ضعیف ہی اور کہا ابن حبان نے لَا یُحْتَجُّ بِہٖ نہین حجت پکڑی جاتی اوس سے اور اخراج کیا اوس سے طبرانی نے ابی بن عباس سے اور بیہقی نے بھی مرفوعاً مانند اوسکے کہا لوگون نے حدیث عبد المہیمن کی اشبہ بالصواب ہی باوجود اسکے کہ جماعت نے کلام کیا ہی ابی بن عباس مین اور روایت کی بیہقی نے یحیی بن السباق سے انھون نے ایک شخص بنی حارث مین سے انھون نے ابن مسعود سے انھون نے حضرت علیہ السلام سے کہ جب تشہد پڑھے کوئی تم مین سے نماز مین سو کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ اور اسمین ارحم محمدا کا لفظ اور ترحمت علی ابراھیم کا ذکر ہے اور اسی کو پڑھے لیکن اسناد مین اس حدیث کی وہ شخص مجہول ہی اور بعضون نے مکروہ کہا ہی کہ نہ پڑھے اسکے اوپر رحمت لیکن حدیث مین آیا ہی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰٓی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی اور جب کہ صلوۃ جائز ہی تو رحمت بھی جائز ہونے کی کوئی وجہ نہین اور درود پڑھنا باہر نماز کے کرخی کے نزدیک ساری عمر مین ایک بار فرض ہی اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آوے جیسا کہ اختیار کیا اوسکو طحاوی نے لیکن فرضیت اوسکی وقت ذکر اسم مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت نہین ہوتی ہان سنت ہونا بطور سوکد ثابت ہوتا ہی اور آپنے جو آپکے نام پر درود نہ بھیجے اوسکو بڑا بخیل ارشاد فرمایا اور حقیقت مین یہ بات ہی کہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھہ زبان کے کہنے سے نہین ہوتی بلکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی متابعت مین کوشش کرے کہ سر مو فرق نہو اور آپکے نام پر جب ذکر کیا جاوے درود بھیجنا لازم جانے تب وہ محب رسول اللہ کہا جاویگا والا یہ محبت نام کی ہی اسکا آخرت مین کچھہ اجر و ثواب نہین اور یہ مدلول ہی اکثر احادیث صحیحہ کا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ص پھر سلام کرے داہنی طرف اور نیت کرے اونکی جو اودھر آدمی اور فرشتے ہین اور بائین طرف بھی ایسی ہی کرے اور مقتدی امام کی بھی نیت کرے امام کی جانب مین اور اگر امام اوسکے سامنے ہی تو دونون جانب مین نیت امام کی کرے اور امام دونون سلامون مین نیت کرے اور بعض کے نزدیک فقط پہلے سلام مین اور بعض کے نزدیک کسی مین نہ کرے اور جو اکیلا ہی وہ دونون سلامون مین نیت فرشتون کی کرے ف روایت ہی ابن مسعود سے کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے داہنی طرف اور کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ یہان تک کہ داہنا رخسارہ آپکا دکھلائی دیتا تھا اور بائین طرف اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ یہان تک کہ دکھلائی دیتی تھی سفیدی بائین رخسارے کی اخراج کیا اسکا نسائی اور ترمذی وغیرہ نے اور صحیح کیا اوسکو اور ہمارے نزدیک لفظ سلام کا کہنا واجب ہی خلاف واسطے شافعی کے کہ اونکے نزدیک فرض ہی اور دلیل اونکی وہ حدیث ہی جو اوپر بیان کی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تحلیل نماز کی تسلیم ہی اور دلیل ہماری حدیث ابن مسعود کی ہی جو اوپر گذری اور اس حدیث سے فرضیت اوسکی ثابت نہین ہوتی اور بہت سی حدیثین اس باب مین آئی ہین کہ آدمی کے داہنے بائین فرشتے ہین ذکر کیا اونکو شیخ کمال الدین ابن الہمام نے

فصل قرارت کے بیان مین

نماز جمعہ او عیدین اور نماز فجر او عشا او مغرب کی اوّل دو رکعتون مین امام پکار کے پڑھے اور اکیلے کو ادا مین اختیار ہی او قضا مین بتر در آہستہ سے
پڑھے اور ادنی درجہ جہر کا یہ ہو کہ دوسرا سنے اور سر کا یہ کہ فقط آپ سنے او یہی صحیح ہی او بعضون کے نزدیک ادنی درجہ جہر کا یہ ہو کہ
آپ سنے او ادنی سر کا یہ ہی کہ فقط تصحیح حروف کی ہو تو طلاق او عتاق او جو چیزین کہ بولنے سے متعلق ہین اگر اس طرح کہے جو
اپنے تئین سنائی دیوے واقع نہونگے **ف** اور ظہر او عصر مین سر کرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَلٰوۃُ النَّھَارِ
عَجْمَآءُ یعنی نماز دن کی گونگی ہی اور مراد یہ ہی کہ اوسمین قرارت ایسی کہ سنائی دیوے نہین یہ حدیث ہدایہ مین ہی لیکن کہا نووی نے
لَا اَصْلَ لَہٗ یعنی نہین ہی اصل اس حدیث کی اور روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے مصنف مین قول مجاہد اور ابی عبیدہ رضی اللہ عنہما سے
او سر او جہر مین حدیثین صحیح بہت آئی ہین اور اوسمین اتفاق صحابہ و من بعدھم کا ہی اسی سبب سے اسمین کوئی حدیث صریح ذکر کرنے کی
حاجت نہین اور جمعہ او عیدین کے جہر مین بہت حدیثین ہین روایت کی جماعت نے سوا بخاری کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پڑھتے تھے عیدین او جمعے مین سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور ھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ او صحیح مسلم مین ہی
ابی واقد لیثی سے کہ پوچھا مجھسے عمر رض نے کہ کیا پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید اضحی او عید الفطر مین کہا کہ پڑھتے تھے
قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ و اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ **ص** اگر عشا کی دو رکعتون اول مین سورت نہ پڑھے اخیر کی دو رکعتون مین بعد فاتحہ کے
پڑھ لیوے او فاتحہ او سورت دونون کا جہر کرے اگر امام ہی اور اگر فاتحہ پہلی دو رکعتون مین چھوڑ دے تو پچھلی رکعتون مین نہ پڑھے کیونکہ دوسری
رکعتون مین بھی فاتحہ پڑھا جاتا ہی اور پہلی رکعتون کا بھی فاتحہ اوسمین پڑھیگا تو ایک رکعت مین دو فاتحہ لازم آوینگے اور تکرار فاتحہ کی غیر مشروع
ہی اور قرارت فرض ایک آیت ہی اور اتنا پڑھنے والا گنہگار ہوگا بسبب ترک واجب کے اور جو سفر مین جلدی ہو تو فاتحہ اور جو سورت چاہے پڑھے
اور اگر امن ہو تو مانند سورہ بروج و انشقت کے پڑھے اور اقامت مین فجر او ظہر مین حجرات سے بروج تک جو سورت چاہے پڑھے او عصر اور
عشا مین بروج سے لم یکن تک او مغرب مین لم یکن سے آخر تک جو سورت چاہے پڑھے **ف** اور اصل اوسمین یہ وہ جو روایت کی عبد الرزاق نے
مصنف مین اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدِ بْنِ جُدْعَانَ عَنِ الْحَسَنِ وَغَیْرِہٖ قَالَ کَتَبَ عُمَرُ رض اِلٰی
اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ اَنِ اقْرَأْ فِی الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وَفِی الْعِشَاءِ بِوَسَطِ الْمُفَصَّلِ وَفِی الصُّبْحِ
بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ یعنی لکھا عمر رض نے طرف ابو موسی اشعری رض کے کہ پڑھ مغرب مین قصار مفصل یعنی لم یکن سے آخر تک او عشا مین
اوساط مفصل یعنی بروج سے لم یکن تک او صبح مین طوال مفصل یعنی حجرات سے بروج تک **ص** اور جو ضرورت ہو تو جتنا ہو سکے اور ایک
سورت کا معین نماز مین کرنا مکروہ ہی اور مقتدی چپکا کھڑا رہے اور سنے او کچھ نہ پڑھے فرمایا اللہ تعالی نے جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو
او چپ رہو او حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکے واسطے امام ہو تو قرارت امام کی کافی ہی اوسکو اور فرمایا کیا ہی واسطے میرے جھگڑا
کیا جاتا ہون قرآن مین یعنی جب لوگ میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہین تو خیال اونکی طرف جاکے قرارت قرآن مین خلل پڑتا ہی **ف**
او حدیث پہلی مروی ہی متعدد طریقون سے جابر بن عبد اللہ سے او ضعیف کی گئی اور اعتراف کیا ضعیف کرنے والون نے ساتھ
رفع اوسکے کے مثل دارقطنی او بیہقی کے اور ابن عدی کے کہ صحیح یہ ہی کہ مرسل ہی اسواسطے کہ حفاظ نے نقل و دونون سفیان او ابی الاحوص

انھون نے عبد اللہ بن شداد سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو ارسال کیا اور مکو اوسکا ارسال کیا اوسکو ابو حنیفہ نے بھی اور اگر ہو تو بر تقدیر ارسال کے بھی
ہم یہ کہتے ہین کہ مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی اور دوسرے یہ کہ روایت کی امام محمد بن الحسن نے موطا مین حدثنا ابو حنیفۃ ثنا
ابو الحسن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال من صلی خلف امام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ اور وہ جو انھون نے کہا ہی کہ ان حفاظ نے اسکو رفع نہین کیا
صحیح نہین ہی کہ احمد بن منیع نے مسند مین ثنا اسحٰق الازرق ثنا سفیان ان الازرق ثنا سفیان وشریک
عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ قال وحدثنا جریر عن موسی
بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرہ اور نہین ذکر کیا اوسنے
جابر سے اور روایت کیا اوسکا عبد بن حمید نے حدیث بیان کی ہمسے ابو نعیم نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حسن بن صالح نے انھون نے
ابی الزبیر سے انھون نے جابر سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل اوسکے اور اسناد حدیث جابر اول کی صحیح ہی اوپر شرط شیخین کے
اور دوسرے اوپر شرط مسلم کے تو دیکھو یہی لوگ سفیان اور شریک اور جریر اور ابو الزبیر نے رفع کیا اوسکو ساتھ طریقون صحیحہ
کے سو باطل ہوا انکار کرنا انکا اون لوگون کو عدم رافعین ہین اور مقرر ہی یہ بات کہ اگر متفرد ہو ثقہ تو واجب ہی قبول اوسکا سو
دو مرتبہ سے ثقہ رفع کرے اوسکو تو کس طرح واجب القبول نہو گی اور اخراج کیا اوسکا ابن عدی نے ابو حنیفہ سے بیان
ترجمہ مین اونکے اور ذکر کیا اوسمین ایک قصہ اور روایت کیا اوسکو ابو عبد اللہ حاکم نے ثنا ابو محمد بن محمد بن
حمدان الصیرفی ثنا عبد الصمد بن الفضل البلخی ثنا مکی بن ابراہیم عن ابی حنیفۃ عن
موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شداد بن الہاد عن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم صلی ورجل خلفہ یقرأ فجعل رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینہاہ
عن القراءۃ فی الصلوۃ فلما انصرف اقبل علیہ الرجل فقال اتنہانی عن القراءۃ خلف رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فتنازعا حتی ذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیہ السلام
من صلی خلف امام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ یعنی کہ پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز اور پڑھتا تھا
نماز مین ایک شخص پیچھے آپکے سو منع کیا اوسکو ایک صحابی نے قراءت سے نماز مین تو جب فارغ ہوئے نماز سے آیا اوسکے پاس
وہ شخص سو کہا کہ تم منع کرتے ہو مجکو قراءت سے پیچھے امام کے سو جھگڑا کیا اون دونون نے یہان تک کہ ذکر کیا گیا واسطے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے سو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز پڑھے پیچھے امام کے تو گویا قراءت امام کی اوسکی قراءت ہی اور ابو حنیفہ کی
روایت مین ہی کہ تھا یہ ظہر اور عصر مین اور اونکی روایت مین لفظ ظہر اور عصر کا مذکور ہی اور معارض ہی اوسکے جو روایت کی ابو داود
اور ترمذی نے عبادہ بن صامت سے کہا کہ تھے ہم پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز فجر مین سو پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اور بھاری ہوئی اونپر قراءت تو جب فارغ ہوئے کہا کہ شاید قراءت کرتے ہو تم پیچھے امام کے کہا ہمنے یا رسول اللہ ہان کہا کہ
نہ پڑھو مگر فاتحۃ الکتاب کیونکہ نہین نماز ہی اوسکی جسنے نہ پڑھا اوسکو اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ یہی ہمارا مذہب ہی اجماع صحابہ کا اور مروی ہے

مالک میں ہے نافع سے انھوں نے ابن عمرؓ سے کہا کہ اگر پڑھے نماز کوئی تم میں سے امام کے پیچھے تو کافی ہے اوسکو قراءت امام کی اور
اگر نماز پڑھے اکیلے تو قراءت کرے کہا کہ تھے ابن عمرؓ نہیں پڑھتے تھے پیچھے امام کے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے
مرفوعاً اور کہا کہ رفع کرنا اوسکا وہم ہے لیکن جب صحیح ہوا یہ قول ابن عمرؓ سے تو معلوم ہوا کہ سنا ہوگا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے تو رفع اوسکا صحیح ہوگا اگرچہ روایت ضعیف ہووے اور روایت کی ابن عدی نے کامل میں اسمٰعیل بن عمرو بن نجیح سے انھوں نے
حسن بن صالح سے انھوں نے ابی ہارون عبدی سے انھوں نے ابی سعید خدری سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکے واسطے
امام ہو تو قراءت امام کی اوسکے واسطے قراءت ہے اور کہا کہ نہیں متابعت کیا گیا اس روایت میں اسمٰعیل اور وہ ضعیف ہے اتفاقاً اور یہ قول
ابن عدی کا صحیح نہیں کیونکہ متابعت کی اوسکی مطر بن عبداللہ نے روایت کی طبرانی نے اوسط میں ثنا محمد بن ابراہیم بن عامر
بن ابراهيم الاصبهاني حدثني ابي عن جدي عن المطر بن عبد الله ثنا الحسن اور سند روایت کی
اوس سے ابن عدی نے اور روایت کی حدیث ابن عباس سے رفع اوسکا اور اسمین کلام ہے اور روایت کی طحاوی نے شرح آثار میں ثنا یونس
بن عبد الاعلى ثنا عبد الله بن وهب اخبرني حيوة بن شريح عن بكر بن عمرو عن عبيد الله بن مقسم
انه سأل عبد الله بن عمر وزيد بن ثابت وجابر بن عبد الله رضي الله عنهم فقالوا لا تقرأ خلف الامام
في شيء من الصلوة یعنی پوچھا عبیداللہ بن مقسم نے عبداللہ اور زید اور جابر وغیرہم سے سو کہا انھوں نے نہ پڑھ پیچھے امام کے نماز میں
اور روایت کی امام محمد بن حسن نے موطا میں سفیان بن عیینہ سے انھوں نے منصور سے انھوں نے ابی وائل سے کہا کہ پوچھے گئے عبداللہ بن مسعود
قراءت سے پیچھے امام کے کہا کہ چپ رہو واسطے کہ نماز میں شغل ہے اور کافی ہے تجکو امام اور روایت کی سعد بن ابی وقاص سے کہ کہا انھوں نے
چاہتا ہوں میں اس شخص کو جو پڑھتا ہے پیچھے امام کے کہ اوسکے مونہہ میں انگارہ ہو اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے لیکن کہا
انھوں نے بدلے انگارے کے پتھر اور روایت کی محمد نے موطا میں داود بن قیس سے انھوں نے عجلان سے کہ عمر بن خطاب نے کہا کاش ہوتا اوسکے
مونہہ میں جو قراءت کرتا ہے پیچھے امام کے پتھر اور اخراج کیا اوسکا عبدالرزاق نے بھی اور روایت کی طحاوی نے حماد بن سلمہ سے
انھوں نے ابی جمرہ سے کہا کہ کہا میں نے واسطے ابن عباس کے پڑھوں میں اور امام سامنے میرے ہو کہا کہ نہیں اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے
مصنف میں جابر سے کہا کہ نہ پڑھے پیچھے امام کے چاہے جہر کرے اور چاہے اخفا کرے یعنی کسی نماز میں نہ پڑھے اور روایت کی اوس نے
اور عبدالرزاق نے حضرت علیؓ کے قول سے کہا کہ جو پڑھے پیچھے امام کے تو اوس نے خطا کی فطرت سے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ایک
طریق سے اور کہا کہ نہیں صحیح ہے اسناد اوسکا اور کہا ابن حبان نے کتاب الضعفا میں یہ روایت کرتا ہے اوسکو عبداللہ بن ابی لیلی انصاری حضرت علی
رضی اللہ عنہ سے اور وہ باطل ہے اور کافی ہے بطلان میں اوسکے اجماع مسلمانوں کا اوسکے خلاف پر اور اہل کوفہ نے اختیار کیا ترک قراءت کو پیچھے
امام کے نہ کہ جائز نہ رکھا اسکو اور ابن ابی لیلی یہ شخص مجہول ہے ختم ہوا قول ابن حبان کا اور مروی ہے سنن نسائی میں باسناد اسکے قول ابوہریرہ سے
اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جب پڑھے امام تو چپ ہو روایت کیا اسکو مسلم نے زیادت ہے حدیث اذا كبر الامام
فكبروا اور ضعیف کیا اوسکو ابوداود وغیرہ نے اور نہیں التفات کیا گیا اس طرف بعد صحت طریق اور اسناد کے اور اللہ تعالی نے
فرمایا ہے واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا یعنی جب پڑھا جاوے قرآن تم سنو اور چپ رہو اور روایت کی بیہقی نے
امام احمد سے کہا کہ اجماع کیا آدمیوں نے اوپر اس بات کے کہ یہ آیت نماز [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تھے قرأت ایک جوان کی انصار سے سو نازل ہوئی یہ آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ
وَاَنْصِتُوْا اور روایت کی ابن مردویہ نے تفسیر مین کہ کہا کسی صحابی نے یہ آیت نازل ہوئی نماز مین پیچھے امام کے

ص باب جماعت کے بیان مین

جماعت سنت موکدہ ہی قریب واجب کے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت سنن ہدی مین سے ہی
نہیں تخلف کرتا ہی اوس سے مگر منافق اور یہ حدیث ہدایہ مین ہی روایت ہی امام ابو یوسف سے کہ پوچھا مینے امام ابو حنیفہ سے
جماعت کو بیچ کیچڑ وغیرہ کے تو کہا کہ لَا اُحِبُّ تَرْكَهَا یعنی نہیں دوست رکھتا ہون مین ترک اوسکا اور کہا امام محمد نے موطا مین کہ حدیث
مین رخصت ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تر ہوجاوین نعلین تو نماز اپنی جگہ مین ہی یعنی اوسوقت تکلیف جماعت مین اور
حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو باوجود کثرت تکالیف کے اذن ترک جماعت کا نہ دیا اخراج کیا اسکا ابو داود اور
حاکم نے اور روایت کی ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سنے ندا کو اور نہ آوے جماعت مین تو نماز نہیں اوسکی
مگر عذر سے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا کہ یہ شرط بخاری و مسلم پر ہی **ص** اور بہتر امامت کے لیے جو احکام نماز کو خوب جانتا ہو
پھر جو قاری زیادہ ہو پھر جو پرہیزگار زیادہ ہو پھر جو سن مین زیادہ ہو **ف** روایت کی جماعت نے سوا بخاری کے کہ فرمایا
حضرت نے امامت کرے قوم کی جو زیادہ پڑھنے والا ہو کتاب اللہ کو تو اگر قرأت مین برابر ہون تو جو زیادہ جانتا ہو سنت کو اور اگر
سنت کے جاننے مین برابر ہون تو جو اقدم ہو ہجرت مین تو اگر ہجرت مین برابر ہون تو جو پہلے اسلام لایا ہو اور روایت کیا اوسکو ابن حبان
اور حاکم نے لیکن کہا حاکم نے بدل فاعلمهم بالسنۃ کے فَاَفْقَهُهُمْ فِقْهًا یعنی جو فقہ کو زیادہ جانتا ہووے اور اگر فقہ مین برابر ہوون
تو جو سن مین بڑا ہووے کہا شیخ کمال الدین نے کہ یہ لفظ غریب ہی لیکن اسناد اسکا صحیح ہی اور مین کہتا ہون کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے
بسند صحیح ابو مسعود انصاری سے مانند اسکے اور اوسکے الفاظ یہ مین يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِي
الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوْا اَيِ الْعِلْمِ فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِي
الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا یعنی اگر ہجرت مین برابر ہون تو پھر جو سن مین بڑا ہووے اور فرمایا کہ نہ امامت کرے ایک شخص
دوسرے شخص کی امامت کی جا مین اور نہ بیٹھے اوسکے گھر مین اوس جگہ پر جو اوسکی عزت کی جگہ بیٹھنے کی ہی مثلاً ایک مکان مین
فرش ہی اور ایک جا پر صاحب مکان کا مقام معین ہی کہ اوسمین مسند وغیرہ زیادہ اہتمام ہی تو بغیر اذن اوسکے کے یہ نہیں چاہیے
کہ اوسکی جا پر بیٹھ جاوے اور روایت کی عطاء سے کہ کہا انھون نے امامت کرے قوم کی جو اونمین افقہ ہو یعنی فقہ دان ہووے اور اس حدیث
مین اور ہمارے مذہب مین مخالفت نہیں کیونکہ مراد اقرأ سے اعلم بالقرأت ہی اور تحریرات بھی ایک سنن دین سے ہی اور نقض اسمین یہ ہی کہ بعد اوسکے
پھر اعلم بالسنۃ ہمارا ارشاد فرمایا تو اوس سے کیا مراد ہوگا اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہی کہ اوس زمانے مین جو اقرأ ہوتے تھے وہی
اعلم بھی ہوتے تھے بخلاف اس زمانے کے کہ اکثر لوگ اقرأ ہوتے ہین اور اعلم نہیں ہوتے اسواسطے ہمنے مقدم کیا اعلم کو اقرأ پر اور
روایت کی حاکم نے کہ امامت کرین تم مین سے وہ لوگ جو بہتر ہین تم مین اور یہ حدیث ضعیف ہی لیکن کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین
کہ اَلْحَدِيْثُ الضَّعِيْفُ غَيْرُ الْمَوْضُوْعِ يُعْمَلُ بِهٖ فِيْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ یعنی حدیث ضعیف پر عمل کیا جاویگا جو غیر موضوع ہو فضائل
اعمال مین **ص** اور نماز غلام اور گنوار اور فاسق اور اندھے اور بدعتی کے اور ولد الزنا کے پیچھے مکروہ ہی **ف** لیکن

غلام کے پیچھے تو اسواسطے کہ اوسکو خدمت سے فراغت نہین کہ احکام نماز سیکھے اور گنوار اکثر جاہل ہوتے ہین اور فاسق کو غم اپنے
دین کا نہین ہے اور اندھا نجاست سے پرہیز نہین کر سکتا اور ولد الزنا کا باپ معلوم نہین کہ اوسکو تعلیم کرے اور لوگ اوسکی امامت کو
مکروہ جانینگے اور بدعتی کے پیچھے بھی اسواسطے مکروہ ہی کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اوسکی مسجد سے نکل گئے جیسا کہ ذکر اوسکا اوپر گذرا
اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ کہا انھون نے نہ امامت کرے غلام اور اوس قوم مین آزاد لوگ ہون اور روایت
کی سعید بن جبیر سے کہ کہا انھون نے اندھا امامت نکرے اور روایت کی زیاد بن نمیر سے کہا کہ پوچھا مینے انس رضی اللہ عنہ سے
کہ اندھا امامت کرے کہا کہ کیا احتیاج ہی اوسکی تمکو اور کہا ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ كَهْمَسٍ عَنِ الْعَبَّاسِ
الْجُرَيْرِيِّ أَنَّ أَبَا مِجْلَزٍ كَرِهَ إِمَامَةَ الْأَعْرَابِيِّ یعنی ابی مجلز نے مکروہ رکھا امامت اعرابی کو اور غلام جب فقیہ ہووے تو
امامت اوسکی مکروہ نہین روایت کیا اوسنے حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ نَا مُغِيرَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ إِمَامَةِ الْعَبْدِ
وَالْأَعْرَابِيِّ فَقَالَ الْعَبْدُ إِذَا فَقُهَ أَحَبُّ إِلَيَّ یعنی غلام جب فقیہ ہووے تو دوست تر ہی نزدیک میرے واسطے امامت کے اور
ولد الزنا کی امامت اسواسطے مکروہ ہی کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ
بَلَغَنِي أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ لِرَجُلٍ كَانَ يَؤُمُّهُمْ قَوْمًا بِالْعَقِيقِ لَا يُعْرَفُ مَنْ وَالِدُهُ فَنَهَاهُ أَنْ يَؤُمَّهُمْ
یعنی تھا ایک شخص امامت کرتا قوم کی عقیق مین اور نہین معلوم تھا کہ کسکا لڑکا ہی سو منع کیا اوسکو عمر بن عبد العزیز نے امامت سے اور
کہا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَؤُمَّ وَلَدُ الزِّنَا وَصَاحِبُ النَّمِيمَةِ یعنی
مکروہ رکھی مجاہد نے امامت ولد الزنا کی اور چغلخور کی اور کہا عبد اللہ نے کہ نہین دوست رکھتا ہون مین کہ قاری تمھارے اندھے ہون
اخراج کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیے بہت آثار اس باب مین اور اگر یہ لوگ امامت کرلین تو نماز جائز ہوگی کیونکہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑھو نماز پیچھے ہر نیک و بد کے روایت کیا اسکو ابوداود نے اور دارقطنی نے اور یہ حدیث منقطع ہی لیکن ہمارے
نزدیک حجت ہی اور اسی معنی کو روایت کیا ابونعیم اور عقیلی نے اور وہ طریقہ ضعیف ہی **ص** اور جماعت عورتون کی جو امام مرد نہووے
مکروہ ہی اور اگر جماعت کی تو جو عورت امام ہی وہ مقتدیون کے برابر کھڑی ہووے **ف** اور کیا ہی ایسا حضرت عایشہؓ نے کہا صاحب ہدایہ نے
کہ یہ حکم ابتدائے اسلام مین تھا اور کلام کیا اوسمین شیخ ابن الہمام نے اور ذکر کین فتح القدیر مین اس باب مین چند روایتین اور روایت کی
عبد الرزاق نے ابراہیم بن محمد سے انھون نے داود بن الحصین سے انھون نے عکرمہ سے انھون نے ابن عباس سے کہ کہا انھون نے امامت کرے
عورت عورتون کی اور کھڑی ہو اونکے بیچ مین اور اس سے معلوم نہین ہوتا کہ حدیث امامت نساء کی منسوخ نہووے جائز ہی کہ ابن عباس کو
ناسخ نہ پہنچا ہووے اور حدیث مین آیا ہی کہ نماز عورت کی بہتر ہی حجرے سے گھر مین اور گھر سے تہ خانے مین روایت کیا اسکو ابن خزیمہ نے
صحیح مین اور روایت کی ابن خزیمہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عورت کی افضل ہی اپنے تاریک گھر مین اور ان حدیثون سے
معلوم ہوتا ہی کہ یہ جگہین جماعت کی گنجائش نہین رکھتین اور حق یہ ہی کہ یہ حدیثین دال ہین اوپر کراہیت مطلق جماعت کے اور خصوصیت
جماعت خاص کی نہین اور کلام ہمارا جماعت خاص مین ہی اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا تھا ایک عورت کو کہ امامت کرے
اپنے گھر والون کی اور موذن مقرر کیا تھا اوسکے واسطے لیکن اسناد اوسکی ضعیف ہی اور توثیق کی اوسکی ابن حبان نے کتاب الثقات مین
اور تفصیل فتح القدیر مین ہی اور مرد کو عورتون کی امامت کرنا مکروہ نہین اور ساتھ کے [illegible] نے آثار صحیح

حضرت عمر اور علی اور ابن مسعود وغیرہم سے ہے ص جوان عورتون کا ہر نماز جماعت مین اور بڑھیون کا ظہر اور عصر مین حاضر ہونا مکروہ ہی
اور فجر مغرب عشا مین بڑھیون کا آنا مکروہ نہین ف اور جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوا کہ نہ منع کرو لونڈیون کو
اللہ کی مسجدون سے اللہ کی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اذن مانگے عورت تمہاری کسی کی مسجد مین جانے کی تو منع نہ کرے
اوسکو اور دلیل منع کی یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عورتون کو عشا مین حاضر ہونے سے اور صحیح مسلم مین ہی نہ منع کرو
عورتون کو مسجد مین جانے سے مگر رات کو یعنی رات کو جانے سے منع کرو اور فرمایا حضرت عایشہ رضہ نے کہ اگر دیکھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو
جو نکالا عورتون نے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے البتہ منع کرتے اونکو جیسا کہ منع کی گئین عورتین بنی اسرائیل کی اور روایت کی
ابن عبد البر نے تمہید مین عایشہ رضہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ای آدمیون منع کرو عورتون کو زینت کے پہننے سے اور آرایش دکھانے
کی اور نے مسجد مین جانے سے کیونکہ نہین لعنت کیے گئے بنی اسرائیل یہان تک نکلین عورتین اونکی دکھانے کی راہ سے مسجدون مین اور صحیح یہی ہی کہ
اس زمانے مین خصوصاً ملک ہند مین احتیاط اور تقوی اور مقتضا دینداری یہ ہی کہ گھر مین اپنے عورت نماز پڑھے اور باہر نہ نکلے اور منع کیا وسے
نکلنے سے اور اسی پر فتوی ہی ص متوضی کی تیمم کرنے والے کے پیچھے اور دھونے والے کو مسح کرنے والے کے پیچھے اور سیدھے کھڑے ہونے والے کو
بیٹھے اور کبڑے کے پیچھے اور اشارہ کرنے والے کو پیچھے اشارے سے پڑھنے والے کے اور نفل پڑھنے والے کو فرض پڑھنے والے کے پیچھے
اقتدا درست ہی ف پہلے مسئلے مین خلاف ہی محمد رحمہ اللہ کا اونکے نزدیک جائز نہین اور تیسرے مین بھی امام محمد کا یہی مذہب ہی اور
وہی قیاس ہی لیکن ترک کیا ہمنے اسے قیاس کو ساتھ نص کے اور وہ یہ ہی کہ پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر نماز بیٹھ کے اور
لوگ اونکے پیچھے کھڑے تھے اور پڑھی حضرت ابو بکر نے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مرض موت مین اور صحیح ہوئین اسمین
بہت روایتین اور اخراج کیا اسکا بخاری و مسلم نے ص اقتدا مرد کی ساتھ عورت اور لڑکے اور خنثے کے اور پاک کی ساتھ معذور کے
اور قاری کی ساتھ ان پڑھ کے اور پہننے والے کی ساتھ ننگے کے اور اشارہ نکرنے والے کی ساتھ اشارے سے پڑھنے والے کے اور
فرض پڑھنے والے کی ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہین اور اسی طرح جو مقتدی اور فرض پڑھتا ہی اور امام دوسری نماز فرض پڑھتا ہی
تو بھی درست نہین مقتدی کی نماز ف اقتدا ساتھ عورت اور لڑکے کے اسواسطے جائز نہین کہ لڑکے کے اوپر تو نماز نفل ہی اور
فرض نماز پڑھنے والے کی اقتدا ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہین اور کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے کرو عورتون
کو کیونکہ پیچھے کیا اونکو اللہ نے اور مروی ہی مصنف ابن ابی شیبہ مین کہ کہا عطا اور عمر بن عبد العزیز نے کہ نہ امامت کرے لڑکا
قبل احتلام کے فرض مین اور نہ غیر فرض مین اور ایسا ہی مروی ہی عامر اور مجاہد اور شعبی سے سب کہتے ہین کہ نہ امامت کرے لڑکا
جب تک اوسکو احتلام نہووے اور کہا ابراہیم نخعی نے نہین حرج ہی کہ امامت کرے لڑکا قبل احتلام کے ماہ رمضان مین یعنی تراویح مین
ص امام قرارت کا طول نکرے اور اسی طرح سے پہلی رکعت مین دوسری سے زیادہ طول نکرے مگر نماز فجر مین ف کیونکہ مروی
ہی صحیحین مین کہ جب امامت کرے تم مین سے کوئی تو چاہیے کہ تخفیف کرے نماز مین کیونکہ جماعت مین ضعیف اور بیمار اور بوڑھے سب طرح کے
لوگ ہین اور جب اکیلا پڑھے تو جتنا چاہے طول کرے اور مسلم مین یہ ہی کہ اونمین صغیر و کبیر اور ضعیف اور مریض صاحب حاجت ہین اور
صحیحین مین ہی انس رضہ سے کہا انھون نے نہین پڑھی مینے نماز خفیف کسی امام کے پیچھے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اور مراد
اس سے یہ ہی کہ قرات مسنونہ سے زیادہ کم نہ کرے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور حضرت معاذ نے ایکبار شروع کی سورۂ بقرہ نماز مین سو سلام پھیر دیا ایک شخص نے

اور ایک کیا پڑھکے چلا گیا اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور آپ نے عشا مین پڑھنے کو سبح اسم ربک الاعلی اور اقرأ باسم ربک
اور والشمس وضحٰها وغیرہ ارشاد فرمایا اور بعض حدیثون مین ہی کہ یہ مغرب مین ہی غرض یہ ہر صورت رعایت حال ضرور ہی اور اسیطرح تراویح مین
بھی نہایت طول کرنا مکروہ ہی بلکہ ایک رات مین جو لوگ ختم کرتے ہین جماعت سے مکروہ ہی تین دن سے کم مین نہین چاہیے **مس** جب مقتدی
ایک ہو امام اوسکو داہنی طرف کھڑا کرے اور اگر زیادہ ہون تو امام آگے بڑھ جاوے اور اونکو حکم تاخیر کا نہ کرے کیونکہ ایک آدمی کا آگے
بڑھنا بہت آدمیون کے ہٹنے سے آسان ہی **ف** پہلے مسئلے کی دلیل یہ ہی کہ روایت ہی حضرت ابن عباس سے کہ رہا مین ایک رات
نزدیک میمونہ بیٹی حارث ہلالیہ کے سو کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کو رات مین تو کھڑا ہوا مین حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے بائین طرف تو پکڑا سر میرا اور کر لیا مجکو داہنی طرف روایت کی یہ ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم وغیرہم نے اور اگر اوسکے
پیچھے یا بائین طرف ہوکے نماز پڑھے تو جائز ہی لیکن گنہگار ہوگا بوجہ مخالفت سنت کے اور اگر دو آدمی ہون تو امام ہمارے نزدیک
اونسے آگے بڑھکے نماز پڑھاوے اور امام ابی یوسف کے نزدیک بیچ مین اون دونون آدمیون کے کھڑا ہووے اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے کھڑا کیا
اسود اور علقمہ کو داہنے بائین اور آپ بیچ مین کھڑے ہوئے اور جب نماز پڑھ چکے تو کہا ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی یہ مسلم نے
اور کہا ابن عبد البر نے نہین صحیح ہی رفع اوسکا اور صحیح اونکے نزدیک وقف ہی ابن مسعود پر اور کہا نووی نے خلاصہ مین ایسا ہی اور اخراج کیا
اوسکا مسلم نے دو طریقون سے اور ایک طریقے مین تیسرے مین فقط رفع ہی اور دو مین رفع نہین اور دلیل ہماری بہت حدیثین ہین روایت کی جابر
رضی اللہ عنہ نے موافق مذہب ہمارے کے اور انسؓ نے کہ اونکی دادی ملیکہ نے بلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطے کھانے کے سو کھایا
آپ نے پھر کہا کھڑے ہو تا نماز پڑھون مین آخر یہان تک کہ کھڑے ہوئے ہم اور یتیم پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دادی میری ہمارے
پیچھے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے لیث سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمرؓ سے کہ وہ جب پڑھتے نماز اور تین آدمی ہوتے تھے امامت
پیچھے کرتے تھے دو آدمیون کو اور آگے ہوتے تھے آپ اور روایت کی براء بن بسر سے انھون نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا انھون نے جب ہون
تین آدمی تو آگے ہو اونکا ایک آدمی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے انس سے مانند اسکے جو اوپر گذرا اور یہی مذہب ہی اکثر صحابہ اور تابعین کا
مس اور اگر امام کی نماز مین فساد معلوم ہو مقتدی بھی پھر پڑھین **ف** کیونکہ ہدایہ مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص امامت کرے قوم کی پھر ظاہر ہو کہ وہ بیوضو تھا یا جنب تھا اعادہ کرے نماز اپنی کا اور وہ لوگ بھی اعادہ کرین اور یہ
حدیث غریب ہی نہین پایا اوسکو ہمنے اور روایت کی محمد بن الحسن نے کتاب الآثار مین حدیث بیان کی ہمسے ابراہیم بن یزید مکی نے انھون نے
عمرو بن دینار سے انھون نے حضرت علیؓ سے کہ کہا انھون نے اوس شخص مین جو پڑھے نماز قوم مین جنب کہا کہ وہ اعادہ کرے نماز کا اور وہ
لوگ بھی اعادہ کرین اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے کہ حضرت علیؓ نے پڑھائی نماز بھولے سے اور وہ جنب تھے یا بے وضو تھے
تو اعادہ کیا انھون نے نماز کا اور حکم کیا اون لوگون کو اعادے کا اور روایت کی امام احمد نے بسند صحیح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا
امام ضامن ہی اور روایت ہی ابی امامہ سے کہا کہ نماز پڑھی عمرؓ نے ساتھ آدمیون کے جماعت سے جنب سو اعادہ کیا اون لوگون نے تو فرمایا
حضرت علیؓ نے کہ چاہیے جسنے تمہارے ساتھ نماز پڑھی کہ اعادہ کرے سو رجوع کیا انھون نے طرف قول حضرت علیؓ کے روایت کیا اسکو
عبد الرزاق نے اور وہ جو روایت کی دارقطنی نے جویبر سے انھون نے ضحاک بن مزاحم سے انھون نے براء سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو امام بھول جاوے اور نماز پڑھاوے قوم کی اور وہ جنب ہو تو تحقیق کہ جائز ہو گئی نماز اونکی اور غسل کرے امام پھر اعادہ کرے اپنی نماز کا

اور اگر نماز پڑھے بغیر وضو تو اوسکا بھی یہی حکم ہے ضعیف ہی جویبر متروک ہی اور ضحاک نے نہین ملاقات کی براء کی اور یہ حکم اتفاقا ہے
ص اور پہلے مرد صف باندھین پھر لڑکے پھر خنثے پھر عورتین ف اسی طرح حدیث مین آیا ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے قریب ہوں مجھسے عقل والے لوگ یعنی بالغ پھر جو اونسے نزدیک ہین پھر جو اونسے نزدیک ہین آخر حدیث تک روایت کیا اسکو
مسلم اور ترمذی اور ابو داود اور نسائی نے اور صف مین چاہیے کہ خوب ملکے کھڑے ہوں اور جگہ باقی نرہے اور جو شخص صف کی
جگہ خالی کو بند کرے یعنی اوسمین کھڑا ہو جاوے یا کسی اور کو اوسمین کھڑا کرے تو حدیث مین ہی کہ مغفرت ہوگی اوسکی روایت کیا اسکو
بزار نے اسناد حسن سے اور بہت سی حدیثین اس باب مین آئی ہین فتح القدیر مین سبب کو ذکر آیا خنثی اوسکو کہتے ہین کہ اوسمین
عورت اور مرد دونون کی علامتین موجود ہوں اور اوسکو عورت پر مقدم کیا کیونکہ ایک شائبہ مرد کا اوسمین موجود ہی اور لڑکون سے
موخر کیا کیونکہ ایک شائبہ عورت کا اوسمین موجود ہی ص تو اگر عورت مرد کے پہلو مین برابر ہوگئی اور بیچ مین کچھ حائل نہین اور وہ
عورت لائق شہوت ہی اور امام نے اوسکی امامت کی نیت کی ہی اور نماز مین دونون شریک ہین مرد کی نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر
امام نے نیت عورت کی نہین کی ہی نماز عورت کی باطل ہو جاویگی اور نماز کی شرکت کے معنی یہ ہین کہ دونون اپنے تحریمے کو امام کے
تحریمے پر بنا کرنے والے ہون اور اون دونون کے واسطے امام ہو اوس نماز مین جو یہ دونون پڑھتے ہین یا حقیقۃ مثلاً دونون مقتدی ہین
یا حکماً مثلاً کسی مرد اور عورت کو نماز مین حدث ہوا اور اونسے اور عورت نے بنا کی اور امام فارغ ہوا اور عورت مرد کے برابر ہو گئی تو
نماز فاسد ہو جاویگی اور مسبوق کی اگر مسبوق نے ادا کرنے مین برابر ہو گئی تو مرد کی نماز فاسد نہوگی یہ جب ہی کہ امام عورتون کی
نیت کرے اور اگر نیت نکی تو عورت کی نماز باطل ہو جاویگی اور اس سے معلوم ہوا کہ عورت اگر اقتدا کرے ساتھ امام کے برابر ایک شخص کے
تو اقتدا اوسکی صحیح نہوگی مگر یہ کہ امام اوسکی امامت کی نیت کرے اور اگر عورت نے برابر مرد کے اقتدا نہین کی ایک روایت مین نیت امام کی
شرط ہی اور ایک روایت مین شرط نہین تفصیل اوسکی شرح وقایہ عربی مین خوب ہی جسکا جی چاہے دیکھ لے اور اگر امامت کی ان پڑھ نے قاری
اور ان پڑھ کی تو سبکی نماز فاسد ہوئی یا امی کو خلیفہ کیا اگرچہ پچھلی دو رکعتون مین سبکی نماز فاسد ہو جاویگی لیکن نماز قاری کی اسواسطے
کہ اوسنے قرات باوجود قدرت کے ترک کی اور نماز ان پڑھون کی اسواسطے کہ جب انھون نے رغبت کی جماعت کی تو چاہیے کہ قاری کے ساتھ
اقتدا کرین تاکہ قرات اوسکی ان لوگون کی قرات ہو جاوے تو گویا ان لوگون نے بھی قرات ترک کی اور دوسرے مسئلے مین خلاف امام زفر کا ہی

باب حدث مین بیچ نماز کے

مصلی کو اگر نماز مین حدث ہوے وضو کرکے تمام کر لیوے اور بعد تشہد کے ہو تو بھی تمام کرے اور صاحبین کے نزدیک تمام ہو جاویگی
اور شروع سے پڑھنا افضل ہی ف اور امام شافعی کے نزدیک شروع سے پڑھے اور باقی نماز کو بنا نہ کرے کیونکہ حدث منافی
نماز کا ہی اور چلنا فاسد کرتا ہی نماز کو اور یہی موافق قیاس ہی لیکن ترک کیا ہمنے بدلیل اوسکے جو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے جو شخص قے کرے یا نکسیر اوسکی پھوٹے یا مذی نکلے اوسکی نماز مین تو چاہیے کہ پھرے اور وضو کرے اور بنا کرے اپنی
نماز پر اور یہ حدیث اوپر گذری نواقض وضو کے بیان مین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مانند اسکے موقوفاً اوپر عمر اور علی اور
ابو بکر صدیق کے اور ابن عمر اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور تابعین سے مثل علقمہ اور طاوس اور سالم اور سعید
بن جبیر اور شعبی اور ابراہیم نخعی اور عطا اور مکحول اور سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور روایت کی ابن ماجہ نے حدیث

حضرت عائشہؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے اور حدث ہو جاوے اوسکو تو چاہیے کہ پکڑے رہے
ناک اپنی پھر جاوے اور اس جگہ حدث سے مراد ناک سے خون نکلنا ہے اسی واسطے آگے فرمایا کہ پکڑے رہے ناک اپنی ص اور اگر امام کو حدث ہووے
تو مقتدیوں میں سے کسیکو خلیفہ کرے پھر وضو کرے اور نماز جہاں وضو کیا ہے اوس جگہ یا پہلی جگہ پر تمام کرے اور جو شخص اکیلا ہووے
وہ بھی وضو کی جگہ یا اپنی جگہ پر تمام کرے اگر خلیفہ فارغ ہو چکا ہے اور اگر فارغ نہیں ہوا امام خلیفہ کے پیچھے نماز کو تمام کرے اور
مقتدی بھی ایسا ہی کرے ف کیونکہ مروی ہے ابن ماجہ میں کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے سو قے کرے یا نکسیر اوسکی چھوٹے تو چاہیے
کہ رکھے ہاتھ اپنا اوپر منہ کے اور آگے کرے اپنی جگہ پر اوسکو جسکو نہ حدث پہونچا ہووے ایسا ہی ہے ابن ماجہ میں اور کہا شیخ ابن الہمام نے
غریب ہی اور اسپر جماعت صحابہ کا [illegible] حضرت ابن عباس سے
کہ نکلے ہاں سے اور حضرت عمر واسطے نماز ظہر کے تو جب داخل ہوئے نماز میں تو کھینچا انہوں نے ہاتھ ایک شخص کا جو اونکے داہنی طرف تھا پھر پھیر
پھیرتے تھے صفوں کو تو جب نماز پڑھی [illegible] ایک کو کہ تو جب ادا کی انہوں نے نماز
کہا کہ جب داخل ہوا میں نماز میں تو دیکھی میں نے ایک چیز اور جب دیکھی اوسکو ہاتھ سے تو پائی میں نے اوسکو تری مذی کی اور روایت کی بخاری
نے عمرو بن میمون سے استخلاف کو یعنی خلیفہ کرنے کو اور روایت کی سعید نے کہا کہ نماز پڑھی ساتھ ہمارے حضرت علیؓ نے ایک روز سو نکسیر چھوٹی
اونکی سو پکڑا ہاتھ ایک شخص کا اور آگے کیا اوسکو اور پھر وہاں سے اور صاحبین کی دلیل یہ ہے جو روایت کی ترمذی نے عبد اللہ بن عمرو
بن العاص سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حدث کرے کوئی شخص اور وہ بیٹھا تھا اخیر جلسہ واسطے آخر نماز کے قبل سلام کے
تو تحقیق کہ جائز ہوئی نماز اوسکی اور کہا ترمذی نے نہیں ہے اسناد اوسکی قوی اور اضطراب کیا ہے اوسکی اسناد میں ص
اور اگر کوئی شخص نماز میں مجنون یا بیہوش ہو گیا یا سو گیا اس طرح کہ وضو نہیں باقی رہتا اور اوسکو احتلام ہوا یا قہقہہ کیا یا قصداً
حدث کیا یا درہم سے زیادہ پیشاب یا اور نجاست اوسپر پڑ گئی یا اوسکے زخم لگ کے خون جاری ہوا یا اوسنے جانا کہ میں نے حدث
کیا اور مسجد سے اگر مسجد میں ہے یا صفوں سے اگر باہر ہے نکل گیا پھر اوسکو معلوم ہوا کہ حدث نہیں ہوا تھا ان سب صورتوں میں نماز باطل ہو گئی
پھر سرے سے پڑھے اور اگر مسجد کے باہر نہیں نکلا اور صفوں سے بھی تجاوز نہیں ہوا تو بنا کرنا درست ہے اور اگر بعد تشہد کے جان کے
حدث یا کوئی اور عمل منافی صلوٰۃ کے کیا نماز اوسکی تمام ہو جاویگی اور بعد تشہد کے اگر تیمم کرنے والے نے پانی پر قدرت پائی یا موزہ اوسنے
تھوڑے عمل سے جو منافی نماز نہیں اوتار لیا یا مدت موزے کی تمام ہو گئی یا ان پڑھے کو سورت یاد آگئی یا ننگے نے کپڑا پایا یا اشارہ کرنے
والا رکوع اور سجدے پر قادر ہو گیا یا ترتیب والے کو نماز قضا یاد آگئی اور اسکا بیان آگے آویگا یا امام نے ان پڑھے کو خلیفہ کیا
یا نماز فجر میں آفتاب نکل آیا یا نماز جمعہ میں عصر کا وقت آگیا یا عذر والے کا عذر زائل ہو گیا یا پٹی زخم سے تندرستی کے سبب سے گر پڑی
ان سب بارہ صورتوں میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو گئی اور صاحبین کے نزدیک تمام ہو گئی اور اگر بعد تشہد کے
امام نے قہقہہ کیا یا قصداً حدث کیا مسبوق کی نماز باطل ہو جاویگی اور اگر باتیں کیں یا مسجد سے نکل گیا تو جائز ہو گی اور اگر امام قرات
میں رک گیا تو دوسرے کو خلیفہ کرنا درست ہے اگر کم ایک آیت سے پڑھا ہووے تو اگر اتنا پڑھ چکا کہ نماز جائز ہو جاوے اور پھر خلیفہ کیا نماز
فاسد ہو گی اگر امام نے مسبوق کو خلیفہ کیا تو درست ہے اور مسبوق نماز کو تمام کر لے اور مدرک کو خلیفہ کرے تا کہ وہ سلام پھیرے
اور مسبوق باقی نماز اپنی پڑھ لیوے ف مسبوق اوسکو کہتے ہیں جو بعد ایک رکعت یا دو رکعت یا زیادہ کے شریک ہوا ہو اور

ساری نماز اوسنے امام کے ساتھ نپائی ہو تو آوے مدرک اوسکو کہتے ہین جسنے ساری نماز امام کے ساتھ پڑھی ہو دوسرے تو مطلب اسکا یہ ہی کہ مسبوق تو سلام پھیر نہین سکتا کیونکہ اوسکی نماز تو ابھی باقی ہی اور مقتدیون کی نماز ختم ہو چکی اسواسطے وہ کسی مدرک کو خلیفہ کر دیگا کہ وہ اون مقتدیون کے ساتھ سلام پھیر دے ص اور جب مسبوق نماز کو امام کی تمام کرے تو پھر اگر کوئی عمل منافی صلوۃ اوسنے کیا مانند قہقہہ اور کلام کے اور مسجد سے نکلنے کے فاسد ہو جاویگی نماز اوسکی اور پہلے امام کی جسنے مسبوق کو خلیفہ کیا تھا مگر جب پہلا امام فارغ ہو جاوے جیسے اوسنے وضو کیا اور پایا خلیفہ کو اس طرح پر کہ کچھ نماز اوسکی نہ گئی اور تمام کرلی اوسنے نماز پیچھے خلیفہ کے اور مقتدیون کی نماز کسی صورت مین فاسد نہوگی کیونکہ وہ اپنی نماز تمام کر چکے اور اگر رکوع یا سجدے مین حدث ہوا اور وضو کرکے بنا کیا رکوع اور سجدے کو پھر دوبارہ کرے اور اگر رکوع یا سجدے مین یاد کیا کہ ایک رکعت کا رکوع اور سجدہ نہین کیا تھا اور اوسی وقت اوسکو قضا کیا تو جس رکوع اور سجدے مین یاد کیا تھا اوسکا بھی لوٹانا مستحب ہی اور اگر نہ لوٹایا تو کچھ حرج نہین اور اگر امام کے ساتھ ایک ہی مقتدی تھا اور امام کو حدث ہوا تو وہ شخص اوسکا خلیفہ ہو جائے اگرچہ امام خلیفہ نکرے تو اگر وہ مقتدی عورت یا لڑکا ہی امام کی نماز فاسد ہو جاویگی اور بعضون نے کہا ہی کہ فاسد نہوگی کیونکہ اوسنے خلیفہ نہین کیا ہی اور یہ عورت اور لڑکا تو امامت کی صلاحیت نہین رکھتے تو مقتدی بغیر امام کے رہ جاویگا سو نماز انکی فاسد ہو جاویگی اور امام کی فاسد نہوگی +

باب نماز کے مفسدات اور مکروہات کے بیان مین

مفسدات یعنی جو نماز کو فاسد کرتے ہین بہت سے ہین پہلے کلام کرنا اگرچہ بھولے سے یا خواب مین ہووے ف اور امام شافعی رح کے نزدیک اگر بھولے سے کلام کرے تو نماز فاسد نہوگی اور دلیل اونکی یہ ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاۤءُ وَالنِّسْیَانُ یعنی اوٹھا لیا گیا میری امت سے خطا و نسیان اور اس لفظ سے یہ حدیث پائی نہین گئی بلکہ اس لفظ سے وُضِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاۤءُ وَالنِّسْیَانُ یعنی وضع کرلیا گیا امت میری سے خطا و نسیان اور جسپر وہ لوگ زبردستی کیے گئے روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور ابن حبان نے اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہی اوپر شرط بخاری و مسلم کے اور ہماری دلیل قول ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے معاویہ بن حکم سلمی کے کہ یہ نماز نہین لائق ہی اوسمین کلام آدمیون کا اور یہ تو تسبیح اور تکبیر اور قرات قرآن ہی روایت کیا اوسکو مسلم نے اور وہ جو امام شافعی نے روایت کی ہی محمول ہی اوپر معافی گناہ کے اور نماز کے فاسد ہونے پر دلالت نہین کرتا ص دوسرے قصداً سلام کرنا اور اگر بھولے سے کریگا نماز فاسد نہوگی ف کیونکہ سلام ایک ذکر ہی اذکار سے اور حالت نسیان مین محمول ہوگا اوپر ذکر کے بخلاف اوسکے کہ جب قصداً کوئی سلام کرے تو وہ کلام ہو جاویگا ص تیسرے جواب سلام کا کہنا قصداً ہو یا بھولے سے چوتھے آہ یا اوہ یا اُف کہنا پانچوین آواز سے رونا کسی مصیبت یا درد سے چھٹے بغیر عذر کے کھانسنا ساتوین جواب چھینک کا دینا آٹھوین بری خبر کا جواب اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ سے دینا اور خبر خوش کا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے اور خبر عجیب کا سُبْحَانَ اللّٰهِ یا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے نوین سوا امام کے اور کو قرات کا بتانا اور اپنے امام کو بعض مشائخ نے کہا ہی کہ اگر مقدار فرض کے پڑھ چکا ہی یا ایک آیت سے اوسنے دوسری آیت پڑھی اور اوسنے لقمہ دیا بتانے والے کی نماز جاتی رہیگی اور اگر امام نے لقمہ لیا تو اوسکی بھی نماز فاسد ہو جاویگی اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر امام کو بتا دیگا تو کسی صورت مین نماز نہ جاویگی اور اسی پر فتوی ہی دسوین مصحف سے دیکھکے پڑھنا گیارھوین نجس جگہہ پر سجدہ کرنا بارھوین جو کہ آدمیون سے مانگتے ہین وہ مانگنا جیسے کہے یا اللہ تعالی فلانی عورت سے میرا

نکاح کرنے یا مجکو ہزار دینار دے تیرھوین کھانا یا پینا چودھوین عمل کثیر کرنا اور عمل کثیر بعضون کے نزدیک وہ ہی جسمین دونون ہاتھون کے لگانے کی حاجت ہو اور بعضون کے نزدیک عمل کثیر وہ ہی جسکو مصلی کثیر جانے اور یہی مذہب اقرب ابو حنیفہ کے قریب ہی اور اگر کسینے ایک رکعت نماز پڑھی اور پھر نیت ابتدا کی اور تکبیر تحریمہ کہی لیکن ہاتھ نہ اوٹھائے تو اگر دوسری نماز پڑھنا چاہتا ہی پہلی رکعت اوسمین سے محسوب نہوگی اور اگر وہی نماز پڑھتا ہی تو یہ رکعت اوسمین محسوب ہوگی اور اگر کوئی جنت یا دوزخ کے ذکر سے نماز مین رووے یا عمل قلیل کرے یعنی عمل کثیر تک نہ پہنچے یا عذر سے کھانسے یا کوئی اوسکے سامنے سے گذر جاوے تو نماز نہین جاتی اور گذرنے والا گنہگار ہوتا ہی اگر مقام سجدے مین نہ مین بغیر کسی چیز حائل کے گذرے اور پوشیدہ نرہے کہ وہ شخص اگر چھوٹی مسجد مین نماز پڑھتا ہی تو جس جگہ گذریگا گنہگار ہوگا اور اگر بڑی مسجد یا جنگل مین پڑھتا ہی تو بعضون کے نزدیک اگر مقام سجدے مین گذریگا تو گنہگار ہوگا والا نہین ہوگا اور بعضون کے نزدیک جہان تک اوسکی نظر مقام سجدے پر نظر کرنے مین پہونچتی ہی وہ مقام سجدے مین داخل ہی تو اگر کوئی شخص دکان پر پڑھتا ہی اور نیچے دکان کے کوئی گذرا تو اول روایت کے موافق گنہگار نہوگا اور دوسری روایت کے موافق اگر گذرنے والے کے اور مصلی کے کچھ اعضا مقابل ہوگئے تو گنہگار ہوگا ورنہ گنہگار نہوگا **ف** جاننا چاہیے کہ گذرنا نمازی کے سامنے سے نماز مین نہایت برا ہی اور برائی مین اسکی احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جانے گذرنے والا سامنے مصلی کے کہ کیا عذاب ہی اوسپر البتہ بہتر ہی اوسکے واسطے کہ کھڑا رہے چالیس اس سے کہ گذر جاوے اوسکے سامنے سے کہا ابو النضر راوی نے کہ نہین جانتا مین کیا ارشاد فرمایا آپنے چالیس دن یا چالیس ماہ یا چالیس سال اور روایت کیا اوسکو بزار نے اور اوسمین اربعین خریفا ہی یعنی چالیس خریف اور بعضون کے نزدیک اگر سامنے سے عورت یا کتا یا گدھا نکل جاوے تو نماز جاتی رہتی ہی اور ہمارے نزدیک کسیکے گذرنے سے نماز نہین جاتی دلیل ہماری قول ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نہین توڑتی ہی نماز کو کوئی چیز اور دفع کرو اوسکو جہان تک کہ طاقت رکھو کیونکہ وہ شیطان ہی روایت کیا اسکو علماے ستہ نے سوا ترمذی کے اور سند مین اوسکی مجالد ہی اور اوسمین کلام ہی اور بخاری مین ہی کہ اوس شخص سے لڑائی کرے کیونکہ وہ شیطان ہی اور روایت کی دارقطنی نے سالم بن عبداللہ سے انھون نے اپنے باپ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر نے کہا کہ نہین قطع کرتا نماز کو کچھ پس دفع کرو جہان تک کہ طاقت ہی اور ضعیف کیا رفع اسکا اور وقف کیا اسکا موطا مین اور کہا نووی نے شرح صحیح مسلم مین حدیث لَا یَقْطَعُ الصَّلٰوۃَ مُرُوْرُ شَیْءٍ ضعیف ہی اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ نہین ہی یہ کم درجہ حسن سے اسواسطے کہ وہ مروی ہی چند طریقون سے ابو سعید اور ابن عمر اور ابو امامہ اور انس اور جابر سے اور یہ روایتین ابو داود اور دارقطنی اور معجم اوسط طبرانی مین ہین آور یہ حال نہین برابر ہی اوسکے جو صحیح مسلم مین ہی حضرت ابو ذر سے کہ قطع کرتا ہی صلوۃ کو جب نہو سامنے مصلی کے مانند لکڑی پالان اونٹ کے کتا سیاہ اور عورت اور گدھا کہا ہمنے کہ کیا سبب ہی کہ کتے سیاہ کو فرمایا اور سرخ کتے کو نکہا کہا اے بیٹے بھائی میرے کے پوچھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ پوچھا تو نے مجھسے سو کہا کہ کتا سیاہ شیطان ہی کہا امام احمد نے نہین شک ہی کہ کتا نماز کو توڑ دیتا ہی لیکن میرے دل مین گدھے اور عورت سے شک ہی کہا ابن الجوزی نے اور کہا امام احمد نے یہ قول اسواسطے کہ صحیح ہوئی حدیث عایشہ رضی اللہ عنہا کی کہ مین لیٹی تھی رات کو حضرت کے سامنے اور حضرت نماز پڑھتے تھے پھر جب سجدہ کرتے ہٹا دیتے تھے ہاتھ سے پیر میرا اور گھرون مین اوس دن چراغ نہ تھے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم وغیرہما نے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور صحیح ہوا ابن عباس سے کہ مین آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور آپ نماز پڑھتے تھے سوار تھا مین گدھے پر سے اور چھوڑ دیا مینے اوسکو کہ

صورت کے سو پھر پروا نکی اوسکی آپنے اور نپایا ہمنے کتّے مین کچھ اور روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ نے ساتھ اسناد صحیح کے کہتا ہون مین کہ کتّے کے باب مین بھی ایک حدیث آئی ہے روایت ہے فضل بن عباس سے کہ زیارت کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ جنگل کے اور ہماری ایک کتیا چھوٹی اور گدھی تھی تو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی اور وہ دونون اوسکے سامنے تھین تو نہ زجر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور کتیا اور کتّے کا ایک حکم ہے بیان اگرچہ ہو ذکر کی اور پھر سیاہ کی بھی ہووے تو البتہ کوئی حدیث اس تصریح سے نہین ملی واللّٰہُ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ **ص** جو شخص جنگل مین نماز پڑھتا ہی نزدیک اپنے دونون ابرو مین سے ایک ابرو کے برابر سترہ کھڑا کرے کہ طول اوسکا ایک گز کا ہووے اور ایک اونگل کا موٹا اور سترے کو رکھہ دینا زمین پر یا بجاے سترے کے زمین پر خط کھینچ لینا درست نہین **ف** اور سترے کی طرف قریب ہونا چاہیے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تممین سے تو قریب ہو سترے سے روایت کیا اوسکو حاکم نے اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے اور اوسمین ہی کہ نہ قطع کرے شیطان نماز اوسکی اور روایت کی مسلم نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تو رکھے سامنے اپنے مثل لکڑی پالان اونٹ کے تو نہ ضرر کریگا تجکو جو سامنے تیرے ہوگا اور اخراج کیا مسلم نے عایشہ رض سے کہ پوچھے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک مین سترہ مصلی سے سو کہا کہ مثل لکڑی پالان کے اور ہدایہ مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا عاجز ہی کوئی تممین کا اس سے کہ جب نماز پڑھے صحرا مین یہ کہ ہو آگے اوسکے مثل پالان اونٹ کے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی اور گز سے مراد ایک ہاتھہ ہی اور یہی گز ہی شرع مین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تممین سے جنگل مین تو کرے سامنے اپنے ایک سترہ ایسا ہی ہدایہ مین ہی اور کہا شیخ کمال الدین ابن الہمام نے کہ یہ حدیث غریب ہی نہین ملی لیکن روایت کی ابن حبان اور حاکم نے ابن عمر رض سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تممین سے تو نماز پڑھے طرف سترے کے اور نہ چھوڑے اوسکو جو گذرے اوسکے سامنے ہو کے اور روایت کیا اوسکو احمد اور بزار نے اور زیادہ کیا ابن حبان نے کہ اگر وہ انکار کرے تو لڑے اوس سے اور کرے سترے کو ایک دونون ابرو ون کے سامنے اسواسطے کہ روایت کی ابو داؤد نے ضباعہ بنت المقداد بن الاسود سے انھون نے اپنے باپ سے کہا کہ نہین دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے طرف ستون یا لکڑی یا درخت کے مگر کرتے اوسکو مقابل داہنے ابرو یا بائین ابرو کے اور نہین قصد کرتے تھے اوسکا قصد کرنے کر یعنی نماز مین اوسکی طرف نگاہ نرکھتے تھے تاکہ تشبیہ ہووے ساتھہ بت پرستون کے اور ولید بن کامل اوسکی اسناد مین ضعیف ہی اور ضباعہ مجہول ہی اور جواب اسکا یہ ہی کہ جہل قرن ثانی مین مقبول ہی اور دوسرے یہ کہ سکوت کیا اس حدیث سے ابو داؤد نے اور روایت کی نسائی نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تممین سے طرف ستون کے تو نہ کرے اوسکو درمیان آنکھون کے بلکہ کرے اوسکو بائین ابرو کے مقابل اور روایت کی ابو علی بن سکن نے اپنی سنن مین ضباعہ سے مثل اسکے اور ضعیف کیا اس حدیث کو احمد اور ابن حجر نے اور کہا فتح القدیر مین کہ یہ دلیل ہی اوپر اضطراب کے **ص** اور اگر سترہ نہووے اور کوئی شخص گذرنا چاہے یا سترہ اور آدمی کے بیچ مین گذرے تو اوسکو تسبیح یا اشارے سے منع کرے اور دونون سے منع نکرے **ف** کیونکہ اوپر گذرا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دفع کرو جہان تک کہ قدرت ہو اور اشارے سے دفع کرے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے سے دفع کیا ام سلمہ کے دونون لڑکون کو روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور ضعیف کیا اوسکو ابن القطان نے کہ محمد بن قیس مجہول ہی اور نہین پہچانی جاتی ماں اوسکی لیکن مصنف ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ مین اوسکے باپ سے روایت ہی اور اوسکا مجہول ہونا

ثابت نہین ہوتا اور بخاری اور تہذیب مین ہی کہ اخراج کیا اوسکے واسطے مسلم نے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب
حادثہ ہو کوئی حادثہ تو تسبیح کہے روایت کیا اوسکو علما نے **ص** اور امام کا سترہ مقتدیون کو بھی کفایت کرتا ہی اور رجوع جانے
کہ اس راہ مین کوئی شے آ نکلا یا اوس جگہہ راہ ہووے تو سترہ کا نہ گاڑنا درست ہی **ف** کیونکہ نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بطحاء مکہ مین اور اونکے سامنے ایک نیزہ تھا اور عورتین اور گدھے گذرتے تھے اوسکے اودھر اور تھا واسطے قوم کے سترہ
اور روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور اخراج کیا ابو داود نے اسی باب مین اسناد صحیح سے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے

فصل مکروہات نماز مین

پہلے سدل کپڑے کا اور وہ یہ ہی کہ چادر کو سر یا کندھے پر ڈالے اور اوسکے کنارون کو چھوڑ دے اس طرح پر کہ لٹکے رہین اور
قبا مین یہ کہ کندھون پر ڈالے اور دونون آستین کو ہاتھون مین نہ ڈالے اور دونون طرفون کو ملاوے **ف** اسواسطے کہ منع کیا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سدل سے نماز مین اور اس سے کہ آدمی ڈھانپ لیوے مونہہ اپنا روایت کیا اوسکو ابو داود اور حاکم نے
اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ ڈھانپے مونہہ اپنا نماز مین لیکن اسناد مین اسکی
صحابی کا نام مذکور نہین بہر صورت ہمارے نزدیک حجت ہی اور حضرت عبد اللہ بن عباس نے منع کیا ناک کو چھپانے سے روایت کی یہ
عکرمہ نے اور اسی طرح سعید بن المسیب اور ابراہیم نخعی اور عطا مکروہ رکھتے تھے اوسکو اخراج کیا ان آثار کا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین
ص دوسرے کپڑے کو سمیٹنا خاک اور غبار سے تیسرے کپڑے یا بدن سے کھیلنا **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ اللہ تعالی نے مکروہ رکھین واسطے تمہارے تین چیزین عبث یعنی بیفائدہ کام کرنا نماز مین اور رفث روزے مین اور ہنسی قبرون مین
روایت کیا اوسکو قضاعی نے طریق ابن المبارک سے انھون نے اسمعیل بن عیاش سے انھون نے عبد اللہ بن دینار سے انھون نے یحیی بن ابی کثیر
سے مرسل **ص** چوتھے سب بالون کا جمع کرنا یا بالون کو لپیٹ کے جڑ مین داخل کرنا **ف** کیونکہ روایت کی عبد الرزاق نے
انھون نے ثوری سے انھون نے مخول بن اسد سے انھون نے ایک شخص سے انھون نے ابو رافع سے کہا کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
نماز سے اوس شخص کو کہ باندھے ہو بالون کو سر پر اور اوسکو عربی مین عقص کہتے ہین اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور اوس شخص
کے بیچ نام سعید مقبری نکالیا اور کہا کہ انھون نے ابو رافع سے انھون نے ام سلمہ سے اور یہی حدیث روایت کی اور روایت کیا اوسکو اسحق
بن راہویہ نے سفیان سے اوسی سند اور متن سے اور یہی مضمون مروی ہی صحاح مین **ص** پانچوین اونگلیون کو چٹخانا **ف** کیونکہ روایت کی
ابن ماجہ نے حارث سے انھون نے حضرت علی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چٹخا تو اونگلیون کو اور تو نماز مین ہووے اور
ضعف ہی حارث مین بلکہ کہا شعبی نے کہ وہ کذاب ہی اور رافضی ہی **ص** چھٹے گردن پھیر کے دیکھنا اور آنکھ کے گوشے سے بغیر
گردن پھیرنے کے مکروہ نہین **ف** کہا صاحب ہدایہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر جانے مصلی کہ کسکو پکارتا ہی اور
کس سے سرگوشی کرتا ہی البتہ نہ التفات کرے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی لیکن روایت کی بیہقی نے شعب الایمان مین کعب سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی کوئی مومن کہ نماز پڑھے کھڑے ہو کے مگر موکل کر دیتا ہی اللہ اوسپر ایک فرشتہ کہ پکارتا ہی اے بیٹے
آدم کے اگر جانتا تو کہ کیا ہی نماز مین تیری اور کس سے سرگوشی کرتا ہی تو تو نہ التفات کرتا اور التفات کے معنی یہ ہین کہ ادھر اودھر دیکھنا
اور روایت کی حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو ابو داود نے ابو ذر سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہتا ہی اللہ متوجہ طرف

بندے کی اور وہ نماز میں ہوتا ہی پھر جب التفات کرتا ہی بندہ پھیر لیتا ہی اللہ مونہہ اپنا اوس سے اور روایت ہی انس سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بچ تو التفات سے نماز میں اسواسطے کہ التفات ہلاک کرنے والا ہی تو اگر ضرور ہو تو نفل میں نہ فرض میں روایت کیا
اوسکو ترمذی نے اور صحیح کیا اوسکو اور بے گردن پھیرے مکروہ نہیں کیونکہ روایت کی ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے اور صحیح کیا
اوسکو عبداللہ بن عباس سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم التفات کرتے نماز میں داہنے بائین اور نہ پھیرتے تھے گردن اپنی کہا
ترمذی نے کہ یہ غریب ہی اور کہا ابن القطان نے یہ صحیح ہی اگرچہ ترمذی کے طریقے سے غریب ہی اور ظاہر ہوا اوسکا ایک طریقہ
دوسرا مسند بزار میں ص ساتوین کنکریون کا ہٹانا مگر ایک بار سجدے کے لیے ف اسواسطے کہ یہ بھی ایک قسم
عبث سے ہی مگر جب کہ جب سجدہ کرنے کی جا نہو تو اوسوقت ایکبار ہاتھ سے ہٹا دینا جائز ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے ابوذر کے کہ ایکبار اے ابوذر ورنہ چھوڑ اوسکو اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے
ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر شی کو یہان تک کہ پوچھا مینے آپ سے کنکریون کے ہٹانے کو کہا کہ ایکبار
رخصت دیتا ہون مین اور اسی طرح روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیا گیا موقوف کہا دارقطنی نے اور وہی صحیح ہی
اور روایت ہی کتب ستہ مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مسح کر کنکریون کو اور تو نماز پڑھتا ہوا اور اگر ضرورت پڑے تو
ایکبار اور راوی اسکے معیقیب ہین ص آٹھوین کمر پر ہاتھ رکھنا ف کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس سے
روایت کی جماعت نے سوا ابن ماجہ کے ابوہریرہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ نماز پڑھے آدمی کمر پر ہاتھ
رکھکے اور دوسری وجہ کراہت کی یہ ہی کہ مخالف ہی سنت مشہورہ کے اور وہ ہاتھون کا باندھنا ہی ناف کے نیچے ص نوین دونون
ہاتھون کا کھینچنا اور سینے کو آگے کرنا واسطے سستی کے دسوین کتے کی طرح بیٹھنا اسطرح کہ دونون سرین پر بیٹھے اور دونون زانو کو
کھڑا کرے گیارھوین سجدے مین دونون بازو کو بچھا دینا ف کیونکہ ہدایہ مین ہی کہ فرمایا حضرت ابوذر نے کہ منع کیا مجکو میرے
دوست نے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزون سے ایک یہ کہ چونچ مارون مثل چونچ مارنے مرغ کے یعنی جلدی جلدی سجدے
مین جاؤن اور پھر جلدی اوٹھ کھڑا ہون اور یہ کہ بیٹھون مثل بیٹھک کتے کے اور یہ کہ بچھاؤن مین بچھانا لومڑی کا اور یہ حدیث
غریب ہی نہین ملی مجکو اور مسند احمد مین ہی ابوہریرہ سے کہ منع کیا مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزون سے اور ذکر کین وہی دو چیزین
اول کی لیکن اخیر مین یہ بیان کیا کہ التفات سے مانند التفات لومڑی کے اور صحیح حدیث حضرت عایشہ کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
منع کرتے تھے گھاٹی شیطان سے اور گھاٹی شیطان کی کتے کی طرح بیٹھنا ہی اور اس سے کہ بچھاوے آدمی دونون بازو اپنے مانند
بچھانے درندون کے واللہ اعلم ص بارھوین چارزانو بے عذر بیٹھنا ف اسواسطے کہ خلاف سنت ہی ص تیرھوین
اکیلے امام کا کھڑا ہونا مسجد کی محراب مین یا دکان پر امام کا کھڑا ہونا اور قوم کا نیچے یا قوم کا دکان پر اور امام کا نیچے ف
اسواسطے کہ وہ مشابہ ہی اہل کتاب کے کہ وہ امام کے واسطے ایک مکان اونچا بناتے ہین اور اوسمین امام کھڑا ہوتا ہی اور دکان کی
بلندی بعضون نے کہا ہی کہ بقدر قامت آدمی کے اور بعضون نے کہا ہی ایک ہاتھ اور اس سے کم مین کراہیت نہین اور
بعضون نے کہا ہی کہ مسجد جب تنگ ہووے تو کچھ مضایقہ نہین کہ امام محراب مین کھڑا ہووے ص چودھوین کھڑا ہونا مصلی کا
[illegible] شخص نظر کے

طرف توجہ کرے یعنی صف میں جو جگہہ باقی ہو تو اوسکو بند کرے اور بعض روایات مین ہی کہ نماز کا اعادہ لازم ہوگا اگر بیند تنہا پیچھے
صف کے پڑھیگا ص پندرھوین تصویر کا ہونا سر کے اوپر یا اوسکے آگے یا برابر اپنے یا بائین اور اگر پیچھے یا نیچے قدم کے ہی تو مکروہ نہین ف
کیونکہ فرشتہ جبرئیل نے کہا کہ ہم نہین داخل ہوتے اوس گھر مین جسمین کتا ہی یا تصویر ہی روایت کیا اوسکو مسلم نے عایشہ سے
ایک حدیث طویل مین اور اوسکے معنی مین بہت حدیثین صحیح آئین ہین فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین داخل ہوتے
ملائکہ اوس گھر مین جسمین کتا ہو یا تصویرین ہون ص سولھوین ننگے سر نماز پڑھنا سستی اور کاہلی کے سبب سے اور اگر واسطے
عاجزی کے پڑھے تو مکروہ نہین سترھوین برے کپڑون مین جو گھر مین پہنے رہتا ہی اور لوگون کے پاس اون کپڑون سے
نہین جاتا اون کپڑون سے نماز پڑھنا ف کیونکہ لوگون کی تو عزت کرتا ہی اور شرم کرتا ہی اونکے پاس برے کپڑے پہن کے
جانے سے اور نماز کی کچھ عزت و آبرو نہین حالانکہ اگر کسی امیر کے دربار مین جاتا ہی تو جو اوسکے عمدہ کپڑے ہوتے ہین اوسکو پہن کے
جاتا ہی نہ کہ جب درگاہ احکم الحاکمین مین جاوے تو جو اچھے کپڑے ہون بعزت تمام اوس سے نماز پڑھے اور یہ جب ہی کہ اوسکے پاس اور
کپڑے ہون ورنہ اگر کسی پاس اچھے کپڑے نہین تو اونھی کپڑون سے جو پہنے ہی نماز پڑھے ص اٹھارھوین خاک کے دور کرنے کیواسطے
نماز مین پیشانی کا زمین پر ملنا انیسوین آسمان پر نظر کرنا بیسوین سجدہ پگڑی کے پیچ پر کرنا ف کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ
نے عیاض بن عبد اللہ قرشی سے کہ دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سجدہ کرتا ہی اوپر پیچ عمامے کے سو اشارہ کیا ہاتھ سے کہ
اوٹھالے عمامے اپنے کو یعنی پیشانی پر سے اونچا کرلے کہ پیشانی کھل جاوے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبادہ بن صامت سے
کہ وہ جب ارادہ کرتے تھے نماز کا اوتار لیتے تھے عمامہ سر سے اور اس باب مین مروی ہی حضرت علی اور ابن عمر اور جعدہ بن ہبیرہ سے
ص اکیسوین آیتون کا گننا ف اسواسطے کہ شغل ہی نماز مین ص بائیسوین کپڑا جسمین تصویر ہی اوسکا پہننا
ف کیونکہ وہ مشابہ ہی بت کے اوٹھانے والے کے ساتھہ اور نماز جائز ہی ص اور مسجد کے اوپر (یعنی سقف پر) وطی اور پیشاب اور پیخانہ
مکروہ ہی ف بسبب عزت اور حرمت مسجد کے ص اور دروازہ مسجد کا بند کرنا بھی مکروہ ہی ف کیونکہ اسمین
قلت جماعت ہوگی ص اور مسجد کا نقش کرنا ساتھہ گچ اور ساج یا سونے کے پانی کے مکروہ نہین اور کھڑا ہونا امام کا مسجد مین
اور سجدہ کرنا محراب مین مکروہ نہین اور جو شخص کہ بیٹھا باتین کر رہا ہی اوسکے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہین ف کیونکہ روایت کی
ابن ابی شیبہ نے نافع سے کہ تھے ابن عمر جب نپاتے تھے راہ طرف ستون وغیرہ کے کہتے تھے کہ میرے واسطے تیری پیٹھہ ہی اور مخالف ہی
اوسکے جو روایت کی بزار نے حضرت علی رض سے کہ دیکھا انھون نے ایک شخص کو کہ نماز پڑھتا تھا پیچھے ایک شخص کے سو حکم کیا اوسکو
کہ اعادہ کرے نماز کا اور اسی طرح سوتے کے پیچھے بھی درست ہی کیونکہ صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اوپر گذرا کہ نماز پڑھتے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے حضرت عایشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے اور وہ سوتی تھین درمیان اونکے اور درمیان قبلے کے اور
مخالف ہی اوسکے جو مروی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے نہ نماز پڑھو پیچھے سوتے اور باتین کرنیوالے کے لیکن
وہ ضعیف ہی اور بھی مروی ہی مسند بزار مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منع کیا گیا مین کہ نماز پڑھون مین
طرف اون لوگون کے جو کھڑے ہین اور باتین کرتے ہین اور کہا بزار نے کہ نہین جانتا ہون مین اوسکو مگر ابن عباس سے اور جواب
اوسکا یہ ہی کہ جب آواز اونکی شدت سے ہو اور اوس سے خوف شغل کا ہو نماز مین وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص

کہ تصویرین بنی ہین اگر اوسپر سجدہ نہین کرتا تو نماز پڑھنا وہان مکروہ نہین اور جو صورت اتنی چھوٹی ہی کہ دکھلائی نہین دیتی یا سوا حیوان کے اور کسی چیز کی تصویر یا حیوان کی مگر اوسکا سر کٹا ہی تو مکروہ نہین اور مار ڈالنا بچھو اور سانپ کا بھی نماز مین مکروہ نہین **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُقْتُلُوا الْاَسْوَدَیْنِ وَلَوْ کُنْتُمْ فِی الصَّلٰوةِ یعنی قتل کرو بچھو اور سانپ کو اگرچہ تم نماز مین ہو کہا ترمذی نے حدیث صحیح ہی اور اسمین اگر عمل کثیر بھی ہووے تو بھی نماز مین کچھ حرج نہین اور یہی صحیح ہی **ص** اور جس گھر مین کہ مسجد ہی اوس گھر کی چھت پر پیشاب کرنا مکروہ نہین اسواسطے کہ وہ حکم مسجد کا نہین رکھتا کہ پیشاب اوسپر مکروہ ہووے

باب وتر اور نوافل کے بیان مین

وتر امام اعظم کے نزدیک واجب ہی اور نزدیک صاحبین اور امام شافعی کے سنت ہی **ف** اور دلیل اسکے وجوب کی یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے زیادہ کیا تمھاری نماز دن مین ایک نماز کو آگاہ ہو کہ وہ وتر ہی تو پڑھو اوسکو درمیان عشا کے طلوع فجر تک ایسا ہی ہدایہ مین اور یہ حدیث مروی ہی عمرو بن العاص اور عقبہ بن عامر اور ابن عباس اور ابن عمر اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین بھی مروی ہی اور خارجہ بن حذافہ اور ابو بصرہ غفاری سے تو حدیث عمرو اور عقبہ کی روایت کیا اوسکو اسحٰق بن راہویہ نے مسند مین **ثنا** سُوَیْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ **ثنا** قُرَّةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ حَبِیْبٍ عَنْ اَبِی الْخَیْرِ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْیَزَنِیِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّ اللّٰہَ زَادَکُمْ صَلٰوةً ھِیَ لَکُمْ خَیْرٌ مِّنْ حُمْرِ النَّعَمِ اَلْوِتْرُ وَھِیَ لَکُمْ فِیْمَا بَیْنَ الْعِشَاءِ اِلٰی طُلُوْعِ الْفَجْرِ یعنی بتحقیق کہ زیادہ کی تمکو اللہ نے ایک نماز کہ وہ بہتر ہی واسطے تمھارے سرخ چارپایوں سے اور وہ وتر ہی درمیان عشا کے طلوع فجر تک اور ضعیف کیا یحیی بن معین نے قرہ کو اور لیکن حدیث ابن عباس کی سو روایت کیا اوسکو دارقطنی اور طبرانی نے نضر ابو عمر سے اوسنے عکرمہ سے اوسنے ابن عباس سے اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے بسبب نضر کے اور لیکن حدیث ابن عمر کی سو اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے غرائب مالک مین اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ حمید بن ابی الجون کے اور الفاظ اوسکے یہ ہین اِنَّ اللّٰہَ زَادَکُمْ صَلٰوةً وَھِیَ الْوِتْرُ اور لیکن حدیث ابو سعید خدری کی روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور الفاظ اوسکے وہی ہین جو حدیث ابن عباس کے ہین جسکو روایت کیا طبرانی نے اور لیکن حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے اور اوسمین یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہمکو سو جمع ہوئے ہم سو بیان کی حضرت نے تعریف اللہ کی اور ثنا اوسکی پھر کہا کہ تحقیق اللہ نے زیادہ کیا تمھارے واسطے ایک نماز کو اور حکم کیا ہمکو وتر کا اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ محمد بن عبید اللہ عرزمی کے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین **حدثنا** اَبُوْ خَالِدِ الْاَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ زَادَکُمْ صَلٰوةً اِلٰی صَلٰوتِکُمْ وَھِیَ الْوِتْرُ یعنی اللہ نے زیادہ کیا واسطے تمھارے ایک نماز کو اور وہ وتر ہی اور اسناد اسکی صحیح ہی لیکن حجاج مین کچھ کلام ہی بہر حال درجہ حسن سے کم نہین اور حدیث ابو بصرہ کی روایت کیا اوسکو حاکم نے ابن لہیعہ سے انھون نے عمرو بن العاص سے کہا کہ سنا مینے ابو بصرہ غفاری سے کہ کہتے تھے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے تحقیق کہ زیادہ کی اللہ نے تمکو ایک نماز اور وہ وتر ہی تو پڑھو اوسکو درمیان عشا کے نماز صبح تک اور سکوت کیا اوس سے حاکم نے لیکن ابن لہیعہ ضعیف ہی کہا شیخ ابن الہمام نے

تواسحٰق یا ابن لہیعہ یعنی متہم کی گئی یہ حدیث ساتھ ابن لہیعہ کے اور لیکن حدیث خارجہ کی روایت کیا اوسکو حاکم اور ابو داود اور
ترمذی نے اور ابن ماجہ نے کہ نکلے ہمارے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کہا تحقیق کہ اللہ نے مدد کی تمھارے ساتھ ایک نماز کی جو بہتر ہی
واسطے تمھارے سرخ چارپایون سے اور وہ وتر ہی تو کیا اوسکو درمیان عشا کے طلوع فجر تک کہا حاکم نے صحیح ہی اور نہین تخریج کیا اوسکا
شیخین نے بسبب متفرد ہونے تابعی کے صحابی سے اور یہ جو کہا ہی ترمذی نے کہ یہ غریب ہی اوسکی صحت کے منافی نہین کیونکہ ترمذی اکثر جگہ کہتا ہی
حسن صحیح غریب اور رد جو ابن الجوزی نے ضعیف کیا اس حدیث کو بسبب ابن اسحٰق اور عبد اللہ بن راشد کے اور نقل کیا تضعیف
عبد اللہ کی دارقطنی سے صحیح نہین کیونکہ ابن اسحٰق ثقہ ہی نہین شبہ ہی اوسکے ثقہ ہونے مین اور نزدیک محققین کے اور اگر تسلیم
بھی کیا جاوے تو متابع ہی اوسکے لیث بن سعد یزید بن حبیب سے اور لیکن جو نقل کی تضعیف عبد اللہ بن راشد کی دارقطنی سے تو غلطی کی
اوسمین کیونکہ دارقطنی نے عبد اللہ بن راشد بصری مولی عثمان بن عفان راوی کو ابو سعید خدری سے ضعیف کیا ہی اور لیکن عبد اللہ راوی
اس حدیث کا یعنی حدیث خارجہ کا اور وہ عبد اللہ زوفی ہی ابو الضحاک مصری ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور متابعت لیث کی
اور تصحیح اس بات کی کہ یہ عبد اللہ زوفی ہی دونون باتین اسناد نسائی مین بیچ حدیث مذکور کے کتاب الکنی مین موجود ہی تو ثابت ہو گئی
صحت اس حدیث کی اور اگر یہ بھی مان لین تو بھی حدیث ضعیف جب بہت سے طریقون سے مروی ہو تو وہ خواہ مخواہ حسن ہو جاویگی بلکہ بعض طریق سے
خود حسن ہین مثل طریقہ اسحٰق بن راہویہ کے اور قرہ راوی کو اگرچہ ضعیف کیا احمد نے اور کہا کہ منکر الحدیث ہی لیکن کہا ابن عدی نے نہین دیکھی
مینے اوسکی کوئی حدیث منکر اور مین جانتا ہون کہ کچھ حرج نہین ساتھ اوسکے اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور یہ قول
حضرت کا زادکم دلالت کرتا ہی کہ ان پانچ نمازون سے ملحق ہی وتر بھی اور ثابت ہوتا ہی اس سے وجوب اسکا جیسا کہ نہین پوشیدہ ہی عاقل پر
اگر کوئی کہے کہ اس سے فرضیت ثابت ہوتی ہی جیسے کہ فرضیت ہی پانچون نمازون کی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ دلیل ظنی ہی اور فرضیت دلیل
قطعی سے ثابت ہوتی ہی لیکن ایک اشکال اس مقام پر ہی وہ یہ کہ روایت کی حاکم اور بیہقی نے بسند صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ زیادہ کیا اللہ نے ایک نماز کو طرف نمازون تمھاری کے اور وہ بہتر ہی واسطے تمھارے سرخ چارپایون سے آگاہ ہو کہ وہ دو رکعتین ہین قبل
نماز فجر کے یعنی سنتین فجر کی تو اگر یہ لفظ زادکم موجب وجوب کو ہی تو بر تقدیر اوسکے لازم آتا ہی کہ سنتین فجر کی بھی واجب ہو جاوین
اور حال آنکہ وہ بالاتفاق سنت ہین تو اس صورت مین اولی یہ ہی کہ استدلال کرین ساتھ اوس حدیث کے جو سنن ابو داود مین ہی ابو المنیب
سے اور نام اوسکا عبید اللہ بن عبد اللہ عتکی ہی انھون نے عبد اللہ بن بریدہ سے انھون نے اپنے باپ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر حق ہی جو وتر نہ پڑھے وہ ہم مین سے نہین وتر حق ہی اور جو وتر نہ پڑھے تو وہ ہم مین سے نہین وتر حق ہی اور جو وتر نہ پڑھے تو
وہ ہم مین سے نہین اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور کہا ابو المنیب ثقہ ہی اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور کہا
ابن ابی حاتم نے سنا مینے باپ اپنے سے کہتے تھے کہ وہ صالح الحدیث ہی اور انکار کیا ہی بخاری پر اس وجہ سے کہ اوسنے داخل کیا اوسکو
ضعفا مین اور کلام کیا اوسمین نسائی اور ابن حبان نے اور کہا ابن عدی نے کچھ حرج نہین ساتھ اوسکے تو حدیث حسن ہو گئی اور روایت کی بزار نے
اسود سے انھون نے عبد اللہ سے کہ فرمایا حضرت نے اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ یعنی وتر واجب ہی ہر مسلمان پر اور کہا کہ نہین جانتے ہم کہ
روایت کیجاتی ہو یہ حدیث ابن مسعود سے مگر اسی وجہ سے اور اس جگہ ایک اشکال ہی اور وہ یہ کہ روایت کی بخاری و مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم وتر پڑھتے تھے اونٹ پر اور اسے نفل ... [illegible]

ابن اسحٰق
عبد اللہ بن راشد و عبد اللہ زوفی
قرہ
ابو المنیب

رخصت کیا تو کہا کہ مدد تو اونسے تحقیق کہ اللہ نے فرض کیا اوپر تمہارے نماز زیادہ رات مین اور وہ وتر ہے تحقیق دن پہلے آپ نے
کہا تھا اور روایت کی ابن حبان نے تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے لوگون کے ساتھ رمضان مین تو پڑھین آٹھ رکعتین اور
وتر پڑھا پھر انتظار کیا صحابہ نے آپکا دوسری رات اور آپ نکلے نماز کیواسطے تو پوچھا اونسے صحابہ نے پھر فرمایا آپنے خوف کیا مینے
کہ نہ فرض ہوجاوے تمپر وتر اور اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح آٹھ رکعتین پڑھین تھین
اور بھی مروی ہے سنن مین سوا ترمذی کے کہ فرمایا حضرت نے وتر واجب ہے حق ہے اوپر ہر مسلمان کے سو جو شخص چاہے وتر پڑھے ساتھ
پانچ رکعتون کے اور چاہے ساتھ تین رکعتون کے اور چاہے ساتھ ایک رکعت کے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر واجب نہین اور روایت کیا اسکو
ابن حبان نے اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہے اوپر شرط بخاری و مسلم کے اور جواب اول سے یہ ہے کہ یہ ایک واقعہ ہے کہ اوس سے عموم نہین ثابت ہوتا
تو ہوسکتا ہے کہ یہ بسبب عذر کے ہووے اور اس بات پر اتفاق ہے کہ فرض چارپاے پر بسبب عذر کیچڑ وغیرہ کے پڑھنا جائز ہے یا یہ کہ یہ واقعہ
قبل وجوب وتر کے ہوگا کیونکہ وجوب وتر کا ساتھ وجوب پانچون نمازون کے نہین ہے بلکہ متاخر ہے اور دوسرے یہ کہ مروی ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ وہ اوترتے تھے سواری پر سے واسطے وتر کے اور روایت کی طحاوی نے نافع سے انھون نے ابن عمر سے تحقیق کہ وہ نماز پڑھتے
سواری پر اور وتر پڑھتے تھے زمین پر اور جانتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے معتمر سے
اونھون نے حمید سے انھون نے بکر سے کہ ابن عمر جب ارادہ رکھتے تھے وتر پڑھنے کا اوترتے تھے اور وتر پڑھتے تھے زمین پر اور کہا ابن عون نے
کہ پوچھا مینے قاسم سے کہ جو شخص وتر پڑھے سواری پر کیا حکم ہے اوسکا سو کہا کہ جانا ان سب لوگون نے کہ حضرت عمر وتر پڑھتے تھے زمین پر
اور کہا ابراہیم نخعی نے کہ صحابہ نماز پڑھتے تھے اپنی سواریون اور جانورون پر جس طرف ہوتا تھا سو نہ اونکا مگر فرض اور وتر کو کہ وہ
پڑھتے تھے اون دونون کو زمین پر اخراج کیا ان دو روایتون کو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین تو معلوم ہوا کہ سواری پر وتر پڑھنا
آپ کا یا تو قبل وجوب کے ہے یا بعذر تھا اور معاذ کی روایت سے جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ وجوب وتر کا بعد سفر کے ہووے اور دوسرے
یہ کہ مراد حضرت کی اون نمازون سے وہ نمازین ہین جنکا ایک ایک وقت خاص علیحدہ مقرر ہے مثل پانچون نماز کے بخلاف وتر کے کہ وہ
تابع ہے عشا کے اور وقت اوسکا وقت عشا کا ہے جیسا کہ عاقل پر پوشیدہ نہ رہیگا اور تیسری روایت سے جواب یہ ہے کہ یہ حکم قبل وجوب
وتر کے ہوگا اور دوسرے یہ کہ مراد وتر سے اوس جگہہ ساری رکعتین تراویح کی مع وتر مراد ہین کیونکہ آٹھ رکعتین تراویح کی اور تین وتر کی ملاکے
گیارہ وتر ہین یعنی طاق ہین جفت نہین اور دلیل اوسپر یہ ہے کہ تصریح ہے روایت پچھلی مین اس حدیث کے کہ فرمایا آپ نے
خَشِیْتُ اَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْکُمْ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ یعنی خوف ہے مجھکو کہ فرض ہوجاوے تمپر نماز رات کی تو اب معلوم ہوا کہ واجب کی
لفظ سے حدیث مین وجوب لغوی بمعنی ضرورت کے مراد نہین بلکہ وجوب شرعی ہے اور اسی واسطے آپنے یہ کلمہ ارشاد فرمایا بطور تاکید کے
فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا یعنی جو وتر نہ پڑھے وہ ہم مین سے نہین اور وتر پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اور تابعین اور
تبع تابعین نے مواظبت کی ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ **ص** اور وتر کی تین رکعتین ہین ایک سلام سے اور امام شافعی کے نزدیک دو
سلام کرے **ف** دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی حضرت عایشہؓ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین رکعتین نہین سلام پھیرتے تھے
مگر آخر مین روایت کیا اسکو حاکم نے اور کہا صحیح ہے اوپر شرط بخاری و مسلم کے اور اسی طرح روایت کی نسائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نہین سلام پھیرتے تھے دونون رکعتون وتر کے اور روایت کی حاکم نے حسن سے کہ ابن عمر تھے سلام پھیرتے دو رکعتون کے بعد وتر مین

سوا اسکے کہ عمر زیادہ ہوگئی تھی اونسے اور وہ کھڑے ہوتے تھے دوسری رکعت سے ساتھ تکبیر کے اور سکوت کیا اوسپر اور روایت کی طحاوی نے ابن عباس سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے ساتھ تین رکعتون کے پڑھتے تھے اول رکعت مین سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى آخر حدیث تک اور روایت کی حاکم نے اور روایت کی نسائی نے عائشہ سے اور ابن حبان نے اور حاکم نے مستدرک مین اور روایت کیا حدیث ابن عباس کو باسناد صحیح طبرانی نے معجم صغیر مین مثل حدیث طحاوی کے اور کہا کہ نہین روایت کیا اسکو عن سُفْيَانَ إِلَّا قَتَادَةُ یعنی نہین روایت کیا اوسکو سفیان سے مگر قتادہ نے اور روایت کی طبرانی نے اوسط مین حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الصَّمَدِ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُورٍ قَالَ كَانَ مُعَلَّمُ ابْنِ الْمُقَدَّمِ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین سلام پھیرتے بعد دو رکعتون کے وتر سے اور کہا کہ یہ کروہ عَنِ الْمُسْتَلِمِ إِلَّا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ تَفَرَّدَ بِهِ هِشَامٌ یعنی نہین روایت کیا اوسکو معلم سے مگر محمد بن شعیب نے منفرد ہوا اوسکے ساتھ ہشام اور روایت کیا اسی حدیث کو ابن ابی شیبہ نے اسی اسناد سے اور روایت کی اوسنے ابو سلمہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین رکعتین آخر رات مین اور روایت کی ابن عبد البر نے عثمان بن محمد بن سعید بن عبد الرحمن سے حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْبُتَيْرَاءِ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَاحِدَةً يُوتِرُ بِهَا یعنی منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر پڑھنے سے اور اوسکو ناقص فرمایا اور ذکر کیا اس حدیث کو ابن عبد الحق محدث نے احکام مین ایسا ہی برہان مین ہے اور اکثر صحابہ اور تابعین اسی پر ہین کہ وتر کی تین رکعتین ہین روایت کی طحاوی نے ثَنَا أَبُو بَكْرَةَ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ ثَنَا أَبُو خَالِدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ عَلَّمَنَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْوِتْرَ مِثْلُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ هٰذَا وِتْرُ اللَّيْلِ وَهٰذَا وِتْرُ النَّهَارِ یعنی کہا ابو خالد نے کہ پوچھا مینے ابو العالیہ سے وتر سے کہا سکھایا ہمکو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہی یہ وتر دن کا ہی اور یہ وتر رات کا ہی اور روایت کیا اسے طحاوی نے ثابت سے کہ نماز پڑھی ساتھ ہمارے انس رضی اللہ عنہ نے وتر کی سو مین اونکی داہنی طرف تھا اور ام اونکی پیچھے ہمارے تھی تین رکعتین نہ سلام پھیرا مگر اونکے آخر مین اور اسی طرح صحیح ہوا ابن مسعود سے وِتْرُ اللَّيْلِ ثَلَاثٌ كَوِتْرِ النَّهَارِ یعنی وتر رات کے تین ہین مانند وتر دن کے اور بعضون نے اس حدیث کو مرفوع کیا ہی اور ضعیف ہی رفع اوسکا کیونکہ مرفوع کیا ہی اوسکو اعمش سے اوسنے عبد اللہ سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر یحیی بن ابی المواجب نے اور وہ ضعیف ہی اور روایت کی ابو حنیفہ نے مسند مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے ساتھ تین رکعتون کے پڑھتے تھے اول رکعت مین سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور دوسری مین قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری مین قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے مانند اسکے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبد الرحمن بن ابزی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے ساتھ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ کے اور کہتے تھے بیچ آخر نماز کے جب بیٹھتے تھے سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ تین بار اور آخر بار مین پکار کے کہتے تھے اور حسن بصری نے کہا

تحقیق یحیی بن ابی المواجب

اجماع کیا مسلمانوں نے کہ وتر تین رکعت ہیں کہا ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا حفص عن عمرو عن الحسن
قَالَ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی اَنَّ الْوِتْرَ ثَلٰثٌ لَا یُسَلِّمُ اِلَّا فِیْ اٰخِرِهِنَّ یعنی اجماع کیا مسلمانوں نے کہ وتر
تین رکعت ہیں نہ پھیرے سلام مگر انکے آخر میں اور روایت کی طحاوی نے عبد الرحمن بن ابی زیاد سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے
سات فقیہوں سے کہ سب تابعی ہیں سعید بن مسیب اور عروہ اور قاسم بن محمد اور ابوبکر بن عبد الرحمن اور خارجہ بن زید اور عبید اللہ
بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار کہا سب نے کہ وتر تین رکعتیں ہیں نہ سلام پھیرے مگر اخیر رکعت کے بعد اور امام شافعیؒ کے نزدیک
جو چاہے ایک رکعت پڑھے یا تین چاہے پانچ اور دلیل انکی وہ حدیث ہے جو اوپر گذری اور فرمایا حضرتؐ نے اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ وَّاحِدَةٌ
مِّنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ یعنی وتر ایک رکعت ہے آخر رات میں اور یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے غرض حاصل سب باتوں کا یہ ہے کہ حدیثیں
دونوں طرف موجود ہیں لیکن مناسب یہی ہے کہ تین سے کم بھی نہ پڑھے اور نہ زیادہ کرے کیونکہ تین رکعت کا ثبوت بہ نماز مغرب
بھی ہو سکتا ہے اور پانچ اور سات وغیرہ کا نظیر موجود نہیں اور اسی طرح ایک رکعت پڑھنے سے نہی وارد ہوئی تو مقتضا احتیاط
یہی ہے کہ تین رکعت پڑھے کہ سب کے نزدیک درست ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ **ص** حیث تیسری رکعت
وتر میں قبل رکوع کے دونوں ہاتھ اوٹھا کے تکبیر کہکے ہمیشہ قنوت پڑھا کرے اور امام شافعی کے نزدیک پندرھویں رمضان
سے آخر مہینے تک قنوت پڑھے اور پھر کبھی وتر میں نہ پڑھے **ف** جاننا چاہیے کہ اس جگہہ تین خلاف ہیں اول تو یہ کہ جب
قنوت پڑھے وتر میں تو قنوت پڑھے قبل رکوع کے یا بعد رکوع کے دوسرے یہ کہ قنوت وتر میں تمام سال پڑھا کرے یا فقط نصف
آخر رمضان میں اور تیسرے یہ کہ سوا وتر میں اور جگہہ بھی قنوت پڑھے یا نہ پڑھے تو ہمارا مذہب یہی ہے کہ **ص** سوائے وتر کے اور کسی
نماز میں دعائے قنوت پڑھنا درست نہیں اور امام شافعی کے نزدیک فجر کی اخیر رکعت میں بعد رکوع کے بھی قنوت پڑھا کرے
ف تو اول مسئلے میں امام شافعی کی دلیل یہ ہے جو روایت کی دارقطنی نے سوید بن غفلہ سے کہا کہ سنا میں نے ابوبکر اور عمر اور
عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے کہ کہتے تھے پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت آخر وتر میں اور آخر وتر کا بعد رکوع کے ہے
لیکن جواب اسکا یہ ہے کہ آخر شی کا جب ہوتا ہے کہ نصف سے بڑھ جاوے اور اس صورت میں قبل رکوع بھی قنوت پڑھنا آخر نماز میں ہے
اور ایک حدیث صریح انکی دلیل ہے وہ یہ ہے کہ روایت کی حاکم نے حسن بن علی سے اور صحیح کیا اوسکو کہا کہ سکھلائے مجکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کلمات کہ کہتا ہوں میں انکو وتر میں جب اوٹھاتا ہوں سر اپنا اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ
آخر تک اور بیان اسکا قنوت میں آویگا اور دلیل ہماری یہ ہے جو روایت کی نسائی اور ابن ماجہ اور ابوداود وغیرہم نے
ابی بن کعب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں پڑھتے تھے قنوت قبل رکوع کے اور ایک لفظ میں نسائی کے یہ ہے کہ تھے وتر پڑھتے
ساتھ تین رکعت کے اول میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور دوسری میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ
پڑھتے تھے اور ضعیف کیا اس حدیث کو ابوداود نے بسبب اضطراب کے اور صحیح یہ ہے کہ زیادت ثقہ کی اگرچہ منفرد ہو مقبول ہے اور اگر تسلیم کریں تو روایت کی خطیب نے
کتاب القنوت میں باسناد صحیح عبد اللہ بن مسعودؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی وتر میں قبل رکوع کے اور ذکر کیا اوسکو ابن الجوزی نے
تحقیق میں اور سکوت کیا اوس سے اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا وکیع ثنا سفیان عن ابان بن ابی
عیاش عن ابراهیم عن علقمة عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قنت قبل الركوع

فِي الْوِتْرِ یعنی قنوت پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل رکوع کے وتر میں لیکن اسناد اسکی ضعیف ہی بسبب ابان ابن ابی عیاش کے اور روایت کی ابو نعیم نے حلیہ میں عطار بن مسلم سے انھون نے علا ابن مسیب سے انھون نے حبیب بن ابی ثابت سے انھون نے ابن عباس سے کہا کہ وتر پڑھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ تین رکعتون کے سو قنوت پڑھی اوسمین قبل رکوع کے اور اخراج کیا طبرانی نے اوسط مین محمود بن محمد مروزی سے ثنا سُهَيْلُ بْنُ عَبَّاسٍ التِّرْمِذِيُّ ثنا سَعِيْدُ بْنُ سَالِمِ الْقَدَّاحِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ وَيَجْعَلُ الْقُنُوْتَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ کہ کہا ابن عمر نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے ساتھ تین رکعتون کے اور کرتے تھے قنوت کو قبل رکوع کے اور قول ابو نعیم کا غریب ہی حدیث حبیب سے اور علا ابن تفرد کیا اوس سے عطار بن مسلم نے اور قول طبرانی کا کہ نہین روایت کیا اوسکو عبد اللہ سے مگر سعید بن سالم نے کچھ موجب بعد کو نہین کیونکہ اوپر بیان کیا ہمنے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہی باوجود اس بات کے کہ انفراد سفیان ثوری کا زبید سے روایت نسائی مین اور تفرد عطار کا علا سے اور تفرد سعید کا عبد اللہ سے ساتھ ہونے حدیث ابن مسعود کے بروایت ابن ابی شیبہ اور خطیب کے حجت قاطع ہی کیونکہ اب انفرادنہ ہوا بلکہ کثرت ہو گئی اور خصوصاً جب کہ ہر طریقہ حسن یا صحیح ہووے اور وہ جو حدیث اسمین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی بعد رکوع کے تو مراد اوس سے یہی ہی کہ ایک مہینا پڑھی تھی اور پھر ترک کی بدلیل اوسکے جو روایت کی عاصم احول سے کہ پوچھا مینے انس سے قنوت کا تو کہا ہان تب کہا مینے کہ قبل رکوع کے یا بعد رکوع کے کہا قبل رکوع کے کہا مینے کہ فلانے شخص نے خبر دی مجکو تمسے کہ بعد رکوع کے کہا وہ جھوٹھا ہی نہین قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد رکوع کے مگر ایک مہینے کہا شیخ ابن الہمام نے وَعَاصِمٌ كَانَ ثِقَةً جِدًّا یعنی اور عاصم تھا ثقہ نہایت درجے کا اور عمل صحابہ کا اسی پر ہی روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ ابن مسعود اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قنوت پڑھتے تھے قبل رکوع کے اور دوسرے مسئلے مین امام شافعی کی دلیل یہ ہی وہ جو روایت کی ابو داود نے کہ عمرؓ نے جمع کیا آدمیون کو اوپر ابی بن کعب کے تو وہ نماز پڑھتے تھے ساتھ اونکے بیس راتین مہینے سے یعنی رمضان سے اور نہین قنوت پڑھتے تھے ساتھ اونکے مگر نصف اخیر مین رمضان سے تو جب عشرہ اخیر آتا تھا جماعت نہین کرتے تھے اور پڑھتے تھے اپنے گھر مین اور اس متن کے لیے ایک طریقہ دوسرا ضعیف کیا اوسکو نووی نے خلاصے مین اور وہ جو روایت کی ابن عدی نے انسؓ سے کہ تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت پڑھتے نصف رمضان مین ضعیف ہی ساتھ ابو عاتکہ کے اوضعیف کیا اوسکو بیہقی نے اور دلیل ہماری وہ ہی جو ہدایہ مین ہی کہ فرمایا حضرت نے حسن سے جب سکھائی اونکو دعا ے قنوت کہ کر اسکو اپنے وتر مین اور یہ روایت غریب ہی نہین ملی اور مشہور وہ ہی جو مروی ہی سنن اربعہ مین یزید بن ابی مریم سے انھون نے ابی الجوزا سے انھون نے حسن بن علی سے کہا سکھائے مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمات وتر مین یا قنوت وتر مین اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ کہا ترمذی نے اسناد اوسکی صحیح ہی یا حسن ہی اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا اوسمین کہ جب اوٹھاتا مین سر اپنا اور نہ باقی رہتا تھا مگر سجدہ اور اخراج کیا اربعہ نے اور حسن کہا اوسکو ترمذی نے حضرت علیؓ سے کہا کہ وہ کہتے تھے آخر وتر مین اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ

مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ لیکن وجوب قنوت
ثابت نہین ہوتا مگر جب کہ وہ حدیث ثابت ہوجاوے کہ اِجْعَلْ هٰذَا فِيْ وِتْرِكَ یعنی کر اسکو وتر مین کیونکہ صیغہ امر کا واسطے وجوب کے ہی
اور ایک طریقہ اسکے وجوب کا اور طرح ثابت ہوسکتا ہی وہ یہ کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا انھون نے لَا وِتْرَ اِلَّا
بِقُنُوْتٍ یعنی نہین وتر ہی مگر ساتھہ قنوت کے اور وتر واجب ہی تو قنوت بھی واجب ہی اور مشہور قنوت مین یہ دعا ہی جو
روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح عبد الرحمن سے کہ سکھایا ہمکو ابن مسعود نے پڑھنا قنوت کا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ
وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ
يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ
وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ اور رفع یدین بھی وقت قنوت کے حدیث ابن عباس سے جو
اوپر گذری ثابت ہوتا ہی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح عبد اللہ سے کہ وہ اوٹھاتے تھے ہاتھہ اپنے وقت قنوت کے وتر مین
اور اس دعا قنوت کو روایت کیا ابو داود نے مراسیل مین خالد بن ابی عمران سے اور الفاظ اوسکے یہ ہین اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ
وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَخْضَعُ لَكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ يَامَنْ يَّكْفُرُكَ کہا اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ
نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ
الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ اور کہا احمد بن عمران فقیہ نے حَدَّثَنِيْ فَرَجٌ مَوْلٰى اَبِيْ يُوْسُفَ قَالَ رَاَيْتُ مَوْلَايَ
اَبَا يُوْسُفَ اِذَا دَخَلَ فِي الْقُنُوْتِ لِلْوِتْرِ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ یعنی جب جاتے امام ابی یوسف قنوت
وتر مین اوٹھاتے ہاتھہ اپنے دعا مین کہا ابن ابی عمران نے كَانَ فَرَجٌ ثِقَةً تھا فرج ثقہ اور جسکو قنوت یاد نہووے وہ بجاے قنوت کے
رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہے اور تیسرے مسئلے مین دلیل امام شافعی
کی حدیث ابو جعفر رازی کی ہی انس رض سے کہ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے قنوت صبح مین یہان تک کہ مفارقت کی دنیا کی
روایت کیا اوسکو دارقطنی وغیرہ نے اور بخاری مین ہی ابو ہریرہ سے کہ کہا انھون نے مین قریب تر ہون ساتھہ نماز رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے تو تھے ابو ہریرہ قنوت پڑھتے اخیر رکعت مین نماز صبح سے بعد کہنے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کے تو دعا کرتے تھے
واسطے مومنون کے اور لعنت کرتے تھے کافرکو اور حدیث ابن ابی فدیک کی عبد اللہ بن سعید مقبری سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے ابو ہریرہ
سے انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تھے جب سر اوٹھاتے آپ نماز صبح مین رکوع سے ہاتھہ اوٹھاتے اور دعا کرتے ساتھہ
اس دعا کے اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ آخر تک اور عبد اللہ بن سعید مقبری ضعیف ہی نہایت درجے کا کہا ترمذی نے وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ
الْمَقْبُرِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ یعنی عبد اللہ بیٹا سعید مقبری کا ضعیف کیا جاتا ہی حدیث مین کہا شیخ ابن الہمام نے
فتح القدیر مین وَالْجَوَابُ اَوَّلًا اَنَّ حَدِيْثَ ابْنِ اَبِيْ فُدَيْكٍ الَّذِيْ هُوَ النَّصُّ فِيْ مَطْلُوْبِهِمْ ضَعِيْفٌ
یعنی پہلے جواب یہ ہی کہ حدیث ابن ابی فدیک کی کہ وہ نص ہی اونکے مطلوب مین ضعیف ہی فَاِنَّهٗ لَا يُحْتَجُّ بِعَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا کیونکہ
نہین حجت پکڑی جاویگی ساتھہ اس عبد اللہ کے اور ثانیا وہ کی حدیثین منسوخ ہین ساتھہ اوسکے جو روایت کی بزار اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی
اور طحاوی سب نے حدیث شریک قاضی سے انھون نے ابو حمزہ قصاب سے انھون نے ابراہیم سے انھون نے علقمہ سے انھون نے

عبد اللہ سے کہا کہ نہین قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح مین مگر ایک مہینے پھر ترک کیا اوسکو نہ پڑھا اوسکے قبل اوسکے [ابو حمزہ قصاب]
اور نہ بعد اوسکے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ قصاب کے ترک کیا اوسکو احمد بن حنبل نے اور ابن معین نے اور ضعیف کیا اوسکو عمر بن علی فلاس نے
اور ابو حاتم نے اور حاصل اونکی تضعیف کا یہ ہی کہ وہ کثیر الوہم تھا تو اب یہ حدیث رافع اوس حدیث قوی کی جو ابوہریرہؓ سے مروی ہی نہوگی
اور جواب اوسکا یہ ہی کہ اسیطرح ابو جعفر مین کلام ہی کہا ابن المدینی نے اوسمین خلط کرتا تھا حدیث مین اور کہا ابن معین نے خطا کرتا تھا [ابو جعفر]
اور کہا احمد نے قوی نہین اور کہا ابو زرعہ نے کَانَ يَهِمُ كَثِيرًا وہم کرتا تھا بہت اور کہا ابن حبان نے کہ وہ منفرد ہوتا تھا ساتھ
ذکر حدیثون کے علما مشہورین سے اور مقوی ہی قصاب کی حدیث کو وہ جو روایت کی قیس بن ربیع نے عاصم بن سلیمان سے کہا کہ کہا
ہمنے واسطے انس کے کہ کچھ لوگ گمان کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پڑھتے تھے قنوت فجر مین کہا انس نے کہ جھوٹھے بولے
وہ نہین پڑھی قنوت حضرتؐ نے مگر ایک مہینے کہ بددعا کرتے تھے ایک قبیلے پر قبیلون مشرکین سے تو یہ حدیث خود مخالف ہی حدیث انس کے
اور قیس راوی اس حدیث مین اگرچہ ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو یحیی بن معین نے لیکن توثیق کی اوسکی اور لوگون نے اور بہرحال ابو جعفر سے [قیس ابن الربیع]
کم نہین بلکہ اوسکے برابر ہی یا اوس سے زیادہ ہی اعتبار مین کیونکہ ضعیف کرنے والے قیس کے کم ہین ضعیف کرنے والون ابو جعفر سے اور ضعیف کیا
یحیی بن معین نے بسبب اوسکے جو کہا احمد بن سعید بن ابی مریم نے پوچھا مینے یحیی سے قیس بن ربیع کو سو کہا کہ ضعیف ہی نہین لکھی جاویگی
حدیث اوسکی کیونکہ وہ حدیث بیان کرتا ہی عبیدہ سے اور وہ منصور سے ہوتی ہی اور یہ ضعف موجب رد حدیث کو نہین اسواسطے کہ غایت اوسکی
غلطی ہی اوسکی ذکر عبیدہ مین بدل منصور کے لیکن ضعیف کیا اوسکو اور لوگون نے سوائے یحیی کے بھی کہا نسائی نے متروک ہی اور کہا دارقطنی نے
ضعیف ہی اور مروی ہی احمد سے کہ وہ کثیر الخطا تھا اور روایت کی اوسنے حدیثین منکر اور تھے وکیع اور ابن المدینی ضعیف کرتے تھے اوسکو
اور کلام کیا اوسمین امام المحدثین یحیی بن سعید القطان نے لیکن تھے شعبہ کہ ثنا کرتے تھے قیس پر اور تشنیع کی انھون نے یحیی بن سعید پر
بسبب تضعیف اونکی کے قیس کو کہا ابو قتیبہ نے کہا واسطے میرے شعبہ نے لازم پکڑ قیس بن ربیع کو اور کہا ابن حبان نے دیکھین مینے
حدیثین قیس کی روایات قدما اور متاخرین سے اور تلاش کی مینے اونکی تو دیکھا مینے اوسکو سچا امانت دار جب جوان تھا اور جب زیادہ ہوا
سن اوسکا تو بگڑ گیا حفظ اوسکا اور اکثر روایتین اوسکی مستقیم ہین اور کہا ابو حاتم نے محل اوسکا صدق ہی اور قوی نہین اور کہا شمس الدین
ذہبی نے قول معتبر قول شعبہ کا ہی اور نہین حرج ہی ساتھ اوسکے تو کم نہوگا ابو جعفر رازی سے اور مؤید ہی اوسکی وہ جو روایت کیا اوسکو اس سے
خطیب بغدادی نے کتاب القنوت مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہین قنوت پڑھتے تھے مگر جب کہ بددعا کرتے کسی قوم کو اور سند اوسکی
صحیح ہی اور ضعیف کیا ابن الجوزی نے اوس حدیث انس کو کہ پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نماز صبح مین یہان تک کہ انتقال کیا
اور تشنیع کی اوسپر اور کہا کہ یہ اون حدیثون مین سے ہی جن سے ہماری کتابون کی محافظت چاہیے بسبب اس بات کے کہ وہ جانتا تھا کہ یہ حدیث
باطل ہی اور بعض روایات اوسکی مشہور بالوضع ہوئی ہین اور فرمایا حضرتؐ نے جو حدیث بیان کرے ہمسے ایسی حدیث جو جانتا ہی کہ وہ جھوٹھی ہی
تو وہ بھی کاذبین مین سے ہی اور ایک حدیث صحیح روایت کی امام ابو حنیفہ صاحب نے حماد بن ابی سلیمان سے انھون نے ابراہیم سے انھون نے
علقمہ سے انھون نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین قنوت پڑھی فجر مین کبھی مگر ایک مہینہ اور نہ دیکھا قبل اوسکے
اور نہ بعد اوسکے اور اس مہینے مین قنوت پڑھی واسطے بددعا کے ایک قوم مشرکین سے اور اس اسناد مین کسی طرح کا غبار نہین اور
اسیواسطے نہ خود انھون نے صبح مین قنوت نہین پڑھی جیسے کہ روایت کی طبرانی نے حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

ثنا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ ثنا غَالِبُ بْنُ فَرْقَدٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ شَهْرَيْنِ فَلَمْ يَقْنُتْ فِي صَلٰوةِ الْغَدَاةِ یعنی کہا غالب بن فرقد نے تھا مین ساتھ انس کے دو مہینے سو نہ قنوت پڑھی انھون نے نماز فجر مین اور کبھی قنوت بمعنی طول قیام کے بھی آتا ہی اور جائز ہی کہ یہ غلطی ابو جعفر سے واقع ہوئی ہو کہ انس نے کہا ہو اس قنوت کو اور وہ سمجھا ہو دعا کے قنوت کو ایسا ہی کہا بعض محدثین نے جیسا کہ حدیث مین آیا ہی اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ یعنی افضل صلوٰۃ وہ ہی جس مین طول ہو قیام کا تو ثابت ہو گیا نسخ قنوت کا اور روایت کی ابن حبان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین قنوت کرتے نماز صبح مین مگر یہ کہ دعا کرین واسطے کسی قوم کے یا بد دعا کرین کسی قوم کو اور اس قنوت سے مراد طول قیام ہی کیونکہ قنوت بمعنی دعا کے کس طرح ثابت ہو گی اور روایت صحیح ہوئی ابو مالک سعد بن طارق اشجعی سے انھون نے اپنے باپ سے کہا کہ نماز پڑھی مینے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو نہ قنوت پڑھی اور پیچھے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سو نہ قنوت پڑھی اور پیچھے عمر رضی اللہ عنہ کے سو نہ قنوت پڑھی اور پیچھے عثمان رضی اللہ عنہ کے سو نہ قنوت پڑھی اور پیچھے علی رضی اللہ عنہ کے سو نہ قنوت پڑھی پھر کہا کہ ای بیٹے میرے یہ بدعت ہی روایت کیا اوسکو نسائی اور ابن ماجہ نے اور ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہی اور ابن ماجہ مین ہی کہ مینے اپنے باپ سے کہا کہ ای باپ میرے نماز پڑھی تو نے پیچھے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر اور عثمان کے اور پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کوفے مین پانچ برس تک کیا قنوت پڑھتے تھے فجر مین کہا کہ ای بیٹے میرے مُحْدَث یعنی بدعت ہی اور اخراج کیا مانند اسکے ابن ابی شیبہ نے اور اس سے باطل ہو گیا قول حازمی کا کہ قنوت فجر مین منقول ہی خلفاء اربعہ سے اور اسی پر جمہور ہین اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے کہ وہ نہین قنوت پڑھتے تھے فجر مین اور روایت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ جب قنوت پڑھی انھون نے نماز صبح مین انکار کیا لوگون نے اون پر سو کہا انھون نے مدد مانگی ہمنے اپنے دشمن پر اور انکار کرنے والے لوگ صحابہ اور تابعین تھے اور بھی روایت کی ابن عباس اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہم سے کہ وہ نہین پڑھتے تھے قنوت فجر مین اور روایت کی ابن عمر سے کہ کہا انھون نے قنوت فجر مین نہین دیکھا مینے اور نہین جانا مینے اور کتاب غایۃ مین ہی کہ پوچھے گئے ابن عمر قنوت فجر سے کہا کہ نہین قسم اللہ کی نہین پہنچا ہین ہم اوسکو اور سعید بن جبیر نے کہا گواہی دیتا ہون مین کہ سنا مینے ابن عباس سے کہتے تھے قنوت نماز فجر مین بدعت ہی ذکر کیا اوسکو ابن مندہ نے اور وہ جو نقل کی حازمی نے کہ ابن عمر بھول گئے اور قنوت پڑھی انھون نے ساتھ اپنے باپ کے نماز فجر مین سو یہ غلط ہی کیونکہ اوپر گذرا کہ حضرت عمر نے نہین قنوت پڑھی فجر مین اور اسناد اوسکی نہایت صحیح ہی اور دوسرے یہ کہ کہا محمد بن الحسن نے ثنا أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّهُ صَحِبَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سِنِيْنَ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ فَلَمْ يَرَهُ قَانِتًا فِي الْفَجْرِ یعنی اسود صحبت مین رہے عمر بن الخطاب کی برسون سفر اور حضر مین اور قنوت نہ پڑھتے دیکھا اونھون نے حضرت عمر کو نماز فجر مین اور اس سند پر کسی طرح کا غبار نہین اور نسبت ابن عمر کی طرف نسیان کے اس امر مین نہایت بعید ہی کیونکہ نسیان اوس امر مین ہوتا ہی جو کبھی کبھی وقوع مین آتا ہی اور یہ ہر نماز صبح مین تھا تو کیونکر نسیان اونکا قبول کیا جاویگا باوجود اسکے کہ خود اونکا قول ہی مَا شَهِدْتُ وَمَا عَلِمْتُ یعنی نہین دیکھا مینے اور نہین جانا مینے وَاللّٰهُ أَعْلَمُ

ص اور پڑھے وتر کی ہر رکعت مین فاتحہ اور سورت یعنی تیسری رکعت مین بھی سورت پڑھے **ف** اور دلیل اسکی یہ ہی کہ حضرت نے پہلی رکعت مین سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى پڑھا اور دوسری مین قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ

اور تیسری مین قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ روایت کیا اسکو امام ابوحنیفہ نے اور ابوداود اور ابن ابی شیبہ نے اور بہت محدثین نے اور بیان اسکا اوپر تفصیل سے گذرا **ص** اگر شافعی مذہب کے پیچھے حنفی نماز پڑھتا ہی اور وتر مین اوسنے بعد رکوع کے پڑھی حنفی بھی بعد رکوع کے پڑھے اور صحیح مین اوسکی تابعداری کرے بلکہ چپکا کھڑا رہے **ف** اور جاننا چاہیے کہ وتر حنفی کا پیچھے شافعی کے بعض لوگون کے نزدیک درست ہی اور بعضون کے نزدیک درست نہین کیونکہ وتر شافعی کے نزدیک سنت ہی اور ہمارے نزدیک واجب اور اقتدا واجب پڑھنے والے کی پیچھے نفل پڑھنے والے کے درست نہین وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

فصل نوافل کے بیان مین

قبل فجر اور بعد ظہر اور عشا اور مغرب کی دو دو رکعتین پڑھنا سنت ہین اور قبل ظہر اور جمعے کے اور بعد جمعہ کے چار رکعتین ایک سلام سے اور چار قبل عصر اور عشا اور بعد عشا کے مستحب ہین **ف** اور اصل اس باب مین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی جو شخص مداومت کرے اوپر بارہ رکعتون کے سنت سے بنا دے اللہ ایک گھر اوسکے لیے جنت مین چار رکعتین قبل ظہر کے اور دو رکعت بعد اوسکے اور دو رکعتین بعد مغرب کے اور دو رکعتین بعد عشا کے اور دو قبل فجر کے روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے مغیرہ بن زیاد سے انھون نے عطا سے انھون نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہی اس وجہ سے اور مغیرہ بن زیاد کلام کیا ہی اوس مین بعض اہل علم نے اوسکے حفظ کے سبب سے انتہی لیکن اس حدیث کا ایک شاہد ہی روایت کیا اسکو جماعت نے سوا بخاری کے ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے کہ انھون نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے نہین ہی کوئی بندہ مسلمان کہ پڑھے واسطے اللہ کے ہر روز بارہ رکعتین نفل مگر بنا دیگا اللہ واسطے اوسکے گھر جنت مین زیادہ کیا ترمذی اور نسائی نے کہ چار رکعتین قبل ظہر کے اور دو بعد اوسکے اور دو بعد مغرب کے اور دو بعد عشا کے اور دو قبل نماز صبح کے اور ایک روایت مین نسائی کی ہی کہ دو رکعتین قبل عصر کے بدل دو رکعتون کے بعد عشا کے باقی رہین چار قبل عصر کے اور چار قبل جمعہ اور چار بعد جمعہ اور چار قبل عشا اور چار بعد عشا تو اب جاننا چاہیے کہ چار قبل عصر کے مستحب ہین روایت کی ابوداود اور احمد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے دونون نے اپنی صحیح مین اور ترمذی نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم کرے اللہ اوس مرد پر جسنے پڑھین چار رکعتین قبل عصر کے کہا ترمذی نے حسن غریب ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ دو قبل عصر کے پڑھے اور دلیل اونکی اوپر گذری اور روایت کی ابوداود نے عاصم بن ضمرہ سے اونسے حضرت علی رض سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے قبل عصر کے دو رکعتین اور روایت کیا اوسکو ترمذی اور احمد نے اور کہا چار بدلے دو کے اور لیکن چار رکعتین قبل جمعے کے تو ثابت ہین چار رکعتون قبل ظہر سے اور چار رکعتین بعد جمعے کے تو اسواسطے کہ روایت کی ابوہریرہ نے کہ فرمایا حضرت نے جب نماز پڑھے کوئی تم مین سے جمعے کی تو پڑھے بعد اوسکے چار رکعتین روایت کیا انکو مسلم اور ابوداود اور ترمذی نے اور اکثر روایتون مین آیا ہی کہ دو رکعتین بعد جمعے کے روایت کیا اسکو ابوداود نے سنن مین اور لیکن چار بعد عشا کے اور چار قبل عشا کے سو روایت کی ابوداود نے شریح بن ہانی سے کہا کہ پوچھا مینے حضرت عایشہ رض سے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سو کہا نہین نماز پڑھی آپنے عشا اور آئے میرے پاس مگر پڑھین چار رکعتین یا چھ رکعتین آخر حدیث تک اور روایت کی سعید بن منصور نے براء بن عازب سے کہ فرمایا حضرت نے جو شخص پڑھے قبل عشا کے چار رکعتین گویا کہ اوسنے تہجد پڑھا رات مین اور جسنے پڑھا چار رکعتون کو بعد عشا کے گویا کہ پڑھین اوسنے چار شب قدر مین اور بعضون کا مذہب یہ ہی کہ دو بعد عشا کے پڑھے اور دلیل اونکی اوپر گذری اور کہا حضرت عایشہ رض نے کہ نہین چھوڑتے تھے آپ چار قبل ظہر کے اور دو قبل صبح کے اور فجر کی سنتون کی بڑی تاکید ہی فرمایا حضرت نے دو رکعتین قبل فجر کے

بہتر ہین ساری دنیا سے روایت کیا اسکو نسائی نے اور چار رکعتین قبل ظہر کے اونمین ایک ہی سلام ہے یعنی دو رکعتون کے بعد سلام
نہ پھیرے بلکہ جب چارون پڑھ لے اور امام شافعی کے نزدیک دو دو کر کے پڑھے اور تمسک کیا ہے اونے اوس سے جو روایت کی ابوداود نے
اور ترمذی نے شمائل مین ابوایوب انصاری سے کہ فرمایا حضرت نے کہ چار قبل ظہر کے نہین ہی اونمین سلام کھولے جاتے ہین اونکے
واسطے دروازے آسمان کے اور ضعیف ہی یہ حدیث بسبب عبیدہ بن معتب ضبی کے اور ایک لفظ مین ترمذی کی شمائل مین یہ ہی
کہا مینے ای رسول اللہ کیا اونمین سلام فاصل ہی کہا کہ نہین اور اسکا ایک دوسرا طریقہ ہی جو روایت کیا اوسکو امام محمد بن الحسن نے
موطا مین حَدَّثَنَا بُكَيْرُ بْنُ عَامِلِ الْبَجَلِيُّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ وَالشَّعْبِيِّ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ
كَانَ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ فَسَاَلَهٗ اَبُوْ اَيُّوْبَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّ اَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ فِيْ هٰذِهِ
السَّاعَةِ فَاُحِبُّ اَنْ يَّصْعَدَ لِيْ فِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ خَيْرٌ فَقُلْتُ اَفِيْ كُلِّهِنَّ قِرَاءَةٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَيُفْصَلُ بَيْنَهُنَّ
بِسَلَامٍ قَالَ لَا یعنی تھے حضرت پڑھتے چار رکعتین قبل ظہر وقت زوال آفتاب کے تو سوال کیا اونسے ابوایوب نے اس سے پھر فرمایا
حضرت نے کہ کھولے جاتے ہین اس ساعت مین دروازے آسمان کے سو چاہتا ہون مین کہ چڑھے اس ساعت مین میری کوئی نیکی کہا مینے
کیا سب رکعتون مین قراءت ہے فرمایا کہ ہان کہا مینے کیا فصل کیا جاوے اون چارون مین ساتھ سلام کے فرمایا کہ نہین یعنی چار رکعت کے
بیچ مین سلام نہ پھیرے **ص** اور دن مین چار رکعت سے نفل زیادہ پڑھنا ایک سلام سے مکروہ ہی اور رات کو آٹھ رکعت سے زیادہ اور چار رکعتین
دن رات مین ایک سلام سے پڑھنا افضل ہین **ف** اور صاحبین کے نزدیک رات مین ہر دو رکعت مین ایک سلام چاہیے اور دلیل
اسکی یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین زیادہ کیا اسپر اور اگر کراہیت نہوتی تو زیادہ کرتے واسطے تعلیم جواز کے اور فضل رات
مین نزدیک صاحبین کے دو دو ہین اور دن مین چار چار اور امام شافعی کے نزدیک رات دن مین دو دو پڑھنا افضل ہی اور امام ابوحنیفہ کے
نزدیک چار چار پڑھنا رات دن مین افضل ہی امام شافعی کی دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صَلٰوةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى
یعنی نمازین دن رات کی دو دو ہین روایت کیا اسکو اصحاب سنن اربعہ نے ابن عمرؓ سے اور صاحبین کے نزدیک اعتبار تراویح پر ہی
اور یہ حدیث اسکی اسناد مین شعبہ ہی کہا ترمذی نے اختلاف کیا اصحاب شعبہ نے اسمین تو بعضون نے اوسکو رفع کیا اور بعضون نے وقف کیا
اور روایت کیا اسکو ثقات نے عبداللہ بن عمرؓ سے اور ذکر کیا اوسمین رات کی نماز کو اور نہین بیان کیا دن کی نماز کو اور ایسا ہی ہی
صحیحین مین اور کہا نسائی نے یہ حدیث نزدیک میرے خطا ہی اور وہ جو نسائی نے کہا سنن کبری مین کہ اسناد اوسکی جید ہی نہین معارض ہی
اوس کلام کی اسواسطے کہ وجود سند کا نہین مانع ہی خطا سے دوسری جہت سے کہ عارض ہوئی ہو ثقات کو اور اسیواسطے روایت کیا اوسکو حاکم
نے اپنی کتاب علوم الحدیث مین پھر کہا کہ رجال اسکے ثقہ ہین مگر یہ کہ اسمین علت ہی کہ اوسکے ذکر سے کلام طویل ہوگا انتہی اور بتقدیر تسلیم کے
ثبوت اسکا جواب ہم دینگے اور خود صاحبین کی دلیل ہی کہ فرمایا حضرت نے صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى یعنی نماز رات کی دو دو ہین اور
نہین ذکر کیا اوسمین دن کی نماز کو اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی جو کہا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے نہین نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے عشا کی کبھی اور آئے میرے پاس مگر پڑھین چار رکعتین اور اس سے معلوم ہوا کہ رات مین چار رکعتین ایک سلام سے آپ نے پڑھین
اور روایت کی ابوداود نے حضرت عایشہؓ سے کہا تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے نماز عشا کی جماعت سے پھر جاتے تھے گھر اور پڑھتے
چار رکعتین پھر جاتے تھے اپنے فرش پر سونے کو آخر حدیث تک اور صحیح مسلم مین ہی حدیث معاذہ سے کہ پوچھا اونسے حضرت عایشہؓ سے

کہ کتنی رکعتین پڑھتے تھے نماز ضحیٰ کی کہا کہ چار رکعتین اور زیادہ کرتے تھے جتنا چاہتے تھے اور روایت کی ابو یعلی موصلی نے اپنی
مسند مین حدثنا شیبان بن فروخ ثنا طیب بن سلیمان قال قالت عمرۃ سمعت ام المؤمنین
عائشۃ تقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الضحی اربع رکعات لا یفصل بینھن بسلام
یعنی تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے چاشت کی چار رکعتین نہین کرتے تھے بیچ مین انکے سلام اور لیکن اول حدیث سے ثابت
نہین ہوتا کہ ایک ہی سلام سے چارون پڑھتے تھے اور ایک دلیل یہ ہے جو مروی ہے صحیحین مین ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے کہ انھون نے پوچھا
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کس طرح تھی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات مین رمضان کی کہا کہ نہین زیادہ کرتے تھے رمضان مین اور
نہ غیر رمضان مین گیارہ رکعت پر پڑھتے تھے چار رکعتین تو نہ پوچھ ان رکعتون کے حسن اور طول سے پھر چار سو نہ پوچھ انکے حسن اور طول سے
یعنی بہت اچھی طرح طول سے پڑھتے تھے اور یہ جو جدا جدا چار چار کو بیان کیا اس سے مطلوب ثابت ہوتا ہے والا کہتین آٹھ رکعت سو نہ پوچھ انکے
حسن اور طول سے اور اوپر بیان کر چکے ہم سنت ظہر مین کہ آپنے چار رکعتین ایک ہی سلام سے پڑھین تھین اور اوس حدیث سے
مراد یہ ہے کہ دو دو رکعت کا ایک ایک شفع علیحدہ ہے یا یہ کہ ہر دو رکعت کے بعد تشہد کے واسطے بیٹھے نہ یہ کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے اور دلیل
اسپر یہ ہے جو اخراج کیا اوسکو ترمذی اور نسائی نے ابن المبارک سے انھون نے لیث بن سعد سے انھون نے عبد اللہ بن سعید سے انھون نے
عمران بن ابی انس سے انھون نے عبد اللہ بن نافع سے انھون نے ربیعہ بن الحارث سے انھون نے فضل بن عباس سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز دو دو رکعتین ہین تشہد پڑھا جاتا ہے ہر دو رکعت مین واللہ اعلم **ص** فرض کی دو رکعتون مین اور
وتر اور نوافل کی سب رکعتون مین قرارت فرض ہے **ف** کیونکہ مروی ہے صحیحین مین ابو قتادہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے
ظہر مین دو رکعتون مین فاتحہ اور سورت اور پچھلی دو رکعتون مین فقط فاتحہ آخر حدیث تک اور اوپر گذر چکا کہ اگر تسبیح پچھلی دو رکعتون مین کہے
یا چپکا رہے تو بھی درست ہے روایت کی ابن ابی شیبہ نے شریک سے انھون نے ابی اسحق سبیعی سے انھون نے علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے
کہ کہا انھون نے قرارت کر اول کی دو رکعتون مین اور تسبیح کہہ پچھلی دو رکعتون مین اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت غریب ہے اور روایت
کی امام محمد نے موطا مین ثنا محمد بن ابان القرشی عن حماد عن ابراھیم عن علقمۃ بن قیس ان عبد اللہ بن مسعود
کان لا یقرأ خلف الامام فیما یجھر فیہ وفی ما یخافت فیہ من الاولیین ولا فی الاخریین واذا
صلی وحدہ قرأ فی الاولیین بفاتحۃ وسورۃ ولم یقرأ فی الاخریین بشیء یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ نہین پڑھتے تھے پیچھے امام کے نہ فاتحہ اور نہ سورت نہ نماز جہری مین اور نہ پچھلی دو رکعتون مین اور جب نماز
پڑھتے تھے اکیلے تو پڑھتے تھے اول دو رکعتون مین فاتحہ اور سورت اور نہ پڑھتے تھے کچھ پچھلی دو رکعتون مین **ص** اور جس نفل کو
قصداً شروع کر لیا ہو تو تمام کرنا اوسکا لازم ہے اگرچہ طلوع یا غروب آفتاب کے وقت شروع کیا ہو تو اگر بھولے سے شروع کیا ہو
مثلاً اوسکو معلوم ہو کہ ظہر مینے نہین پڑھی اور اوسنے شروع کی اور بعد اوسکے معلوم ہوا کہ نماز مین پڑھ چکا ہون اور اوسنے نماز توڑ دی
قضا کرنا اوسکا واجب نہین اور اگر چار رکعت نفل شروع کی پہلے دوگانے مین توڑ دیا ایک دوگانے کی قضا لازم آویگی اور امام ابی یوسف
رحمہ اللہ کے نزدیک چارون رکعتون کی اور اگر دو رکعتون کے بعد بیٹھ کے تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہوا اور اوسکو توڑ دیا تو فقط
دوسرے دوگانے کی قضا کرے کیونکہ ادا ہو گیا تمام پہلا اور یہ اسلیے ہے کہ ہر دوگانہ ایک نماز علیحدہ ہے **ف**

کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَلٰوۃُ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰی مَثْنٰی یعنی نماز رات دن کی دو دو رکعتین ہین یعنی ہر دو
رکعت ایک نماز علیحدہ ہی **ص** اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور دونون دوگانہ یا پہلے دوگانے یا دوسرے مین یا دوسرے دوگانے
کی ایک رکعت مین یا اول دوگانے کی ایک رکعت مین یا اول دوگانے مین اور دوسرے کی ایک رکعت مین قرارت ترک کی دو رکعتون کی
قضا لازم آویگی اور اگر ہر دو دوگانے کی ایک رکعت مین یا دوسرے دوگانے مین اور ایک رکعت مین اول کی ترک کی تو چارون رکعتون کی
قضا لازم آویگی اور پہلی اور چھٹی صورت مین امام ابی یوسف کے نزدیک چار رکعتون کی قضا لازم آویگی اور ساتوین اور آٹھوین صورت مین
امام محمد کے نزدیک دو رکعتون کی قضا واجب ہوگی اور دوسری اور تیسری اور چوتھی اور پانچوین صورت مین سب کے نزدیک قضا
دو رکعتون کی لازم آویگی تو امام صاحب کے نزدیک چھ صورتون مین دو رکعتون کی قضا لازم آویگی اور دو صورتون مین چار رکعت کی
اور امام ابی یوسف کے نزدیک چار صورت مین دو رکعتون کی اور چار صورت مین چار رکعتون کی اور امام محمد کے نزدیک سب صورتون مین
دو رکعت لازم آوینگی اور سب آٹھ صورتین ہین اور اگر چار رکعت نفل شروع کیے اور اول دوگانے کے تشہد مین توڑ ڈالا دوسرے
دوگانے کی قضا لازم نہ آویگی اور اگر چار رکعتین نفل پڑھین اور بیچ مین اونکے نہ بیٹھا اول دوگانے کی قضا لازم نہ آویگی اور بیٹھ کے
نفل پڑھنا شروع سے اگرچہ کھڑا ہو سکتا ہو درست ہی **ف** کیونکہ روایت کی جماعت نے سوا مسلم کے عمران بن حصین سے کہا کہ پوچھا مینے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس شخص کی نماز سے جو بیٹھا ہو تو فرمایا جو پڑھے کھڑے ہوکے تو وہ افضل ہی اور جو شخص بیٹھ کے پڑھے اوسکو
اجر برابر نصف قائم کا ہی اور جو شخص پڑھے لیٹ کے تو اوسکو اجر برابر نصف قاعد کے ہی اور قائم کے معنی کھڑے ہوکے نماز پڑھنے والا اور
قاعد کے معنی بیٹھ کے پڑھنے والا کہا امام نووی نے کہ کہا علما نے کہ یہ نفل مین ہی اور فرض مین بیٹھ کے پڑھنا بیعذر جائز نہین تو اگر
عاجز ہی قیام سے اور بیٹھ کے پڑھے تو اوسکا اجر قائم سے کم نہین انتہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیمار ہووے
مرد یا مسافر تو ثواب اوسکا مثل صحیح تندرست اور مقیم کے لکھا جاویگا اخراج کیا اوسکا بخاری نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اسمین مخصوص ہین کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی نفل کی بیٹھ کے اور پوچھا صحابہ نے ارشاد فرمایا آپنے کہ ثواب قاعد کا نصف ہی
قائم کے فرمایا کہ مین نہین ہون مثل تمھارے روایت کیا اوسکو مسلم نے ابن عمر سے **ص** اور کھڑے ہوکے شروع کرنا اور بیچ مین
بیعذر بیٹھ جانا مکروہ ہی اور نفل باہر شہر کے سواری پر اگرچہ قبلے کی طرف مونہہ نہو اشارے سے درست ہی **ف** اور باہر شہر کے
اسمین قید ہی شہر کے اندر درست نہین کیونکہ فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر رض نے دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے
حمار پر اور وہ متوجہ تھے طرف خیبر کے یعنی مونہہ آپ کا خیبر کی جانب تھا اشارے سے اور جب کہ یہ فعل مخالف قیاس ہی تو اپنے مورد مین
منحصر ہوگا اور یہ حدیث خود شرح وقایہ مین مذکور ہی روایت کیا اوسکو مسلم اور ابو داود اور نسائی نے اور اوسمین اشارے کا ذکر نہین
اور غلطی بیان کی دارقطنی اور نسائی نے عمرو بن یحیی کی کہ اوسنے علی حمار کا لفظ کہا اور صحیح عَلٰی رَاحِلَتِہٖ ہی یعنی اپنی اونٹنی پر تھے
اور روایت کی دارقطنی نے غرائب مالک مین انس سے کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وہ متوجہ تھے طرف خیبر کے
حمار پر نماز پڑھتے تھے اشارے سے اور سکوت کیا اسپر اور امام مین شیخ تقی الدین نے نسبت کی اشارے کی طرف صحیحین کے
اور زیلعی نے نہین دیکھا اوسکو صحیحین مین اور کہا احمد عبد الحق نے جمع بین الصحیحین مین کہ منفرد ہوئے بخاری ساتھ ذکر اشارے کے کہا
شیخ ابن الہمام نے وَقَدْ رَاَيْنَاهُ فِي بَابِ الْوِتْرِ فِي السَّفَرِ فِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ یعنی دیکھا مینے

اس حدیث کو صحیح بخاری باب الوتر فی السفر مین حدیث ابن عمر سے اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے نوع اول مین قسم رابع کی صحیح مین جابر رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے تھے نوافل راحلے پر ہر طرف اشارے سے اور راحلہ اونٹ کو کہتے ہین ف تو اگر سواری پر نفل شروع کیا پھر اوترا اور اتمام کیا جائز ہی اور اگر نیچے شروع کیا اور سواری پر تمام کیا نماز فاسد ہوگی

فصل تراویح کے بیان مین

تراویح رمضان مین قبل وتر کے بعد عشا کے بیس رکعتین سنت ہین اور ہر چار رکعت کے بعد جتنی دیر مین کہ اوسکو پڑھا ہی بیٹھے اور پانچ ترویحے ہوتے ہین اور ترویحہ ہر چار رکعت کو کہتے ہین اور ہر ترویحے مین دو سلام ہین اور ایک ختم رمضان مین سنت ہی اور قوم کی سستی سے ترک نہین کرنا چاہیے اور سوا رمضان کے وتر جماعت سے نہ پڑھین اور رمضان مین وتر جماعت سے پڑھین ف جاننا چاہیے کہ تراویح کے سنت ہونے مین اختلاف ہی بعضون کے نزدیک سنت موکدہ ہی اور بعضون کے نزدیک مستحب ہی اور ہدایہ کے متن مین لفظ مستحب کا وارد ہی اور اسی طرح جامع صغیر مین امام محمد کی مذکور ہی لیکن کہا صاحب ہدایہ نے وَالْاَصَحُّ اَنَّهَا سُنَّةٌ كَذَا رَوَى الْحَسَنُ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ لِاَنَّهُ وَاظَبَ عَلَيْهِ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيَّنَ الْعُذْرَ فِيْ تَرْكِ الْمُوَاظَبَةِ وَهُوَ خَشْيَةُ اَنْ تُكْتَبَ عَلَيْنَا یعنی صحیح یہ ہی کہ تراویح سنت ہی اور ایسی ہی روایت کی حسن نے ابو حنیفہ سے کیونکہ مواظبت کی اوسپر خلفاے راشدین نے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا عذر کو ترک مواظبت مین اور وہ خوف اس بات کا کہ فرض ہو جاوے اور کہا امام المحدثین شیخ الفقہاء والاصولیین مولانا کمال الملۃ والدین نے فتح القدیر مین کہ ظاہر منقول یہ ہی کہ شروع تراویح کا زمانہ حضرت عمر سے ہی اور وہ یہ ہی کہ مروی ہی عبد الرحمن بن القاری سے کہا کہ نکلا مین ساتھ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ایک رات طرف مسجد کے تو ناگاہ لوگ متفرق منتشر ہین یعنی جدا جدا نماز پڑھ رہے ہین کوئی شخص اکیلے پڑھتا ہی اور کوئی شخص دس آدمی کے ساتھ اسیطرح سو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ مین جانتا ہون کہ اگر جمع کرون مین ان سب کو ایک قاری پر البتہ اچھا ہوتا تو جمع کیا اونکو ابی بن کعب پر پھر مین دوسری رات اونکے ساتھ نکلا اور لوگ اپنے قاری کے ساتھ پڑھ رہے تھے تو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ یعنی اچھی ہی یہ بدعت روایت کیا اسکو اصحاب سنن نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم پکڑو تم اپنے اوپر سنت میری اور سنت خلفاے راشدین کی بعد میرے اور ایک حدیث مین آیا ہی کہ فرض کیے اللہ نے تمپر روزے رمضان کے اور سنت کیا قیام اوسکا اور بیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر اوسکے ترک مین اور وہ عذر یہ تھا کہ آپ کو خوف فرض ہو جانیکا تھا جیسا کہ بیان کیا اوسکو ہمنے باب الوتر مین حدیث ابن حبان سے اور اوپر یہ حدیث گذر چکی اور صحیحین مین ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی نماز مسجد مین تو پڑھی اونکے ساتھ نماز لوگون نے پھر دوسری رات پڑھی تو بہت ہوئے آدمی پھر سب جمع ہوئے تیسری رات اور آپ نکلے تو کہا آپنے جب صبح ہوئی کہ مینے جانا جو تمنے کیا لیکن مین اسواسطے نہ نکلا کہ تمپر فرض نہو جاوے اور یہ رمضان مین تھا زیادہ کیا بخاری نے کتاب الصوم مین سو انتقال کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حکم ایسا ہی رہا اور اوپر ہم باب النوافل مین حدیث ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے بیان کر چکے کہ انھون نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو رمضان مین کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہین زیادہ کرتے تھے رمضان اور نہ غیر رمضان مین گیارہ رکعت سے آخر حدیث تک اور جو روایت کہ [illegible]

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے رمضان مین بیس رکعتین سوا وتر کے سو ضعیف ہی بسبب ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان جد امام ابو بکر بن ابی شیبہ کے اتفاق کیا گیا ہی اوسکے ضعف پر باوجود اسکے کہ مخالف ہی روایت صحیحہ کے مترجم کہتا ہی کہ ابراہیم بن عثمان واسطی کو ذکر کیا شمس الدین ذہبی نے میزان الاعتدال مین کہ روایت کی عثمان ابی نے ابن عدی سے کہ وہ ثقہ نہین ہی اور کہا احمد نے ضعیف ہی اور کہا بخاری نے سکوت کیا اوس سے اور کہا نسائی نے متروک ہی حدیث اوسکی اور مناکیر ابو شیبہ سے ایک وہ ہی جو روایت کی بغوی نے حدیث بیان کی ہمسے منصور بن ابی مزاحم نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابو شیبہ نے اوسنے حکم سے اوسنے مقسم سے انھون نے ابن عباس سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے رمضان مین سواے جماعت کے بیس رکعت اور وتر اور پھر کہا شیخ ابن الہمام نے ہان بیس رکعتین حضرت عمر سے ثابت ہوئین موطا مین یزید بن رومان سے کہا کہ تھے لوگ کھڑے ہوتے زمانہ عمر بن الخطاب مین ساتھ تیئیس ۲۳ رکعتون کے یعنی بیس تراویح کی رکعتین اور تین وتر کی اور روایت کی بیہقی نے معرفت مین سائب بن یزید سے کہا کہ کھڑے ہوتے تھے ہم زمانہ عمر مین ساتھ بیس رکعتون اور وتر کے کہا نووی نے خلاصہ مین اسناد اوسکی صحیح ہی مترجم کہتا ہی کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے [illegible] عمر بن الخطاب سے کہ انھون نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھاتے اونکے ساتھ بیس رکعتین اور روایت کی ابو الحسناء سے کہ حضرت علی نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھے انکے ساتھ بیس رکعتین اور عبد العزیز [illegible] شیع سے کہا کہ تھے ابی بن کعب نماز پڑھتے ساتھ آدمیون کے مدینہ مین بیچ رمضان کے بیس رکعتین اور وتر پڑھتے تھے تین رکعتین اور روایت ہی انھون نے ابی البختری سے کہ وہ پڑھتے تھے پانچ ترویحے رمضان مین اور وتر پڑھتے تھے تین رکعت اور ابی اسحق سے انھون نے حارث سے کہ وہ امامت کرتے لوگون کی رمضان مین رات کو ساتھ بیس رکعتون کے اور وتر پڑھتے تھے ساتھ تین رکعتون کے اور قنوت پڑھتے تھے قبل رکوع کے اور عطا سے کہ کہا انھون نے پایا مینے لوگون کو اور وہ پڑھتے تھے تیئیس ۲۳ رکعتین مع وتر کے اور پھر کہا شیخ ابن الہمام نے کہ حاصل [illegible] ان سب بیانون سے کہ قیام رمضان کا سنت اونھین گیارہ رکعتین مین مع وتر کے جماعت سے کیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ترک کیا بسبب خوف فرضیت کے اور نہین شک ہی کہ ان دونون امرون مین سے کوئی امر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متحقق ہوا اب تراویح سنت ہوگی اور بیس رکعتین سنت خلفاے راشدین کی ہین اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمپر لازم ہی سنت میری اور سنت خلفاے راشدین کی بلانا ہی طرف سنت اونکی کے اور مستلزم اس بات کو نہین کہ تراویح کی بیسوان رکعتین سنت ہو جاوین اسواسطے کہ سنت اوس امر کو کہتے ہین جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت کی ہووے مگر عذر سے اور بر تقدیر نہونے عذر کے مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ رکعت پر جسمین تین رکعتین وتر کی ہوئین تو اس صورت مین بیس رکعتین مستحب ہونگی اور آٹھہ اونمین سے سنت جیسے کہ چار رکعت بعد عشا کے مستحب ہین اور دو سنت اور ظاہر کلام مشایخ کا یہی ہی کہ سنت بیس رکعت ہین اور مقتضی دلیل کا وہ ہی جو ہم نے بیان کیا تو اس صورت مین اولی وہ ہی جو قدوری مین ہی لفظ یستحب کا نہ جو ذکر کیا صاحب ہدایہ نے انتہی ما قال الشیخ ابن الہمام

فصل نماز خسوف اور کسوف اور استسقا کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ خسوف چاند کے تاریک ہونے کو کہتے ہین اور کسوف آفتاب کے تاریک ہونے کو اور بعض ایک دوسرے پر اطلاق کرتے ہین اور ہندی مین اوسکو گہن کہتے ہین ص وقت کسوف کے امام جمعے کا آدمیون کے ساتھ دو رکعت پڑھے بغیر اذان اور اقامت کے

دونون رکعتون مین اور بعد اوسکے دعا مانگے یہان تک کہ آفتاب روشن ہو جاوے اور خطبہ نہ پڑہے اور جو امام جمعے کا حاضر نہو اکیلے اکیلے پڑہین
اور نماز خسوف بھی ایسی ہی ہی مگر اوسمین جماعت نہین **ف** اور رکوع کے باب مین روایتین مختلف ہوئین بعض روایات مین ہر رکعت مین
دو رکوع ہین اور بعض مین تین اور ابن عباس اور علی کی روایت مین چار رکوع ہین ہر رکعت مین اور ایک روایت مین ابوداود کی ابی بن کعب سے
پانچ رکوع ہین اور کسی روایت مین ایک رکوع ہی مثل اور نمازون کے اسواسطے کہا علما ہمارے نے کہ جب مختلف ہوئین روایتین
تمسک کیا ہمنے ساتھ حال اور نمازون کے اور بھی روایت کی ابوداود اور ترمذی نے شمائل مین اور نسائی نے عبد اللہ بن عمرو
بن العاص سے کہ کسوف ہوا آفتاب کا عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سو کھڑے ہوئے آپ اور طول کیا قیام کو پھر رکوع کیا سو کسیطرح
نہ اوٹھاتے تھے سر اپنا پھر اوٹھایا سو کسی طرح سجدہ نہین کرتے تھے پھر سجدہ کیا سو کسی طرح سر نہ اوٹھاتے تھے پھر اوٹھایا تو
کسی طرح سجدہ نہین کرتے تھے پھر سجدہ کیا تو کسی طرح سر نہین اوٹھاتے تھے پھر اوٹھایا اور کیا ایسا ہی دوسری رکعت مین آخر حدیث تک
اور مروی ہی یہ حکم عبد الرحمن بن سمرہ سے بھی غرض مختلف ہوئین اس باب مین روایتین اور روایت کی حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص
کو حاکم نے اور کہا صحیح ہی اور نہین اخراج کیا اوسکا بخاری و مسلم نے بوجہ عطا بن السائب کے اور یہ توثیق ہی اونسے عطا کی اور تحقیق کہ (عطاء بن السائب)
اخراج کیا اوس سے بخاری نے ساتھ ابو بشر کے اور کہا یحیی بن معین نے کہ لا یحتج بحدیثه نہین حجت ہوگی اوسکی حدیث اور فرق کیا
امام احمد نے اوس شخص مین جسنے پہلے اونسے سنا اور جسنے پیچھے اونسے سنا یعنی اول کی روایت صحیح ہی اور پھر عطا کا حافظہ
خراب ہوگیا تھا اور سکوت کیا اوس سے ابوداود نے اور روایت کی ابوداود نے اور نسائی نے سمرہ بن جندب سے ایک رکوع اور طول کیا اسمین شیخ ابن الہمام
نے اور اس کتاب مین بوجہ خوف طول ترک کیا اور دعا بھی بعد نماز کے آفتاب کے صاف ہونے تک لازم ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے حدیث صحیح مین کہ جب دیکھو تم اوسکو تو ذکر کرو اللہ کا اور دعا کرو اور نماز پڑھو یہان تک کہ روشن ہو جاوے آفتاب اور بعض مشائخ
نے کہا ہی کہ آندھی اور تاریکی مین بھی یہ نماز مستحب ہی ابن عباس نے پڑھی نماز واسطے زلزلے کے بصرہ مین اور خسوف کسوف کی نماز مین ا
جہر چاہیے صاحبین کے نزدیک اور دلیل اونکی حدیث حضرت عائشہ کی ہی صحیحین مین کہ جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خسوف مین
اور بخاری مین ہی کہ جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف مین اور روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابوداود وغیرہما نے اور ہمارے
امام صاحب کے نزدیک سر چاہیے کیونکہ مروی ہی حدیث ابن عباس سے مسند احمد اور ابو یعلی مین کہ نماز پڑھی مینے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
نماز کسوف کی اور نہ سنا مینے اونسے ایک حرف قرات سے اور اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہی اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے معرفت مین (ابن لہیعہ)
دو طریقون سے اور طریقہ حاکم بن ابان سے جیسا کہ روایت کیا اوسکو طبرانی نے پھر کہا کہ اگرچہ ان لوگون سے حجت نہین لیکن روایتین انکی
شاہد ہین بروایت ابن عباس کو اور حدیث سمرہ مین ہی فلا نسمع له صوتا یعنی ہم نہین سنتے تھے آواز قرات کی **ص** اور جب
پانی برسنا بند ہو جاوے تو ہر شخص دعا کرین اور استغفار نہ جماعت اور نہ خطبہ اور اگر اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیوین تو درست ہی **ف**
کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے اِستَغفِرُوا رَبَّکُم اِنَّهٗ کَانَ غَفَّارًا یعنی استغفار مانگو اللہ سے کہ وہ بڑا بخشش کرنے والا ہی اور کہا
امام محمد نے نہین نماز ہی استسقا مین سوا اوسکے نہین کہ اوسمین دعا ہی اور پونہچا ہمکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نکلے اور دعا کی
اور پونہچا ہمکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ چڑھے منبر کو اور دعا مانگی اور طلب پانی کی کی اور نہین پونہچا ہمکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کسی حدیث مین کہ نماز پڑھی ہو آپنے مگر ایک حدیث شاذ مین کہ نہین تمسک کیا جاویگا ساتھ اوسکے اور حق یہ ہی کہ

اکثر احادیث مین نماز کا ذکر نہین لیکن ذکر نماز کا بعض احادیث مین وارد ہی بیان کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین وکیع سے انھون نے عیسی بن حفص بن عاصم سے انھون نے عطا بن ابی مروان اسلمی سے انھون نے اپنے باپ سے کہا کہ نکلے ہم ساتھ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے واسطے استسقا کے سو نہ کیا کچھہ مگر استغفار **ص** اور مونہہ قبلے کی طرف کرین اور چادر کو نہ اولٹین **ف** بعض احادیث مین چادر کو اولٹنا اس طرح پر ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنا کنارہ چادر کا بائین طرف کیا اور بایان کنارہ داہنی طرف کیا اور ظاہر چادر کا باطن ہوگیا اور باطن چادر کا ظاہر ہوگیا روایت کیا اوسکو ابوداود نے اور اکثر احادیث مین اسکا ذکر نہین اسواسطے ہمارے نزدیک نکرین کہ شاید مجرے مین داخل ہو **ص** اور ذمی حاضر نہووے **ف** ذمی اوس کافر کو کہتے ہین جو اسلام مین اوسکو امن دیا گیا ہو اور اوسپر جزیہ بندھا ہووے تو ذمی اسواسطے حاضر نہو کہ یہ دعا وغیرہ واسطے طلب نزول رحمت کے ہی اور اونپر لعنت برستی ہی

باب فرض پانے کے بیان مین

جسنے کہ نماز فجر یا مغرب تنہا شروع کی اور پھر تکبیر کہی گئی واسطے جماعت کے نماز توڑے اور جماعت سے پڑھے اگرچہ ایک رکعت پڑھ چکا ہووے اور اگر ایک رکعت سے زیادہ پڑھ چکا ہووے مثلا دو رکعت تو فجر مین اوسکی نماز تمام ہو چکی اور مغرب مین اکثر نماز ہوگئی اور اکثر کو حکم کل کا ہی اور جسنے عشا یا عصر یا ظہر مین شروع کیا اور پھر تکبیر ہوئی پھر واسطے جماعت کے توڑ دے اور مل جاوے مگر اگر پہلی رکعت کا سجدہ کرلیا ہو تو دوسری رکعت بھی اوسکے ساتھہ ملالیوے تاکہ ایک دوگانہ نفل پورا ہوجاوے اور ایک رکعت ضائع نہو جاوے فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ یعنی نہ باطل کرو اپنے عملون کو بعد اوسکے سلام پھیر کے جماعت مین ملے اور بغیر دوسری رکعت ملائے نہ توڑے اور اگر ایک رکعت سے کم پڑھا ہو تو توڑ دیوے اور جماعت مین شریک ہووے اگر چار رکعتی نماز مین تین پڑھ چکا ہی اور تکبیر ہوئی نماز کو تمام کرے بعد اوسکے نفل جماعت سے پڑھے مگر عصر مین پھر امام کے ساتھہ نہ پڑھے کیونکہ نفل بعد عصر کے مکروہ ہین اور اگر مسجد مین اذان ہوگئی تو مسجد سے نکلنا قبل نماز کے مکروہ ہی مگر اوسکو جو دوسری جماعت کا منتظم ہی **ف** کیونکہ روایت کی ابن ماجہ نے مولی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کہ پائی اذان مسجد مین پھر نکلا بغیر کسی حاجت کے اور وہ پھر آنیکا ارادہ نہین رکھتا سو وہ منافق ہی اور روایت کی ابوداود نے مراسیل مین سعید بن المسیب سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نکلتا ہی کوئی شخص مسجد سے بعد اذان کے مگر منافق لیکن جس شخص کو کسی حاجت نے نکالا ہووے اور وہ پھر آنے کا ارادہ رکھتا ہی اور مراسیل سعید کے مقبول ہین بالاتفاق کیونکہ پایا اون لوگون نے اونکے مراسیل کو مسانید اور روایت کی جماعت نے سوا بخاری کے ابو الشعثا سے کہا کہ تھے ہم ساتھہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین سو نکلا ایک شخص جب اذان دی موذن نے تب کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ اس شخص نے نافرمانی کی ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ابو القاسم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہی اور روایت کیا اوسکو امام احمد نے مسند مین اور زیادہ کیا اوسمین کہ حکم کیا ہمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ نکلو مسجد سے بعد اذان کے **ص** اور اگر ظہر یا عشا کے وقت مسجد مین اقامت ہوئی مکروہ ہی کہ قبل نماز کے وہان سے نکلے اگرچہ آپ نماز پڑھ چکا ہو مگر یہ کہ دوسری جماعت کا مقیم ہووے اور فجر عصر مغرب مین اگر نکل جاوے تو جائز ہی بغیر کراہت کے اگرچہ تکبیر ہوچکی ہو کیونکہ اگر جماعت مین شریک ہوجاویگا تو وہ نماز نفل ہوگی اور نفل بعد فجر اور عصر کے مکروہ ہی اور مغرب مین تین رکعتین ہین اور تین رکعت نفل مشروع نہین اور جو شخص ڈرتا ہی کہ اگر سنت فجر کی پڑھونگا تو نماز فرض جماعت سے نملیگی سنت کو ترک کرے اور جو ایک رکعت ملنے کی امید ہو تو ترک نکرے اور اگر سنت فجر کی بدون فرض کے فوت ہوئی تو قضا نکرے جب تک کہ آفتاب نہ نکلے **ف** کیونکہ فرض تو پڑھ چکا اور فقط نفل باقی رہا

اور نفل بعد فجر کے مکروہ ہی یہان تک کہ آفتاب نکلے اور دلیل اسکی گذری **ص** اور بعد آفتاب نکلنے کے بھی شیخین کے
نزدیک قضا نکرے اور امام محمد کے نزدیک زوال تک قضا کرے اور بعد زوال کے نکرے اور اگر ساتھہ فرض کے فوت ہوئی ہو
تو اگر قبل زوال کے قضا کرے تو دونون کی قضا کرے اور بعض مشایخ کے نزدیک بعد زوال کے بھی اور بعض کے نزدیک بعد زوال کے فقط فرض کی
قضا پڑھے **ف** اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب رات تعریس مین فجر فوت ہوئی تھی تو آپنے قضا کیا تھا اوسکو ساتھہ سنت کے
قبل زوال کے ساتھہ اذان اور اقامت کے جماعت سے اور یہ حدیث شرح وقایہ مین موجود ہی اور روایت ہی ابو قتادہ سے
کہا کہ سیر کی ہمنے ساتھہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک رات یعنی جب تھوڑی رات باقی تھی سو کہا ہم مین سے بعض لوگون نے کاش کے
سوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا آپ نے خوف کرتا ہون مین کہ سو جاؤ تم نماز سے یعنی نماز فجر سے تب کہا بلال نے
جگا دونگا مین آپ کو ای رسول اللہ سو لیٹ رہے سب لوگ اور بلال نے اپنی اونٹنی پر تکیہ لگایا اور وہ بھی سو گئے پھر جب جاگے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو کیا دیکھا کہ نکل آیا کنارہ آفتاب کا پھر کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہان گیا وہ جو تمنے کہا تھا
اور جواب دیا بلال نے کہ کبھی ایسی نیند آج تک مجکو نہین آئی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ نے قبض کر لین
ارواح تمہاری اور پھیر دیتا ہی جسوقت چاہتا ہی ای بلال اٹھ اور اذان دے نماز کی اور وضو کیا اور جب بلند ہوگیا آفتاب
اور سپید ہوا کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھی جماعت سے روایت کیا اسکو بخاری نے مسلم ابو داود و نسائی ترمذی وغیرہم نے اور
ابو داود کی روایت مین ہی کہ جب جاگا یا مگر آفتاب کی گرمی نے سو کھڑے ہوئے اور چلے پھر اوترے اور وضو کیا اور اذان دی
بلال نے پھر پڑھی انھون نے سنت فجر کی بعد اوسکے پڑھی نماز فجر کی اور سوار ہوئے آخر حدیث تک اور روایت کیا اسکو مالک نے
زید بن اسلم سے مرسل اور روایت کی نسائی نے ابن عباس سے اور اس سے ثابت ہوا کہ اور نمازون کی قضا کرے تو بھی اذان
اور اقامت کہے اور جماعت سے پڑھے اور یہ حکم فقط سنت فجر مین ہی کیونکہ اوسمین تاکید زیادہ ہی سب سنتون سے اور باقی
سنتون مین یہ حکم نہین **ص** سنت ظہر کی جب خوف ہو جماعت کے جانیکا یا نہو ترک کیجاوے گی اور بعد فرض کے قبل دوگانہ
سنت کے پڑھ لیوے اور سوا اسکے کوئی سنت قضا نہین کیجاویگی **ف** کیونکہ سنتین عصر اور عشا کی مستحب ہین اور
مغرب کے اول مین سنت ہی نہین اور مغرب اور عشا کے بعد کی سنتین اگرچہ سنت ہین لیکن اونکی تاکید نہین اور سنت فجر مین آپ نے
ارشاد فرمایا کہ لَا تَدَعُوْهُمَا وَاِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ یعنی پڑھ لو اون دو رکعتون کو اگرچہ روند ڈالین تمکو گھوڑے اور نہ چھوڑو
اونکو روایت کیا اوسکو ابو داود نے ابو ہریرہ رضی سے اور اسناد اوسکی ضعیف ہی لیکن قابل قبول کے ہی اور صحیحین مین ہی حضرت عایشہ رض
سے کہ نہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ نگاہ رکھنے والے کسی نفل کو سنت فجر سے اور سنن نسائی مین ہی کہ دو رکعتین
قبل فجر کے بہتر ہین دنیا سے اور جو اوسمین ہی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت ظہر مین کہ جو شخص چھوڑیگا چار رکعت کو
قبل ظہر کے نہ پہونچیگی اوسکو شفاعت میری اور یہ حدیث ہدایہ مین ہی کہا شیخ ابن الہمام نے وَاَمَّا مَا ذَكَرَهُ مِنْ حَدِيْثِ
سُنَّةِ الظُّهْرِ فَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِهٖ یعنی جو ذکر کیا اوسکو مصنف نے سنت ظہر مین سو اللہ اوسکو جانتا ہی اور یہ حدیث اونکو نہین ملی
لیکن صحیح بخاری مین ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین چھوڑتے تھے چار رکعت کو قبل ظہر کے اور دو رکعتون کو

۵ کہتے ہین اور نسائی کو ہین ۱۲ نظر

فَاِنَّ فِیْهِمَا الرَّغَائِبَ یعنی نہ ترک کرو دو رکعتون کو قبل فجر کے کیونکہ اونمین بہت عطائین ہین اللہ تعالی سے اخراج کیا اسکا ابو یعلی نے ابن عمر رض سے اور کہا حضرت عایشہ رض نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے سنتون کو اور کبھی ترک کرتے تھے لیکن نہین دیکھا مینے آپ کو کہ ترک کی ہون دو رکعتین قبل فجر کی سفر اور نہ حضر مین روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط مین قابوس بن ابی ظبیان سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے **ص** اور جس شخص نے ایک رکعت ظہر کی جماعت سے پائی جماعت اوسنے نہین پڑھی بلکہ فضیلت جماعت کی پائی تو اگر کسینے قسم کھائی کہ ظہر کی نماز مین جماعت سے پڑھونگا اور اوسنے ایک رکعت پائی قسم اوسکی جھوٹی ہوئی کیونکہ اوسنے جماعت کو نہین پایا بلکہ فضیلت جماعت کو پایا اور جو شخص کہ مسجد مین آیا اور جماعت اوسمین ہو چکی تھی تو اوسنے چاہا کہ فرض کو تنہا ادا کرے تو کرخی وغیرہ کے نزدیک سنتین نہ پڑھے اور حسن بن زیاد کے بھی نزدیک فرض سے شروع کرے لیکن صحیح یہ ہے کہ سنتین پڑھے لیکن جب وقت تنگ ہو تو ترک کرے اور جسنے کہ اقتدا کی اور امام رکوع مین ہی اور ٹھہرا یہان تک کہ امام نے سر اوٹھا لیا تو وہ رکعت اوسکو نہین ملی اور امام زفر کے نزدیک مل گئی اگر کسی شخص نے قبل امام کے رکوع کیا اور پھر امام رکوع مین گیا درست ہو گیا اور امام زفر کے نزدیک درست نہین ہوا +

باب قضا نمازون کے پڑھنے کے بیان مین

اگر کسی شخص کی ایک دن رات کی نماز یعنی پانچ نمازین اور وتر فوت ہوئے ترتیب سے پڑھنا فرض ہے اور جب بعض وقتی ہون اور بعض قضا اونمین بھی ترتیب فرض ہے **ف** کیونکہ روایت کی دارقطنی نے پھر بیہقی نے اسمٰعیل بن ابراہیم ترجمانی سے انھون نے سعید بن عبد الرحمن جمحی سے انھون نے عبید اللہ سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بھول جاوے نماز اور نہ یاد کیا اوسکو مگر اوس وقت مین کہ وہ ساتھ امام کے نماز پڑھتا ہے سو تمام کرے نماز اپنی اور بعد اوسکے اوس قضا نماز کو پڑھے اور جب فارغ ہوا اوس نماز سے تو اعادہ کرے اوس نماز کو جو ساتھ امام کے پڑھی تھی اور روایت کیا اوسکو مالک نے نافع سے انھون نے ابن عمر رض سے موقوفا اور صحیح کیا دارقطنی اور ابو زرعہ نے وقف اوسکا اور اختلاف کیا انھون نے اوس شخص مین جسنے رفع مین خطا کی سو اونمین سے وہ لوگ ہین جنھون نے نسبت کی خطا کی طرف سعید بن عبد الرحمن کے اور بعضون نے طرف ترجمانی کے اور لیکن شک نہین اس بات مین کہ رفع زیادت ہے اور زیادت ثقہ سے مقبول ہے اور یہ دونون شخص ثقہ ہین کہا یحیی بن معین نے ترجمانی مین نہین حرج ہے ساتھ اونکے اور ایسا ہی کہا ابو داود اور احمد نے اور اسی طرح توثیق کی ابن معین نے سعید کی اور ذکر کی ذہبی نے توثیق اوسکی بہت لوگون سے میزان الاعتدال مین تو اگر کوئی کہے کہ یہ دونون برابر مالک کے نہین اور مالک نے وقف کیا اوسکا جواب اوسکا یہ ہے کہ یہ کچھ معارضہ نہین ہے جسمین برابری توثیق مین دونون راویون کی شرط ہے بلکہ زیادت ہے اور زیادت مین برابر ہونا راویون کا قوت مین شرط نہین اور حجت نہ پکڑی جاویگی ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو شخص کہ سو جاوے کسی نماز سے یا بھول جاوے اوسکو تو پڑھ لے اوسکو جب یاد کرے اوسکو کیونکہ اس سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ اول جو اوسنے نماز بھول کے سے پڑھ لی ہے اوسکو پھر اعادہ کرے اور وہ نماز فاسد ہو گئی اور دلیل اول مسئلے کی یہ ہے کہ روایت کی ترمذی اور نسائی نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا کہ تحقیق مشرکین نے روک رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار نمازون سے دن خندق کے یہان تک کہ کچھ رات بھی گذر گئی تھی سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو اور انھون نے اذان دی پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی اول ظہر کی پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی عصر کی پھر اقامت کہی

اور نماز پڑھی مغرب کی پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی عشا کی کہا ترمذی نے نہین ہی ساتھ اسناد اوسکی کے کچھ حرج لیکن ابو عبیدہ نے
اپنے باپ ابن مسعود سے نہین سنا یعنی وہ منقطع ہی اور جواب اوسکا یہ ہی کہ منقطع درصورت ثقہ ہونے راویون کے مرسل مین داخل ہی اور مرسل
ہمارے نزدیک حجت ہی اور کہا شیخ محی الدین نووی نے خلاصے مین کہ ابو عبیدہ نے نہین پایا اپنے باپ کو اور یہ قول صحیح نہین کہا ابو داود سلیمان
بن اشعث نے تُوُفِّيَ وَالِدُهٗ وَلِأَبِي عُبَيْدَةَ سَبْعُ سِنِيْنَ یعنی وفات کی عبد اللہ بن مسعود نے اور ابو عبیدہ سات برس کے تھے
نقل کیا یہ شیخ ابن الہمام نے علاوہ اسکے اخراج کیا اسکا نسائی نے خدری سے اور ابن حبان نے صحیح مین اور روایت کی بزار نے
جابر بن عبد اللہ سے اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ شُغِلَ مِنَ الْخَنْدَقِ عَنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ
وَالْعِشَاءِ حَتّٰى ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ فَاَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَذَّنَ
فَاَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَذَّنَ فَاَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَذَّنَ فَاَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ قَالَ
مَا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ قَوْمٌ يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ غَيْرُكُمْ اور معنی اوسکے وہی ہین جو اوپر گذرے
لیکن اسمین ہر نماز مین اذان ہی اور اسناد مین اوسکی عبد الکریم بن ابی المخارق ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو ائمہ حدیث نے مثل
ترمذی وغیرہ کے اور روایت کیا اسکو بعضون نے صحیحین مین اور ابن حبان نے اور سوا اونکے بہت لوگون نے **فصل** اور جب کہ یاد ہی کہ
اوسنے رات کو وتر نہین پڑھے فجر کی نماز اوسکی جائز نہوگی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جائز ہوگی اور اگر اوسکو معلوم ہوا
کہ فرض عشا کے بے وضو اوسنے پڑھے تھے اور سنت اور وتر کو باوضو امام صاحب کے نزدیک فرض اور سنت کا اعادہ کرے اور وتر کا
اعادہ نکرے اور صاحبین کے نزدیک وتر کا بھی اعادہ کرے اور ترتیب کو ساقط کر دیتی ہی وقت کی تنگی تو مثلاً عشا اور وتر فوت ہو گئے
اور فجر کا وقت اتنا باقی ہی کہ پانچ رکعتین پڑھ سکتا ہی صبح کی نماز اور وتر پڑھ لیوے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور اگر ظہر اور عصر فوت ہو گئی
اور وقت مغرب کا اتنا باقی ہی کہ سات رکعتین پڑھ سکتا ہی ظہر و مغرب پڑھ لیوے اور بھول جانا بھی ترتیب کو ساقط کر دیتا ہی مثلاً ادا پڑھ لے
وقت قضا یاد نرہی اور پانچ نمازون سے زیادہ اگر فوت ہو جاوین تو بھی ترتیب ساقط ہوتی ہی اگرچہ اگلی ہون یعنی چھ یا زیادہ ہون یا حادث
ہون یعنی چھ سے کم ہون یا چھ ہون اور اگر کسیکی ایک مہینے کی نمازین قضا ہوئین اور اوسنے نادم ہوکے وقتی نمازین پڑھنا شروع کین
پھر اوسنے ایک نماز چھوڑ دی اور اوسکو یاد ہی تو اوسکو وقتی پڑھنا بغیر ادا کرنے اوسکے کے درست ہی اور اسی طرح اگر سارے مہینے
کی قضا نمازون کو پڑھ لیا مگر ایک یا دو فرض باقی رہے تو اوسکو ترتیب فرض نہین کیونکہ ترتیب جب ہی جب پانچ یا کم قضا ہوئین ہون
تو جب سب ادا کر لیگا ترتیب آجاویگی اور بعض مشایخ کے نزدیک اگر چھ یا زیادہ اس سے نمازین پڑھ لین اور پانچ یا کم باقی ہین تو پھر ترتیب
فرض ہو جاتی ہی اور پہلا مذہب مختار امام سرخسی کا ہی اور صاحب محیط نے کہا ہی کہ اسی پر فتوی ہی اور اگر کسی کی ایک نماز
قضا ہو گئی تھی اور اوسکو یاد تھی اور بغیر اوسکے ادا کیے پانچ نمازین پڑھین سب فاسد ہونگی تو اگر ایک نماز اور پڑھ لی
سب صحیح ہو جاوینگی اور اگر قضا بعد پانچ نمازون کے پڑھ لی وہ فرض نمازین سب نفل ہو جاوینگی نزدیک امام
ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے اور اونکو پھر پڑھنا پڑیگا اور امام محمد کے نزدیک نفل بھی نہونگی بلکہ سب باطل ہو جاوینگی

باب سجدۂ سہو کے بیان مین

اگر ایک رکن کو دوسرے رکن پر مقدم کیا یا ایک کو دوبار کیا یا کسی واجب کو بدل دیا یا بھولے سے چھوڑ دیا جیسے رکوع قبل قراءت کے

کرلیا یا بیچ کے تشہد میں بعد تشہد کے کچھ پڑھا یا اور امام ہمام سے یہ مروی ہے کہ اگر ایک حرف تشہد پر زیادہ کیا تو سجدہ سہو
واجب ہوگا اور صاحبین نے کہا ہے کہ اگر اللھم صل علی محمد اتنا زیادہ کیا تو واجب نہ ہوگا مگر جب ایک رکن کے مانند زیادہ ہووے
جیسے قیام یا قعود یا دوبار رکوع کرے یا جہری نماز میں آہستہ سے پڑھے اور آہستہ والی میں پکار کے پڑھے یا پہلا قعدہ ترک کر دیوے
غرض ترک واجب کا کرے تو ان سب صورتوں میں بعد ایک سلام کے دو سجدے کرے اور پھر تشہد وغیرہ پڑھ کے سلام پھیرے اور امام شافعی
کے نزدیک قبل سلام کے اور پھر اسمیں اختلاف ہے کہ بعد دونوں سلام کے سجدۂ سہو کرے یا بعد ایک سلام کے اور اول کو اختیار کیا
صاحب ہدایہ نے اور دوسرے کو صاحب کافی نے اور میں کہتا ہوں کہ صحیح یہی ہے کہ بعد دونوں سلام کے کرے اور یہی مروی ہے احادیث میں
اور ایک سلام کی روایت میں نے نہیں پائی دلیل امام شافعی کی یہ ہے کہ روایت کی بخاری مسلم ابوداود و نسائی ترمذی وغیرہم نے عبداللہ بن بحینہ
سے انھوں نے کہا کہ پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر کی سو کھڑے ہو گئے بعد دو رکعتوں کے اور نہ بیٹھے تو کھڑے ہوئے لوگ بھی ساتھ
آپ کے یہاں تک کہ جب تمام کر لی نماز آپ نے اور انتظار کیا لوگوں نے آپ کے سلام کا تکبیر کہی اور وہ بیٹھے تھے تو سجدے کیے دو سجدے قبل اسکے کہ سلام پھیریں
اور سجدہ بعد سلام کے بھی مروی ہے صحاح ستہ میں ابن مسعود سے … کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھیں پانچ رکعتیں تو … اور سلام
پھیرا پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا اور ایک روایت میں … ابوداود … میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی عصر اور سلام
پھیر دیا آپ نے بعد تین رکعتوں کے یہاں تک کہ … پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کیے اور سلام پھیرا اور لیکن قول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا لکل سہو سجدتان … تو سجدے ہیں بعد سلام کے سو روایت کیا اوسکو
ابوداود اور ابن ماجہ نے اسمعیل بن عیاش … ثوبان سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکل سہو سجدتان بعد السلام
کہا بیہقی نے منفرد ہوا ساتھ اوسکے اسمعیل بن عیاش اور وہ قوی نہیں ہے اور ہمارے نزدیک یہ ممنوع ہے کیونکہ اسمعیل بن عیاش ثقہ ہے
توثیق کی اوسکی امام … اور تضعیف اوسکی ابو اسحق فزاری سے مقبول نہیں اور دیکھو
کہ ابوزرعہ جو امام ہیں اس فن میں کہا … اور سعید بن عبدالعزیز کے حافظ زیادہ اسمعیل بن عیاش سے
اور عبیداللہ بن عبید کلاعی … ثقہ ہیں اور کہا ابن معین نے نہیں حرج ہے ساتھ اوسکے اور زہیر بن اسحق … ذکر کیا
اوسکو ابن حبان نے ثقات میں اور عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر کہا ابوزرعہ اور نسائی نے ثقہ ہے اور کہا ابوحاتم نے صالح الحدیث
اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات میں اور … منکر کرنا اس حدیث کو نہیں التفات کیا گیا طرف کلام اونکے کے علاوہ اسکے
کہ سکوت کیا اوس سے ابوداود نے اور لیفرض تسلیم … اور ہو … روایت کی ابوداود نے عبداللہ بن جعفر سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ شک کرے نماز اپنی میں تو چاہیے کہ سجدے کرے دو سجدے بعد سلام کے اور فعلی حدیثیں تو بہت ہیں کہ بیان میں
اونکے طول ہوگا بلکہ صحیح بخاری میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد سجدۂ سہو کرنے کے جب شک کرے کوئی تم میں سے
نماز اپنی میں تو چاہیے کہ سوچے صواب کو تو اوسی پر عمل کرے اور نماز کو تمام کرے اور سلام پھیر پھر سجدے کرے دو سجدے اور روایت کی
امالی محاملی میں حسین بن اسمعیل نے ایک حدیث ابن مسعود سے بسند صحیح کہا اونہوں نے حدثنا الدینی ثنا محمد یعنی
ابن جعفر ثنا شعبة عن الحكم عن ابراهيم عن علقمة عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم
انه صلى الظهر خمسا فسجد سجدتين بعد ما سلم قال شعبة وسمعت حماد او سليمان يحدث ان

اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ لَا يَدْرِيْ ثَلٰثًا صَلّٰى اَوْ خَمْسًا حاصل اس حدیث کا یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد سلام کے
دو سجدے کیے اور اسیطرح بہت حدیثین اس باب مین آئی ہین عاقل کو ایک اشارہ کافی ہی اور روایت کیا بخاری نے بھی اس حدیث کو
اور یہ حدیث اول مین ہی امالی محاملی کے ص مقتدی کے سہو سے کسی پر سجدہ لازم نہ آویگا بلکہ امام کے سہو سے اگر سجدہ کرے تو مسبوق
بھی امام کے ساتھ سجدہ کرے اور بعد اوسکے باقی نماز پڑھ لیوے اور جو قعدۂ اولی کو بھولے اور بیٹھنے کی طرف نزدیک ہی تو بیٹھ جاوے اور
سجدۂ سہو نکرے اور اگر قیام سے نزدیک ہی کھڑا ہو جاوے اور اخیر نماز مین سجدہ کرے اور جو قعدۂ اخیرہ سے اگر بھول کے کھڑا ہو گیا
جب تک اوس رکعت کا سجدہ نہین کیا اگر یاد ہووے تو بیٹھ جاوے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر سجدہ کر لیا تو فرض اوسکے نفل ہو جاوینگے تو اوسکے
ساتھ چھٹی رکعت بھی اگر چاہے ملا لیوے ف اور یہ اونکی مشیت پر اسواسطے موقوف کیا کہ نفل شروع سے اگر نہوا ہو تو واجب نہین ہوتا
تمام کرنا اوسکا جیسا کہ گذرا اور ملانا ایک رکعت کا اچھا ہی کیونکہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت پڑھنے سے
اکیلے اخراج کیا اوسکا ابن عبد البر نے ابو سعید خدری سے ص اور اگر قعدۂ اخیرہ کر کے بھولے سے کھڑا ہو جاوے تو جب تک پانچوین
رکعت کا سجدہ نہین کیا ہی بیٹھ جاوے اور بعد سجدے کے چاہے ایک رکعت اور ملا لیوے اور سلام پھیرے اور سجدۂ سہو کرے تو چار رکعتین اوسکی
فرض ادا ہو جاوینگی اور دو نفل ہو جاوینگی تو اگر اونکو توڑ ڈالیگا قضا لازم نہ آویگی اور یہ دو رکعتین سنت ظہر کے قائم مقام نہونگی اور
جو شخص ان دو رکعتون مین امام کی اقتدا کریگا اوسکو پڑھنا لازم آوینگی اور توڑ دیگا تو قضا لازم آویگی اور امام محمد کے نزدیک چھ رکعتین
اوسکو پڑھنا چاہیے اور اگر توڑ دے تو قضا لازم نہ آویگی جیسے امام قضا نہین کرتا اور اگر دو رکعت نفل مین سہو ہوا سجدۂ سہو کرے
اور بعد سجدے کے بغیر سلام کے دوسرا نفل اوسکے ساتھ نملاوے اور اگر ملا لیا تو درست ہو جاویگا اور اگر کسیکو نماز مین سہو ہوا اور اخیر نماز مین
سجدۂ سہو کی نیت سے سلام پھیر لیا تو اگر اوسنے بعد سلام کے سجدہ نکیا تو گویا نماز سے وہ فارغ ہو چکا اور اگر سجدہ کیا تو وہ نماز مین ہی تو اگر اوسنے
سلام کیا اور کسینے اوسکے ساتھ اقتدا کی پھر اوسنے سجدۂ سہو کیا اقتدا اوسکی صحیح ہو جاویگی اور اگر نکیا تو اقتدا اوسکی باطل ہو جاویگی
اور اگر سلام کیا اور قہقہہ کیا اور پھر سجدۂ سہو کیا وضو اوسکا باطل ہو جاویگا اور اگر سجدہ نکیا تو باقی رہیگا اور اگر سلام پھیرا اور وہ
مسافر تھا اوسنے نیت اقامت کی کی پھر سجدۂ سہو کیا تو اب چار رکعتین اوسپر فرض ہو جاوینگی اور اگر سجدہ نکیا تو فرض نہونگی اور
اگر نماز مین سہو ہوا اور اوسنے تمام کرنے کی نیت سے سلام پھیرا نیت اوسکی باطل ہوگی اور سجدۂ سہو کرنا اوسکو لازم ہوگا اور اگر
نماز مین شک ہوئی کہ کتنی رکعتین پڑھی ہین اگر پہلی مرتبہ شک ہوئی ہی اور کبھی نہین ہوئی تھی تو نماز پھر شروع سے پڑھے ف
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم مین سے سو نہ جانے کہ کتنی رکعتین پڑھین تو چاہیے کہ دہراوے
نماز کو اور یہ حدیث ہدایہ مین ہی اور مجکو نہین ملی کہا شیخ ابن الہمام نے وَهُوَ غَرِيْبٌ ص اور اگر کئی بار شک ہو چکی ہو سوچے
جو ذہن پر غالب ہو اوسپر عمل کرے ف کیونکہ روایت کی ترمذی اور ابو داود نے اور بخاری و مسلم نے اور نسائی نے بھی
ابن مسعود سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم مین سے اپنی نماز مین سو چاہیے کہ تلاش کرے صواب کو
اور بنا کرے اوسپر پھر سجدہ کرے دو سجدے اور روایت کی سوا بخاری کے ابو داود و ترمذی و مالک وغیرہم نے ابو سعید خدری رضی اللہ
عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم مین سے اپنی نماز مین اور نہ جانے کہ تین پڑھین یا چار پڑھین تو چاہیے
کہ دفع کرے شک کو اور بنا کرے یقین پر پھر سجدے کرے دو سجدے قبل سلام کے تو اگر پڑھ لیگا پانچ رکعتین شفاعت کریگی اونکی نماز

اور اگر پوری چار پڑھین تو ذلت ہوگی واسطے شیطان مردود کے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی **ص** اور اگر سوچنے مین کچھہ معلوم ہو تو ظن کو اختیار کرے اور جسکو اخیر نماز کا جانے اوس جگہہ بیٹھہ جاوے تو اگر اوسنے شک کیا کہ تین رکعتین یا چار رکعتین پڑھی ہین اور کچھہ اوسکے ذہن مین معلوم ہو کہ تین رکعت کو لیوے لیکن بیٹھہ کے پھر چوتھی رکعت پڑھے **ف** تاکہ قعدۂ اخیرہ ترک نہو جاوے اور مروی ہے عبدالرحمن بن عوف سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سہو کرے کوئی تم مین سے نماز مین سو نہ جانے کہ ایک پڑھی یا دو پڑھین تو بنا کرے ایک پر اور اگر نہ جانے کہ دو پڑھین یا تین پڑھین تو بنا کرے دو پر اور اگر نہ جانے کہ تین پڑھین یا چار پڑھین تو بنا کرے تین پر اور سجدہ کرے دو سجدے قبل سلام کے اخراج کیا اوسکا ترمذی نے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے بھی

باب بیمار کی نماز کے بیان مین

اگر کوئی شخص بیماری کے سبب سے یا کوئی مرض تمام نماز کے اندر حادث ہونے سے یا قبل نماز کے کھڑا نہو سکے تو بیٹھہ کے نماز پڑھے اور سجدہ اور رکوع کرے اور اگر سجدہ اور رکوع پر بھی قادر نہو تو بیٹھکے سر سے اشارہ کرے اور سجدے مین رکوع سے زیادہ جھکے اور کوئی اونچی چیز سجدے کے واسطے نہ رکھے اور اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہو تو چت لیٹے اور پیر قبلے کی طرف کرے اور اشارے سے سجدے نماز پڑھے یا کروٹ پر لیٹے مگر مونہہ قبلے کی طرف کرے اور چت لیٹنا بہتر ہے اور اگر اشارہ بھی متعذر ہو تو نماز کی تاخیر کرے اور آنکھ اور بھون اور دل سے اشارہ نکرے **ف** روایت کی جماعت نے سوا مسلم کے عمران بن حصین سے کہا کہ تھی مجکو بواسیر اور پوچھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نماز کو فرمایا پڑھ کھڑے ہوکے اور اگر نہ قدرت ہو تو بیٹھ کے اور اگر نہ قدرت ہو تو پہلو پر زیادہ کیا نسائی نے اور اگر قدرت نہ رکھے تو چت لیٹ کے نہین تکلیف دیتا ہے اللہ کسیکو مگر موافق طاقت اوسکی کے اور نہین ذکر کیا اشارے کا لیکن جب لیٹ کے پڑھیگا تو بالضرور اشارہ ہی سے پڑھیگا اور کوئی اونچی چیز واسطے سجدے کے نہ رکھے کیونکہ بدائع مین حدیث ہے اگر قدرت رکھے تو کہ سجدہ کرے زمین پر تو سجدہ کر اور نہین تو اشارہ کر اپنے سر سے اور حدیث اس لفظ سے نہین ملی لیکن روایت کی بزار نے مسند مین اور بیہقی نے معرفت مین جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیادت کی ایک مریض کی سو دیکھا اوسکو کہ سجدہ کرتا ہے تکیے پر سو پھینکدیا آپنے تب لی اوس مریض نے ایک لکڑی کہ سجدہ کرے اوسپر حضرت نے اوسکو بھی پھینکدیا اور کہا کہ اگر قدرت رکھتا ہے تو زمین پر پڑھ اور نہین تو اشارے سے پڑھ اور کر سجدے کو زیادہ جھکا کے رکوع سے کہا بزار نے نہین جانتے ہین ہم کسینے روایت کیا ہو اسکو ثوری سے مگر ابوبکر حنفی نے اور متابعت کی اسکی عبدالوہاب وعطا نے ثوری سے انتہی لیکن ابوبکر ثقہ ہے کہا شیخ ابن الہمام نے اور مین کہتا ہون کہ اس باب مین بہت آثار صحیحہ مروی ہوئے ہین روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے کہ عیادت کی انہون نے صفوان کی اور پایا اونکو کہ سجدہ کرتے ہین تکیے پر سو منع کیا اونکو اور کہا کہ اشارے سے پڑھ اور روایت کیا مسروق سے کہا کہ داخل ہوئے عبداللہ اپنے بھائی پر تو دیکھا اونکو کہ نماز پڑھتے ہین لکڑی پر سو چھین لیا اونسے اور رد کیا اوسکو اور کہا کہ اشارہ کر جہانتک تیرا سر پونہچے اور روایت کیا جابر بن یزید سے کہا کہ پوچھا مینے ابن عمر سے نماز مریض سے اوپر لکڑی کے کہا کہ نہین حکم کرتا ہون مین تمکو ساتھہ عبادت بتون کے بلکہ اگر استطاعت رکھو تو پڑھو کھڑے ہوکے ورنہ بیٹھہ کے ورنہ کروٹ لیکے اور روایت کیا عروہ سے کہا انہون نے کہ مریض اشارہ کرے اور نہ اوٹھاوے اپنے مونہہ کی طرف کسی چیز کو اور کہا ابن ابی شیبہ نے کہ اس باب مین روایت ہے ابوسعید سے اور گئے ہین طرف اوسکے تابعین ابراہیم اور سعید بن المسیب اور حسن اور شریح اور ابن سیرین اور جابر اور عطا اور طاؤس اور مسروق سے اور روایت کی

دارقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نماز پڑھے بیمار کھڑا ہو کے تو اگر قدرت نرکھے پڑھے چیت اور دونو پیر کرے طرف قبلے کے اور یہ حدیث ضعیف ہی ساتھہ حسن بن حسن عرنی کے ف اگر رکوع اور سجدہ نکر سکے اور بیٹھا اور کھڑا ہو سکتا ہو بیٹھہ کے اشارے سے پڑھے اور یہ کھڑے ہو کے اشارہ کرنے سے بہتر ہی اور جو شخص نماز اشارے سے پڑھتا ہو اور جو شخص نماز کے درمیان اچھا ہو گیا نماز پھر سرے سے پڑھے اور جو بیٹھنے والا کہ رکوع اور سجدہ کرتا تھا نماز مین کھڑے ہونے پر قادر ہو گیا باقی نماز کو کھڑے ہو کے پڑھے اور سرے سے نلوٹاوے اور جو کشتی جاری ہی اوسمین بعذر بیٹھے کے نماز پڑھنا درست ہی اور جو بندھی ہی تو درست نہین اور اگر کوئی ایکدن رات تمام دیوانہ یا بیہوش رہا واجب ہی کہ نمازون کو اون کی قضا کرے اور اگر گھڑی بھر بھی اس سے زیادہ بیہوشی رہی یا جنون رہا تو قضا نکرے اور امام محمد کے نزدیک اگر پانچ وقتون تک یہ حالت ہی تو قضا لازم آویگی اور جو چھہ وقت نماز کا یا زیادہ تک ہو تو قضا ساقط ہو گی ف اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ قیاس ہی کہ جب کسی نماز کا وقت گذر جاوے بیہوشی مین تو وہ نماز اوس سے ساقط ہوتی ہی اور پانچ نمازون تک قضا کرنا استحسان ہی اور یہی مذہب ہی مالک و شافعی کا اور دلیل وہ ہی جو روایت کی دارقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تحقیق کہ پوچھا انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس شخص کو جو بیہوش ہو جاوے اور ترک کرے نماز کو کہا کہ نہین ہی اون نمازون کی قضا مگر اوس نماز کی جسکا وقت باقی ہو اور اوسمین ہوشیار ہوا ہووے اور یہ حدیث نہایت ضعیف ہی اسنادمین اوسکی حکم بن عبد اللہ بن اسعد ایلی ہی کہا احمد نے کہ احادیث اوسکی موضوع ہین اور کہا ابن معین نے نہین ہی ثقہ اور نہین ہی مامون اور کاذب کہا اوسکو ابو حاتم وغیرہ نے اور کہا بخاری نے ترک کر دی گئی ہی حدیث اوسکی اور دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کیا محمد بن حسن نے عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سُئِلَ فِي الَّذِيْ يُغْمٰى عَلَيْهِ يَوْمًا وَّلَيْلَةً قَالَ يَقْضِيْ یعنی کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جو شخص بیہوش ہو جاوے ایکدن رات قضا کرے اور روایت کی عبد الرزاق نے نافع سے کہ بیہوش رہے ابن عمر ایک مہینے سو قضا کی اوسکی جو فوت ہوا اور روایت کی ابراہیم بن حربی نے آخر کتاب غریب الحدیث کے ثنا احمد بن یونس ثنا زائدۃ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ اُغْمِيَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَوْمًا وَّلَيْلَةً فَاَفَاقَ وَلَمْ يَقْضِ مَا فَاتَهٗ یعنی بیہوش رہے ابن عمر ایک دن اور ایک رات اور نہ قضا کی اوسکی جو فوت ہوا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

باب سجدۂ تلاوت کے بیان مین

سجدۂ تلاوت کا ایک سجدہ ہی سب نماز کی شرطون سے دو تکبیرون کے بیچ مین بغیر ہاتھہ اوٹھانے کے اور تشہد اور سلام کے اور سجدۂ تلاوت مین جو نماز کے سجدے مین پڑھتا ہی پڑھے اور چودہ آیتون مین سے جوان مین سے ایک آیت پڑھے سجدہ واجب ہوتا ہی پہلی آیت سورہ اعراف کے اخیر کی دوسری سورہ رعد کی تیسری سورہ نحل کی چوتھی بنی اسرائیل کی پانچوین مریم کی چھٹی پہلی آیت سجدے کی سورہ حج سے اور امام شافعی کے نزدیک دوسری آیت سجدہ یعنی وَارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا مین بھی سجدہ کرے ف اور ہمارے نزدیک اسواسطے سجدہ اوس جگہہ نکرے کہ وہ سجدہ نماز کا ہی ذکر کیا اسکو تفصیل سے شیخ ابن الہمام نے اور امام شافعی کی جو دلیل لاتے ہین حدیث عقبہ بن عامر کی کہ کہا مینے اے رسول اللہ کیا فضیلت دی گئی سورت حج کی اس سبب سے کہ اوسمین دو سجدے ہین فرمایا کہ ہان اور جو اون دونون سجدون کو نکرے تو اوس صورت کو بھی نپڑھے کہا ترمذی نے نہین ہی اسناد اوسکی قوی اور یہ اس سبب سے کہ اسناد مین ایک اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہی اور روایت کی ابو داؤد نے مراسیل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا

آپنے تفضیل دی گئی سورت حج کی بسبب دو سجدون کے کہا ابو داؤد نے یہ حدیث مسند کی گئی ہے اور صحیح نہین ہے اور اخراج کیا حاکم نے
اوس حدیث کو ترمذی کو اور کہا کہ عبد اللہ بن لہیعہ اماموں سے ہے لیکن اخیر عمر مین اوسکو اختلاط ہو گیا تھا اور مین کہتا ہون کہ اگر یہ قول مسلم
بھی ہووے تو بھی صحت حدیث کی جب ہی ہے کہ ابن لہیعہ کے راوی نے قبل حالت اختلاط کے عبد اللہ سے سنا ہو ورنہ حدیث ضعیف ہو جاتی
ہے اور اس باب مین حدیث ایک یا دو روایت ہے کہ روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابن منین سے اونھون نے عمرو بن العاص سے
کہا کہ پڑھائے مجکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سجدے قرآن مین اونمین سے تین مفصل مین ہین اور سورہ حج مین دو سجدے ہین
اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے کہا عبد الحق نے ابن منین نہین حجت ہے ساتھ اوسکے اور کہا ابن القطان نے وہ مجہول ہے اور نہین پہچانا جاتا
حال اوسکا ص ساتوین فرقان کی آٹھوین نحل مین نوین سورہ سجدہ مین دسوین ص مین ق اور امام شافعی کے نزدیک
ص مین سجدہ نہین اور دلیل انکی یہ ہے جو روایت کی ابو داؤد نے کہ خطبہ پڑھا ہمپر ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پڑھی سورہ ص
اور جب آیا سجدہ اوترے اور سجدہ کیا اور کیا ہمنے بھی ساتھ آپکے اور پھر ایک اور بار آپنے پڑھا ص کو تو جب مستعد ہوئے ہم واسطے سجدے
کے اور دیکھا آپنے ہمکو فرمایا کہ یہ توبہ ایک نبی کی ہے اور لیکن مینے تمکو مستعد سجدے کے لیے جانا اور پھر اوترے آپ اور سجدہ کیا تو اس سے
معلوم ہوا کہ سجدہ ص کا واجب نہین اور دوسری یہ کہ روایت کی ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی وغیرہم نے ابن عباس سے کہ کہا اونھون نے
نہین سجدہ ص کا واجبات سجدون مین سے اور دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے ص مین اور فرماتے تھے سجدہ کیا
اوسکا داؤد علیہ السلام نے توبہ کی نیت سے اور ہم سجدہ کرتے ہین واسطے شکر کے اور جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث سے عدم وجوب ثابت نہین ہوتا
اور ہونا سجدے کا شکر کے لیے منافی وجوب کے نہین غایۃ الامر یہ ہے کہ آپنے سبب سجدہ کرنے کا حق داؤد علیہ السلام مین اور ہمارے حق مین
ارشاد فرمایا جیسا کہ عاقل پر پوشیدہ نہین ہیگا اور کہا امام حافظ ابو محمد عبد اللہ بن یعقوب بن الحرب تخریج کرنے والے مسند
ابی حنیفہ نے اپنی سند سے عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِیَاضٍ الْاَشْعَرِیِّ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِیْ صٓ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا ص مین اور یہ دلیل
ہماری ہے اور روایت کی امام احمد نے بکر بن عبد اللہ مزنی سے انھون نے ابو سعید سے ایک حدیث اور آخر اوسکا یہ ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سجدہ کرتے تھے ص مین نقل کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے ص گیارھوین ١١ حٰم سجدہ مین بارھوین ١٢ والنجم
مین تیرھوین ١٣ اِنْشَقَّتْ مین چودھوین ١٤ اِقْرَاْ مین اور امام شافعی کے نزدیک بھی چودہ سجدے ہین مگر ص مین اونکے نزدیک
سجدہ نہین اور حج مین دو سجدے ہین اونکے نزدیک اور حٰم سجدہ مین شافعی کے نزدیک جب اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ پڑھے تب سجدہ
کرے اور ہمارے نزدیک جب وَهُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ پڑھے تب سجدہ کرے ق اور یہی جاننا چاہیے کہ تقدیم سجدے کی جائز نہین اور
تاخیر جائز ہے تو احتیاط اسمین ہے کہ وَهُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ پر سجدہ کرے کہا ہدایہ مین کہ دلیل ہماری قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے
اور وہ قول ہمکو نہین ملا اور کہا شیخ ابن الہمام نے وَاِنَّ ذٰلِكَ قَوْلُ عُمَرَ كَغَرِيْبٍ یعنی یہ قول حضرت عمر کا غریب ہے لیکن اخراج
کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ وہ سجدہ کرتے تھے حٰم سجدہ مین نزدیک قول اللہ تعالی لَا یَسْئَمُوْنَ کے
اور زیادہ کیا ایک روایت مین کہ انھون نے دیکھا ایک شخص کو کہ سجدہ کرتا ہے نزدیک اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ کے سو کہا آپنے
جلدی کی تونے ص اور اگر کوئی شخص آیت سجدے کی سنے تو سجدہ کرے اگرچہ اوسکا قصد سننے کا نہو ق کیونکہ ہدایہ مین ہے کہ فرمایا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ اوسپر ہے جو سنے آیت سجدے کو اور جو پڑھے اوسکو اور کہا شیخ ابن الہمام نے وحدیث السجدۃ
علی من سمعہا رفعہ غریب یعنی یہ حدیث جو صاحب ہدایہ نے بیان کی مرفوع ہونا اسکا غریب ہے اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے
مصنف مین ابن عمرؓ سے کہ سجدہ اوسپر ہے جسنے سنا اوسکو اور بخاری مین ہے تعلیقاً کہا عثمانؓ نے کہ سجدہ اوسپر ہے جو سنے اوسکو اور
اس حدیث کو اخراج کیا عبدالرزاق نے أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُثْمَانَ مَرَّ بِقَاصٍّ فَقَرَأَ
سَجْدَةً لِيَسْجُدَ مَعَهُ عُثْمَانُ فَقَالَ عُثْمَانُ إِنَّمَا السُّجُودُ عَلَى مَنِ اسْتَمَعَ ثُمَّ مَضَى وَلَمْ يَسْجُدْ یعنی
گذرے حضرت عثمانؓ ایک قصہ خوان پر سو پڑھی اوسنے آیت سجدے کی تاکہ سجدہ کرین حضرت عثمانؓ ساتھ اوسکے سو فرمایا حضرت
عثمانؓ نے کہ سجدہ اوسپر ہے جو قصداً سنے پھر چلے گئے اور سجدہ نکیا واللہ اعلم بالصواب اگر امام آیت سجدے کی پڑھے مقتدی بھی اوسکے ساتھ سجدہ کرے
اگرچہ اوسنے نہ سنا ہووے اور اگر مقتدی نے پڑھی امام اور مقتدی نہ اندر نماز کے اور نہ باہر نماز کے کبھی سجدہ نکرین اور جو کوئی نماز مین تھا اور جسنے
اوسکو سنا تو وہ سجدہ کرے اور اگر نماز مین سنے آیت سجدے کی اوس شخص سے جو اوسکے ساتھ نماز مین نہین تو نماز مین سجدہ نکرے بعد نماز کے اور جو سجدہ
نماز کے اندر کرے تو بعد نماز کے پھر اعادہ کرے اور نماز کو نہ لوٹاوے اور اگر کسینے باہر نماز کے امام سے آیت سجدے کی سنی اور اقتدا کی یا اوس رکعت مین امام
کے ساتھ ملا بعد نماز کے سجدہ کرے اور نماز کے اندر نکرے اور اگر اوس رکعت مین قبل سجدے کے ملا امام کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر بعد سجدے کے ملا سجدہ نہ
اور جو سجدہ کہ نماز مین واجب ہوا اور ادا نہ کیا اوسکا نماز سے باہر نماز کے اوسکو قضا نکریگا اور اگر کسینے آیت باہر نماز کے پڑھی اور قبل سجدہ کرنے کے نماز پڑھنے مین مشغول ہوا
اور نماز مین پھر اوسی آیت کو پڑھا ایک ہی سجدہ اوسکو کافی ہے اور اگر آیت پڑھی اور سجدہ کرلیا اور پھر نماز مین وہی آیت کو پڑھا تو پھر سجدہ
کرے اور اگر ایک مجلس مین آیت سجدہ کو کئی بار پڑھا ایک سجدہ کافی ہے خواہ سب بار پڑھ کے اخیر مین سجدہ کیا یا ایک بار پڑھ کے سجدہ کیا
اور پھر پڑھا کیا اور اگر ایک رکعت مین کئی بار پڑھا ایک ہی سجدہ لازم ہے خواہ اوسکے بعد ایک ہی سجدہ کرے یا ایک بار پڑھ کے سجدہ کرے اور
پھر کئی بار پڑھے اور اگر ایک رکعت مین آیت سجدہ کو پڑھا اور پھر دوسری رکعت مین بھی پڑھا امام ابو یوسف کے نزدیک ایک سجدہ لازم آویگا اور
امام محمد کے نزدیک دو سجدے اور اگر آیت سجدہ کو بدلا یا مجلس کو تو ایک سجدہ کافی نہوگا مثلاً ایک مجلس مین تین آیتین سجدے کی پڑھین یا دو مجلس مین ایک آیت
اور بدلا جو تانا بانا ہے تو آنے جانے مین مجلس اوسکی بدل جاتی ہے اور درخت پر ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چلا جاوے تو بھی مجلس بدل جاویگی
اور اگر ایک شخص نے ایک مجلس مین کئی بار آیت سجدہ کو پڑھا اور سننے والے کی مجلسین بدل گئین تو اوسپر کئی سجدے واجب ہونگے اور اگر پڑھنے والے
کی مجلسین بدلین لیکن سننے والے کی ایک ہی مجلس ہی تو اوسپر ایک ہی سجدہ لازم آویگا اور ایک کام سے دوسرے کام کے شروع کرنے مین مجلس بدل جاتی ہے
اور اسی طرح ایک مکان سے دوسرے مکان مین اور کوٹھے گھر یا مسجد کے نہ بدلنے ایک مکان کے بدل اور ایک جست کی شاخین کہی مکان ہین ظاہر روایت مین اور
نوادر کی روایت مین ایک مکان اور اگر بیٹھے سے اوٹھ کھڑا ہو مجلس بدلیگی اور اگر کسی عورت کو طلاق کا اختیار دیا اور وہ بیٹھے سے کھڑی ہوگئی اوسی جگہ سے
مجلس بدل جاویگی اور اگر کسینے ساری سورت پڑھی اور آیت سجدے کی نہ پڑھی تو مکروہ ہے اور اگر آیت سجدے کو پڑھے اور باقی سورت چھوڑ دے تو مکروہ نہین اور دو
آیتین یا ایک آیت اوسکے ساتھ ملانا مستحب ہے اور آہستہ پڑھنی مستحب ہے تاکہ کوئی نہ سنے اور اوسکو سجدہ بھی لازم آوے اور شاید اوس وقت وضو نہو وے

باب مسافر کی نماز کے بیان مین

جو شخص کہ تین دن یا تین رات کی راہ کا اوسط چال سے ارادہ کرے اور شہر کے گھروں سے نکل جاوے تو وہ مسافر ہے اور اوسط چال خشکی مین
اونٹ کی یا پیادہ کی ہے اور دریا مین جب ہوا موافق ہو اور پہاڑ مین جیسا کہ پہاڑ کے لائق ہووے ف اور تین دن تین رات ہمارے

نزدیک مدت قصر کی ہے کیونکہ یہ بھی ایک سفر کی حصوں میں سے ہے جیسے مسح موزے کا تین دن تین رات مسافر کے واسطے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کرے مقیم ایک دن اور ایک رات اور مسافر تین دن اور تین رات اور یہی حدیث ہماری حجت ہے اور امام شافعی کے نزدیک مدت قصر کی ایک دن ایک رات ہے اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے عطاء بن ابی رباح سے کہ کہا میں نے ابن عباس سے کیا قصر کروں میں عرفات تک کہا نہیں میں نے کہا قصر کروں مر الظہران تک کہا نہیں کہا کہ قصر کروں میں طائف تک اور عسفان تک کہا کہ ہاں اور یہ اڑتالیس میل تھا اور اشارہ کیا انھوں نے ہاتھ سے اور دوسری روایت میں ہے عمرو سے کہ خبر دی مجکو عطاء نے ابن عباس سے کہا کہ نہ قصر کر عرفہ سے بطن نخلہ تک اور قصر کر طرف عسفان اور طائف اور جدہ کے آخر حدیث تک اور دلیل امام شافعی کی کوئی مجکو نہیں ملی اور روایت ہے انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نکلتے تھے تین میل قصر کرتے تھے اور تفصیل اسکی فتح القدیر میں ہے **ص** مسافر کے واسطے اگرچہ سفر سے اوسکو گناہ کا قصد ہو تب تک کہ اپنے شہر میں داخل ہووے یا آدھے مہینے کے رہنے کی نیت نکرے کسی شہر میں یا گانون میں تب تک اوسکے واسطے رخصت ہے یعنی اجازت ہے کہ چار رکعتی نماز کو قصر کرے پھر اگر نیت کی مسافر نے آدھے مہینے سے کم رہنے کی یا نیت کی اقامت کی مدت کی یعنی آدھے مہینے کے رہنے کی دو جگہ میں یا کسی شہر میں داخل ہوا مگر اوس ارادے پر کہ وہاں سے کل یا پرسون چلا جاویگا اور ہمیشہ اوسکو دیر ہو گئی تو ان صورتون میں قصر کرے **ش** اگرچہ ایک سال یا زیادہ اسی طرح سے گذر جاوے کہ آج جاؤنگا یا کل جاؤنگا اور نیت پندرہ دن رہنے کی نکرے اور پندرہ دن مدت اقامت کے ہیں اور قیاس کیا اوسکو فقہا نے طہر پر کہ اوسکی بھی اقل مدت پندرہ دن ہیں اور یہی ماثور ہے ابن عباس اور ابن عمر سے روایت کیا ان دونوں سے طحاوی نے کہا انھون نے إِذَا قَدِمْتَ بَلْدَةً وَأَنْتَ مُسَافِرٌ وَفِي نَفْسِكَ أَنْ تُقِيمَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَلَيْلَةً فَأَكْمِلِ الصَّلٰوةَ بِهَا وَإِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِي مَتٰى تَظْعَنَ فَاقْصُرْهَا یعنی جب آئے تو کسی شہر میں اور تو مسافر ہو اور نیت کرے پندرہ دن رہنے کی تو پورا کر نماز کو اور اگر نہیں جانتا ہے تو کہ کب جاویگا وہان سے تو قصر کر نماز کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے کہ ابن عمر تھے جب اجماع کرتے اوپر اقامت پندرہ دن کے تمام کرتے تھے نماز کو اور کہا امام محمد نے کتاب الآثار میں ثنا ابو حنيفة ثنا موسى بن مسلم عن مجاهد عن عبد الله بن عمر قال إذا كنت مسافرا فوطنت نفسك على إقامة خمسة عشر يوما فأتمم الصلوة وإن كنت لا تدري متى تظعن فاقصر اور معنی اسکے وہی ہیں جو اوپر گذرے تمام ہوا مضمون فتح القدیر کا مترجم کہتا ہے کہ اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے سعید بن المسیب سے کہا کہ جب جمع کرے خاطر کوئی شخص پندرہ دن کی اقامت پر تمام کرے نماز کو اور سعید بن جبیر سے کہا کہ جب اقامت کرے تو پندرہ دن پر تمام کر نماز کو اور کہا سفیان نے جب ارادہ کرے کوئی شخص کسی مقام پر پندرہ دن رہنے کا تو نماز کو تمام کرے جیسے کہ ارادہ کرے اور جب نہ جانے کہ کب نکلیگا پڑھے دو رکعتیں اگرچہ گذر جاوے ایک سال اور یہی معنی ان ہی اوسکا یہ عبارت مصنف ابن ابی شیبہ کی ہے **ص** اگر لشکر اسلام دار الحرب میں داخل ہووے یا دار الحرب قلعے کو گھیر لیوے یا باغیون کے تئیں دار الاسلام میں شہر کے باہر گھیر لیا تو ان سب صورتون میں اگرچہ وہ سب اقامت کی مدت کی نیت کرینگے مگر مقیم ہونگے نماز کو قصر کرینگے اسواسطے کہ وہ مقیم نہیں جسمین اقامت کی نیت کرنے سے مگر بنجارے لوگ اپنے خیمون میں اگر آدھے مہینے کی اقامت کی نیت کرینگے تو وہ مقیم ہو جاوینگے اسواسطے کہ نیت اقامت اونکی باہر شہر کے درست ہے اور بنجارے وغیرہ [illegible] نیت اقامت کی کرینگا [illegible]

تو فرض اوسکا تمام ہوا مگر گنہگار ہوا سلام کی تاخیر کرنے کے سبب سے اور اللہ تعالی کا صدقہ نہ قبول کرنے سے اور دو رکعتیں جو زیادہ اوسنے پڑھیں ہیں وہ نفل ہو جاوینگی اور اگر پہلا قعدہ نہیں کیا تو نماز اوسکی باطل ہو جاویگی کیونکہ مسافر پر پہلا قعدہ فرض ہے اور اگر مقیم نے امامت کی مسافر کی نماز چہار گانی کے وقت میں تو مسافر چار رکعت ادا کرے اور وقت کے بعد مقیم مسافر کی امامت نکرے کیونکہ وقت میں مقیم کی تابعداری سے مسافر پر بھی چار رکعت فرض ہو جاتی ہیں اور وقت کے بعد مسافر کا فرض ہرگز نہیں بدلتا ہے اور اگر مسافر امام ہووے اور مقیم مقتدی تو مسافر قصر کرے اور مقیم پوری پڑھے اور مستحب ہے کہ مسافر کہدیوے کہ تم لوگ اپنی نماز پوری پڑھو اور میں تو مسافر ہون
ف ایکبار حضرت امام ابی یوسف حج کو ہارون رشید بادشاہ کے ساتھ تشریف لیگئے تو نماز پڑھی آپنے رشید کے ساتھ دو رکعتیں یعنی قصر کیا اور سلام پھیر کے یہ کہا کہ تمام کرو نمازیں اپنی اے اہل مکہ کہ ہم مسافر ہیں تو کہا ایک شخص نے اونمیں سے کہ ہم زیادہ ہوئے تم سے فقہ میں اور عالم زیادہ ہوئے تمسے تب آپنے کہا امام صاحب نے کہ اگر تو فقیہ ہوتا نہ کلام کرتا تو نماز میں ایسا ہی ہے معراجیہ میں ص اور اگر ایک شخص نے اپنے وطن اصلی کو چھوڑ کے دوسری جگہہ وطن اصلی بنایا تو پہلا وطن اصلی باطل ہو جاویگا اور دونوں وطن کے درمیان میں مدت سفر کی ہووے خواہ نہووے یہانتک کہ اگر وہ اوس پہلے وطن اصلی میں داخل ہوا تو بغیر اقامت کی نیت کے مقیم نہوگا مگر وطن اصلی سفر کرنے سے نہیں باطل ہوتا ہے یہانتک کہ اگر مسافر وطن اصلی میں داخل ہوا تو فقط داخل ہوتے ہی مقیم ہو جاویگا اور لیکن وطن اقامت کا یعنی جس مقام میں پندرہ روز رہنے کی نیت کی ہے وہ باطل ہوتا ہے دوسری جگہہ کے وطن اقامت سے مثلاً ایک شخص کا وطن اقامت کسی جگہہ پر تھا پھر اوسنے دوسری جگہہ کو وطن اقامت کیا اگرچہ اون دونوں کے درمیان میں مدت سفر کی نہیں ہے تو اس صورت میں پہلی جگہہ وطن اقامت نرہیگی یہانتک کہ اگر وطن اقامت میں پھر داخل ہوا تو بغیر نیت اقامت کے مقیم نہوگا اور اسیطرح اگر وطن اقامت سے سفر کرے یا اپنے وطن اصلی کی طرف جاوے تو وطن اقامت باقی نرہیگا اور وطن اصلی اوسکو کہتے ہیں جو اوسکا اصلی مسکن ہووے اور سفر اور حضر دونوں قضا نمازوں کو نہیں بدلتے ہیں تو اگر سفر کی قضا نمازوں کو حضر میں قضا کرے تو قصر کرے اور اگر حضر کی نمازوں کو سفر میں پڑھے تو قصر نکرے اور حضر کہتے ہیں اقامت کو

باب جمعے کی نماز کے بیان میں

جمعے کے فرض ہونے کیواسطے کئی شرطیں ہیں پہلے شہر میں مقیم ہونا مسافر پر جمعہ واجب نہیں دوسرے تندرست ہونا بیمار پر جمعہ واجب نہیں تیسرے آزاد ہونا غلام پر جمعہ واجب نہیں چوتھے مرد ہونا عورت پر واجب نہیں پانچویں بالغ ہونا لڑکے پر واجب نہیں چھٹے عاقل ہونا دیوانے پر واجب نہیں ساتویں آنکھ کا سلامت ہونا اندھے پر واجب نہیں آٹھویں پاؤں کا سلامت ہونا لنگڑے پر جمعہ واجب نہیں اور اگر وہ شخص جسپر جمعہ واجب نہیں حاضر ہووے اور جمعہ ادا کرے تو درست ہے ظہر کا فرض اوسکا ادا ہو جاویگا اور جمعے کے ادا کیواسطے بھی شرطیں ہیں پہلی یہ کہ شہر ہووے خواہ شہر کا کنارہ ف جاننا چاہیے کہ جمعہ فرض ہے منکر اوسکا کافر ہے ساتھ کتاب اور سنت اور اجماع کے فرمایا اللہ تعالی نے إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِن يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی جب پکارا جاوے نماز کیواسطے دن جمعے کے تو دوڑو واسطے ذکر خدا تعالی کے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً عَبْدٌ مَمْلُوْكٌ أَوِ امْرَأَةٌ أَوْ صَبِيٌّ أَوْ مَرِيْضٌ یعنی جمعہ حق واجب ہے ہر مسلمان پر جماعت سے مگر چار شخص پر غلام اور عورت اور لڑکا اور بیمار پر روایت کیا اسکو ابو داود نے طارق بن شہاب سے اور کہا ہے حدیث یہ کہ طارق بن شہاب نے فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور روایت نہیں کیا اور یہ تو اوسکا صحابی ہونا [illegible] نہیں

کیونکہ صحابی دیکھنے میں فقط دیکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط ہی اور نہ حدیث میں کیونکہ غایت یہ ہی کہ حدیث مرسل ہوگی اور مرسل
خصوصاً جب صحابی کی ہووے تو حجت ہی کہا نووی نے حدیث او پر شرط شیخین کے ہی اور اخراج کیا بیہقی نے طریق بخاری سے تمیم داری سے کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ واجب ہی مگر او پر لڑکے اور غلام اور مسافر کے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے حاکم بن عمرو سے
اور اوسمین زیادہ کیا عورت اور مریض کو اور مروی ہی ابوالجعد ضمیری سے اور تھی اونکو صحبت کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے
چھوڑے تین جمعے سستی سے مہر کردیگا اللہ اوسکے دل پر روایت کیا اوسکو احمد اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی نے اور صحیح کیا اوسکو
ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے چھوڑے تین جمعے برابر لکھا جاویگا منافقین سے
روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم کبیر میں حدیث جابر جعفی سے اور وہ ضعیف ہی لیکن اوسکے واسطے بہت شواہد ہین تو نہ ضرر کریگی
تضعیف جابر کی اور غسل بھی دن جمعے کے سنت ہی اور گذرا بیان اوسکا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ پوچھے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ
غسل سے تو کہا غسل دن جمعے اور عیدین اور دن عرفے کے سنت ہی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے محمد بن کعب قرظی سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایمان لاتا ہی اللہ پر اور پچھلے دن پر تو اوسپر نماز جمعہ ہی دن جمعے کے مگر عورت
اور لڑکے اور غلام اور مریض پر اور فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ نہین جمعہ ہی اور تشریق اور عید فطر اور اضحی مگر شہر
جامع میں اور مثل اوسکے مروی ہی حذیفہ سے اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور صحیح کیا اوسکو ابن حزم نے
اور اسناد اوسکا یہ ہی حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ انتهى
اور یہ اسناد صحیح ہی اور جو روایت کیا اوسکو ابن عباس رضی نے کہ اول جمعہ جو پڑھا گیا بعد جمعے کے مسجد رسول اللہ میں تھا ایک گانو میں
یعنی گانو میں بحرین کے اسکے مخالف نہین کیونکہ قریے کا اطلاق عرب کے عرف مین شہر پر ہوتا ہی اور شاہد ہی اسکا کلام اللہ تعالیٰ کا لَوْلَا
نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ اور اس جگہ قریتین سے مراد مکہ اور طائف ہی اور نہین شک ہی اس بات
مین کہ مکہ شہر ہی اور ہدایہ میں اس حدیث کو رفع کیا ہی لیکن مرفوع نہین پائی گئی واللہ اعلم ص اور شہر کی تفسیر میں اختلاف ہی
بعضوں کے نزدیک شہر وہ جگہ ہی کہ جسمین حاکم امیر و قاضی ہووے کہ شرع کا حکم جاری کرے اور حدون کو قائم کرے اور بعضوں کے نزدیک
شہر وہ جگہ ہی کہ جسمین وہان کے لوگ جمع ہووین تو اوس جگہ کی بڑی مسجد میں نہ سماوین اور صاحب وقایہ نے اسی کو اختیار کیا ہی
اور شہر کا کنارہ وہ ہی جو مقام شہر کے متصل ہووے اور شہر کے فائدے کیواسطے مقرر ہو مثلاً گھوڑا دوڑانے کیواسطے یا لشکر اوترنے
کیواسطے یا مردہ دفن کرنے کے لیے یا جنازہ پڑھنے کے واسطے یا اسی طرح اور کاموں کے لیے مقرر ہو اور جمعے کا پڑھنا حج کے موسم
مین منا میں خلیفہ کیواسطے اور امیر حجاز کے واسطے درست ہی اور امیر موسم کیواسطے اور عرفات مین درست نہین دوسری شرط یہ ہی کہ
بادشاہ ہو یا اوسکا نائب تیسری شرط یہ ہی کہ ظہر کا وقت ہووے ف یعنی قبل وقت ظہر کے اور بعد زوال آفتاب کے جمعہ درست نہین
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مائل ہو جاوے آفتاب تو پڑھ ساتھ آدمیوں کے جمعے کو ایسا ہی ہی مراسیل میں اور یہ حدیث مروی
ہوئی ہی مصعب بن عمیر سے کہ بھیجا اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کو کہا کہ پڑھ جمعے کو جب مائل ہو جاوے آفتاب اور صحیح بخاری
مین حضرت انس سے مروی ہی کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے جمعے کو جب مائل ہو جاتا تھا آفتاب اور روایت کی مسلم نے
سلمہ بن اکوع سے کہ تھے ہم جمعہ پڑھتے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جب مائل ہوتا تھا آفتاب اور لیکن روایت کی دارقطنی نے

عبداللہ بن سیدان سے کہا کہ مین حاضر ہوا ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جمعے مین سو تھا خطبہ او نکا قبل زوال کے اور ذکر کیا کہ
ایسا ہی عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما سے اور نہین دیکھا مینے کسیکو کہ عیب جانا ہو اسکو اور یہ دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ خطبہ قبل زوال
کے تھا لیکن یہ کچھ قادح نہین اسواسطے کہ اتفاق کیا محدثین نے اوپر ضعف عبداللہ بن سیدان کے **ص** چوتھی شرط یہ ہے کہ نماز کے پہلے
خطبہ موافق ایک تسبیح کے وقت ظہر مین ہووے اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک ایک ذکر طویل یعنی ایک خطبہ رائج پڑھا جاوے
اور امام شافعی کے نزدیک دو خطبے ضرور ہین کہ ہر خطبے مین حمد اور دعا اور حکم تقوی کا ہووے اور پہلا خطبہ قرائت کے طور پر ہو اور دوسرا
دعا کے طور پر پانچوین شرط یہ ہے کہ جماعت ہووے اور جماعت کی حد یہ ہے کہ امام کے سوا تین مرد ہوں اور اگر امام کے سجدہ کرنے سے پہلے
مقتدی بھاگ جاوین تو اس صورت مین امام ظہر شروع کرے اور اگر مقتدی چلے جاوین اور تین مرد رہ جاوین یا امام کے سجدہ کر لینے کے
بعد سب بھاگ جاوین تو ان دونون صورتون مین امام جمعہ تمام کرے چھٹی شرط یہ ہے کہ اذن عام ہووے یعنی تمام لوگون کو مسجد مین
جانے کا حکم ہووے اور جو شخص کہ جمعے کے سوا نمازون مین امامت کے لائق ہے وہ جمعے مین بھی امامت کے لائق ہے تو اگر مسافر یا بیمار
یا غلام جمعے مین امام ہووے درست ہو جاویگا اور امام زفر کے نزدیک درست نہوگا اور معذور اور قیدی کی ظہر جماعت کے
ساتھ دن جمعے کے شہر مین مکروہ ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک دو جگہ شہر مین جمعہ درست نہین مگر جب ایسا شہر ہو کہ اوسکے
دو جانب ہون تو دو شہر کا حکم رکھیگا جیسے بغداد اور امام محمد کے نزدیک دو جگہ یا تین جگہ یا زیادہ جمعہ ایک شہر مین جائز ہے برابر ہے کہ شہر
دو جانب مین بٹا ہوا ہو یا نہ ہو اور اسی پر فتوی ہے اور جسکو عذر نہین اوسکی بھی نماز الگ ظہر کی شہر مین قبل جمعہ ہو جانیکے مکروہ ہوگی اور جس شخص کو عذر نہین اوسنے ظہر
پڑھی اور جمعے کیواسطے دوڑا جس وقت کہ امام جمعے کی نماز مین مشغول ہووے ظہر اوسکی باطل ہو جاویگی جمعے کی نماز پاوے یا نہ پاوے یہ امام صاحب کا مذہب
اور صاحبین کے نزدیک ظہر باطل ہوگی مگر جب نماز جمعے کی پا لیوے اور جو شخص کہ جمعے کی نماز مین تشہد مین یا سہو کے سجدے مین ملے تو وہ شخص جمعے کی نماز
پوری کرے اور ظہر نہ پڑھے اور اوسنے جمعہ پایا **ف** یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا ہے اور امام محمد کا مذہب یہ ہے کہ اگر مقتدی امام کے
ساتھ دوسری رکعت کے اکثر کو پا لیوے جمعے کو اوسپر بنا کرے اور اگر دوسری رکعت کا اکثر نہ پاوے اور شامل ہووے تو اوسپر ظہر پڑھنا لازم ہے اور
جمعے کو اوسنے نہین پایا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاقْضُوْا یعنی جو پاؤ تم
پڑھو اور جو جاتا رہے تو اوسکو ادا کر لو اور پوری حدیث یون ہے کہ جب قائم کی جاوے نماز تو نہ آؤ تم دوڑتے ہوئے بلکہ اپنی چال سے
اور لازم ہے تمپر اطمینان اور سکون سو جو پاؤ اوسکو پڑھو اور جو فوت ہو جاوے تمام کرو روایت کیا اسکو احمد اور ابن حبان نے اور اوسمین بجائے
فاقضوا کے اتموا ہے اور بھی اخراج کیا اس حدیث کو بخاری مسلم ابوداود ترمذی نسائی ابن ماجہ وغیرہم نے ابوہریرہ سے اور ایک روایت
مین صحیح ابن حبان کے یہ لفظ بھی واقع ہے یعنی فاقضوا اور اسی طرح سے بیان کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے کہا مسلم نے خطا کی سفیان بن عیینہ
نے اس لفظ مین اور نہین جانتا ہون کسیکو کہ روایت کیا ہو اس لفظ کو زہری سے سوا سفیان کے کہا ابوداود نے نہین کہا سوا سفیان کے
کسی نے یہ لفظ اور جواب اسکا یہ ہے کہ روایت کی امام احمد نے مسند مین عبد الرزاق سے انھون نے معمر سے انھون نے زہری سے اور اوسمین
فاقضوا کا لفظ ہے اور روایت کی بخاری نے ادب مفرد مین حدیث لیث سے اوسنے زہری سے اور کہا اقضوا اور سلیمان کی روایت سے زہری سے مانند اوسکے
اور بھی کہا بخاری نے حدیث لیث سے ثنا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ وَسَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مانند اسکے اور بھی
روایت کی ابو نعیم نے مستخرج مین ابوداود طیالسی سے انھون نے ابن ابی ذئب سے انھون نے زہری سے مانند اسکے قال ما ادرکتم

صورت مین نزول ہوا اور ٹھا اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہی ص اور جب پہلی اذان ہووے تب لوگ خریدنا بیچنا چھوڑ دین ف
اور جمعے کی طرف متوجہ ہوان سو اسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ یعنی دوڑو طرف یاد اللہ
اور چھوڑ دو بیع یعنی بیچنے کو ص اور جب خطبہ پڑھنے کو امام اوٹھے نماز اور بات حرام ہو جاتی ہی ف کیونکہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نکلے امام تو نہ نماز ہی نہ کلام ہے اور رفع اسکا غریب ہے اور معروف یہ ہی کہ یہ کلام زہری کا ہی روایت کیا
اسکو مالک نے موطا مین کہا کہ نکلنا امام کا منع کرتا ہی نماز کو اور کلام اوسکا منع کرتا ہے کلام کو اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین
عطا سے کہ عبداللہ بن عباس اور ابن عمر مکروہ رکھتے تھے نماز اور کلام کو بعد نکلنے امام کے اور کہا ابن ابی شیبہ نے حدثنا عباد
بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ اَبِيْ مَالِكٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ اَدْرَكْتُ
عُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكَانَ الْاِمَامُ اِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَرَكْنَا الصَّلٰوةَ وَالْكَلَامَ یعنی پایا مینے عمر اور عثمان کو کہ
جب نکلتا تھا امام دن جمعے کے ترک کرتے تھے ہم نماز اور کلام کو اور مروی ہی حضرت علی سے مانند اسکے اور یہی روایت کی عروہ
کہا کہ جب بیٹھے امام منبر پر تو نہین ہی نماز اور کہا زہری نے کہ جو شخص آوے دن جمعے کے اور امام خطبہ پڑھتا ہو بیٹھے اور نماز نہ پڑھے
اور اخراج کیا علماء ستہ نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تو نے کلام کیا اپنے صاحب سے اور امام خطبہ پڑھتا ہی سو لغو کیا
تو نے اور جو معارضہ کیا اسکا بعض لوگون نے کہ آیا ایک شخص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے تو فرمایا کہ پڑھی تو نے نماز او سنے کہا
نہین کہا کہ پڑھ دو رکعتین لغو ہی کیونکہ دوسری روایت مین ہی انس رضی اللہ عنہ سے کہ آیا ایک شخص مسجد مین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خطبہ پڑھتے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کھڑا ہو اور پڑھ دو رکعتین اور باز رہے آپ خطبے سے یہان تک کہ فارغ ہوا
وہ شخص نماز سے اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے اور کہا کہ اسناد کیا اوسکا عبید بن محمد عبدی نے اور وہم کیا اوسمین پھر نکالا دارقطنی نے
احمد بن حنبل سے یہی حدیث مرسل اور اوسمین ہی کہ انتظار کیا آپ نے اوسکا اور کہا کہ یہ مرسل صواب ہے اور ہم کہتے ہین کہ مرسل حجت ہی
تو اوسکے مقتضی پر عمل ضروری ہی پھر اسناد اوسکا زیادت ہی جب ماقبل کے معارض ہو کیونکہ اور حدیث مین اوسکا ذکر نہین ہی کہ اسکا
مخالف مذکور ہی اور زیادت ثقہ کی مقبول ہی اور فقط زیادت اوسکی موجب غلط نہین ورنہ نہ مقبول کیجاوے زیادت ثقہ کی اس حدیث
مین وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص جب تک کہ تمام کرے خطبے کو اور جب امام منبر پر بیٹھے تب اذان کہی جاوے دوسری بار امام کے آگے
ف اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین فقط یہی اذان تھی روایت کیا جماعت نے سوا مسلم کے سائب بن یزید سے
کہا کہ تھی اذان دن جمعے کے اول اوسکے جب امام بیٹھتا تھا منبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور ابو بکر اور عمر کے
سو جب خلافت ہوئی حضرت عثمان کی زیادہ کیا دوسری اذان کو اور ابن ماجہ مین ہی کہ زیادہ کیا دوسری اذان کو ایک گھر مین
کہ نام اوسکا زورا تھا بازار مین اور بعض روایتون مین ہی کہ زیادہ کی حضرت عثمان نے تیسری اذان اور تیسری اذان اس وجہ سے ہی کہ ایک اقامت
اقامت کو بھی اذان مین شمار کیا ہی جیسا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ یعنی درمیان دونوں اذانون کے نماز ہی
یعنی ایک اذان اور ایک اقامت کے تو دفع ہو گیا اس سے وہ اعتراض جو وارد کیا اوسکو بعض لوگون نے کہ اذان کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خطبہ پڑھتے تھے اور اوسکے بعد نماز تو سنتین کس وقت ہوتین کیونکہ یہ اول اذان حضرت کے وقت مین تھی اور وہ جواب یا اسکا
بعض لوگون نے کہ سنتین پڑھتے تھے بعد اذان کے تو وہ جہالت ہی کیونکہ یہ اذان متصل ہوتی ہی خطبے کے بلا فصل کے اور جائز ہی یہ بات

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد زوال کے نکلتے ہوں اور منبر پر بیٹھتے ہوں اور پھر اذان ہو کے خطبہ شروع ہوتا ہو کیونکہ اوپر ہم باب النوافل مین بیان کر چکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے بعد زوال آفتاب کے دو رکعتین اور کہتے تھے کہ یہ وہ ساعت ہی کہ کھولے جاتے ہین اس مین دروازے آسمان کے تو مین چاہتا ہون کہ چڑھے میری جانب سے اوسوقت مین کوئی عمل نیک ص اور لوگ امام کی طرف مونہہ کر کے خطبہ سنین اور امام باطہارت کھڑا ہو کے دو خطبے پڑھے اور اون دونون کے بیچ مین ایکبار بیٹھے ف کیونکہ کہا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ثنا المحاربی عن حجاج عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یخطب یوم الجمعۃ قائما ثم یقعد ثم یقوم فیخطب یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے خطبہ پڑھتے دن جمعے کے کھڑے ہو کے پھر بیٹھتے تھے پھر کھڑے ہو کے خطبہ پڑھتے تھے ص اور جب خطبہ تمام ہو جاوے تب اقامت کہی جاوے اور امام لوگون کے ساتھ دو رکعتین پڑھاوے ف جاننا چاہیے کہ خطبہ طول کرنا نہایت مکروہ ہی روایت کیا ابن ابی شیبہ وغیرہ نے جابر بن سمرہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کا قصر کرتے اور نماز کا بھی قصر کرتے اور کہا حضرت عبد اللہ بن مسعود نے کہ قصر خطبے کا اور طول نماز کا مخبر ہین تفقہ سے اوس شخص کے اور عمار سے مروی ہی کہ منع کیا کہ لوگ طول کرین خطبے کو یہ مصنف ابن ابی شیبہ مین ہی اور بہت مذمت بیان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگون کی جو طول کرتے ہین خطبے کا اور نمازین کمی کرتے ہین اور یہ علامت قیامت مین سے آپنے ارشاد فرمایا اور اسی طرح یہ جو لوگون کی عادت ہی کہ دو خطبون کے بیچ مین جب امام بیٹھتا ہی تو دعا مانگتے ہین بدعت ہی اور نہایت مکروہ ہی اور اسی طرح قبل نماز جمعے کے جو لوگ اَلصَّلوٰۃُ اَلصَّلوٰۃ کہکے پکارتے ہین بدعت ہی اور ہرگز جائز نہین اور جمعے کے دن کپڑے بدلنا خوشبو لگانا مستحب ہی حدیث مین جمعے کو عید فرمایا ہی

باب عیدین کی نماز کے بیان مین

مستحب ہی کہ عید فطر کے روز نماز کے پہلے کھانا کھاوے اور مسواک کرے اور غسل کرے اور خوشبو ملے اور اپنا اچھا کپڑا پہنے ف لیکن نماز کے پہلے کھانا کھانا خصوصاً جب کہ کھانا میٹھا ہووے مستحب ہی کیونکہ صحیح بخاری مین ہی کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین نکلتے تھے واسطے نماز عید کے یہان تک کہ کھا لیتے تھے کچھ خرمے اور کھاتے تھے اونکو طاق اور لیکن مسواک کرنا سو اسواسطے کہ ہر وضو اور نماز کے وقت سنت ہی اور لیکن غسل کرنا سو بیان اسکا غسل کے باب مین گذرا اور لیکن خوشبو ملنا تو اسواسطے کہ یہ دن خوشی کا ہی اور اجتماع کا اور جب جمعے مین خوشبو لگانا مستحب ہی تو عیدین مین بطریق اولی مستحب ہو گا اور اچھا کپڑا پہنے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے پہنتے دن عید کے ایک جبہ صوف سے بنایا کسی ور کپڑے سے اور یہ حدیث ہدایہ مین ہی اور روایت کیا بیہقی نے مانند اسکے طریق شافعی سے اور اخراج کیا طبرانی نے اوسط مین تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے دن عید کے ایک جوڑا سرخ اور جوڑا سرخ اس سے عبارت ہی کہ یمن مین ایک کپڑا ہوتا ہی اوسمین خط ہوتے ہین سرخ اور سبز ص اور صدقہ فطر کا ادا کرے ف اور بیان اسکا کتاب الزکوٰۃ مین آویگا ص اور مسجد کی طرف تکبیر آہستہ آہستہ کہتا ہوا جاوے ف خلاف جہر تکبیر مین ہی عید فطر مین نہ اصل تکبیر مین کیونکہ وہ عموم ذکر خدا مین داخل ہی تو نزدیک صاحبین کے جہر کرے جیسا کہ عید قربان مین اور امام صاحب کے نزدیک جہر نکرے اور ایک روایت مین اونسے جہر کرے اور کہا امام صاحب نے کہ جہر کرنا اور آواز کا بلند کرنا ساتھ ذکر کے بدعت ہی اور مخالف ہی اللہ تعالی کے قول کے وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَۃً وَّدُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ یعنی یاد کر اللہ کو عاجزی سے

اور آہستہ سے اور حدیث میں آیا ہی لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا یعنی نہیں پکارتے ہو تم بہرے اور نہ غائب کو یعنی
اللہ تعالی سنتا جانتا موجود ہی اور روایت کیا دارقطنی نے عبد اللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تکبیر کہتے
فطر میں جب نکلتے تھے اپنے گھر سے عیدگاہ تک اور روایت کیا انھوں نے ابن عمر رضی سے کہ وہ جب جاتے تھے صبح کو دن عید فطر اور
دن عید قربان کے جہر کرتے تھے ساتھ تکبیر کے یہاں تک کہ آتا تھا امام کہا بیہقی نے صحیح ہی وقف اوسکا ابن عمر پر اور پہنچ گیا ہی
ساتھ آیت کلام اللہ کے معارض نہوگا ص اور عید کی نماز کے پہلے نفل نہ پڑھے ف اور اکثر مشایخ نے اسکو مکروہ
جانا ہی اور یہی روایت ہی صحاح ستہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور نماز پڑھی ساتھ صحابہ کے
عید کی اور نہ نماز پڑھی قبل اوسکے اور نہ بعد اوسکے اور روایت کیا ترمذی نے ابن عمر رضی سے کہ وہ نکلے دن عید کے تو نہ نماز پڑھی قبل
اوسکے اور نہ بعد اوسکے اور ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور یہ نفی محمول ہی اس بات پر
کہ عیدگاہ میں سوا عید کے اور کچھ نہ پڑھتے تھے اور روایت کیا ابن ماجہ نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھتے تھے قبل عید کے کچھ جب
آتے اپنے گھر میں پڑھتے تھے دو رکعتیں ص اور جو شرطیں کہ جمعے کے واسطے ہیں وہی شرطیں عید کے واسطے بھی ہیں واجب ہونے
اور ادا کرنے کے حق میں مگر خطبہ عیدین میں سنت ہی اور نماز عید کی واجب ہی اور یہی روایت ہی امام ابو حنیفہ سے اور
یہی صحیح ہی اور بعضوں نے کہا ہی کہ عید کی نماز سنت ہی ہمارے علماؤن کے نزدیک کیونکہ امام محمد نے کہا ہی کہ جب دو عیدین ایک دن میں (بمعنی جمعہ و عید)
جمع ہوویں تو اول سنت ہی اور ثانی فرض ہی اور اسکا جواب یوں دیا ہی کہ سنت سے مراد یہ ہی کہ حدیث سے وجوب اسکا ثابت ہوا ہی ف
اور وجہ وجوب کی یہ ہی کہ مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسپر اور وجہ سنت ہونے کی یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حدیث اعرابی میں فرمایا جسوقت اوسنے پوچھا کہ کیا مجھپر لازم ہی سوا ان پانچ نمازوں کے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ نفل پڑھے اور کہا
صاحب ہدایہ نے کہ صحیح وجوب ہی اور یہی مذہب ہی اکثر مشایخ کا لیکن جیسا مواظبت نماز عید سے وجوب اوسکا ثابت ہوتا ہی اسی طرح وجوب
خطبۂ عید کا ثابت ہوتا ہی بہر صورت قائل ہونا ساتھ وجوب نماز عید اور سنیت خطبۂ عید کے ترجیح بلا مرجح ہی ص اور عید
کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہی جب آفتاب ایک یا دو نیزے کے برابر بلند ہوتا ہی اور باقی رہتا ہی جب تک کہ زوال نہو آفتاب کا
ف کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز عید کی جب آفتاب بلند ہو جاتا تھا موافق ایک نیزے یا دو نیزے
کے اور سنن ابو داود اور ابن ماجہ میں ہی یزید بن حمیر سے کہا کہ نکلے عبد اللہ بن بسر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
آدمیوں کے دن عید فطر یا عید اضحی کے سو برا کہا انھوں نے امام کو کہ دیر کی اوسنے اور کہا کہ فارغ ہو جاتے تھے ہم اب تک نماز سے ساتھ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو داود و نسائی نے روایت کیا کہ آئے کچھ سوار طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گواہی دیتے تھے کہ انھوں نے
دیکھا چاند کو کل تو آپ نے حکم کیا لوگوں کو کہ افطار کریں اور جب صبح ہو جاویں طرف عیدگاہ کے اور بیان کیا روایت ابن ماجہ میں
اور دارقطنی میں کہ وہ سوار آئے تھے آخر دن میں اور صحیح کیا دارقطنی نے اسناد اوسکا اور صحیح کیا اوسکو نووی نے خلاصہ میں اور روایت کیا
طحاوی نے ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ ثنا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ جَعْفَرِ بْنِ اِيَاسٍ عَنْ اَبِيْ عُمَيْرِ بْنِ اَنَسِ
بْنِ مَالِكٍ اَخْبَرَنِيْ عُمُوْمَتِيْ مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَّ الْهِلَالَ خَفِيَ عَلَى النَّاسِ فِيْ آخِرِ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ
رَمَضَانَ فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَصْبَحُوْا صِيَامًا فَشَهِدُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ اَنَّهُمْ رَاَوُا الْهِلَالَ اللَّيْلَةَ الْمَاضِيَةَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ
بِالْفِطْرِ فَاَفْطَرُوْا تِلْكَ السَّاعَةَ وَخَرَجَ لَهُمْ مِنَ الْغَدِ فَصَلّٰى بِهِمْ صَلٰوةَ الْعِيْدِ یعنی تحقیق کہ چاند پوشیدہ ہوا
لوگون پر اخیر رات مین رمضان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین تو صبح کو اونھون نے روزہ رکھا اور آئے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پاس بعد زوال کے لوگ کہ انھون نے دیکھا چاند کو شب گذشتہ مین پس حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو فطر کا اور
کھولا انھون نے روزہ وسی وقت اور نکلے آپ ساتھ اونکے دوسرے روز صبح کے وقت اور پڑھی ساتھ اونکے عید کی نماز ف اور امام مقتدیون کے
ساتھ دو رکعت پڑھاوے اس طرح سے کہ پہلے تکبیر تحریمہ کہے اور پھر ثنا پڑھے بعد اوسکے تین تکبیرین کہے تب فاتحہ اور سورت پڑھے تب رکوع
کرے تکبیر کہتا ہوا اور دوسری رکعت مین پہلے قرآن پڑھنا شروع کرے اور بعد قرارت کے تین تکبیرین کہے اور پھر ایک تکبیر اور کہکے رکوع
مین جاوے اور چھہ تکبیرین جو زیادہ ہین اونمین ہاتھ اوٹھاوے اور نماز کے بعد دو خطبے پڑھے اونمین احکام صدقۂ فطر کے بتاوے
ف جاننا چاہیے کہ تکبیرات ہمارے نزدیک عیدین مین چھہ چھہ ہین اور احادیثین مختلف اسمین وارد ہوئی ہین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے اور صحابہ سے لیکن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے سو یہ ہے کہ روایت کی ابوداود اور ابن ماجہ نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے
کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے عیدین مین سات اول رکعت مین اور دوسری رکعت مین پانچ قبل قرارت کے سوا دو تکبیرون
رکوع کے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا کہ تفرد کیا ساتھ اوسکے ابن لہیعہ نے اور تحقیق (ابن لہیعہ)
کہ استشہاد کیا اوس سے مسلم نے اور کہا کہ اس باب مین مروی ہے حضرت عائشہ اور ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے اور طرق اونکے
تمام اسدین یعنی ضعیف ہین اور سنن ابوداود اور ابن ماجہ مین ہے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
تکبیر عید فطر مین سات ہین پہلی رکعت مین اور پانچ دوسری رکعت مین اور قرارت دونون رکعتون مین بعد اونکے ہے زیادہ کیا دارقطنی نے
اور پانچ دوسری رکعت مین سوا تکبیر نماز کے کہا تو وی نے کہا ترمذی نے علل مین کہ پوچھا مینے بخاری سے اس حدیث کو سو کہا کہ وہ صحیح ہے
اور اخراج کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے کثیر بن عبد اللہ سے انھون نے اپنے باپ عبد اللہ سے انھون نے اپنے دادا عوف مزنی سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی عیدین مین اول رکعت مین سات قبل قرارت کے اور دوسری رکعت مین پانچ قبل قرارت کے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث
حسن ہے اور وہ اچھی ہے سب حدیثون مین جو مروی ہین اس باب مین اور کہا ترمذی نے علل کبری مین کہ پوچھا مینے بخاری سے اس حدیث کو سو کہا کہ
نہین صحیح ہے اس باب مین کوئی حدیث اس حدیث سے اور اسی سے اخذ کرتا ہون مین اور مروی ہوئین چند حدیثین سوا انکے کہ موافق ہین ان حدیثون کی
اور سنن ابوداود مین ہے جو معارض انکی ہے کہ پوچھا سعید بن العاص نے ابو موسی اشعری سے اور حذیفہ بن الیمان سے کہ کس طرح رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے اضحی اور عید فطر مین سو کہا ابو موسی نے کہ تھے تکبیر کہتے چار مثل تکبیر جنازے کے سو کہا حذیفہ نے سچ کہا پھر کہا
ابو موسی نے ایسا ہی تکبیر کہتا تھا مین بصرے مین اخیر حدیث تک اور سکوت کیا اوس سے ابوداود نے پھر منذری نے اپنی مختصر مین اور یہ روایت
برابر دو حدیثون کے ہے کیونکہ تصدیق کی اوسکی حذیفہ نے تو گویا انھون نے بھی روایت کیا اوسکو اور سکوت ابوداود اور منذری کا تصحیح ہے
واسطے اوس حدیث کے اور جو ضعیف کیا ابن الجوزی نے اوسکو بسبب تضعیف عبد الرحمن بن ثوبان کے اور نقل کیا اوسکو ابن معین سے (عبد الرحمن بن ثوبان)
اور امام احمد سے معارض ہے ساتھ قول صاحب تنقیح کے اپنی کتاب مین کہ توثیق کی اوسکی بہت لوگون نے کہا ابن معین نے نہین حرج ہے
ساتھ اسکے لیکن اسناد مین اوسکی ابو عایشہ ہے کہا ابن القطان نے نہین جانتا ہون مین حال اوسکا اور کہا ابن حزم نے مجہول ہے اور اگر اسکو مان بھی لین (ابو عایشہ)

ابن لہیعہ کی ضعیف ہی کیونکہ ظاہر ہوا اضطراب اوس حدیث کا تو کبھی تو اوسمین ہی عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَبِيبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اور کبھی ہی عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اور بعض مین ہی عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اور بعض مین ہی عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ کہا دارقطنی نے کہ اضطراب ہی اوسمین جابر ابن لہیعہ کے اور جو اور دو حدیثین بیان کین منع کیا اونکی تصحیح کو ابن القطان نے اپنی کتاب مین اور کہا اوسنے کہ کثیر بیٹا عبد اللہ کا نزدیک محدثین کے متروک ہی اور کہا احمد نے کہ کچھ نہین اور نہین روایت کی اوسسے اپنی مسند مین اور ایسا ہی کہا ابن معین نے اور کہا نسائی اور دارقطنی نے متروک ہی اور کہا ابو زرعہ نے واہی ہی حدیث اوسکی یعنی ضعیف ہی اور کہا امام احمد نے نہین ہی تکبیر عیدین مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث صحیح لیکن سند پکڑی گئی ہی اوسمین ساتھ قول ابوہریرہ کے اور لیکن جو مروی ہی صحابہ سے سو نکالا عبد الرزاق نے ثنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيدَيْنِ تِسْعًا أَرْبَعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْكَعُ وَفِي الثَّانِيَةِ يَقْرَأُ فَإِذَا فَرَغَ كَبَّرَ أَرْبَعًا یعنی ابن مسعود تکبیر کہتے تھے عیدین مین نو تکبیرین چار قبل قراءت کے پھر تکبیر کہتے تھے اور رکوع کرتے تھے اور دوسری رکعت مین قراءت کرتے تھے اور جب فارغ ہوتے تھے قراءت سے تکبیر کہتے تھے چار بار اور اول رکعت مین تین تکبیرین عید کی ہین اور ایک تکبیر تحریمہ اور دوسری مین بھی تین عید کی اور ایک رکوع کی اور روایت کی اوسنے باسناد صحیح اوسی اسناد سے کہا کہ تھے ابن مسعود بیٹھے اور نزدیک اونکے ابوموسی اشعری تھے اور حذیفہ سو پوچھا اونسے سعید بن العاص نے تکبیر سے نماز عید مین کہا حذیفہ نے پوچھ ابوموسی سے کہا ابوموسی نے کہ پوچھ عبد اللہ بن مسعود سے کیونکہ وہ ہم مین قدیم ہین اور سب سے زیادہ جاننے والے ہین پھر پوچھا اونسے تو کہا ابن مسعود نے تکبیر کہے چار پھر قراءت کرے اور تکبیر کہے اور رکوع کرے پھر کھڑا ہو دوسری رکعت مین اور قراءت کرے پھر تکبیر کہے چار بعد قراءت کے اور ایک دوسرا طریقہ ہی کہ روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح مسروق سے کہ تھے سکھاتے ہمکو عبد اللہ بن مسعود تکبیر عیدین مین نو تکبیرین پانچ پہلی رکعت مین اور چار دوسری رکعت مین اور اس سے مراد یہ ہی کہ ایک تکبیر تحریمہ کی اور تین عیدین کی اور ایک رکوع کی اول رکعت مین اور دوسری مین ایک رکوع کی اور تین عیدین کی اور ایک دوسرا طریقہ ہی اس حدیث کا روایت کیا اوسکو امام محمد نے ثنا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَكَانَ قَاعِدًا فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ وَمَعَهُ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ وَأَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ فَخَرَجَ عَلَيْهِمُ الْوَلِيدُ بْنُ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَهُوَ أَمِيرُ الْكُوفَةِ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ إِنَّ غَدًا عِيدُكُمْ فَكَيْفَ أَصْنَعُ فَقَالَا أَخْبِرْهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَأَمَرَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ وَأَنْ يُكَبِّرَ فِي الْأُولَى خَمْسًا وَفِي الثَّانِيَةِ أَرْبَعًا وَأَنْ يُوَالِيَ بَيْنَ الْقِرَاءَتَيْنِ وَأَنْ يَخْطُبَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ عَلَى رَاحِلَتِهِ یعنی ایک روز حضرت عبد اللہ بن مسعود بیٹھے تھے مسجد کوفہ مین اور تھے اونکے ساتھ حذیفہ بن الیمان اور ابوموسی اشعری تو نکلا اونکے اوپر ولید بن عقبہ اور وہ امیر کوفے کے تھا اوس زمانے مین اور کہا کہ کل عید ہی تمھاری تو کیا کرون مین یعنی کس طرح نماز پڑھاؤن مین کہا ابوموسی اور حذیفہ نے کہ بتاؤ اوسکو اے ابن مسعود تو حکم کیا انھون نے اوسکو کہ پڑھے بغیر اذان اور اقامت کے اور تکبیر کہے پہلی رکعت مین پانچ اور دوسری مین چار اور ملا دے درمیان دونون قراءتون کے اور خطبہ پڑھے بعد نماز کے اپنی سواری پر اور یہ اثر صحیح ہی اور بیٹھے ہوئے تھے ساتھ صحابہ کے ابن مسعود

تھے ساتھ اوسکے حذیفہ اور ابو موسیٰ تو اگر کوئی کہے کہ مروی ہی ابوہریرہ اور ابن عباس سے جو مخالف ہی اوسکے جواب اوسکا یہ ہی
کہ معارض ہونگے یہ اثر عبداللہ بن مسعود کے اور ترجیح ہوگی اثر عبداللہ کو کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ نہیں ہین زیادہ عبداللہ بن مسعود سے
اور بری نہیں ہین بخلاف ابن مسعود کے اور ابن عباس سے جو مروی ہی مصنف ابن ابی شیبہ مین کہ تکبیرین کہیں انھون نے عیدین مین بارہ تکبیرین
سات پہلی رکعت مین اور چھ دوسری رکعت مین اور ایک روایت مین ہی کہ بارہ تکبیرین سات اول رکعت مین اور پانچ دوسری رکعت
مین معارض ہی اوسکے وہ جو روایت کیا اوسنے خود ابن عباس سے کہ نماز پڑھی انھون نے دن عید کے اور تکبیرین کہین نو تکبیرین پانچ اول
رکعت مین اور چار دوسری مین اور موالات کی درمیان دونون قرأتون کے اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے اور زیادہ کیا اوسمین
کہ کیا مغیرہ نے مانند اوسکے تو باقی رہا اثر ابن مسعود کا سالم معارضے سے اور اوسی سے حجت پکڑی ہمارے علماؤن نے واللہ اعلم
اور دو خطبے بعد نماز عید کے پڑھے روایت کی ابن ماجہ نے جابر سے کہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن فطر کے یا اضحیٰ کے تو خطبہ
پڑھا آپ نے کھڑے ہوکے پھر بیٹھے آپ پھر کھڑے ہوکے پڑھا اور کہا نووی نے خلاصے مین اور جو مروی ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے
کہ سنت سے ہی یہ بات کہ خطبے پڑھے دو عیدین مین اور فاصل کرے اونمین ایک جلسے کو ضعیف ہی متصل نہیں اور نہین ثابت ہوا دو خطبے
پڑھنے مین کچھ اور معتمد اوسمین قیاس ہی جمعے پر تو اگر خطبہ پڑھا قبل نماز کے خلاف کیا سنت کا لیکن پھر اعادہ نکرے خطبے کا
ص اور اگر امام نے نماز عید پڑھی اور کسی شخص نے اوسکے ساتھ نماز نہ پڑھی قضا نکرے اور اگر عید کی نماز کسی عذر سے پہلے روز
نہ پڑھی گئی دوسرے دن پڑھی جاوے اور تیسرے دن نہ پڑھی جاوے ف اور دلیل اسکی اوپر گذری ص اور عید اضحیٰ کے احکام عید فطر
کے موافق ہین مگر عید قربان مین مستحب ہی کہ جب تک نماز نہ پڑھی جاوے کھانا نہ کھاوے اور نماز کے قبل کھانا مکروہ نہیں اور اسی پر فتویٰ ہی
ف روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے صحیح مین اور حاکم نے مستدرک مین اور صحیح کیا اوسکو عبداللہ بن بریدہ سے
انھون نے اپنے باپ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین نکلتے دن عید فطر کے یہان تک کہ کچھ کھا لیتے تھے اور نہین کھاتے تھے دن
بقرعید کے یہان تک کہ لوٹتے تھے زیادہ کیا دارقطنی اور احمد نے کہ کھاتے تھے قربانی سے اور صحیح کیا اوسکو بھی ابن القطان نے اپنی
کتاب مین اور دارقطنی کی زیادت کو بھی صحیح کیا ص اور عید اضحیٰ مین تکبیر پکارکے راستے مین کہے ف اور بیان اسکا گذرا
ص اور خطبے مین تکبیرات تشریق اور قربانی کے احکام بتلاوے اور اگر کسی عذر سے یا بغیر عذر کے نماز نہ پڑھی گئی تو دو روز تک بعد عید کے نماز
درست ہی اور بعد اوسکے نہین درست اور عرفے کے روز وقوفون کی مشابہت کے واسطے یعنی اون لوگون کی جو حج مین کھڑے ہوتے ہین
اور وقوف کرتے ہین جمع ہونا کچھ معتبر چیز نہیں ہی اور نہ اوس سے ثواب ہووے اسواسطے کہ ایک مکان خاص جسکو عرفات کہتے ہین اوسمین جانا ہونا
حج کے موسم مین فرض اور موجب ثواب ہی اور عرفات کے سوا دوسرے مکان مین نہین اور تکبیرات تشریق کی یعنی اللہ اکبر اللہ
اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد عرفے کی فجر سے ہر فرض کے بعد جو مردون کی جماعت کے ساتھ پڑھا جاوے
شہر کے مقیم پر ف جاننا چاہیے کہ اسمین اختلاف ہی کہ تکبیرات تشریق کی واجب ہین یا سنت بعضون نے کہا ہی کہ واجب ہین اور
بعضون نے سنت اور اکثر کا مذہب یہ ہی کہ واجب ہین روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی سے کہ وہ تکبیر کہتے تھے بعد فجر کے
دن عرفے سے نماز عصر تک اخیر دن تک دنون تشریق کے اور روایت کی محمد بن حسن نے نا ابو حنیفۃ عن حماد بن ابی سلیمان
عن ابراہیم النخعی عن علی بن ابی طالب اس اسناد سے مثل اوسکے اور مذہب امام صاحب کا یہ ہی کہ فجر عرفے سے شروع کرے

اور دن قربانی تک یعنی عید کے روز عصر کی نماز تک پڑھے اور دلیل اونکی یہہ ہی جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے حدثنا ابو الاحوص عن ابی اسحق عن الاسود قال کان عبد اللّٰہ یکبر من صلوۃ الفجر یوم عرفۃ الی صلوۃ العصر من یوم النحر یقول اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد یعنی تھے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تکبیر کہتے تھے نماز فجر سے دن عرفے کے قربانی کے دن نماز عصر تک اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اخیر تک اور روایت کی حاکم نے علی اور عمار رضی اللہ عنہما سے کہا دونون نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے تھے بیچ فرائض کے بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم کا اور تھے قنوت پڑھتے نماز فجر میں اور تھے تکبیر کہتے دن عرفے کے نماز صبح سے اور ختم کرتے تھے اوسکو نماز عصر تک اخیر ایام تشریق مین اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور کہا ذہبی نے کہ حدیث ایسی ہی گویا موضوع ہی کیونکہ عبد الرحمن اسناد مین ہی اور اسکی حدیثین اوسکی منکر ہین اور سعید اوسکی اسناد مین اگر سعید کریزی ہی تو وہ ضعیف ہی اور اگر دوسرا ہی تو مجہول ہی اور اخراج کیا اوسکا بیہقی نے اور ضعیف کیا اوسکو ص اور اوس عورت پر جسنے مرد کے ساتھہ اقتدا کی اور اوس مسافر پر جو مقیم کا مقتدی ہی ایام تشریق کے آخر روز کی عصر تک واجب ہی اور مقتدی تکبیر تشریق کی ترک نکرے اگرچہ امام ترک کرے ف کیونکہ متابعت امام کی اندر نماز کے واجب ہی اور باہر نماز کے مستحب ہین

باب خوف کی نماز کے بیان مین

جسوقت کہ دشمن کا خوف زیادہ ہووے تو اوسوقت امام دو گروہ کرے ایک گروہ کو دشمن کی طرف کرے اور دوسرے گروہ کے ساتھہ ایک رکعت پڑھے اگر مسافر ہی اور دو رکعتین اگر مقیم ہی تب یہ گروہ دشمن کی طرف چلے جاوین اور دوسرا گروہ جو دشمن کی طرف تھا آوے اور پڑھے اور اونکے ساتھہ امام جو باقی ہی نماز پڑھے اور سلام پھیرے اکیلا اور چلے جاوین طرف دشمن کے اور پہلا گروہ آوے اور تمام کرے نماز کو بغیر قرات کے پھر دوسرا آوے اور وہ ساتھہ قرات کے نماز تمام کرین اور فجر کا حکم بھی ایسا ہی ہی ف اور دلیل ہماری حدیث ابن مسعود کی ہی اخراج کیا اوسکا ابو داؤد نے اور اوسمین بہی مذکور ہی اور ضعیف کیا اس حدیث کو لوگون نے اور ... کہ نہ سنا انہون نے اپنے باپ ابن مسعود سے اور ضعیف اوسی قوی نہین اور تفصیل سے بیان کیا اسکو شیخ ابن الہمام نے

[illegible]

خوف کہ گھوڑے سے اوتر نہ سکین تو اکیلے اکیلے سوار نماز پڑھین اور رکوع اور سجدہ اشارے سے کرین اور قبلے کی طرف موںہہ نکر سکین تو جس طرف چاہین موںہہ کرین اور باطل کرتا ہی نماز کو لڑائی کرنا اور چلنا اور سوار ہونا ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازین جنگ خندق مین قضا ہوئین تھین اور اگر لڑائی مین نماز پڑھنا درست ہوتا تو کیون قضا کرتے آپ

باب جنازے کے احکام کے بیان مین

جو شخص کہ قریب مرنے کے ہووے اوسکے واسطے سنت ہی کہ موںہہ قبلے کی طرف کیا جاوے داہنی کروٹ سے اور کلمہ شہادت کا سکھلایا جاوے اور چت لٹانا اختیار ہی ف اور اول موافق سنت کے ہی اور چت لیٹنے مین آسانی ہی اور دلیل اوسکی یہہ ہی کہ روایت کی حاکم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے مدینے مین تو پوچھا حال براء بن معرور کا سو کہا صحابہ نے وفات کی اور وصیت کی ایک تہائی کی اور کہا کہ مین جب قریب موت کے ہون تو کر دینا موںہہ میرا طرف قبلے کے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پونہچا وہ موافق فطرت کے آخر حدیث تک اور لیکن یہہ بات کہ داہنی کروٹ پر لیٹے تو ممکن ہی استدلال اوسپر جو صحیحین مین ہی براء بن عازب سے کہ انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کہ فرمایا آپ نے جب آئے تو خوابگاہ اپنی کو تو وضو کر مثل وضو نماز کے پھر لیٹ داہنی کروٹ پر اور کہہ اللّٰھم انی اسلمت نفسی
الیک آخر تک یہان تک کہ کہا اگر مر جاویگا تو مریگا موافق شرع کے اور لیکن داہنی کروٹ پر لیٹنا اور مونہہ قبلے کی طرف کرنا
سو بعض لوگ حجت پکڑتے ہین اوس سے جو روایت کیا اوسکو امام احمد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت فاطمہ نے وقت موت کے
مونہہ قبلے کی طرف کیا تھا اور بہت طویل حدیث بیان کی ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے لیکن یہ حجت ضعیف ہی اور اسیواسطے
نہین ذکر کیا اوسکو ابن تیمیہ نے محرر کے باب مین کتاب الجنائز سے سوا ایک اثر کے ابراہیم نخعی سے کہ مونہہ کرے میت طرف قبلے کے اور عطاء
سے بھی ایسا ہی لیکن زیادہ کیا اوسنے کہ اوپر داہنی کروٹ کے اور مین نہین جانتا ہون کسیکو کہ ترک کیا ہو اوسکو مردے سے اور کلمہ شہادت
سکھایا جاوے اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھاؤ تم مردون کو شہادت اس بات کی کہ نہین ہی کوئی معبود سوا اللہ کے روایت کیا
اوسکو جماعت نے سوا بخاری کے اور ایسا ہی وہی ہی حدیث ابو ہریرہ سے اور روایت کی مسلم نے مانند اوسکے صل اور جب مر جاوے تب اوسکے
دونون جبڑے باندھے اور اوسکی آنکھ کو بند کرے اور خوشبو آگ پر رکھے اور اوسکا تخت اور کفن بسائے اور بسانے کا شمار طاق ہووے ف
اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہی اللہ وتر ہی یعنی طاق ہی اور دوست رکھتا ہی طاق کو صل اور تخت پر رکھا جاوے اور ننگا کیا جاوے
اور عورت اوسکی چھپائی جاوے اور وضو کرایا جاوے بغیر کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کے اور اوسکے اوپر پانی جاری
کرے جسکو بیر کی پتی یا اشنان گھانس ڈال کے جوش کیا ہووے ورنہ خالص پانی کے ساتھ دھوویں ف اور وارد ہوئی ہی
اس مضمون مین حدیث روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور ایک روایت مین ہی کہ اغسلوہ بماء وسدر یعنی
غسل دو اوسکو ساتھ پانی اور بیر کی پتی کے صل اور اوسکا سر اور داڑھی گل خیرو سے دھوویں بعد اوسکے مردے کو بائین
کروٹ لٹا کے غسل دیوے اسقدر کہ جو بدن تخت سے ملا ہووے اوسکو پانی پہونچے پھر داہنی کروٹ لٹاوے اور اسی طرح غسل دیوے
ف اسواسطے کہ شروع کرنا داہنی سے مستحب ہی صل اور پہلے بائین کروٹ لٹانا اسواسطے کہا کہ جسمین داہنی طرف سے
غسل شروع ہووے پھر اوسکو تکیہ دے کے بٹھالے اور اوسکے پیٹ کو نرم نرم ملے اور جو کچھ نکلے اوسکو دھووے اور غسل کو نہ دہراوے
اوسکا ایک کپڑے سے پانی پونچھے اور اوسکے ناخون نہ ترشاوے اور بال مین کنگھی نکرے اور امام شافعی کے نزدیک کرے
ف کیونکہ کہا حضرت عائشہ رض نے جب دیکھا ایک عورت کو کہ کھینچتے ہین بال اوسکی پیشانی کے یعنی کنگھی کی جاتی ہی کیون
کھینچتے ہو تم پیشانی اوسکی کو یعنی کنگھی کرنا تو واسطے زینت کے ہی اور مردے کو حاجت زینت کی نہین اخراج کیا اسکا عبد الرزاق نے
سفیان ثوری سے انھون نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے انھون نے حضرت عائشہ رض سے اور روایت کیا اسکو امام ابو حنیفہ نے حماد سے انھون نے
ابراہیم سے اور روایت کی ابراہیم حربی نے اپنی کتاب غریب الحدیث مین ثنا ھشیم ثنا المغیرۃ عن ابراہیم عن
عائشۃ انھا سئلت عن المیت یسرح راسہ فقالت یعنی پوچھی گئین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مردے سے
کہ کنگھی کیا جاوے تب کہا انھون نے وہ قول صل اور اوسکی داڑھی اور سر پر خوشبو ملے اور سجدے کے اعضا پر کافور ملے یعنی پیشانی
اور ناک اور دونون ہاتھ اور دونون زانو اور دونون قدم پر ف اور کافور لگانا مساجد پر حدیث سے ثابت ہی صل سنت
کفن کی مرد کے واسطے ازار اور کرتہ اور لفافہ ہی اور لفافہ کہتے ہین اوس چادر کو جو سب کپڑون کے اوپر لپیٹی جاتی ہی اور متاخرین نے
عمامہ بھی باندھنا سنت رکھا ہی اور اوسکے واسطے ازار اور لفافہ بھی کفایت ہی ف اور کفن سنت کی حجت

ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفن دیے گئے تین کپڑون مین سپید تھے سحول کے اور سحول نام ایک مقام کا ہی ملک یمن میں کہ کپڑے
وس جگہ کے بہت اچھے ہوتے ہین اور روایت کیا اسکو اصحاب صحاح ستہ نے حضرت عایشہ رضی سے لیکن اوس حدیث مین یہ بھی مذکور ہی کہ تھا
ون کپڑون مین کرتا اور نہ عمامہ تو اگر یہ کہا جاوے کہ کرتا اس سے خارج ہی اور وہ بھی کفن مین لازم ہی جیسا کہ کہا امام مالک نے تو چار کپڑے مین
کفن ہو ویگا اور وہ غلط ہی کیونکہ بخاری مین ہی عَنْ اَبِي بَكْرٍ قَالَ لِعَائِشَةَ فِي كَمْ كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فِي ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ قَمِيْصٍ وَّاِزَارٍ وَّلِفَافَةٍ یعنی پوچھا حضرت ابو بکر رضی نے حضرت عایشہ
رضی اللہ عنہا سے کہ کتنے کپڑون مین کفن دیے گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ تین کپڑون مین کرتا اور ازار اور لفافہ اور یہ
ضعیف ہی بسبب ناصح بن عبد اللہ کوفی کے اور ضعیف کیا اوسکو نسائی نے اور اگر ہووے اون لوگون مین سے جنکی حدیث لکھی جاویگی تو
ی حدیث حضرت عایشہ رضی کی معارض نہوگی اور جو روایت کی امام محمد نے امام ہمارے ابو حنیفہ سے عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ
نْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِيْ حُلَّةٍ يَمَانِيَّةٍ وَّقَمِيْصٍ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کفن دیے گئے ایک جوڑے یمنی مین اور کرتے مین مرسل ہی اور مرسل اگرچہ ہمارے نزدیک حجت ہی لیکن تقدیم اوسکی حدیث حضرت عایشہ رضی
اسطرح سے ہوگی ہان اگر یہ کہا جاوے کہ حدیث قمیص کی مروی ہی چند طریقون سے تو معارض ہو ویگی حدیث حضرت عایشہ رضی کے
اور اون طریقون مین سے دو طریقے بیان ہوے اور تیسرا طریقہ وہ ہی جو روایت کی عبد الرزاق نے حسن بصری سے مرسل اور چوتھا طریقہ وہ ہی جو روایت
کی ابو داود نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ کفن دیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑون مین اوس کرتے مین جسمین انتقال کیا
اور ایک جوڑے بحرانی مین اور بحرین ایک شہر کا نام ہی اور یہ ضعیف ہی بسبب یزید بن ابی زیاد راوی کے لیکن ترجیح شاید اسکو ہی
دیے کہ کفن کو مرد و عورت زیادہ جانتے ہین اور نہ اس مقام مین شک ہی کیونکہ مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل دیے گئے اوس
قمیص مین جسمین انتقال کیا پھر اوس کرتے سے کفن پہنایا جاویگا واللہ اعلم اور حلہ یعنی جوڑا عرب کے عرف مین دو کپڑون کا نام ہی
ازار اور چادر اور ہمارے نزدیک عمامہ نہین لیکن اچھا جانا اوسکو بعض لوگون نے کیونکہ مروی ہی ابن عمر سے کہ وہ عمامہ باندھتے تھے
دیے کا اور مستحب کفن مین یہ ہی کہ سفید ہووے مرد کیواسطے اور عورت کے لیے اور جائز ہی عورت کو زعفرانی اور [illegible]
حالت حیات مین اوسکو درست تھا اور جو لڑکا کہ قریب بلوغ کے ہووے اوسی طرح اوسکا بھی حکم بالغ اور بالغین ہی اور جو لڑکا
بالغ نہین کیونکہ کہا حضرت ابو بکر رضی نے کہ دھلا کر میرے دو کپڑون مین سو دھوا اونکو اور کفن دیجیو اوسمین کیونکہ زندے کو زیادہ احتیاج
کپڑے کی طرف ہی یعنی کچھ حاجت نئے کپڑے کی نہین اسمین کفایت ہی کیونکہ زینت لباس اوسکے جمیع امور دنیا کی
حیات ہی اور جب حیات نے قصد انتقال کیا تو اوسوقت زینت حیرت ہی فایدہ ہی اور روایت کی عبد الرزاق نے حضرت [illegible]
کہ کہا ابو بکر رضی نے اپنے دونون کپڑون مین جنمین بیمار رہے تھے کہ دھلوا اونکو اور کفن دیجیو اوسمین کہا حضرت عایشہ رضی نے
لیا نئے کپڑے ہم تمہارے واسطے نہ لاوین کہا نہین زندہ زیادہ محتاج ہی طرف نئے کپڑے کے مردے سے اور صحیح بخاری مین ہی
ہی جو ابو بکر رضی سے خلاف اوسکے معارض ہی اور اسکے جو ذکر کیا جسنے سنت عبد الرزاق سے اور سند عبد الرزاق کی کچھ علم نہین
اور اس سے بھی زیادہ صحیح ہو وہ حدیث ہی اَنَا مُحَمَّدٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ [illegible]
واسطے اوسکے اور ازار اور ردا ہی

وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ اور اگر لڑکا ہو تو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا اور اگر لڑکی ہو تو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا ذُخْرًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَمُشَفَّعَةً اور پھر چوتھی تکبیر کہے اور سلام پھیرے اور قرأت اسمین نہین ہی اور شافعی کے نزدیک قرأت بھی ہی ف اور ہمارے نزدیک چار تکبیرین ہین اور پہلے جو آپ پانچ یا زیادہ تکبیر کہتے تھے منسوخ ہی ساتھ اوسکے جو روایت کی امام محمد نے ابو حنیفہ سے انھون نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے کہ تھے لوگ کہتے جنازے پر پانچ یا چھ یا چار یہان تک کہ انتقال کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر تکبیر کہتے تھے ایسا ہی زمانہ حضرت ابو بکر صدیق رضہ مین پھر جب والی ہوے حضرت عمر رضہ تو کہا انھون نے واسطے اونکے کہ تم گروہ ہو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اگر تم اختلاف کروگے اختلاف کرینگے لوگ بعد تمھارے اور ابھی لوگون کو تھوڑا زمانہ گذرا ہی جاہلیت سے تو اجماع کرو ایسی چیز پر کہ اجماع کرین اوسپر لوگ بعد تمھارے تو سب لوگون کی راے متفق ہوئی اس بات پر کہ اخیر جنازے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی تکبیرین کہین تھین اوتنی ہی کہین اور اوسکے ساتھ تمسک کرین اور چھوڑ دین اوسکے ماسوا کو تو ڈھونڈھا انھون نے اور پایا اخیر جنازے کو کہ تکبیرین کہین تھین اوسپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیرین اور یہ روایت منقطع ہی کیونکہ نہین پایا ابراہیم نے حضرت عمر رضہ کو لیکن انقطاع ارسال مین داخل ہی اور وہ ہمارے نزدیک حجت ہی اور باوجود اسکے کہ وصل کیا اوسکو امام محمد نے روایت عامر بن شقیق سے انھون نے ابو وائل سے اور روایت کی حاکم نے مستدرک مین ابن عباس سے کہ آخر جو تکبیر کہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے پر چار تکبیرین تھین اور تکبیرین کہین حضرت عمر رضہ نے چار اور ابن عمر نے عمر پر چار اور حسن بن علی نے علی پر چار اور حسین بن علی نے حسن پر چار رضی اللہ عنہم ان سب بزرگوارون سے اور تکبیر کہی ملائکہ نے حضرت آدم پر چار اور سکوت کیا اوس سے حاکم نے اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے نبیت بن سیار سے کہا متروک ہی اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے سنن مین اور طبرانی نے نضر بن عبد الرحمن سے اور ضعیف کیا اوسکو بیہقی نے اور کہا کہ مروی ہی بہت وجہون سے اور سب ضعیف ہین مگر یہ کہ اجماع صحابہ کا چار پر دلیل ہی اس بات پر کہ یہ حدیث ثابت ہی اور روایت کیا اوسکو ابو نعیم اصبہانی نے تاریخ اصبہان مین حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ بْنِ عِمْرَانَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ ثَنَا شَيْبَانُ بْنُ الْفَرُّوْخِ ثَنَا نَافِعُ بْنُ هُرْمُزٍ ثَنَا عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ سَبْعَ تَكْبِيْرَاتٍ وَعَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ خَمْسَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ كَانَ اٰخِرُ صَلَاتِهٖ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ اِلٰى اَنْ خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا یعنی تھین تکبیرین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بدر پر سات اور بنی ہاشم پر پانچ پھر تھین آخر نماز مین چار تکبیرین یہان تک کہ نکلے دنیا سے اور مرفوع ہو طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تھی اخیر نماز مین تکبیر کہ جو تھین آپ نے اسمین چار تکبیرین عمر سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور روایت کی ابو عمر نے استذکار مین سلیمان بن ابی خثیمہ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے جنازے پر چار اور پانچ اور سات اور آٹھ یہان تک کہ آئی خبر مرنے نجاشی کی تو نکلے آپ طرف مصلے کے اور صف کی لوگون نے پیچھے آپکے اور تکبیر کہی چار پھر ثابت رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار پر یہان تک کہ اوٹھا لیا اونکو اللہ تعالی نے اور روایت کیا اوسکو حارث بن ابی اسامہ نے

(ای نبیت بن سیار) (ای نضر بن عبد الرحمن)

مسند میں ربیع بن شیبہ قال روایت ابن عباس سے اور نہ ادا کیا کچھ اور نکار حازمی نے کتاب الناسخ والمنسوخ میں انس بن مالک سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے اہل بدر پر سات تکبیریں اور بنی ہاشم پر بھی سات اور اخیر نماز کہ پڑھی تھی اونکو آپ نے
تکبیریں کہیں تھیں اوسمیں چار یہاں تک کہ نکلے دنیا سے اور ضعیف کی گئی یہ حدیث بالجملہ ثابت ہوا کہ صحیح چار تکبیریں ہیں اور
ایسا ہی بیان کیا اوسکو مشائخ عظام نے واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم اور شروع کرنا ساتھ حمد و ثنا کے سنت
دعا کی ہے روایت کی ابوداود اور نسائی نے اور ترمذی نے دعوات میں فضالہ بن عبید سے کہا کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک شخص کو کہ دعا کرتا ہے اور نہیں درود بھیجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور نہ ثنا کی اللہ تعالیٰ پر سو کہا کہ جلدی کی اس شخص نے
تو بلایا اوسکو اور کہا کہ جب دعا کرے کوئی تم میں سے تو چاہیے کہ شروع کرے ساتھ حمد اور ثنا کے پھر درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر
پھر دعا کرے بعد اوسکے جو چاہے صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور یہ دعائیں بھی حدیث میں وارد ہوئیں ہیں ص اور جو شخص کہ
نماز پڑھے وہ مردے کے سینے کے برابر کھڑا ہو ف اسواسطے کہ یہ مقام قلب کا ہے اور اوسمیں نور ایمان ہے تو کھڑا ہونا سینے
کے پاس اشارہ ہے طرف شفاعت کے واسطے ایمان اوسکے کے اور ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کھڑا ہو سامنے اوسکے
سر کے اور ایسا ہی مروی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور کہا کہ یہی سنت ہے لیکن اوسکی اسناد میں کلام ہے ص اور بہتر ہے امامت کیواسطے
بادشاہ پھر قاضی پھر امام محلے کا پھر ولی میت کا عصبات کی ترتیب سے اور ولی سے مردے کے اجازت لیکے غیر کو امامت کرنا
درست ہے اور اگر ولی کے سوا دوسروں نے نماز پڑھ لی ولی کو اختیار ہے کہ نماز کو دوہراوے اور اگر ولی نے پڑھ لی تو اور لوگ دوہراوین او
جو مردہ بغیر نماز پڑھے ہوئے دفن کیا گیا تو اوسکی قبر پر نماز پڑھی جاوے جب تک شبہہ سڑنے کا نہووے یعنی تین دن تک ف
اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ایک عورت پر انصار سے اور وہ دفن ہو چکی تھی اوسکی قبر پر روایت کیا اوسکو ابن حبان
اور حاکم نے اور سکوت کیا اوس سے اور اخراج کیا مالک نے موطا میں یہی مضمون ص اور سواری پر نماز جنازہ درست نہیں ف
اور قیاس اسکو مقتضی ہے کہ جائز ہو کیونکہ نماز جنازہ حقیقۃً نماز نہیں بوجہ نہونے ارکان نماز کے اور استحسان سے نہیں جائز ہے کیونکہ اوسمیں
تکبیر تحریمہ موجود ہے ص اور جس مسجد میں جماعت ہوتی ہو اوسکے اندر مردے کو رکھکے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر مردہ اوسکے باہر ہو تو اوسمیں
اختلاف ہے بعض کے نزدیک مکروہ نہیں اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے ف روایت کیا ابوداود اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نماز پڑھے مردے پر مسجد میں تو نہیں اجر ہے واسطے اوسکے اور
ایک روایت میں فلا شیء لہ ہے اور صالح مولی توأمہ کا اوسکی اسناد میں ثقہ ہے لیکن اختلاط ہو گیا تھا اوسکو آخر عمر میں نقل کیا
نسائی نے ابن معین سے کہ وہ ثقہ ہے اور جسنے قبل اختلاط کے اوس سے سنا تو وہ روایت اوسکی صحیح ہے اور ابن ابی ذئب نے سنا اوس سے
قبل اختلاط کے اور تفصیل کی اسکی شیخ ابن الہمام نے اور وہ جو مسلم میں ہے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں
جنازے کی ایک واقعہ ہے کہ اوس سے عموم ثابت نہیں ہوتا اور جائز ہے کہ بعذر ہو اور وہ جو بیہقی نے روایت کی کہ حضرت ابوبکر پر پڑھی
گئی نماز مسجد میں اوسکی اسناد میں اسمعیل عنوی متروک ہے واللہ اعلم ص اور جو لڑکا پیدا ہوا اور مر گیا تو اگر رویا ہے تو نام اوسکا
رکھا جاوے اور غسل دیا جاوے اور نماز پڑھی جاوے ف روایت کی نسائی نے جابر سے کہ جب رووے لڑکا نماز پڑھی جاوے

ابو الزبیر سے اسی اسناد سے اور صحیح کیا اوسکو اور جابر سے مروی ہی مرفوعاً کہ لڑکا جنازہ نماز پڑھی جاویگی اوسپر اور نہ وارث ہوگا اور نہ اوس کوئی وارث ہوگا یہان تک کہ روے اخراج کیا اوسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اوسکو حاکم اور ابن حبان نے کہا ترمذی نے روایت کیا اوسکو موقوف اور وہی صحیح ہی اور وہ جو معارضہ کیا ہی ساتھ اوسکے جو روایت کی ترمذی نے حدیث مغیرہ سے اور صحیح کیا اوسکو کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سقط نماز پڑھی جاویگی اوسپر اور دعا کی جاویگی واسطے والدین اوسکے کے ساتھ مغفرت کے ساقط ہی کیونکہ منع اس مقام مین مقدم ہی اثبات پر صـ اور اگر ایک لڑکا قید ہوا اور مرگیا اگر اوسکے ماں یا باپ کیساتھ قید ہوا تھا اور کوئی اونمین سے مسلمان نہین ہوا ورنہ وہ خود عاقل تھا نماز اوسپر پڑھی جاویگی اور اگر کوئی اونمین سے مسلمان ہوا تو نماز اوسپر پڑھی جاویگی اور اگر اکیلا قید ہوا تو اوسپر نماز پڑھی جاویگی یا وہ لڑکا مسلمان ہوا لیکن اوسکو عقل تھی اور اوسکا کوئی ماں باپ بھی مسلمان نہوا تو بھی نماز نہ پڑھی جاویگی اور اگر ایک کافر مرا اور اوسکا ولی مسلمان تھا تو اوسکا ولی غسل دیوے جس طرح سے نجس چیز دھوئی جاتی ہین یعنی اوسکو وضو نکرایا جاوے اور داہنی طرف سے شروع نکرے اور ایک کپڑے مین اوسکو لپیٹے اور ایک گڑھا کھودے اور اوسکو اوسمین ڈالدیوے ف روایت کی ابن سعد نے طبقات مین اخبرنا محمد بن عمر الواقدی ثنی معاویۃ بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی رافع عن ابیہ عن جدہ عن علی قال لما اخبرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بموت ابی طالب بکی ثم قال لی اذھب فاغسلہ وکفنہ وواریہ قال ففعلت ثم اتیتہ فقال لی اذھب فاغتسل قال وجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستغفر لہ ایاما ولا یخرج من بیتہ حتی نزل علیہ جبرئیل علیہ السلام بھذہ ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین یعنی فرمایا حضرت علی رضی نے کہ جب خبر کی مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ موت ابو طالب کے رونے پھر کہا واسطے میرے جا اور غسل دے اوسکو اور کفن دے اوسکو اور چھپا اوسکو کہا حضرت علی رضی نے کر لیا مینے ایسا ہی اور آیا مین پھر فرمایا کہ جا اور غسل کر اور تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخشش مانگتے واسطے اونکے کئی دن تک اور نہ نکلے گھر سے یہانتک کہ اوترے جبرئیل علیہ السلام ساتھ اس آیت کے کہ نہین جائز واسطے نبی کے اور اون لوگون کے جو ایمان لائے یہ کہ بخشش مانگین مشرکون کے واسطے اور اس سے معلوم ہوا کہ مشرک کی بخشش اگرچہ ہی سکے عزیز و اقارب مین سے ہو جائز نہین ہے [illegible] اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور اس سے معلوم ہوا کہ غسل دینے والے کو بھی غسل کرنا چاہیئے اور ایسی ہی روایت کی ابو داود نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ [illegible]

[illegible]

کی اور بھی دونوں سے عبد اللہ بن مسعود سے کہ اگر جاوے ساتھ جنازے کے تو چاہیے چاروں اوسکے تخت کے پایوں کو یہ سنت ہے اور
روایت کی امام محمد نے اونھی سے کہ کہا انھوں نے سنت سے ہے یہ بات کہ اوٹھاوے جنازے کو چاروں کونوں سے تخت کے اور اخراج
کیا اوسکا ابن ماجہ نے اور الفاظ اوسکے یہ ہین کہ جو اوٹھاوے جنازے کو تو پکڑے چاروں کونے تخت کے اور امام شافعی کے نزدیک آگے کا
شخص گردن کی جڑ پر رکھے اور پیچھے کا شخص سینے سے اونچا اور ایسا ہی روایت کیا سعد بن معاذ کا جنازہ اوٹھنے کو ابن سعد نے طبقات
مین اور امام شافعی نے ساتھ سند ضعیف کے اور مروی ہے یہ بھی بہت صحابہ سے لیکن جواب اوسکا یہ ہے کہ اوس وقت ہجوم تھا ملائکہ کا
اسواسطے جنازہ اسطرح پر اوٹھایا گیا اور مروی ہے حدیث مین کہ ستر ہزار فرشتے جنازے مین حاضر تھے یا کوئی اور سبب ہوگا اور
جلدی چلنا حدیث مین آیا ہے روایت کی ابو داود اور ترمذی نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا کہ پوچھا ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ کسطرح چلین ساتھ جنازے کے فرمایا کہ کم جنب سے اور جنب ایک قسم ہے دوڑنے کی اور یہ حدیث ضعیف ہے اور نکالا صحاح ستہ
والوں نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازے کے تو اگر ہو وہ نیک ہے تو تم جلدی لیجاتے ہو اوسکو طرف نیکی کے
اور اگر بد ہے تو جلدی رکھتے ہو تم اوسکو گردن سے اپنے **ص** قبل جنازہ کے رکھے جانے کے بیٹھنا مکروہ ہے **ف** کیونکہ بیٹھ جانے سے معلوم
ہوتا ہے کہ اوس سے اعراض اور تغافل ہے اور جو شخص بیٹھا ہو اور جنازہ اوسکے سامنے سے گذرے تو کھڑا نہووے اور بعضوں نے کہا ہے کہ کھڑا
ہووے اور صحیح اول ہے کیونکہ روایت کی حضرت علی نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے ہمکو کھڑے ہونے کا ساتھ جنازے کے
پھر بیٹھنے لگے بعد اوسکے اور حکم کیا ہمکو بیٹھے رہنے کا اور روایت کیا اوسکو امام احمد وغیرہ نے **ص** اور جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے
ف اور اس باب مین دونوں طرح کے آثار وارد ہین اور حضرت علی سے مروی ہے کہ وہ پیچھے جنازے کے چلتے تھے اور حضرت عمر
اور ابو بکر وغیرہم سے آگے چلنا ثابت ہے اور حق یہ ہے کہ جس طرح چاہے چلے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار چلے پیچھے
جنازے کے اور پیدل جس طرف چاہے اور لڑکے کی نماز پڑھی جاوے اوسپر روایت کیا اوسکو اصحاب سنن نے اور ترمذی نے
صحیح کیا اوسکو اور ایک روایت مین ہے کہ چلو آگے اوسکے اور پیچھے اوسکے اور داہنے اوسکے اور بائین اوسکے اور روایت کی ترمذی
ابو داود و ابن ماجہ وغیرہم نے کہ چلتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر آگے جنازے کے **ص** قبر کھودے اور لحد
بناوے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لحد ہمارے واسطے ہے اور شق واسطے غیر ہمارے کے ہے روایت کیا
اوسکو ترمذی نے ابن عباس سے اور اسناد مین اوسکی عبد الاعلی بن عامر ہے کہا اونے کہ اوسمین گفتگو ہے اور ابن ماجہ مین ہے انس
بن مالک سے کہ جب انتقال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تھے مدینے مین دو شخص ایک لحد بناتا تھا اور ایک نہین بناتا تھا
تو کہا ہمنے کہ جو پہلے آویگا اوسی سے قبر بنوائین گے تو پہلے آیا بنانے والا لحد کا اور لحد بنائی گئی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور لحد کی وصیت کی سعد نے واسطے اپنے مرض موت مین **ص** اور مردے کو لحد مین اوس طرف سے جو قبر سے قبلے کی طرف قریب ہے رکھے
ف اور ایسی ہی روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے اور ابو داود نے مراسیل مین کہ رکھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قبر مین قبلے کی طرف سے اور نہین کھینچے گئے کھینچ کر یعنی سل کیے گئے اور امام شافعی کے نزدیک سل کرنا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ
رکھا جاوے تخت پیچھے قبر کے کہ ہووے سر مردے کا مقابل مین دونون قدموں کے قبر سے پھر داخل کیا جاوے سر مردے کا قبر مین اور اندر
لیا جاوے اور یہ ہو وین پیر اوسکے مقام اوسکے سر کے پھر داخل کیے جاوین پیر اوسکے اور اندر کیے جاوین اسیطرح اور یہ بھی مروی ہے چند

اوپر شہداے احد کے تو اب معارض ہوگی حدیث جابر کی ہمارے نزدیک لیکن اگر کوئی کہے کہ یہ مرسل ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ عطا ایک بڑے تابعین
میں سے ہیں اور مرسلات انکے مانند مرفوع کے ہیں اور اگر مسلم ہو تو جب قوت دیوے اوسکو دوسری حدیث مرفوع تو تو حجت ہوگی اور وہ یہ ہے
جو روایت کی حاکم نے جابر سے کہا کہ گم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو یعنی اونکی نعش نہیں ملتی تھی بسبب
کثرت شہداء کے پھر کہنے لگے بعضے لوگ قتال سے ہو کہ نا ایک شخص نے کہ دیکھا میں نے اونکو فلانے درخت کے نیچے تو آئے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اوس درخت کے پاس اور دیکھا اونکو اور اونکا حال اور روئے پکار کے پھر کھڑا ہوا ایک شخص انصار میں سے اور ڈالا اوپر
ایک کپڑا پھر لائے گئے حمزہ علیہ السلام اور نماز پڑھی آپنے اونپر پھر باقی شہید پڑے جاتے تھے اونپر نماز پہلو میں حضرت حمزہ کے
اور اوٹھتے جاتے تھے اور حمزہ رضی اللہ عنہ وہیں رکھے گئے یہانتک کہ پڑھی نماز سب شہیدوں پر اور فرمایا آپنے کہ حمزہ سردار
شہیدوں کے ہیں اللہ کے نزدیک دن قیامت کے اور کہا کہ صحیح ہے اسناد اوسکی اور نہیں نکالا اوسکو شیخین نے ایک اسناد میں اوسکی مفضل — مفضل بن صدقہ
بن صدقہ ہے اور اوسکو اگرچہ ضعیف کیا ہے یحییٰ نے اور نسائی نے لیکن کہا اہوازی نے کہ تھے عطار بن مسلم توثیق کرتے تھے اونکی اور احمد
بن شعیب نے ثنا کی اونپر بہت ثنا اور کہا ابن عدی نے نہیں دیکھا میں اونمیں ساتھ اوسکے کچھ حرج تو نہ کم ہوگی حدیث درجہ حسن سے
اور وہ حجت ہے اور شک نہیں ہے اسمیں کہ قوت لیگی حدیث ابو داود کی اور کہا احمد نے ثنا عفان بن مسلم ثنا حماد بن
سلمۃ ثنا عطاء بن السائب عن الشعبي عن ابن مسعود قال كان النساء يوم احد خلف المسلمين
یہانتک کہا فوضع حمزة فصلى النبي صلى الله عليه وسلم وجيئ برجل من الانصار فوضع الى جنبه فصلى
عليه فرفع الانصاري وترك حمزة ثم جيئ بآخر فوضع الى جنب حمزة فصلى عليه ثم رفع وترك حمزة
فصلى عليه يومئذ سبعين صلاة یعنی کہیں عورتیں اصحاب کے پیچھے مسلمانوں کے یہانتک کہا پس رکھے گئے حمزہ
واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لایا گیا ایک مرد انصاریوں سے اور رکھا گیا اونکے پہلو میں نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اوسپر پس اوٹھایا گیا وہ شخص اور چھوڑے گئے حمزہ رضی اللہ عنہ پھر لایا گیا دوسرا شخص پس رکھا گیا پہلو میں حمزہ کے اور نماز پڑھی آپنے
اوسپر پھر اوٹھایا گیا وہ شخص اور چھوڑے گئے حمزہ رضی اللہ عنہ یہانتک کہ پڑھی اوسپر اوس دن نماز ستر بار اور یہ بھی درجہ حسن سے کم نہیں
اور عطاء بن السائب اگرچہ آخر عمر میں حافظہ اونکا بگڑ گیا تھا لیکن جن لوگوں نے اونسے اول عمر میں روایت کی تو وہ صحیح ہے اور میں جانتا ہوں — عطاء بن السائب
کہ حماد بن سلمہ نے اونسے قبل تغیر کے سنا کیونکہ حماد بن زید سے تو ثابت ہو ہی کہ قبل تغیر کے سنا اور وفات اونکی عطا کے بعد پچاس برس کے ہوئی
اور حماد بن سلمہ نے انتقال کیا قبل حماد بن زید کے بارہ برس پہلے تو روایت اونکی صحیح ہوگی اور بشرط عدم تسلیم کے حسن سے کم نہوگی اور
روایت کی دارقطنی نے ابن عباس سے کہ جب پھرے مشرک لوگ شہیدوں احد سے یہانتک کہا پھر آگے گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حمزہ کو اور تکبیر کہی اونپر دس بار اور ذکر کیا مانند اور روایتوں کے اور یہ بھی درجہ حسن سے کم نہیں تو درصورتیکہ سب ضعیف ہوتیں
تب بھی حال اون حدیثوں کا حسن ہو جاتا کہ یہ حدیث حسن ہو کے علاوہ اسکے کہا واقدی نے مغازی میں حدثني عبد ربه
بن عبد الله عن عطاء عن ابن عباس اور ذکر کیا اوس حدیث کو تو رفع ہو گیا اوسکا اور روایت کی موسیٰ بن یحییٰ بن قیس لشکری
سے کہا کہ تھا میں اوس لشکر میں کہ بھیجا تھا اوسکو ابو بکر صدیق نے ساتھ عمرو بن العاص کے ایلہ اور فلسطین کیطرف اور ذکر کیا حدیث کو
اور کہا کہ قتل کیے گئے اونمیں مسلمانوں میں سے ایک سو تیس آدمی اور نماز پڑھی اونپر عمرو بن العاص اور اون لوگوں نے جو اونکے ساتھ تھے

اور تھے اوسوقت مانند عمرو کے نوہزار مسلمان اور دوسرے یہ کہ نماز واسطے ظاہر کرنے کرامت کے ہی اور وہ شہیدون مین ضروری ہی ص اور لڑکے اور
حائض اور جنب اور نفسا کو غسل دیا جاوے ف اور دلیل اسکی گذری کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غسل دیتے تھے حنظلہ کو ملائکہ اور لڑکے کو
اسواسطے غسل دیا جاوے کہ سیف کافی ہوتی شہید کے احد کے حق مین غسل سے بدلے کیونکہ وہ معصوم تھے بخلاف لڑکے کے اور مکلف نہین ہی
تو اونکے حکم مین ہوگا ص اور اگر ایک شخص کو شہر مین مقتول پایا اور قاتل اوسکا معلوم نہین ہی اور یہ کہ قتل اوسکا لوہے یا پتھر یا لکڑی
یا چھوٹی لاٹھی سے ہی تو اوسکو غسل دیوینگے اگر ایسی وضع مین جہان دیت اور قسامت لازم آتی ہی جیسے محلہ اور گھر وغیرہ مین پڑا
ہووے اور اگر سڑک یا مسجد جامع مین پڑا ہووے تو اگر معلوم ہوا کہ تیز چیز سے قتل ہوا ہی تو غسل نہ دیا جاویگا کیونکہ وہ شہید ہی اور اگر
تیز چیز سے نہین قتل کیا گیا ہی بلکہ بڑی لاٹھی سے امام صاحب کے نزدیک غسل دیا جاویگا اور صاحبین کے نزدیک نہین دیا جاویگا اور اگر چھوٹی لاٹھی سے
قتل ہوا ہی سب کے نزدیک غسل دیا جاویگا اور اگر کچھ نہ معلوم ہو کہ کس سے قتل ہوا ہی تو غسل دیا جاویگا اور اگر کوئی شخص زخمی ہو کے
زخمی ہوا بعد اوسکے سویا یا کچھ کھایا یا پیا یا اوسکا علاج کیا یا خیمے تک زندہ لیا گیا یا ایک وقت نماز تک عاقل رہا یا کچھ وصیت کی
غسل دیا جاویگا اور نماز پڑھی جاویگی ان سب صورتون مین اور امام محمد کے نزدیک فقط وصیت سے غسل نہ دینگے اور اگر باغی یا ڈاکو مارا گیا
اوسکو غسل نہ دینگے اور نماز نہین پڑھینگے ف کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہین نماز پڑھی باغیون پر ایسا ہی ہدایہ مین

باب کعبے مین نماز پڑھنے کے بیان مین

کعبے مین فرض اور نفل پڑھنا درست ہی اور امام شافعی کے نزدیک بھی ایسے ہی کہا ہی یہ درست نہین اور اونکی کتابون مین یہ ہی کہ درست
ہی جب متوجہ ہو طرف دیوار کعبے کے یہان تک کہ اگر موہنہ کیا طرف دروازے کے اور وہ کھلا ہی اور چوکھٹ بھی برابر اونٹ کے پالان
کی لکڑی کے نہین تو نہین جائز ہوگا اور یہی ہی اونکی کتابون مین کہ اگر معاذ اللہ مثلا کعبہ گرایا جاوے تو نماز اوسکی بنیاد پر سطح پر
موہنہ کرکے درست ہی اور اوسکے اندر جائز نہین مگر جب اوسکے سامنے سترہ ہو یا بقیہ دیوار کا اور اعتراض کیا اوپر صاحب شرح وقایہ
ف اور ہمارے نزدیک اسواسطے درست ہی کہ روایت ہی صحیحین مین ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے کعبے مین
اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن طلحہ اور بند کرلیا اوسکو پھر ٹھہرے تھوڑی دیر اوسمین کہا ابن عمر نے کہ پوچھا مینے بلال سے جسوقت
نکلے کہ کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کیے دو ستون بائین طرف اور ایک داہنی طرف اور تین پیچھے اپنے پھر نماز پڑھی
تو تھا خانہ کعبہ کا اوس دن چھ ستون پر انتہی اور یہ دن فتح مکہ کا تھا جیسا کہ تصریح کی انھون نے ساتھ اوسکے نافع سے انھون نے
ابن عمر سے تو یہ حدیث اور سوا اوسکے معارض ہی اوسکے جو نکالا اون دونون نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
داخل ہوئے کعبے مین اور اوسمین چھ ستون تھے سو کھڑے ہوئے نزدیک اپنے رب کے اور دعا کی اور نماز نہ پڑھی تو ترجیح ہوگی حدیث ابن عمر کو
کیونکہ اثبات مقدم ہی نفی پر اور بعضون نے جو تاویل کی حدیث بلال کی کہ صلوٰۃ سے اوس جگہہ مراد دعا ہی غلط ہی کیونکہ خود بخاری
مین ہی ابن عمر سے کہ پوچھا مینے حضرت بلال سے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے مین کہا کہ ہان دو رکعتین آخر تک لیکن
معارض ہی اوسکے جو صحیحین مین ہی قول ابن عمر سے کہ بھول گیا مین پوچھنا اونسے کہ کتنی رکعتین پڑھین تھین تو اس صورت مین جمع
اس طرح پر ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار داخل ہوئے کعبے مین دن نحر کے سو نہین نماز پڑھی اور داخل ہوئے پھر دوسرے روز
سو نماز پڑھی اور یہ حج وداع مین تھا اور یہ مروی ہی حضرت ابن عمر سے ساتھ اسناد حسن کے اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے تو محمول اسکے اوپر

حدیث ابن عباس کو اول روز پر واللہ اعلم ص کعبے کے اندر نماز پڑھنا جائز ہی اگرچہ مقتدی کی پیٹھ امام کی پیٹھ کی طرف ہو مگر جسکی پیٹھ امام کے مونھہ کی طرف ہوگی اوسکی نماز درست نہوگی کیونکہ وہ امام سے آگے ہوگیا اور کعبے کے اوپر نماز پڑھنا مکروہ ہی تعظیم کے واسطے اور یہی مذہب ہی امام شافعی کے نزدیک جائز نہین ف اسواسطے کہ کعبہ اونکے نزدیک وس بنا کا نام ہی اور ہمارے نزدیک کعبہ ایک احاطہ ہی اور ہوا ہی آسمان تک تو بنا کعبہ نقل ہو سکتا ہی اور دلیل اسپر یہ ہی کہ اگر پہاڑ پر کوئی شخص نماز پڑھے تو وہ کعبے سے اونچا ہی تو اس صورت مین سب عمارت کا نام ہو تو نماز نہ جائز ہووے اور مکروہ ہی اسواسطے کہ اوسمین ترک تعظیم ہی اور وارد ہوئی ہی اوسمین نہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ابن ماجہ نے سنن مین حضرت عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سات جگہہ ہین کہ نہین جائز ہی نماز اونمین پیٹھہ خانہ کعبہ کی اور مقبرہ آخر حدیث تک اور ضعیف کی گئی یہ حدیث ساتھہ ابو صالح کاتب اللیث کے لیکن توثیق کی اوسکی جماعت نے اور کلام کیا بعضون نے اور نہ جائز ہونے سے مراد یہ ہی کہ مکروہ ہی اور نماز کامل نہین ہوتی ص اور اونکی کتابون مین لکھا ہی کہ جب کوئی شتر کعبے کے آگے کھڑا کر لیوے تو درست ہی اور بغیر اوسکے جائز نہین اور اگر ایک امام کے ساتھہ لوگون نے اقتدا کی کعبے کے گرد حلقہ باندھ کے تو درست ہی اگر کوئی انمین سے اگلے امام سے زیادہ کعبے کی طرف نزدیک ہی مثلا امام دو گز کے فرق پر ہی اور مقتدی ایک گز کے تو اس صورت مین اگر وہ شخص وسط میں ہی جس طرف امام ہی تو نماز اوسکی درست نہوگی اور اگر اور طرف مین ہی تو درست ہوگی جاننا چاہیے کہ کعبے کی چار جانب ہین چار دیوار کے حساب سے تو پھر جو شخص کہ اوسطرف کھڑا ہی کہ جس طرف امام ہی تو وہ شخص جسوقت کعبے کی طرف امام سے زیادہ نزدیک ہی تو امام سے آگے ہو جاویگا بخلاف دوسرے تین طرف کھڑے ہونے والون کے کیونکہ وہ جو شخص کہ اونمین امام سے زیادہ کعبے کے نزدیک ہی وہ امام سے آگے نہین ہی فقط

ابوصالح کاتب اللیث

کتاب الزکوۃ

زکوۃ چاندی اور سونا اور سوائم اور تجارت کے مالون مین اگر حاجت اصلی سے زائد ہون اور نصاب کے موافق ہون اور تصرف مین مالک آزاد اور عاقل بالغ مسلمان کے ہووین بعد ایک سال گذرنے کے ان چیزون پر واجب ہوتی ہی ف زکوۃ فرض ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَآتُوا الزَّكَوٰةَ یعنی ادا کرو زکوۃ مالون اپنے کی اور اوسپر اجماع ہی امت کا اور واجب ہونے سے مراد اس مقام مین فرض ہونا ہی اور شرط آزاد ہونے کی اسواسطے ہی کہ کمال ملک کا ساتھہ حریت کے ہوتا ہی اور غلام کی کچھہ ملک نہین ہی اور بلوغ اور عقل کو بیان کرینگے اور اسلام شرط ہی اسواسطے کہ زکوۃ عبادت ہی اور عبادت کافر سے صحیح نہین ہوتی اور نصاب بھی ضرور ہی اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کیا نصاب کو اور روایت کی بخاری مسلم نے ابو سعید خدری سے کہ فرمایا حضرت نے نہین ہی کم مین پانچ وسق سے کھجور کے زکوۃ اور وسق ساٹھہ صاع کا ہوتا ہی اور صاع چار مد کا اور مد ایک رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہی اور فرمایا کہ نہین ہی کم مین پانچ اوقیہ سے چاندی کے صدقہ یعنی زکوۃ اور اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہی تو پانچ اوقیے کے دوسو درم ہوئے اور اوسکے ستاون روپئے تین ماشے بحساب فی روپیہ گیارہ ماشے کے ہوتے ہین اور فرمایا کہ نہین ہی پانچ اونٹون سے کم مین زکوۃ اور ایکسال گذرنے کی اسواسطے قید ہی کہ روایت کی مالک اور نسائی نے نافع سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاصل کرے مال تو نہین ہی زکوۃ اوسپر یہان تک کہ گذر جاوے اوسپر ایک سال اور روایت کی ابو داود نے عاصم بن ضمرہ رضی اللہ عنہ سے اور حارث اعور سے انھون نے حضرت علی سے کہ فرمایا حضرت نے جب ہون تیرے واسطے دوسو درم اور اوسپر گذر جاوے ایک سال تو اوسمین پانچ درم ہین اور پھر چاندی کے بیان کیا کہ نہین ہی کسی

عاصم بن ضمرہ

مال بھی اپنے بیان پر کہ گذر چکا ہے ایکسال ہو جاوے اگرچہ نیت سے پہلے ہی ساتھ تھے اور روایت کی مالک نے کہ کہا تھا اسنے
بھی رہتا تھے کسی مال پر زکوۃ یہاں تک کہ گذرے اوسپر ایکسال ص اور جو مال نصاب یا زائد حاجت اصلی سے
ہو تو جیسے غلام واسطے خدمت کے اور رہنے کے گھر اور پہننے کے کپڑے اور اسباب خانگی اور جانور سواری کے اور
ہتھیار اور اوزار کام کے اور ظروف ... اور کتابین پڑھنے کی تو زکوۃ واجب نہیں ف کیونکہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے مسلمان پر صدقہ اوسکے غلام میں اور اوسکے گھوڑے میں اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہے اوسکے
غلام میں صدقہ مگر صدقہ فطر روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ص اور نیت تجارت کی بھی ضرور ہے مثلاً غلام
اوسکی خدمت سے زیادہ ہون یا گھر رہنے سے سوا اور ہوان تو اگر نیت تجارت کی نہوگی زکوۃ واجب نہوگی اور مکاتب پر زکوۃ واجب نہیں
ف اور مکاتب اوس غلام کو کہتے ہین کہ اوس سے مالک کہدے کہ اگر اتنے روپے تو مجھے دیدے تو تو آزاد ہے اور زکوۃ اسواسطے
اوسپر واجب نہین کہ ملک صرف اوسمین نہین ہے بلکہ ایکطرح کی عبدیت یعنی غلام ہونا متحقق ہے جب تک اپنی قیمت ادا کریے
ص اور جو شخص کہ قرضدار ہے بقدر قرض اوسکے کے زکوۃ اوسپر واجب نہوگی یہ جب ہے کہ قرض کسی شخص کا آتا ہو اور اگر
قرض خدا کا ہو جسکو بندہ طلب نکرے جیسے نذر یا کفارہ تو زکوۃ واجب ہوگی اور مال ضمار یعنی اوس مال میں کہ مالک سے غائب ہے اور امید اوسکے
ملنے کی نہیں ہے جیسے مال گما ہوا یا دریا میں ڈوبا ہوا یا غصب کیا ہوا اور اوسپر کوئی گواہ نہیں یا جنگل میں مثلاً گاڑا اور پھر جگہہ
اوسکی بھول گیا یا جو قرض کہ لینے والے نے اوسکا انکار کیا برسون پھر اقرار کیا لوگون کے سامنے بعد برسون کے یا جنے ظلم سے
مال لے لیا اور پھر بعد برسون کے مل گیا تو ان سب صورتون میں زکوۃ اون برسون کی لازم نہ آویگی اور امام شافعی کے نزدیک
لازم آویگی اور جو قرض کہ مفلس یا غنی پر ہے اور وہ اقرار کرتا ہو یا قرضدار انکار کرتا ہو لیکن گواہ اوسکے لینے پر موجود ہون یا قاضی
اوس سے واقف ہو تو یہ مال اگر اوسکو ملجاویگا زکوۃ اون گذرے دنون کی واجب ہوگی اور اگر کسی چیز کو تجارت کی نیت سے خریدا بعد
اوسکے نیت خدمت کی کی زکوۃ اوسمین واجب نہوگی اگرچہ پھر نیت تجارت کی کرے جب تک اوسے بیچ نڈالے اور جو شخص کسی مال کا سوا چاندی اور سونے
(مثلاً غلام وغیرہ ۱۲)
اور سوائم کے ہبہ یا وصیت یا نکاح یا خلع یا دیت سے مالک ہو جاوے اور وقت ملک کے نیت تجارت کی ہووے تو امام ابو یوسف کے نزدیک
(یعنی کسیکو مال بخشدیا ۱۲)
واسطے تجارت کے ہوگا اور زکوۃ واجب ہوگی اور نزدیک امام محمد کے واجب نہوگی اور بعضون نے کہا ہے کہ ابو یوسف کے نزدیک واجب نہوگی اور محمد کے نزدیک
واجب ہوگی اور اگر ملک کے وقت نیت تجارت کی نہوا گرچہ پھر نیت تجارت کی ہو جاوے زکوۃ واجب نہوگی اگرچہ نیت تجارت کے
وقت تک کی ہووے اور اگر نیت تجارت سے خریدا تو تجارت کے واسطے ہوگا جب تک اوسکو بیچ نڈالے یہ جب ہے
کہ سبب ملک کا اختیاری ہو اور اگر اختیاری نہو جیسے ورثہ وغیرہ زکوۃ واجب نہوگی اور زکوۃ میں دینے کے وقت نیت زکوۃ کی
چاہیے یا مال زکوۃ کو جدا کرے تو اگر کوئی شخص ہزارون کا مال بانٹتا ہی بغیر نیت زکوۃ کے وقت بانٹنے یا جدا کرنے کے تو وہ
مال زکوۃ سے محسوب نہوگا اور اگر سب مال کوئی شخص اللہ کی راہ میں دیدیوے تو زکوۃ ساقط ہوگی اور اگر تھوڑا مال دیوے تو جتنے کا
مال دیا ہے اوسکی زکوۃ امام محمد کے نزدیک ساقط ہوگی اور ابو یوسف کے نزدیک نہین ہوگی مثلاً اگر اوسکے پاس دوسو درم تھے اوسنے
سو اونمین سے اللہ دیدیے امام محمد کے نزدیک زکوۃ اون سو کی ادا ہو جاویگی اور ابو یوسف کے نزدیک ادا نہوگی +

باب مالون کی زکوۃ کے بیان مین

نصاب اونٹ کی پانچ ہیں اور گائے کی تیس اور بکری کی چالیس تو جب اونٹ پانچ سے یا گائے تیس سے یا بکریاں چالیس سے
کم ہوں تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی ف کیونکہ فرمایا حضرت نے اور جسکے نہوں مگر چار اونٹ تو نہیں ہے اوسمیں صدقہ مگر یہ کہ چاہے
مالک اوسکا یعنی فرض نہیں ہے زکوٰۃ اوسمیں اور جب ہو جاویں پانچ تو اوسمیں ایک بکری ہے اور فرمایا کہ جب ہوں کم چالیس بکریوں سے
آدمی کے پاس تو نہیں ہے اوسمیں صدقہ مگر یہ کہ چاہے مالک اوسکا اور فرمایا وَفِي الْبَقَرِ فِي كُلِّ ثَلَاثِينَ تَبِيعٌ یعنی گائے میں
ہر تیس میں ایک گائے ہے ایک برس کی اور دوسرے برس میں لگی ہو ص ہر پانچ میں اونٹ کے بختی ہوں یا عربی ف
بختی اونٹ اوسکو کہتے ہیں کہ عربی اونٹ اور عجمی سے ملکے پیدا ہوا ہو اور عربی جسکے ماں باپ دونوں عربی ہوں ص
ایک بکری واجب ہے تو دس میں دو بکریاں اور پندرہ میں تین اور بیس میں چار واجب ہونگی اور جب پچیس اونٹ ہو جاویں ایک بنت مخاض
یعنی ایک برس کی اونٹنی کہ دوسرے میں لگی ہو چھتیس تک اور جب ہو جاویں تو ایک بنت لبون یعنی دو برس کی اونٹنی کہ تیسرے
برس میں لگی ہو اور جب چھیالیس ہو جاویں تو ایک حقہ یعنی تین برس کی کہ چوتھے میں لگی ہو اور جب اکسٹھ ہوں تو ایک جذعہ کہ چار
برس کی پانچویں میں ہو اور جب چھہتر ہوں تو دو بنت لبون اور جب اکانوے ہوں تو ایک سو بیس تک دو حقے پھر اسی طرح ہر پانچ میں
ایک بکری پھر ایک سو پینتالیس میں ایک بنت مخاض اور دو حقے اور ڈیڑھ سو میں تین حقے واجب ہونگے پھر ہر پانچ میں ایک بکری
پھر پچیس میں ایک بنت مخاض اور چھتیس میں ایک بنت لبون پھر ایک سو چھیالیس سے دو سو تک چار حقے واجب ہونگے
پھر بعد دو سو کے پانچ سے شروع کیا جاویگا جیسا کہ بعد ڈیڑھ سو کے شروع کیا گیا تھا ف اور ایسا ہی وارد ہوا حدیث میں اور
اسمیں خلاف ہے امام شافعی کا رحمۃ اللہ علیہ ص اور جب تیس گائے ہوں یا بھینس تو ایک تبیعہ یعنی ایک سال کا دیدے اور جب
چالیس ہو جاویں تو ایک مسنہ یعنی دو برس کا بچھڑا یا بچھیا اور پھر ساٹھ تک حساب لگا کر دے تو جب ساٹھ ہوں دو تبیعے دے اور ستر تک
پھر جب ستر ہوں ایک مسنہ اور ایک تبیعہ دے پھر جب اسی ہوں تو دو مسنے اور جب نوے ہوں تو تین تبیعے اور جب سو ہوں تو دو
تبیعے اور ایک مسنہ اور جب ایک سو دس ہوں تو ایک تبیعہ اور دو مسنے پھر جب سو اور بیس ہوں چار تبیعے یا تین مسنے دیوے اسی طور
ہر ایک تیس میں تبیعہ اور ہر چالیس میں مسنہ دیا کریگا اور چالیس بکریاں یا بھیڑ ہوں تو ایک بکری ہے پھر ایک سو اکیس میں دو بکریاں
پھر جب دو سو اور ایک بکری ہو تو تین بکریاں دے پھر جب چار سو ہوں تو چار بکریاں دے پھر اسی طرح ہر سیکڑے میں ایک بکری دیا کرے ف
اور ایسا ہی حدیث میں آیا ہے روایت کیا اوسکو ابوداود نے حضرت علی رضی سے اور اسناد اوسکی ضعیف ہے اور مروی ہے کتاب حضرت
ابوبکر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی ذکر کیا اوسکو بخاری نے ص اور جو خچر یا گدھے تجارت کے نہیں ہیں اونمیں زکوٰۃ واجب نہیں
مگر یہ کہ تجارت کے لیے ہوں ف اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں نازل ہوا مجھپر اوسمیں کچھ اور جو تجارت کے
لیے ہوں تو زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ مال ہونا انکا مثل مال اور اموال کے ہے ص اور اونٹ گائے بکری اگر گھر میں اونکو کھلایا جاتا ہووے
اور چارہ دیا جاتا ہو تو اونمیں زکوٰۃ واجب نہیں اور یہ جو زکوٰۃ میں گنے ہیں جب ہیں کہ وہ جانور سوائم یعنی جنگل سے چرلئے جاتے ہوں
اکثر مدت میں سال کی اور جو جانور کہ کام کے لیے ہیں جیسے بیل ہل جوتنے کے یا بوجھ لادنے کے لیے تو اونمیں بھی زکوٰۃ واجب نہیں
بکری کے اور اونٹ کے اور گائے کے بچوں میں جتنے چاہے ہوں زکوٰۃ نہیں ہے مگر بڑے کی تبعیت میں مثلاً چالیس بچے ہوں
بکریوں کے اور پانچ ہیں اونٹوں کے اور تیس ہیں گایوں کے اگر ایک بھی بڑا ہوگا تو زکوٰۃ واجب ہوگی اور نہ ہے اگر گھوڑے ہوں

تو زکوٰۃ واجب نہین اور نریون مین بھی اگر مادہ ہوون تو بھی ایک روایت مین واجب نہین اور اگر نر اور مادہ ملے جلے ہوون ہر گھوڑے مین ایک دینار
واسطے تجارت کے ۱۲ واسطے تجارت کے اگر جنگل سے چر کے کھاتے ہوون ۱۲ منہ مطلب
لازم آویگا یا اونکی قیمت لگا کے اگر نصاب ہووے چالیسوان حصہ لازم آویگا ف اور یہ مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے اور قول امام زفر کا
یہی ہے اور کہا صاحبین نے نہین زکوٰۃ ہے گھوڑے مین کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ نہین ہے صدقہ مسلمان پر اوسکے غلام اور گھوڑے مین
روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم وغیرہما نے اور جواب اسکا یہ ہے کہ مراد اسسے وہ گھوڑا ہے جو واسطے جہاد کے ہے اور ایسا ہی منقول ہے
زید بن ثابت سے یا وہ جو گھر مین کھاتا ہو اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر گھوڑے چرنے والے مین
ایک دینار ہے یا دس درہم ذکر کیا اس حدیث کو شیخ تقی الدین نے امام مین دارقطنی سے روایت جابر رضی اللہ عنہ سے اور بعضون نے
ابن دقیق العید ۱۲
کہا ہے کہ پہلے واجب تھی زکوٰۃ گھوڑون مین پھر منسوخ ہو گئی جیسا کہ روایت کی ترمذی اور نسائی نے حضرت علی سے کہ فرمایا حضرت نے
تحقیق کہ مین نے معاف کی تمسے زکوٰۃ گھوڑے اور غلام کی تو ادا کرو صدقہ دراہم مین اور یہ صحیح نہین کیونکہ جائز ہے کہ عفو اس جگہ سے
سابق سے ہو اور حدیث دارقطنی ناسخ اس حدیث کی ہو اور دلالت کرتی ہے اسپر یہ روایت کی دارقطنی نے زہری سے کہ سائب بن یزید نے
خبر دی اونکو کہا کہ دیکھا مین نے باپ اپنے کو کہ کھڑا کرتے تھے گھوڑون کو پھر دیتے تھے صدقہ اوسکا حضرت عمر کو اور حکم کیا حضرت عمر نے
ایسا ہی روایت کیا اسکو عبدالرزاق نے اور روایت کی عبدالرزاق نے ابن جریج سے انہون نے ابن شہاب سے کہ عثمان رض صدقہ لیتے تھے
گھوڑون کا اور سائب بن یزید نے خبر دی اوسکو کہ عمر بن خطاب لیتے تھے صدقہ گھوڑون کا کہا زہری نے نہین جانتا ہون مین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت رکھا ہو صدقہ گھوڑون کا اور روایت کی امام محمد نے آثار مین ثَنَا اَبُوحَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادِ
بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ اَنَّهٗ قَالَ فِي الْخَيْلِ السَّائِمَةِ الَّتِيْ يُطْلَبُ نَسْلُهَا اِنْ شِئْتَ
فِيْ كُلِّ فَرَسٍ دِيْنَارًا اَوْ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ وَاِنْ شِئْتَ فَالْقِيْمَةُ فَيَكُوْنُ فِيْ كُلِّ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ خَمْسَةُ
دَرَاهِمَ فِيْ كُلِّ فَرَسٍ ذَكَرًا اَوْ اُنْثٰى انتہی یعنی جو گھوڑے چرنے والے کہ طلب کی جاوے اولاد اونکی اگر چاہے ہر گھوڑے مین
ایک دینار یا دس درہم اور اگر چاہے تو قیمت کے حساب سے ہر دو سو درہم مین پانچ درہم ہر گھوڑے مین نر ہو یا مونث اور روایت کی
دارقطنی نے کہ مشورہ کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ ٹھہرا کہ ہر گھوڑے سے دس درہم لیے جاوین ص زکوٰۃ اور کفارہ
اور نذر اور عشر مین قیمت کا بھی دیدینا درست ہے اور جو مصدق یعنی صدقہ لینا ہو حاکم کیطرف سے اوسکو چاہیے کہ اوسط مال لیوے
تو اگر اوس سن کا جانور جو واجب ہے اعلیٰ اوسط نہ ملے ادنی لیوے اور کمی لیوے یا اعلیٰ لیوے اور بڑھتی دیوے ف اور اوسط مال اسواسطے لیوے کہ فرمایا حضرت
نے واسطے معاذ کے نہ لے تو اچھے مال اونکے اور ایسا ہی مروی ہے سنن ابوداود اور نسائی مین ص اور جو مال کہ بیچ سال مین
بڑھ جاوے اصل نصاب اپنی قسم مین مل جاویگا مثلا اوسکے پاس اول سال مین دو سو درم تھے اور بیچ سال مین سو اور بڑھ گئے تو یہ سو بھی
اون دو سو کے ساتھ ملالے جاوینگے تو تین سو کی زکوٰۃ لازم آویگی اگرچہ اسپر پورا سال نہین گذرا ہو اور زکوٰۃ نصاب سے متعلق ہوتی ہے
اور جو کچھ عفو ہے اوسکا حساب نہین مثلا جو کوئی پینتیس اونٹ کا مالک ہووے تو واجب ایک بنت مخاض ہے پچیس مین اور جو زیادہ
ہین وہ معاف ہین یہان تک کہ اگر اس سال مین دس ہلاک ہو جاوین زکوٰۃ ویسی ہی واجب ہوگی اور اگر بعد ایک سال کے تمام نصاب ہلاک
ہو جاوے زکوٰۃ ساقط ہوگی اور اگر بعض ہلاک ہووے تو جتنا ہلاک ہوا ہے اوسکی زکوٰۃ ساقط ہوگی اور پہلے جو کچھ نصاب سے ہلاک ہووے اوسکو
عفو مین صرف کرینگے بعد اوسکے اوس نصاب مین جو عفو سے متصل ہے بعد اوسکے اوس نصاب مین کہ اوس سے متصل ہے مثلا اگر ساٹھ

بکریوں میں سے بیس بکریاں ہلاک ہو جاویں یا چھ اونٹ سے ایک اونٹ بعد سال کے تو چالیس بکریوں پر اور پانچ اونٹ پر
ایک بکری باقی رہیگی اوسی طرح اگر چالیس اونٹ سے پندرہ ہلاک ہو جاویں چار کو عفو میں صرف کریں اور گیارہ کو جو نصاب سے ملے ہوے
اوس سے متصل ہیں تو پچیس اونٹ رہ جاوینگے اور اونمیں ایک بنت مخاض لازم آویگی اور اگر چالیس اونٹ سے بیس ہلاک ہو جاویں تو چار عفو میں
صرف کیے جاوینگے اور گیارہ اوس نصاب میں جو عفو کے قریب ہے اور پانچ اوس نصاب میں جو اوس نصاب کے قریب ہے یہاں تک کہ
بیس اونٹ میں چار بکریاں باقی رہجاوینگی اور جو پچیس ہلاک ہوں پندرہ رہجاوینگی تو تین بکریاں لازم آوینگی اور جو تیس ہلاک ہوں
دس رہجاوینگی تو دو بکریاں لازم آوینگی اور جو پینتیس ہلاک ہو جاویں پانچ رہجاوینگی تو ایک بکری لازم آویگی ہدایہ میں کہا ایسا ہی
مذہب ہیگا ص اور جاننا چاہیے کہ لینا خراج کا امام کو پہونچتا ہی اور اسی طرح دسواں حصہ خارج کا اور زکوۃ سوائم اور زکوۃ مال
تجارت کی بھی امام لیویگا تو اگر باغیوں نے خراج لے لیا تو مالکوں سے دوسری بار نہ لیا جاویگا کیونکہ خراج حق لڑائی والوں کا
اور وہ بچانے باغیوں کے لڑائی سے ہیں اور اگر زکوۃ مال تجارت کی لے لی اور زکوۃ کے مصارف میں صرف کیا تو بھی مالکوں سے دوبارہ
نلیا جاویگا اور اگر اونھوں نے اوسکے مصرفوں میں صرف نہیں کیا تو اون لوگوں کو چاہیے کہ چپکے سے دوبارہ زکوۃ دیویں اور اسیطرح فتوی
ہی اور بعضوں کے نزدیک اونکو پھر دینا لازم نہیں اور بعضوں کے نزدیک اگر اونکو دینے کے وقت نیت تصدق کی کرینگے تو زکوۃ اونسے
ساقط ہو جاویگی اور شیخ ابو منصور ماتریدی نے اسکو قبول نہیں کیا ف اور باقی تفصیل اسکی اصل میں لکھی ہی ہمنے اس جگہہ
بنظر اس بات کے کہ عوام فہم تھا ترک کیا ص اور جو لڑکا تغلبی ہو تو اوسکے مال سے جزیہ نلیا جاویگا اور عورت تغلبی کے مال
سے مثل اونکے مردوں کے لیا جاویگا جاننا چاہیے کہ تغلبی منسوب ہی طرف تغلب کے اور بنو تغلب کے ایک قوم تھی مشرکین سے حضرت عمرؓ نے اون سے
جزیہ طلب کیا اونھوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہم صدقہ دونا دینگے تو اس بات پر صلح ہوئی اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہی جزیہ ہے
تم جو تم چاہو اپنے یہاں نام رکھ لو اسکا تو جب اونسے زکوۃ کے دونے پر صلح ہو گئی اونکے لڑکوں سے نہیں لیا جاویگا اور عورتوں سے لیا جاویگا اور
جو صاحب نصاب کا ہی اوسکو ایک سال کے پہلے یا زیادہ زکوۃ کا دیدینا اور بھی اوسکو کئی نصابوں کی زکوۃ کا دیدینا درست ہے مثلاً اوسکے
پاس دو سو درم تھے اور اوسنے کئی نصابوں کی زکوۃ اونمیں سے ادا کی اور بعد اوسکے وہ نصاب اوسکو ملی پہلی زکوۃ اوسے بھی کافی ہوگی
اور جو پوری ایک نصاب کا مالک نہیں اور وہ پیشتر کئی نصابوں کی زکوۃ دیوے تو درست نہیں ف پہلے سال سے زکوۃ دیدینا
اسواسطے درست ہی کہ روایت کی ابو داود اور ترمذی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ پوچھا عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے زکوۃ جلدی دینے میں قبل گذرنے سال کے واسطے سارعت کے طرف نیکی کے تو اذن دیا آپنے اونکو ص نصاب
سونے کا بیس مثقال ہی اور چاندی کا دوسو درم کہ ہر دس درم سات مثقال کے ہوں (جلدی ۱۲) اور اس وزن کو وزن سبعہ کہتے ہیں یعنی ایک درم
آدھا اور پانچواں حصہ مثقال کا ہو ویگا تو دس درم سات مثقال کے ہونگے اور مثقال بیس قیراط کا ہوتا ہی اور درم چودہ قیراط کا اور
قیراط پانچ جو کا ہوتا ہی ف کیونکہ فرمایا حضرت نے نہیں کم پانچ اوقیہ سے چاندی میں زکوۃ اور ذکر کیا اوپر ہمنے اس حدیث کو
اور اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہی تو پانچ اوقیہ کے دوسو درم ہوئے اور روایت کی ابو داود اور ترمذی نے حضرت علیؓ سے اور
اونمیں ہی کہ نکالو صدقہ چاندی کا ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم اور نہیں ہی ایک سو نوے میں کچھ اور جب دوسو ہوں تو اونمیں پانچ
[illegible]

ہر چالیس دینار میں ایک دینار اور ہر دو سو درہم سے پانچ درہم اخیر تک اور وہ ضعیف ہی ساتھ عبد اللہ بن شبیب کے اور
روایت کی دارقطنی نے حضرت عایشہ اور ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیتے تھے ہر بیس دینار سے آدھا دینار اور
چالیس دینار سے ایک دینار اور یہ ضعیف ہی ساتھ ابراہیم بن اسمعیل بن مجمع کے اور دینار ایک مثقال کا ہوتا ہے اور روایت کی ابو احمد
بن زنجویہ نے کتاب الاموال میں عمرو بن شعیب سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہی دو سو درہم سے
کم میں کچھ اور نہ بیس مثقال سے کم سونے میں کچھ اور دو سو میں پانچ درہم ہین اور بیس مثقال میں آدھا مثقال ہی اور اسناد اوسکی ضعیف
اور روایت کی ابو داود نے مراسیل میں اور نسائی نے دیات میں عمرو بن حزم سے اور اوسمین ہی کہ فرمایا آپ نے ہر چالیس دینار مین
ایک دینار ہی اور یہ حدیث ثابت ہی اور کہا ابن الہمام نے یہ حدیث لاشک فی ثبوتہ علی ما قالہ ابن الہمام
یہ وہ حدیث ہی کہ نہیں شک اوسمین جیسا اوپر بیان اوسکو بیان کیا ص سونا یا چاندی میں سکہ دار ہو یا ڈلا ہو
چالیسوان حصہ زکوۃ میں واجب ہوتا ہی ف تو اگر زیور چاندی یا سونے کا ہو گا زکوۃ واجب ہو گی اور امام شافعی کے
نزدیک نہیں واجب ہی اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی جو روایت کی ابو داود و نسائی نے کہ ایک عورت آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس اور اوسکے ساتھ اوسکی بیٹی تھی اور اوسکے ہاتھ میں دو کنگن تھے موٹے سونے کے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اوسکی بیٹی سے کیا ادا کرتی ہی تو زکوۃ اوسکی کہا نہیں کہا کیا آسان ہی تجھکو کہ پہناوے اللہ تجھکو دو کنگن دن قیامت کے آگ کے
کہا راوی نے سو اوتارا اونکو اوسنے اور پھینک دیا حضرت کے سامنے اور کہا کہ یہ دونون واسطے اللہ کے اور رسول کے ہین کہا ابو الحسن قطان
نے اسناد اوسکی صحیح ہی اور کہا منذری نے مختصر میں کہ نہیں ہی گفتگو اوسکی اسناد مین اور سنن ترمذی میں ہی ابن لہیعہ سے
کہا کہ آئین دو عورتین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور ذکر کیا اوس حدیث کو اور اوسمین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ادا کرو زکوۃ اوسکی اور وہ جو ضعیف کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا کہ نہیں صحیح ہی اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ
مراد یہ ہی کہ اس طریقے سے کوئی حدیث صحیح نہیں ہی ورنہ خطا ہی کہا منذری نے کہ شاید قصد کیا اوسنے اون طریقون کو جو ذکر کیا اونکو
اور طریقہ ابو داود کا نہیں گفتگو ہی اوسمین اور کہا ابن القطان نے بعد تصحیح کے حدیث ابی داود کو کہ ضعیف کیا ترمذی نے اس حدیث کو واسطے
کہ نزدیک اوسکے اوسمین دو ضعیف ہین ابن لہیعہ اور مثنی بن الصباح اور روایت کی ابو داود نے عبد اللہ بن شداد سے کہا کہ داخل ہوئے
ہم حضرت عایشہ رض پر کہا کہ داخل ہوئے مجھپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیکھین میرے ہاتھ مین بڑی بڑی انگوٹھیان چاندی کی سو فرمایا
کہ کیا ہی یہ ای عایشہ سو کہا مینے بنایا مینے اونکو کہ زینت کرون مین واسطے تمہارے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ ادا کرتی ہی
زکوۃ اونکی کہا مینے نہین فرمایا کہ وہ کافی ہی تجکو آگ کے لیے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو ضعیف کیا اوسکو
دارقطنی نے اسطرح پر کہ محمد بن عطا مجہول ہی اور پیچھا کیا اونکا بیہقی اور ابن القطان نے کہ محمد بن عمرو بن عطا ثقہ لوگون میں سے ہین
اور لیکن وہ اونکی اسناد مین اپنے دادا کی طرف منسوب ہوا اسواسطے دارقطنی نے اوسکو مجہول جانا اور متابعت کی اوسکی عبد الحق نے
اور بیان کیا وہ سنن ابو داود مین اور بیان کیا اوسکو شیخ نے اوسکے محمد بن ادریس رازی نے اور وہ ابو حاتم رازی ہین امام
جرح اور تعدیل کے اور روایت کی ابو داود نے ام سلمہ رض سے کہا کہ مین پہنے تھی اوضاح سونے سے اور اوضاح ایک قسم زیور کی ہی سو کہا مینے
کہ ای رسول اللہ کیا کنز ہی یہ فرمایا کہ جو پہونچے یہان تک کہ ادا کی جاوے زکوۃ اوسکی اور زکوۃ اوسکی دی جاوے تو وہ کنز میں ہی اور اخیر

مراد یہ ہی کہ جو کتنا چاندی اور سونے کا اور زکوۃ نہ دینا اوسکی گناہ ہی اور اخراج کیا اوسکا حاکم نے مستدرک مین محمد بن مہاجر سے
انھون نے ثابت سے اوسی اسناد اور کہا کہ صحیح ہی اوپر شرط بخاری کے اور لفظ اوسکا یہ ہی جب ادا کی تو نے زکوۃ اوسکی تو وہ کنز نہین ہی
لیکن کہا بیہقی نے کہ متفرد ہوا ساتھ اوسکے ثابت بن عجلان اور کہا صاحب تنقیح نے یہ جو بیہقی نے ذکر کیا کوئی ثابت بن عجلان
روایت کی اوس سے بخاری نے اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور وہ جو کہا عبدالحق نے کہ نہین حجت پکڑی جاتی ہی ساتھ اوسکے
قول ہی ضعیف نہین کہا کسینے اور انکار کیا اوپر شیخ تقی الدین ابن دقیق العید نے اور وہ جو کہا ابن القطان نے کہ نہین جانا جاتا ہی
اسا وہین کہا ابن حبان نے کہ منا تاہی احادیث کو اور نسبت کرتا ہی اونکی طرف ثقات سے کہا صاحب تنقیح نے وہ ہم اسنا دین کا
صحیح ہی اسواسطے کہ محمد بن مہاجر کذاب ہی اور یہ جو روایت کرتا ہی ثابت بن عجلان سے وہ تقہ ہی شامی ہی روایت کی اوسکی
مسلم نے اور توثیق کی اوسکی احمد اور ابن معین اور ابو زرعہ اور دحیم اور ابو داود وغیرہم نے اور عتاب بن بشیر روایت ابو داود اور نسائی
توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور روایت کی اوس سے بخاری نے ساتھ متابعت کے اور یہ جو مروی ہی جابر سے انھون نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ نہین زیور مین زکوۃ کہا بیہقی نے باطل ہی نہین ہی اصل اوسکی اور ذکر کیا اوسکو شوکانی نے موضوعات میں اور یہ مروی
جابر کا قول اور جو آثار کہ مروی ہین ابن عمر اور حضرت عائشہ اور اسماء سے سو وہ موقوف ہین اور معارض ہین اونکے اور آثار
روایت ہی حضرت عمر سے کہ انھون نے لکھا ابو موسی اشعری کو کہ زکوۃ دیوین عورتین اپنے زیورون کی روایت کیا اوسکو ابن
ابی شیبہ نے اور ابن مسعود سے کہ زیور مین زکوۃ ہی روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے اور لکھا عبداللہ بن عمر نے طرف خازن اپنے کے کہ
نکالا کر زکوۃ اپنی بیٹیون کے زیورون کی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عطا اور ابراہیم
اور سعید بن جبیر اور طاوس اور عبداللہ بن شداد سے کہ کہا انھون نے وَفِی الْحُلِیِّ زَکٰوۃٌ یعنی زیور مین زکوۃ ہی اور بھی
روایت کی عطا اور ابراہیم نخعی سے کہ کہا انھون نے جاری ہوئی سنت کہ زیور مین زکوۃ ہی اور بہت سے آثار اسباب مین آتے ہین
اور وہ جو روایت کی مالک نے ابن عمر اور حضرت عائشہ سے کہ نہین دی انھون نے زیور مین زکوۃ تو معارض ہی اوسکے
لہذا تو صحیح مذہب امام صاحب کا ہی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ ص اور ایسا ہی اسباب تجارت مین بھی چالیسوان
حصہ دیا جاویگا اور چالیسوان حصہ درہم سے کرینگے اگر اوسمین فقیرون کو نفع ہی یا دینار سے کرینگے اگر اوسمین زیادہ نفع ہو اور
جب نصاب پر پانچوان حصہ بڑھ جاویگا تو اوسمین بھی حساب سے زکوۃ واجب ہوگی جیسے دوسو درہم مین چالیس بڑھ جاوین تو ایک درہم اور
زکوۃ مین دینا پڑیگا اور جو اسی بڑھین دو بڑھ جاوینگے اور اگر پانچوین حصے سے نصاب کم بڑھین تو کچھ لازم نہین آتا ف اور
صاحبین کے نزدیک جو دوسو پر زیادہ ہو تو زکوۃ اوسکی اوسیکے حساب سے واجب ہوگی چاہے پانچوان حصہ یعنی چالیس درہم پورے
ہون یا نہون اور یہی قول ہی امام شافعی کا اور دلیل اونکی یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے او جو زائد ہو دوسو پر تو زکوۃ اوسکی
اوسکے حساب سے ہی اور دلیل امام ابوحنیفہ کی یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے معاذ کے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَہٗ اَنْ لَّا یَاْخُذَ فِی الْکُسُوْرِ شَیْئًا یعنی حکم کیا اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ لیوے کسور سے
کچھ یعنی چالیس تک جو بیچ مین کسرات واقع ہین اونمین زکوۃ نہ دی جاویگی مثلا دوسو پر بیس بڑھین تو پانچ درہم اور آدھا درہم اوپر
اور دس بڑھین تو سوا درہم اور تیس بڑھین تو تین حصے درہم کے اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے معاذ سے اور وہ

محمد بن مہاجر

ثابت بن عجلان

محمد بن مہاجر

عتاب بن بشیر

ضعیف ہی ساتھہ منہال بن حزم کے اور کہا عبدالحق نے احکام مین کہ روایت کی ابوداؤد نے عبداللہ اور محمد سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لکھی آپنے کتاب واسطے عمرو بن حزم کے کہ نہین ہی چاندی مین صدقہ یہان تک پہونچے دوسو درہم کو تو اوسمین پانچ ہین اور ہر چالیس مین ایک ہی اور نہین ہی چالیس سے کم مین صدقہ اور روایت ہی کتاب ابن حزم مین بروایت نسائی اور ابن حبان اور حاکم کے کہ ہر پانچ اوقیہ مین چاندی سے پانچ درہم ہین اور جو زیادہ ہو تو ہر چالیس سے ایک درہم ہی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَمَا زَادَ عَلَى الْمِائَتَيْنِ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ یعنی لکھا حضرت عمرؓ نے طرف ابی موسی اشعری کے اور لیکن جو زائد ہو دوسو پر تو ہر چالیس درہم مین ایک درہم ہی اور ایک روایت مین ہی کہ لاؤ چوتھا حصہ دسوین حصے کا یعنی چالیسوان حصہ ہر چالیس درہم سے ایک ص اور اگر درم مین کچھ خلل ہو تو اگر چاندی زیادہ ہی اوسیکا اعتبار ہوگا اور اگر غش یعنی تانبا وغیرہ زائد ہی تو اونکی قیمت لگائی جاویگی اور اگر نصاب کا بیچ سال مین نقصان ہوجاوے اور پھر آخر سال مین پورا ہوجاوے زکوۃ واجب ہوگی مثلاً اگر اوسکے پاس اول سال مین نصاب یعنی بیس دینار ترجے تھے پھر سال کے درمیان مین کم ہوگیا اور پھر اخیر سال مین بیس دینار ہوگئے زکوۃ ویسی ہی واجب ہوگی اور سونا چاندی کی طرف ملایا جاویگا اور اسباب دونون کی طرف ملایا جاویگا مثلاً اگر اوسکے پاس دس دینار اور نوے درہم تھے کہ قیمت اوسکی دس دینار ہین زکوۃ امام صاحب کے نزدیک واجب ہوگی اور صاحبین کے نزدیک نہین واجب ہوگی اور جب اوسکے پاس دس دینار اور سو درہم تھے سبکے نزدیک زکوۃ واجب ہوگی

باب عاشر کے بیان مین

عاشر اوس شخص کو کہتے ہین جسکو بادشاہ نے راہگذر پر تاجرون کے صدقہ لینے کے لیے مقرر کیا ہو اور اگر کسی تاجر نے عاشر سے کہا کہ تمام سال ابھی اوپر نہین گذرا ہی یا قرضے سے مین فارغ نہین ہون یا سوا اسکے اور مال مین کہا کہ شہر مین فقیر کو دے چکا ہون تو عاشر اوسکے قول کو بغیر قسم کے قبول نکرے اور اگر کہے سوائم مین فقیر کو دے چکا ہون تو اوسکا قول سچ نجانے کیونکہ سوائم مین فقیر کو دینا درست نہین بلکہ بادشاہ کو دینا چاہیے کہ وہ اوسکو مصرف مین اوسکے صرف کرے اور اگر دعوی کیا کہ زکوۃ اس سال کی مین دوسرے عاشر کو دے چکا ہون اگر وہ عاشر اوس سال کا عاشر تھا تو قول اوسکا ساتھہ قسم کے مان لینگے اور اوس عاشر کی چٹھی وصول کا لانا ضرور نہوگا اور جسمین قول مسلمان کا اعتبار کیا جاتا ہی ذمی کا بھی اعتبار کیا جاویگا نہ حربی کا مگر حربی اگر اپنی لونڈی ہین کہے کہ یہ میری ام ولد ہی تو سچ جانا جاویگا اور اوس سے کچھہ نلیا جاویگا اور مسلمان سے عاشر چالیسوان حصہ لیوے اور ذمی سے بیسوان اور حربی سے دسوان حصہ اگر مال اوسکا نصاب کو پہونچ جاوے ف اور ایسا ہی کیا تھا حضرت عمرؓ نے روایت کی امام محمد نے حضرت عمرؓ سے کہ بھیجا اونھون نے ایک شخص کو اور حکم کیا کہ لے مسلمانون کے مال سے جب تجارت کے لیے ہون چوتھا حصہ دسوین حصہ کا اور ذمیون کے مال سے آدھا حصہ دسوین حصے کا اور حربی کے مال سے دسوان حصہ اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے اور اور لوگون نے واللہ اعلم ص اور جتنا کہ کافر ہمارے تاجرون سے لیتے ہین معلوم نہووے اور اگر معلوم ہوجاوے تو اوتنا ہی ہم بھی اونسے لیوینگے اگر کل مال وہ لیتے ہون تو اگر اہل حرب ہمارا کل مال لیوین تو ہمارا عاشر حربی سے کل مال نلیویگا اور اگر نصاب سے کم ہو تو اوس سے لیا جاویگا اگرچہ اوسنے اقرار کیا باقی نصاب کا کہ گھر مین ہی اور اگر اہل حرب ہم لوگون سے کچھہ نہین لیتے تو ہم بھی اونسے کچھہ نہ لینگے اور اگر حربی سے عشر لیا اور

پیچھے قبل سال گذرنے کے پہر عاشر پاس سے گذرا اگر دار الحرب سے آیا ہے تو اوس سے دو باد سوان حصہ لیا جاویگا اور اگر لوٹ کر اپنے وطن
جاتا ہے تو نہ لیا جاویگا اور جو ذمی شراب لیکے گذرے تو بیسوان حصہ لیا جاویگا اور سور مین کچھہ نہ لیا جاویگا فقط شراب یا سور کو
یا دونون کو لیجاوے یہ امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے اور شافعی کے نزدیک کسیکا بیسوان حصہ نہ لیا جاویگا اور نزدیک امام زفر کے دونون کا
لیا جاویگا اور ابو یوسف کے نزدیک اگر دونون کو لیکے گذرے تو دونون کا بیسوان حصہ لیا جاویگا اور اگر فقط شراب لیکے گذرے تو شراب کا
بیسوان حصہ لیا جاویگا اور اگر فقط سور لاوے تو کچھہ نہ لیا جاویگا اور اگر کوئی شخص مال بضاعت یا مال مضاربت لیکے گذرے جائز نہیں ہے لینا او
مال سے عاشر کو کچھہ اسواسطے کہ وہ مال اوسکے پاس امانت ہے مگر یہ کہ مال مضاربت مین اگر اوسکا حصہ نصاب کو پہونچے تو اوس سے لیا جاوے اور
اور اگر کوئی غلام ماذون لیکے گذرے تو اگر قرضدار ہو تو کچھہ نہ لیوے اور اگر قرضدار نہو تو اگر مولی اوسکا اوسکے ساتھہ ہے تو لیوے اور اگر ساتھہ نہین تو نہ

باب رکاز کے بیان مین

رکاز اوس مال کو کہتے ہین کہ زمین کے نیچے پیدا ہوا ہو یا رکھا گیا ہو تو کان پیدا ہوتی ہے اور خزانہ رکھا جاتا ہے کان سونے کی اور مثل اوسکے
یا مین خراجی یا عشری مین ہو پانچوان حصہ اوسکا واجب ہوتا ہے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رکاز مین پانچوان حصہ ہے
اخراج کیا اوسکا صحاح ستہ والون نے **ص** اور باقی سب پانے والون کا ہے اگر اوس مین کا کوئی مالک نہیں ہے اور اگر وہ زمین کسی کی
ملک ہے تو باقی مالک کو ہے اور اگر کسیکے گھر مین کچہہ نکلا تو اوسمین کچھہ واجب نہین ہوتا اور اگر اپنی زمین مین پایا تو اوسمین ایک
روایت مین کچھہ لازم نہین آتا اور ایک مین لازم آتا ہے اور فیروزہ اور عنبر اور موتی وغیرہ اگر پہاڑ پر ملین تو پانچوان حصہ اوسمین نہین ہے اس
نہین **ف** اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا خُمُسَ فِي الْحَجَرِ یعنی نہین ہے پانچوان حصہ پتھر مین اور یہ حدیث
ہدایہ مین ہے اور اس لفظ سے نہین ملی ہان روایت کی ابن عدی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لَا زَكٰوةَ فِي الْحَجَرِ یعنی نہین ہے
زکوۃ پتھر مین دو طریقون سے اور دونون ضعیف ہین پہلا بسبب عمر بن ابی عمر کلاعی کے اور دوسرا ساتھہ محمد ابن عبد اللہ عرزمی کے
اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عکرمہ سے کہ نہین ہے موتی اور نہ زمرد مین زکوۃ مگر یہ کہ تجارت کے لیے ہون اور ایسا ہی ہے عنبر مین اور
یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور محمد کا ہے اور ابو یوسف کے نزدیک جو چیز زیور کے قسم سے دریا سے نکالی جاوے اوسمین پانچوان حصہ ہے اسواسطے
کہ حضرت عمر نے لیا خمس عنبر سے اور یہ حدیث ہدایہ مین ہے اور روایت کیا اوسکو قاسم بن سلام نے کتاب الاموال مین
لیکن اسناد اوسکی ضعیف ہے علاوہ اسکے کہا شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے عَلٰى اَنَّ ثُبُوْتَهٗ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يَصِحَّ
اَصْلًا انتہی یعنی ثبوت اس حدیث کا عمر رضی اللہ عنہ سے نہین صحیح ہوا ہرگز لیکن روایت کی عبد الرزاق نے ثنا معمر عَنْ
سِمَاكِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَنَّهٗ اَخَذَ مِنَ الْعَنْبَرِ الْخُمُسَ یعنی لیا عمر بن عبد العزیز نے عنبر سے پانچوان
حصہ اور حسن بصری اور ابن شہاب سے مروی ہے کہ کہا انھون نے عنبر اور موتی مین پانچوان حصہ ہے اور روایت کی شافعی رحمہ اللہ نے ابن عباس
سے اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ بْنَ سَعْدٍ كَانَ عَامِلًا لِعَدَنٍ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْعَنْبَرِ فَقَالَ لَوْ كَانَ فِيْهِ شَيْءٌ فَالْخُمُسُ
یعنی پوچھا ابن عباس سے عنبر سے کہا کہ اگر ہو اوسمین کچھہ تو پانچوان حصہ ہے اور اس سے شک معلوم ہوتا ہے اور دلیل ہماری یہ ہے
جو روایت کی ابو عبید نے کتاب الاموال مین او شافعی نے بھی ثنا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
الْعَطَّارِ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ دِيْنَارٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَيْسَ فِي الْعَنْبَرِ خُمُسٌ

کہا ابن حجر نے نہیں ہے ... اور بیان ... حدیث معاذ ... تنبت عن ... الامام ... الاسلام
عن ابی الازہر عن ... ایسا ہی ... اونکا اسلام لانا ... اگر پائی جاوے تو اوسکو
اوکوان میں پہچوا ... لیے ... کا سلم ہو اور اگر اوسکا ... تو پانچواں حصہ لازم آویگا اور باقی پانے والے کا ... اور ملک
ملک ... اول اسلام کی فتح کا ہی اوسکو ملیگا اور اگر تاجر ہمارا امن لیکے دار الحرب میں گیا اور وہاں کا مال
اوسکی ہی اور اگر کسی ... میں پائی تو اوسکے مالک کی ہی اور اگر زمین میں دار الحرب کے جو کسی کی ملک نہیں ہی پائی پانچواں حصہ ...

باب زکوٰۃ خراج کے بیان میں

زمین عشری کے شہد میں اور پہاڑ کے شہد میں اور میووں میں اور زمین میں نکلنے والی چیزوں میں ہر ایک پر دسواں حصہ ہی ...
سے سینچا ہو اگرچہ پانچ وسق نہوں یا بہت ہوں تھوڑا باقی نہ رہتا ہو امام ابو حنیفہ کے نزدیک دسواں حصہ لازم آویگا اور صاحبین اور
امام شافعی کے نزدیک پانچ وسق سے کم میں کچھ لازم نہ آویگا اور وسق ساٹھ صاع کا ہی اور صاع آٹھ رطل یعنی چار سیر شاہجہانی کا ہوتا ہی
ف لیکن شہد سے دسواں حصہ اگرچہ پانچ وسق کے برابر نہو سو اسواسطے کہ روایت کی بخاری نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ جسکو تر کرے آسمان یا چشمہ اور زمین عشری ہو تو اوسمین دسواں حصہ ہی اور جو ڈول وغیرہ سے پانی دیا جاوے
تو اوسمین بیسواں حصہ ہی اور حدیث میں مطلق ہی اور ذکر پانچ وسق کا نہیں ہی تو شمول ہوگی اطلاق پر اور اس باب میں بہت
آثار ہیں نکالا عبد الرزاق نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ جو اوگے کم یا بہت اوسمین دسواں حصہ ہی اور نکالا مانند اسکے مجاہد
اور ابراہیم نخعی سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مانند اسکے عمر بن عبد العزیز اور مجاہد اور نخعی سے اور زیادہ کیا حدیث
نخعی میں یہاں تک کہ ہر چیز میں دسواں حصہ ہی اور امام شافعی کی دلیل یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ
أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ نہیں ہی پانچ وسق سے کم میں صدقہ اور اوپر یہ حدیث گذر چکی روایت کی عبد الرزاق نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انہوں نے لکھا طرف یمن کے یہ کہ لیا جاوے شہد والوں سے دسواں حصہ اور روایت کی عبد اللہ بن عمرو بن
العاص نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا شہد سے دسواں حصہ نقل کی یہ ابن حبان نے اور روایت کی شافعی نے سعد بن ابی ذباب
اوس نے کہ آیا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا میں نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرو واسطے قوم میری کے وہ چیز کہ اسلام لائے
اوس پر سو کیا اور عامل کیا مجکو ابو بکرؓ نے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو جب آئے وہ اپنی قوم پر کہا ای قوم ادا کرو زکوٰۃ شہد کی
کیونکہ نہیں بہتر ہی اوس مال میں کہ ندی جاوے زکوٰۃ اوسکی کہا انہوں نے لیا جانتے ہو تم یعنی کتنی زکوٰۃ دیویں کہا کہ دسواں حصہ
اور لیا میں نے اون سے دسواں حصہ اور لایا میں اوسکو حضرت عمرؓ کے پاس سو بیچ ڈالا انہوں نے اوسکو اور کر دیا اوسکو مسلمانوں کے صدقوں میں
اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے صفوان بن عیسی سے کہا انہوں نے حدیث کی ہمسے اوسکی حارث نے اور روایت کیا اوسکو صلت
بن محمد نے انس بن عیاض سے انہوں نے حارث بن ابی ذباب سے انہوں نے منیر بن عبد اللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے سعد سے
اور نہیں پہچانا ابن المدینی نے والد منیر کو اور پوچھا اونسے ابو حاتم نے کیا صحیح ہی حدیث اوسکی فرمایا کہ ہاں اور نکالا ابو عبید قاسم
بن سلام نے کتاب الاموال میں عمرو بن شعیب سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے کہ لیتے تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے میں شہد سے دسواں حصہ ہر دس مشکوں سے ایک مشک اور اسناد میں اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہی

اور ایسی ہی روایت کی ترمذی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور روایت کی ابن ماجہ نے اس حدیث کو بسند صحیح کہا اوسنے

حدثنا محمد بن یحیی **ثنا** نعیم بن حماد **ثنا** ابن المبارک **ثنا** اسامۃ بن زید عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ اخذ من العسل العشر

یعنی لیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد سے دسواں حصہ اور یہ حدیث صحیح ہی اس باب میں اور اسی سے لازم ہو تمسک کرنا اور اسناد اوسکا صحیح ہی اور روایت کی ابن ماجہ نے ابو سیارہ متعی سے کہ کہا مینے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس شہد ہی فرمایا کہ ادا کر عشر کو یعنی دسوین حصے کو سو کہا مینے ای رسول اللہ محافظت کرو اوسکی تم میرے واسطے سو کی آپنے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو امام احمد اور ابو داود نے لیا السی نے اور ابو یعلی موصلی نے اپنے مسندون مین کہا بیہقی نے کہ صحیح تر جو روایت کیا گیا واجب ہونے عشر مین او وہ منقطع ہی کہا ترمذی نے پوچھا مینے محمد بن اسمعیل سے اس حدیث کو سو کہا کہ یہ منقطع ہی سلیمان بن موسی نے نہین پایا ابوسیارہ کو اصحاب اور نہین ہی صحیح شہد کی زکوۃ مین کچھ اور روایت کی مثل اسکے طبرانی نے معجم مین اور ابن حبان نے کہا شیخ ابن الہمام نے واللہ اعلم بالصواب لیکن حق یہ ہی کہ ان سب حدیثون سے زکوۃ شہد کی ثابت ہو گئی اگرچہ ایک باب میں حدیث ثابت نہو اور دوسرے یہ کہ حدیث عمرو بن شعیب کی جسکو روایت کیا ابن ماجہ نے صحیح ہی اسناد اوسکی اور نہین پایا گیا اوسمین کوئی قدح **ص** اور سبزیون وغیرہ مین یا جو چیزین کہ برس بھر نہین رہتین صاحبین اور شافعی کے نزدیک صدقہ نہین ہی اور امام صاحب کے نزدیک واجب ہی کہ مالک سبزیون وغیرہ کا فقیر کو صدقہ دیوے نہ کہ بادشاہ اوسکو لیوے ایسا ہی لکھا ہی اسرار مین قاضی امام ابو زید دبوسی نے **ف** اور دلیل امام صاحب کی یہی ہی جو اوپر گذری کہ جو اوگاوے آسمان یا چشمہ اور زمین عشری ہو تو اوسمین دسواں حصہ ہی اور اطلاق حدیث کا اونکے نزدیک حجت ہی اور صاحبین کی دلیل یہ ہی جو جامع ترمذی مین ہی حدیث معاذ سے کہ نہین ہی سبزیون مین صدقہ اور کہا کہ نہین ہی اسناد اوسکی صحیح اور نہین ہی صحیح ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اس باب مین اور روایت کیا حاکم نے یہ مضمون اور صحیح کیا اوسکو او غلطی کی اوسنے اسناد مین اوسکی اسحق بن یحیی متروک ہی ترک کیا اوسکو احمد اور نسائی وغیرہ نے اور ایسی اس باب مین ایک حدیث ہی روایت کیا جسکو دارقطنی نے موسی بن طلحہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ لیا جاوے سبزیون مین سے صدقہ اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی **ص** اور لکڑی وغیرہ جیسے نرکل یا گھانس مین صدقہ واجب نہین اور جو کہ زمین سے نکلے اور ڈول یا رہٹ سے پانی دیا جاوے تو اوسمین بیسواں حصہ دیا جاویگا تو پہلے صدقہ دے لین اور بعد اوسکے کاٹنے وغیرہ کی مزدوری نکالین **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور جو زمین عشری تغلبی کی ہو اوسمین سے جو نکلے تو پانچواں حصہ لازم آویگا لڑکا اور مرد اور عورت سب اونکے برابر ہین اگرچہ وہ مسلمان ہووے یا اوسکو مسلمان یا ذمی خرید لیوے کیونکہ دسواں حصہ لازم آتا ہی ہمارے لوگون پر تو اونکے لڑکون پر اوسکا دونا لازم آویگا اگرچہ مسلمان ہو جاوین طرفین کے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک اگر مسلمان ہو جاوین تو دسواں حصہ لازم آویگا اور عشری زمین کو ذمی نے خریدا تو وہ خراجی ہو جاویگی اور اگر پھر اوسکو مسلمان نے لے لیا تو پھر عشری ہو جاویگی **ف** زمین عرب کی اور جو زمین کہ اہل اوسکے اسلام لاوین اور وہ زمین کہ اوسکو بعد فتح کے ساتھ غلبے کے لشکر مین تقسیم کیا عشری ہی اور وہ زمین کہ اوسکو بعد غلبے کے اونہین کفار پر رہنے دیا اور وہ زمین کہ اونکے ساکنون سے صلح ٹھیرائی خراجی ہی **ص** اگر اپنی زمین کو ذمی نے باغ بنایا خراجی ہو جاویگا اور اگر اوسکو مسلمان نے بنایا تو اگر اوسکو خراج کے

اسحق بن یحیی

پانی سے سینچتا ہی تو خراجی ہی اور اگر عشر کے پانی سے تو عشری ہی اور پانی آسمان کا اور کنوئین کا اور چشمے کا عشری ہی اور پانی
اون نہرونکا جنکو عجمیون نے کھودا ہی جیسے نہر یزدجرد کی خراجی ہی اور سیحون اور جیحون اور دجلہ اور فرات امام ابو یوسف کے
نزدیک ان نہرونکا پانی عشری ہی اور امام محمد کے نزدیک خراجی ہی اور قنیہ اور لفظ کے چشمے مین اگر زمین عشری مین ہو تو
کچھ نہین اور اگر زمین خراجی مین ہی تو اگر گرد چشمے کے کھیتی ہو سکتی ہی تو خراج اوسپر لازم ہوگا اور جو نہین ہو سکتی تو لازم نہین

باب مصارف زکوۃ کے بیان مین

ف جاننا چاہیے کہ اصل اس باب مین قول اللہ تعالیٰ کا ہی اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ الآیہ اخیر آیت تک اور ساقط
ہو گیا انمین سے وہ کافر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو بوجہ ضعف اسلام کے واسطے تالیف قلوب کے دیا کرتے تھے کیونکہ اسلام
قوی ہو گیا اب کچھ حاجت کافرونکی الفت کے لانے کی نہین اور اونکو کون کو اللہ تعالیٰ نے وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ یعنی الفت
دلائے گئے دل انکے فرمایا اور دلیل اسکی یہ ہی کہ کہا حضرت عمر بن خطاب نے جب آیا اونکے پاس عیینہ اور اقرع بن حابس یہ حق ہی
اللہ کی طرف سے تو جسکا جی چاہے ایمان لاوے اور جسکا جی چاہے کافر رہے روایت کیا اسکو طبری نے تفسیر مین یعنی اب ہم کچھ کافرون کو
واسطے ملانے کے مال نہ دینگے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ تھے مؤلفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین جب
خلیفہ ہوئے حضرت ابوبکر قطع کیا اوسکو اور اسی پر اجماع منعقد ہو گیا اور ایک روایت مین حضرت عمر سے ہی کہ کہا انھون نے یہ وہ چیز ہی کہ دیتے تھے تمکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تا کہ ملاوین دل تمھارا اوپر اسلام کے اور اب عزت دی اللہ نے اسلام کو تو اگر تم توبہ کرو اسلام پر
تو اچھا ورنہ ہمارے تمہارے درمیان مین تلوار ہی اور کیا حضرت ابوبکر نے ایسا ہی اور نہ کیا انکار اسکا کسی نے صحابہ مین سے
تو ثابت ہوا اتفاق ص مصارف زکوۃ کے سات ہین ایک فقیر یعنی جو شخص کہ مالک نصاب کا نہووے دوسرے مسکین جسکے
پاس کچھ نہین تیسرے عامل صدقے کا اوسکو اپنے عمل کے موافق دیا جاویگا چوتھے مکاتب اوسکی آزادگی مین مال زکوۃ سے دیجاوے
پانچوین قرضدار جو شخص کہ فاضل سوا اپنے قرض سے نصاب کا مالک نہین چھٹے فی سبیل اللہ یعنی جو شخص کہ جہاد سے بسبب محتاج ہونے
کے رک گیا ہو امام ابی یوسف کے نزدیک یا جو شخص کہ حج سے رک جاوے امام محمد کے نزدیک ف اسواسطے کہ کیا
ابو معقل نے ایک اونٹ کو اپنے اللہ کی راہ مین سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیجاوے اوسپر ایک حج کرنے والی کو
روایت کیا اسکو ابوداود نے اور ذکر کی ایک حدیث طویل اور وہ حج کرنے والی ام معقل تھی ص ساتوین مسافر کہ اوسکے
پاس مال ہی لیکن بالفعل سفر مین اوسکے پاس موجود نہین اور مالک نصاب کو درست ہی کہ زکوۃ اپنے مال کی ان سب مصارف کو دیوے یا بعض کو
اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہی کہ سب مصارف مین صرف کرے اور ہر مصرف مین تین شخصون کو دیوے ف اور دلیل یہ ہی کہ
موافق ہمارے مذہب کے روایت کی بیہقی نے ابن عباس سے اور ابن ابی شیبہ نے عمر سے اور روایت کی طبری نے اس آیت کے تحت مین
اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ الخ انا عِمْرَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّمَا
الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ الآیہ قَالَ فِيْ اَيِّ صِنْفٍ وَضَعْتَهٗ اَجْزَاَكَ یعنی کہا حضرت عبد اللہ بن عباس نے
کہ جس قسم مین ان قسمون سے زکوۃ کو رکھیگا کافی ہو جاویگی تجھے اور کہا اوسنے اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُمَرَ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ
لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ الآیہ قَالَ اَيُّمَا صِنْفٍ اَعْطَيْتَ مِنْ هٰذَا اَجْزَاَ عَنْكَ ثنا حَفْصٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ

عمر انه كان يأخذ العرض في الصدقة ويجعلها في صنف واحد وروى ايضا عن الحجاج بن ارطاة عن
المنهال بن عمرو عن زر بن حبيش عن حذيفة انه قال اذا وضعتها في صنف واحد اجزأك واخرج
نحو ذلك عن سعيد بن جبير وعطاء بن ابي رباح وابراهيم النخعي وابي العالية وميمون بن مهران
باسانيد حسنة واستدل ابن الجوزي في التحقيق بحديث معاذ فاعلمهم ان الله قد افترض عليهم
صدقة تؤخذ من اغنيائهم وترد على فقرائهم والفقراء صنف واحد وفيه نظر لسعته قريبا وقال
ابو عبيد في كتاب الاموال ومما يدل على صحة ذلك ان النبي صلى الله عليه وسلم اتاه بعد ذلك
مال فجعله في صنف واحد وهم المؤلفة قلوبهم الى اخره ذكره الشيخ ابن الهمام یعنی کہا حضرت
عمرؓ نے اوس آیت مین جس قسم مین عطا کریگا تو اوسکو انھین سے کافی ہوجاویگا تحقیق اور حضرت عمر لیتے تھے مال صدقے سے اور کرتے
تھے اوسکو ایک ہی قسم مین اور ایسا ہی کہا حذیفہ نے اور نکالا مانند اسکے سعید اور عطاء اور ابراہیم اور ابو العالیہ اور میمون بن مہران نے
کبار تابعین سے ساتھ سندون حسن کے اور دلیل لائے ابن الجوزی ساتھ حدیث معاذ کے کہ بتا تو اونکو کہ اللہ نے فرض کیا صدقہ اونپر لیا جاوے
اونکے امیرون سے اور دیدیا جاوے اونکے فقیرون کو اور کہا ابو عبید نے کتاب الاموال مین کہ دلالت کرتا ہی اسکی صحت پر کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ادا کیا مال بعد اس آیت کے اوترنے کے اور کیا اوسکو ایک ہی قسم مین ص اور مال زکوٰۃ سے مسجد بنانا یا میت کے
کفن مین دینا یا قرض میت کا ادا کرنا یا غلام لیکے اوسکو آزاد کرنا درست نہین ف اور وہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور صرف کرو
صدقے کو گردنون مین اوس سے مراد یہ ہی کہ مکاتب کو قیمت مین اوسکی مدد کرکے آزاد کرادیوے ایسا ہی مروی ہی ابو موسیٰ سے اخراج کیا
اوسکا بیہقی نے اور لفظ اوسکا یہ ہی عن الحسن البصري ان مكاتبا قام الى ابي موسى الاشعري وهو يخطب فقال له
يا ايها الامير حث الناس علي فحث عليه ابو موسى فالقى الناس عليه هذا يلقي عمامة وهذا يلقي
ملاءة وهذا يلقي خاتما حتى القى الناس عليه سوادا كثيرا فلما راى ابو موسى ما القي عليه
قال اجمعوه ثم امر به فبيع فاعطى المكاتب مكاتبته ثم اعطى الفضل في الرقاب ولم يرده على
الناس وقال ان هذا الذي اعطوه في الرقاب اور روایت کی حسن بصری اور زہری اور عبد الرحمن بن زید بن
اسلم سے کہ کہا انھون نے وفی الرقاب مین وہ مکاتب لوگ ہین واللہ اعلم ص اور درست نہین کہ مالک زکوٰۃ کو اپنے باپ دادا
یا نانی نانا اصول سے یا بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی فروع سے اور خاوند جورو کو اور جورو خاوند کو دیوے اور یہی مولیٰ کا دینا اپنے غلام کو اگرچہ
کچھ آزاد ہو چکا ہو درست نہین ف اور صاحبین کے نزدیک عورت کا خاوند کو دینا درست ہی اور دلیل اونکی یہ ہی کہ روایت کی بخاری
ومسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے کہ پوچھا زینب بیوی نے عبد اللہ بن مسعود کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا کافی ہی مجھکو صدقے مین کہ دون
مین اپنے خاوند کو اور یتیمونکو کہ میری گود مین ہین تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اوسکو دو اجر ہین ایک اجر صدقے کا اور ایک اجر قرابت کا
اور روایت کیا اسکو بزار نے مسند مین اور ذکر کیا اوسکو ابن الہمام نے ص اور درست نہین کہ زکوٰۃ مالدار کو یا مالدار کے غلام کو
یا لڑکے کو دیوے اور مکاتب کو مالدار کے دینا درست ہی ف کیونکہ فرمایا حضرت نے کہ نہین حلال ہی صدقہ واسطے مالدار کے اور نہ واسطے جوان
مضبوط کے ہو اور روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے ابن عمرؓ سے اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے اور ضعیف کیا بعضون نے اس حدیث کو اسناد مین اوسکی

زہیر بن حیان ہے اور وہ بھی ثقہ امام ہے اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور کہا ابن حبان نے کہ وہ صدوق ہے علاوہ اسکے اس حدیث کے
بہت سے طریقے ہیں سب طریقوں میں یہ مرفوع ہے اور روایت کی ابوداود اور نسائی نے کہ آئے دو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
اور حضرت تقسیم کرتے تھے صدقے کو اور انھوں نے مانگا آپ سے سو فرمایا آپنے لَاحَظَّ فِیْهَا لِغَنِیٍّ وَّلَا لِقَوِیٍّ مُکْتَسِبٍ یعنی
نہیں ہے حصہ صدقہ میں واسطے غنی کے اور نہ واسطے قوی کمانے والے کے کہا صاحب تنقیح نے یہ حدیث صحیح ہے اور کہا امام احمد نے
یہ حدیث احسن ہے اسناد اوسکی اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ حدیث ساتھ حدیث معاذ کے کہ لے صدقہ مسلمانوں کے امیروں سے
اور دیدے انہیں کے فقیروں کو حجت ہے امام شافعی پر کہ تجویز کیا انھوں نے صدقے کو واسطے مالدار جہاد کرنے والے کے اور دلیل
امام شافعی کی یہ ہے جو روایت کی ابوداود اور ابن ماجہ اور مالک نے کہ فرمایا حضرت نے نہیں حلال ہے صدقہ واسطے غنی کے مگر
پانچ شخصوں کے لیے ایک جو شخص کہ عامل ہو صدقے پر اور وہ شخص کہ جسنے خریدا اوسکو اپنے مال سے اور قرضدار اور جہاد کرنے والا
اللہ کی راہ میں اور مرد مسکین کہ کسینے اوسکو صدقہ دیا اور اوسنے جاکے ایک امیر کو تحفہ دیا تو وہ اوس امیر کے واسطے درست ہے جیسا کہ
حضرت نے بریرہ لونڈی سے اتنا فرمایا اوس گوشت کے حق میں جو اوسکو ملا تھا لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ یعنی بریرہ کے واسطے
صدقہ ہے اور ہمارے واسطے ہدیہ ہے اور ذکر کیا شیخ ابن الہمام نے قِيْلَ لَمْ يَثْبُتْ وَلَوْ ثَبَتَ فَاِنَّهُ لَمْ يَقْوَ قُوَّةَ حَدِيْثِ
مُعَاذٍ فَاِنَّهُ رَوَاهُ اَصْحَابُ الْكُتُبِ السِّتَّةِ مَعَ تَرْبِيَةٍ مِنَ الْحَدِيْثِ الْاٰخَرِ وَلَوْ قَوِيَ فَهُوَ لَا يُرَجَّحُ عَلٰى حَدِيْثِ
مُعَاذٍ بِاَنَّهُ مَانِعٌ وَمَا رَوَاهُ مُبِيْحٌ یعنی یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور اگر ثابت ہو تو نہ ہوگی قوت اوسکی قوت حدیث
معاذ کی سی اسواسطے کہ روایت کیا اسکو اصحاب کتب ستہ نے باوجود اسکے کہ ایک اور حدیث ابن عمرؓ کی اوسکی معین ہے آخر تک **ص**
زکوٰۃ بنی ہاشم کو یعنی حضرت علیؓ اور عباس اور جعفر اور عقیل اور حارث کی اولاد کو اور اونکے غلاموں آزاد کو دینا درست نہیں **ف** کیونکہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں حلال ہے واسطے تمہارے اے اہل بیت صدقات سے کچھ اسواسطے کہ وہ میل ہے آدمیوں کے
ہاتھوں کا اور تمہارے واسطے پانچویں حصے میں پانچواں حصہ ہے جو تمکو غنی کریگا روایت کیا اسکو طبرانی نے اور روایت کی بخاری
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے ہم اہل بیت میں نہیں حلال ہے ہمارے لیے میل آدمیوں کا اور روایت کی مسلم نے ایک
مضمون طویل اس باب میں اور اونکے مولی یعنی جو غلام اونکا آزاد کیا ہوا ہو اوسکو بھی درست نہیں اور روایت کی ابوداود
اور ترمذی اور نسائی نے ابو رافع سے مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرتؐ نے بھیجا ایک شخص کو بنی مخزوم سے
اوپر صدقے کے سو کہا اوسنے واسطے ابو رافع کے کہ ساتھ رہو میرے کیونکہ تمکو بھی کچھ اسمیں سے ملیگا کہا ابو رافع نے کہ آؤں میں حضرت کے پاس
اور پوچھ لوں میں اونسے سو فرمایا کہ مولی قوم کا اونمیں سے ہے اور ہمارے واسطے نہیں حلال ہے صدقہ کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور
صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور ابو رافع نام اونکا اسلم ہے اور باپ کا نام عبید اللہ ہے اور وہ کاتب تھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے
ص غنی کو زکوٰۃ کے سوا اور چیزیں دینا جیسے صدقہ وغیرہ درست ہے **ف** اور زکوٰۃ درست نہیں کیونکہ حدیث معاذ میں ہے کہ صرف کر
زکوٰۃ کو مسلمانوں کے فقیروں میں اور نہ ذمی کافر کو **ص** اور اگر ایک نے گمان سے کسیکو زکوٰۃ دیدی اور پھر معلوم ہوا کہ وہ مصرف نہیں جیسے وہ
غلام ہے یا مکاتب اوسکا نکلا پھر لوٹاوے زکوٰۃ کو اور اگر معلوم ہوا کہ اوسکا باپ یا لڑکا ہے یا غنی یا ذمی یا ہاشمی نکلا تو پھر لوٹاوے زکوٰۃ کو اور
امام ابو یوسف کے نزدیک پھر لوٹاوے اور مستحب ہے زکوٰۃ دینی اتنی کہ بے نیاز کردے اوسکو سوال سے اوس دن اور مکروہ ہے سارا نصاب دینا ایک فقیر کو مثلا دو سو

درہم جیسے وہ قیمت صدقہ مین دیتے اور دیہاتون کی زکوٰۃ شہر مین بھیجنا مکروہ ہی مگر اپنے عزیزونکو یا اونکو جو اپنے شہر سے زیادہ محتاج ہین

باب صدقہ فطر کے بیان مین

صدقہ فطر کا گیہون یا اوسکے آٹے یا اوسکے ستو سے یا سوکھے انگور سے آدھا صاع اور خرما یا جو سے ایک صاع اور وہ صاع آٹھ رطل ماش یا مسور سے ہی اور وقت صدقہ فطر واجب ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زکوٰۃ عید فطر کی یعنی صدقہ اوسکا پاکی ہی واسطے مسلمانون کی لغو اور رفث سے اور کھانا ہی واسطے مسکین کے سو جسنے ادا کیا اوسکو قبل نماز کے سو وہ زکوٰۃ مقبول ہی اور جسنے ادا کیا اوسکو بعد نماز کے تو وہ ایک صدقہ ہی صدقوں سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ابوداود اور ابن ماجہ نے اور کہا دارقطنی نے کہ نہین ہی اوسمین کوئی مجروح ضعیف اور وہ جو حدیث صاحب ہدایہ نے بیان کی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے مین کہ ادا کرو ہر آزاد اور غلام چھوٹے بڑے سے آدھا صاع گیہون سے یا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو روایت کیا اوسکو ثعلبہ بن صغیر عدوی نے یا صغیر عذری نے یعنی اختلاف ہی اسمین کہ عدوی دال سے ہی یا عذری ذال اور رے سے تو وہ حدیث مروی ہی سنن ابوداود اور دارقطنی اور مسند عبدالرزاق مین اور اختلاف ہی اوسکی نسبت اور نام اور متن حدیث مین لیکن اختلاف نسبت مین سو یہ ہی کہ عدوی ہی یا عذری ہی ذال کے پیش اور رے سے تو بعضون نے کہا ہی کہ عدوی نسبت ہی ساتھ اوسکے بڑے دادا کے اور کہا ہی کہ عذری اور یہی صحیح ہی اور ذکر کیا اوسکو مغرب وغیرہ مین اور صحیح کیا ابوعلی غسانی نے عذری کو اور کنیت اوسکی ابومحمد ہی اور اختلاف نام مین سو یہ ہی کہ وہ ثعلبہ بن ابی صغیر ہی یعنی ثعلبہ بن عبداللہ بن ابی صغیر یا ثعلبہ بن عبداللہ بن صغیر اور اختلاف متن مین سو ایک روایت مین ہی صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ اَوْ قَمْحٍ عَنْ كُلِّ رَاسٍ یعنی صدقہ فطر کا ایک صاع ہی کھجور سے یا گیہون سے ہر آدمی کے پیچھے اور ایک مین ہی صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ بُرٍّ اَوْ قَمْحٍ عَلٰى كُلِّ اثْنَيْنِ یعنی صدقہ فطر کا ایک صاع ہی گیہون سے دو آدمیون مین کہا صاحب امام نے کہ ممکن ہی تحریف راس کی طرف اثنین کے انتہی لیکن یہ احتمال بعید ہی کیونکہ اکثر طریقون صحیحہ مین لفظ اثنین کا وارد ہی کہا عبدالرزاق نے اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ قَبْلَ يَوْمِ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ اَوْ بِيَوْمَيْنِ فَقَالَ اَدُّوْا صَاعًا مِّنْ بُرٍّ اَوْ قَمْحٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِيْرٍ عَنْ كُلِّ حُرٍّ وَّعَبْدٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ کہ خطبہ پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو قبل دن فطر کے ایک دن یا دو دن سو کہا کہ ادا کرو ایک صاع گیہون سے درمیان دو آدمیون کے یا ایک صاع کھجور سے یا جو سے ہر آزاد اور غلام چھوٹے بڑے کی طرف سے اور یہ سند صحیح ہی اور روایت کی بخاری و مسلم ابن ماجہ وغیرہم نے ابن عمر سے کہ فرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کو رمضان سے لوگون پر ایک صاع کھجور سے یا جو سے اوپر ہر آزاد اور غلام مرد اور عورت کے مسلمانون مین سے اور ایک روایت مین ہی کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کا اور لازم ہی کہ حجت پکڑی جاوے اوس حدیث سے جسکو روایت کیا حاکم نے مستدرک مین ابن عباس سے اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَمَرَ صَارِخًا بِبَطْنِ مَكَّةَ يُنَادِيْ اَنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ حُرٍّ اَوْ مَمْلُوْكٍ الحدیث یعنی صدقہ فطر کا حق ہی واجب ہی ہر مسلمان چھوٹے بڑے پر آزاد ہو یا غلام آخر حدیث تک اور امام شافعی کے نزدیک سب چیزون مین سے ایک ہی صاع ہی اور دلیل لاتے ہین ساتھ حدیث ابوسعید خدری کے کہ ہم نکالتے تھے جب تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

زکوٰۃ فطر کی ہر شخص کی طرف سے اور بچے کی طرف سے ادا کرے آدھا صاع گیہوں سے یا آٹا گیہوں سے یا ایک صاع کھجور یا جو سے یا
انگور یعنی منقیٰ سے تو ہمارا ایسا ہی ذکر کیا ہے یہان تک کہ ہر شخص کا صحیح کہا ہے اور بیان کیا ابو یوسف نے ہم سے اور ابو حنیفہ کا مذہب
تھا کہ جانتا ہون کہ دو مد گیہوں شام سے برابر ہوتے ایک صاع کھجور کے تو لیا اوسکو لوگون نے اور یہ بیان ایسا ہی تھا ہمارا
نکالتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اور دلیل ہماری بہت حدیثین ہین ایک حدیث ثعلبہ کی ہے اور مرفوع
اور روایت کی ابو داود اور نسائی نے حسن سے انھون نے ابن عباس سے کہ خطبہ پڑھا انھون نے اخیر رمضان مین بصرہ مین سو کہا کہ فرض
کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ ایک صاع کھجور یا جو سے یا آدھا صاع گیہوں سے آخر حدیث تک اور ابن الجوزی کے تحقیق
سبب ثقہ ہین لیکن حسن نے نہیں سنا ابن عباس سے تو وہ مرسل ہے اور ہمارے نزدیک مرسل حجت ہے اور روایت کی ابو داود نے مراسیل میں سعید
ابن المسیب سے کہ فرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کی دو مد گیہون سے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے کہا تنقیح مین
اسناد اوسکی صحیح ہے مانند آفتاب کے اور یہ ہوا کہ وہ مرسل ہین مگر تائید کرتا ہے اور مراسیل سعید کے حجت ہین اور نہایت طول کیا اس مقام پر
شیخ ابن الہمام نے اور ضعیف کیا امام شافعی کی سب دلیلون کو اس باب مین جسکا جی چاہے دیکھ لے وہان سے اور ہمنے بوجہ خوف
تطویل ترک کیا **ص** اور مراد صاع سے صاع عراقی ہے اور صاع عراقی چار من کا ہوتا ہے اور من چالیس استار کا ہوتا ہے اور استار
ساڑھے چار مثقال کا تو اس حساب سے من ایک سو اسی مثقال کا ٹھہرا اور امام شافعی کے نزدیک مراد صاع حجازی ہے **ف** اور دلیل اونکی
یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے صاع ہمارا سب صاعون سے چھوٹا ہے اور اس میں بحث کی ہے وہ مقام مین کلام ہے ان روایت کی ابن حبان نے اپنی
سند سے حضرت ابو ہریرہ سے کہا گیا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ یا رسول اللہ صاع ہمارا چھوٹا ہے سب صاعون سے اور مد ہمارا
بڑا ہے اور مدون سے سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے اللہ برکت دے ہمارے صاع مین اور برکت دے ہمارے قلیل مین اور
کثیر مین اور کر ہمکو ساتھ ایک برکت کے دو برکتین اور ابو یوسف کا قول اور شافعی کا یہی ہے کہ صاع پانچ رطل اور تہائی رطل ہے اور
دلیل اونکی یہ ہے کہ وہ یعنی ابو یوسف مدینے مین آئے اور دیکھا قریب پچاس آدمیون کے انصار اور مہاجرین کی اولاد مین کہ صاع اونکا پانچ رطل کا تھا
اور کچھ زیادہ اور کہا انھون نے کہ یہی صاع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سو کہا انھون نے ترک کیا مینے قول ابو حنیفہ کو روایت کیا
اوسکو بیہقی نے اور مروی ہے کہ مناظرہ کیا اونسے امام مالک نے اور حجت پکڑی اون صاعون سے کہ لائے تھے اوس وقت وہ لوگ سو رجوع کی
ابو یوسف نے طرف انکے قول کے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ مروی ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے ساتھ مد کے برابر دو رطلون کے
اور غسل کرتے تھے صاع سے برابر آٹھ رطلون کے اور ایسا ہی مفسر واقع ہوا روایت انس اور حضرت عایشہ مین تین طریقون مین روایت کیا
اوسکو دارقطنی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور جابر سے بھی روایت کی اونسے ابن عدی نے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ عمر بن موسیٰ کے اور
یہ حدیث صحیحین مین ہے اور وزن اوسمین صاع اور مد کا مذکور نہین اور اسی حدیث سے دلیل لائے صاحب ہدایہ اور کہا کہ ایسا ہی تھا
صاع عمر کا اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے یحییٰ بن آدم سے کہا کہ سنا مینے حسن بن صالح سے یقول صاع عمر ثمانیۃ
ارطال یعنی کہتے تھے کہ صاع عمر کا آٹھ رطل کا ہوتا ہے اور کہا شریک نے کہ اکثر تھا سات سے اور کم تھا آٹھ رطل سے اور روایت کی مانند اسکے
موسیٰ بن طلحہ نے عمر بن خطاب سے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے بھی بہر حال یہ روایت صحیح ہے **ص** اور اگر صدقہ فطر مین
دے گیہون یا بدلے بغیر اسکے کہ گیہون کو کیل سے ناپے درست ہے اور امام محمد کے نزدیک بغیر کیل کے درست نہین اور گیہون دینا مستحب ہے

جہاں کہ چیزوں کو گیہوں سے خریدتے ہیں اور ابو یوسف کے نزدیک درہموں کا دینا ہر جگہ مستحب ہی اور صدقہ فطر کا واجب ہو اوس
شخص پر جو حر یعنی آزاد ہووے اور مسلمان ہو اور وہ شخص مالک ہو نصاب زکوٰۃ کا کہ زیادہ ہو حاجت اصلی سے تو سونے اور چاندی اور
مال تجارت میں صدقہ واجب ہی اگرچہ سال پورا نہ گذرے اور اگر سوا ان مالوں کے ہے جیسے گھر خدمت کے لیے اور نہ تجارت کے لیے
اور قیمت اوسکی نصاب کو پہونچتی ہی تو صدقہ فطر اوس سے واجب ہوگا اور زکوٰۃ واجب نہ ہوگی **ف** اور امام شافعی کہتے ہیں کہ اگرچہ مالک
نصاب کا نہووے لیکن ایک دن کی غذا سے زیادہ پر قادر ہو تو اوسکو صدقہ دینا واجب ہی اور دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہی صدقہ
مگر مالداری سے روایت کیا اسکو امام احمد نے مسند میں اور ذکر کیا اوسکو بخاری نے تعلیقاً اور وہ جو دلیل لاتے ہیں امام شافعی ساتھ قول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ادا کرو ایک صاع گیہوں ہر دو شخصوں کی طرف سے ہوں یا چھوٹے مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام امیر ہو یا فقیر لیکن امیر
تمہارا تو پاک کرتا ہی اوسکے مال کو اللہ تعالیٰ اور فقیر کو سو پھیر دیتا ہے اللہ اوس پر زیادہ اوس سے جو دیتا ہے روایت کیا اوسکو احمد نے اور ضعیف
کیا اوسکو ساتھ نعمان بن راشد کے اور بجہالت ابن ابی صعیر کے اور بر تقدیر صحت کے ہماری روایت کے مقابل نہوگا **مترجم** کہتا ہے کہ دلیل
امام شافعی کی وہ ہے جو روایت کی طحاوی نے باسناد صحیح ابوہریرہ سے کہ کہا انھوں نے زکوٰۃ فطر کی اوپر ہر آزاد اور غلام اور مرد اور عورت چھوٹے
اور بڑے فقیر یا مالدار کے ہی اور کہا معمر نے کہ پہونچا مجکو کہ رفع کرتے تھے اوسکو زہری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لیکن صاحب
امام نے کہا کہ یہ حدیث وقف اوسکا صحیح ہی اور وقف اس مقام میں بمنزلہ رفع کے ہی **ص** پس صدقہ فطر واجب ہی صدقہ زکوٰۃ
وہ محروم ہوگا اور زکوٰۃ اوس پر حرام ہی **ف** ہمارے نزدیک اوسواسطے کہ وہ مالک نصاب کا ہی بخلاف امام شافعی کے **ص** صدقہ
فطر دے اپنی جان کیواسطے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت ابن عمر نے کہ فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کو مرد اور عورت پر
اور گذری یہ حدیث اوپر **ص** اور اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے اگر فقیر ہو اور اپنے غلام اور لونڈی کی طرف سے جو
خدمت کے واسطے ہیں اگرچہ مدبر یا کافر یا ام ولد ہو **ف** مدبر اوس غلام کو کہتے ہیں جسکو مولی نے یہ کہا ہو کہ بعد میرے مرنے کے
تو آزاد ہی اور ام ولد اوس لونڈی کو کہتے ہیں کہ جس سے اوسکے مالک کی اولاد ہووے اور کافر غلام کی طرف سے بھی صدقہ فطر کا واجب ہی
اسواسطے کہ کافر غلام بھی مال ہی اور سبب وجوب صدقہ کا بھی مال ہی اور نہیں دخل ہی اسمیں کفر اور اسلام کو اور دوسرے یہ کہ حدیث
مطلق وارد ہی نہیں ہی قید اوسمیں مسلمان اور کافر کی اور تیسرے یہ کہ روایت کی دارقطنی نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے صَدَقَةُ الْفِطْرِ عَلٰی كُلِّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى يَهُوْدِيٍّ اَوْ نَصْرَانِيٍّ حُرًّا اَوْ مَمْلُوْكٍ نِصْفُ
صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ اَوْ صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِيْرٍ یعنی صدقہ فطر کا ہر چھوٹے اور کبیر اور مرد اور عورت اور یہودی اور نصرانی آزاد یا
غلام پر نصف صاع ہی گیہوں سے اور ایک صاع تمر یا جو سے لیکن یہ نہایت ضعیف ہی بلکہ شمار کیا ہی اسکو موضوعات میں
کہا شوکانی نے وَزِيَادَةُ يَهُوْدِيٍّ اَوْ نَصْرَانِيٍّ مَوْضُوْعَةٌ تَفَرَّدَ بِهَا سَلَامُ الطَّوِيْلُ وَهُوَ مَتْرُوْكٌ یعنی
زیادتی یہودی اور نصرانی کی موضوع ہی تفرد کیا ساتھ اسکے سلام طویل راوی نے اور وہ متروک ہی اور کہا ابن الہمام نے نُقِلَ عَدُّهٗ
فِي الْمَوْضُوْعَاتِ مِنْ قِبَلِ سَلَامِ الطَّوِيْلِ فَاِنَّهٗ مَتْرُوْكٌ رُمِيَ بِالْوَضْعِ یعنی شمار کی گئی یہ حدیث موضوعات میں
بسبب سلام طویل کے اسواسطے کہ وہ متروک ہی نسبت کیا گیا ہے طرف بنانے حدیث کے اور یہ حدیث عجیب ہی ایسے میں او بیہقی
بھی روایت ہدایہ میں ہے اور اسکا کچھ نشان نہیں ملا **ص** اور اپنی جورو کی طرف سے اور بڑے لڑکے کی طرف سے صدقہ نہ دیوے

نعمان بن راشد

سلام طویل

اور اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے بھی جو مالک نصاب کا یعنی غنی نہو یا اوسکے مال سے دیوے اور جیکا نہ ہو ماں باپ کی طرف اور اوس غلام کیطرف سے جو تجارت کے واسطے ہو اور اوس غلام کی طرف سے جو بھاگ گیا ہو الا یہ نہ دیوے مگر جب وہ بعد بھاگنے کے پھر آیا ہو تو اوسکی طرف سے دیوے اور جو ایک غلام یا دو غلام دو شریکون کے بیچ مین ہووین تو اون غلامون کی طرف سے کسی شریک پر صدقہ واجب نہوگا نزدیک امام صاحب اور نزدیک صاحبین کے دونون پر واجب ہی اور اگر ایک کے اختیار سے بیچا گیا تو جسکا ہوا عید الفطر کی صبح ہوا وسپر صدقہ لازم آویگا **ف** یہ اختلاف اوس صورت مین ہی کہ کئی غلام ہون اور اگر ایک غلام ہو تو کسیکے نزدیک کسی پر صدقہ واجب نہوگا **ص** اور صدقہ واجب ہوتا ہو عید الفطر کی صبح ہونے سے تو پھر جو شخص مسلمان ہوا یا پیدا ہوا عید الفطر کی صبح ہونے کے پہلے تو اوسکے لیے واجب ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک آفتاب کے ڈوبنے سے شب عید کو واجب ہوتا ہی تو جو اسلام لاویگا یا پیدا ہوگا رات کو عید کی وہ پر واجب ہوگا نزدیک اونکے اور جو شخص کہ عید کی رات مین مرجاوے ہمارے نزدیک صدقہ اوسکی طرف سے واجب نہین اور شافعی کے نزدیک واجب ہی اور اگر اسلام لایا یا پیدا ہوا بعد طلوع فجر کے تو صدقہ کسیکے نزدیک واجب نہوگا اور اگر صدقہ پہلے سے دیوے تو درست ہی خواہ ایک دن پہلے یا تھوڑے دن پہلے **ف** اور اس باب مین حدیث بخاری کی ہی ابن عمر سے کہ فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا تا آخر کہا اور تھے وہ دیتے قبل فطر کے ایک دن یا دو دن **ص** اور مستحب ہی صدقہ فطر کا صبح ہونے کے بعد جلدی دینا **ف** اور دلیل اسکی روایت کی حاکم نے کتاب علوم الحدیث مین اوس باب مین جو کہ زیادت کے ساتھ ایک راوی منفرد ہو **ثنا** اَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ **ثنا** مُحَمَّدُ بْنُ الْجَهْمِ السَّمَرِيُّ **ثنا** نَصْرُ بْنُ حَمَّادٍ **ثنا** اَبُو مَعْشَرٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُخْرِجَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَنْ كُلِّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ قَمْحٍ وَكَانَ يَاْمُرُنَا اَنْ نُّخْرِجَهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُهَا قَبْلَ اَنْ يَّنْصَرِفَ اِلَى الْمُصَلّٰى يَقُوْلُ اَغْنُوْهُمْ عَنِ الطَّوَافِ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ یعنی حکم کیا ہمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا چھوٹے بڑے سے آزاد سے یا غلام سے ایک صاع کھجور سے یا منقے سے یا جو سے یا گیہون سے اور حکم کرتے تھے ہمکو کہ نکالین صدقے کو قبل نماز کے اور تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ تقسیم کرتے تھے صدقے کو قبل جانے کے طرف عیدگاہ کے اور کہتے تھے کہ بے پرواہ کرو اونکو آج پھرنے سے یعنی فقیرونکو غنی کردو سوال کرنے سے **ص** اور اگر تاخیر کرے دینے مین تو اوسکے ذمے سے بغیر دیے ہوئے ساقط نہوگا **ف** اسواسطے کہ صدقہ فطر کا واجب ہی پھر ساقط نہوگا بغیر دینے کے

کتاب الصوم

کھانا پینا جماع ترک کرنا فجر سے آفتاب ڈوبنے تک ساتھ نیت کے اسی کو روزہ کہتے ہین اور روزہ رمضان کا فرض ہی ہر مسلمان عاقل بالغ پر اور ادا کرنا بھی اوسکا فرض ہی اور اگر کسی عذر سے ترک ہو جاوے تو قضا بھی فرض ہی اور روزہ نذر اور کفارے کا واجب ہی اور اسکے سوا باقی سب نفل ہین **ف** لیکن صحیح یہ ہی کہ روزہ نذر اور کفارے کا بھی فرض ہی اور واجب سے مراد اس جا پر فرض ہی اور ثابت کیا اوسکو صدر الشریعۃ نے **ص** اور ہدایے مین لکھا ہی کہ روزہ رمضان کا فرض ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ یعنی فرض کیا گیا اوپر تمہارے روزہ اور اسکے فرض ہونے پر اجماع ہی تو اسیواسطے انکار کرنے والا اسکا کافر ہی اور نذر کا روزہ واجب ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ یعنی پوری کرین نذرین اپنی اور باقی تفصیل اسکی اصل مین

نذر معین اور رمضان کے روزے اور نذر معین کے روزے کی نیت کرنا رات سے دوپہر کے قبل تک درست ہے اور دوپہر کو درست نہیں
اور قدوری میں ہے کہ زوال تک درست ہے اور صحیح اول ہے ف اور امام شافعی کے نزدیک نیت رات سے درست ہے اور دن کو
بالکل نہیں اور دلیل لاتے ہیں ساتھ اوس حدیث کے روایت کیا جسکو اصحاب سنن اربعہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
نہیں روزہ ہے اوس شخص کا جسنے نہ نیت کی روزے کی رات سے اور اختلاف کیا ہے انھوں نے فقط لفظ حدیث میں روایت ابن ماجہ میں ہے کہ
نہیں صیام ہے اوسکا جسنے نہ فرض کیا اوسکو رات سے اور معنی ایک ہیں اور اختلاف ہے اوسکے رفع اور وقف میں اور نہیں روایت کیا
اوسکو مالک نے موطا میں مگر کلام ابن عمر اور حضرت عایشہ اور حفصہ سے اور اکثر اوسکے وقف پر ہیں اور بہ تحقیق رفع کیا اوسکو عبد اللہ
بن ابی بکر نے زہری سے اور پہنچاتے ہیں اوسکو حفصہ تک کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ نہ ثابت کرے روزے کو قبل فجر کے
تو نہیں روزہ ہے واسطے اوسکے اور وقف کیا اوسکو زہری سے حفصہ پر معمر اور زبیدی اور ابن عیینہ اور یونس ایلی نے اور عبد اللہ بن ابی بکر
ثقہ ہیں اور رفع زیادت ہے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عایشہ سے اور اوسمیں لفظ یبیت کا ہے
مَن لَم یُبَیِّتِ الصِّیَامَ قَبلَ الفَجرِ فَلَا صِیَامَ لَہٗ یعنی جو شخص کہ رات سے نہ رکھے روزہ قبل فجر کے تو نہیں روزہ ہے واسطے اوسکے
کہا دارقطنی نے تفرد کیا ساتھ اوسکے عبد اللہ بن عباد نے مفضل سے ساتھ اسناد کے اور سب ثقہ ہیں اور کہا بیہقی نے کہ اسناد
اوسکی عبد اللہ بن عباد غیر مشہور ہے اور یحیی بن ایوب قوی نہیں اور وہ اوسکے رجال میں سے ہے اور کہا ابن حبان نے عبد اللہ بن عباد
بصری بدل دیتا ہے حدیثوں کو اور اولٹ دیتا ہے اونکو اور روایت کی اوسنے روح بن الفرج سے ایک نسخہ موضوع اور دلیل ہماری یہ ہے کہ
روایت کی صحیحین میں سلمہ بن اکوع سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو اسلم سے یہ کہ خبر کر لوگوں کو تو جسنے کھا لیا
تو چاہیے کہ روزہ رکھے باقی دن تک اور جس شخص نے نہیں کھایا تو روزہ رکھے اسواسطے کہ یہ دن عاشورے کا ہے اور عاشورا فرض تھا
رمضان کے فرض ہونے کے پہلے اور رد جو منع کیا اوسکو ابن الجوزی نے کہ عاشورا فرض نہ تھا بلکہ سنت تھا کیونکہ روایت ہے صحیحین میں
معاویہ سے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یہ دن عاشورے کا ہے نہیں فرض کیا گیا ہم پر روزہ اوسکا جسکا جی
چاہے روزہ رکھے اور میں روزے سے ہوں تو روزہ رکھا لوگوں نے ساتھ آپ کے اور ایک اور دلیل سنت ہونے پر اوسکے یہ ہے کہ نہیں حکم کیا
حضرت نے قضا کا اوسکو جسنے کھا لیا تھا اور جواب یہ ہے کہ معاویہ اسلام لائے ہیں فتح مکہ میں تو اگر سنی انھوں نے یہ حدیث بعد اسلام کے
تو سننا اونکا نویں برس ہجری یا دسویں ہجری میں ہوگا اور یہ بعد نسخ عاشورے کے تھا ساتھ رمضان کے اور اگر قبل اسلام کے سنا تو یہ قبل
وجوب عاشورے کے ہوگا اور روزہ عاشورے کا فرض تھا اور پھر بوجہ رمضان کے منسوخ ہوا اور ثابت ہے صحیحین میں حضرت عایشہ سے
کہ تھے قریش جاہلیت میں روزہ رکھتے تھے عاشورے کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی روزہ رکھتے تھے اوس دن تو جب آئے مدینے میں روزہ
رکھا اوسکا اور حکم کیا لوگوں کو روزے کا اوس دن اور جب فرض ہوا رمضان کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اب جسکا جی چاہے رکھے روزہ
اوس دن اور جو چاہے نہ رکھے تو اب حدیث سلمہ بن اکوع کی حجت ہوگی اور وہ قوی ہے اوس حدیث سے جس سے استدلال لائے امام شافعی کیونکہ ذکر کیا ہمنے
اختلاف کو اوس حدیث میں اور وہ جو صاحب ہدایہ ہمارے مذہب پر دلیل لائے ہیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آیا اونکے پاس اعرابی اور
کہا اوسنے کہ دیکھا میں نے چاند کو کہ جس شخص نے نہیں کھایا وہ روزہ رکھے اور جسنے کھا لیا تو نہ کھاوے باقی دن تو یہ حدیث کہیں پائی
نہیں گئی اور مشہور روایت یوں ہے کہ آیا اعرابی اونکے پاس اور کہا کہ دیکھا میں نے چاند کو سو حکم کیا آپنے ہمیں کہ روزہ رکھیں کل کے روز روایت کیا

ف نذر معین سے یہ مطلب ہے کہ کوئی مقرر کرے روزے کو کہ اگر کام ہو جاوے تو واسطے خدا کے روزہ رکھوں گا اور اگر دن مقرر نہ کرے تو اوسکو نذر غیر معین کہتے ہیں

عبد اللہ بن ابی بکر

عبد اللہ بن عباد

اوسکو روایت کیا ابو داود اور ترمذی اور نسائی نے اور دارمی نے بیچ سنن اپنی کے ابن عباس سے کہ آیا ایک اعرابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ دیکھا میں نے چاند کو کہا حسن نے یعنی چاند رمضان کا سو پوچھا اوس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا گواہی دیتا ہے تو اس بات کی کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ کے کہا کہ ہان پھر پوچھا کہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ محمد رسول اللہ کے ہین کہا کہ ہان فرمایا اے بلال پکار دے لوگون کو کہ روزہ رکھین تو یہ حدیث اس بات پر دلالت نہین کرتی کہ وہ اعرابی رات کو آیا تھا یا دن کو آیا تھا کب آیا تھا اور تفسیر کرتی ہے اوسکی حدیث دارقطنی کی جو بیان کی ابھی ہمنے اور وہ جو امام شافعی نے حدیث روایت کی ہے معنی اوسکے یہ ہین کہ نہین کمال ہے روزے کا بدون نیت کے جیسے لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اور لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ اور لَا صَلٰوةَ لِلْعَبْدِ الْاٰبِقِ اور لَا صَلٰوةَ فِي الْاَرْضِ الْمَغْصُوْبَةِ اور لَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ اور سوا اسکے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ **ص** اور اگر نیت فقط روزے کی کرے کہ مین روزہ اللہ کا کل رکھونگا اور معین نہ کرے یا نیت نفل کی کی تو روزہ رمضان کا درست ہو جاویگا اور اگر رمضان کے مہینے مین دوسرے واجب کی نیت کی تو رمضان کا روزہ اوس نیت سے بھی ادا ہو جاویگا اور اگر مریض یا مسافر رمضان مین دوسرے واجب کی نیت کریگا تو وہی روزہ ادا ہوگا اور اگر ایک شخص نے ایک روزہ رکھنے کی نذر کی یعنی کہا کہ مین فلانے روز روزہ رکھونگا اور اوس روز دوسرے واجب کی نیت کی تو وہی واجب ادا ہوگا جسکی نیت کی خواہ مسافر ہو خواہ مقیم تندرست ہو یا مریض اور نفل کا روزہ ادا ہوتا ہے نفل کی نیت سے اور صرف روزے کی نیت اور نیت قبل دوپہر کے کرے اور دوپہر کے بعد نہین **ف** اور امام مالک کے نزدیک رات سے نیت کرنا چاہیے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین روزہ ہے اوسکا جسنے نہین نیت کی اوسکی رات سے اور یہ حدیث مطلق ہے شامل ہے فرض روزے اور نفل روزے کو اور ہماری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو روزہ دار نہین ہوتے تھے اور پھر پوچھتے تھے گھر مین آنکے کہ کچھ کھانے کو ہے سو اگر کہا جاتا کہ نہین کہتے تھے مین روزہ دار ہون اور اگر کہا جاتا تھا کہ ہے کھا لیتے تھے اور نیت کر چکتے تھے روزے کی روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے **ص** اور قضا اور کفارہ اور نذر غیر معین کے واسطے شرط ہے رات سے نیت کرنا اگر رات شک کی ابر ہو جیسے تیسوین رات مین شعبان کی اوسکے بعد دن کو روزہ نرکھین گے **ف** کیونکہ مروی ہے صحیحین مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھو چاند دیکھکے اور افطار کرو چاند دیکھکے تو اگر ابر ہو تمہارے اوپر تو پوری کر لو گنتی شعبان کی تیس دن **ص** مگر نفل **ف** کیونکہ حدیث مین ہے کہ نہین روزہ ہے دن شک کے رمضان سے مگر نفل ایسا ہی ہدایہ مین ہے اور یہ حدیث مجکو نہین ملی اور بعضون کے نزدیک جائز نہین اور دلیل لاتے ہین ساتھ حدیث کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے روزہ رکھا دن شک کے سو مخالفت کی اوسنے ابو القاسم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ذکر کیا اوسکو ابن طاہر نے تذکرے مین موضوعات مین اور ایسا ہی کہا صاحب خلاصہ نے لیکن یہ زیادتی ہے کیونکہ اس حدیث کو ذکر کیا بخاری نے تعلیقاً اور روایت کیا اوسکو اصحاب سنن اربعہ نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے اور روایت کیا اوسکو خطیب نے تاریخ بغداد مین اس لفظ سے مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِيْ يُشَكُّ فِيْهِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یعنی جسنے روزہ رکھا دن شک کے تو نافرمانی کی اوسنے اللہ کی اور رسول کی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہے **ص** اور اگر دوسرے واجب کا روزہ اوس دن رکھا تو مکروہ ہے اور ادا ہو جاویگا واجب سے صحیح مذہب مین اگر معلوم ہوا کہ یہ رمضان کا دن تھا اور اگر معلوم ہوا کہ رمضان کا دن تھا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جاویگا اور دن شک کے نفل روزہ رکھنا مستحب ہے سب کے نزدیک اگر وہ دن اوسکے

روزہ [illegible] جیسے قاضی اور مفتی وغیرہ عوام لوگ بعد زوال کے افطار کرین اور اگر رات مین شک کی
نیت کی کہ اگر کل کا دن رمضان سے ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہے ورنہ روزہ نہین رکھتا ہون تو روزہ اوسکا درست نہوگا اور اگر وہ یہ کہ
نیت کرے کہ اگر کل کا دن رمضان سے ہے تو روزہ میرا رمضان کا ہی اور نہین تو دوسرے واجب کا ہے یا نہین تو دوسرے نفل کا ہی لیکن اگر کل کا
دن رمضان کا نکلا تو وہ روزہ رمضان کا ہوجاویگا ورنہین تو دونون صورتون مین نفل ہوجاویگا اور جس شخص نے رمضان کا یا عید کا چاند
اکیلے آپ ہی دیکھا تو روزہ رکھے دونون صورتون مین اگرچہ اوسکا قول قبول نہوگا اور اگر افطار کرے تو قضا کا روزہ رکھے
اور کفارہ اوسپر نہین اور امام شافعی کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوگا **ف** لیکن روزہ رکھنا تو اسواسطے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَاَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ یعنی روزہ رکھو چاند دیکھکے اور افطار کرو چاند دیکھکے
یعنی روزہ موقوف کرو جب چاند دیکھلو شوال کا اور شروع کرو جب دیکھلو چاند رمضان کا اور اوس شخص نے چاند دیکھ لیا اگرچہ
قاضی کے نزدیک مقبول نہووے اور کفارہ امام شافعی کے نزدیک لازم ہوگا کیونکہ قصدًا چاند دیکھکے اوسنے افطار کیا اور ہمارے نزدیک
اسواسطے واجب نہوگا کہ جب قاضی نے اوسکی شہادت قبول نکی ساتھہ دلیل شرعی کے تو ایک طرح کا شبہہ پڑگیا اور حدود اور کفارہ
دفع ہوجاتے ہین شبہہ سے کذا فی الہدایۃ اور اگر قبل اسکے کہ قاضی اوسکی شہادت رد کرے افطار کیا تو اوسمین اختلاف
ہی مشائخ کا اور اگر اس شخص نے اپنے حساب سے تیس دن پورے کر لیے تو روزہ موقوف نکرے جب تک کہ امام موقوف نکرے اسواسطے
کہ [illegible] اسواسطے احتیاط کے ہے اور احتیاط بعد اسکے تاخیر افطار مین ہے اور اگر اپنے حساب سے قبل امام کے افطار کیا تو اوسپر کفارہ
نہین **ص** اگر آسمان مین بدلی یا غبار ہووے تو رمضان کے مہینے مین ایک شخص عادل کی خبر کفایت ہی اگرچہ وہ شخص غلام یا عورت ہو یا تہمت کی
تہمت لگائی ہووے اور اوسکے بدلے مین وہ درے مارا گیا ہو اور پھر اوسنے توبہ کی ہو اور دعوی اور شہادت کا لفظ کہنا ضرور
نہین **ف** اور امام شافعی کے نزدیک دو آدمی لازم ہین اور دلیل اونپر یہ ہی کہ روایت کیا اوسکو اصحاب سنن اربعہ نے ابن عباس سے کہ آیا
ایک اعرابی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ دیکھا مینے چاند کو سو فرمایا آپنے کہ گواہی دیتا ہی تو اس بات کی کہ نہین ہی کوئی معبود سوا
اللہ کے کہا اوسنے ہان پھر پوچھا آپنے کہ گواہی دیتا ہی تو کہ محمد رسول اللہ ہین کہا اوسنے کہ ہان فرمایا کہ ای بلال پکار دے لوگونکو کہ روزہ رکھین
اور بیان کیا اور ہمنے اس حدیث کو **ص** اور شوال اور ذیحجہ مین دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتین خبر دین کہ ہمنے چاند دیکھا یعنی گواہی دین
اور دعوی ضرور نہین **ف** اور بعضی روایتون مین ہی کہ ایک شخص کی گواہی اسمین بھی مقبول ہوگی اور ایسا ہی تحفے مین ہی اور کہا اوسنے
کہ یہی صحیح ہی انتہی اور کہتا ہون مین کہ اسیکو موافقت کرتی ہین احادیث وَاللہُ اَعْلَمُ اور صاحب ہدایہ نے اسکو اختیار نہین کیا
ص اور جب کوئی آسمان مین علت نہووے اور مطلع صاف ہووے تو شرط ہی کہ تینون مہینون کے واسطے بہت سے آدمی ہون کہ اونکا قول قبول
کیا جاوے یعنی اتنا گروہ ہو کہ اونکے سچے ہونے پر عقل گواہی دے اور اگر ایک شخص عادل نے رمضان کے چاند کی گواہی دی اور آسمان مین کچھ علت
تھی تو سب آدمیون نے تیس دن روزے رکھے اور تیسوین روز پھر ابر ہوا تو ایک شخص کی گواہی سے افطار نہ کرینگے جب تک کہ دو شخص
عادل نہون اور امام محمد کے نزدیک ایک شخص کی گواہی سے بھی افطار درست ہوجاویگا **ف** اور قیاس بھی اسیکو چاہتا ہی کیونکہ
مہینا تو معلوم ہی کہ تیس دن سے زیادہ نہین ہوتا اور اوس ایک شخص کی گواہی روزہ رکھنے مین مقبول ہوئی تھی اور اس حساب سے اب دن
ہوئے اور چاند ہونا ضرور ہی تو گویا اوسکی ایک گواہی ہوئی اور ایک دوسرے شخص کی ملکے دو گواہ ہو گئے تو لازم ہو گیا افطار وَاللہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

باب روزے کے فاسد ہونے کے بیان میں اور اوسکی قضا اور کفارے کے حال میں

جو شخص کہ قصداً جماع کرے یا جماع کیا جاوے یعنی اپنی بیوی یا لونڈی سے یا کچھ کھاوے یا پیوے اور اس کے لیے پانچھا لگاتا ہو اور
معلوم ہوا اوسکو کہ میرا روزہ جاتا رہا ہوگا اور پھر قصداً کھالیوے تو ان صورتوں میں قضا کرے اور کفارہ دیوے جیسا کہ
کفارہ ہوتا ہے ظہار کا اور کفارہ فقط رمضان کے روزہ توڑنے میں ہے اور روزوں کے توڑنے سے نہیں ہے ف ظہار کہتے ہیں کہ کوئی شخص
اپنی بیوی کے کسی عضو کو جو حرام ہیں کہ اوسپر حرام ہیں اونکے عضو سے تشبیہ دیوے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اور اگر نہ سکے
تو دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے اور اگر نہ سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے لیکن قصداً کھانے پینے میں اس لیے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے افطار کیا رمضان میں سو اوسپر ہے جو ظہار کرنے والے پر ہے ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے
اور یہ حدیث نہیں ملی لیکن صحیحین میں مروی ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو کہ افطار کیا تھا
اوسنے رمضان میں یہ کہ آزاد کرے ایک غلام یا روزے رکھے دو مہینے برابر یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے اور جماع بھی ایک قسم
افطار کرتا ہے وہ بھی اسی میں داخل ہے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور صحاح ستہ میں حضرت ابو ہریرہ سے
کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ہلاک ہوا میں کہا کہ کیا ہوا تجکو کہا اوسنے کہ جماع کیا میں نے
اپنی عورت سے روزہ رمضان میں سو فرمایا آپنے کیا پاتا ہے تو غلام کہ آزاد کرے اوسکو کہا نہیں فرمایا کہ طاقت رکھتا ہے کہ تو دو مہینے
روزے رکھے کہا نہیں فرمایا کہ تو طاقت رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھلاوے کہا نہیں فرمایا بیٹھ تو لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ایک ٹوکرا کہ اوسمیں کھجوریں تھیں سو فرمایا کہ تصدق کر اوسکو فقیروں پر کہا اوسنے ای رسول اللہ نہیں زیادہ مجھسے فقیر کوئی قسم خدا کی
نہیں ہے شہر کے کنارے [illegible] اوسکے بیچ میں کوئی گھر فقیر زیادہ ہمارے گھر سے سو ہنسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک
کہ کھل گئے دانت آپکے پھر فرمایا کہ لیجا اسکو اور کھلا اپنے گھر کو یہ اسکے واسطے خاص رخصت تھی اور اگر کوئی
شخص اب ایسا کرے تو نہیں جائز ہے اوسکو کفارے سے اور واقع ہوا روایت ہدایہ میں کُلْ اَنْتَ وَعِيَالُكَ يُجْزِئُكَ وَلَا
يُجْزِئُ اَحَدًا بَعْدَكَ یعنی تو کھالے اور تیرے عیال کافی ہو جاویگا تجھے اور نہ کافی ہوگا سوا تیرے کسیکو بعد تیرے لیکن کہا
ابن الہمام نے کہ یہ قول کسی طریقے میں اس حدیث کے نہیں ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ خصوصیت ہے کیونکہ دارقطنی کی روایت میں ہے
فَقَدْ كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْكَ یعنی کفارہ قبول کیا اللہ نے تجھسے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص اگر خطا سے روزہ افطار کیا ہو مثلاً اوسکو
روزہ یاد تھا اور کلی کرنے لگا تھا اوسکے حلق میں بغیر قصد کیے ہوئے پانی چلا گیا یا کسی نے اوسکو زبردستی افطار کرا دیا یا حقنہ
لیا یا ناک یا کان میں دوا ڈالی یا سر کے زخم میں دوا لگائی اور دماغ تک پہنچی یا پیٹ کے زخم میں لگائی اور اوسکے پیٹ میں دوا گئی
یا اوسنے سنگریزہ نگلا یا پھر مونہہ اپنی خواہش سے قے کی یا سحر کھائی یا افطار کیا اس شبہہ سے کہ رات ہے اور وہ دن تھا یا بھولے سے کچھ
کھالیا اور شبہہ کیا کہ میرا روزہ افطار ہو گیا تب پھر قصداً کھایا یا عورت سوتی تھی اور جماع اوس سے کیا گیا یا رمضان کے تمام مہینے میں روزہ
رکھنے کی نیت کی نہ افطار کی یا صبح تک نیت کیے ہوئے تھا اور پھر کھایا تو ان سب صورتوں میں قضا کا روزہ رکھے فقط ف
روایت کی ابو یعلی موصلی نے مسند میں حدیث حضرت عائشہ رض سے اور اوسمیں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار اوس
چیز سے ہے کہ داخل ہووے اور نہیں ہے اوس سے جو نکلے کہا ابن الہمام نے لَا شَكَّ فِي ثُبُوْتِهِ مَوْقُوْفًا عَلٰى جَمَاعَةٍ یعنی

نہیں ثابت ہی اوسکے ثبوت میں توقف ایک جماعت نے تو صحیح بخاری میں ہی تعلیقاً کہا ابن عباس اور عکرمہ نے کہ فطر اوس سے ہی جو داخل ہوا اور نہیں ہی اوس سے جو خارج ہوا اور کہا ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ ظَبْیَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَلْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ وَلَیْسَ مِمَّا خَرَجَ اور عبد الرزاق نے ابن مسعود سے کہ کہا انھون نے وضو اوس سے ہی جو نکلے اور نہیں ہی اوس سے جو داخل ہووے اور فطر روزے مین اوس سے ہی جو داخل ہوا اور نہیں ہی اوس سے جو خارج ہوا اور حضرت علی سے بھی یہی قول مروی ہی کہا اوسکو بیہقی نے ص اور اگر کھایا یا پیا یا جماع کیا اور اوسکو روزہ یاد تھا یا سویا اور اوسکو احتلام ہوا یا کسیکی طرف نظر کی پھر انزال ہوا یا تیل ملا یا سرمہ لگایا یا کسیکی غیبت کی یا اوسپر قے غالب ہوئی اور اوسنے قے کی یا جنب تھا اور صبح ہو گئی یا اپنے ذکر کے سوراخ مین تیل ڈالا یا کان مین پانی ٹپکا یا یا غبار یا دھوان یا مکھی اوسکے حلق مین داخل ہوئی تو ان سب صورتون مین روزہ نگیا ف روایت ہی صحیحین وغیرہما مین حضرت ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بھول جاوے اور وہ روزے سے ہی سو کھایا یا پیا تو تمام کرلے اپنے روزے کو کیونکہ کھلایا اوسکو اللہ تعالی نے اور پلایا اوسکو اور ایک روایت مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کسی شخص کے کہ کھایا تھا اوسنے یا پیا تھا پورا کر روزہ اپنا کیونکہ کھلایا تجکو اور پلایا اللہ تعالی نے اور یہ حدیث مروی ہی صحیح ابن حبان اور دارقطنی مین کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا کہ مین روزہ دار تھا سو کھایا اور پیا مینے بھولے سے سو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمام کر روزہ اپنا کیونکہ کھلایا اور پلایا تجکو اللہ نے اور ایک لفظ مین ہی وَلَا قَضَآءَ عَلَیْکَ اور روایت کیا اسکو بزار نے ساتھ لفظ جماعت کے اور زیادہ کیا او سمین فَلَا تُفْطِرُوْا نہ افطار کرو اور روایت کی ابن حبان نے ابوہریرہؓ سے اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ مَنْ اَفْطَرَ فِیْ رَمَضَانَ نَاسِیًا فَلَا قَضَآءَ عَلَیْہِ وَلَا کَفَّارَۃَ یعنی جسنے افطار کیا رمضان مین بھولے سے تو نہیں قضا اوسپر اور نہ کفارہ اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور کہا بیہقی نے معرفت مین تَفَرَّدَ بِہِ الْاَنْصَارِیُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَکُلُّہُمْ ثِقَاتٌ یعنی منفرد ہوا ساتھ اوسکے انصاری محمد بن عمرو سے اور سب ثقہ ہین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزین ہین کہ نہیں افطار کرتی ہین روزہ دار کو حجامت اور قے اور احتلام اور اسناد مین اوسکی عبد الرحمن بن زید بن اسلم روایت کرتا ہی اپنے باپ سے اور وہ ضعیف ہی اور ذکر کیا اوسکو بزار نے بھائی عبد الرحمن سے اور نام اونکا اسامہ ہی اور ضعیف کیا اوسکو احمد نے اور ابن معین نے ساتھ برائی حفظ اوسکے کے اور اگرچہ مرد صالح تھے اور کہا نسائی نے نہیں ہی قوی اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور طریقے سے اور او سمین ہشام بن سعید نے زید بن اسلم سے روایت کی اور ہشام کو ضعیف کیا اوسکو نسائی اور احمد اور ابن معین نے اور ضعیف کیا اوسکو ابن عدی نے اور کہا کہ لکھی جاویگی حدیث اوسکی اور نہیں حجت ہوگی ساتھ اوسکے لیکن حجت پکڑی اوس سے مسلم نے اور استشہاد کیا اوس سے بخاری نے اور روایت کیا اوسکو بزار نے حدیث ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے لَا یُفْطِرْنَ الصَّآئِمَ الْقَیْءُ وَالْحِجَامَۃُ وَالْاِحْتِلَامُ قَالَ وَہٰذَا مِنْ اَحْسَنِہَا اِسْنَادًا وَاَصَحِّہَا یعنی نہین افطار کرتی ہی صائم کو قے اور حجامت اور احتلام اور کہا کہ یہ احسن ہی اور حدیثون سے اس باب مین اسناد کی رو سے اور اصح ہی او سمین انتہی اور اسناد مین اوسکی سلیمان بن حبان ہی کہا ابن معین نے سچا ہی اور نہیں ہی حجت ساتھ اوسکے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے حدیث ثوبان سے اور کہا کہ نہیں روایت کیجاتی یہ حدیث مگر اسی اسناد سے اور متفرد ہوا ساتھ اوسکے ابن مہب تو ظاہر ہوئی یہ بات کہ حدیث

حسن ہی اور حسن حجت ہی مثل صحیح کے اور پچھنے لگانے سے روزہ نہیں جاتا اور دلیل اوسکی یہی حدیث ہی اور امام احمد کے نزدیک
حجامت یعنی پچھنے لگانا روزے کو توڑتا ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ یعنی افطار کیا پچھنے
لگانے والے نے اور جسکے پچھنے لگے روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور ہماری دلیل یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین
چیزیں ہیں کہ نہیں توڑتی ہیں روزہ حجامت اور قی اور احتلام اور دوسرے یہ کہ مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے
اور آپ احرام سے تھے اور پچھنے لگائے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اوسکو بخاری وغیرہ نے اور کہا گیا واسطے انس کے
کیا تم مکروہ رکھتے تھے حجامت کو واسطے صائم کے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سو کہا انھوں نے کہ نہیں مگر بسبب
ضعف کے روایت کیا اوسکو بخاری نے اور کہا انس نے اَوَّلُ مَا كَرِهْتُ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ اَنَّ جَعْفَرَ بْنَ اَبِي طَالِبٍ
اِحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَمَرَّ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَفْطَرَ هٰذَانِ ثُمَّ رَخَّصَ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِي الْحِجَامَةِ بَعْدُ لِلصَّائِمِ وَكَانَ اَنَسٌ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ فِي
رِوَايَةٍ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ وَلَا اَعْلَمُ لَهُ عِلَّةً یعنی اول جو مکروہ رکھا میں نے حجامت کو واسطے صائم کے تو اس سبب سے
کہ جعفر بن ابی طالب نے حجامت کی اور وہ روزہ دار تھے اور گذرے اونپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا افطار کیا اون دونوں نے پھر
رخصت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت میں واسطے روزہ دار کے اور تھے انس حجامت کرتے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے
روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا کہ سب ثقہ ہیں اور نہیں جانتا ہوں میں اوسمیں کسی طرح کی علت اور فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ یعنی فطر اوس سے ہی جو داخل ہووے اور نہیں ہی اوس سے
جو خارج ہو اور قی اگر آپ آجاوے تو روزہ نہیں جاتا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو غلبہ کرے قی اور وہ روزہ دار
ہووے تو نہیں ہی اوسپر قضا اور جو قی کرے قصداً تو قضا کرے روزے کی کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہی نہیں پہچانتے ہیں ہم
اوسکو حدیث ہشام بن حسان سے انھوں نے ابن سیرین سے انھوں نے ابو ہریرہ سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر حدیث عیسی
بن یونس سے کہا بخاری نے نہیں دیکھتا ہوں میں اوسکو محفوظ بسبب اسکے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اوپر شرط شیخین کے اور ابن حبان نے ف
اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا کہ روایت سب ثقہ لوگوں کی ہی اور کہتا ہوں میں کہ متابعت کی عیسی بن یونس کی
ہشام بن حسان سے حفص بن غیاث نے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور سکوت کیا اوپر روایت کیا
اوسکو مالک نے موطا میں موقوف اوپر ابن عمر کے اور روایت کیا اوسکو نسائی نے حدیث اوزاعی سے موقوف اوپر ابو ہریرہ کے
اور وقف کیا اوسکو عبد الرزاق نے ابو ہریرہ سے اور وہ جو سنن ابن ماجہ میں مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے ایک دن کہ تھے آپ
روزہ رکھتے اوسدن اور منگایا ایک برتن اور پانی پیا سو کہا صحابہ نے ای رسول اللہ کہ آج کے دن آپ روزہ رکھتے تھے فرمایا کہ ہاں لیکن
قی کی تھی میں نے محمول ہی اوپر قبل شروع کرنے روزے کے یا بوجہ ضعف کے واللّٰہ اعلم اور سرمہ لگانے سے بھی روزہ نہیں جاتا ہو واسطے
کہ روایت کی ترمذی نے ابو عاتکہ سے انھوں نے انس سے کہ ایک شخص آیا پاس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بیماری بیان کی
اپنی آنکھوں کی کیا سرمہ لگاؤں میں اور میں روزہ دار ہوں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہاں کہا ترمذی نے نہیں اسناد اوسکی ف
قوی اور نہیں صحیح ہی اس باب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اور ابو عاتکہ اجماع ہی اوسکے ضعف پر اور روایت کی ابن ماجہ نے ف

محمد بن ولید زبیدی

بقیہ سے حدثنا الزبیدی عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة رضي الله عنها قالت اكتحل
النبي صلى الله عليه وسلم وهو صائم یعنی سرمہ لگایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ روزہ دار ہوتے تھے
اور کہا ... سند ... ابن ماجہ ... وہ ثقہ ہیں اور ... کیونکہ زبیدی سعید بن ابی سعید
زبیدی حمصی ... ہیں ... اپنی سند ... پایا ... ابن القاسم ... اسکو او ... نے کہا تقریب میں کہ وہ اول
نہیں ... ابن عدی اور بیہقی نے بلکہ وہ سعید ... ابن عدی اور بیہقی نے کہا کہ وہ سعید بن عبد الجبار
حمصی ہیں اور وہ ... اوسکے ضعف میں ... فرق کیا درمیان سعید بن ابی سعید
اور سعید بن عبد الجبار کے ... ہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ ... ہے اور اوسکے باپ کی کنیت ابو سعید ہے اور نام عبد الجبار
او ... کیا اور ... بیہقی نے محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع سے کہا بیہقی نے کہ وہ قوی نہیں اور وہ اپنے باپ سے اور وہ

عتبہ بن حمید ضبی ابو معاذ بصری

اپنے دادا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سرمہ لگاتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے کہا صاحب تنقیح نے اسناد اوسکی قریب بہ
طرف صحت کے کہا ابو حاتم نے عتبہ بن حمید ضبی ابو معاذ بصری صالح الحدیث ہیں تو یہ چند طریقے ہیں اگر ایک طریقے سے ثابت
نہوگی تو سب طریقوں کے ملانے سے ثابت ہوگی اور وہ جو سنن ابو داود میں ہے عبد الرحمن بن نعمان بن معبد بن ہوذہ سے انھوں نے
اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حکم کیا آپ نے ساتھ لگانے اثمد خوشبودار کے وقت
سونے کے اور کہا کہ پرہیز کرے اوس سے روزہ دار تو خود ابو داود نے اوس حدیث میں کہا قال لي يحيى بن معين هو منكر

نعمان بن معبد

يعني حديث الكحل یعنی کہا واسطے میرے یحیی بن معین نے کہ یہ حدیث منکر ہے یعنی حدیث سرمہ لگانے کی اور کہا صاحب تنقیح
نے کہ معبد اور بیٹا اوسکا نعمان دونوں مجہول ہیں اور اسکے سوا اور کوئی حدیث اونکی نہیں پہچانی جاتی اور عبد الرحمن بن
نعمان کہا ابن معین نے ضعیف ہے اور کہا ابو حاتم نے سچا ہے اور اونکے کلام میں منافاۃ نہیں کیونکہ صدق جمیع وجوہ صحت کو
نفی نہیں کرتا اور روایت کی ابو داود نے باسناد صحیح اعمش سے کہا نہیں دیکھا مینے کسیکو اپنے اصحاب میں سے کہ مکروہ رکھتا ہو سرمے کو
واسطے صائم کے اور تھے ابراہیم رخصت دیتے تھے سرمے کے واسطے صائم کے واللہ اعلم ص اور اگر سینہ میں بلغم ہو یا بہ
پڑتی ہے اور اوسکے مونہہ میں جاوے تو اوسکا روزہ فاسد ہوگا صحیح مذہب میں اور اگر وطی کی مرد یا چارپائے سے یا فرج کے سوا اور
مقاموں میں جس طرح ران ہے یا بوسہ لیا یا مساس کیا تو ان سب صورتوں میں اگر انزال ہو تو قضا کرے اور اگر انزال نہو
تو قضا نکرے ف اور بوسہ لینا مرد کیواسطے جب انزال سے امن ہو تو کچھ حرج نہیں ہے اور مباشرت بھی مثل بوسے کے جائز ہے
روایت ہے صحیحین میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور مباشرت کرتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور ام سلمہ سے
مروی ہے کہ بوسہ لیتے تھے اونکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور اچھا یہ ہے کہ اگر
جوان ہو تو اوس میں احتراز ایسے امر سے اچھا ہے اور بڈھے وغیرہ کو مضایقہ نہیں اور یہ تفصیل حدیث میں وارد ہے روایت کی ابو داود نے ساتھ
اسناد صحیح کے ابو ہریرہ سے کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مباشرت سے واسطے روزہ دار کے تو رخصت دی
آپ نے اوسکو اور آیا دوسرا شخص اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے پھر معلوم ہوا کہ جسکو رخصت دی تھی وہ بوڑھا تھا
اور جسکو منع کیا وہ جوان تھا واللہ اعلم ص ایک شخص نے وہ گوشت کھایا جو اوسکے دانت میں چنے کے برابر رہا تھا تو قضا کرے فقط

اور اگر چنے سے کم ہو تو قضا لازم نہین ہی مگر جسوقت کہ اوس کو دانتون سے نکالے اور ہاتھ مین لیوے اور پھر کھالے تو اگر چنے سے کم ہو قضا کرے اور اگر کسی نے ایک تل نگلا تو اوسکا روزہ فاسد ہوا مگر اوسکو جب چباویگا تو روزہ نہین جاویگا اور بے اختیار منھ بھر قی آکے پھر پیٹ مین چلی جاوے یا وہ خود آپ سے پیٹ مین نگلے روزہ فاسد ہوگا اور تھوڑی سی قی سے دونون حالت مین فاسد نہوگا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر قی کو آپ سے پھیرے اگرچہ تھوڑی سی ہو تو فاسد ہوگا اور خود پھر جاوے مین اگرچہ بہت سی ہو روزہ فاسد نہین ہوتا تو بہت سی قی کے آپ پھیرنے مین سب کے نزدیک روزہ فاسد ہوگا اور تھوڑی سی قی پھر جانے مین کسیکے نزدیک فاسد نہوگا اور تھوڑی سی قی کے پھیرنے مین ابو یوسف کے نزدیک فاسد نہوگا اور امام محمد کے نزدیک فاسد ہوگا اور بہت سی قی اگر لوٹ جاوے تو ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہوگا اور امام محمد کے نزدیک نہین فاسد ہوگا

باب روزے کے مکروہات کے بیان مین

مکروہ ہی روزہ دار کو چکھنا کسی چیز کا اور چبانا مگر لڑکے کے واسطے وقت ضرورت کے اور مکروہ ہی بوسہ لینا اگر امن جماع سے نہووے اور سرمہ لگانا اور مونچھہ مین تیل لگانا اور مسواک کرنا اگرچہ زوال کے بعد ہووے مکروہ نہین اور امام شافعی کے نزدیک مکروہ ہی **ف** دلیل امام شافعی کی یہ ہی کہ روایت کی طبرانی اور دارقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب روزہ رکھو تم تو مسواک کرو صبح کے وقت اور نہ مسواک کرو قریب شام کے کیونکہ روزہ دار جب خشک ہوجاتے ہین دونون ہونٹھ اوسکے تو ہوگا اسواسطے اوسکے نور دن قیامت کے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے موقوف حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اور دونون طریقوات مین کیسان ابو عمر و قصاب ہی ضعیف کیا اوسکو ابن معین نے اور کہا عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے کہ پوچھا مینے اپنے باپ سے کیسان ابو عمر سے تو کہا کہ ضعیف الحدیث ہی ذکر کیا اسکو میزان مین اور ایک دلیل اونکی یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مونھہ روزہ دار کا اللہ کے نزدیک پاک زیادہ ہی مشک سے تو مسواک سے وہ بو زائل ہوجاویگی اور دلیل لائے ہین صاحب ہدایہ ہمارے مذہب پر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کہ بہتر خلال روزہ دار کا مسواک ہی روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے حدیث حضرت عایشہ رض سے اور دارقطنی نے اور اسناد مین اوسکی مجالد ہی ضعیف کیا اوسکو بہت لوگون نے اور دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر البتہ حکم کرتا مین اونکو مسواک کا نزدیک ہر نماز کے اور یہ عام ہی روزہ دار وغیرہ کو اور مسند احمد مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز مسواک سے بہتر ہی ستر نمازون سے بغیر مسواک کے اور یہ بھی عام ہی اور روایت کی طبرانی نے ثنا ابراهيم بن هاشم البغوي حدثنا هرون بن معروف ثنا محمد بن سلمة الحراني ثنا بكر بن خنيس عن ابي عبد الرحمن بن عبادة بن نسي عن عبد الرحمن بن غنم قال سألت معاذ بن جبل اتسوك وانا صائم قال نعم قلت اي النهار اتسوك قال اي النهار شئت غدوة وعشية الحديث یعنی کہا عبد الرحمن بن غنم نے کہ پوچھا مینے معاذ رض سے کہ مسواک کرون مین اور مین روزہ دار ہون کہا انھون نے ہان کہا مینے کس وقت اونکو کرون مین کہا جسوقت چاہے تو صبح اور شام سے آخر حدیث تک ذکر کیا اوسکو ابن الہمام نے اور روایت کی بیہقی نے اسحق سے کہ پوچھا مینے عاصم احول سے کیا مسواک کرے روزہ دار ساتھ مسواک تر کے کہا کہ ہان کیا دیکھتا ہی تو تر زیادہ اوسکو پانی سے کہا مینے اول روز مین اور آخر دن مین کہا کہ ہان کہا مینے کس سے پہنچا تجکو رحم کرے تجپر اللہ کہا انس رضی اللہ عنہ سے انھون نے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا بیہقی نے تفرد کیا ساتھ اوسکے ابراہیم بن عبد الرحمن خوارزمی نے اور تحقیق کہ حدیثیں بیان کین
انھون نے عاصم سے منکر جو شمار کیجائیں نہیں ہے حجت ساتھ اونکے اور روایت کی ابن حبان نے کتاب الضعفا مین ابن عمرؓ سے قال کان
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ آخِرَ النَّهَارِ وَهُوَ صَائِمٌ یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرتے
آخر روزے مین اور آپ روزہ دار ہوتے تھے اور ضعیف کیا اوسکو بسبب ابو میسرہ کے کہا نہین ہے حجت ساتھ اوسکے اور رفع کرنا اوسکا
باطل ہے اور صحیح ابن عمرؓ کا فعل ہے اور روایت ہے حضرت انسؓ سے کہ پوچھا انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مسواک
کرے صائم اور وہ روزہ دار ہو فرمایا کہ ہان کہا میںنے کہ ساتھ تر مسواک کے اور خشک کے فرمایا ہان کہا مینے اول روزے مین اور
آخر روزے مین فرمایا ہان تو کہا گیا واسطے انسؓ کے کس سے سنا تمنے یہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اوسکو
تمام نے انسؓ سے مرفوعًا کہا ابن حبان نے لَا أَصْلَ لَهٗ نہین ہے اصل اوسکی اور اسناد مین اوسکی ابراہیم بن بیطار خوارزمی ہے
روایت کرتا ہے عاصم احول سے منا کیر کو کہا صاحب لآلی نے اخراج کیا اوسکو نسائی نے کنی مین اور بیہقی نے سنن مین اور کہا
کہ منفرد ہے ساتھ اوسکے ابراہیم اور وہ منکر ہے حدیث اوسکی اور کہا شیخ ابن حجر نے کہ واسطے اوسکے ایک شاہد ہے حدیث معاذ سے
جو اوپر گذری ص بڈھا ضعیف اگر روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے ہر مسکین کو کھانا دیوے
جتنا کہ صدقۂ فطر دیا جاتا ہے اور جیتے جی پھر کبھی روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اوسکی قضا کرے ف وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ
فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ قول اللہ تعالی کا اس باب مین حجت ہے ص عورت حاملہ اور عورت دودھ پلانے والی جسوقت
کہ اپنی جان یا بچے کی جان کا خوف کرے یا مریض ہووے اور زیادتی مرض کا اوسکو خوف ہووے یا مسافر ہو تو سب افطار کرین
اور پھر جب عذر انکا جاتا رہے تو قضا ادا کرین بغیر صدقے کے ف اسواسطے کہ روایت ہے حضرت انسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے وضع کیا مسافر سے روزہ اور آدھی نماز کو اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے روزے کو
روایت کیا اوسکو ابو داود وغیرہ نے اور مریض بھی اسواسطے نہ رکھے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ
فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ یعنی جو بیمار ہو یا مسافر ہو تو اوتنے ہی شمار کرلے اور دنون سے یعنی اوتنے ہی روزے جتنے قضا
ہوگئے اور دنون مین رکھے اور اسی طرح بڈھا بھی روزہ نہ رکھے اور دلیل اوسکی وہ آیت جو گذری لیکن وہ منسوخ ہے جب معنی اوسکے
لَا يُطِيْقُوْنَهٗ کے نہونگے دوسری آیت سے اور کہا ابن عباسؓ نے کہ وہ منسوخ نہین ہے اور وہ بڈھے مرد اور عورت کیواسطے ہے جو
طاقت روزے کی نہین رکھتے تو کھلاوین بدلے ہر روزے کے ایک مسکین کو روایت کیا اوسکو بخاری نے اور ایسا ہی مروی ہے
حضرت علی اور ابن عباسؓ اور ابن عمر اور سوا انکے صحابہ اور کسی سے خلاف اسکا مروی نہین تو اجماع ہوجاویگا اوسپر ص اور
جب مسافر کو کچھ روزے سے نقصان نہوتا ہو تو اوسکو سفر مین روزہ رکھنا مستحب ہے تو اگر وہ سفر مین یا مرض مین مرگیا تو اوسکے
روزے کے بدلے مین صدقہ دیا جاویگا اور اگر بیمار تھا اور اچھا ہوا تب مرا یا مسافر تھا اور مقیم ہوا تب مرا تو اوسکے روزے کے بدلے
اوسکا ولی صدقہ دیوے اس طرح پر کہ اگر وہ شخص صحت اور اقامت کے بعد اوسکے جتنے روزے فوت ہوئے تھے اوتنے روز جیتا
رہا ہووے تو اوسکے سب روزون کے بدلے صدقہ دیوے اور اگر اوتنے روز نہین جیا تو جتنے روز تندرست اور مقیم رہا اوتنے دنون کا صدقہ
دیوے مثلًا اوسکے دس دن فوت ہوئے تھے سو وہ بعد رمضان کے پانچ دن تک مقیم یا تندرست رہا تب مرا تو پانچ دن کا اوسکا

ابراہیم بن عبد الرحمن خوارزمی

ابو میسرہ

ابراہیم بن بیطار خوارزمی

ولی صدقہ دیوے اور صدقہ دینے کے واسطے یہ بھی شرط ہے کہ مرتے وقت وہ شخص وصیت کر گیا ہو یعنی کہہ لیا ہو کہ میرے بعد میرے
روزے کی طرف سے صدقہ دینا تو اوسکے بیٹنا اپنا جھوڑا ہوا اوسکے تیسرے حصے میں سے لیا جاویگا ف امام شافعی کے نزدیک
مین روزہ رکھنا افضل ہے اور دلیل لاتے ہین اوس سے جو مروی ہے صحیحین مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے سفر مین تو ایک
جگہ دیکھا کہ بہت لوگ جمع ہین اور ایک شخص پر سایہ کر رہے ہین سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا ہے یہ کہا اونھون نے
کہ وہ روزہ دار ہے تب فرمایا آپنے لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ یعنی نہین ہے کچھ نیکی سے روزہ رکھنا سفر مین اور
دلیل لاتے ہین اوس سے جو روایت کی مسلم نے جابرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے سال فتح کے طرف مکّہ کے
رمضان مین یہان تک کہ پہونچے کسی منزل کو تو روزہ رکھا لوگون نے پھر منگایا آپنے ایک قدح پانی کا اور پیا اوسکو سو کہا گیا
آپ سے کہ بعض لوگون نے روزہ رکھا سو فرمایا آپنے أُولَٰئِكَ الْعُصَاةُ وہ لوگ گنہگار ہین انتہی اور جواب ہے کہ اول حدیث مین
تو آپنے صورت ضرر اور نقصان مین منع کیا تھا اور یہ ہمارے نزدیک بھی ہے کیونکہ جب خوف ضرر کا ہو وے تو روزہ نہ رکھنا
افضل ہے اور اسیطرح روایت مسلم مین بھی کیونکہ ایک لفظ اوسکا یہ ہے کہ آدمیون کے اوپر شاق ہوا روزہ اور روایت کیا اوسکو
واقدی نے مغازی مین اور اوسمین یہ ہے کہ حکم کیا تھا اونکو افطار کا اور اونھون نے قبول نکیا جب یہ کلمہ آپنے ارشاد فرمایا اور اس
توجیہ مین موافقت ہوگی درمیان احادیث کے کیونکہ روایت ہے صحیح مسلم مین حمزہ اسلمی سے کہ انھون نے کہا اے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پاتا ہون مین قوت روزے پر سفر مین تو کیا مجھپر گناہ ہے روزہ رکھنے مین تو فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ وہ رخصت ہے اللہ کی طرف سے سو جو قبول کرے اوسکو تو اچھا ہے اور جو دوست رکھے روزے کو تو نہین ہے کچھ گناہ اوسپر اور
صحیحین مین ہے کہ تھے ہم سفر کرتے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو بعض ہم مین سے روزہ رکھتے تھے اور بعض نہین تو کوئی
عیب نہین کرتا تھا دوسرے پر اور مروی ہے سنن ابوداود وغیرہ مین ابوالدرداؓ سے کہ نکلے ہم ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض
جہادون مین نہایت گرمی مین یہان تک کہ رکھتے تھے ہم مین سے لوگ ہاتھ اپنے سر پر سبب گرمی کے اور نہین تھا ہم مین
کوئی روزہ دار مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عبداللہ بن رواحہ تو یہ حدیثین دلالت کرتی ہین اوپر مباح ہونے روزے کے سفر مین
اور یہی ہے حجت ہماری اور خلاف پر بھی اسکے حدیثین آئی ہین مسند عبدالرزاق مین ہے کعب بن عاصم اشعری سے انھون نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے لَيْسَ مِنَ امْبِرِّ امْصِيَامُ فِي امْسَفَرِ یعنی نہین ہے نیکی سے روزہ رکھنا سفر مین اور ایک روایت
مین ہے کہ روزہ رکھنے والا سفر مین مانند افطار کرنے والے کے ہے اقامت مین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور بزار نے اور دفع
تعارض کی وہی توجیہ ہے جو اوپر بیان کی ہے فقط اور ولی اوسکے روزون کے بدلے اگر مر گیا ہو تو صدقہ دیوے اور اوسکے بدلے
روزہ نہ رکھے اور بعضون کے نزدیک رکھے دلیل اون لوگون کی یہ ہے کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ماں میری
مر گئی اور اوسپر ایک مہینے کے روزے تھے کیا قضا کرون مین اوسکے بدلے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تیری ماں پر
کچھ قرض ہوتا تو تو ادا کرتا یا نہین کہا اوسنے کہ ہاں ادا کرتا فرمایا کہ پھر کیسا جب قرض اللہ کا ہو روایت کی بخاری مسلم نے اسکو حدیث
ابن عباس سے اور ایک روایت مین ہے کہ آئی ایک عورت اور کہا اوسنے کہ اے رسول اللہ تحقیق کہ ماں میری مر گئی اور اوسپر ایک روزہ نذر کا ہے
کیا روزہ رکھون مین اوسکے بدلے فرمایا کہ روزہ رکھ تو اوسکے بدلے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مر جاوے اور اوسکے اوپر

روزے رکھے ہین روزہ رکھے اوسکے ولی اوسکا روایت کیا اسکو بخاری مسلم ابوداود وغیرہ نے حضرت عایشہؓ سے اور جواب اسکا یہ ہے کہ روایت کی
نسائی نے سنن کبری مین ابن عباسؓ سے اور وہ راوی حدیث کے ہین کہ نہ نماز پڑھے کوئی کسیکے بدلے اور نہ روزہ رکھے بدلے کسیکے اور فتوی
راوی کا بخلاف روایت کے بمنزلہ ذکر ناسخ کے ہی اور ایسا ہی کہا حضرت عمرؓ نے روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے اور ذکر کیا اوسکو مالک نے موطا مین
اور کہا مالک نے کہ نہین سنا مینے کسی سے صحابہ اور تابعین سے مدینے مین کہ کوئی اونمین روزہ رکھتا ہو کسیکے بدلے یا نماز پڑھتا ہو کسیکے بدلے اور
مؤید ہی نسخ کو اوس حدیث کے واللہ اعلم **ص** صدقہ ایک وقت کی نماز کا ایک روزے کے صدقے کے برابر ہی اور یہی صحیح ہی اور
بعضون کے نزدیک فدیہ پانچ نمازون کا یعنی ایک دن کی نمازون کا مانند فدیے ایک دن کے روزے کے ہی اور رمضان کی قضا لگاتار چاہیے
ادا کرے اور چاہے تھوڑی تھوڑی کرکے ادا کرے اور اگر دوسرا رمضان آجاوے تو قضا کے روزے نرکھے بلکہ اوس رمضان کے رکھے تب بعد رمضان کے
پھر اوسی قضا کے روزے رکھے اور صدقہ ہر روزے کی طرف سے نہ دیوے اور امام شافعی صاحب کے نزدیک صدقہ بھی واجب ہوگا **ف** اور دلیل
لاتے ہین ساتھ اوس حدیث کے کہ بیمار ہوئے ایک رمضان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر افطار کیا یہانتک کہ تندرست ہوئے پھر
نہ روزے رکھے یہانتک کہ دوسرا رمضان آگیا اور روزے رکھے اوسی رمضان کے پھر روزے رکھے اوسکے جو قضا کیے تھے اور کھانا دیتے تھے
ایک مسکین کو ہر روزا اور دلیل ہماری قول اللہ تعالی کا ہی فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ یعنی شمار ہو اونکا دوسرے دنون مین سے اور یہ عام ہی
اور وہ جو امام شافعی نے روایت کی ثابت نہین ہی کیونکہ سند مین اوسکی ابراہیم بن نافع ہی کہا ابو حاتم رازی نے جھوٹھ بولتا تھا حدیث
مین اور اوسی مین ایک اور شخص ہی جسکو تہمت ہی وضع حدیث کی **ص** مردے کا ولی مردے کے روزے کے بدلے روزہ نرکھے اور اوسکی
نماز کے بدلے نماز نہ پڑھے اور نفل کا روزہ جب کوئی شخص شروع کرے تو اوسے تمام کرنا اوسکا لازم آتا ہی تو اگر اوسکو توڑ ڈالیگا تو قضا
اوسکی ادا کرے **ف** کیونکہ حضرتؐ نے روزہ نفل صبح کو رکھا تھا پھر کھالیا اور یہ حدیث اوپر گذری اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
افطار کیا روزے کو سفر مین بعد اسکے کہ رکھ چکے تھے اور اسی واسطے ضیافت کے واسطے روزہ نفل توڑ دینا درست ہی اور قضا اوسکی
لازم ہی کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا حضرت عایشہ اور حفصہؓ کو جب کھالیا تھا انھون نے کھانا اور روزہ رکھا تھا صبح کو
کہ اِقْضِيَا يَوْمًا آخَرَ مَكَانَهُ یعنی قضا کرو دوسرے دن بدلے اوسکے اور ضعیف کیا اوسکو بخاری نے اور روایت کیا اسکو
ابوداود اور ترمذی اور نسائی نے اور دفع کیا گیا ہی ضعف اوسکا بیان کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے علاوہ اسکے روایت کیا اوسکو
ابن حبان نے صحیح مین سوا اوس طریقے کے اور ابن ابی شیبہ نے اور طریقے سے اور بزار نے اور طریقے سے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے اوسط مین
سوا ان سب طریقون کے اور طریقون سے پھر کہا شیخ ابن الہمام نے فَقَدْ ثَبَتَ هٰذَا الْحَدِيثُ ثُبُوتًا لَا مَرَدَّ لَهُ یعنی ثابت ہوگئی
یہ حدیث اس طرح پر کہ نہین ہی رد کرنے والا اوسکا کوئی اور روایت کی دارقطنی نے جابر سے کہ طیار کیا ایک شخص نے واسطے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا تو بلایا اوسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب صحابونکو تو جب لائے وہ کھانا کھنکھارا ایک شخص جو کہا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا ہی تجکو کہا اوسنے مین روزے سے ہون تو کہا حضرت علیہ السلام نے تکلیف کی تیرے بھائی نے
اور بنایا واسطے تیرے کھانا اور تو کہتا ہی مین روزہ دار ہون کھالے اور روزہ رکھ لے بدلے اوسکے اور بعضون نے کہا ہی کہ روزے کو
نہ توڑے اور دلیل لاتے ہین اوس حدیث سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بلایا جاوے کوئی تم مین سے طرف کھانے کے تو قبول
کرے اور اگر روزہ نہو تو کھاوے اور روزہ دار ہو تو دعا کرے اور روایت کیا اسکو مسلم نے ابوہریرہؓ سے اور تفصیل کی اس مقام مین

شیخ ابن الہمام نے **ف** ملکر جس ایام مین لا عذر رکھنا منع ہی اونمین اگر شروع کریگا تو تمام کرنا اوسکا لازم نہ آویگا اور وہ پانچ دن ہین ایک عید الفطر کا دن اور دوسرے بقر عید کا دن اور تین دن اوسکے بعد یعنی گیارھوین اور بارھوین اور تیرھوین ذی الحجہ کی اور نفل کا روزہ بے عذر توڑے ایک روایت مین اور ایک روایت مین جائز ہی کیونکہ قضا اوسکے قائم مقام ہی اور ضیافت کے عذر سے نفل کا روزہ توڑنا درست ہی اور یہ حکم ضیافت کرنے والے اور کھانے والے دونون کے واسطے ہی اور اگر رمضان کے دن کو ایک لڑکا بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا تو اوس روز باقی روز مین کچھہ نہ کھاوے اور نہ پیوے رمضان کی بزرگی کے سبب سے اور اوس روزے کی قضا ادا نکرے اگرچہ نیت روزے کی ان دونون نے کی اور پھر کھالیا تب بھی قضا نہین کرے اور اگر عورت حیض سے پاک ہوئی یا مسافر اپنے گھر آیا تو یہ دونون باقی روز کچھہ نکھاوین اور نہ پیوین اور اوس روزے کی قضا ادا کرین اور اگر ایک مسافر نے افطار کی نیت کی بعد اوسکے اپنے گھر آیا تب نفل روزے کی نیت کی اور نیت کرنے کا وقت تھا یعنی دوپہر کے پہلے تو وہ روزہ درست ہوا اور اگر وہ رمضان کا مہینا تھا تو اوسپر اوس روزہ کا پورا کرنا واجب ہو گیا یا مقیم نے اوس دن سفر کیا تو اوسکا بھی یہی حکم ہی اور ان دونون نے اگر افطار کیا تو کفارہ نہین ہی جن دنون مین بیہوش رہا اونکی قضا ادا کرے مگر جس دن بیہوشی شروع ہوئی ہی اور وہ نیت روزے کی کر چکا ہی یا اوس دن کی رات کو بیہوشی تھی تو اونکی قضا نکرے شرط یہ ہے کہ اگر نیت کر چکا ہی تو روزہ صحیح ہو جاویگا اور جو نہین نیت کی تو ہرگز صحیح نہوگا اور اگر سارے رمضان بھر مجنون رہا قضا نکرے اور اگر بعض دن کے رمضان مین دیوانہ رہا تو جتنے روز گذرے ہین اونکی قضا کرے تو اگر وہ مثلاً بالغ یا عاقل تھا اور حالت جنون مین بالغ عاقل ہوا تو بھی یہی حکم ہی ظاہر روایت مین اور محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک اگر حالت جنون مین بالغ ہوا تو جب روزے اوسپر واجب نہونگے باوجود اسکے کہ سارے رمضان دیوانہ رہا اور دلیل اسکی شرح عربی مین مذکور ہی اور اگر اون پانچ دن مین جن مین روزہ رکھنا حرام ہی روزے کی نذر کی یا پورے سال بھر کے روزے کی نیت کی تو صحیح ہی اور ان پانچ دن مین روزہ نرکھے بلکہ اون دنون کی قضا ادا کرے اور اگر روزہ رکھہ لیگا تو پھر قضا نہین مگر گنہگار ہوگا تو اگر کچھہ نیت نہ کی یا نیت فقط نذر کی کی یا نیت کی نذر کی اور یہ نیت کی کہ قسم نہین ہی تو ان صورتون مین نذر ہوگی اور اگر نیت کی قسم کی اور نیت کی کہ نذر نہین ہی تو قسم ہوگی اور اگر افطار کریگا کفارہ قسم کا لازم آویگا اور اگر دونون کی نیت کی یا قسم کی اور ذکر نہ کیا کہ نذر نہین ہی یا ہی تو ان دونون صورتون مین نذر اور قسم دونون ہونگی اور اگر افطار کریگا تو قضا نذر کی اور کفارہ قسم کا لازم آویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک دونون کی نیت مین نذر ہوگی اور فقط قسم کی نیت مین قسم ہوگی اور باقی تفصیل اسکی شرح عربی مین مذکور ہی شش عید یعنی چھہ روزے جو شوال مین رکھتے ہین تو اونکو جدا جدا رکھنا مستحب ہی لگاتار رکھے تو مکروہ نہوگا اور مشابہت نصاری سے نلازم آویگی **ف** اولاً استحباب ان چھہ روزون کا احادیث سے بیان کرنا لازم ہی سو وہ یہ ہی جو روایت کی مسلم اور ابو داود اور ترمذی وغیرہم نے ابو ایوب سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص روزے رکھے رمضان کے اور پیچھے رکھے اوسکے سات روزے شوال مین تو ہوگا ایسا جیسے کہ سال بھر کے روزے رکھے اور اب وجہ تشبیہ ساتھہ نصاری کے بیان کرنا واجب ہی وہ یہ ہی کہ اہل کتاب فطر کے روز بھی روزہ رکھتے تھے اور جب چھہ روزے بعد فطر کے متصل رکھے گیا تو ایک طرح کی تشبیہ نصاری کے ساتھہ متحقق ہوئی اور بعضون کے نزدیک جائز ہی کیونکہ وہ کہتے ہین کہ جب عید فطر کے روز روزہ نرکھا تو تشبیہ جاتی رہی واللہ اعلم اور جسنے شعبان کے روزے رکھے اور ملا دیا اوسکو ساتھہ رمضان کے تو اچھا کیا

اور سنے اور مستحب ہین روزے ایام بیض یعنی تیرھوین چودھوین پندرھوین تاریخ کو ہر مہینے سے روایت کی نسائی نے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ نہین افطار کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض مین نہ سفر مین اور نہ اقامت مین فقط او حکم کیا
حضرت نے صحابہ کو ان دنون مین روزہ رکھنے کا روایت کیا اسکو ابوداود اور نسائی نے اور عید فطر اور ایام تشریق یعنی تین بقر عید کے
بعد اور دن بقر عید کے ان دنون مین روزہ رکھنا حرام ہے روایت کی بخاری مسلم ابوداود ترمذی نسائی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین چاہیے روزہ دو دنون مین ایک دن فطر کے اور دن قربانی کے اور عقبہ بن عامر
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن عرفے کا اور دن قربانی کے اور ایام تشریق کے یہ دن عید اہل اسلام کے
ہین اور وہ دن کھانے اور پینے کے ہین اور مراد عرفے کے دن سے یہ ہے کہ عرفے کے دن حج مین مقام عرفے پر روزہ رکھنا مکروہ ہے اور تصریح اسکی
دوسری حدیث مین آئی ہے روایت کی ابوداود نے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے دن عرفے کے بیچ عرفے کے اور اگر مقام عرفے مین نہ
ہو تو عرفے کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے اور روایت ہے نبیشہ ہذلی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایام تشریق کے دن
کھانے اور پینے کے ہین اور اللہ کے ذکر کے اور ایام تشریق اونکو اسواسطے کہتے ہین کہ عرب لوگ گوشتون کو قربانی کے ان دنون مین
آفتاب کے نیچے خشک کرتے تھے اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس سے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَ اَیَّامَ مِنٰی صَائِحًا
یَصِیْحُ اَنْ لَّا تَصُوْمُوْا ھٰذِہِ الْاَیَّامَ فَاِنَّھَا اَیَّامُ اَکْلٍ وَّشُرْبٍ وَّبِعَالٍ یعنی بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دنون منی کے یعنی ایام تشریق کے ایک پکارنے والے کو کہ پکارے نہ روزہ رکھو ان دنون مین کیونکہ یہ دن کھانے اور پینے اور
جماع کے ہین اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے حدیث ابوہریرہ رضی سے اور اسناد مین اوسکی سعید بن سلام کاذب کہا اوسکو احمد نے
اور روایت کی دارقطنی نے عبداللہ بن حذافہ سہمی سے کہ بھیجا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سواری پر دن منی کے
کہ پکارون مین ای لوگو یہ دن کھانے اور پینے او جماع کرنے کے ہین اور ضعیف کیا اوسکو بسبب واقدی کے اور توثیق کی اوسکی بعض
لوگون نے اور ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے باب المیاہ مین کتاب الطہارۃ سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ اور اسحق بن راہویہ نے
مسند مین قَالَا (یعنی دونون نے کہا ۱۲) حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ مُوْسٰی بْنِ عُبَیْدَۃَ عَنْ مُنْذِرِ بْنِ جَھْمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَلْدَۃَ عَنْ اُمِّہٖ قَالَتْ
بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا یُنَادِیْ اَیَّامَ مِنٰی اَیَّامُ اَکْلٍ وَّشُرْبٍ وَّبِعَالٍ یعنی بھیجا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو کہ پکارین منا کے دن کھانے اور پینے اور جماع کے ہین اور سحری کھانا سنت ہے فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کھاؤ کیونکہ اوسمین برکت ہے روایت کیا اسکو بخاری مسلم ترمذی اور نسائی وغیرہم نے اور فرمایا
کہ فرق درمیان ہمارے روزے اور درمیان اہل کتاب کے روزے کے کھانا سحری کا ہے روایت کیا اسکو مسلم اور ترمذی اور ابوداود نے
اور درست ہے سحری کھانا یہان تک کہ صبح صادق نہوئے اور روزہ کھولنا جلدی افضل ہے تاخیر فطر کی بعد وقت آجانے کے
مکروہ ہے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمیشہ رہینگے لوگ ساتھ بہتری کے جب تک جلدی کرینگے فطر کو روایت کیا
اوسکو بخاری مسلم امام مالک نے اور ترمذی نے [illegible] سے اور جسوقت افطار کرے کہے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ
اَفْطَرْتُ یعنی ای اللہ تیرے ہی واسطے مینے روزہ رکھا [illegible] رزق پر افطار کرتا ہون روایت کیا اوسکو ابوداود نے کہ کہا
کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مستحب ہے کہ کھجور سے روزہ افطار کرے اور یہ وارد ہوا حدیث مین ورنہ پانی سے اور

عورت کو چاہیے کہ نفل روزہ بدون اذن خاوند کے نرکھے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم وغیرہما نے اور جو شخص کسی قوم پر جاکے اوترے تو بغیر اذن اونکے کے روزہ نرکھے نکالا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث منکر ہے واللہ اعلم

باب اعتکاف کے بیان مین

اعتکاف سنت موکدہ ہی اور اعتکاف کے معنی یہ ہین کہ دیر تک رہنا روزہ دار کا مسجد مین بہ نیت عبادت جسمین جماعت ہوتی ہو ف لیکن سنت موکدہ ہونا تو فقط عشرہ اخیرہ مین ہی کیونکہ روایت کی بخاری مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اعتکاف کرتے عشرہ اخیرہ مین رمضان سے یہان تک کہ اوٹھالیا اونکو اللہ تعالی نے پھر اعتکاف کیا بعد اونکے اونکی ازواج مطہرات نے تو یہ مواظبت دلالت کرتی ہی سنت ہونے اعتکاف پر اور ایک اعتکاف واجب ہی وہ یہ کہ نذر کرے اعتکاف کی اور ایک مستحب وہ یہ کہ سوا ان دس دنون مین اخیر رمضان کے اور دنون مین اعتکاف کرنا اور اون دنون مین مواظبت ثابت نہین ہوئی بیان کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے اور دیر تک رہنا یہ رکن ہی اعتکاف کا اور نیت شرط ہی اوسکی اور روزہ بھی شرط ہی اور امام شافعی کے نزدیک شرط نہین دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عایشہ رض سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا اعْتِكَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ نہین ہی اعتکاف مگر روزے سے کہا بیہقی نے یہ وہم ہی سفیان بن حسین یا سوید سے اور ضعیف کیا اوسنے سوید کو لیکن کمال مین ہی کہ کہا علی بن حجر نے کہ پوچھا مینے بیہقی سے اون دونون کے احوال تو ثنا کی انھون نے اونپر اور روایت کی ابو داود نے عبد الرحمن بن اسحق سے انھون نے زہری سے انھون نے عروہ سے انھون نے حضرت عایشہ رض سے کہ کہا انھون نے سنت ہی اوپر اعتکاف کرنے والے کے کہ نہ عیادت کرے کسی مریض کی اور نہ حاضر ہو جنازے مین اور نہ مس کرے کسی عورت کو اور نہ مباشرت کرے اوس سے اور نہ نکلے کسی حاجت کو مگر جو ضرور ہی اور نہین ہی اعتکاف مگر روزے سے اور نہین ہی اعتکاف مگر مسجد جامع مین کہا ابو داود نے سوا عبد الرحمن کے اور کوئی اوسمین لفظ السنۃ کا نہین [illegible] عبد الرحمن بن اسحق اگرچہ کلام کیا گیا ہی اوسمین اخراج کیا اوس سے مسلم نے اور توثیق کی اوسکی [illegible] اوسکے لئے اور روایت کی ابو داود نے اور نسائی نے ابن عمر رض سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اپنے اوپر کہ اعتکاف کرین جاہلیت مین ایکدن اور ایک رات نزدیک کعبے کے سو پوچھا انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپنے کہ اعتکاف کر اور روزہ رکھ اور ایک روایت مین نسائی کی ہی کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو کہ اعتکاف کرین اور روزہ رکھین کہا دارقطنی نے متفرد ہوا ساتھ اوسکے عبد اللہ بن بدیل بن ورقاء الخزاعی عمرو سے اور وہ ضعیف الحدیث ہی اور ثقات لوگون نے اصحاب عمرو بن دینار سے نہین ذکر کیا روزے کا اونمین سے ہین ابن جریج اور ابن عیینہ اور حماد بن سلمہ اور حماد بن زید سوا اسکے اور [illegible] نہین ہی اوسمین ذکر روزے کا بلکہ اتنا ہی ہی کہ کہا حضرت عمر رض نے کہ نذر کی تھی مینے [illegible] مسجد حرام مین ایک رات سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] روایت مین ہی حضرت عمر سے کہ نذر کی تھی مینے جاہلیت مین کہ اعتکاف [illegible] مسجد حرام الخ تو مراد یہ ہی کہ ایکدن ساتھ رات کے یا ایک رات ساتھ ایک دن کے تاکہ مطابقت ہووے حدیثون مین اور جواب دیا جاویگا کہ غایت اسکی یہ ہی کہ سکوت کیا روزے کے ذکر سے ان لوگون نے اور یہ بات اصول حدیث مین مقرر ہوئی ہی کہ زیادت ثقہ ضابط کی مقبول ہی اور تم جو ضعف ثابت کرتے ہو عبد اللہ بن بدیل کا مسلم نہین کہ

معین نے کہ وہ صالح الحدیث ہی اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور دوسری یہ کہ مؤید ہی اسکے عایشہ کی جو نقل کی
بیہقی اور ابوداود و نسائی سے اور نکالا بیہقی نے ابن جریج سے انھون نے عطا سے انھون نے ابن عمر سے کہ کہا اون
دونون نے اَلْمُعْتَكِفُ يَصُوْمُ یعنی اعتکاف کرنے والا روزہ رکھے تو یہ قول ابن عمر کا بھی مؤید اوسکا ہی انھون نے اسکو
باپ سے اور یہ موافق تھے اوس واقعہ سے اور امام شافعی دلیل لاتے ہین اوس سے جو روایت کیا اوسکو حاکم نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی اعتکاف کرنے والے پر روزہ مگر یہ کہ کرلے اپنے نفس پر اور تصحیح کی اوسکی حاکم
اونکی تمام نہین اسناد مین اوسکی عبداللہ بن محمد رملی ہی اور وہ مجہول ہی اور باوجود جہالت اوسکی کے نہین رفع کیا اوسکو سوا
اوسکے بلکہ موقوف کرتے ہین اوسکو ابن عباس پر اور مؤید ہی اسکے وقف کے جو ذکر کیا اوسکو بیہقی نے بعد ذکر اس بات کے کہ
متفرد ہوا ساتھہ اوسکے رملی کہ روایت کیا اوسکو ابوبکر حمیدی نے عبدالعزیز بن محمد سے انھون نے ابو سہیل بن مالک سے کہا کہ جمع ہوا مین
اور ابن شہاب نزدیک عمر بن عبدالعزیز کے اور اونکی عورت نے نذر کی تھی اعتکاف کی مسجد حرام مین سو کہا ابن شہاب نے کہ نہین ہوتا ہی
اعتکاف مگر ساتھہ روزے کے سو کہا عمر بن عبدالعزیز نے کہ کیا یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی کہا انھون نے نہین سو کہا کہ ابوبکر
سے کہا انھون نے نہین کہا عمر سے کہا کہ نہین کہا ابو سہیل نے کہ پھر پھرا مین سو پایا مینے طاوس اور عطا کو تو پوچھا مینے اون
دونو سے سو کہا طاوس نے تھے ابن عباس نہین دیکھتے تھے معتکف پر صیام مگر یہ کہ خود اپنے نفس پر مقرر کرلے اور کہا عطا نے یہ صحیح ہی تو اگر
ابن عباس نے رفع کیا ہوتا اوسکو تو وقف کرتے طاوس اوسکو ابن عباس پر اور اسیواسطے اعتراف کیا بیہقی نے کہ رفع اوسکا وہم ہی
اور پھر عجیب یہ ہی کہ وقف بھی معارضے سے سالم نہین اسواسطے کہ اوپر ہم ذکر کر چکے ابن عباس اور ابن عمر سے کہ کہا اون دونون نے
معتکف روزہ رکھے اور کہا عبدالرزاق نے حَدَّثَنَا الثَّوْرِيُّ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ قَالَ مَنِ اعْتَكَفَ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ یعنی جو اعتکاف کرے تو اوسپر روزہ ہی اور اسناد اوسکی صحیح ہی اور نکالا عبدالرزاق نے
حضرت عایشہ رض سے موقوفا مَنِ اعْتَكَفَ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ اور زہری اور عروہ سے بھی کہ کہا اون دونون نے لَا اعْتِكَافَ
اِلَّا بِالصَّوْمِ اور موطا مین مالک کی ہی کہ پوچھا اونکو قاسم بن محمد اور نافع مولی ابن عمر سے کہ کہا اون دونون نے نہین ہی اعتکاف
مگر ساتھہ روزے کے بسبب قول اللہ تعالی کے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي
الْمَسَاجِدِ یعنی تمام کرو روزے کو رات تک اور نہ مباشرت کرو عورتون سے جب تم اعتکاف کرتے ہو مسجدون مین تو ذکر کیا اللہ تعالی نے
اعتکاف کو ساتھہ روزے کے کہا یحیی نے کہا مالک نے وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَنَا اَنَّهُ لَا اعْتِكَافَ اِلَّا بِصِيَامٍ یعنی حکم نزدیک
ہمارے اسیپر ہی کہ نہین ہی اعتکاف مگر ساتھہ روزے کے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اعتکاف اوس مسجد مین صحیح ہی جہان جماعت ہوتی ہو
روایت کی طبرانی نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا حذیفہ نے واسطے [illegible] کے کیا تم تعجب نہین کرتے ہو اون لوگون سے کہ درمیان
تمہارے گھر کے اور گھر ابوموسی کے ہین اور گمان کرتے ہین کہ [illegible] سو آپ پر ہون اور تم
خطا پر اور اون لوگون کو یاد ہو اور تم بھول گئے ہو کہا حذیفہ نے لیکن مین سو جانتا [illegible] جماعت
اور نکالا بیہقی نے ابن عباس سے کہ بدتر سب کامون مین اللہ کے نزدیک بدعتین ہین اور تحقیق کہ بدعت مین سے ہی اعتکاف [illegible]
مین ہین وہ روایت کی ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے دونون نے اپنے مصنف مین ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ اَخْبَرَنِي

جَابِرٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ
اور اوپر گذر چکا مرفوعًا حدیث حضرت عایشہؓ مین اور ایک روایت مین امام ابوحنیفہ سے یہ مروی ہے کہ نہین صحیح ہے اعتکاف
مگر اوس مسجد مین جسمین پانچون نمازین پڑھی جاتی ہین اور دلیل لاتے ہین ساتھ اوس حدیث کے جسکو روایت کیا ابن الجوزی نے
حذیفہ سے کہ کہا انھون نے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جو مسجد کہ واسطے اوسکے امام ہے اور موذن سو
اعتکاف اوسمین صحیح ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب ص اور کم مدت اوسکی ایک دن ہے تو جو اعتکاف شروع کرے اور ایک دن اوسکے
تمام ہونے کے پہلے چھوڑ دیوے تو اوسپر قضا ہے اور امام محمد کے نزدیک کم مدت ایک ساعت ہے اور وہ ہو گئی تو قضا نہیں اور معتکف
مسجد مین سے باہر نہ نکلے مگر حاجت انسانی جیسے پیشاب یا جا ضرور کے واسطے ف کیونکہ مروی ہے حضرت عایشہؓ سے کہ نہین
داخل ہوتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر مین مگر واسطے حاجت انسانی کے جب ہوتے تھے معتکف نکالا اسکو اصحاب صحاح ستہ نے
ص یا جمعے کے واسطے آفتاب ڈھلے نکلے اور جسکا مکان جامع مسجد سے دور ہو تو وہ ایسے وقت نکلے کہ جمعہ پا لیوے اور سنتین
پڑھے چار جمعے کے پہلے اور ایک روایت مین چھہ رکعتین چار سنت اور دو تحیۃ المسجد کی اور بعد جمعے کے چار امام صاحب کے نزدیک
اور چھہ صاحبین کے نزدیک اور اسقدر سے زیادہ دیر لگانا معتکف کو جامع مسجد مین اعتکاف کو فاسد نہین کرتا اور اگر بغیر عذر
ایک ساعت کو نکلا تو [illegible] نکلا ۹ ہ اور صاحبین کے نزدیک نہین فاسد ہوگا مگر جب کہ آدھا دن برابر [illegible]
مستحسن ہے ۵

مسجد کے ص اور بیچے اور خریدے مسجد مین بغیر سودا حاضر کرنے کے اور سوا معتکف کے اور بولی
ے ف روایت کی اصحاب سنن نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ
بولنے سے مسجد مین آخر حدیث تک اور ایک روایت مین ہے کہ بچاؤ مسجدون کو اپنے لڑکون سے یہان تک
ریدنے سے روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے اور پوری حدیث یون مروی ہے مصنف مین ابو
مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
نِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَمَجَانِيْنَكُمْ وَشِرَاءَكُمْ وَبَيْعَكُمْ وَخُصُوْمَاتِكُمْ وَرَفْعَ أَصْوَاتِكُمْ
سَلَّ سُيُوْفِكُمْ وَاتَّخِذُوْا عَلٰى أَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ وَجَمِّرُوْهَا مِنَ الْجُمَعِ ص
یعنی ایسا نکرے کہ بالکل بات کرنے کو موقوف کرے ص بلکہ بہتر اور نیک باتین کرے
اور جماع باطل کرتا ہے ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ
یعنی نہ مباشرت کرو عورتون کی جب تم اعتکاف کرنے والے ہو مسجدون مین ص اگرچہ رات
سے اور اگر سوا فرج کے اور جگہہ وطی کرے یا بوسہ لیوے یا چھوئے تو اگر انزال ہوا اعتکاف باطل ہوگا
باطل نہوگا اگرچہ یہ کام اعتکاف مین حرام ہین اور عورت اپنے گھر مین اعتکاف کرے اور اگر کچھ روزون کے
تو ان روزون کی رات مین بھی اوسکو اعتکاف [illegible] اگر چاہے ایسی نیت
روزون کی نیت کی تو دونون روزون کی رات بھی داخل ہو [illegible]

کتاب الحج

جان تو کہ حج فرض ہے اور منکر اوسکا کافر ہے **ف** اور فرضیت اوسکی قرآن شریف سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے
وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ یعنی اللہ کے واسطے لوگون کے ذمے پر ہی حج خانہ کعبہ کا اور عمر بھر مین ایکبار فرض ہے روایت
کی احمد نے مسند مین اور دارقطنی نے سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہے اوپر شرط شیخین کے ابن عباس رضی اللہ عنہ
کہ خطبہ پڑھا ہمپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا ای لوگو فرض کیا اللہ نے تمپر حج کو سو کھڑے ہوئے اقرع بن حابس
اور کہا کہ ای رسول اللہ کیا ہر سال مین سو فرمایا آپ نے اگر مین کہتا ہان البتہ واجب ہوتا ہر سال مین اور تم اوسکی قدرت
نرکھتے حج ایکبار ہے اور جو زیادہ ہو وہ نفل ہے اور روایت کی مسلم نے صحیح مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے **ص** ہر آزاد مسلمان کو فرض ہے
تندرستی آنکھ والے پر جب اوسکے واسطے توشہ اور سواری ہو فاضل ضروری خرچ اور عیال کے نفقے سے لوٹنے تک اور راہ کا
بھی امن ہووے **ف** آزاد اور بالغ ہونا اسواسطے شرط ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لڑکا حج کرے پھر بالغ ہووے تو
اوسپر دوسرا حج ہے اور جو غلام حج کرے پھر آزاد ہو جاوے تو اوسپر دوسرا حج ہے روایت کیا اوسکو حاکم نے ابن عباس سے اور کہا صحیح ہے
شرط شیخین پر اور تفرد محمد بن منہال کا ساتھ رفع اوسکے کے کچھ ضرر نہین کرتا کیونکہ رفع زیادت ہے اور زیادت ثقہ سے [illegible]
اور موید ہے اسکے ایک مرسل حدیث روایت کیا جسکو ابوداؤد نے مراسیل مین محمد بن کعب قرظی سے کہا فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنا حج کرے [illegible] اوسکے اور مرجاوے کافی ہوجاویگا اور سے تو اگر بالغ ہو تو حج کرے اور جو غلام حج کرے [illegible]
کافی ہوجاویگا اوسے تو آزاد کردیا جاوے تو لازم ہے اوسپر حج اور یہہ ہمارے نزدیک حجت ہے اور مصنف ابن ابی شیبہ مین ہے یہہ [illegible]
موقوفا ابن عباس سے اور تندرست ہونا شرط ہے کیونکہ بیمار پر حج نہین آنکھ والا چاہیے لئے اگر چلا جاوے [illegible] نہین تو [illegible]
اور روایت کی حاکم نے سعید بن ابی عروبہ سے انھون نے قتادہ سے انھون نے انس سے اللہ کے قول مین وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ
مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا یعنی حج ہے لوگون پر اللہ کے واسطے جو شخص طاقت سبیل کی رکھتا ہو کہا گیا [illegible]
چیز ہے سبیل فرمایا کہ توشہ اور سواری اور کہا کہ صحیح ہے اوپر شرط بخاری مسلم کے اور نہین نکالا ان دونون نے اوسکو
سعید کی حماد بن سلمہ نے قتادہ سے پھر نکالا اوسکو حاکم نے اس طرح سے اور کہا کہ صحیح ہے اوپر شرط مسلم کے اور [illegible]
حسن سے مرسلا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت مین کہ سبیل زاد اور راحلہ ہے [illegible] مروی
ابن عمر اور ابن عباس اور حضرت عائشہ اور جابر اور عبداللہ بن عمرو بن العاص وغیرہم سے [illegible]
سے مانند خادم اور اسباب خانگی اور کپڑون وغیرہ کے اسواسطے کہ یہہ چیزین ہونا ضرور [illegible]
فارغ ہو اسواسطے کہ [illegible] اور حق بندے کا مقدم ہے اللہ کے حق پر نزدیک شرع کے [illegible]
شرط نہین کیونکہ اونکی مشقت [illegible] بھی ضرور ہے بخلاف اور لوگون کے [illegible]
جان و مال کی ضرور ہے **ص** عورت کو [illegible] نہین اگر اوس [illegible]
ف اور اگر اس سے کم ہووے تو شرط نہین اور امام شافعی [illegible]
اور اوسکے ساتھ [illegible] ہون اور ہمارے نزدیک جائز نہین [illegible]

اور قول حضرت صلی اللہ علیہ سلم کا حج کرو مطلق اور ذکر نہ کیا مرد اور عورت کا اور دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے
لَا تَحُجَّنَّ امْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّي اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَامْرَأَتِي حَاجَّةٌ
قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَهَا وَاَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ اَيْضًا عَنْ حَجَّاجٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٖ وَلَفْظُهُ لَا تَحُجَّنَّ امْرَأَةٌ
اِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ یعنی حج کرے عورت مگر اوسکے ساتھہ محرم ہو سو کہا ایک شخص نے اونبی اللہ کے مین لکھا گیا ہون
فلانے غزوے مین اور عورت میری حج کرنے والی ہی کہا آپنے لوٹ جا او حج کر ساتھہ اوسکے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے
اور معنی اوسکے بھی ہین اور مدت سفر کی اسواسطے شرط ہی کہ دوسری حدیث مین صحیحین کی ہی ابو سعید سے انحضرت نے ابن عباس سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سفر کرے عورت مگر ساتھہ محرم کے اور سفر کے معنی اوپر ہم کتاب الصلوۃ مین بیان کر چکے
کہ تین دن اور تین رات سے کم مین ہونا اور احتیاط اسمین ہی کہ کسی جاکا ارادہ بغیر محرم کے نکرے اگرچہ مدت سفر کم ہووے
اسواسطے کہ روایت کی بخاری مسلم نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سفر کرے عورت دو دن مگر اوسکے ساتھہ اوسکا
خاوند ہو یا اور کوئی محرم ہو اور ایک روایت مین ابو ہریرہ رضی سے ہی کہ نہین حلال ہی جو ایمان لائی ہی واسطے اللہ کے اور دن قیامت کے
کہ سفر کرے ایک رات بغیر محرم کے اور ایک روایت مین طبرانی کی ہی کہ نہ سفر کرے تین میل یعنی بغیر محرم کے ص حج مین
ایک بار فرض ہی جسوقت قدرت ہو فی الفور فرض ہو ویگا یہ مذہب امام ابی یوسف کا ہی اور امام محمد کے نزدیک فی الفور واجب
نہی ہوتا اگر اوس سال ہ... گیا اور دوسرے یا تیسرے سال ... کیا سب کے نزدیک ادا ہو جاویگا اور اگر ادا نہین کیا اور مر گیا
تو سب کے نزدیک گنہگار ہوگا تو اگر پہلے سال سے تا خیر کی امام ابی یوسف کے نزدیک گنہگار ہوگا اور محمد کے نزدیک نہین ہوگا اور
اگر لڑکے نے احرام باندھا اور بالغ ہو گیا یا غلام نے اور آزاد ہو گیا اور حج کیے گئے فرض ادا نکا ادا نہوگا تو اگر لڑکے نے احرام پھیر باندھا
اور پھر وقوف کیا فرض اوس سے ادا ہو جاویگا اور غلام کا نہوگا فرض حج کے تین ہین احرام باندھنا اور عرفات مین ٹھہرنا اور
طواف کرنا زیارت کا اور واجب پانچ ہین مزدلفہ مین ٹھہرنا اور دوڑنا صفا اور مروہ کے بیچ مین اور کنکریان پھینکنا اور طواف
صدر کا یعنی اخیر کا طواف بوقت رخصت کے واسطے آفاقی کے اور منڈانا سر کا اور ان آٹھہ کے سوا باقی سنت یا مستحب ہین ف
ان سب چیزون کا ذکر تفصیل سے آگے آویگا ص مہینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے ہین اور انکے قبل
احرام باندھنا مکروہ ہی ف فرمایا اللہ تعالی نے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ یعنی حج کے مہینے ہین مقرر اور روایت کی
ابن عمر وغیرہ نے ابن عمر سے کہ مہینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے ہین اور مروی ہی یہ بخاری مین تعلیقا
لیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور ایسا ہی مروی ہی ابن عباس سے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور ایسا ہی
اوسکو ابن مسعود نے اور نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور حدیث عبد اللہ بن زبیر کی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے کہ
شوال اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ ہین تو یہ سب عبادلہ سے مروی ہی عبادلہ کہتے ہین عبد اللہ بن مسعود عبد اللہ
ابن عباس عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو اور بعضون کے نزدیک عبد اللہ بن عمرو بن العاص کو بھی ص عمرہ
اور عمرہ طواف اور سعی یعنی دوڑنے کو درمیان صفا اور مروہ کے کہتے ہین اور وقوف یعنی ٹھہرنا اوسمین نہین ہی اور سارے
برس جائز ہی اور مکروہ ہی دن عرفہ کے اور چار دن مین بعد اوسکے ف اور سنت ہی ہونا اوسکا حدیث سے ثابت ہی

روایت کی ترمذی نے جابرؓ سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرے سے کیا واجب ہے وہ فرمایا نہیں
مگر یہ کہ عمرہ کرو تو وہ افضل ہے اور اسکا بیان آگے آویگا ص میقات مدینے کے رہنے والے کا ذو الحلیفہ ہے اور عراق والون کا ذات عرق
اور شام والون کا جحفہ اور نجد والے کا قرن اور یمن والون کا یلملم ف میقات اوسکو کہتے ہین جہان سے احرام باندہتے ہین
اور ذو الحلیفہ اور ذات عرق اور جحفہ اور قرن اور یلملم یہ سب مقامون کے نام ہین اور یہ تعیین حدیث مین مروی ہے روایت ہے
صحیحین مین حضرت ابن عباسؓ سے کہ مقرر کیا میقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اہل مدینہ کے ذو الحلیفہ اور
واسطے اہل شام کے جحفہ اور واسطے اہل نجد کے قرن اور واسطے اہل یمن کے یلملم اور اخراج کیا اوسکا ترمذی اور ابو داود
وغیرہما نے اور آخر حدیث کا یہ ہے کہ یہ مقام اون لوگون کے واسطے ہین اور جو اون پاس آوے اور اون لوگون مین سے نہووے
جو ارادہ کرے حج اور عمرے کا اور جو انکے سوا ہو تو جہان سے چاہے یہان تک کہ اہل مکہ احرام باندہتے ہین مکے مین اور نہین ذکر کیا
اوسمین میقات اہل عراق کو لیکن ذکر کیا اوسکو جابرؓ نے روایت کیا اوسکو مسلم نے اور شک کیا راوی نے اوسکے رفع مین
اور ابن ماجہ نے روایت کیا اوسکو اور اوسمین شک نہین اور اوسی مین ہے کہ مقام اہلال اہل مشرق کا ذات عرق ہے مگر سناد
اوسکی ابراہیم بن یزید خوزی ہے اور نہین شک ہے اوسکی حدیث مین اور روایت کی ابو داود نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے مقرر کیا میقات واسطے اہل عراق کے ذات عرق اور اسناد مین اوسکی افلح بن حمید ہے اور تخریج کی احمد بن حنبل نے
اسکا اور نکالا عبد الرزاق نے مالک سے انہون نے نافع سے انہون نے ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات
مقرر کیا واسطے اہل عراق کے ذات عرق اور صحیح ہوئی یہ حدیث ص ان مقامون سے آگے بڑھنا بغیر احرام کے حرام ہے جسکا قصد مکے مین
داخل ہونیکا ہو ف برابر ہے کہ قصد کرے حج اور عمرے کا یا نکرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تجاوز کرے کوئی میقات
سے مگر احرام باندھکے اور یہ عبارت ہدایہ مین ہے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ
عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجَاوِزُ الْوَقْتَ
إِلَّا بِإِحْرَامٍ یعنی نہ تجاوز کرے میقات سے مگر ساتھ احرام کے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور کہا شافعی نے
اپنی مسند مین حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عَبَّاسٍ يَرُدُّ مَنْ جَاوَزَ
الْمِيقَاتَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ یعنی پھیر دیتے تھے ابن عباس اوسکو جو آگے جاتا تھا میقات کے بغیر احرام کے اور روایت کی
ابن ابی شیبہ نے ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اور ذکر کیا اوسکو اور روایت
کی اسحق بن راہویہ نے مسند مین حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ إِذَا جَاوَزَ الْوَقْتَ فَلَمْ يُحْرِمْ حَتَّى دَخَلَ مَكَّةَ رَجَعَ إِلَى الْوَقْتِ فَأَحْرَمَ وَإِنْ خَشِيَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى
الْوَقْتِ فَإِنَّهُ يُحْرِمُ وَيُهْرِيقُ لِذٰلِكَ دَمًا یعنی کہا ابن عباسؓ نے کہ جب تجاوز کرے کوئی شخص میقات سے اور احرام
باندھے یہان تک کہ داخل ہو جاوے مکے مین لوٹے طرف میقات کے اور احرام باندھے اور اگر خوف کرے رجوع کا طرف میقات کے
تو وہ احرام باندھے اور اوسکے بدلے مین ایک قربانی کرے ص اور قبل پہونچنے کے ان مکانون مین اگر پہلے سے احرام باندھے تو درست ہے
ف روایت کی حاکم نے باب التفسیر مین مستدرک سے کہ پوچھے گئے حضرت علیؓ قول اللہ تعالی سے وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ

یعنی تمام کرو حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے سو کہا انھون نے یہ کہ احرام باندھے اپنے گھر سے اور کہا کہ صحیح ہے اوپر
شرط الشیخین صحیح ہی اوپر شرط بخاری ومسلم کے اور مروی ہی ابوہریرہ سے مرفوعًا اور اوسمین ضعف ہی
اور حدیث ابن مسعود کی ذکر کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے اور نہین پایا مینے اوس حدیث کو ص اور جو ان مقامون کے رہنے والے
ہین اونکو مکے مین بغیر احرام کے داخل ہونا درست ہی تو اونکی میقات حل ہی اور جو مکے کا رہنے والا ہی وہ احرام حج کے لیے حرم سے
باندھے اور عمرے کے لیے حل سے ف حل سوا حرم کے اور زمین کو کہتے ہین اسواسطے کہ حکم کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے صحابہ کو کہ احرام باندھین جوف مکہ سے روایت کی مسلم نے جابر سے کہ حکم کیا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہم حلال تھے
یعنی احرام نہین باندھا تھا کہ احرام باندھین ہم جب توجہ کرین طرف منی کے کہا جابر نے کہ اہلال کیا ہمنے ابطح سے اور حکم کیا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عایشہ رض کے بھائی کو کہ عمرہ کراوین اونکو تنعیم سے اور تنعیم حرم مین نہین ہی اور دلیل قوی
یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ شَاءَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ
یعنی جو ان مقامون سے نہ آیا ہو تو وہ جہان سے چاہے احرام باندھے یہان تک کہ اہل مکہ مکے سے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص
جو شخص ارادہ احرام کا کرے وضو کرے او غسل کرنا اچھا ہی ف اسواسطے کہ غسل کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام
کے لیے روایت کیا اوسکو ترمذی نے زید بن ثابت سے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہی غریب ہی اور روایت کی حاکم نے ابن عباس سے
کہ غسل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پہنے کپڑے اپنے سو جب آئے ذو الحلیفہ مین پڑھین دو رکعتین پھر سوار ہوئے اونٹ پر
تو جب چڑھ چکے اوسپر احرام باندھا حج کے لیے اور کہا حاکم نے صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ یعنی یہ حدیث صحیح ہی اور نہین نکالا
اوسکو بخاری ومسلم نے اور نکالا ابن عمر رض سے کہ کہا انھون نے مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَغْتَسِلَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُحْرِمَ وَصَحَّحَهُ عَلٰى شَرْطِهِمَا
وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالْبَزَّارُ وَقَوْلُ الصَّحَابِيِّ مِنَ السُّنَّةِ حُكْمُهُ الرَّفْعُ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ یعنی کہا حضرت عبد اللہ
بن عمر رض نے کہ سنت ہی یہ بات کہ غسل کرے جب ارادہ احرام کا کرے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے بخاری ومسلم کی شرط پر اور نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ
اور بزار نے اور قول صحابی کا من السنة کہنا رفع کے ہی ص اور ایک ازار اور چادر پاک پہنے اور خوشبو لگاوے اور ایک دوگانہ
نفل پڑھے ف اسواسطے کہ پہنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار اور چادر اور صحابہ نے آپکے نکالا اوسکو بخاری نے
اور لیکن خوشبو لگانا سو اسواسطے کہ کہا حضرت عایشہ رض نے خوشبو لگائی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونون ہاتھون سے
جسوقت احرام باندھا آپنے اور لگائی مینے خوشبو آپکے جب کھولا احرام آپنے قبل طواف خانہ کعبہ کے اور اوس خوشبو مین مشک تھی
اور لیکن دو رکعتین نفل پڑھنا سو اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے دو رکعتین ذو الحلیفہ مین وقت احرام کے روایت کیا
اوسکو مسلم نے ابن عمر رض سے اور ایسا ہی کرتے تھے حضرت عمر بھی روایت کیا اوسکو بخاری نے اور روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
ابوداؤد اور حاکم نے بروایت ابن عباس کے ص تو اگر حج مفرد یعنی فقط حج کرتا ہی تو کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِیْ
وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ ای اللہ مین ارادہ کرتا ہون حج کا تو آسان کر تو اوسکو میرے واسطے اور قبول کر اوسکو میری طرف سے پھر
لبیک کہے بعد نماز کے اور نیت حج کی کرے اور وہ یہ ہی لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ
وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اور اس سے کم نکرے اور اگر زیادہ کرے تو درست ہی ف لیکن لبیک کہنا

بعد نماز کے اور حدیث سے ثابت ہی روایت کی ترمذی اور نسائی نے ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہی بعد نماز کے اور کہا ابن الہمام نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ثابت کیا اوسکو اور ذکر [illegible] ہر فرق کے لبیک سا کہے تو بھی درست ہے اور یہ بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے روایت کیا [illegible] اور [illegible] زیادہ کرنا [illegible] کچھ حرج نہیں اور دلیل ہماری یہ ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی نے زیادہ کیا ان کلمات پر لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک والرغباء الیک مروی ہے صحاح اور زیادہ کیا [illegible] ایک روایت مین کہ زیادہ کرتے تھے لوگ ان کلمات پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تھے اور کچھ نہیں کہتے تھے اور زیادہ کیا ابن مسعود نے [illegible] اسحٰق بن [illegible] امام حسن [illegible] ان کلمات پر زیادہ کیا اسکو ابن سعد نے طبقات مین واللہ اعلم [illegible] اور [illegible] لبیک [illegible] احرام اوسکا [illegible] اور فحش کلام [illegible] اور ذکر کرنے کو جماع سے [illegible] روایت [illegible] عبداللہ بن عباس سے جب یہ شعر پڑھا شعر وھن یمشین بنا ھمیسا [illegible] کہ معنی [illegible] ہمارے ساتھ [illegible] آواز [illegible] اگر [illegible] تو لوگون [illegible] آپ رفث کرتے ہین احرام مین تو فرمایا کہ رفث اسکو کہتے ہین [illegible] فسوق یعنی گناہون سے اور جدال سے [illegible] یا مشرکون سے [illegible] ف [illegible] فرمایا اللہ تعالی نے فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج یعنی نہین ہے رفث اور فسوق اور جدال حج مین حل اور نہ شکار کرے خشکی کا احرام مین اور دریا کا شکار منع نہین اور شکار کے جانور کو کسی کو بتلاوے اور نہ اوسکی طرف اشارہ کرے ف اسواسطے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے شکار کیا تھا ایک جانور وحشی کا اور وہ احرام سے نہ تھے تو پوچھا اصحاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکے کھانے کو سو فرمایا آپ نے کیا تم نے اوسکے شکار مین کچھ مدد کی تھی یا اشارہ کیا تھا کچھ تم نے کہا انھون نے نہین تب فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] باقی ہے روایت کیا اوسکو صحاب صحاح ستہ نے اور دوسرے [illegible] کرنے والا [illegible] کے ہے اور یہی حکم نیک کامون کے باب مین ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم الدال علی الخیر کفاعلہ یعنی بتانے والا بہتری کا مانند اوسکے کرنے والے کے ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے لا تقتلوا الصید وانتم حرم یعنی نہ شکار کرو جب احرام باندھے ہو تم حل اور پہیز کرے خوشبو لگانے سے اور ناخن [illegible] ف اور یہ منع حدیث مین وارد ہے حل اور مونہہ [illegible] اپنے سے اور سر ڈھاپنے سے ف اور امام شافعی کے نزدیک جائز ہے اسواسطے مرد کے چھپانا مونہہ کا اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام الرجل فی راسہ واحرام المرأۃ فی وجھھا یعنی احرام مرد کا اوسکے سر مین ہے اور احرام عورت کا اوسکے مونہہ مین ہے روایت کیا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے موقوفا ابن عمر سے اور ذکر کیا اوسکو مرفوع صاحب ہدایہ نے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے باب مین جب مرگیا تھا احرام مین کہ چھپاؤ مونہہ اوسکا اور نہ چھپاؤ سر اوسکا روایت کیا وہ اسکو امام شافعی اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک [illegible] باب مین جب وہ مرگیا تھا احرام مین کہ نہ چھپاؤ مونہہ اوسکا اور نہ چھپاؤ سر اوسکا اسواسطے کہ وہ اوٹھیگا دن قیامت کے لبیک کہتا ہوا اور دوسرے یہ کہ جب عورت نے باوجود اس بات کے کہ اوسکے مونہہ کھولنے مین خوف فتنے کا ہے مونہہ نہ [illegible]

مرد کو ضرور مونہہ کھولنا واجب ہوگا اور دلیل امام شافعی کی وہ بھی ہے جو روایت کی امام مالک نے حضرت عثمان سے کہ وہ چھپاتے تھے
مونہہ اپنا اور وہ محرم ہوتے تھے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے مرفوعاً اور کہا کہ صواب یہ ہے کہ موقوف ہو اور حدیث کا ہے **ص** اور سر
ہلانے سے اور داڑھی دھونے سے ساتھ خطمی کے **ف** اسواسطے کہ خطمی خوشبودار چیز ہے اور سر کے کیڑون کو قتل کرتی ہے اور غسل کرنا
احرام میں درست ہے اسواسطے کہ حضرت ابن عمر غسل کرتے تھے احرام میں روایت کیا اسکو مالک وغیرہ نے **ص** اور داڑھی کترنے
سے اور سر منڈانے سے اور بال چننے مونڈنے سے **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَحْلِقُوا رُؤُسَكُمْ حَتّٰى
يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ اور نہ مونڈو سر اپنا یہانتک کہ پہونچ جاوے قربانی اپنی جگہہ میں اور کترنا بھی مونڈنے کے حکم میں ہے **ص**
اور کرتا پہننے اور سراویل اور قبا اور عمامہ اور ٹوپی اور موزون کے پہننے سے **ف** اسواسطے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ان چیزون کے پہننے سے احرام میں روایت کیا اوسکو صحابہ کی جماعت نے اور اگر موزہ پہنے تو اوسکو کاٹ کے ٹخنون سے
نیچا کرلے اور اسی طرح اگر تہ بند نہو تو اوسکے بدلے سراویل پہن لیوے اور بعضون کے نزدیک کاٹ ڈالے اور پہن لیوے تہ بند کی جگہ
جو لوگ موزے کے کاٹنے کو کہتے ہیں دلیل لاتے ہیں ساتھ حدیث ابن عمر کے کہ فرمایا آپ نے اور نہ پہنے موزہ مگر جب پاوے نہ جوتیان تو کاٹ ڈالے اونکو
اور نیچا کرے ٹخنون سے اور جو کہتے ہیں کہ نہ کاٹے دلیل لاتے ہیں حدیث ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نہ پاوے تہ بند پہنے
سراویل اور جو نہ پاوے جوتہ پہن لیوے نعلین روایت کیا اسکو بخاری و مسلم و ابوداؤد وغیرہم نے **ص** اور اوس کپڑے سے جو خوشبودار
رنگ سے رنگا ہو مگر جبکہ دھل گیا ہو اور خوشبو نہ رہی ہو **ف** اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پہنو اوس کپڑے کو جسمین
زعفران یا ورس لگا ہو مگر جبکہ دھل گیا ہو ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور روایت کیا اوسکو بہت محدثین نے مثل طحاوی کے ابن عمر سے
ص اور حمام میں جانا اور سایہ لینا گھر سے اور محمل سے یعنی کجاوے سے جائز ہے **ف** اور کپڑا تان دینا واسطے سایہ کے
سر کے آگے ہمارے نزدیک جائز ہے اور امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے اور عثمان سے یہ منقول ہے روایت کی ابن ابی شیبہ نے ثنا وکیع ثنا
الصَّلْتُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ قَالَ رَأَيْتُ عُثْمَانَ بِالْاَبْطَحِ وَاِنَّ فُسْطَاطَهُ مَضْرُوْبٌ وَسَيْفُهُ مُعَلَّقٌ
بِالشَّجَرَةِ یعنی کہا عقبہ نے کہ دیکھا میں نے عثمان کو ابطح میں کہ خیمہ اونکا تنا ہوا تھا اور تلوار اونکی لٹکتی تھی درخت میں اور سایہ کیا
صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کپڑے کا بسبب گرمی کے حج میں روایت کیا اسکو مسلم نے حدیث ام الحصین میں اور حضرت عمر
ڈال دیتے تھے کمال کو درخت پر اور اوسکے سایہ میں بیٹھتے تھے اور آپ احرام سے ہوتے تھے اور حمام میں جانا درست ہے اسواسطے
کہ حضرت عمر نے غسل کیا اور آپ احرام سے تھے روایت کیا اسکو شافعی نے اور روایت کیا اسکو مالک نے موطا میں اور نقل کیا حضرت ابو ایوب
نے سر دھونے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے صحیحین میں وَاللّٰهُ اَعْلَمُ **ص** اور ہمیانی کا باندھنا جائز ہے کمر میں **ف**
یہ اسواسطے بیان کیا کہ احرام میں سیا ہوا کپڑا پہننا نہیں جائز ہے اور ہمیانی سی ہوئی ہے تو اسکا باندھنا ضرورت کے سبب سے جائز ہے
ص اور زیادہ کہے لبیک کو جب نماز پڑھ چکے یا کسی اونچی جگہہ پر چڑھے یا نیچی جگہہ میں اوترے یا سوارون سے ملاقات ہو اور جب صبح کا وقت ہو
ف اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہتے تھے اور صحابہ آپکے ان وقتون میں روایت کی ابن ابی شیبہ نے ثنا مُعَاوِيَةُ
عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ قَالَ كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ التَّلْبِيَةَ عِنْدَ سِتَّةٍ دُبُرِ الصَّلٰوةِ وَاِذَا اسْتَقَلَّتْ بِالرَّجُلِ
رَاحِلَتُهُ وَاِذَا صَعِدَ شَرَفًا اَوْ هَبَطَ وَادِيًا وَاِذَا لَقِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَبِالْاَسْحَارِ یعنی تھے صحابہ کہ مستحب جانتے لبیک کہنے

جسجگہ پر پہنچے نماز کے اور جب سامنے آوے مرد کے سواری اوسکی اور جب چڑھے چڑھائی پر اور جب اوترے اوتار مین اور جب ملاقات کرین بعض بعض سے اور صبح کے وقت اور روایت کی ابن ناجیہ نے فوائد مین جابر رضی سے قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ اِذَا لَقِيَ رَاكِبًا یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے جب ملاقات کرتے سواروں کی اور ذکر کیا انھون نے سب مقامون کو سوا اسکے کہ جب سامنے آوے سواری جیسا کہ روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے **ص** اور جب داخل ہووے مکے مین پہلے جاوے مسجد حرام مین **ف** اسواسطے کہ صحیحین مین ہی کہ جب آتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے شروع کرتے تھے مسجد سے تو پڑھتے تھے اسمین دو رکعتین قبل بیٹھنے کے پھر بیٹھتے تھے ساتھ آدمیون کے اور نہین ہی مضایقہ اسمین کہ جاوے مسجد مین رات کو یا دن کو روایت کی نسائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے مکے مین رات کو اور دن کو داخل ہوئے تھے حج وداع مین رات کو اور دن کو عمرے مین **ص** اور جب دیکھے خانہ کعبہ کو تکبیر اور تہلیل کہے **ف** تہلیل کے معنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا روایت ہی عطا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جاتے تھے خانہ کعبہ کے پاس کہتے تھے اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَيْتِ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ ضِيْقِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اور اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ اور اوس مقام پر اللہ تعالی سے جنت مین داخل ہونا بغیر حساب و کتاب کے مانگے کیونکہ دعا قبول ہوتی ہی وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے **ص** پھر سامنے جاوے حجر اسود کے اور تکبیر کہے اور تہلیل کہے اور اوٹھاوے دونون ہاتھ مانند نماز کے اور چوم لیوے اوسکو مونہہ لگا کے اور اگر چومنا نہو سکے تو پہلے اوسکو ہاتھ سے چھوے پھر ہاتھ چوم لیوے اور اگر یہ بھی بوجہ ہجوم کے نہو سکے تو سامنے اوسکے جاوے اور تکبیر اور تہلیل کہے اور تعریف کرے اللہ تعالی کی اور درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر **ف** لیکن سامنے جانا حجر اسود کے اور تکبیر کہنا اور تہلیل کہنا حدیث سے ثابت ہی روایت کی امام احمد نے مسند مین سعید بن مسیب سے انھون نے حضرت عمر رض سے کہ کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اونکے تم ایک مرد قوی ہو سو نہ مزاحمت کرو لوگون کی نزدیک حجر اسود کے تو ایذا ہو گی ضعیف کو اگر تو خالی پاوے تو چوم لے اوسکو ورنہ سامنے اوسکے جاؤ اور تکبیر اور تہلیل کرو اور ہاتھ اوٹھانا اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہاتھ اوٹھائے جاوین مگر سات جگہہ مین اور ذکر کیا انمین سے وقت چومنے حجر اسود کے ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور نہین ہی یہ قول اس حدیث مین جیسا کہ کتاب الصلوۃ مین یہ حدیث گذری اور چومنا سو اس طرح چاہیے کہ اوسپر دونون ہاتھ رکھے اور مونہہ لگا کے چوم لیوے اسواسطے کہ صحیحین مین ہی کہ حضرت عمر رض آئے حجر اسود پاس اور چوما اوسکو اور کہا قسم اللہ کی مین جانتا ہون کہ تو پتھر ہی نہ تو ضرر کر سکتا ہی نہ نفع کر سکتا ہی اور اگر مین نہ دیکھتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ چومتے تھے تجھکو نہ چومتا مین تجکو اور مروی ہی حضرت ابن عباس رض سے کہ وہ چومتے تھے حجر اسود کو اور سجدہ کرتے تھے اوسپر یعنی سر اپنا واسطے چومنے کے اوسپر رکھ دیتے تھے اور کہا انھون نے کہ دیکھا مینے عمر رض کو کہ چومتے تھے اوسکو اور سجدہ کرتے تھے اوسپر اور پھر کہا کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کیا تھا ایسا ہی سو کرتا ہون مین اوسکو روایت کیا اسکو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور روایت کی حاکم نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے حجر اسود پر بعد بوسہ لینے کے اور ایسا ہی کرتے تھے ابن عباس اور کہا کہ دیکھا مینے عمر کو کہ بوسہ دیا اوسکو پھر سجدہ کیا اوسپر اور کہا کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ایسا ہی سو کرتا ہون مین اوسکو روایت کیا اسکو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور جب ہجوم ہو تو چومنے سے باز رہے تاکہ کسکو اذیت نہو اسواسطے کہ چومنا سنت ہے اور مسلمانون کے ایذا دینے سے

باز رہنا واجب ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ یعنی مسلمان
وہ شخص ہی کہ بچین مسلمان اوسکی زبان اور ہاتھ سے یعنی کسیکو زبان سے کچھ بُرا نکہے اور نہ ہاتھ سے کچھ اذیت دیوے ص اور طواف
کرے خانہ کعبہ کا طواف قدوم اور سنت ہی یہ طواف واسطے آفاقی کے پھر اضطباع کیے ہوئے داہنی طرف کو چلے اور طواف کو
حجر اسود سے شروع کرے اور طواف مین حطیم کو بھی شامل کر لیوے اور اضطباع اوسکو کہتے ہین کہ چادر کو داہنی بغل کے نیچے کر کے
دونون کنارے اوسکے بائین کندھے پر ڈالے اور سات پھیرے اسی طرح کرے ف حطیم ایک مقام ہی کہ اوسمین میزاب ہی قریش
نے جب کعبہ بنایا اور پھر اتنا مال حلال نہ پایا کہ اوتنی جگہ کو بھی کعبے مین داخل کرین تو اوسکو باہر رکہا تھا اور اسی واسطے اوسکو حطیم کہتے ہین
یعنی ٹوٹا ہوا اور ایسا ہی طواف کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ترمذی اور ابن ماجہ نے یعلی بن امیہ سے کہ طواف کیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اضطباع کر کے ساتھ ایک چادر سبز کے اور مروی ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نذر کی تھی
انھون نے کہ اگر فتح ہوگا مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر پڑھینگی اوسمین دو رکعتین سو جب فتح ہوا مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عایشہ کا ہاتھ پکڑا اور کر دیا اونکو حطیم مین اور فرمایا کہ پڑھ اس جگہہ اسواسطے کہ حطیم خانہ کعبہ سے ہی اور تیری قوم نے
جب نہ پایا اونکو خرچ تو خارج کیا اوسکو خانہ کعبہ سے تو اگر نہ قریب ہوتا زمانہ جاہلیت کا البتہ مین توڑتا کعبے کی بنا کو اور بناتا مین اوسکو
جیسا حضرت ابراہیم نے اوسکو بنایا تھا اور داخل کرتا مین حطیم کو کعبے مین اور چوکھٹ کو زمین سے ملا دیتا اور کرتا مین اوسکے دو دروازے
ایک دروازہ شرقی اور ایک دروازہ غربی اور اگر مین جیونگا اگلے سال تک تو کرونگا ایسا ہی روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داؤد
ترمذی وغیرہم نے تو نہ جیتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگلے سال تک اور نہ فراغت ہوئی خلفاے راشدین کو اس امر کی
یہان تک کہ زمانہ ہوا حضرت عبد اللہ بن زبیر رض کا اور سنی تھی انھون نے یہ حدیث حضرت عایشہ رض سے تو کیا انھون نے ایسا ہی اور ظاہر کیے
قواعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ ع کے او بنا کیا اوسکو جیسا بنا کیا تھا انھون نے بہت لوگون کے سامنے اور داخل کیا حطیم کو خانہ کعبہ
مین تو جب قتل کیا حجاج ظالم نے اونکو بُرا جانا اوسنے کعبے کو رکہنا اس طور پر کہ بنایا تھا اوسکو عبد اللہ بن زبیر نے اور کر دیا اوسکو
جیسا تھا جاہلیت مین تو جب حطیم خانہ کعبہ سے ٹھہرا تو اس صورت مین طواف حطیم کو اندر کر کے کیا جاویگا یہان تک کہ اگر خالی
جگہہ مین داخل ہوکر طواف مین حطیم کو چھوڑ دیا نہین جائز ہوگا لیکن اگر کوئی مصلی مونہہ کر کے حطیم کی طرف نماز پڑھیگا جائز نہوگی سواے
کہ مونہہ کرنا طرف کعبے کے قرآن شریف سے ثابت ہی تو نہین ادا ہوگا ساتھ خبر واحد کے اور طواف مین احتیاط کے واسطے داخل کیا
اسکو یہ مضمون شرح وقایہ کا ہی ص اور پہلے تین پھیرون مین رمل کرے اور ایک پھیرا تمام ہوتا ہی حجر اسود سے حجر اسود تک اور
رمل اوسکو کہتے ہین کہ دونون کندھون کو ہلاتے ہوئے اکڑتے ہوئے جلدی جلدی چلنا جیسے سپاہی معرکے مین کرتے ہین اور سبب اسکا
شجاعت دکھلانا تھا مشرکین کو کیونکہ کہاتھا انھون نے واسطے صحابہ کے ضعیف کیا اونکو یثرب یعنی مدینے کے بخار نے پھر باقی رہا یہ حکم
اپنے حال پر بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ف اور روایت کیا بخاری مسلم نے اس حدیث کو ابن عباس سے اور آئی ہین اس باب مین
بہت حدیثین ص اور جب حجر اسود پر گذرے بوسہ دے اسی طرح ہر پھیرے مین اور بوسہ دیوے رکن یمانی کو اور وہ مستحب ہی پھر ختم کرے
طواف کو ساتھ بوسہ لینے حجر اسود کے پھر پڑھے دو رکعت اور دو رکعتین پڑھنا واجب ہین ہر طواف مین ساتھ پھیرون کے بعد مقام ابراہیم
ن یا جس جگہہ میسر ہو جاوے مسجد میں سے ف کیونکہ حدیث جابر رض مین ہی کہ جب آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مقام ابراہیم پر فرمایا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى یعنی لو مقام ابراہیم کا مصلی تو اس سے وجوب اس نماز کا
ثابت ہوتا ہے اور وجوب صاحب ہدایہ نے دلیل وجوب کی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وَلْيُصَلِّ الطَّائِفُ لِكُلِّ اُسْبُوْعٍ
رَكْعَتَيْنِ یعنی طواف کرنے والا پڑھے بعد ہر سات پھیروں کے دو رکعتین بیان کیا ہے نہیں پایا گیا ہاں فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ثابت ہے صحیحین میں ہے حدیث ابن عمر رض سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف کرتے تھے حج اور عمرے میں تو آپ جلدی چلتے تھے
پہلے تین پھیروں میں اور آہستہ چلتے تھے پچھلے چار پھیروں میں پھر پڑھتے تھے دو رکعتین اور روایت کی عبد الرزاق نے مرسل ابن جریج سے
انہوں نے عطا سے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ لِكُلِّ اُسْبُوْعٍ رَكْعَتَيْنِ یعنی تھے پڑھتے بعد طواف
کے دو رکعتین **ص** پھر لوٹ آوے اور چومے حجر اسود کو **ف** حدیث جابر میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ چکے دو رکعتین
لوٹ آئے طرف حجر اسود کے **ص** اور نکلے اور چڑھے صفا پہاڑ پر اور مونہہ کرے طرف خانہ کعبہ کے اور تکبیر کہے اور تہلیل کہے
اور درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اوٹھاوے دونوں ہاتھ اور دعا مانگے جو جی چاہے **ف** اسواسطے کہ حدیث جابر
میں ہے سو چڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر یہاں تک کہ دیکھا خانہ کعبہ کو سو توحید بیان کی اللہ تعالی کی اور مونہہ کیا قبلے
کی طرف اور تکبیر کہی اور فرمایا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ پھر دعا کی درمیان اسکے
اور کہا مانند اسکے تین بار اور ماثور یہ ہے کہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ
كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ اور اوٹھاوے دونوں ہاتھ واسطے دعا کے اور درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر دعا مانگے اور
جب وہاں سے اوترے کہے اَللّٰهُمَّ اسْتَعْمِلْنِيْ بِسُنَّةِ نَبِيِّكَ وَتَوَفَّنِيْ عَلٰى مِلَّتِهٖ وَاَعِذْنِيْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ **ص** پھر چلے طرف مروہ پہاڑ کے دوڑتا ہوا درمیان دو میلوں سبز اور سرخ کے اور چڑھ جاوے
اوسپر اور کرے جیسا کیا تھا صفا پر اسی طرح کرے سات بار شروع کرے صفا سے اور ختم کرے مروہ پر **ف** یہ دو میل نشان ہیں بطن وادی
میں درمیان صفا اور مروہ کے تو جب پہونچے بطن وادی میں درمیان ان دونوں میلوں کے کہے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ
عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ یہ مروی ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رض سے اور کہے مروہ پر مثل صفا کے اور صفا کی طرف
جس دروازے سے چاہے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تھے دروازۂ بنی مخزوم سے روایت کی طبرانی نے
ابن عمر رض سے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ اِلَى الصَّفَا مِنْ بَابِ بَنِيْ مَخْزُوْمٍ
وَاَسْنَدَ اَيْضًا عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَنْ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ مِنْ بَابِ الصَّفَا وَروی
ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ عَطَاءٍ مُرْسَلًا اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ اِلَى الصَّفَا مِنْ بَابِ بَنِيْ مَخْزُوْمٍ یعنی نکلے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے بنی مخزوم سے اور کہا جابر نے باب صفا سے اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ نکلے صفا کو
دروازۂ بنی مخزوم سے اور سات بار صفا سے مروہ کو جانا حدیث سے ثابت ہے صحیحین میں ہے ابن عمر رض سے کہ آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں
سو طواف کیا خانہ کعبہ کا سات بار اور پڑھیں پیچھے مقام ابراہیم کے دو رکعتین اور طواف کیا درمیان صفا اور مروہ کے سات بار
[illegible] کہا [illegible] فرمایا حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسْعَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ عَلَیْکُمُ السَّعْيَ یعنی دوڑو اسواسطے کہ فرض کیا اللہ نے تمپر دوڑنا یعنی درمیان صفا اور مروہ کے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا یعنی نہیں گناہ ہے اوسپر کہ طواف کرے درمیان ان دونون کے ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور ذکر کیا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور یوں ہی حدیث یون ہے عَنْ صَفِیَّۃَ بِنْتِ شَیْبَۃَ عَنْ حَبِیْبَۃَ بِنْتِ اَبِیْ تُجْرَاۃَ اِحْدٰی نِسَاءِ بَنِیْ عَبْدِ الدَّارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَطُوْفُ وَالنَّاسُ بَیْنَ یَدَیْہِ وَھُوَ وَرَاءَھُمْ وَھُوَ یَسْعٰی حَتّٰی اَرٰی رُکْبَتَیْہِ مِنْ شِدَّۃِ مَا یَسْعٰی وَھُوَ یَقُوْلُ اِسْعَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ عَلَیْکُمُ السَّعْيَ اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور طریقے سے کہا صاحب تنقیح نے اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ یعنی اسناد اوسکی صحیح ہے اور صفا سے اسواسطے شروع کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ یعنی صفا اور مروہ اللہ کی نشانیون مین سے ہین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِبْدَءُوْا بِمَا بَدَاَ اللّٰہُ بِہٖ یعنی شروع کرو اوس سے جس سے شروع کیا اللہ تعالیٰ اور شروع کیا اللہ تعالیٰ نے صفا سے اپنے کلام مین روایت کیا اس حدیث کو اس لفظ سے نسائی اور دارقطنی نے اور اخراج کیا اوسکا مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی ابن ماجہ مالک وغیرہم نے **ص** اور ایک پھیرا صفا سے مروہ تک کا ہوتا ہی پھر مروہ سے صفا تک دوسرا پھیرا تو شروع کرے دوڑنے کو صفا سے اور ختم کرے اوسکو ساتوین بارمین مروہ پر اور روایت طحاوی مین ہی کہ سعی صفا سے مروہ تک ہی پھر مروہ سے صفا تک ایک پھیرا ہی حاصل یہ ہی کہ صفا سے جانا اور پھر صفا پر آنا یہ ایک پھیرا ہی تو اس حساب سے چودہ پھیرے ہونگے اور ختم صفا پر ہوگا اور صحیح اول مذہب ہی پھیر مقیم رہے مکے مین اور احرام باندھے رہے اور طواف کرے خانہ کعبہ کا نفل جتنا چاہے **ف** اسواسطے کہ طواف مثل نماز کے ہی اور نماز نفل کا کوئی وقت معین نہین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلطَّوَافُ بِالْبَیْتِ صَلٰوۃٌ یعنی طواف خانہ کعبہ کا مثل نماز کے ہی اِلَّا اَنَّ اللّٰہَ اَحَلَّ فِیْہِ الْمَنْطِقَ فَمَنْ نَطَقَ فَلَا یَنْطِقُ اِلَّا بِخَیْرٍ یعنی حلال کیا اللہ تعالیٰ نے اوسمین کلام کو سو جو کوئی کلام کرے تو نکرے مگر بہتر اور یہ حدیث مرفوع اور موقوف دونون طرح مروی ہی لیکن مرفوع سو روایت سفیان سے انھون نے عطا بن سائب سے انھون نے طاؤس سے انھون نے ابن عباس سے روایت کیا اوسکو حاکم اور ابن حبان نے اور نکالا اوسکو بیہقی نے روایت موسی بن اعین سے انھون نے لیث بن ابی سلیم انھون نے عطا سے انھون نے طاؤس سے مرفوعًا ساتھ اوسی لفظ کے اور روایت کیا انھون نے اوسکو اور طریقے سے اور روایت کیا اوسکو ثقات نے موقوفًا لیکن عطا ابن السائب ثقہ ہی اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہی اور حفظ اوسکا اخیر مین متغیر ہو گیا تھا اور جسنے اوس سے قبل تغیر کے سنا تو روایت اوسکی صحیح ہی اور سفین نے اوس سے قبل تغیر کے سنا ہی اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے طاؤس سے انھون نے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلطَّوَافُ بِالْبَیْتِ صَلٰوۃٌ فَاَقِلُّوْا فِیْہِ الْکَلَامَ یعنی طواف خانہ کعبہ کا نماز ہی سو کم کرو اوسمین کلام **ص** اور خطبہ پڑھے امام مکے مین ساتوین تاریخ اور سکھائے اوسمین طریقے حج کے مثلًا نکلنا طرف منی کے اور نماز اور کھڑا ہونا عرفات مین اور افاضہ یعنی لوٹنا اوس جگہ سے انکے سب کے طریقے بتلاوے اور دوسرا خطبہ نوین تاریخ دن عرفات کے اور تیسرا خطبہ گیارھوین تاریخ منی مین تو ہر خطبے مین ایک دن کا فاصلہ چاہیے **ف** ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی اور اسی طرح پڑھا حضرت ابوبکرؓ نے اور امام زفر کے نزدیک تین دن برابر خطبہ پڑھے آٹھوین تاریخ سے دسوین تک **ص** پھر نکلے صبح کے وقت دن ترویہ کے یعنی آٹھوین تاریخ ذیحجہ کے اور ترویہ کے معنی سیراب کرنے کے این

اور عرب لوگ آج کے دن مین اونٹون کو سیراب کرتے تھے منی کی طرف اور ٹھہرے وہان ورعرفے کے فجر تک پھر وہان سے عرفات کو جاوے
ف اور ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث جابر مین ہی کہ جب ہوا دن ترویہ کا توجہ کی انھون نے طرف منی کے
اور اہلال کیا ساتھ حج کے سو سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پڑھین اونکے ساتھ ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا اور
فجر پھر ٹھہرے تھوڑی دیر یہان تک کہ طلوع ہوا آفتاب اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ نماز فجر کی دن ترویہ مین مکے مین ادا کرے
اور جب عرفات کو جاوے کہے اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَوَجْھَکَ اَرَدْتُّ فَاجْعَلْ ذَنْبِیْ
مَغْفُوْرًا وَّحَجِّیْ مَبْرُوْرًا وَّارْحَمْنِیْ وَلَا تُخَیِّبْنِیْ وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
اور لبیک کہے اور تکبیر کرے اور تہلیل کرے اور مروی ہی یہ ابن مسعودؓ سے روایت کیا اوسکو ابو ذر نے ص اور عرفات مین جہان چاہے
ٹھہرے مگر بطن عرنہ مین کہ ایک مقام ہی اوس جگہہ نہ ٹھہرے ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرفہ سب ٹھہرنے کی جگہہ ہی اور
نہ ٹھہرو بطن عرنہ مین اور مزدلفہ سب وقوف کی جگہہ ہی اور نہ ٹھہرو بطن محسر مین روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور حاکم نے ابن عباس سے
اور کہا کہ صحیح ہی اوپر شرط مسلم کے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین ابن عمر سے اور ابو ہریرہ سے مانند حدیث ابن عباس کے
اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور اسناد اوسکی ضعیف ہی ص اور جب زوال ہو آفتاب کا خطبہ پڑھے امام دو خطبے مانند
جمعے کے اور سکھائے اوسمین طریقے حج کے مثلا کھڑا ہونا عرفے مین اور مزدلفہ مین اور رمی جمار اور نحر اور حلق اور طواف زیارت
ف اور یہ مروی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اخراج کیا اوسکا ابو داؤد اور امام احمد وغیرہ نے ص اور پڑھے اونکے
ساتھ ظہر اور عصر کو وقت ظہر مین ساتھ ایک اذان اور دو اقامتون کے ف اور جمع کرنا اس مقام مین صحیح حدیثون سے
ثابت ہی ذکر کیا ہمنے اونکو کتاب الصلوۃ مین ص اور شرط ہی اسکے واسطے یہ کہ امام ہو اور احرام سے ہو دونون نمازون مین تو نہین
جائز ہوگی عصر اوسکی ساتھ امام کے جسنے نہین پڑھی ظہر ساتھ جماعت کے اور جسنے احرام نہین باندھا اور جس شخص نے کہ ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی اور
احرام باندھا تو نہین جائز ہی عصر اوسکو پڑھنا ساتھ امام کے مگر وقت عصر مین ف اور ظہر جائز ہی کیونکہ ظہر تو اپنے وقت مین ہی
اور عصر نہین جائز ہی وقت ظہر مین مگر ساتھ شرط جماعت کے ظہر اور عصر مین اور احرام کے دونون نمازون کے وقت مین ص پھر جاوے
طرف موقف کے اور غسل کرنا اوسوقت سنت ہی ف تو اگر فقط وضو کیا جائز ہی اور دلیل سنت ہونے غسل عرفے کی کتاب الصلوۃ
مین گذری ص اور کھڑا ہو امام اونٹ پر قریب جبل رحمت کے مونہہ قبلے کی طرف کرکے اور دعا مانگے خوب کوشش اور عجز و زاری
سے اور سکھائے طریقے حج کے اور کھڑے ہووین لوگ پیچھے امام کے نزدیک اور مونہہ سب کا قبلے کی طرف ہووے اور امام کے کلام کو سنین
ف لیکن کھڑا ہونا امام کا سواری پر سو اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے اونٹ پر روایت کی یہ جابر نے اور مونہہ کرنا قبلے
کی طرف سو اسواسطے کہ ذکر کیا صاحب ہدایہ نے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خَیْرُ الْمَوَاقِفِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ یعنی بہتر
موقف وہ ہین کہ مونہہ ہووے اونمین طرف قبلے کے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین پائی گئی لیکن روایت کی حافظ ابو نعیم نے
تاریخ اصبہان مین محمد بن صلت سے انھون نے ابن شہاب سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
خَیْرُ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ یعنی بہتر مجلسین وہ ہین کہ مونہہ ہو اونمین طرف قبلے کے اور روایت کیا حاکم نے
ویسا ہی ایک حدیث طویل کو اور اول اوسکا یہ ہی اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ شَرَفًا وَّاِنَّ شَرَفَ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ

اور ضعیف کیا گیا ہے ساتھ ہشام بن ابی زیاد کے اور مرفوع ہے ابن عمرؓ سے اَکْرَمُ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ اور اسناد مین اوسکی حمزۂ نصیبی ہے منسوب ہے طرف وضع کے اور لیکن دعا کرنا سو اسواسطے کہ روایت کی بزار نے ابن عباسؓ سے انھون نے فضل سے کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوئے عرفے مین دعا کرتے تھے دونون ہاتھ کھینچکے جیسے کوئی کھانا طلب کرتا ہے اور اسناد مین اوسکی حسین بن عبداللہ ہے ضعیف کیا اوسکو نسائی اور ابن معین نے لیکن کہا ابن عدی نے کہ لکھی جاویگی حدیث اوسکی کیونکہ نہین دیکھی مینے اوسکی کوئی حدیث منکر کہ تجاوز کرے حد کو علاوہ اسکے روایت کی بیہقی نے ابن عباسؓ سے کہ دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یَدْعُوْ بِعَرَفَةَ يَدَاهُ إِلٰى صَدْرِهٖ كَالْمُسْتَطْعِمِ الْمِسْكِيْنِ دعا مانگتے تھے عرفے مین اور دونون ہاتھ اونکے سینے تک تھے جیسے کھانا مانگنے والا مسکین اور کوشش کرے دعا مین اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہے کہ دعا مانگی آپ نے کوشش سے اس مقام مین اپنی امت کیواسطے سو قبول ہوئی دعا اونکی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے آخر حدیث تک اور لبیک اس مقام پر دمبدم کہے اور امام مالک کے نزدیک اس مقام مین لبیک موقوف کرے اور دلیل ہماری یہ ہے جو مروی ہے صحاح ستہ مین فضل بن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہا کرتے یہان تک کہ رمی کرتے جمرۂ عقبہ کی اور زیادہ کیا ابن ماجہ نے کہ جب رمی کر چکتے تھے جمرۂ عقبہ کی موقوف کرتے تھے لبیک کو اور جمرۂ عقبہ کا بیان آگے آویگا **ص** اور جب غروب ہو جاوے آفتاب دن عرفے کے آوے مزدلفہ مین اور جہان چاہے وقوف کرے مگر وادی محسر مین **ف** نہ ٹھہرے اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور اوترے نزدیک جبل قزح کے اور پڑھے مغرب اور عشا کو ساتھ اذان اور اقامت کے وقت مین عشا کے مغرب کو بھی پڑھے اور اس مقام مین جمع کرے **ف** اور ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علیؓ سے کہ وقوف کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہان تک کہ ڈوب گیا آفتاب اور جب ڈوب چکا چلے وہان سے یہان تک کہ آئے مزدلفہ مین اور پڑھین لوگون کے ساتھ دونون نمازین مغرب اور عشا کی اور جب صبح ہوئی آئے قزح پہاڑ پر اور وقوف کیا اوسپر صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور بعد آفتاب کے ڈوبنے کے وہان سے چلنا اسمین مخالفت مشرکین کی ہے جیسا روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین مسور بن مخرمہ سے کہ کہا انھون نے خطبہ پڑھا ہمپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات مین اور حمد کی اللہ تعالی کی اور ثنا کی اوسپر پھر فرمایا اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَهْلَ الشِّرْكِ وَالْاَوْثَانِ كَانُوْا يَدْفَعُوْنَ مِنْ هٰذَا الْمَوْضِعِ اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رُءُوْسِ الْجِبَالِ كَاَنَّهَا عَمَائِمُ الرِّجَالِ عَلٰى رُءُوْسِهَا وَاِنَّا نَدْفَعُ بَعْدَ اَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ الحدیث یعنی مشرک اس مقام سے قبل غروب آفتاب کے جاتے ہین اور ہم بعد آفتاب کے ڈوبنے کے جاتے ہین اور اگر خوف ہو ازدحام کا تو ٹھہر جانے مین کچھ حرج نہین اور جب ہجوم موقوف ہو جاوے وہان سے روانہ ہو روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ حضرت عائشہؓ منگاتی تھین پانی اور افطار کرتی تھین پھر وہان سے جاتی تھین **ص** اور جسنے مغرب کی نماز راستے مین پڑھ لی پھر دوہرا کر یا عرفات مین پڑھ لی تو بھی اعادہ کرے جب تک فجر نہ طلوع ہووے کیونکہ اوسنے اگر نماز پڑھی مغرب کی قبل وقت عشا کے نہین جائز ہے نزدیک امام ابوحنیفہ اور محمد کے تو واجب ہے اعادہ اوسکا جب تک کہ فجر طلوع نہووے اور پڑھے صبح کی نماز تاریکی مین **ف** اسواسطے کہ روایت کی ابن مسعودؓ نے کہ پڑھی اوس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کی قبل وقت

ہوا کے روایت کیا اسکو بزار [illegible]

یہی ہی کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معلوم ہوئی اونکو صبح ساتھ اذان اور اقامت کے پیچھے سوار ہوئے قصوا پر
یہان تک کہ آئے مشعر حرام مین اور منہ کیا طرف قبلہ کے اور دعا مانگی اور تکبیر اور تہلیل کہی اور توحید بیان کی اللہ تعالی کی تو
آپ وقوف کرتے رہے یہان تک کہ خوب روشنی ہوگئی سو وقوف کیا آفتاب کے طلوع ہونے تک ص اور یہ وقوف ہمارے نزدیک
واجب ہی اور رکن حج کا نہین ف اور امام شافعی کے نزدیک رکن ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ
الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ نے اور یہ وہم ہی کیونکہ امام شافعی کی کتابون مین اس وقوف کو سنت لکھا ہی
اور دلیل ہماری ابن الہمام نے فتح القدیر مین بیان کی ہی اور ایک دلیل یہ ہی جو روایت کی اصحاب سنن نے ابن عباس سے کہ تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے اپنے گھر کے ضعیفون کے پاس تاریکی مین یعنی رات باقی ہوتی تھی اور فرماتے تھے کہ نہ رمی کرین جمرہ کی یہان تک
کہ طلوع ہو آفتاب اگر رکن ہوتا تو نہ حکم کرتے آپ اونکو ترک کا اور وجوب کی دلیل یہ ہی کہ روایت کی ابو داود اور ترمذی و نسائی
ابن ماجہ نے عروہ بن مضرس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاضر ہو ہماری اس نماز مین اور وقوف کرے ہمارے ساتھ
یہان تک کہ کوچ کرین اور وقوف کیا تھا اوسنے عرفات مین رات یا دن سو تمام ہوا حج اوسکا کہا حاکم نے صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ كَافَّةِ الْحَدِيْث
یعنی صحیح ہی اوپر شرط اکثر محدثین کے اور تفصیل فتح القدیر مین ہی ص اور جب خوب فجر روشن ہو جاوے آئے منی مین اور رمی کرے
جمرہ عقبہ کی بطن وادی سے سات بار انگلیون سے اور تکبیر کہے ساتھ ہر کنکری کے ف یعنی سات کنکریان چھوٹی چھوٹی لیکے پھینکے اور
منی ایک بستی ہی اطراف مکے مین اور چھوٹی کنکریان اسواسطے پھینکے کہ ذلت ہو شیطان کی اور تاکہ لوگون کو اذیت نہو اور جس
مقام سے چاہے کنکریان اوٹھالے مگر نزدیک جمرہ کی کیونکہ اوسکے نزدیک جو کنکریان ہین مردود ہین اور یہ حدیث مین وارد ہی اور جمرہ کے
معنی چھوٹا سنگریزہ اور عقبہ تنگ گھاٹی کو جو پہاڑون مین ہوتی ہی کہتے ہین اور کہا حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ نے کیا حال ہی سنگریزون کا کہ پھینکتے
لوگ اسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے اور وہ معلوم نہین ہوتین اور اب تک تو چاہیے تھا کہ ایک پہاڑ کنکریون کا ہو جاتا سو کہا
حضرت ابن عباس رضی اللہ نے کہ نہین جانا تو نے جسکا حج قبول ہو جاتا ہی تو اوسکی کنکریان اوٹھتی جاتی ہین اور جسکا قبول نہین ہوتا اوسی جگہہ
پڑی رہتی ہین کہا مجاہد نے کہ جب سنا مینے یہ اوس سے تو مینے اپنی کنکریون پر نشانی مقرر کردی پھر آیا مین پاس جمرہ کے اور ڈھونڈھا مینے
اونکو سو نہ پایا مینے اور جائز ہی رمی جو قسم سے زمین کے ہی مثلا کنکر پتھر مٹی وغیرہ نہ لعل اور یاقوت اور چاندی اور سونا اور پیسا
اور چھوٹی کنکریان انگوٹھے اور کلمے کی اونگلی سے پھینکنا چاہیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ
یعنی لازم ہی تمپر پھینکنا کنکریون کا اونگلیون سے اور مروی ہی یہ صحاح مین روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے اور آسان یہ ہی کہ کنکری کو
انگوٹھے اور کلمے کی اونگلی کے کنارے سے پکڑے اور اوسکو پھینکے اور اگر بڑی کنکریان پھینکے درست ہی سوا اسکے کہ بڑے بڑے پتھر نہ پھینکے
کہ لوگون کو اذیت ہو اور اگر رمی کی عقبہ کے اوپر سے درست ہی لیکن مستحب یہ ہی کہ بطن وادی سے کرے کیونکہ روایت کی ابو داود نے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمی کرتے تھے جمرہ کی بطن وادی سے اور آپ سوار تھے تکبیر کہتے تھے ساتھ ہر کنکری کے آخر حدیث تک یہان تک کہ ازدحام ہوا
تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جھگڑا کرین بعض تم مین بعض سے اور جب پھینکو تم تو پھینکو مثل کنکری خذف کے یعنی چھوٹی کنکریان اونگلیون سے
اور مروی ہی یہ بہت احادیث مین اور اگر بدلے تکبیر کے سُبْحَانَ اللّٰهِ کہا تو جائز ہی اور لبیک کہنا موقوف کرے جب پہلی کنکری پھینکے
ایسا ہی کرتے تھے سردار ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر کنکری کو ڈالا دلوے کافی ہو جاویگا لیکن مخالف ہوگی

مطلب وقوف مزدلفہ تمام قزح ... صلی اللہ علیہ ... یعنی ... مشعر ... تعالی ... فصل

سنت کی اور جسقدر پھینکے کہ کنکری پانچ گز تک جاتی ہے ایسے ہی روایت کی حسن نے امام ابوحنیفہ سے اور اگر کنکری کو پھینکا اور وہ گر پڑی قریب جمرہ کے کافی ہی اور اگر وہان سے دور جا پڑی نہین جائز ہی ص اور موقوف کرے لبیک کو جب اول کنکری رمی کرے ف اور دلیل اسکی اوپر گذری ص پھر ذبح کرے اگر چاہے پھر قصر کرے اور حلق افضل ہی ف اور قربانی کرنا اس حج مین لازم نہین لیکن اگر چاہے تو کرے روایت کی جماعت نے سوا ابن ماجہ کے حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے منی مین سو آئے جمرہ کے پاس اور رمی کی پھر اپنے مقام پر آئے منی مین اور قربانی کی پھر کہا واسطے حجام کے لے اشارہ کیا طرف داہنی طرف کے پھر بائین طرف پھر شروع کیا آپنے دینا بالون کا لوگون کو اور اسی طرح سر منڈانا سنت ہی ص اور اب حلال ہوئین اوسکے واسطے سب چیزین مگر عورتین ف اور امام مالک کے نزدیک خوشبو لگانا بھی درست نہین اور ہمارے نزدیک حلال ہی دلیل امام مالک کی یہ ہی کہ روایت کی حاکم نے مستدرک مین عبد اللہ بن زبیر رض سے کہ کہا انھون نے سنت سے حج کی یہ بات ہی کہ جب رمی کر چکے تو اوسکو حلال ہو گئین اوسکو سب چیزین سواے عورات اور خوشبو کے یہان تک کہ زیارت کرے خانہ کعبہ کی اور کہا حاکم نے صحیح ہی اوپر شرط بخاری و مسلم کے اور قول صحابی کا سنت سے ہی حکم رفع مین ہی اور عمر رض سے ہی کہ کہا انھون نے اِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَكُمْ مَا حَرُمَ إِلَّا النِّسَاءَ وَالطِّيْبَ یعنی جب رمی کر چکے تم جمرہ کی تو حلال ہوئین واسطے تمھارے جو چیزین حرام ہوئین تھین سواے عورتون اور خوشبو کے اور اسناد اوسکی منقطع ہی ذکر کیا اوسکو شیخ تقی الدین نے امام مین اور ہماری دلیل یہ ہی کہ روایت کی نسائی اور ابن ماجہ نے سفیان سے انھون نے سلمہ بن کہیل سے انھون نے حسن سے انھون نے ابن عباس سے کہ کہا انھون نے جب رمی جمرہ کی کر چکے تم تو حلال ہوئین تمھارے لیے سب چیزین مگر عورتین تو کہا ایک شخص نے کہ خوشبو بھی حلال ہی سو فرمایا انھون نے کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تر کرتے تھے سر کو اپنے مشک سے تو کیا مشک خوشبو ہی یا نہین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا رَمَى أَحَدُكُمْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب رمی کر چکا کوئی تم مین سے جمرہ عقبہ کی تو حلال ہوئین اوسکے واسطے سب چیزین مگر عورتین اور نہین ذکر کیا خوشبو کو اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے اور اسناد مین اوسکی حجاج بن ارطاۃ ہی اور وہ ضعیف ہی اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور اوسمین بھی حجاج ہی اور کہا انھون نے کہ نہین روایت کیا اوسکو مگر حجاج بن ارطاۃ نے کہتا ہون مین کہ ایک دلیل قوی ہی اس باب مین وہ یہ کہ روایت کی بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رض سے کہ کہا انھون نے خوشبو لگائی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت احرام کے جب احرام باندھا اور دن قربانی کے قبل طواف خانہ کعبہ کے اور اوسمین مشک تھی ص پھر طواف کرے زیارت کا کسی دن مین ایام نحر کے سات بار بغیر رمل اور سعی کے اگر پیشتر رمل اور سعی کر چکا ہو ورنہ رمل اور سعی بھی کرے اور اول وقت اوسکا بعد طلوع فجر کے ہی دن نحر کے اور اوسی دن یہ طواف کرنا افضل ہی اور حلال ہین اب اوسکے واسطے عورتین تو اگر تاخیر کی طواف کی ایام نحر سے مکروہ ہی اور دم واجب ہوتی ہی قربانی پھر آئے منی مین اور جب دوسرا دن نحر کا ہو تو بعد زوال آفتاب کے رمی کرے تین جمرون کی شروع کرے اوس جمرے سے جو نزدیک ہے مسجد خیف کے پھر جو اوس سے نزدیک ہی پھر جمرۃ العقبہ پر سات سات بار اور تکبیر کہے ساتھ ہر کنکری کے اور وقوف کرے بعد پہلی رمی کے اور دوسری کے نہ بعد تیسری رمی کے اور نہ بعد رمی کے دن نحر کے اور دعا مانگے پھر دوسرے دن ایسا ہی کرے پھر بعد اوسکے ایسا ہی اگر ٹھہرے اور یہ اچھا ہی اور اگر پہلے کیا رمی کو چوتھے دن زوال پر جائز ہی اور درست ہی اوسکو وہان سے چلا جانا

قبل فجر ہونے چوتھے دن کے نہ بعد طلوع فجر کے اور اگر ٹھہرا طلوع فجر تک تو واجب ہوگیا اوسپر رمی کرنا **ف** اسواسطے کہ روایت ہی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب حلق کیا انھون نے رجوع کیا طرف مکے کے اور طواف کیا خانہ کعبہ کا سات پھیرے پھر لوٹ آئے منی مین
اور نماز پڑھی ظہر کی منی مین اخراج کیا اوسکا مسلم نے ابن عمرؓ سے کہا نافع نے اور تھے ابن عمرؓ لوٹتے دن نحر کے پھر رجوع کرتے تھے
طرف منی کے اور پڑھتے تھے ظہر اوس جگہ اور ذکر کرتے تھے کہ ایسا ہی کیا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حدیث جابر مین ہی
جو صحیح مسلم مین موجود ہی خلاف اسکے کہ سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آئے خانہ کعبہ مین اور نماز پڑھی ظہر کی مکے
مین اور نہین شک ہی اس بات مین کہ کوئی ایک ان مین سے وہم ہی اور ثابت ہی حضرت عایشہؓ سے مثل حدیث جابر کے اور اسناد مین
اوسکی ابن اسحٰق حجت ہی صحیح مذہب پر اور اسیواسطے کہا منذری نے مختصر مین یہ حدیث حسن ہی کہا شیخ ابن الہمام نے جب معارض ہوئین
حدیثین اور ضروری ہی پڑھنا نماز ظہر کا کسی جا مین تو مسجد حرام مین بہتر ہی بوجہ کثرت ثواب کے اوس جا مین اور باقی سب امور حدیث جابر
مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہین **ص** اور جائز ہی رمی کرنا سوار ہوکے اور رمی جمرۂ اولی کی جو مسجد خیف کے پاس ہی
اور جمرۃ الوسطی کی جو اوسکے بعد ہی بغیر سواری کے کرنا افضل ہی اور جمرۂ عقبہ کی سوار ہوکے افضل ہی **ف** اور مروی ہی
حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہی کہ ابراہیم جراح نے کہا کہ داخل ہوا مین ابو یوسف کے پاس اوس بیماری مین کہ
انتقال کیا انھون نے اوسمین تو کھول دین آنکھین اپنی اور کہا مجھسے کہ رمی کرنا سوار ہوکے افضل ہی یا پیدل کرنا افضل ہی سو کہا مینے
پیدل کہا خطا کی تو نے سو کہا مینے سوار ہوکے کہا خطا کی تو نے اور کہا کہ جو رمی کہ اوسکے بعد ٹھہرنا اور تسبیح اور تہلیل اور دعا
لازم ہی وہ پیدل افضل ہی اور جو ایسی نہین اوسمین سوار ہوکے افضل ہی اور بیان کی وجہ اسکی تو مین چلا اونکے پاس سے یہان تک
کہ نہ پونہچا تھا گھر کے دروازے تک کہ خبر اونکے انتقال کی سُنی سو تعجب کیا مینے اونکے حفظ و یاد سے کہ موت کے وقت بھی اسطرح مسائل کا
حضور ہی **ص** اور اگر اسباب اپنا مکے مین بھیجدیا اور اقامت کی منی مین واسطے رمی کے مکروہ ہی **ف** اسواسطے کہ روایت کی
ابن ابی شیبہ نے عمرؓ سے مَنْ قَدَّمَ ثِقْلَهٗ قَبْلَ النَّفْرِ فَلَا حَجَّ لَهٗ یعنی جو شخص بھیجدے اسباب اپنے کو قبل کوچ کے سو نہین ہی
حج اوسکا اور عمارہ سے کہا انھون نے کہ فرمایا حضرت عمرؓ نے مَنْ قَدَّمَ ثِقْلَهٗ مِنْ مِّنًی لَیْلَةَ النَّفْرِ فَلَا حَجَّ لَهٗ اور منی مین جب رہے
تو چاہیے کہ رات کو بھی اوسی جا رہے اور مکروہ ہی کہ رات کو رمی کی اور جگہہ رہے اسواسطے کہ مصنف ابن ابی شیبہ مین ہی عَنْ عُمَرَ
اَنَّهٗ کَانَ یَنْهٰی اَنْ یَّبِیْتَ اَحَدٌ مِّنْ وَّرَآءِ الْعَقَبَةِ وَکَانَ یَاْمُرُهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْا مِنًی وَاَخْرَجَ اَیْضًا
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهٗ وَاَخْرَجَ اَیْضًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ کَرِهَ اَنْ یَّنَامَ اَحَدٌ اَیَّامَ مِنًی بِمَکَّةَ اور معنی اسکے
یہ ہین کہ مکروہ ہی ایام منی مین سوا منی کے اور جگہہ رات کو رہنا اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہی **ص** اور جب کوچ کرے مکے کو
اوترے محصّب مین **ف** اسواسطے کہ اوترے تھے اوسمین سردار ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہی یہ صحاح ستہ مین
ص پھر طواف کرے طواف صدر کا سات پھیرے بغیر رمل و سعی کے اور یہ طواف واجب ہی مگر اہل مکہ پر **ف** اسواسطے کہ
روایت کی ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرے خانہ کعبہ کا تو آخر کام اوسکا ساتھ خانۂ کعبہ کے طواف ہووے
مگر حائضہ عورتین اور رخصت دی اونکو اوسکے ترک مین کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی اور صحیحین مین ہی ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اسکا اور اس سے وجوب اسکا ثابت ہوتا ہی اور جو لوگ مکے کے رہنے والے ہین اونپر یہ طواف واجب نہین

اسواسطے کہ یہ طواف وداع یعنی رخصت کا ہی اور مکے کے لوگ کعبے سے رخصت نہین ہوتے ہین ص پھر پیوے پانی زمزم کا
ف روایت ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر پانی روئے زمین پانی زمزم کا ہی کہ اوسمین کھانا ہی
سیر کرنے والا اور شفا ہی بیمار کی یعنی جو پانی زمزم کا ہو کا شخص سیر ہونے کی نیت سے پی لیوے خدا اوسکو اپنی قدرت سے سیر کرتا ہی
روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر مین اور راوی اوسکے ثقہ ہین اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے بھی آخر حدیث تک
اور روایت کی بزار نے ساتھ اسناد صحیح کے ابو ذر رضی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی زمزم کا کھانا ہی سیر کرنے والا اور شفا ہی
بیمار کی اور حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہی کہ ہم نام رکھتے تھے زمزم کا شباعہ یعنی سیر کرنے والا اور ہم پاتے تھے اوسکو اچھی مددگار عیال
و اطفال پر یعنی وہ اگر بھوکے ہوتے تھے تو اوسکے پانی سے سیر ہو جاتے تھے روایت کیا اوسکو طبرانی نے کبیر مین اور اسناد اوسکی
صحیح ہی اور حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہی کہ کہا مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ إِنْ شَرِبْتَهُ لِتَشْفِيَ شَفَاكَ اللّٰهُ وَإِنْ
شَرِبْتَهُ لِتَشْبَعَ أَشْبَعَكَ اللّٰهُ وَإِنْ شَرِبْتَهُ لِقَطْعِ ظَمَئِكَ قَطَعَهُ اللّٰهُ وَهِيَ هَزْمَةُ جِبْرَئِيلَ
وَسُقْيَا اللّٰهِ إِسْمٰعِيلَ یعنی پانی زمزم کا جس واسطے پیا جاتا ہی اوسی کے واسطے ہوتا ہی اگر پیے تو اوسکو شفا کے لیے شفا دیگا تجکو
اللہ تعالی اور اگر سیر ہونے کے واسطے پیے سیر کریگا تجکو اللہ اور اگر پیاس موقوف ہونے کے لیے پیے تو موقوف کر دیگا پیاس کو تیری اللہ تعالے
اور وہ پانوں مارنا حضرت جبرئیل ع کا ہی اور پانی پلانا اللہ کا حضرت اسمعیل کو روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور سکوت کیا
اوس سے باوجود کہ شیخ اونکا اوسمین عمر بن حسین اشنانی ہی طعن کیا اوپر ذہبی نے بسبب سکوت کرنے اونکے کے اوس حدیث پر باوجود
اس بات کے کہ ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے اور مروی ہی اوسنے کہ کاذب کہا انھون نے اوسکو اور اوسکے واسطے اور طعن ہین
اور کہا کہ یہ حدیث اس اسناد سے باطل ہی نہین روایت کیا اوسکو ابن عیینہ نے بلکہ معروف حدیث جابر کی ہی روایت عبداللہ سے
اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور زیادہ کیا وَإِنْ شَرِبْتَهُ مُسْتَعِيذًا أَعَاذَكَ اللّٰهُ یعنی اگر پیے گا تو اوسکو
دران حالیکہ پناہ مانگنے والا ہی پناہ دیگا اللہ تجکو اور تھے حضرت عبداللہ بن عباس جب پیتے پانی زمزم کا فرماتے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ
عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ اور اس حدیث کی صحت مین کلام ہی بیان کیا اوسکو ابن الہمام نے اور
طول کیا اس حدیث کی جرح او تعدیل مین اور حق یہ ہی کہ یہ حدیث ثابت ہی بہت طریقون سے اور پیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
پانی اوسکا اور آپ نے اوسمین سے ایک ڈول نکال کے کچھ پانی پی لیا اور باقی کو اوسمین ڈال دیا روایت کیا اوسکو ازرقی نے تاریخ مکہ مین
اور ابن سعد نے طبقات مین اور بعض روایتون مین ہی کہ آپ نے اوسمین تھوک دیا تھا اس سبب سے اوسکو یہ عزت اور شرف حاصل ہوا
روایت کیا اوسکو امام احمد اور طبرانی نے ابن عباس سے ص پھر بوسہ دیوے چوکھٹ کو اور رکھے سینہ اپنا اور مونہہ اپنا ملتزم پر اور ملتزم
درمیان حجر اسود اور دروازے کے ہی اور پردہ کعبے کا ہاتھ مین پکڑ کر روتا ہوا دعا مانگے نہایت عجز و زاری سے اور وہان سے حسرت کرتا ہوا روتا ہوا
کعبے کی مفارقت اور جدائی مین اولٹے پانون لوٹے یعنی پشت اوس طرف کر کے نہ لوٹے ف روایت کی ابو داود نے عمرو بن شعیب سے
کہا کہ طواف کیا مینے ساتھ عبداللہ کے تو جب آئے ہم پیچھے کعبے کے کہا مینے کیا نہین پناہ مانگتے ہو کہا کہ پناہ مانگتا ہون مین
دوزخ سے پھر گئے اور بوسہ دیا حجر اسود کو اور کھڑے ہوئے درمیان رکن اور باب کے سو رکھا سینہ اپنا اور مونہہ اور دونون ہاتھ اپنے
دونون کف کو اور کشادہ کیا اونکو پھر کہا کہ ایسا ہی دیکھا تھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے

اور کہا منذری نے کہ شعیب نے اور محمد نے طواف کیا ساتھ عبداللہ کے اور وہ ضعیف ہی ساتھ مثنی بن الصباح کے اور عبداللہ سے مراد
اس جگہ عبداللہ بن عمرو بن العاص ہین تصریح کی اونکے نام کی عبدالرزاق نے اپنی روایت مین ساتھ سند صحیح کے اور ملتزم کو اسواسطے مقرر کیا
کہ درمیان رکن اور دروازے کے ملتزم ہی روایت کی بیہقی نے شعب الایمان مین ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مَا بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْبَابِ مُلْتَزَمٌ یعنی درمیان رکن اور باب کے ملتزم ہی اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین ابن عباسؓ سے
مرفوعا اور وقف کیا اوسکا عبدالرزاق نے کہا انھون نے حَدَّثَنَا ابْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ عَبْدِ الْکَرِیْمِ الْجَزَرِیِّ عَنْ
مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا بَیْنَ الخ اور ایسا ہی ہی موطا مین اور ملتزم اون جگہون مین سے ہی جہان دعا قبول ہوتی ہی
مروی ہی ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم اللہ کی نہین دعا کی ہی کسی نے اوس جگہہ کبھی مگر قبول کیا اوسکو اللہ نے
اور حسن بصری کے رسالے مین ہی کہ دعا وہان پندرہ جگہہ قبول ہوتی ہی وقت طواف کے اور نزدیک ملتزم کے اور نیچے میزاب کے اور خانہ کعبہ
کے اندر اور نزدیک زمزم کے اور پیچھے مقام ابراہیم کے اور صفا اور مروہ پر اور سعی کے وقت اور عرفات مین اور مزدلفہ مین اور منی مین
اور وقت جمرات کے اور ذکر کیا بعضون نے کہ وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے اور حطیم مین اور مستحب ہی کہ جاوے اندر خانہ کعبہ کے اور بیان ہو چکا
اوپر ان سب چیزون کا ص اور ساقط ہوگا طواف قدوم اوس شخص سے جسنے وقوف کیا عرفے مین قبل جانے مکے کے اور اوسکے
ترک کرنے سے کچھہ اوسپر واجب نہین ہوا اسواسطے کہ یہ طواف سنت ہی اور سنت کے ترک سے کچھہ واجب نہین ہوتا اور جسنے وقوف کیا عرفات مین
ایک ساعت بھی بعد زوال آفتاب سے نوین تاریخ کو دسوین تاریخ کے طلوع آفتاب تک تو پایا اوسنے حج کو ف تو اول وقت وقوف کا
عرفات مین بعد زوال کے ہی اور یہ گذرا حدیث جابرؓ مین اور روایت کی دارقطنی نے کہ جو شخص وقوف کرے عرفات مین رات کو
تو اوسنے پایا حج کو اور جسکو فوت ہوا وقوف عرفات کا تو فوت ہوا اوسکا حج تو حلال ہو جاوے وہ عمرے سے اور لازم ہی اوسپر
حج اگلے سال اور اسناد مین اوسکی رحمۃ بن مصعب ہی کہا دارقطنی نے اور نہین لایا اوسکو کوئی سوا اوسکے اور روایت کی ہی
اوسمین سے اصحاب سنن اربعہ نے ص اور جو شخص عرفات سے گذر گیا اور وہ سوتا تھا یا بیہوش تھا اور اہال کیا اوس سے اوسکے رفیقون نے
یا معلوم نہوا اوسکو کہ یہ عرفہ ہی صحیح ہوا حج اوسکا اور جسنے نہین وقوف کیا عرفات کا فوت ہوا حج اوسکا سو طواف کرے اور سعی کرے
اور حلال ہو جاوے اور قضا کرے حج کی اگلے سال یہ اوس شخص مین ہی کہ احرام باندھ چکا ہو حج کا اور عورت بھی سب کامون مین مثل
مرد کے ہی لیکن وہ نکھولے سر اپنا ف اور دلیل اسکی بیان کر چکے ص بلکہ کھولے مونہہ اپنا اور اگر مونہہ پر کوئی کپڑا ڈال لیوے
اور مونہہ سے جدا رہے تو درست ہی اور لبیک بھی جہر سے نکرے اور نہ سعی کرے درمیان دو میلون کے اور نہ حلق کرے بلکہ قصر کرے
اور پہنے سیے ہوئے کپڑے کو اور نہ قریب ہو حجر اسود کے اژدحام مین ف اور مونہہ پر کپڑا ڈال لینا اور مونہہ سے جدا رکھنا
عورت کے لیے حضرت عایشہؓ سے مروی ہی روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ص اور اگر عورت حائضہ ہو تو سب کام
حج کے کرے سوا طواف کے ف اسواسطے کہ طواف مین مسجد مین جانا پڑتا ہی اور حائضہ کو مسجد مین جانا درست نہین جیسا
کہ کتاب الطہارۃ مین گذرا ص اور اگر کسی عورت کو بعد وقوف عرفات کے اور طواف الزیارۃ کے حیض ہوا تو ساقط ہو جاویگا
اوس سے طواف رخصت کا یعنی طواف صدر اور احرام جیسے لبیک کہنے سے ہوتا ہی اسی طرح بدنہ بھیجنے سے بھی احرام
ہو جاتا ہی تو جس شخص نے تقلید کی بدنہ کی ف یعنی اوسکے گلے مین علامت کے لیے نعل یا ٹکڑا نعل کا یا توشہ دان یا دستہ اوسکا

یا اوڑھی کسی درخت کی باندھ دیوے تاکہ معلوم ہو کہ یہ بدنہ ہدی ہی یعنی کعبے مین جاتی ہی اور اسکو تقلید بدنہ کہتے ہین ص نفل کے طور پر یا نذر کی تھی یا بدلا تھا شکار کا احرام مین یا مانند اسکے مثل قربانیون کے بسبب جنایت کے جو اگلے سال مین اوس سے واقع ہوئی تھی ف یعنی یہ قربانی یا بدلہ ہی شکار کا کہ اوسنے احرام مین کیا تھا کیونکہ احرام مین شکار کرنا حرام ہی اور اگر کرے تو برابر اوسکے دوسرا جانور قربانی کرے اور جنایات کا بیان آگے آویگا ص اور وہ ارادہ کرتا ہی حج کا یا قربانی بھیجی اسواسطے کہ وہ تمتع کا ارادہ رکھتا ہی اور متوجہ ہوا ساتھ اوس قربانی کے بسبب تشریف کا سو وہ محرم یعنی احرام سے ہوگیا جیسا لبیک کہنے سے محرم ہوجاتا ہی ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ قَلَّدَ بَدَنَةً فَقَدْ اَحْرَمَ یعنی جسنے تقلید کی بدنہ کی سو وہ محرم ہوگیا اور یہ حدیث ہمارے مین ہی اور مرفوع نہین پائی گئی ہان روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ابن عباس اور ابن عمر رض سے اونکا قول اور نکالا سعید بن جبیر رض سے کہ دیکھا انھون نے ایک شخص کو کہ تقلید کی تھی اوسنے بدنہ کی سو کہا انھون نے کہ اس شخص نے احرام باندھا اور وارد ہوا مثل اوسکے حدیث مرفوع مین نکالا اوسکو عبد الرزاق نے اور روایت کی بزار نے مسند مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مضمون کو اور طبرانی نے قیس بن سعد سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ص اور اگر اشعار کیا یعنی ایک طرف سے اونٹ کی کوہان مین بائین طرف چیر دیا تا معلوم ہو کہ یہ ہدی ہی یا اوسکی پیٹھ پر جھول کو ڈالا یا تقلید کی بکری کی محرم نہوگا ف اور اشعار کرنا ہمارے نزدیک مکروہ ہی اور صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک اچھا ہی اور اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہی اور کچھ مضایقہ نہین اوسمین اور جھول ڈالنے سے اسواسطے محرم نہین ہوتا کہ وہ واسطے حفاظت کرنے مکھیون وغیرہ سے ہوتی ہی تو حج کے نشان ہین سے اوسکا شمار نہین ص اور اگر بدنہ بھیجا تو محرم نہوگا جب تک کہ خود اوس سے مل نجاوے اور اگر ساتھ نہوا بدنہ کے بلکہ فقط اوسکو بھیدیا تو محرم نہوگا اور جب ملجاویگا محرم ہوجاویگا ف کہا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مین بٹتی تھی واسطے بدنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلادے اور بھیجتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو اور حلال ہوتی تھی اور یہ مروی ہی بہت حدیثون صحیح مین روایت کیا اوسکو بخاری نے ص اور بدنہ اونٹ اور بیل ہی دونون کو کہتے ہین ف اور امام شافعی کے نزدیک بدنہ فقط اونٹ کو کہتے ہین تو ہمارے نزدیک اونٹ اور بیل ہی بھیجنا دونون درست ہین اور شافعی رح کے نزدیک سوا اونٹ کے درست نہین اور دلیلین اونکی فتح القدیر مین مذکور ہین

باب قران اور تمتع کے بیان مین

قران افضل ہی حج مفرد اور تمتع سے ف جاننا چاہیے کہ حج مفرد کا بیان تو گذر چکا اور حج مفرد اوسکو کہتے ہین کہ تنہا کرنا حج کا اس طرح کہ اوس سال مین عمرہ نکرے یا بعد ایام حج یا قبل شوال کے کرے اور تمتع اوسکو کہتے ہین کہ احرام باندھکر عمرے کے افعال کرنا حج کے مہینون مین اور قبل وطن جانے کے بعد فارغ ہونے کے عمرے سے احرام کھولکے یا بغیر احرام کھولے حج بھی ادا کرنا لیکن اگر قربانی ساتھ لیے ہو تو اوسکو حج سے پہلے حلال ہونا جائز نہین اور تمتع نام اسکا اسواسطے ہی کہ متمتع فائدہ اوٹھا سکتا ہی اون چیزون مین جو احرام مین ممنوع ہین درمیان احرام عمرہ اور حج کے بخلاف قران کرنے والے کے کیونکہ وہ اگر بعد عمرے کے کوئی جنایت کریگا قربانی لازم آویگی ص اور قران اوسکو کہتے ہین کہ لبیک کہنا ساتھ حج اور عمرے کے ایک بار مین میقات سے ف اور قران افضل ہی تمتع سے اور افراد سے ہمارے نزدیک اور تمتع افضل ہی افراد سے کیونکہ روایت کی طبرانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یَا اٰلَ مُحَمَّدٍ اَهِلُّوْا بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ یعنی اہلال کرو یعنی بلند کرو آوازین اپنی ساتھ لبیک کے واسطے حج اور عمرے کے ایک ساتھ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حج مفرد اور قران اور تمتع سے منقول ہین احادیث صحیحہ مین جمع کر لیا اونکو شیخ ابن الہمام نے **ص** اور کہے قران مین بعد نماز کے
یعنی بعد اوس دوگانہ کے جو احرام باندھکے پڑھتے ہین اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهُمَا لِيْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّيْ
اے اللہ ارادہ کرتا ہون حج اور عمرے کا سو آسان کر تو اون دونون کو میرے واسطے اور قبول کر اونکو مجھسے اور طواف کرے واسطے
عمرے کے سات پھیرے رمل کرے اول کے تین پھیرون مین اور سعی کرے اور سر نہ منڈاوے پھر حج کرے جیسا کہ گذرا سو اگر اوسنے
دو طواف کیے اور دو بار سعی کی مکروہ ہی یعنی چودہ پھیر طواف کے کیے سات واسطے عمرے کے اور سات طواف قدوم حج کے لیے
ف اسواسطے کہ طواف قدوم سنت حج مین ہی عمرے مین نہین **ص** پھر سعی کرے دونون کے واسطے **ف** اور ہمارے نزدیک
یہ مکروہ ہی اور عمرہ کرکے پھر افعال حج کے شروع کرے اور دوبارہ حج کے واسطے بدستور سعی اور طواف کرے اور امام شافعی کے نزدیک
ایک ہی طواف کرے اور ایک ہی بار سعی کرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داخل ہوا عمرہ حج مین قیامت تک اور صحیحین مین
ابن عمرؓ سے مروی ہی کہ انھون نے قران کیا اور ایک طواف کیا دونون کے واسطے پھر کہا کہ ایسا ہی کیا تھا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اور ہماری دلیل یہ ہی کہ روایت کی نسائی نے ابراہیم بن محمد بن حنفیہ سے کہا انھون نے طواف کیا مینے ساتھ اپنے باپ کے
اور جمع کیا تھا انھون نے حج اور عمرے کو سو طواف کیے اون دونون کے واسطے دو طواف اور دو بار سعی کی اور کہا کہ کیا حضرت علی
رضؓ نے ایسا ہی اور حدیث بیان کی اونسے کہ کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی اور کیا تھا بعض لوگون نے ایسا ہی سو کہا
اونکے واسطے حضرت عمرؓ نے هُدِيْتَ بِسُنَّةِ نَبِيِّكَ ہدایت کیا گیا تو واسطے سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسا ہی ہی
ہدایہ مین اور یہ حدیث نہین ملی اور نسائی کی روایت مین حماد بن عبد الرحمن اگرچہ ضعیف کہا اوسکو ازدی نے لیکن درج کیا اوسکو
ابن حبان نے ثقات مین تو حدیث اوسکی درجہ حسن سے کم نہین اور روایت کی امام محمد نے آثار مین ثَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ ثَنَا مَنْصُوْرُ
بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ عَنْ اَبِيْ نَصْرِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِذَا اَهْلَلْتَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَطُفْ
لَهُمَا طَوَافَيْنِ وَاسْعَ لَهُمَا سَعْيَيْنِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ مَنْصُوْرٌ فَلَقِيْتُ مُجَاهِدًا وَهُوَ يُفْتِيْ بِطَوَافٍ
وَاحِدٍ لِمَنْ قَرَنَ فَحَدَّثْتُهُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ سَمِعْتُهُ لَمْ اُفْتِ اِلَّا بِطَوَافَيْنِ وَاَمَّا بَعْدَهُ
فَلَمْ اُفْتِ اِلَّا بِهِمَا یعنی کہا حضرت علیؓ نے جب اہلال کرے تو ساتھ حج اور عمرے دونون کے تو دو بار طواف کر اور دو بار سعی کر
صفا اور مروہ پر کہا منصور نے ملاقات کی مینے مجاہد سے اور وہ فتوی دیتے تھے ساتھ ایک طواف کے جو قران کرے تو یہ حدیث بیان کی
مینے اونسے سو کہا اونھون نے اگر مین سنتا یہ حدیث نہ فتوی دیتا مگر ساتھ دو طوافون کے اور لیکن اب بعد اسکے سو نہ فتوی دونگا مگر ساتھ
دو طوافون کے اور نہین شبہہ ہی اس سند کی صحت مین باوجود اس بات کے کہ مروی ہی حضرت علیؓ سے بہت طریقون سے اور ہمنے اونکو ترک کیا
اور اقتصار کیا اس صحیح طریقے پر اور روایت کیا اوسکو امام شافعی نے اور اوسکی اسناد مین ایک راوی مجہول ہی اور تاویل کی اوسکی امام شافعی
نے اس طرح پر کہ طواف کرے خانہ کعبہ کا اور ساتھ صفا اور مروہ کے اور طواف کرے خانہ کعبہ کا طواف زیارت اور یہ صریح مخالف ہی کلام حضرت علی
کے اور وہ جو کہا ابن المنذر نے کہ اگر یہ قول ثابت ہو حضرت علیؓ سے تو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمسک کرنا ساتھ اوسکے اولی ہی
اور وہ یہ ہی کہ فرمایا آپ نے جو شخص احرام باندھے ساتھ حج اور عمرے کے کافی ہی اون دونون سے ایک طواف اور ایک سعی جواب اوسکا یہ ہی
کہ مانند قول حضرت علیؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہی تو معارضہ ہوئے دونون تو یہ روایت باقی رہی سالم معارضے سے

پس تمسک ساتھ اسکے اولی ہی اور ثابت ہوئی یہ حدیث عمران بن حصین رض سے نکالا اوسکو دار قطنی نے محمد بن علی ازدی سے انھون نے عبد اللہ بن داؤد سے انھون نے شعبہ سے انھون نے حمید بن ہلال سے انھون نے مطرف سے انھون نے عمران بن حصین رض سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیے دو طواف اور سعی کی دو بار اور محمد بن یحیی کہا دار قطنی نے ثقہ ہی اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے کتاب الثقات مین سوا اسکے کہ دار قطنی نے اس روایت مین اوسکی طرف وہم کی نسبت کی ہی اور کہا کہ صواب یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قران کیا ساتھ حج اور عمرے کے اور نہین ذکر ہی اوسمین سعی اور طواف کا اور حاصل یہ ہی کہ ذکر سعی اور طواف کا زیادت ہی اور زیادت ثقہ سے مقبول ہی علاوہ اسکے مروی ہی یہ ابن مسعود سے اور حضرت علی رض سے کہا ابن ابی شیبہ نے ثنا ہشیم عن منصور بن زاذان عن الحکم عن زیاد بن مالک ان علیا وابن مسعود قالا فی القران یطوف طوافین ویسعی سعیین فهؤلاء اکابر الصحابة عمر وعلی وابن مسعود وعمران بن حصین رضی الله عنهم فان عارض ما ذهبوا الیه روایة ومذهبا روایة غیرهم ومذهبه کان فی تقدیم هؤلاء ایتهم مقدمة مع ما یساعد فی تقدیمهم اثبتهم معنا استقر فی الشرع من ضم عبادة الی اخری انه یفعل ارکان کل منهما هذا ما قال الشیخ ابن الهمام فی حاشیة الهداية **ص** اور قربانی کرے قران مین بعد رمی کے دن نحر کے اور اگر عاجز ہو قربانی سے تین روزے رکھے کہ اخیر روزہ اون مین عرفہ کے دن ہو یعنی ساتوین تاریخ سے روزہ رکھنا شروع کرے اور سات روزے بعد حج کے رکھے جہان چاہے یعنی بعد ایام تشریق کے کہ ان دنون مین روزہ رکھنا حرام ہی **ف** اور قربانی یا بکری ہو یا گاے ہو یا اونٹ ہو یا ساتوان حصہ گاے یا اونٹ کا ہو واسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فمن تمتع بالعمرة الی الحج فما استیسر من الهدی یعنی جو شخص تمتع کرے تو اوسپر لازم ہی ہدی اور تمتع بھی مثل قران کے ہی اور روزے رکھنا بھی قرآن سے ثابت ہین فرمایا اللہ تعالی نے فمن لم یجد فصیام ثلثة ایام فی الحج وسبعة اذا رجعتم تلک عشرة کاملة یعنی جو شخص نپاوے قربانی کو تو اوسپر لازم ہین تین روزے حج مین اور سات جب وہان سے لوٹے یہ دس روزے لمتے پورے **ص** تو اگر فوت ہوئے یہ تین روزے مقرر ہوئی قربانی **ف** یعنی پھر قربانی کرنا ضرور ہی اور امام شافعی کے نزدیک بعد حج کے یہ روزے رکھلے اور قربانی واجب نہین اور امام مالک کے نزدیک اونھی دنون مین روزے رکھلے اور دلیل ہماری یہ ہی کہ جب عرفے کے دن تک روزے نرکھے تو چار دن کا روزہ رکھنا تو حرام ہوا اور جب چار دن گذر گئے تو اب جو روزہ رکھیگا تو حج مین نہوگا اور اللہ تعالی نے فرمایا فصیام ثلثة ایام فی الحج یعنی روزے تین دن کے حج مین چاہیین **ص** اور قارن اگر مکے مین نہ گیا بلکہ پہلے ہی سے وقوف کیا عرفات مین باطل ہوا عمرہ اوسکا اور واجب ہوئی اوسپر قربانی عمرے کے ترک سے اور ساقط ہوئی قربانی قران کی اور واجب ہوئی قضا عمرے کی **ف** یعنی عمرے کو ترک کیا اوسنے کیونکہ طواف نکیا اور کھول ڈالا احرام بغیر اوسکے تو واجب ہوگی اوسپر قربانی اور قربانی قران کی واجب نہوئی کیونکہ قران اوس جگہہ پایا نہین گیا **ص** اور تمتع بہتر ہی حج مفرد سے **ف** اسواسطے کہ تمتع مین جمع ہی درمیان دو عبادتون کے مثل قران کے **ص** اور تمتع یہ ہی کہ احرام باندھے عمرے کے لیے میقات سے حج کے مہینون مین اور طواف کرے اور سعی کرے اور حلق کرے یا قصر کرے اور موقوف کرے لبیک کو اول طواف مین عمرے کے پھر احرام باندھے حج کا دن ترویہ کے اور قبل اوسکے افضل ہی اور حج کرے مفرد کے مانند جیسا کہ گذرا **ف** اور ایسا ہی کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حلق اور قصر کرنا امام مالک کے نزدیک نہین ہی اور دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی معاویہ رض نے

کہ قصر کیا تھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہ عمرے مین تھا واللہ اعلم اور لبیک کو اول طواف مین موقوف کرے اسواسطے کہ روایت کی ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باز رہتے لبیک سے عمرے مین جب بوسہ دیتے تھے حجر اسود کو اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہی اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہے عمرہ کرنے والا یعنی بوسہ لینے حجر اسود تک اور یہ حدیثین حجت ہین امام مالک پر کہ نزدیک اونکے لبیک کو وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے موقوف کرے ص مگر فرق یہ ہی کہ رمل کرے طواف زیارت مین اور سعی کرے بعد اوسکے اور اگر متمتع نے قبل جانے منی کے بعد احرام کے طواف کیا اور سعی کی تو اب طواف زیارت مین رمل نہ کرے اور نہ سعی کرے بعد اوسکے اسواسطے کہ وہ ایک بار دونون کو کر چکا اور اوسپر لازم ہی ذبح کرنا اور نہ کافی ہو وے گی اوسے قربانی دن نحر کے اور اگر عاجز ہو اس سے روزہ رکھے مانند قران کے اور یہ تین روزے رکھنا جائز ہین بعد احرام کے نہ قبل احرام کے اور تاخیر انکی مستحب ہی یعنی تین روزے رکھے جاتے ہین حج مین جسکو قربانی میسر نہووے تو اوسکو بعد احرام کے حج کے مہینون مین رکھنا اونکا درست ہی اور افضل یہ ہی کہ تاخیر کرے اس طرح پر کہ تین روزے پے در پے رکھے اور اخیر روزہ عرفے کے دن پڑے اور اگر متمتع قربانی کو ہانکنا چاہے اور یہ افضل ہی تو احرام باندھے اور اپنی ہدی کو چلاوے اور سوق یعنی پیچھے سے ہدی کو ہانکنا افضل ہی اوسکو آگے چل کے کھینچنے سے اور اوسکو قود کہتے ہین ف اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ذوالحلیفہ مین اور ہدایا آپ کی ہانکی جاتی تھین آگے اونکے مگر جب سوق سے ہدی نہ چلے تو قود کرے ص اور تقلید کرے بدنہ کی اور یہ اولی ہی تجلیل سے ف تقلید کے معنی بیان کر چکے یعنی اونٹ گاے کے گلے مین جوتا یا رشتہ ان وغیرہ ڈال دیوے اور تجلیل جھول ڈالنے کو کہتے ہین اور یہ بھی جائز ہی لیکن تقلید افضل ہی تجلیل سے اسواسطے کہ حدیث مین تقلید وارد ہی جیسا گذرا اور قرآن شریف مین ہی وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ ص اور تجلیل سے محرم نہین ہوتا جب تک لبیک نہ کہے اور تقلید سے ہو جاتا ہی اور مکروہ ہی اشعار یعنی چیر دینا کوہان اونٹ کا بائین طرف سے اور اگر کرے تو بائین طرف سے اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیزہ مارا اوسکی بائین طرف مین قصداً اور داہنی طرف مین اتفاقاً اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مکروہ رکھا اوسکو کیونکہ مشابہ ہی مثلہ کے ف اور مثلہ کے معنی تکلیف دینا اور منع کیا اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث عمران مین ہی کہ نہین کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبے مین مگر منع کیا ہمکو مثلہ سے اور مثلہ حرام ہی مرتدین جنکا قتل واجب ہی تو کیونکر نہوگا قربانی مین ص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اسواسطے کیا تھا کہ مشرکین تعرض کرتے تھے ہدایا سے مگر جب اشعار کرتے تھے تو باز رہتے تھے اوس سے اور بعضون نے کہا ہی کہ مکروہ رکھا امام ابو حنیفہ نے اشعار کو اپنے زمانے کے لوگون کے واسطے کیونکہ وہ اوسمین مبالغہ کرتے تھے یہان تک کہ خوف ہوتا اوس سے سرایت زخم کا اور بعضون نے کہا ہی کہ اختیار کرنا اوسکا تقلید پر مکروہ ہی ف اور امام شافعی کے نزدیک سنت ہی اور صاحبین کے نزدیک مستحب ہی روایت ہی جامع ترمذی مین کہ بیٹھے تھے ایک جگہ وکیع اور حدیث بیان کی انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اشعار کیا آپ نے اور کہا کہ ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اشعار مثلہ ہی تو کہا ایک شخص نے ابراہیم نخعی سے بھی یہی مروی ہی کہ اشعار مثلہ ہی تو نہایت غصے ہوئے وکیع رحمۃ اللہ علیہ اور کہا کہ مین تجھسے حدیث بیان کرتا ہون قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تو بیان کرتا ہی اوسکے مقابلے مین قول ابراہیم کا اس لائق ہی کہ قید کیا جاوے تو پھر نہ خلاصی ہووے تیری جب تک کہ باز نہ آوے تو اس قول سے انتہی اور سبب غصے ہونے وکیع کا یہ تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شخص قول بیان کرے تو اوسکے مقابلے کوئی کسی دوسرے کا قول مخالف اوسکے بیان کرے تو لائق تنبیہ کے ہی اسواسطے کہ معارضہ کرتا ہی وہ قول غیر کو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت ابن عمر نے

ط [illegible]

جب یہ حدیث بیان کی لَا تَمْنَعُوا اِمَاءَ اللّٰہِ مَسَاجِدَ اللّٰہِ نہ منع کرو اللہ کی لونڈیوں کو یعنی عورتوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے
تو اونکے بیٹے نے کہا کہ ہم منع کرینگے اور عبد اللہ اس بات سے غصے ہوئے اور بہت برا کہا اونکو اور ترک کیا کلام اونسے مرتے دم تک اور اشعار
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے روایت کی ترمذی نے ابن عباسؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لٹکائین دو جوتیاں اور اشعار کیا ہدی کا
داہنی طرف سے ذو الحلیفہ میں اور زائل کیا اس سے خون کو کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کیا اوسکو مسلم نے اور بخاری نے
بھی اور نہیں ذکر کیا داہنی اور بائین طرف کو اور ہمارے نزدیک بائین طرف کرے اگر کرے [illegible] اور روایت کی نسائی نے عن ابن عباس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار کیا جانب ایسر یعنی بائین طرف میں پھر بہایا خون اوس سے اور تقلید کی اوسکی دو نعلوں سے روایت کیا
اسکو ابن عبد البر نے اور کہا کہ یہ حدیث منکر ہے حدیث ابن عباس سے بلکہ مشہور وہ ہے جو روایت کی اوسے مسلم نے اور بہت لوگوں نے
داہنی طرف میں اور صحیح کیا ابن القطان نے کلام اوسکا لیکن روایت کی ابو یعلی نے ابن [illegible] سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اشعار کیا بدنہ کا بائین جانب میں پھر بہایا خون اوس سے اونگلی سے اور موطا میں ہے کہ حضرت ابن عمر جب ہدی بھیجتے تھے مدینے سے
تقلید کرتے تھے اوسکی دو نعلوں سے اور اشعار کرتے تھے اوسکا بائین طرف سے اور یہ [illegible] ہے اور [illegible] حاصل یہ ہے کہ ان
حدیثوں سے اشعار کرنا ثابت ہے تو عمل کرنا اوسپر کچھ منافی مذہب امام ابو حنیفہ نہیں کیونکہ فرمایا آپنے ما جاء عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فھو مذھبنا جو صحیح ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی مذہب ہمارا ہے اور وجہ اسکی یہ تھی کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور
اور ائمہ کو نفسانیت نہ تھی فقط اظہار حق کا منظور تھا تو اشعار میں صحیح یہ ہے کہ سنت ہے لیکن چونکہ اب لوگ اوسمیں نہایت مبالغہ کرنے
لگے اور نہیں خوبی کیفیت اشعار سے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا واقف نہیں اور تقلید بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے تو
حتی المقدور احتیاط تقلید میں ہے اشعار سے واللہ اعلم **ص** اور عمرہ کرے اور نہ کھولے احرام عمرے کا یہانتک کہ احرام باندھے حج کا دن
ترویہ کے اور قبل اوسکے افضل ہے اور احرام نہ کھولے عمرے کا جب سوق کیا ہو ہدی کا اور اگر نہیں سوق کیا ہدی کا تو حلال ہو جاوے احرام عمرے
سے جسطرح گذرا **ف** اور اس باب میں حدیث وارد ہے ذکر کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے **ص** اور حلق کرے دن نحر کے اور حلال ہو جاوے دونون
احراموں سے **ف** یعنی ایک احرام حج کا اور ایک احرام عمرے کا **ص** اور جو شخص مکے کا رہنے والا ہے وہ افراد کرے اور قران اور تمتع نہ کرے **ف**
اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یہ اوسکے واسطے ہے کہ نہون اہل اوسکے حاضر مسجد حرام میں
اور امام شافعی کے نزدیک مکی بھی قران اور تمتع کرے اور جو شخص میقات کے اندر داخل ہو وہ مثل مکی کے ہے اور وہ بھی تمتع اور قران نکرے **ص**
اور جسنے عمرہ کیا اور نہ سوق کیا ہدی کا اور لوٹ آیا اپنے گھر میں تو اوسکو اب احرام کھولنا صحیح ہے اور امام اوسکا کامل ہو گیا اور تمتع باطل ہو جاویگا
اور جسنے سوق کیا ہدی کا تو لوٹنا اوسکو واسطے حج کے واجب ہے گا تو اب امام اوسکا فاسد ہوگا اور جب لوٹ آیا اور احرام باندھا حج کا تمتع اوسکا صحیح ہوگا اور
جسنے احرام باندھا قبل حج کے مہینوں کے اور طواف کیا اوس میں کم چار پھیرون سے اور پھر جب حج کے مہینے آئے اور تمام کر لیا اوس طواف کو اور
حج کیا تو تمتع اوسکا درست ہوا اور اگر چار پھیرے کر لیے قبل حج کے مہینون کے تو متمتع نہوگا اور ایک شخص کوفے کا رہنے والا ہے اور حلال ہوا عمرے سے حج کے
مہینون میں اور سکونت کی اوسنے مکے میں یا بصرے میں اور حج کیا تو وہ متمتع ہے اور اگر آیا واسطے عمرے کے اور توڑ ڈالا اوسکو اور قصر کیا پھر بصرے سے لوٹ آیا اور پھر
عمرے کی قضا کی حج کے مہینون میں اور حج کیا اوسی سال میں تو متمتع نہوگا مگر جب لوٹ آیا اپنے گھر میں اور پھر عمرہ کیا حج کے مہینون میں اور اوسی سال حج کیا
تو متمتع ہوگا اور جسنے عمرہ کیا حج کے مہینون میں [illegible] فاسد ہو گیا اوسکو [illegible] اور ساقط ہوگا دم تمتع کا

باب جنایات کے بیان میں

اگر تمام سر یا تمام عضو کو خضاب کیا ساتھ مہندی کے یا تیل زیتون یا تیل تل لگایا یا تیل گل یا روغن بنفشہ یا تیل اسی قسم کا
تو ایک بکری واجب ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک صدقہ واجب ہے اور امام شافعی کے نزدیک اگر تیل کو بالوں میں
استعمال کیا تو واجب ہوگا دم اور اگر استعمال کیا اسکو اور جگہ بدن کے اوپر کچھ نہیں ہے اگر تیل خوشبودار ہے جیسے تیل بنفشہ کا تو واجب ہوگا دم
بالاتفاق بسبب خوشبو ہونیکے یا سیئے ہوئے کپڑے کو پہنا یا چھپایا سر کو ایک دن تک یا منڈایا چوتھائی سر کو یا پچھنے لگانے کی جگہ کے بال مونڈے
یا ایک بغل کے بال یا دونوں کے یا بال زیر ناف کے یا گردن کے دور کیے یا ناخون ہاتھوں کے کاٹے یا پیروں کے ایک مجلس میں یا ایک ہاتھ یا ایک پیر کے
یا طواف قدوم کیا یا طواف صدر کیا بے وضو یا فرض طواف جنابت سے کیا یا قبل امام کے یا ترک کیا طواف صدر کا ایک پھیرا یا
دو پھیرے یا تین پھیرے کیونکہ اگر تین پھیرے سے زیادہ ترک کیا تو محرم رہیگا یہاں تک کہ طواف کرے یا ترک کیا طواف صدر کا یا چار پھیرے اسکے ترک کیے
یا سعی کو ترک کیا یا وقوف مزدلفہ کو یا سب رمی کو یا ایک دن کی رمی کو یا پہلی رمی کو اور وہ رمی ہے جمرہ عقبہ کی دن نحر کے یا اکثر اوسکے
ترک کیا یا مثلاً چار کنکریاں پھینکنا ترک کیں اور باقی پھینکیں یا حلق کیا زمین حل میں واسطے حج کے یا عمرہ کے واسطے حلق کے
اور وہ حرم میں داخل ہے اور جو عمرہ کرنے والا ہے اگر گیا حرم سے قبل حلق کے اور پھر آیا حرم میں اور حج کرنے والے نے اگر ایسا کیا
تو اوس پر دم لازم آویگا یا بوسہ لیا یا چھوا شہوت سے انزال ہو یا نہ ہو یا تاخیر کی حلق کی یا فرض طواف کی یا ایک عمل کو دوسرے پر مقدم کیا
مثلاً حلق کیا قبل رمی کے یا قربانی کی قران کرنے والے نے قبل رمی کے یا حلق قبل ذبح کے تو ان سب صورتوں میں اوس پر دم لازم ہے اور قارن پر دو دم
لازم آوینگے اگر حلق کیا اوس نے قبل ذبح کے ایک دم تو حلق کا قبل اوسکے وقت کے اور ایک دم ذبح کی تاخیر کا حلق سے اور نزدیک صاحبین کے
ایک دم لازم آویگا **ف** اور اگر سردی یا مرض کی ضرورت سے محرم نے سر یا تمام بدن کو ڈھانپا یا سیئے ہوئے کپڑے پہنے جب تک وہ ضرورت
باقی ہو ایک ہی قربانی لازم آتی ہے اگرچہ ایک قمیص کی ضرورت کے وقت دو قمیص بھی پہنے یا ٹوپی پہننے کی ضرورت کے ساتھ عمامہ بھی باندھے
اور اگر ایک عضو کے ڈھکنے کی ضرورت کے وقت دو عضو کو چھپایا جیسا کہ سر ڈھانکنے کی ضرورت تھی کرتا بھی پہنا یا فقط ایک وقت ضرورت
تھی بے ضرورت دوسرے وقت بھی سر ڈھانکا تو دوہرا کفارہ لازم آویگا **ص** اور اگر خوشبو لگائی کم ایک عضو سے یا چھپایا سر یا پہنا سیا ہوا
کپڑا پہنا ایک دن سے کم میں یا مونڈا سر کم چوتھائی سر سے یا کترے ناخون کم پانچ سے یا پانچ متفرق یا طواف قدوم اور صدر کا بے وضو کیا
یا سات پھیروں میں سے طواف صدر کے تین پھیرے ترک کیے یا تین جمروں میں سے ایک کی رمی ترک کی یا مونڈا دوسرے شخص کا سر صدقہ دیوے نصف
صاع گیہوں سے اور اگر خوشبو لگائی یا سر مونڈا عذر سے ذبح کرے یا صدقہ دیوے تین صاع طعام سے چھ مسکینوں پر یا تین روزے رکھے اور اگر اوس نے
وطی کی اگرچہ بھولے سے ہو قبل وقوف عرفات کے جو فرض ہے باطل ہو جاویگا حج اوسکا اور حج کرتا چلا جاوے اور ذبح کرے اور پھر قضا کرے
حج کی اور لازم نہیں ہے عورت کو چھوڑ دے حج کی قضا میں اور نزدیک امام مالک کے چھوڑ دے اوسکو جب نکلیں دونوں اور امام زفر کے نزدیک جب
احرام باندھیں اور امام شافعی کے نزدیک جب اوس مقام کو پہنچیں جہاں جماع کیا تھا اوس سے چھوڑ دے اوسکو اور اگر وطی کی بعد وقوف کے
تو نہ فاسد ہوگا حج اوسکا اور واجب ہوگا بدنہ اور وطی بعد حلق کے ایک بکری لازم آتی ہے اور عمرہ میں اگر اوس نے چار پھیرے طواف کے کر لیے
اور بعد اوسکے جماع کیا تو فاسد نہ ہوگا اور واجب ہے بکری اور اگر قبل اسکے کیا عمرہ فاسد ہوگا تو کرتا چلا جاوے اور ذبح کرے اور پھر قضا کرے
تو اگر قتل کیا محرم نے شکار کو یا بتلایا اوسکے مارنے والے کو قصد سے یا بھول کر پہلی بار یا دوسری بار تو اوسکی جزا لازم ہے اگرچہ وہ جانور درندہ ہو

ذلک ۱۲

یا انس لگتا ہو آدمی کے ساتھ یا کبوتر ہی ایسا کہ وہ اڑ نہیں سکتا یا محرم ناچار ہو اوسکے کھانے کے لیے تو ان سب صورتوں میں جزا لازم
ہوگی ف جاننا چاہیے کہ شکار خشکی کا محرم پر حرام ہی اور دریا کا شکار حلال ہی فرمایا اللہ تعالی نے اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ
سمجھنا چاہیے واسطے شکار دریا کا اور خشکی کا جانور وہ ہی کہ خشکی میں پیدا ہوتا ہی اور وہیں رہتا ہی اور دریا کا جانور وہ ہی کہ پانی میں پیدا ہوتا
اور اوسی میں رہتا ہو اور نکالا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونمیں سے کاٹنے والے اور پھاڑنے والے چیل اور کوے اور سانپ اور بچھو
اور کہنے سے مراد وہ ہی جو مزار رکھتا ہی اور جزا اوسکی اسواسطے لازم ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ
وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ الخ آخر آیت تک یعنی قتل نہ کرو شکار کو اور تم احرام میں ہو اور جو قتل کرے اوسکو تم میں سے
قصدًا تو اوس پر جزا ہی اور بتانا اور اشارہ کرنا بھی شکار کرنے میں داخل ہی اس سبب سے کہ حدیث قتادہ کے جو اوپر گذری اور اجماع
لوگوں کی اس بات پر کہ بتانے والے پر بھی جو کرنے والے پر ہی اور دوسری دلیل یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ
كَفَاعِلِهِ دلالت کرنے والا بہتری پر مانند کرنے والے کے ہی تو دلالت کرنے والا بدی پر مانند کرنے والے کے ہی ص اور جزا اوسکی یہ ہی
جو قیمت مقرر کردیں اوسکی دو شخص عادل جس جگہ پر وہ جانور قتل ہوا ہی یا اوسکے قریب یعنی قیمت اوس جانور کی
اوسی حساب سے لگائی جاویگی جہاں وہ جانور قتل ہوا ہی اور اگر اوسکی اوس جا پر قیمت نہو تو اوسکے قریب مکان میں قیمت اوسکی لگائی
جاویگی لیکن اگر وہ زندہ جانور ہی تو جزا اوسکی ایک بکری پر زائد نہو گی پھر جائز ہی واسطے قاتل کے کہ اوس قیمت سے ہدی کو خرید کرے اور ذبح کرے
اوسکو مکہ میں یا قیمت میں طعام لے اور مسکینوں پر تصدق کرے ہر مسکین پر نصف صاع گیہوں یا ایک صاع کھجور یا جو اور اس سے کم نہ دیوے
یا ہر مسکین کے طعام سے ایک ایک روزہ رکھے اور اگر فاضل ہو یا کم ہو طعام سے تو صدقہ دیوے اوسکا یا ایک روزہ رکھے اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا ہی اور امام محمد
اور شافعی کے نزدیک اگر اوس جانور کے مثال دوسرا جانور پیدا ہو تو واجب ہی وہی جانور مثلا ہرن میں اور ضبع میں بکری ہی اور خرگوش میں
عناق اور یربوع میں جفرہ یعنی چار مہینے کی بکری اور شتر مرغ میں بدنہ اور حمار وحشی میں گائے اور کبوتر میں بکری ف اور
دلائل انکے اور تمسکات ہر ایک شرح وقایہ اور ہدایہ میں کو میں جسکا جی چاہے دیکھ لیوے اور کبوتر میں بکری لازم آتی ہی امام محمد اور شافعی کے نزدیک
حال آنکہ مشابہت صورت میں متحقق نہیں ہی موطا میں امام مالک کی ہی کہ حضرت عمر نے فیصلہ کیا اسطرح پر کہ ضبع میں بکری ہی اور ہرن میں بکری
اور خرگوش میں عناق اور یربوع میں جفرہ اور روایت کی امام شافعی نے کہ حضرت عمر اور عثمان اور علی اور زید بن ثابت اور ابن عباس اور
معاویہ رضی اللہ عنہم ان سب نے کہا کہ شتر مرغ اگر قتل کرے اوسکو محرم تو ایک بدنہ ہی اونٹ سے اور اسمیں ضعف ہی اور انقطاع ہی
اور روایت کی بیہقی نے ابن عباس سے فِي حَمَامَةِ الْحَرَمِ شَاةٌ یعنی کہا ابن عباس نے کہ کبوتر میں حرم کے ایک بکری ہی وَفِي بَيْضَتَيْنِ دِرْهَمٌ
وَفِي النَّعَامَةِ جَزُورٌ وَفِي الْبَقَرَةِ بَقَرَةٌ وَفِي الْحِمَارِ بَقَرَةٌ یعنی دو انڈوں میں ایک درہم ہی اور شتر مرغ میں قربانی ہی اور گائے میں
اور حمار وحشی میں گائے ہی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ضبع صید ہی اور اوسمیں ایک بکری ہی ایسا ہی ہدایہ میں روایت کیا
اسکو ابن ماجہ نے جابر بن عبد اللہ سے کہ پوچھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ضبع کو کہ وہ صید ہی فرمایا کہ ہاں اور مقرر کیا اوسمیں ایک بکرا
جب قتل کرے اوسکو محرم اور روایت کیا اوسکو حاکم نے جابر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضبع صید ہی تو جب پہنچے اوسکو محرم تو
اوسمیں ایک بکرا ہی اور کہا کہ صحیح ہی اور نہیں نکالا اوسکو بخاری و مسلم نے ص اور اگر کسی جانور کو زخمی کیا یا بال اوسکے اوکھاڑ لیے یا اوسکا
کوئی عضو کاٹ ڈالا تو جو اوسمیں نقصان ہوا ہو وہ تصدق دینا پڑیگا اور اگر کسی طائر کے پر اوکھاڑ لیے اوسکے پاؤں کاٹ ڈالے یا بیضہ توڑ ڈالا یا اوسکو

اور اوسمین سے بچہ مردہ نکلا تو اس صورت مین قیمت دینا پڑیگی اور پھر کاٹے ہین سارے جانور کی قیمت لازم آویگی اسواسطے کہ اوسکو بیکار کردیا
اور انڈے توڑنے مین اوسکی قیمت دیوے اور اگر بچہ بھی مردہ اوسمین سے نکلے تو زندہ بچے کی قیمت دیوے اور جو شخص احرام سے نہین ہے وہ بھی اگر حرم کے
جانور کو شکار کرے یا اوسکا دودھ لیوے یا وہان کی گھانس کاٹے اور درخت کو وہان کے جو کسیکی ملک نہین ہے اور نہ آدمی اوسکو بوتے ہین تو قیمت اوسکی
لازم آویگی مگر جو گھانس خشک ہوگئی ہو یا درخت خشک ہوگیا ہو اور ان چار چیزون مین روزہ نہین ہے **ف** کہا عبد الرزاق نے
حدثنا سفیان الثوری عن عبد الکریم الجزری عن عکرمة عن ابن عباس قال فی بیض النعام
یصیبه المحرم ثمنه وروی ابن ابی شیبة عنه قال فی کل بیضتین درهم وفی کل بیضة نصف درهم
وروی ابن ابی شیبة عن ابن مسعود قال حدثنا ابن فضیل عن خصیف عن ابی عبیدة عن عبد الله قال
فی بیض النعامة قیمته وقال عبد الرزاق حدثنا ابو حنیفة عن خصیفة واخرج ابن ابی شیبة
مثله عن عمر منقطعا واخرج نحوه عن مجاهد والشعبی والنخعی وطاوس وفیه حدیث مرفوع
رواه عبد الرزاق والدارقطنی وهو ضعیف هکذا قال الشیخ ابن الهمام فی کتابه حاصل یہ ہے کہ ہر انڈے
مین آدھا درم ہے اور یہی کہا ابن مسعود اور عمر اور بہت سے تابعین نے **ص** اور وہان کی گھانس اور نہ کاٹے مگر اذخر کو اور جسنے جون یا
ٹیڑی کو قتل کیا صدقہ دے جو چاہے اگرچہ کم ہو مثلا ایک کف طعام اور اگر کوے اور چیل اور سانپ اور چوہا اور کتا کاٹنے والا ان چیزونکو
قتل کیا تو کچھ نہین لازم ہے **ف** فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ چیزین ہین کہ قتل کی جاوین حل اور حرم مین
کوا اور چیل اور بچھو اور سانپ اور کتا کاٹنے والا روایت کیا اسکو بخاری مسلم نے اور یہ وارد ہے بہت حدیثون مین اور ایک روایت مین
ایسا وارد ہے کہ جو درندہ حملہ کرنے والا ہو **ص** اور اسی طرح مچھر اور پسو اور چیچڑی اور کچھوا اور درندہ حملہ کرنے والا اگر قتل کرے انکو کچھ
نہین لازم آتا اور جائز ہے واسطے محرم کے ذبح کرنا بکری اور گائے اور اونٹ اور مرغی اور بطخ جو پلی ہوئی ہے اور محرم کو کھانا اوس جانور کا
جسکو حلال نے یعنی جو شخص محرم نہین اوسنے شکار کیا ہے اور ذبح کیا ہے درست ہے جب محرم نے نہ بتایا ہو اوس جانور کو اور نہ حکم کیا
ہو اوسکے شکار کا **ف** اور اس باب مین حدیث وارد ہے **ص** اور جو شخص داخل ہوئے حرم مین اور اوسکے پاس صید ہو تو اوسکو
چھوڑ دے جب اوسکے ہاتھ مین ہووے اور جو کسیکے ہاتھ بیچ چکا ہو تو اوسکو پھیر لے جب وہ جانور خریدنے والے کے ہاتھ
مین ہووے اور اگر نہو تو اوسپر جزا لازم ہے اور اگر کسی محرم نے صید کو بیچا تو اوسکو پھیر لیوے اگر وہ جانور اوسکے ہاتھ مین یعنی خریدنے
والے کے موجود ہو اور اگر نہو تو جزا دے اوسکی برابر ہے کہ جسکے ہاتھ بیچا ہو وہ احرام سے ہو یا نہو اور جس شخص نے احرام باندھا اور اوسکے
گھر مین یا پنجرے مین جو اوسکے ساتھ ہے ایک صید ہے تو اوسپر چھوڑنا اوسکا لازم نہین بخلاف اوسکے جو حرم مین صید لیکے داخل ہو تو اوسپر
چھوڑنا اوسکا واجب ہے اور جو کوئی شخص محرم نہ تھا اور اوسنے صید پکڑا پھر احرام باندھا اور اوسکے ہاتھ سے دوسرے نے لیکے اوسکو
چھوڑ دیا تو چھوڑنے والے پر اوسکی قیمت لازم آویگی اور اگر محرم نے کوئی صید پکڑا اور کسی نے اوسکے ہاتھ سے لیکے چھوڑ دیا تو اوسکو قیمت دینا
لازم نہین اور جو کسی محرم نے دوسرے محرم کا شکار کہ اوسنے احرام مین اوسکو پکڑا تھا مار ڈالا تو دونون پر اوسکی جزا لازم ہے اور پکڑنے والا قاتل سے
اوسکی قیمت لے لیوے اور جس چیز سے مفرد حج کرنے والے پر ایک دم ہے تو قارن پر اوس چیز مین دو دم ہین ایک دم حج کا اور ایک دم عمرہ کا مگر جس صورت مین
قارن نے میقات سے تجاوز کیا بغیر احرام کے تو اوسپر ایک ہی دم لازم ہے کیونکہ جب وہ میقات پر پہونچا تو ایک احرام اوسپر واجب ہے اور ایک واجب کی تاخیر سے

ایکیسہی دم لازم ہی اور جو دو شخص ویسے کہ دونون محرم ہیں ایک صید کو قتل کیا تو ہر ایک پر کامل جزا لازم ہی اور اگر ایک صید کو حرم میں دو شخص ویسے کہ دونون حلال ہیں یعنی احرام نہیں باندہے تو اون دونون پر ایک جزا نصف نصف لازم ہی اور اگر بیچا محرم نے کسی صید کو یا خرید اوسکو تو بیع باطل ہی اور اگر ذبح کیا اوسکو تو کھانا اوسکا حرام ہی اور اگر اوسمین سے کچھہ کھا لیا اوسکو موافق اوسکے جتنا کھایا ہی قیمت دینی پڑیگی اور جو اوسکو ذبح کیا ہی کسی محرم نے اور کھانا اوسکو دوسرے محرم نے تو نہین لازم آویگی کھانے والیکو قیمت اوسکی لیکن اوسپر کھانا اوسکا حرام تھا اور اگر کسینے ایک ہرنی کو حرم سے نکالدیا اور اوسنے ایک بچہ جنا اور بچہ بھی مرگیا اور ہرنی بھی مرگئی تو نکالنے والے پر دونونکی جزا لازم ہی اور اگر اوسکی جزا دیدی اور پھر بچہ ہوا اوسکا تو نہین لازم ہی اوسپر جزا بچے کی

باب میقات سے آگے جانے مین بغیر احرام کے

ایک آفاقی ہی کہ ارادہ رکھتا ہی حج کا یا عمرے کا اور تجاوز کیا اوسنے میقات سے بغیر احرام کے لازم آویگا اوسپر دم اور جو لوٹ آیا طرف میقات کے اور احرام باندھا تو ساقط ہو جاویگا اوس سے دم بالاتفاق یا وہ احرام باندھ چکا تھا اور کوئی عمل حج کا بجا نہین لایا تھا اور آیا طرف میقات کے اور لبیک کہی تو ساقط ہوگا اوس سے دم نزدیک ہمارے اور امام زفر کے نزدیک نہین ساقط ہوگا اور جو کوئی عمل حج کا کر لیا مثلاً طواف شروع کر چکا تھا یا بوسہ لیا تھا حجر اسود کا پھر آیا طرف میقات کے لبیک کہتا ہوا تو نہین ساقط ہوگا اوس سے دم اجماعاً اور لبیک کی قید اسواسطے ہی کہ اگر لوٹ آیا طرف میقات کے اور لبیک نہ پکارا تو امام صاحب کے نزدیک دم نہین ساقط ہوگا اور صاحبین کے نزدیک ساقط ہو جاویگا اور اسی طرح مکے کا رہنے والا جو ارادہ رکھتا ہی حج کا اور متمتع جو فارغ ہوا عمرے سے اور نکل گئے دونون حرم سے اور احرام باندھا انھون نے تو لازم آویگا دم اون دونون پر اسواسطے کہ میقات ان دونون کا حرم ہی اور اگر کوئی کوفے کا رہنے والا بستان مین داخل ہوا کسی حاجت کیواسطے تو اوسکے لیے داخل ہونا مکے مین بغیر احرام کے جائز ہی اور میقات اوسکا بستان ہی مانند اوسکے جو بستان میں رہتا ہی اور بستان بنی عامر کا ایک مقام ہی داخل میقات کے اور خارج ہی حرم سے تو اگر کسی شخص نے جو بستان کا رہنے والا ہی یا اوسمین داخل ہوا تھا احرام باندھا انھون نے حل سے اور وقوف کیا عرفے مین تو کچھہ حرج نہین اسواسطے کہ احرام باندھا انھون نے اپنی میقات سے اور جو شخص داخل ہوا مکے مین بغیر احرام کے لازم ہی اوسپر حج یا عمرہ تو جب داخل ہوا مکے مین بغیر احرام کے پھر لوٹ آیا طرف میقات کے اوسی سال اور احرام باندھا حج کا اور سبب جیسے نذر کی تھی اوسنے حج کی تو ساقط ہوا اوسپر جو واجب ہوا تھا اوسپر داخل ہونے سے مکے مین بغیر احرام کے اور وہ حج تحیہ یا عمرہ تو یہ حج کافی ہو جاویگا اوس سے اور اگر بعد اوس سال کے آیا طرف میقات کے تو یہ حج کافی نہوگا اور جسنے تجاوز کیا اپنی میقات سے اور احرام باندھا عمرے کا اور فاسد کر دیا اوسکو عمرہ کرتا چلا جاوے اور پھر قضا کرے اور نہین ہی دم اوسپر بسبب ترک کرنے احرام کے میقات مین اور جو مکے کا رہنے والا ہی اور طواف کیا اوسنے واسطے عمرے کے اور ابھی ایک پھیرا کیا تھا کہ احرام باندھا حج کا ترک کرے حج کو اور لازم ہی اوسپر دم اور حج اور عمرہ اور یہ مذہب امام ابوحنیفہ کا ہی اور صاحبین کے نزدیک ترک کرے عمرے کو اور اگر چار پھیرے کر لیے تو ترک کرے حج کے احرام کو سب کے نزدیک اور اگر تمام کر لیا اون دونون کو یعنی عمرے اور حج کو تو صحیح ہوا اور ذبح کرے قربانی اور جسنے احرام باندھا حج کا اور حج کیا پھر احرام باندھا دن نحر کے دوسرے حج کا اگلے سال مین تو اگر حلق کیا واسطے اول حج کے قبل اس احرام کے لازم ہوگا اوسکو دوسرا حج بغیر دم کے اور اگر نہ حلق کیا لازم ہوگا اوسکو دوسرا ساتھہ دم کے تو اب برابر ہی کہ حلق کرے یا نکرے دم لازم آویگا اور جس شخص نے عمرہ ادا کیا مگر حلق نہین کیا اور احرام باندھا دوسرے عمرے کا ذبح کرے ایک آفاقی نے احرام باندھا حج کا پھر عمرے کا لازم ہی اوسپر دونون اور عمرہ باطل ہو جاتا ہی ساتھہ وقوف کے عرفات مین قبل افعال عمرے کے اور اگر فقط توجہ کرے طرف عرفات کے تو باطل

نہیں ہوتا تو اگر طواف کیا حج کا پھر احرام باندھا عمرے کا اور عمرہ اور حج دونوں کرتا چلا گیا اور ذبح کرے اور مستحب ہے ترک کرنا عمرے کا تو اگر ترک کرے قضا ایک عمرے کی اور اوسپر دم لازم ہے اور جسنے حج کیا اور احرام باندھا عمرے کا دن نحر کے یا اون تین دنوں میں جو دن نحر کے متصل ہیں یعنی ایام تشریق میں تو عمرہ لازم ہو جاویگا اوسپر عمرہ اور ترک کرے اوسکو اور قضا کرے اور دم بھی اوسپر لازم ہے تو اگر عمرہ ادا کیا گیا تو بھی صحیح اور لازم ہوا اوسپر دم اور جسکو فوت ہوا حج پھر احرام باندھا حج یا عمرے کا تو وہ ترک کرے اونکو اسواسطے کہ جسکا حج فوت ہوا وہ لازم ہے اوسپر کہ حلال ہو جاوے عمرے کے افعال کرکے اور قضا کرے اور ذبح کرے **ف** اور دلیل اسکی اصل شرح وقایہ اور ہدایہ میں مذکور ہے

باب احصار کے بیان میں

اگر محرم کو کسی دشمن نے روکا یا مرض کے سبب سے رک گیا تو جو شخص حج مفرد کرتا تھا وہ ایک دم بھیجے اور قارن دو دم اور مقرر کرے ایک دن اونکے ذبح کا اگرچہ قبل دن نحر کے ہو اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک اگر عمرے سے روکا ہے تو اسی طرح کرے اور اگر حج سے رک گیا ہے تو نہیں جائز ہے ذبح مگر دن نحر کے **ف** اور ہمارے نزدیک روکا جانا یعنی احصار مرض سے بھی ہوتا ہے اور امام شافعی کے نزدیک نہیں ہوتا احصار مگر دشمن کے سبب سے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی طحاوی نے شرح آثار میں **ثنا** فهد **ثنا** علي بن معبد بن شداد العبدي صاحب محمد بن الحسن **ثنا** جرير بن عبد الحميد عن منصور عن ابراهيم عن علقمة قال لدغ صاحب لنا وهو محرم بعمرة فذكرناه لابن مسعود فقال يبعث الهدي ويواعد اصحابه موعدا فاذا نحر عنه حل وبه الى جرير عن الاعمش عن عمارة بن عمير عن عبد الرحمن بن يزيد قال قال عبد الله ثم عليه عمرة بعد ذلك یعنی کہا علقمہ نے کہ کاٹا سانپ نے ایک شخص کو اور وہ محرم تھا عمرے کا تو ذکر کیا ہمنے ابن مسعود سے تو کہا ابن مسعود نے بھیجے ہدی کو اور وعدہ کرے اپنے لوگوں سے تو جب قربانی کریں وہ اوس سے حلال ہو جاوے پھر اوسپر لازم ہے عمرہ اور آیت بھی احصار کی مرض کے باب میں نازل ہوئی ہے **ص** اور حل میں اوسکا ذبح کرنا جائز نہیں ہے اور جب ذبح ہو گئی قربانی اوسکی تو وہ حلال ہو جاویگا قبل حلق اور قصر کے اور لازم ہے اوسپر اگر حلال ہوا حج سے تو اوسپر حج اور عمرہ لازم ہے اور عمرے سے تو عمرہ لازم ہے اور قران سے ایک حج اور دو عمرے چاہیئیں **ف** اور مروی ہے قول عبد اللہ بن عباس اور ابن مسعود سے ذکر کیا اسکو طحاوی نے اور دو عمرے لازم ہونا بیان کیا ہمنے اوسکو ابن مسعود سے اور قران میں دو عمرے اسواسطے ہیں کہ ایک عمرہ تو حج کے فوت کا ہوا اور ایک عمرہ اوس عمرے کی قضا ہے جو قران میں تھا **ص** اور جب احصار اوسکا مٹ جاوے اور ممکن ہو اوسکو ہدی اور حج کا پانا تو جاوے اور اگر دونوں ملنا ممکن نہوں مثلا حج ملنا ممکن ہو اور قربانی ملنا ممکن نہو یا قربانی ملنا ممکن ہو اور حج کا ملنا ممکن نہو تو جائز ہے اوسکے واسطے کہ حلال ہو جاوے اور اوسی جگہ رہے یا چلا جاوے اور جو شخص وقوف اور طواف سے مکے میں دونوں سے منع کیا گیا ہے تو احصار اوسکا ثابت ہے اور اگر ایک سے ان دونوں میں سے روکا گیا تو احصار اوسکا ثابت نہیں اور جو شخص عاجز ہو حج سے اور حج کیا جاوے اوسکی طرف سے تو صحیح ہوگا اور اوسکا حج ادا ہو جاویگا اگر عجز اوسکا موت تک باقی رہا اور نیت کی حج میں اوسکی طرف سے **ف** اسواسطے کہ کہا ایک عورت نے اے رسول اللہ تحقیق فرض کیا اللہ نے حج اپنے بندوں پر پایا میں نے اپنے باپ کو ضعیف بوڑھا کہ نہیں ٹھہر سکتا سواری پر کیا حج کروں میں اوس سے فرمایا آپ نے ہاں روایت کی بخاری مسلم نے اور فرمایا آپ نے ایک شخص کے واسطے حج عن ابيك واعتمر یعنی حج کر تو اپنے باپ سے اور عمرہ کر

[illegible] **ص** اور اگر کسیکو دو شخصوں نے حکم حج کا

دیا اپنی طرف سے اور خرچ دیا اپنے ہی مال سے اور حج کیا اوسنے دونون کی طرف سے تو وہ جائز ہے اوس بیٹے کا ہوگا اور دونون کی بابت ادا ہوجائیگا
اور نہیں جائز ہے اوسکو کہ پھیر دے اوس حج کو ان دونون میں سے ایک کی طرف اور اگر حج کیا ہو اپنے ماں باپ کی طرف سے تو درست ہے اوسکو کہ پھیر دے
اوس حج کو باپ یا ماں کی طرف سے اور جو بھیجے ایک شخص کو کہ حکم دیا حج کا اور اوسکو احصار ہوا تو دم احصار کا حکم کرنے والے پر ہے اور دم
قران اور جنایت کا حج کرنے والے پر ہے یعنی اگر کسی نے حکم دیا کہ میری طرف سے قران کرنا تو دم قران کا حکم کرنے والے پر نہیں حج کرنے والے پر ہے
اور اگر حج کرنے والے نے جماع کیا قبل وقوف عرفات کے تو باطل ہوا حج اوسکا سو دینا پڑیگا نفقہ اوس شخص کا جسنے حکم کیا تھا اوسکو حج کا اور اگر
بعد وقوف کے جماع کیا تو دم لازم آویگا اوسکو پھیر دینا نفقے کا کیونکہ صحیح ہوگیا حج اوسکا اور اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے
حج کرا دینا اور لوگون نے بعد اوسکے ایک شخص کو واسطے حج کے مقرر کیا اور خرچ حج کا اوسکو دیدیا اور وہ راستے مین مر گیا تو جو خرچ بچکے
مال باقی رہا ہے اوسکے ثلث مین سے پھر حج کرایا جاویگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک کل مال کے ثلث سے حج کرایا جاویگا اور نزدیک امام محمد کے اگر اوس
مال مین سے جو پہلے شخص کو واسطے حج کے دیا تھا کچھ باقی ہے حج کرایا جاویگا اور جو کچھ باقی نہیں رہا باطل ہوگی وصیت اوسکی اور ہدی چاہئے اونٹ کی
ہو اور چاہئے بکری ہو یا گاے اور ادنی درجہ یہ ہے کہ بکری ہو **ف** اور ہدایہ مین ہے کہ یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے لیکن پایا نہیں گیا
روایت کی شافعی نے عطا سے کہا انھون نے ادنی درجہ دم کا حج مین بکری ہے اور ایسا ہی کہا حضرت ابن عباس نے مروی ہے صحیح بخاری مین
ص اور نہین واجب ہے لیجانا اوسکا عرفات مین اور ہدی مین اوسی قسم کا جانور جائز ہے جیسا دن نحر کے قربانی مین جائز ہوتا ہے اور جو اوسمین
جائز نہین اسمین بھی جائز نہین **ف** مثلاً اونٹ اور گاے مین جو قربانی کے لیے ہو سات آدمیون کا شریک ہونا درست ہے تو اوسمین
بھی درست ہے اور اسیطرح نہایت دبلی جو قربانی کی جگہہ تک نجاسکے یا اندھی یا لنگڑی یا کان کٹی ہوئی ہو ایسی ہدی درست نہیں اور ذکر
اسکا خاتمے مین کچھ تھوڑا سا آویگا **ص** اور جائز ہے بکری ہر چیز مین مگر جب طواف زیارت جنابت کی حالت مین کر لیا یا وطی کی بعد وقوف
کے تو ان دونون صورتون مین بدنہ یعنی اونٹ یا گاے کی قربانی لازم ہوگی اور جو ہدی نفل ہو اوسمین سے کھالیوے اور تمتع اور قران کی بھی
ہدی سے کھاوے اور سوا انکے اور کسی مین نہ کھاوے **ف** حدیث جابر مین ہے کہ کھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل ہدی اور تمتع اور قران کی
ہدی سے اور سوا انکے مین مثلاً احصار کی ہدی یا جنایت کی ہدی مین سے نہ کھاوے اور منع کیا اوسکے کھانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مروی ہے صحیح مسلم اور ابن ماجہ مین **ص** اور تمتع اور قران کی ہدی دن نحر کے ذبح کرے اور باقی جسدن چاہے ذبح کرے اور ذبح کی جگہہ حرم ہے **ف**
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا عرفہ موقف ہے اور سارا منیٰ قربانی کی جگہہ ہے اور جتنے کوچے مکے کے ہین سب قربانی کی جگہہ ہین روایت کیا
اوسکو ابو داود اور ابن ماجہ نے حدیث جابر سے **ص** اور صدقہ دینا قربانی مین سے حرم کے فقیرونکو اور جسکو چاہے فقیرون مین سے درست ہے اور صدقے مین
دیوے اوسکی جھول اور نکیل اور نہ دیوے قصاب کی اجرت مین اوسکو اور نہ سوار ہو ہدی پر مگر واسطے ضرورت کے اور نہ نکالے
اوسکا دودھ اور موقوف کرے دودھ کو اس طرح پر کہ پستان کو اوسکے سرد پانی سے دھووے **ف** اور یہ جب ہے کہ قربانی اوسکی
قریب ہووے اور لیکن جب ذبح اوسکا قریب نہووے تو اوسکا دودھ نکالکے صدقہ دیوے تا کہ ہدی کو ضرر نہووے اور روایت کی جماعت نے سوا
ترمذی کے حضرت علی سے کہ حکم کیا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تقسیم کرو قربانیون کی کھالون کو اور اونکی جھولونکو اور حکم کیا
مجھکو کہ نہ دون اوسمین سے اجر قصاب کا اور فرمایا کہ ہم اوسکو اپنے پاس سے دینگے اور ایک روایت مین ہے کہ صدقہ دو اوسکی کھالون اور
جھولون کا اور سوار ہونا وقت ضرورت کے اوسپر درست ہے صحیحین مین مروی ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

دیکھا ایک شخص کو کہ ہانکتا ہی بدنہ کو سو فرمایا آپنے سوار ہو جا اوسپر کہا اوسنے کہ یہ بدنہ ہی فرمایا کہ سوار ہو اوسپر سو دیکھا مینے اوسکو کہ سوار تھا اوسپر ص اور جسنے ہانکا ہدی کو اور وہ کہ ہلاک ہو جاوے تو اگر نفل ہی تو اوسپر دوسری ہدی لینا ضرور نہین اور اگر واجب ہی تو اوسکی جگہہ پر دوسری مقرر کرے اور اگر اوسمین نہایت عیب ہی مثلاً تہائی حصے سے زیادہ اوسکی دم یا کان یا آنکھہ جاتی رہی تو اوسکو بھی بیچے اور عیب والی ہدی مالک کی ہی جو چاہے اوسکو کرے اور اگر مرنے لگے ہدی راستے مین اور وہ نفل تھی تو نحر کرے اوسکو اور نعل کو جو اوسکے گلے مین ہی اوسکے خون مین رنگ دیوے اور اوسکو لیکر اوسکے کوہان پر مار دیوے تا کہ اوسمین سے فقیر کھاوین اور غنی نہ کھاوے ف اور ایسا ہی حکم کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجیہ اسلمی رض کو ص اور اگر وقوف کیا لوگون نے اور گواہی دی ایک قوم نے کہ یہ دن نحر کا تھا اور عرفے کا دن گذر گیا تو نہین قبول کی جاویگی شہادت اونکی اور اگر قبل وقت وقوف کے گواہی دی کہ آج کا دن ترویہ کا تھا اور کل عرفہ ہی تو قبول کی جاویگی شہادت اونکی اور اگر رمی کی جمرہ وسطی اور تیسرے جمرے کی اور نہ رمی کی جمرہ اولی کی تو اگر رمی کر لے پھر سبکی تو اچھا ہی اور اگر فقط جمرہ اولی کی رمی کی قضا کی تو جائز ہی اور اگر نذر کی کسی شخص نے کہ حج پیدل کریگا تو پیدل کرے طواف زیارت تک اور بعد طواف زیارت کے جائز ہی اوسکو سوار ہونا اور اگر ایک لونڈی کو خریدا اور وہ محرم تھی اپنے مالک کے اذن سے تو جائز ہی خریدنے والے کو کہ حلال کرے اوسکو اس طرح پر کہ بال اوسکے کاٹے یا ناخون کترے پھر جماع کرے اوس سے اور یہ اولی ہی اس سے کہ حلال کرے اوسکو ساتھہ جماع کے اور اگر جماع سے حلال کیا اوسکو تو درست ہی خدا کا شکر ہی کہ کتاب الحج بھی تمام ہوئی اللہ تعالی اسکو اپنے فضل سے قبول فرماوے آمین یا رب العالمین

خاتمہ فوائد متفرقہ کے بیان مین

فائدہ پہلا اوپر گذرا کہ عمرہ سنت ہی ہمارے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہی اور بعضون کے نزدیک فرض کفایہ ہی دلیل امام شافعی کی یہ ہی کہ روایت کی حاکم نے مستدرک مین اور دارقطنی نے زید بن ثابت سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْحَجُّ وَ الْعُمْرَةُ فَرِيْضَتَانِ لَا يَضُرُّكَ بِاَيِّهِمَا بَدَأْتَ قَالَ الْحَاكِمُ الصَّحِيْحُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ لَا مِنْ قَوْلِهٖ یعنی حج اور عمرہ دونون فرض ہین تو نہین ضرر کرتا ہی تجکو جس سے چاہے شروع کر کہا حاکم نے صحیح یہ ہی کہ یہ قول زید بن ثابت کا ہی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علاوہ اسکے مین کہتا ہون کہ اسناد مین اوسکی اسمعیل بن مسلم مکی ہی ضعیف کیا اوسکو محدثین نے کہا بخاری نے منکر الحدیث وقال حدثنا حدیثه یعنی پھینک دیتے ہین ہم حدیث اوسکی اور روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے ہشام بن حسان سے انھون نے محمد بن سیرین سے موقوفا اور یہی صحیح ہی اور نکالا دارقطنی نے عمر بن الخطاب سے اِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنْ تُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَاَنْ تَحُجَّ وَتَعْتَمِرَ یعنی پوچھا ایک شخص نے کہ ای رسول اللہ کیا ہی اسلام فرمایا یہ کہ گواہی دے تو کہ نہین ہی کوئی معبود سوا اللہ کے اور محمد رسول اللہ کے ہین اور قائم کرے تو نماز کو اور دیوے زکوۃ کو اور حج کرے اور عمرہ کرے تو کہا دارقطنی نے اسناد اوسکی صحیح ہی اور روایت کیا اوسکو حاکم نے کتاب المخرج علی صحیح مسلم مین کہا صاحب تنقیح نے یہ حدیث صحیحین مین ہی اور اوسمین ذکر عمرے کا نہین اور یہ زیادت شاذ ہی اور اس باب مین اور حدیثین ہین لیکن سب ضعیف ہین اور نکالا حاکم نے ابن عمر سے کہ نہین ہی کوئی شخص اللہ کی مخلوق سے مگر لازم ہی اوسپر حج اور عمرہ اور دونون واجب ہین جو شخص طاقت رکھے وہان جانے کی اور تعلیق کی اوسکی بخاری نے اور نکالا ابن عباس رض سے اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ فَرِيْضَتَانِ عَلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ اِلَّا اَهْلَ مَكَّةَ فَاِنَّ عُمْرَتَهُمْ طَوَافُهُمْ فَلْيَخْرُجُوْا اِلَى التَّنْعِيْمِ ثُمَّ لِيَدْخُلُوا الْحَدِيْثَ یعنی حج اور عمرہ دونون فرض ہین

آخر حدیث تک اور کہا حاکم نے کہ یہ اوپر شرط مسلم کے ہی اور دلیل ہماری یہ ہی جو روایت کی ترمذی نے حجاج بن ارطاۃ سے انھون نے محمد بن منکدر سے انھون نے جابر سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرے سے کیا واجب ہی وہ فرمایا نہین مگر یہ کہ عمرہ کرنا افضل ہی کہا ترمذی نے حدیث حسن صحیح ایسا ہی ہی ایک نسخے مین جامع ترمذی کے اور ایک نسخے مین ہی حدیث حسن اور جو ذکر کیا بعضون نے کہ اسنا مین اوسکی حجاج بن ارطاۃ ہی اور وہ ضعیف ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ نہین ہی کم حدیث اوسکی درجہ حسن سے اور متفق ہوئین رواتین ترمذی سے اس بات پر کہ حسن کہا انھون نے اس حدیث کو اور روایت کیا اوسکو ابن جریج سے انھون نے محمد بن منکدر سے انھون نے جابر بن عبد اللہ سے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم صغیر مین اور دارقطنی نے اور طریقے سے اور اسناد مین اوسکی یحیی بن ایوب ہی اور ضعیف کیا اوسکو اور روایت کی عبد الباقی بن قانع نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج جہاد ہی اور عمرہ نفل ہی اور یہ بھی حجت ہی اور کہا ابن حزم نے کہ یہ مرسل ہی روایت کیا اسکو معاویہ بن اسحق نے ہامان حنفی سے انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور جواب اوسکا یہ ہی کہ ابن قانع نے رفع کیا اوسکو اور وہ بڑے حافظین حدیث مین سے ہی اور باقی اسناد مین سب راوی ثقہ ہین باوجود اس بات کے کہ مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی اور ضعیف کرنا ہامان کا صحیح نہین ہی کیونکہ توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور روایت کیا اوس سے جماعت مشاہیر نے اور مروی ہی یہ حدیث عبد اللہ بن عباس سے اور اسناد مین اوسکی مجاہیل ہین اور روایت کی ابن ماجہ نے طلحہ بن عبید اللہ سے کہ انھون نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے حج جہاد ہی اور عمرہ نفل ہی اور اسناد مین اوسکی عمرو بن قیس ہی کہا صاحب امام نے کلام کیا گیا ہی اوسمین اور بہر حال حدیث اوسکی درجہ حسن سے کم نہین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حدیث ابو اسامہ سے انھون نے سعید بن ابی عروبہ سے انھون نے ابو معشر سے انھون نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے کہ حج فرض ہی اور عمرہ نفل ہی اور کافی ہین عبد اللہ تقلید کے واسطے اور کلام اونکا حجت ہی ✢

فائدہ دوسرا اضحیہ کے بیان مین

درست ہی چھ مہینے کا دنبہ قربانی کرنا اور اس سے کم کا درست نہین اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہین اور گائے دو برس یا زیادہ کی اور اوس سے کم کی درست نہین اور بکری جب ایک برس کی ہو یا زیادہ ہو تو درست ہی اور اس سے کم کی درست نہین اور اگر قربانی کا جانور منڈا ہووے یعنی بے سینگھ کا یا بدھیا ہووے یا دیوانہ ہووے یا کانا تو قربانی کرنا درست ہی اور اگر اندھا ہووے یا بہت دبلا ہووے کہ اوسکی ہڈیون مین مغز نرہا ہووے یا لنگڑا ہووے اسقدر کہ قربانی کرنے کی جاے تک نہ جاسکے تو ان سب جانورون کو قربانی کرنا درست نہین اور جس جانور کا ایک ہاتھ یا ایک پانون کٹا ہووے یا اوسکا کان تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہووے یا اوسکی آنکھ تیسرے حصے سے زیادہ گئی ہووے یا اوسکا سُرین تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہووے تو ان سب جانورون کو قربانی کرنا درست نہین اور باقی ذکر اسکا کتاب الاضحیہ مین ہی

فائدہ تیسرا مکے کی اور مسجد الحرام کی فضیلت کے بیان مین

روایت ہی ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مکے کے کیا اچھا شہر ہی تو اور میرے نزدیک زیادہ محبوب ہی اور اگر تیری قوم نے نہ نکالا ہوتا مجکو تجھسے البتہ مین نہ رہتا مگر تجھہ مین اخراج کیا اوسکا ترمذی نے اور ایک حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ٹیلے پر کھڑے ہوئے اور فرمایا وَاللہِ اِنَّکِ لَخَیْرُ اَرْضِ اللہِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللہِ وَلَوْلَا اَنِّیْ اُخْرِجْتُ مِنْکِ مَا خَرَجْتُ یعنی تو بہتر ہی اللہ کی زمین بھر مین اور اگر مین نہ نکالا جاتا تجھہ مین سے البتہ نہ نکلتا مین مروی ہی یہ حدیث سنن ترمذی اور ابن ماجہ مین

اور فرمایا آپ نے دن فتح مکہ کے اِنَّ ھٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ
اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ
اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقْطَتَهُ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا
فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ یعنی یہ حرمت کی اوسکی
اللہ تعالی نے جس دن سے پیدا کیا آسمان اور زمین کو تو یہ حرمت پایا گیا ہی اللہ کی حرمت سے دن قیامت تک اور نہیں حلال ہوا اوس مین
قتل کرنا کسیکو مجسے پہلے سوا میرے اور میرے واسطے ہی ایک گھڑی بھر دن مین درست ہوا تو وہ حرمت دیا گیا ہی اللہ کی حرمت سے دن
قیامت تک توڑے کانٹا اوسکا اور نہ بھگاوے وہان کے صید کو اور نہ لے وہان کی پڑی چیز کو مگر وہ شخص جو اوسکو پہنچوانے اور نہ لے
وہان کی گھانس سو کہا حضرت عباس نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر اذخر کو یعنی اذخر جو گھانس ہی وہان کی اوسکو لیا کرین کیونکہ وہ
سلگانے میں اوسکو اور اپنے گھرون میں صرف کرتے ہین سو فرمایا آپنے مگر اذخر کو یعنی اوسکا لینا درست کیا روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے
اور روایت ہی عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہیگی یہ امت ساتھ بہتری کے جب تک تعظیم اوس
حرمت خانہ کعبہ کی کرینگے جو حق اوسکی تعظیم کا ہی تو جب ضائع کرینگے اس تعظیم کو ہلاک ہو جاوینگے اخراج کیا اوسکا ابن ماجہ نے اور نماز پڑھنا خانہ کعبہ مین
نہایت ثواب ہی حدیث شریف مین ہی کہ کعبہ مین ایک نماز برابر ہی لاکھ نماز کے اور مدینہ منورہ کی مسجد ہی مین ایک نماز برابر ہی پچاس ہزار نماز کے واللہ اعلم

فائدہ چوتھا مدینہ شریف کی زیارت کے بیان مین

نزدیک ہمارے مشائخ کے زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل مستحبات مین سے ہی اور مناسک فارسی اور شرح مختار مین ہی کہ یہ قریب ہی
واجب کے بہرحال زیارت کرنا قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمان پر واجبات اور لوازمات مین سے ہی روایت کی دارقطنی اور بزار نے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ جسنے زیارت کی میری قبر کی واجب ہوئی اوسکے لیے
شفاعت میری اور روایت کی دارقطنی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ حَجَّ وَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ
زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ یعنی جسنے حج کیا اور زیارت کی میری قبر کی بعد میری موت کے سو گویا کہ اوسنے زیارت کی میری زندگی مین سبحان اللہ
جبکہ زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ درجہ ہوا کہ گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت حیات مین زیارت کی تو کون سا
مسلمان ایسا ہوگا کہ اس درجے سے محروم اور خائب رہیگا اور آپ کی زیارت سے مشرف نہوگا اور حج اگر فرض ہو تو اولی یہی ہی کہ پہلے
حج کرے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جاوے اور اگر حج نفل ہی تو اختیار ہی سو جب نیت کرے زیارت قبر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی تو آپکی مسجد کی بھی زیارت کی نیت کرے اسواسطے کہ یہ مسجد اون مسجدون مین سے ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اونکے حق مین لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِيْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى
یعنی نہ باندھے جاوین کجاوے مگر تین مسجدون کی طرف مسجد حرام اور میری مسجد اور مسجد اقصی یعنی مسجد بیت المقدس کی طرف اور اس حدیث سے
مطلب آپکا یہ ہی کہ مسجدون کی زیارت کیواسطے جانا اور سفر کرنا اونکے لیے درست نہین مگر ان تین مسجدون کی طرف اور یہ جو معنی اس حدیث کے
ہمنے بیان کیے یہی صحیح ہین اور دلالت کرتا ہی اسپر کلام شیخ ابن الہمام کا بعد بیان کرنے اس حدیث کے وَالْاَوْلٰى عِنْدَ الْعَبْدِ الضَّعِيْفِ
[illegible] زیارت قبر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا آگے چلکر لا کن فی ذلک زیادۃ تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اسمین زیادتی تعظیم کی ہے
واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جن لوگون نے معنی اس حدیث کے لیے ہین کہ نہ سفر کیا جاوے کسی مقام کی زیارت کیواسطے مگر ان
مسجدون کی طرف تو وہ معنی اس حدیث کے مستقیم نہین کیونکہ کلام شیخ ابن الہمام کا صریح منافی ہے اوسکے علاوہ اسکے امام احمد نے روایت کیا
اس حدیث کو اور یہ ہین ہے کہ نہ سفر کیا جاوے طرف کسی مسجد کے مگر ان تین مسجدون کی طرف اور یہ جو ضعف بیان کرتے ہین اس حدیث کا کہ
اسناد مین اوسکی شہر بن حوشب ہے اور وہ راوی ضعیف ہے اور وہم کیا اوسنے اس روایت مین تو جواب اوسکا یہ ہے کہ جسوقت توثیق ثابت کردی ہم
شہر کی تو نسبت وہم کی اوسکی طرف غیر مقبول ہے اور کلام بلا دلیل ہے اور اصول حدیث مین ثابت ہے کہ زیادتی ثقہ ضابط کی مقبول ہے لیکن توثیق
شہر بن حوشب کی سو معلوم کیا چاہیے کہ نہین ضعیف کیا اوسکو مگر ابن عون اور مسلم نے اور توثیق کی اوسکی احمد بن حنبل اور یحیی بن معین اور بہت
لوگون نے قال احمد ما احسن حدیثہ ووثقہ هو وقال احمد بن عبد الله العجلي هو تابعي ثقة وقال ابن
ابي خيثمة عن يحيى بن معين هو ثقة ولم يذكر ابن ابي خيثمة غير هذا وقال ابو زرعة لا باس به وقال الترمذي
قال محمد يعني البخاري شهر حسن الحديث وقوى امره وقال انما تكلم فيه ابن عون ثم روى عن
هلال بن ابي زينب عن شهر وقال يعقوب بن شيبة شهر ثقة اور کہا صالح بن محمد نے شهر روى عنه الناس
من اهل الكوفة والبصرة واهل الشام ولم يوقف منه على كذب یعنی شہر روایت کی اوس سے اہل کوفہ اور اہل بصرہ
اور اہل شام نے اور نہین معلوم ہوا کذب اوسکا کسی طرح تو جاننا چاہیے کہ یہ کلام متقدمین کا ہے شہر بن حوشب مین اور متاخرین کا کلام سن لینا
لازم ہے کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین بل وثقه كثيرون من كبار ائمة السلف وقال ايضا فهذا كلام هؤلاء
الائمة على الثناء عليه اور کہا حافظ ابن حجر نے شهر صدوق اور کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین والصحيح في
شهر التوثيق ووثقه ابو زرعة واحمد ويحيى والعجلي ويعقوب بن شيبة وسنان بن ربيعة تو جب شہر کو
امام احمد اور یحیی بن معین اور احمد بن عبد اللہ اور ابن ابی خیثمہ اور ابو زرعہ اور بخاری اور ترمذی اور یعقوب اور صالح بن محمد اور سنان بن ربیعہ
اسقدر لوگ اجلہ علماے محدثین سے توثیق کرین تو پھر ضعف بیان کرنا اوسکا بسبب تضعیف مسلم اور ابن عون کے باوجودیکہ رجوع کیا ہو اون
دونون نے اوسکی تضعیف سے اور نہ قبول کرنا اوسکی زیادت کو نہایت بے انصافی ہے اور وہ جو طعن کیا ہے لوگون نے کہ شہر نے ایک تھیلی
بیت المال سے چرالی تو کہا نووی نے قد حمله العلماء على محمل صحيح یعنی حمل کیا اوسکو علما نے محمل صحیح پر اور وہ جو طعن
کرتے ہین کہ شہر نے سفر حج مین اپنے رفیق کی رسی چرائی غلط ہے اور کذب ہے کہا نووی نے غير مقبول عند المحققين یعنی یہ طعن
غیر مقبول ہے نزدیک محققین کے اور بعد اسکے جب علماے سلف سے توثیق اوسکی ثابت اور شیخ ابن الہمام اور حافظ ابن حجر عسقلانی اور
امام نووی قائل اوسکی صحت کے ہین تو زیادتی اوسکی اس حدیث مین بلاشبہہ مقبول ہے اور اگر تسلیم بھی کرین تو بھی جب تصریح حدیث
ضعیف مین مروی ہو تو معنی اوسکے اوسکے موافق لیے جاتے ہین بہرحال ترجیح اسی مذہب کو ہے جسکو ہمنے ذکر کیا اور دوسرے یہ کہ کلام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری حدیث مین ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے لا تعمله حاجة الا زيارتي صریح دال ہے
اس بات پر کہ مراد حدیث مذکور مین سفر مساجد کا ہے اور جب جاوے واسطے زیارت کے تو کثرت سے بھیجے درود اور سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
راہ مین اور جب مدینہ شریف کے قریب پہونچے غسل کرے قبل داخل ہونے کے مدینہ طیبہ مین یا جب جاوے وضو کرے اور غسل بہتر ہے اور اچھے کپڑے

اپنے پہنے اور نئے کپڑے پہننا افضل ہی اور وہ جو لوگ جب مدینے کے قریب پہونچتے ہین تو سواری سے اوتر کے پیدل مدینہ شریف مین
جاتے ہین کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ فعل اچھا ہی کیا انھون نے وَكُلُّ مَا كَانَ اَدْخَلَ فِي الْاَدَبِ وَالْاِجْلَالِ كَانَ حَسَنًا
یعنی جو فعل ادب کا ہووے تو وہ اچھا ہی اور جب مدینے مین داخل ہووے تو یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ
مُخْرَجَ صِدْقٍ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِيْ مِنْ زِيَارَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا رَزَقْتَ اَوْلِيَاءَكَ وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ يَا خَيْرَ مَسْئُوْلٍ اور چاہیے کہ نہایت تواضع اور
عاجزی اور خشوع اور خضوع سے چلے اور نہ باز رہے دم بھر درود شریف سے اور دل مین خیال کرتا جاوے کہ یہ وہ شہر ہی جسمین ہمارے
سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی ہی اور اسی جگہہ قرآن اور وحی اونپر اوتری ہی اور یہ جگہہ ہی ایمان اور احکام کی کہا
حضرت عایشہ رضی نے کہ جتنے شہر ہین سب فتح ہوئے ہین تلوار سے مگر مدینہ کہ یہ فتح ہوا ہی رحم سے اللہ کے اور قرآن سے اور مستحب ہی کہ مدینہ شریف
مین سوار ہو کے نہ چلے اسواسطے کہ فرمایا حضرت امام مالک نے جب پوچھا ایک شخص نے کہ کیون نہین سوار ہوتے آپ مدینے مین کہا کہ مین شرم کرتا ہون
اللہ تعالی سے کہ روندون ایک چارپائے کے کھر سے اوس مٹی کو جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور جب مسجد نبوی مین داخل ہووے داہنا
پیر پہلے مسجد مین رکھے اور اندر بایان اور کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور مسجد مین باب جبریل
یا باب السلام سے داخل ہووے مگر باب جبریل سے جانا بہتر ہی اور یہ دعا بھی پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي الْيَوْمَ مِنْ اَوْجَهِ مَنْ تَوَجَّهَ اِلَيْكَ
وَاَقْرَبِ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَيْكَ وَاَنْجَحِ مَنْ دَعَاكَ وَابْتَغٰى مَرْضَاتَكَ پھر درمیان منبر اور قبر شریف کے اسی طرح پر کہ
ستون منبر کا داہنے کندھے کے برابر پڑے سامنے محراب کے دوگانہ تحیۃ المسجد کا ادا کرے اور یہ مقام موقف ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا اور داخل ہی روضۂ اطہر مین اور سجدہ شکر کا کرے کہ اس نعمت عظمی کو پہونچا پھر آئے قبر شریف پاس اور مونہہ کرے قبر کی
دیوار کی طرف اور پیٹھ کرے طرف قبلے کے اور وہ جو فقیہ ابو اللیث سے مروی ہی کہ کھڑا ہووے مونہہ کر کے طرف قبلے کے صحیح نہین ہی
کیونکہ روایت کی ابو حنیفہ نے مسند مین ابن عمر رض سے کہ کہا انھون نے سنت سے ہی یہ بات کہ آوے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس
قبلے کی طرف سے اور پیٹھ کرے اپنی قبلے کی طرف پھر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر کہے
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ
خَلْقِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّكَ عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ اَشْهَدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّكَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ
فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازَى الْاَنْبِيَاءَ عَنْ اُمَّتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدَكَ
وَرَسُوْلَكَ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالشَّرَفَ وَالدَّرَجَةَ الْعَالِيَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ
وَعَدْتَّهٗ وَاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ سُبْحَانَكَ اِنَّكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اور مانگے اللہ تعالی سے اپنی حاجت
بوسیلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اوس جگہہ خلق تمام اور مغفرت کو مانگے پھر مانگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کو اور کہے

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ فِيْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ
اور جو دعائیں طلب رحمت اور محبت کی ہوں انکو پڑھے اور دل میں خیال کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ موجود ہیں اور میرے
حاضر ہونے اور زیارت کو جانتے ہیں اور میرے کلام کو سنتے ہیں اور نہایت لحاظ اور آداب و تمیز اور حضور قلب سے یہ دعا پڑھے اور ابو فدیک
رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہی کہ سنا میں نے بعض اہل عصر سے کہتے تھے کہ پونہچا ہمکو کہ جو شخص توقف کرے نزدیک قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور پڑھے اس آیت کو اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ اور پھر کہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ يَا مُحَمَّدُ
ستر بار تو ندا کریگا اوسکو ایک فرشتہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا فُلَانُ یعنی رحمت بھیجی اللہ نے اوپر تیرے اے فلانے ذکر کیا اس حکایت کو
شیخ ابن الہمام نے اور جس شخص نے اوسکو کہا ہو کہ میرا سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پونہچا دینا تو اوسکا سلام پونہچا دے
اور کہے اَلسَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اور فلان بن فلان کی جگہہ اوسکا نام اور اوسکے باپ کا نام لیوے
یا اس طرح پر کہے فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ يُسَلِّمُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی وصیت کرتے تھے لوگوں کو
کہ میرا سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پونہچا دینا اور قاصد بھیجتے تھے اسی واسطے شام سے مدینہ شریف کو اور جسکو فرصت
نہو سکے ان سب باتوں کی تو بقدر طاقت کے بجا لاوے پھر ایک ہاتھ داہنی طرف ہٹ کر سامنے روے شریف حضرت ابوبکر صدیق رضی کے
ہو کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَثَانِيَهٗ فِي الْغَارِ يَا اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقِ جَزَا
اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا پھر اسی طرح ایک ہاتھ اور ہٹ کر حضرت عمر فاروق رضی کے سامنے ہو کر کہے اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقِ الَّذِيْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا
پھر منبر اور قبر شریف کے درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے آکر دعا مانگے اور شفاعت طلب کرے اور اپنے والدین کیواسطے
اور جسنے درخواست کی ہو اور اپنے دوست کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا خیر کرے اور بعد ختم دعا کے آمین کہے اور درود اور سلام بھیجے
اور بعضوں نے کہا ہی کہ پھر سرہانے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے آنا صحابہ سے منقول نہیں روایت کی ابو داود نے کہ گئے قاسم حضرت عایشہ رضی
پاس اور کہا اے ماں کھولو میرے لیے قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت ابوبکر اور عمر رضی کی سو کھولیں انہوں نے میرے لیے تینوں قبریں
سو دیکھا میں نے کہ وہ قبریں نہ بلند ہیں اور نہ زمین سے ملی ہوئی ہیں آخر حدیث تک اور حاکم نے روایت کیا اوسکو اور زیادہ کیا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے اور حضرت ابوبکر کو کہ سر انکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان تھا اور حضرت عمر رضی کا برابر حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں کے تھا اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور جب فارغ ہو زیارت سے تو آکر روضے میں اور بہت بھیجے درود
اور سلام اور نماز پڑھے نفل اگر وقت مکروہ نہو اور حدیث صحیح میں آیا ہی مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ
درمیان گھر میرے اور منبر میرے کے ایک باغچہ ہی باغوں جنت سے اور ایک روایت میں ہی مَا بَيْنَ قَبْرِيْ وَمِنْبَرِيْ یعنی درمیان قبر میری
اور منبر میرے کے اور کھڑا ہو نزدیک منبر کے اور دعا کرے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مِنْبَرِيْ عَلٰى تُرْعَةٍ مِّنْ
تُرَعِ الْجَنَّةِ منبر میرا ایک سیڑھی ہی سیڑھیوں جنت سے پھر مقام ستون حنانہ کے پاس جا کر بھی ایسا ہی کرے اور مستحب ہی کہ بعد
زیارت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بقیع میں جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں تشریف لیجاتے تھے اور اوس جگہہ اکثر صحابہ
اور تابعین اور اولیا کبار مدفون ہیں کہ نام انکے بالتفصیل ہر ایک کے معلوم نہیں اور جب بقیع کے پاس جاوے تو کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ

دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ اَنْتُمْ لَنَا سَابِقُونَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ اور زیارت کرے مشہور قبروں کی مانند قبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور قبر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اور ایک قبہ اہل بیت کا ہی اوسمین امام حسن اور امام زین العابدین اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق ہا اور حضرت فاطمہ صحیح روایت مین اوسی مین مدفون ہین اور ایک قبہ ہی حضرت ابراہیم کا جو بیٹے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وہ پہلو مین عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے مدفون ہین اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہما کی بھی وہین قبرین ہین اسی طرح جتنے مقبرے ہین اور جو مقامات متبرکہ اور مساجد کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونمین مثل مسجد قبا وغیرہ کے جہان تک ہوسکے انکی زیارت کرے اور جب وہان سے رجوع کا قصد کرے تو مستحب ہی اوسکے واسطے کہ مسجد سے رخصت ہووے اور درود اور سلام پڑھے اور آپکے قبر شریف پاس آکر سلام بھیجے اور دعا مانگے اپنے والدین اور اقربا اور دوستون کیواسطے اور سوال کرے اللہ سے کہ پھر گھر اپنے پونہچاوے سلامتی اور صحت اور تندرستی سے بلیات دنیوی اور اخروی سے اور یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ بِنَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسْجِدِهٖ وَحَرَمِهٖ وَيَسِّرْ لِيَ الْعَوْدَ اِلَيْهِ وَالْوُقُوْفَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَارْزُقْنِي الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرُدَّنَا اِلٰى اَهْلِنَا سَالِمِيْنَ غَانِمِيْنَ اٰمِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اور وقت رخصت کے نہایت مبالغہ کرے گریہ وزاری اور آنسو بہانے مین کہ یہ علامت مقبولیت دعا کی ہی اور پھرے حسرت کرتا ہوا روتا ہوا اور پھر آنے کی دعا کرتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پر نہایت غم کرتا ہوا سیدھا پھرے یا اولٹے پاؤن اور تعظیم سمین ہی کہ اولٹے پاؤن پھرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو لوگ پاس اور قریب رہتے ہون اونکو کچھ نذر کرے اور دعا صحت اور عافیت اور مغفرت گناہون کی ہر حال پر کرتا رہے اور مستحب ہی کہ مدینے سے چھوارے اور خاک شفا اور پانی اون کنوؤن کا جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پیا ہی اور تبرکات مثل اسکے لیتا آوے اور اسی طرح مکے سے پانی زمزم کا وغیرہ بطور تبرک ساتھ لیوے اور جب اپنے گھر مین آئے کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ فَلَا شَيْءَ بَعْدَهٗ اور پھر باقی عمر درود شریف اور زیادہ تر سابق سے امور خیر مین مصروف رہے اور یہ علامت ہی حج مبرور کی فقط اَللّٰهُمَّ وَفِّقْ لَنَا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَيَسِّرْهُمَا لِيْ وَزِيَارَةَ قَبْرِ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَمَوْلَانَا خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ سِرَاجِ السَّالِكِيْنَ قُدْوَةِ الْعَابِدِيْنَ مَوْلَى الْعَالَمِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَحْفَادِهٖ وَعُلَمَاءِ وَاَئِمَّةِ وَفُقَهَاءِ اُمَّتِهٖ وَشُهَدَاءِ اُمَّتِهٖ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا

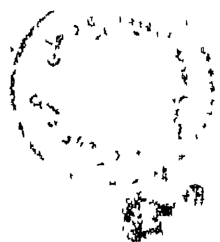
تمت

خاتمۃ الطبع شکر خدا کا کہ نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ بعد تصحیح تمام و نظر ثانی جناب مترجم [illegible] واقع کانپور مین باہتمام راجی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد بخش [illegible] علیہ الرحمۃ والرضوان سے چھپ کر طیار ہوا

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

بفضلہ تعالی بار دوم بعد تصحیح اغلاط و نظر ثانی مترجم

جلد دوم ترجمہ اردوی شرح وقایہ



مطبع نظامی واقع کانپور مین جسٹری ہو کر چھپی

سنہ ۱۲۸۹ ہجری

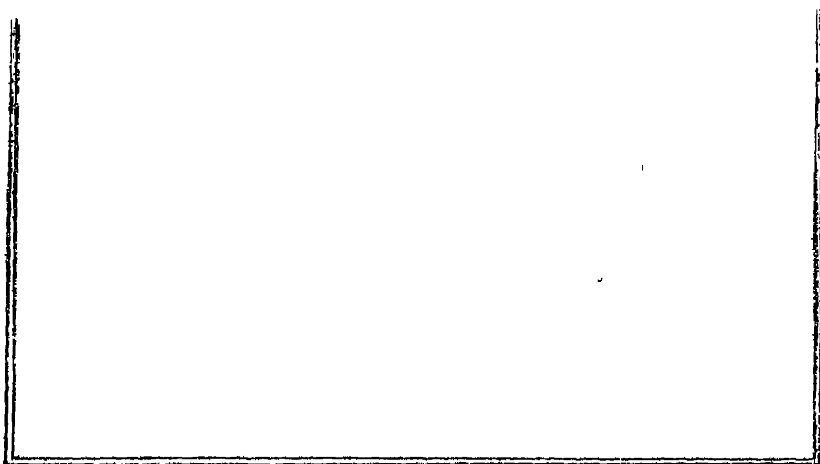
ما شاء الله لا قوة الا بالله

از تالیف حاوی معقول و منقول ماہر فروع و اصول مولانا المولوی وحید الزمان ادامہ الله بالامتنان

ترجمہ اردو شرح وقایہ
جلد دوم نور الہدایہ

باہتمام امیدوار غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور تربیت یافتہ حضرت برادر معظم محمد مصطفی خان مبرور

در مطبع نظامی واقع کانپور ۱۲۸۹ھ مطبوع گردید



بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب النکاح

نکاح ایک عقد ہی کہ بنایا گیا ہی واسطے حلال ہونے اوس نفع کے جو مرد کو عورت سے حاصل ہوتا ہی اور نکاح منعقد ہوتا ہی ایجاب وقبول سے کہ دونون ماضی کے صیغے سے ہون جیسے نکاح کر دیا مینے اور نکاح کیا مینے یا ایک ماضی کے صیغے سے اور دوسرا مستقبل یعنی امر کے صیغے سے جیسے نکاح کر دے میرا تو دوسرے نے کہا نکاح کر دیا مینے اور اگرچہ وہ دونون اسکے معنی کو نجانین اور اگر بیع مین کہا کہ بیچ میرے ہاتھ اس شی کو تو کہا دوسرے نے بیچا مینے تو جائز نہوگی یہان تک کہ پھر مشتری کہے خرید لیا مینے **ف** اور وجہ اسکی شرح عربی مین کور ہی **ص** اگر عورت سے کہا کہ تمنے فلانے کو جورو ہونے مین اپنے تئین دیا سو کہا عورت نے کہ دیا اور دوسرے نے کہا کہ قبول کیا تو نکاح جائز ہوجاویگا اور اسیطرح بیع مین اگر بائع سے کہا بیچا تونے سو کہا اوسنے بیچا پھر مشتری نے کہا خرید تو صحیح ہوجاویگا اور اگر مرد عورت نے کہا کہ ہم جورو خاوند ہین گواہون کے سامنے تو نکاح جائز نہوگا اور نکاح درست ہوجاتا ہی ساتھ لفظ نکاح اور تزویج اور ہبہ اور تملیک و صدقہ اور بیع اور شرا کے **ف** نکاح و تزویج کی صورت اوپر بیان ہوچکی اور ہبہ مین اسطرح پر کہین کہ ہبہ کیا مینے تجکو اور تملیک مین مالک کیا مینے تجکو اور صدقے مین صدقہ کیا مینے اپنے تئین تجپر اور بیع اور شرا مین بیچا مینے یا خرید امینے تجکو خواہ یہ الفاظ جورو کی طرف سے ہون یا خاوند کی طرف سے یا دونون کی طرف سے **ص** نہ ساتھ لفظ اجارہ اور اعارہ اور وصیت کے **ف** یعنی اگر کسی نے کہا کہ اجارہ دیا مینے تجکو یا عاریت دیا تو نکاح جائز نہوگا اور اسی طرح وصیت مین تو حاصل یہ ہی کہ جو الفاظ اوسیوقت چیز کے مالک کر دینے کے لیے بنائے گئے ہین مثل بیع اور ہبہ وغیرہ کے اونسے درست ہوگا اور اجارہ اور وصیت سے درست نہوگا کیونکہ اجارہ واسطے مالک کر دینے کے نہین بنا بلکہ نفع کے مالک کر دینے کے لیے اور وصیت اوسیوقت چیز کی ملکیت کے لیے نہین ہی بلکہ بعد موت کے مالک کر دینے کو بنی ہی اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک

نکاح نہین جائز ہوتا مگر لفظ نکاح اور تزویج سے ص اور شرط نکاح کے جائز ہونے کی یہ ہی کہ ہر ایک دوسرے کے کلام کو سُننے اور دو مرد آزاد یا ایک مرد آزاد اور دو عورتین آزاد حاضر ہوین ف کشف الغمہ مین ہی کہ حضرت عمرؓ جائز رکھتے تھے شہادت عورتون کی ساتھ ایک مرد کے نکاح مین اور نکاح بغیر شہود یعنی گواہون کے جائز نہین کیونکہ روایت کی بیہقی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا نِكَاحَ إِلَّا بِالشُّهُوْدِ یعنی نہین ہی نکاح مگر گواہون سے اور غریب کہا اوسکو زیلعی نے اور فتح القدیر مین ہی کہ اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے اور روایت کی ترمذی نے ابن عباس رضؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زانیہ وہ عورتین ہین جو نکاح کر لیتی ہین اپنا بغیر گواہون کے اور کہا کہ صحیح وقف اوسکا ہی ابن عباس پر اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے موقوفاً اور اسی پر اتفاق کیا ہمارے علما نے اور یہی صحیح ہی نزدیک امام شافعی رحمؒ کے اور امام مالک کے نزدیک اعلان نکاح مین شرط ہی اور شہادت شرط نہین اور یہ حدیث اونپر حجت ہی ص اور امام شافعی کے نزدیک بغیر دو مردون کے جائز نہوگا اور وہ گواہ بالغ ہون عاقل ہون ف اسواسطے کہ شہادت نابالغ اور مجنون کی معتبر نہین ص مسلمان ہون ف اسواسطے کہ گواہی کافر کی مسلمان پر قبول نکی جاویگی ص اور دونون نے معًا عاقدین کی لفظ کو سنا ہو تو اگر ہر ایک نے متفرق سنا اس طرح پر کہ پہلے ایک کے سامنے دونون نے الفاظ نکاح ادا کیے اور وہ چلا گیا اور پھر دوسرے کے سامنے تو نکاح جائز نہوگا ف اسواسطے کہ جس عقد کو جائز فرض کرین تو فساد لازم آتا ہی کیونکہ ایک کی گواہی مقبول نہین ص اگرچہ وہ دونون فاسق ہون ف اور امام شافعی کے نزدیک جب وہ گواہ فاسق ہون تو نکاح جائز نہوگا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نکاح ہی بغیر ولی اور دو گواہ عادل کے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عایشہ رضؓ سے اور اسنادمین اوسکی یزید بن سنان اور باپ وسکا کہا دارقطنی نے دونون ضعیف ہین اور کہا النسائی نے متروک الحدیث ہی اور ضعیف کیا اوسکو احمد وغیرہ نے اور روایت کی دارقطنی نے عایشہ رضؓ سے کہ ضرور ہین نکاح مین چار چیزین ولی اور خاوند اور دو گواہ اور اوسکی اسناد مین نافع بن میسرا ابو خطیب مجہول ہی اور اس باب مین مروی ہی عبد اللہ بن مسعود اور ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے اور اسناد ان سب روایتون کا واہی ہی ص یعنی ضعیف ہی ۱۲ یا اونپر حد قذف پڑی ہو ف یعنی کسی مسلمان کو تہمت زنا کی لگائی ہو اور وہ شروط معتبرہ سے ثابت نہوا اور اسکا بیان کتاب الحدود مین انشاء اللہ آویگا ص یا وہ اندھے ہون ف کیونکہ شرط نکاح مین عاقدین کے لفظ کو سُننا ہی اور یہ امر اندھون سے حاصل ہی ص یا وہ دونون بیٹے ہون عاقدین کے یا فقط خاوند کے یا فقط جورو کے ف اول صورت کی مثال یہ ہی کہ زید نے زینب سے نکاح کیا اور بعد اوسکے دو یا تین بیٹے زینب سے پیدا ہوئے اور پھر زید نے زینب کو طلاق دی یا پھر بعد گذرنے عدت کے ارادہ نکاح کا کیا تو اون بیٹون کی گواہی سے نکاح درست ہی اور دوسری صورت کی مثال یہ ہی کہ زید نے زینب سے نکاح کا ارادہ کیا اور پہلے سے دوسری بیوی سے زید کے بیٹے تھے تو اونکی گواہی سے نکاح زینب کے ساتھ درست ہی اور تیسری صورت کی مثال یہ ہی کہ زید نے زینب سے ارادہ نکاح کا کیا اور زینب کے پہلے کسی خاوند سے بیٹے تھے تو اب زینب کا نکاح ساتھ گواہی اوسکے بیٹون کے زید سے درست ہی ص لیکن جسکے بیٹے ہین اگر وہ دعوی کریگا تو اوسکے واسطے شہادت اوسکے بیٹون کی مقبول نہوگی

یعنی اگر خاوند کے بیٹون کے سامنے نکاح ہوا اور خاوند نے دعوی کیا تو شہادت اوسکے بیٹون کی مقبول نہوگی اور عورت اگر دعوی کریگی تو شہادت خاوند کے بیٹون کی اوسکے واسطے مقبول ہوجاویگی اور اگر بیوی کے بیٹون کے سامنے نکاح ہوا تو درصورت دعوی کرنے بیوی کے شہادت اونکی قبول نہوگی اور درصورت دعوی کرنے خاوند کے شہادت اونکی مقبول ہوگی **ف** تو اس جگہہ چار صورتین نکلین **ص** اگر مسلمان نکاح کرے ایک ذمیہ عورت سے اور دو ذمیون کو گواہ کرے نکاح صحیح ہوجاویگا لیکن اگر مسلمان انکار کرے نکاح کا تو اون دو ذمیون کی گواہی سے نکاح ثابت نہوگا اسواسطے کہ گواہی کافر کی مسلمان پر مقبول نہین اور اگر مسلمان دعوی کرے نکاح کا تو گواہی اونکی مقبول ہوجاویگی اسواسطے کہ گواہی ذمی کی واسطے نفع مسلمان کے مقبول ہی **ف** اور اسواسطے کہ اس صورت مین گواہی ذمی کی اوپر ذمیہ کے ہوجاویگی اور وہ مقبول ہی **ص** اگر کسی شخص نے دوسرے کو حکم کیا کہ میری دختر نابالغ کو کسی سے منکوح کردے سو اوسنے نکاح کیا اوس لڑکی کا ایک شخص کے سامنے تو اگر اوسکا باپ بھی حاضر ہی تو نکاح جائز ہوگا **ف** اسواسطے کہ اس صورت مین باپ عاقد رہیگا اور وکیل اور وہ ایک شخص دونون ملکے گواہ ہوجاوینگے **ص** اور اگر باپ حاضر نہین جائز نہوگا **ف** اسواسطے کہ اس صورت مین فقط وہ ایک ہی شخص گواہ رہیگا اور ایک شخص کی گواہی سے نکاح جائز نہین **ص** اسی طرح اگر باپ اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح کرے ایک شخص کے سامنے اگر وہ لڑکی حاضر ہی تو نکاح جائز ہوجاویگا **ف** کیونکہ اس صورت مین وہ بالغہ عاقدہ ہوجاویگی اور باپ اور وہ شخص ملکے گواہ ہوجاوینگے اور امام شافعی کے نزدیک اس صورت مین نکاح درست نہوگا کیونکہ بالغہ کا بھی نکاح بغیر ولی کے اونکے نزدیک جائز نہین **ص** اور اگر وہ لڑکی حاضر نہین تو نکاح جائز نہوگا **ف** اسواسطے کہ اس صورت مین عاقد باپ ہوجاویگا اور فقط وہ ایک شخص گواہ رہیگا اور ایک شخص کی شہادت سے نکاح جائز نہین

فصل بیان مین اون عورتون کے جن سے نکاح حرام ہی

اور اونکو محرمات کہتے ہین حرام ہی مرد پر اصل اوسکی **ف** یعنی ماں اور دادی اور نانی اور پردادی اور پرنانی اسی طرح جہان تک سلسلہ جاوے کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ یعنی حرام کی گئین تمہارے اوپر مائین تمہاری اور بیٹیان تمہاری اور پوتی بھی بیٹی ہی اور اسی طرح نواسی یعنی بیٹی کی بیٹی اور نانی یعنی ماں کی ماں اور دادی بھی ماں ہی اسواسطے کہ اُم کہتے ہین لغت مین اصل کو اور نانی اور دادی بھی اصل ہین پوتے اور نواسے کی یا یہ کہ انکی حرمت پر اجماع ہوا ہی اور اجماع حجت قاطع ہی **ص** اور فرع اوسکی **ف** یعنی بیٹی اور پوتی اگرچہ چلی جاوین سب نہایت اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور حرام ہی مرد پر بہن اوسکی اور بھانجی اور بھتیجی اور پھوپھی اور خالہ **ف** اسواسطے کہ قرآن شریف مین انکی حرمت منصوص ہی فرمایا اللہ تعالی نے وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ یعنی حرام ہین تمپر بہنین تمہاری اور پھوپھیان تمہاری اور خالائین تمہاری اور بھتیجیان اور بھانجیان **ص** اور اپنی بیوی کی بیٹی اگر اوس بیوی سے صحبت کی ہو **ف** اور اگر صحبت نکی ہو تو نکاح کرنا اوسکی بیٹی سے درست ہی کیونکہ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ یعنی حرام ہین تمھارے اوپر ربائب تمھاری جو گود ون مین ہین تمھاری اون عورتون سے جن سے صحبت کی تمنے اور اگر نہین کی صحبت تمنے اونسے تو نہین گناہ ہی تمپر اور ربائب جمع ربیبہ کی ہی ربیبہ کہتے ہین ایسی عورت کی بیٹی کو جو غیر سے ہو روایت ہی عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مرد نکاح کرے کسی عورت سے اور اوس سے صحبت کرے تو نہین حلال ہی اوسکو نکاح کرنا اوسکی بیٹی سے اور اگر نہین کی صحبت اوس سے تو چاہے نکاح کر لے اوسکی بیٹی سے اور جو شخص کہ نکاح کرے کسی عورت سے تو حرام ہی اوسپر ماں اوس عورت کی برابر ہے کہ اوس عورت سے صحبت کی ہو یا نکی ہو روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح نہین ہے اسناد اوسکا اور ابن لہیعہ اور مثنی بن الصباح دونون ضعیف گنے جاتے ہین حدیث مین اور اسی بات مین مروی ہوا ابن عباس رضی سے بھی اور اسپر اتفاق ہی ایمۂ اربعہ کا ص اور اپنی بیوی کی ماں برابر ہے کہ اوس سے صحبت کی ہو یا نکی ہو ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ یعنی حرام ہین تمھارے اوپر مائیں تمھاری بیویون کی اور اسمین قید صحبت کی نہین اور اوپر دلیل اسکی حدیث سے بھی گذری ص اور اپنی اصل کی بیوی ف یعنی باپ اور دادا کی بیوی یا نانا کی بیوی جہان تک بلند ہو وین کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم یعنی نہ نکاح کرو اون عورتون سے کہ نکاح کیا اونسے باپون تمھارے نے ص اور اپنی فرع کی بیوی ف یعنی بیٹے کی بیوی یا پوتے کی بیوی جہان تک نیچے اوترین کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ اور حرام ہین تمپر بیویان تمھارے بیٹون کی جو تمھارے نطفے سے ہین اور اس سے نکل گئین بیویان متبنّی کی یعنی اوس شخص کی جسکو بیٹا بنا لیا ہو اور اوسکو ہندی مین لے پالک کہتے ہین ص اور یہی حرام ہین یہ سب اگر رضاعی ہون ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ یعنی حرام ہین تمھارے اوپر مائین تمھاری جنھون نے دودھ پلایا تمکو اور بہنین تمھاری رضاعت سے یعنی دودھ کے ناطے سے ہون ۱۲ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ یعنی حرام ہوتا ہی رضاع سے جو حرام ہوتا ہی نسب سے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے عایشہ رض سے اور ایک روایت مین مسلم کی ہی تحقیق کہ اللہ نے حرام کیا رضاعت سے جو حرام کیا نسب سے اور تفصیل رضاع کی کتاب الرضاع مین آویگی ان شاء اللہ تعالیٰ ص اور اسمین بہت سی صورتین ہر ایک مین نکلینگی مثلاً بہن کی بیٹی شامل ہی بہن نسبی کی رضاعی بیٹی کو اور رضاعی بہن کی نسبی بیٹی کو اور رضاعی بہن کی رضاعی بیٹی کو ف اور اسی طرح اور اقسام مین مثلاً بھائی کی بیٹی شامل ہی بھائی نسبی کی رضاعی بیٹی کو اور بھائی رضاعی کی نسبی بیٹی کو اور رضاعی بھائی کی رضاعی بیٹی کو وقس علی ہذا ص اور حرام ہی مرد پر فرع اوس عورت کی جس سے زنا کی ہو یا چھوا ہو یعنی مس کیا ہو اوسکو شہوت سے یا اوسنے مرد کو مس کیا ہو شہوت سے یا مرد نے اوسکی فرج داخل پر نظر کی ہو بشہوت اور اسی طرح حرام ہی اصل ان عورتون کی ف

اور یہ مذہب ہے امام احمد کا اور امام شافعی اور مالک کے نزدیک زنا سے حرمت ثابت نہوگی اور دلیل ہماری یہ ہے

کہ کہا ایک مرد نے یا رسول اللہ تحقیق کہ مینے زنا کی تھی ایک عورت سے جاہلیت مین کیا نکاح کرون مین اوسکی بیٹی سے فرمایا آپ نے کہ مین نہین تجویز کرتا اسکو آخر حدیث تک کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ حدیث منقطع ہی اور یہی روایت کی ابن جریج سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس شخص مین جو نکاح کرے کسی عورت سے سوا اوسکو دیا وے اور اس سے زیادہ کچھ نکرے تو نہ نکاح کرے اوسکی بیٹی سے اور یہ بھی مرسل منقطع ہی مگر مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی جب اوسکے راوی ثقہ ہون اور امام شافعی کی دلیل یہ ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْحَرَامُ لَا یُفْسِدُ الْحَلَالَ یعنی حرام نہین فاسد کرتا حلال کو روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عایشہؓ سے اور اوسکی اسناد مین عثمان بن عبد الرحمن وقاصی ہی کہا یحیی بن معین نے لیس بشیء کان یکذب یعنی کچھ نہین جھوٹھ بولتا تھا اور ضعیف کیا اوسکو ابن المدینی نے اور ایسا ہی کہا بخاری اور نسائی اور رازی اور ابو داؤد نے اور کہا دارقطنی نے متروک ہی اور کہا ابن حبان نے روایت کرتا تھا ثقات سے موضوعات کو اور نہین جائز ہی احتجاج ساتھ اوسکے اور بھی روایت کیا اوسکو دارقطنی اور ابن ماجہ نے ابن عمرؓ سے اور اوسکی اسناد مین عبد اللہ بن عمر بھائی عبید اللہ کا ہی کہا ابن حبان نے فاحش ہی خطا اوسکی مستحق ہوا ترک کا اور بھی اوسکی اسناد مین اسحق بن محمد فروی ہی کہا یحیی نے کچھ نہین کذاب ہی اور کہا بخاری نے ترک کیا محدثین نے اسکو ص مس بشہوت کے معنی یہ ہین کہ دل سے اوسکی اشتہا کرے اور اوس سے لذت پاوے تو عورتون مین یہی حد ہوگا اور مردون مین بعضون کے نزدیک یہ ہی کہ آلت منتشر ہو جاوے یا زیادتی انتشار ہووے ف اور یہی صحیح ہی کذا فی الہدایہ ص اور نو برس سے کم کی عورت مشتہاۃ یعنی شہوت والی نہین ہوتی اور اسی پر فتوی ہی اور جاننا چاہیے کہ کبھی عورت نو برس یا زیادہ کی مشتہاۃ ہوتی ہی اور کبھی نہین بھی ہوتی اور یہ اختلاف بسبب صغر و عظم جثہ کے ہی ف اور تفصیل اسکی انشاء اللہ تعالی فصل حد البلوغ مین آویگی ص اور حرام ہی جمع کرنا درمیان دو بہنون کے اور درمیان ان دو عورتون کے کہ اگر اون مین سے ایک کو مرد فرض کرین تو دوسری عورت اوسکو درست نہو ف اسواسطے کہ اللہ تعالی نے فرمایا وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ یعنی حرام ہی تمپر جمع کرنا درمیان دو بہنون کے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیروز دیلمی سے اور اونکے نکاح مین دو بہنین تھین جب وہ اسلام لائے کہ اختیار کرے جسکو چاہے روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داؤد نے اور مدایہ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایمان لاتا ہی ساتھ اللہ کے اور پچھلے دن کے سو نہ جمع کرے نطفے اپنے کو رحم مین دو بہنون کے کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین غریب ہی اس لفظ سے ص خواہ دونون نکاح مین ہون یا ایک کو طلاق دیوے اگرچہ بائن ہو اور اوسکی عدت مین دوسری سے نکاح کرے ف اور عدت اور طلاق کا بیان آگے آویگا ص اور بھی حرام ہی وطی کرنا دو بہنون کا جو اپنی لونڈیان ہون اور اسی طرح اگر ایک عورت سے نکاح کیا اور پھر دوسری لونڈی ایسی خریدی کہ اگر وہ مرد فرض کی جاوے تو اونکے درمیان مین نکاح جائز نہو تو اوس لونڈی سے وطی حرام ہی اور اگر ایک لونڈی سے وطی کی تو پھر دوسری ایسی عورت سے کہ اگر وہ مرد فرض کی جاوے تو نکاح اون دونون مین حرام ہو وطی خواہ نکاح سے ہو یا ملک یمین سے جائز نہین اور صرف نکاح جائز ہی تو اگر اوس عورت سے نکاح کر لیا تو اب کسی سے وطی نکرے جبتک کہ ایک کو اون میں سے

اپنے اوپر حرام نکرلے اس طرح پر کہ اوسکو اپنی ملک سے نکال دیوے یا کسی دوسرے مرد سے اوسکا نکاح کردیوے
ف یہ جو بیان کیا کہ وہ دو عورتین ایسی ہون کہ اونمین سے اگر ایک کو مرد فرض کرین تو دوسری سے اوسکا نکاح
حرام ہو مثال اوسکی یہ ہی کہ جیسے ایک شخص نے اول ایک عورت سے نکاح کیا اب اوس عورت کی پھوپھی یا خالہ یا بھتیجی یا
بھانجی سے نکاح کرنا چاہے تو یہ نکاح جائز نہین کیونکہ اگر پھوپھی کو مرد فرض کرین تو پہلی عورت اسکی بھتیجی ہوئی اور بھتیجی سے
نکاح حرام ہی اور اگر خالہ کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اسکی بھانجی ہوئی اور بھانجی سے نکاح حرام ہی اور اگر بھتیجی کو مرد فرض کرین
تو وہ عورت اسکی پھوپھی ہوئی اور پھوپھی سے نکاح حرام ہی اور اگر بھانجی کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اسکی خالہ ہوئی اور
خالہ سے نکاح حرام ہی اور اگر پہلی عورت کو مرد فرض کرین تو نکاح پھوپھی یا خالہ یا بھتیجی یا بھانجی سے لازم آتا ہی اور نکاح
ان سب سے حرام ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جمع کیا جاویگا درمیان عورت کے اور
اوسکی پھوپھی کے اور نہ درمیان عورت کے اور اوسکی خالہ کے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور روایت کیا اوسکو
ابوداؤد و ترمذی و دارمی نے اور اوسمین ہی کہ نہ نکاح کیجاوے عورت اپنی پھوپھی پر اور نہ پھوپھی اپنی بھتیجی پر اور نہ عورت
اپنی خالہ پر اور نہ خالہ بھانجی پر نہ نکاح کی جاوے بڑی یعنی خالہ اور پھوپھی چھوٹی پر یعنی بھانجی اور بھتیجی پر اور نہ چھوٹی بڑی پر
اور خالہ اور پھوپھی کو بڑا اسواسطے ارشاد فرمایا کہ اکثر وسن مین بڑی ہوتی ہین اور بھتیجی اور بھانجی چھوٹی ہوتی ہین یا وہ مرتبے
مین بڑی ہین اور صحیح کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور روایت کی بخاری نے جابر رض سے مانند اسکے اور اس باب مین
روایت ہی ابن عباس رض سے اخراج کیا اوسکا احمد اور ابوداود اور ترمذی اور ابن حبان نے کہ مکروہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جمع درمیان پھوپھی اور خالہ کے اور درمیان دو خالہ اور دو پھوپھی کے اور ابو سعید سے روایت کیا اوسکو
ابن ماجہ نے اور علی رض سے روایت کیا اوسکو بزار نے اور ابن عمر رض سے روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اور بہت سے صحابہ
سے مروی ہی اس باب مین اور باعث اسکا یہی ہی کہ ان سب عورتون مین آپسمین علاقہ رحم ہی اور یہ بسبب نکاح کے
شاید منقطع ہوجاوے کیونکہ اکثر صورتون مین عداوت و حسد و عناد رہا کرتا ہی اور اسی پر دلالت کرتا ہی قول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا اِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ قَطَعْتُمْ اَرْحَامَهُنَّ یعنی جس وقت یہ تمنے کیا سو قطع کیا تمنے اونکے
رشتون کو روایت کیا اوسکو ابن حبان اور ابن عدی نے حدیث ابن عباس سے اور روایت کی ابوداود نے مراسیل
مین عیسی بن طلحہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نکاح کیجاوے عورت اپنے قرابت دار پر بسبب خوف
قطع رحم کے ص اگر نکاح کیا دو بہنون سے ساتھ دو عقدون کے اور بھول گیا کہ اول کس سے عقد کیا تھا تو
درمیان خاوند اور اون دو بہنون کے جدائی کرائی جاویگی ف یعنی قاضی تفریق کرادیگا ص اور اون دونون کو آدھا
مہر ملیگا ف اسواسطے کہ دوسرا نکاح تو باطل ہی اور پہلا نکاح صحیح ہی اور معلوم نہین کہ کون اول ہی تو اوس مہر کو
دونون مین تقسیم کردینگے ایک ربع ایک کو اور ایک ربع دوسرے کو ص اور اگر ایک ہی عقد مین دونون کا نکاح کیا
تو دونون کا نکاح باطل ہوا اور کچھ مہر واجب نہوگا اور درست ہی جمع کرنا درمیان عورت کے اور اوسکے خاوند کی
دختر کے ساتھ درصورتیکہ وہ دختر اوس عورت سے نہو ف کیونکہ اگر اوس عورت سے ہوگی تو مرد کی ربیبہ ہوجاویگی

اور ربیبہ سے نکاح حرام ہی اور دوسرے یہ کہ جسکو ان دونون مین سے مرد فرض کرینگے اوسکو دوسری عورت حرام ہوگی سواسطے کہ اگر دختر کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اوسکی مان ہی اور اگر عورت کو مرد فرض کرین تو وہ اوسکی بیٹی ہی ص اسواسطے کہ اگر اوس دختر کو مرد فرض کرو تو نکاح اوسکا عورت سے حرام ہی کیونکہ وہ باپ کی بیوی ہی لیکن اگر اوس عورت کو مرد فرض کرین تو یہ دختر اوسپر حرام نہین ہی جائز ہی نکاح کتابیہ سے ف یعنی یہودی اور نصرانی عورتون سے اسواسطے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ اور کچھ فرق نہین درمیان اس بات کے کہ لونڈی ہو یا آزاد اور جن لوگون نے حنفیہ سے انکو مشرکین سمجھکے نکاح انسے حرام قرار دیا ہی وہ غافل ہین مسائل کتب فقہیہ سے کیونکہ حنفیون کی کتابون مین تصریح ہی کہ وہ نصاری اور یہود قائل ہین حضرت عیسی اور حضرت عزیر اللہ کے بیٹے ہین لیکن پھر بھی وہ مشرکین سے جدا ہین کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن شریف مین جدا کیا اونکو مشرکین سے اور کفایہ مین ہی کہ حذیفہ رضہ نے نکاح کیا ایک یہودیہ سے اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی ص اور صابئیہ سے جب کسی نبی پر ایمان رکھتی ہو اور کسی کتاب کا اقرار کرتی ہو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جائز نہین اور بعضون نے کہا کہ یہ خلاف مبنی ہی تفسیر صابئیہ پر تو ابوحنیفہ کہتے ہین کہ صابئی اہل کتاب سے ہی اسواسطے نکاح جائز ہی اور صاحبین نے کہا کہ وہ ستارون کو پرستش کرتے ہین اور اونکی کوئی کتاب نہین ہی اسواسطے اونکے نزدیک نکاح نہین جائز ہی ف اور ایسے ہی اختلاف کیا صحابہ نے صابئین کی تفسیر مین صحابہ نے کہا عمر اور ابن عباس نے کہ وہ اہل کتاب مین سے ہین تو عمر رضہ نے کہا کہ حلال ہی ذبیحہ اونکا اور کہا ابن عباس نے کہ نہین درست ہی نکاح اونسے اور کہا نا اونکے ذبیحہ کا اور کہا مجاہد رحمہ نے کہ وہ ایک قوم ہی طرف شام کے درمیان یہود اور مجوس کے اہل کتاب سے اور کہا کلبی نے کہ وہ درمیان یہود و نصاری کے ہین اور کہا قتادہ رحمہ نے کہ وہ پڑھتے ہین زبور کو اور عبادت کرتے ہین ملائکہ کی اور نماز پڑھتے ہین کعبے کی طرف اور ہر دین مین سے کچھ کچھ لے لیا ہی ص اور اگر ستارون کی پرستش کرتی ہو اور اوسکی کوئی کتاب نہو تو اوس سے نکاح جائز نہین ف اسواسطے کہ وہ اس صورت مین مانند اون مشرکین کے ہین جیسے مجوس آتش پرست وغیرہ اور انکی عورتون سے نکاح حرام ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ اور نہ نکاح کرو مشرک عورتون سے یہانتک کہ ایمان لاوین اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنُّوْا بِهِمْ سُنَّةَ اَهْلِ الْكِتَابِ غَيْرَ نَاكِحِيْ نِسَائِهِمْ وَلَا اٰكِلِيْ ذَبَائِحِهِمْ یعنی چلو تم اونسے یعنی مجوس سے طریقہ اہل کتاب کا مگر یہ کہ نہ نکاح کرنے والے ہو اونکی عورتون سے اور نہ کھانے والے ہو اونکے ذبائح کو اور یہ حدیث ہدایہ مین ہی کہا زیلعی نے تخریج مین اوسکی قلت غریب بهذا اللفظ یعنی اس لفظ سے غریب ہی لیکن روایت کی عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حسن بن محمد بن علی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا طرف مجوس ہجر کے پیش کرتے تھے اونپر اسلام کو کہ جو اسلام لاوے قبول کیا جاوے اوس سے اور جو نہ اسلام لاوے اوسپر جزیہ باندھا جاوے بے نکاح کرنے والے ہوا اونکی عورتون سے اور نہ کھانے والے ہو ذبیحے اونکے کہا ابن القطان نے کہ یہ حدیث مرسل ہی اور راوی اوسکی اسناد مین قیس بن مسلم بگڑ گیا حفظ اوسکا اور روایت کی ابن سعد نے طبقات مین عبداللہ بن عمرو

پیش کیا جاوے اونپر جزیہ اس طرح پر کہ نہ نکاح کی جاوین عورتین اونکی اور نہ کہائے جاوین ذبیحے اونکے اور اوسکی
اسناد مین ایک اقدی ہی کلام کیا گیا ہی اوسمین اور موطا مین اتنا ہی مروی ہی سنوا بہم سنۃ اہل الکتاب انتہی
حاصل ما قال الزیلعی **ص** اور درست ہی نکاح اوس شخص کا جو احرام باندہے ہو مرد ہو یا عورت **ف** اسواسطے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا میمونہ سے اور آپ محرم تھے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور امام شافعی کے نزدیک جائز نہین کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا یَنْکِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا یُنْکَحُ
اخرجہ الستۃ الا البخاری یعنی نہ نکاح کرے محرم اور نہ نکاح کیا جاوے اخراج کیا اسکا صحاح ستہ والون نے سوا
بخاری کے اور جواب یہ ہی کہ نکاح سے مراد اس جگہہ وطی ہی اور وہ بالاجماع احرام مین ناجائز ہی جیسا کہ بیان اسکا کتاب الحج
مین گذرا **ص** اور جائز ہی نکاح لونڈی سے مسلمان ہو یا کتابی **ف** اور امام شافعی کے نزدیک نکاح لونڈی کتابیہ
سے واسطے آزاد مرد کے جائز نہین کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا سورۂ نساء مین وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْکُمْ طَوْلًا
اَنْ یَّنْکِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِّنْ فَتَیٰتِکُمُ الْمُؤْمِنٰتِ تو اللہ نے
مقید کیا لونڈیون کو ساتھ مومنات کے اور ہم کہتے ہین کہ قید لگا دینا مومنات کی اس بات پر دلالت نہین کرتا کہ کافرہ کتابیہ
سے نکاح جائز نہو **ص** اگرچہ قدرت رکھتا ہو آزاد سے نکاح کرنے پر یعنی اوسکے مہر اور نفقے پر قادر ہو اور امام شافعی کے
نزدیک جب قدرت نہو حرہ کی تب نکاح لونڈی مسلمان سے جائز ہی ورنہ نہین **ف** اور دلیل اونکی استدلال ہی اوسی
آیت سے اور ہمارا وہی جواب ہی جو گذرا **ص** اور جائز ہی نکاح حرہ کا **ف** یعنی آزاد عورت سے **ص** باوصف
اسکے کہ اوسکے نکاح مین لونڈی ہو **ف** کیونکہ روایت کی سعید بن منصور نے سنن مین ابن علیہ سے انھون نے
سنا اوس شخص سے جسنے سنا حسن سے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا یہ کہ نکاح کی جائے لونڈی اوپر
حرہ کے اور کہا کہ نکاح کیجاوے حرہ اوپر لونڈی کے اور روایت کیا اوسکو بیہقی اور طبرانی نے تفسیر مین ساتھ سند متصل کے
حسن سے اور غریب کہا اوسکو روایت عامر احول سے انھون نے حسن سے اور معروف روایت ہی عمرو بن عبید کی
حسن سے کہا حافظ نے یہی یعنی عمرو بن عبید مبہم ہی روایت سعید بن منصور مین اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے
حسن سے مرسل اور اسی طرح روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اونسے اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی اور امام شافعی
کے نزدیک بھی جب مؤید ہون اوسکے اقوال صحابہ اور اس جگہہ مؤید ہوئے روایت کی ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً تحقیق کہ لونڈی نہین لائق ہی کہ نکاح کی جاوے اوپر حرہ کے اور ایک روایت مین ہی لَا تُنْکَحُ الْاَمَۃُ
عَلَی الْحُرَّۃِ اور سند اوسکی حسن ہی اور ابن مسعود سے مانند اسکے اور روایت کی عبد الرزاق نے ابی الزبیر سے کہ انھون نے
سنا جابر رضی اللہ عنہ سے کہ کہتے تھے لَا تُنْکَحُ الْاَمَۃُ عَلَی الْحُرَّۃِ وَتُنْکَحُ الْحُرَّۃُ عَلَی الْاَمَۃِ یعنی نہ نکاح کیا جاوے لونڈی
اوپر حرہ کے اور نکاح کی جاوے حرہ اوپر لونڈی کے اور روایت کی بیہقی نے مانند اسکے اور زیادہ کیا مَنْ وَجَدَ
صَدَاقَ حُرَّۃٍ فَلَا یَنْکِحْ اَمَۃً اَبَدًا یعنی جو شخص پاوے مہر کو حرہ کے تو نہ نکاح کرے لونڈی سے کبھی اور اسناد اوسکی
صحیح ہو اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے [illegible] بھی لفظ اسی زیادتی کے اور روایت کی [illegible] ابن ابی شیبہ نے سعید بن المسیب سے

کہا انھون نے نکاح کی جاوے حرہ اوپر لونڈی کے اور نہ نکاح کی جاوے لونڈی اوپر حرہ کے اور روایت کی دارقطنی نے
حضرت عائشہ رضی سے حدیث طویل مین مرفوعًا ویتزوج الحرۃ علی الامۃ ولا یتزوج الامۃ علی الحرۃ یعنی
نکاح کیجاوے حرہ اوپر لونڈی کے اور نہ نکاح کی جاوے لونڈی اوپر حرہ کے اور اسناد مین اوسکی مظاہر بن اسلم ضعیف ہی
ص اور چار عورتون سے زیادہ آزاد ہون یا لونڈیان نکاح کرنا درست نہین ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فانکحوا
ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربٰع یعنی نکاح کرو جو خوش لگے تمکو عورتون سے دو اور تین اور چار اور یہی
مذہب ہی ایمہ اربعہ اور جمہور مسلمین کا اور یہی ثابت ہی حدیث صحیح سے روایت ہی حضرت ابن عمر رض سے کہ تحقیق غیلان بن سلمہ ثقفی
اسلام لائے اور اونکی دس عورتین تھین جاہلیت مین سو وہ سب اسلام لائین اونکے ساتھ سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
روک لے چار عورتون کو اور چھوڑ دے باقی کو روایت کیا اوسکو شافعی اور احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور روایت ہی
نوفل بن معاویہ سے کہا اسلام لایا مین اور میرے پاس پانچ عورتین تھین سو پوچھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تو فرمایا
آپ نے چھوڑ دے ایک کو اور روک لے چار کو سو چھوڑ دیا مینے اونمین سے ایک عورت کو کہ بہت قدیم الصحبۃ تھی ساتھ
میرے بانجھ تھی ساٹھ برس کی روایت کیا اوسکو شافعی نے اور بغوی نے شرح السنۃ مین ص اور غلام کو دو سے زیادہ
درست نہین ف اور یہی مذہب ہی امام شافعی اور احمد کا اور کہا مالک نے کہ وہ بھی نکاح کرے چار عورتون تک
اور دلیل ہماری وہ ہی جو روایت کی ابن الجوزی نے تحقیق مین عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا انھون نے نکاح کرے غلام دو عورتون
سے اور طلاق دے دو طلاق اور عدت کرے لونڈی دو حیض سے اور ایسی ہی روایت کی بغوی نے معالم مین کہا
ابن الجوزی نے کہا حاکم نے کہ اجماع کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ نکاح کرے غلام زیادہ دو عورتون
سے اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے ص اور جائز ہی نکاح اوس عورت سے جو حاملہ ہووے زنا سے
ف اور اسی پر فتوی ہی اور امام ابی یوسف کے نزدیک نکاح فاسد ہی اور یہ اختلاف اوسمین ہی کہ نکاح کرے
اوس سے غیر زانی اور جو زانی خود نکاح کرے تو بالاتفاق صحیح ہی جیسا کہ ہدایہ مین ہی ص اور وطی نکرے اوس سے
جب تک وہ وضع حمل نکرے ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین مین نہین حلال ہی
واسطے اوس مرد کے جو ایمان لاتا ہی اللہ پر اور پچھلے دن پر یہ کہ پلاوے پانی اپنا دوسرے کی کھیتی مین روایت کیا اسکو
ابوداؤد اور ترمذی نے رویفع بن ثابت انصاری سے ص اور جس عورت سے وطی کی ہو ایک شخص نے زنا سے اور اوس
لونڈی سے کہ وطی کی ہو اوس سے مالک نے اوسکے اور دونون صورتون مین خاوند پر استبرا واجب نہین
ف استبرا کہتے ہین طلب برات رحم کو ولد سے اور اسکا بیان آگے آویگا ص اگر دو عورتون سے
نکاح کیا ساتھ ایک ہی عقد کے ف مثلاً کہا نکاح کیا مینے تم دونون سے اور انھون نے کہا قبول کیا ہمنے
ص اور ایک ان دو عورتون مین سے نکاح کرنے والے پر حرام ہی تو دوسری کا نکاح صحیح ہو جاویگا اور نہین جائز ہی
نکاح اپنی لونڈی سے اور نہ غلام کو اپنی مالکہ سے ف یعنی وہ عورت جو مالک ہی غلام کی اسواسطے کہ نکاح

احد العاقدین مملوکہ ہی دوسرے کا اور مملوکیت منافی ہی مالکیت کی تو اب دونون مین مشترک نہونگے **ص** اور نہین جائز ہی
نکاح مجوسیہ سے اور جو عورت بتون کی پرستش کرتی ہو **ف** اور وجہ اسکی اوپر گذری **ص** اور نہ پانچوین عورت
سے چوتھی عورت کی عدت مین **ف** یعنی ایک شخص کی چار عورتین ہین اور اوسنے ایک کو اونمین سے طلاق دیا
تو جبتک وہ عدت مین ہی نکاح پانچوین عورت سے جائز نہین **ص** اور یہ حکم واسطے آزاد مرد کے ہی اور غلام
کیواسطے تیسری عورت جائز نہین دوسری عورت کی عدت مین اور نہین جائز ہی نکاح لونڈی سے باوصف ہونے
حرہ کے نکاح مین **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** یا حرہ کی عدت مین **ف** صورت مسئلے کی یہ ہی کہ ایک
شخص کے نکاح مین ایک آزاد عورت تھی اور اوسنے اوسکو طلاق دی یا توجبتک وہ عدت مین ہی نکاح لونڈی سے جائز نہین
اور حرہ سے جائز ہی **ص** اور نہین جائز ہی نکاح اوس عورت حاملہ سے جو مقید ہوکے آئی ہی اور اوس حاملہ سے کہ
اوسکا نسب ثابت ہی **ف** یعنی یہ معلوم ہی کہ فلانے شخص کا حمل ہی **ص** اگرچہ وہ حاملہ ام ولد ہو اپنے مالک کی اور ابھی
حاملہ ہوئی ہووے اور باطل ہی نکاح متعہ کا یعنی اس طرح پر کہے کہ متعہ کرتا ہون مین تجھسے اسطرح پر اتنی مدت پر اتنے مال پر
ف اتفاق کیا ایمہ اربعہ اور علماے امصار نے حرام ہونے متعہ پر اور حجت اوسکی حرمت پر قول اللہ تعالی کا ہی
وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ○ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ○
فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ○ یعنی نجات پائی اون مسلمانون نے جو اپنی فرجون کے
حافظ ہین مگر اپنی بیویون پر یا لونڈیون پر پس تحقیق کہ وہ نہین ملامت کیے گئے ہین جو شخص تلاش کرے سوا اسکے
پس وہی لوگ ہین زیادتی کرنے والے اسواسطے کہ جس عورت سے متعہ کیا ہو اوسکو زوجہ نہین کہتے ہین اور اسی سبب سے
جو لوگ قائلین متعہ ہین اونکے نزدیک بھی عورت مرد مین وراثت نہین برخلاف زوجہ کے روایت کی مسلم نے ربیع بن سبرہ
بن معبد جہنی سے تحقیق کہ اونکے باپ نے حدیث بیان کی اونسے کہ تھے وہ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو فرمایا
آپ نے ای لوگو اذن دیا تھا مینے تمکو متعہ کا عورتون سے اور اب اللہ نے حرام کیا اوسکو دن قیامت تک سو جس
شخص کی ایسی عورت ہو تو چھوڑ دے اوسکو اور نہ لیوے اونسے جو دیا ہی اونکو اور روایت کیا اوسکو مسلم نے
دوسرے طریق سے اور بھی روایت کی ابن ماجہ نے باسناد صحیح حضرت عمر رض سے کہ انھون نے خطبہ پڑھا سو کہا کہ تحقیق کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذن دیا متعہ کا تین بار پھر حرام کیا اوسکو اگر کوئی متعہ کریگا اور وہ محصن ہوگا البتہ
رجم کرونگا مین اوسکو پتھرون سے اور ایک روایت مین ہی کہ خطبہ پڑھا حضرت عمر رض نے سو کہا کہ کیا حال ہی اون لوگون کا
جو نکاح کرتے ہین متعہ کا اور تحقیق کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے نہین آویگا میرے پاس کوئی
کہ نکاح کیا ہوویگا اوسنے متعہ کا مگر رجم کرونگا مین اوسکو اور پوچھے گئے حضرت ابن عمر رض متعہ سے سو کہا حرام ہی سو
کہا گیا اونکو کہ ابن عباس فتوی دیتے ہین اوسکی حلت کا کہا انھون نے کہ کیون نہ بولے زمانہ حضرت عمر رض مین اور روایت
کی مسلم نے سلمہ بن اکوع سے کہا رخصت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال اوطاس کے تین بار پھر منع کیا
ہمکو متعہ سے اور روایت کی مسلم نے سبرہ بن معبد سے کہ حکم کیا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال فتح مین

متعہ کا جب داخل ہوئے ہم مکے میں پھر نہ نکلے مکے سے یہان تک کہ منع کیا ہمکو متعہ سے اور روایت کی حازمی نے
اپنی سند سے جابر رض سے ایک حدیث میں کہ خطبہ پڑھا ہمپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں اور ثنا کی
اللہ پر اور منع کیا متعہ سے اور روایت کی بخاری و مسلم نے حضرت علی رض سے تحقیق انھون نے سنا ابن عباس رض
سے کہ نرمی کرتے ہین متعہ مین سو کہا چھوڑ دے ای ابن عباس تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا
اوس سے دن خیبر کے اور گدھون کے گوشت کھانے سے اور ایک روایت مین ہی حضرت علی رض سے کہ کہا
انھون نے واسطے ابن عباس کے تو مرد گمراہ ہی اور بہت سے آثار اور احادیث حرمت متعہ مین وارد ہوئی ہین
اور روایت کی عبد الرزاق نے ابن عباس سے حلت متعہ کو اور فتوی دیا ساتھہ اوسکے بعض تابعین نے
مثل ابن جریج اور طاوس اور عطا کے اور سعید بن جبیر اور فقہاے مکہ نے اور کہا اوزاعی نے کہ ترک کیا جاویگا
قول اہل حجاز سے متعہ نساء کا اور قول اہل مدینہ سے حلت وطی فی الدبر کی روایت کیا اسکو حاکم نے علوم الحدیث
مین اوسنے اور ہدایہ مین ہی کہ ابن عباس نے رجوع کی اوس سے روایت کی بیہقی نے زہری سے کہ انھون نے کہا
نہین مرے ابن عباس رض یہان تک کہ رجوع کی انھون نے فتوے اپنے سے درباب حلت متعہ کے اور ایسا ہی ذکر کیا ابو عوانہ
نے صحیح مین اور روایت کی ترمذی نے ابن عباس سے کہ تھا متعہ اول اسلام مین کہ آتا تھا ایک شخص شہر مین اور اوسکو
اوس شہر سے معرفت نہوتی تھی تو نکاح کر لیتا تھا عورت سے جب تک جانتا تھا مین کہ مقیم رہونگا تو وہ عورت اوسکے
مال کی محافظت کرتی تھی اور اوسکی چیزون کو درست کرتی تھی یہان تک کہ نازل ہوئی یہ آیت اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ
مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ سوا ہر فرج سوا انکے حرام ہی اور روایت کی ابو عوانہ نے رجوع ابن جریج کی بھی فتوے سے اور
تفصیل اسکی تفسیر مظہری مین ہی **ص** اور نکاح موقت یعنی اسطرح کہے کہ نکاح کرتا ہون مین تجھسے ساتھہ اتنے مہر کے
مہینہ بھر تک یا دس دن تک **ف** اسواسطے کہ یہ بھی معنون مین متعہ کے ہی اور زفر کے نزدیک درست ہی

باب ولی اور کفو کے بیان مین

جائز ہی نکاح عورت مکلفہ یعنی عاقلہ بالغہ کا **ف** بکر ہو یا ثیب **ص** اگرچہ غیر کفو سے ہو بغیر حاضر ہونے ولی کے
اور ولی کو درست ہی کہ قاضی سے کہکر فسخ کرا دے جب غیر کفو سے ہو اور روایت کی حسن نے ابو حنیفہ رح سے
کہ نکاح ساتھہ غیر کفو کے جائز نہین اور اسی پر فتوی ہی قاضی خان کا اور ایک روایت مین امام ابو یوسف رح سے نکاح نہین
منعقد ہوتا مگر ساتھہ ولی کے اور نزدیک محمد رح کے منعقد ہوگا اور موقوف رہیگا اجازت ولی پر **ف** یعنی اگر ولی چاہے
روا رکھے اور چاہے فسخ کرے **ص** اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک نکاح نہین منعقد ہوتا ہی ساتھہ عبارت
عورتون کے **ف** برابر ہی کہ اپنا نکاح کرین یا اپنی بیٹی کا یا اپنی لونڈی کا دلیل امام شافعی کی یہ ہی کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت نکاح کرے بغیر اذن ولی کے پس نکاح اوسکا باطل ہی پس نکاح اوسکا باطل ہی
پس نکاح اوسکا باطل ہی تو اگر داخل ہوا اوسکے ساتھہ تو اوس عورت کے واسطے مہر ہی بدلہ حلال کرنے اوسکی
فرج کا تو اگر اختلاف کیا انھون نے تو بادشاہ ولی ہی اوسکا جسکا کوئی ولی نہین روایت کیا اوسکو اصحاب سنن نے

ابن جریج سے انھون نے سلیمان بن موسی سے انھون نے زہری سے انھون نے عروہ سے انھون نے حضرت عائشہؓ سے اور حسن کہا اوسکو ترمذی نے کہا طحاوی نے حدثنا ابن ابي عمران قال اخبرنا يحيى بن معين عن ابن عيينة عن ابن جريج انه قال لقيت الزهري فاخبرته عن هذا الحديث فانكره یعنی کہا ابن جریج نے کہ ملاقات کی مینے زہری سے سو خبر کی مینے اونکو اس حدیث کی پس انکار کیا زہری نے اسکا اور روایت کی ترمذی اور ابن داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ وَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهٗ یعنی نہین ہی نکاح بغیر ولی کے اور بادشاہ ولی ہی اوسکا جسکا کوئی ولی نہین اور اسناد مین اوسکی حجاج بن ارطات ضعیف ہی اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نکاح ہی بغیر ولی کے اور دو گواہ عادل کے اور اسناد مین اوسکی یزید بن سنان اور باپ اوسکے دونون ضعیف ہین تضعیف کیا انکو نسائی اور احمد وغیرہما نے اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عایشہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرور ہین نکاح مین چار چیزین ولی اور زوج اور دو گواہ اور اسناد مین اوسکی نافع بن میسر ابو خطیب مجہول ہی اور روایت کی احمد نے ابی موسی سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے لا نکاح الا بولي نہین نکاح ہی بغیر ولی کے اور روایت ہی ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نکاح ہی بغیر ولی کے اور بادشاہ ولی ہی اوسکا جسکا کوئی ولی نہین روایت کیا اوسکو احمد نے طریق حجاج بن ارطات سے اور وہ ضعیف ہی اور ایک اور طریقے سے اور اوسمین علی بن الفضل اور عبداللہ بن عثمان دونون ضعیف ہین اور روایت ہی ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زانیہ وہ عورتین ہین جو نکاح کر لیتی ہین اپنا آپ نہین جائز ہی نکاح مگر ساتھ ولی کے اور دو گواہون کے اور مہر کے تھوڑا ہو یا بہت روایت کیا اوسکو ابن الجوزی نے اور اسناد مین اوسکی نہاس ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو یحیی نے اور کہا ابن عدی نے لا يساوي شيئا اور روایت ہی ابن مسعود اور ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نکاح ہی مگر ساتھ ولی کے اور دو گواہ عادل کے اور حدیث ابن مسعود مین بکیر بن بکار ہی کہا یحیی نے کچھ نہین اور عبداللہ بن محرز ہی کہا دارقطنی نے متروک ہی اور حدیث ابن عمر مین ثابت بن زہیر منکر الحدیث ہی ایسا ہی کہا ابو حاتم نے اور کہا ابن حبان نے لَا يُحْتَجُّ بِهٖ نہین حجت پکڑی جاویگی ساتھ اوسکے اور روایت ہی ابی ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَاِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِيْ تُزَوِّجُ نَفْسَهَا یعنی نہ نکاح کرے عورت عورت کا اور نہ نکاح کرے عورت اپنا پس تحقیق کہ زانیہ وہ عورت ہی جو نکاح کر لے اپنا روایت کیا اوسکو دارقطنی نے دو طریقون سے ایک کی اسناد مین جمیل بن الحسن ہی اور دوسری کی اسناد مین مسلم بن ابی مسلم ہی اور دونون نہین پہچانے جاتے اور روایت ہی جابر سے مرفوعاً نہین نکاح ہی مگر ساتھ ولی مرشد کے اور دو گواہ عادل کے روایت کیا اوسکو ابن الجوزی نے اور اوسکی اسناد مین محمد بن عبید اللہ عرزمی ہی کہا نسائی اور یحیی نے متروک ہی نہین لکھی جاویگی حدیث اوسکی اور تھے اوسکی اسناد مین قطر بن بسیر ضعیف ہی اور روایت ہی معاذ بن جبل سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عورت نے نکاح کیا اپنا آپ بغیر ولی کے

ساتھ اوسکے منع ہی اخراج کیا اوسکو دار قطنی نے اور اوسکی اسناد میں ابو عصمہ ہی ساتھ ابن ابی مریم کی کہا یحییٰ نے کچھہ نہیں اور کہا دار قطنی نے متروک ہی پس دلیل شافعی کے مذہب کی ضعیف اور حنفیہ حجت پکڑتے ہین ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے حتی تنکح زوجا غیرہ کیونکہ نسبت نکاح کی اوس میں طرف عورت کے ہی اور حدیث ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورت بے خاوند کے ہو وہ زیادہ حقدار ہی اپنی ذات پر ولی اپنے سے اور بکر سے اذن لیا جاویگا اور اذن اوسکا سکوت ہی روایت کیا اوسکو مسلم اور مالک اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور حدیث ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے کہ آئی ایک عورت طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا تحقیق کہ میرے باپ نے نکاح کیا میرا ایک شخص سے اور میں ناراض ہون فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے باپ کو نہیں نکاح ہی واسطے تیرے جا نکاح کر جس سے چاہے تو روایت کیا اوسکو ابن الجوزی نے اور یہ حدیث اگرچہ مرسل ہی لیکن مرسل نزدیک ہمارے حجت ہی اور حدیث حضرت عایشہ رضی سے تحقیق کہ تھا وہ داخل ہوئین اوپر سو کہا کہ میرے باپ نے نکاح کیا میرا اپنے بھتیجے سے تاکہ بڑھے حسب اوسکا اور مین ناخوش ہون کہا حضرت عایشہ رضی نے بیٹھہ اور آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو خبر کی حضرت عایشہ رضی نے آپکو سو آپ نے کہلا بھیجا طرف اوسکے باپ کے اور دیا اختیار قتادہ کو سو کہا قتادہ نے اے رسول اللہ تحقیق کہ اجازت دی ہی مین نے اوسکی جو میرے باپ نے کیا اور نہین ارادہ کیا مین نے مگر یہ کہ آگاہ کرون مین عورتون کو کہ نہین ہی اوپر اونکے باپون کا اختیار روایت کیا اوسکو نسائی نے اور وجہ استدلال کی اس حدیث سے یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت کیا قتادہ کے اس قول پر کہ باپون کا کچھ اختیار نہین تحقیق یہ حدیثین معارض ہین حدیث حضرت عایشہ رضی کو جو پہلے مذکور ہوئی اور حدیث لا نکاح الا بولی کو تو ترجیح حدیث ابن عباس کو ہوگی کیونکہ روایت کیا اوسکو مسلم نے اور وہ صحیح ہی اور اقوی ہی از روے سند کے برخلاف اون احادیث کے جنسے تمسک کیا شافعی نے کہ وہ سب خالی نہین ضعف سے جیساکہ بیان کیا ہمنے اوسکو اور تاویل حدیث لا نکاح الا بولی کی یہ ہو کہ نہین ہی نکاح بطور سنت کے بغیر ولی کے اور حدیث حضرت عایشہ رضی کو حمل کرتے ہین اوپر اوس نکاح کے جو بغیر کفو کے ہووے واللہ اعلم زیادہ تفصیل کی اس کتاب مین گنجایش نہین

ص جو عورت بکر ہی اور نابالغہ ہی تو اوسپر ولی جبر کر سکتا ہی واسطے نکاح کے اتفاقا **ف** اور اوسپر اجماع کیا مجتہدین نے **ص** اور بکر بالغہ پر ولی کو جبر نہین پہونچتا اور امام شافعی کے نزدیک باپ اور دادا کو جبر پہونچتا ہی **ف** امام شافعی دلیل لاتے ہین اوس سے جو روایت کی گئی حسن سے مرسلا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہیے کہ اذن لی جاوین بکر عورتین اپنے نفسون مین پس اگر انکار کرین تو جبر کی جاوین اخراج کیا اوسکا ابن الجوزی نے اور یہ حدیث ساقط ہی از روے متن اور سند کے لیکن از روے متن کے سو اسواسطے کہ درمیان اذن لینے اور جبر کے تناقض ہی کیونکہ اسوقت مین اذن لینے سے کچھ فائدہ نہین اور لیکن از روے سند کے سو اسواسطے کہ اوسکی سند مین عبد الکریم ہی کہا ابن الجوزی نے اجماع کیا محدثین نے اوسکی طعن پر علاوہ اسکے حدیث مرسل امام شافعی کے نزدیک مقبول نہین اور دلیل ہماری حدیث ابن عباس کی ہی کہ ایک عورت بکر آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو بیان کیا کہ اوسکے باپ نے نکاح کر دیا اوسکا اور وہ ناراض تھی سو اختیار دیا اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا اوسکو احمد اور ابو داؤد

[illegible] نہین پہونچتا

اور نسائی اور ابن ماجہ نے ساتھ سند متصل کے اور رجال اوسکے رجال حدیث صحیح کے ہین اور وہ جو کہا بیہقی نے کہ یہ مرسل ہی
کچھ مضر نہین سواسطے کہ وہ مرسل ہی بعض طریقون سے اور مرسل حجت ہی اور بعض طریقون صحیحہ سے متصل ہی کہا ابن القطان
نے حدیث ابن عباس کی صحیح ہی اور نہین ہی یہ عورت خنسا بنت خذام کہ نکاح کردیا تھا اوسکا اوسکے باپ نے اور وہ
ثیب تھی اور ناراض تھی تو رد کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح اوسکا روایت کیا اوسکو بخاری نے اور کہا
شیخ ابن الہمام نے ایک روایت مین ہی خنسا بھی بکر تھی اخراج کیا اوسکا نسائی نے لیکن روایت بخاری کی راجح ہی اور
روایت کی دارقطنی نے حدیث ابن عباس کی تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کیا نکاح ایک بکر اور ثیب کا نکاح کردیا
تھا اون دونون کا اونکے باپ نے اور وہ دونون ناراض تھین اور روایت کی دارقطنی نے ابن عمر رض سے تحقیق کہ ایک شخص نے
نکاح کیا اپنی بیٹی کا سو وہ ناراض ہوئی تب رد کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح اوسکا اور ایک روایت مین ہی ابن عمر
رضی اللہ عنہ سے تحقیق کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چھین لیتے تھے عورتین اونکے خاوندون سے ثیب اور بکر کو بعد اسکے کہ
نکاح کردیتے تھے اونکا باپ اونکے جب وہ ناراض ہوتی تھین اس سے اور روایت کی دارقطنی نے جابر سے تحقیق ایک شخص
نے نکاح کردیا اپنی بیٹی کا اور وہ بکر تھی بغیر حکم اوسکے کے تو وہ آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور جدائی کردی آپ نے درمیان
اوسکے اور اوسکے خاوند کے **ص** اور اسیطرح ثیب نابالغہ پر ولی کو جبر پہونچتا ہی ہمارے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک
اوسپر جبر نہین پہونچتا اور ثیب بالغہ پر سبکے نزدیک ولی کو جبر نہین پہونچتا اور ہمارے نزدیک صغیرہ پر ولی کو جبر پہونچتا ہی
ف اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح طرف عصبات کے ہی اور کچھ تعیین نہین کی اور زیلعی نے
نہین پایا اس حدیث کو اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ مروی ہی حضرت علی رض سے موقوفا اور مرفوعا اور ذکر کیا اوسکو سبط ابن الجوزی
نے اور نکاح کردیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حمزہ کی بیٹی کو ساتھ عمر بن ابی سلمہ کے اور وہ صغیرہ تھین اور ولی کہتے ہین
عصبہ بنفسہ کو اور اوسکا بیان آگے آویگا **ص** اور امام شافعی کے نزدیک جبر کسی ولی کو نہین پہونچتا سوا باپ اور دادا کے اگر ولی
نے بکر سے اذن لیا اور وہ چپ ہی یا ہنسی تو اذن ہوگیا **ف** کیونکہ روایت ابی ہریرہ مین ہی کہ پوچھا صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کس طرح ہی اذن بکر کا سو فرمایا آپ نے اذن اوسکا یہ ہی کہ چپ رہے اخراج کیا اوسکا بخاری و مسلم نے اور ایک روایت
مین مسلم کی یہ ہی اَلْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ وَاِذْنُهَا سُكُوْتُهَا یعنی بکر اذن لی جاویگی اور اذن اوسکا سکوت ہی اور ایک روایت مین
ابن ماجہ کی ہی وَالْبِكْرُ رِضَاهَا صُمَاتُهَا یعنی بکر رضا اوسکی چپ رہنا اوسکا ہی **ص** اور اسی طرح اگر روئے بغیر آواز سے
اور اگر روئے آواز سے تو وہ رد ہوگا نکاح کا اور اگر اوسکو خبر پہونچی نکاح کی اور وہ چپ رہی تو راضی ہوئی لیکن شرط ہی کہ خاوند کا
نام لیا ہووے اور اگر خاوند کا نام نہ لیا تو سکوت اوسکا رضا نہوگا اور مہر کا ذکر کچھ شرط نہین **ف** اسواسطے کہ نکاح
صحیح ہوجاتا ہی بغیر ذکر مہر کے اور اسکا بیان آگے آتا ہی **ص** اور اگر اذن لیا اوس سے ولی کے سوا اور کسی شخص نے
یا ایسے ولی نے کہ دوسرا ولی اوس سے زیادہ قریب موجود ہی **ف** جیسے اذن لیا بھائی نے باوجود ہونے باپ کے کذا فی العینی
ص تو نہوگی رضا اوسکی یہان تک کہ زبان سے کلام کرے جیسا کہ ثیب کی رضا بدون کہے نہین ہوتی **ف**
اسواسطے کہ [illegible] فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] اسکے [illegible] نے

تخریج ہدایہ مین ہے عن الثیب یعنی اللفظ اور مشاورہ دونون طرف سے ہوتا ہی اور اسواسطے کہ ثیب کا بولنا کچھ عیب نہین گنا جاتا
اور بہ نسبت بکر کے اوسکو حیا بھی کم ہی **ص** جو عورت کہ اوسکی بکارت کودنے سے یا حیض سے یا جراحت سے یا
کلان سالی سے یا زنا سے زائل ہو جاوے تو حکم اوسکا حکم بکر کا ہی اس باب مین کہ سکوت اوسکا رضا ہی **ف** اور اسیطرح
رونا اوسکا بغیر آواز کے اور ہنس دینا رضا ہی **ص** اگر کسی مرد نے بکر عورت پر جو بالغ ہو دعوی کیا کہ جب تجکو میرے
نکاح کی خبر پہونچی تھی تو تو چپ ہی تھی اور اوس عورت نے اوسکا انکار کیا اور کہا مینے رد کیا تھا تو معتبر قول عورت
کا ہی مگر جب مرد اوسکے سکوت پر گواہ قائم کرے اور اگر مرد نے گواہ پیش نہ کیے تو اوس عورت کو حلف نہ دلاوینگے
ف اور بیان اسکا کتاب الدعوی مین آویگا **ص** اور اگر نکاح کر دیا باپ یا دادا نے اپنے نابالغ لڑکے یا
لڑکی کا اگرچہ ثیب ہو تو یہ نکاح لازم ہو گیا **ف** یعنی وقت بالغ ہونے کے انکو اختیار نکاح کے فسخ کا نہین **ص**
اور اگر سوا باپ دادا کے اور کسی ولی نے نکاح کر دیا تو اوس لڑکے اور دختر کو جائز ہی کہ جب بالغ ہون نکاح کو فسخ کرین
اگر وہ نکاح کو پہلے سے جانتے تھے اور اگر نکاح کی اونکو خبر نتھی اور بعد بلوغ کے خبر ہوئی تو جسوقت خبر ہوئی اوسوقت بھی
جائز ہی کہ نکاح فسخ کرین اور امام شافعی کے نزدیک قبل بلوغ کے سوا باپ اور دادا کے کسیکو نکاح کر دینا درست نہین اور جب
لڑکی بالغ ہوئی اور وہ بکر تھی اور اوسکو نکاح کی خبر تھی اور چپ ہی تو سکوت اوسکا رضا ہو جاویگا اور اگر نکاح کی اوسکو
خبر نتھی تو اوسکو اختیار ہی بعد خبر ہونے کے اور جب خبر پہونچی اور وہ چپ ہی تو سکوت اوسکا رضا ہو گیا اور اس خیار کا
نام خیار البلوغ ہی **ف** اور اگر وہ عورت ثیب تھی اور بالغہ ہوئی تو سکوت اوسکا رضا نہوگا **ص** اور اختیار بکر کا
جب بالغ ہو گئی اوسکی آخر بیٹھک تک باقی نرہیگا خواہ پہلے سے نکاح کی اوسکو خبر ہو یا بعد بلوغ کے خبردار ہو **ف**
صورت مسئلے کی یہ ہی کہ اگر ولی نے نکاح عورت نابالغہ کا کر دیا اور وہ بالغ ہوئی اور اوسکو خبر تھی نکاح کی یا بعد بلوغ کے
خبر پہونچی اور وہ ساکت رہی تو رضا ہو جاویگی اور جب تک یکسان بیٹھی ہی اختیار باقی نرہیگا بلکہ بمجرد خبر اور بلوغ کے
اختیار ہی اور بعد اوسکے سکوت رضا ہی اور پھر اختیار باقی نہین رہیگا **ص** اگرچہ وہ بکر اس بات کو نجانتی ہو کہ مجکو بعد بلوغ کے
یا خبر پہونچنے کے اختیار ہی فسخ نکاح کا برخلاف لونڈی شوہردار کے کہ اوسکو اگر مالک نے آزاد کر دیا اور اوسکو معلوم نتھا
کہ بروقت آزادی کے عورت کو اپنے خاوند سے اختیار نکاح کے فسخ کا ہی تو یہ عذر شمار کیا جاویگا **ف** یعنی پھر بروقت
معلوم ہونے اس مسئلے کے اوسکو نکاح کا فسخ پہونچتا ہی اگرچہ وہ لونڈی وقت آزادی کے چپ ہی ہو بخلاف بکر حرہ کے
کہ بوقت معلوم ہونے مسئلے کے بعد اس بات کے کہ وقت بلوغ یا خبردار ہونے کے چپ ہی ہو اوسکو اختیار فسخ کا
باقی نہین ہی **ص** اور لونڈی کا جہل اسواسطے مقبول ہی کہ اوسکو خدمت مولا وغیرہ سے فراغت نہین ہوتی کہ علم سیکھے بخلاف
اون عورتون کے جو حرۃ الاصل مین یا پہلے کسیکی لونڈی تھین پھر آزاد ہو گئین کیونکہ طلب علم فرض ہی ہر مسلمان مرد اور عورت پر
ف کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب کرو علم کو اگرچہ چین مین ہو اسواسطے کہ طلب علم کی فرض ہی
ہر مسلمان پر اور کہا ملا علی قاری نے کہ ایک روایت مین ہی کہ ہر مسلمان مرد پر اور مسلمان عورت پر انتہی اور اخراج کیا

کہ

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهٖ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيْرِ الْجَوْهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ
یعنی طلب علم فرض ہی ہر مسلمان پر اور رکھنے والا علم کا اوس شخص کے پاس جو اوسکے لائق نہین ہی مانند اوس شخص کے ہی
کہ سورون کو جواہر اور موتی اور سونا پہناوے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے شعب الایمان مین مسلم تک اور کہا کہ متن
اس حدیث کا مشہور ہی اور اسناد اوسکی ضعیف ہی اور بہت سے طریقون سے مروی ہی اور وہ سب طریقے ضعیف ہین
انتہی اور کہا فیروزابادی نے کہ روایت کیا اوسکو احمد نے بھی اور شمار کیا اوسکو ابن الجوزی نے موضوعات مین انتہی
اور کہا ابن حبان نے بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهٗ اور اسناد مین اوسکی ابو عاتکہ ہی اور حدیث اوسکی منکر ہی اور جواب اوسکا یہ ہی
کہ اخراج کیا ہی اوس سے ترمذی نے اور اور اہل علم نے الحاصل یہ حدیث ضعیف ہی موضوع نہین جیسا کہ گمان کیا اوسکو
ابن حبان اور ابن الجوزی نے اور اختلاف کیا ہی اس بات مین کہ مقدار اوس علم کے جو فرض ہی کیا ہی ملا علی قاری رحمہ نے
لکھا ہی کہ فرض وہ علم ہی کہ جس سے بندے کو چارہ نہین جیسے پہچاننا خداوند عالم کا اور علم اوسکی وحدانیت کا اور اوسکے
رسول کی نبوت کا اور اسیطرح ضروری مسائل نماز کے کہ سیکھنا اوسکا فرض عین ہی برخلاف تحصیل رتبہ اجتہاد اور درجہ افتا
یعنی فتوی دینے کے کہ سیکھنا اسکا فرض کفایہ ہی اور یہ مقام اس بحث کی تفصیل کا نہین جس شخص کو تحقیق اسکی منظور
ہووے تو وہ احیاء علوم الدین تصنیف امام غزالی رح کی ملاحظہ کرے **ص** تو اگر آزاد عورت جاہل رہیگی تو جہل اوسکا عذر
نہوگا اگر کوئی کہے کہ تحصیل علم فرض ہی جب عورت بالغ ہو اور کلام ہمارا عورت نابالغہ مین ہی جب بالغ ہو اور وہ عورت
قبل بلوغ کے مکلف نہین ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ عورت یا مرد جب مراہق یعنی قریب بلوغ کے ہون تو واجب ہی اونکو سکھنا
ایمان کا اور احکام ایمان کا اور لڑکے ولی پر واجب ہی تعلیم اونکی اور یہ نہین چاہیے کہ اونکو بے مصرف چھوڑ دے کیونکہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کرو تم اپنے لڑکون کو نماز کا جب پہونچ جاوین سات برس کو اور مارو اونکو جب پہونچ جاوین
دس برس کو **ف** اور نماز نہ پڑھین روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے اور بغوی نے
شرح السنہ مین **ص** اور ثیبہ عورت اور لڑکے کا خیار باطل نہین ہوتا وقت بلوغ کے جب تک وہ راضی نہوجاوین تصریح
سے یعنی کہین کہ راضی ہوا مین یا اشارے سے یعنی ایسا فعل کرین کہ جس سے اونکی رضا معلوم ہووے مثلا بوسہ لے
یا لمس کرے کوئی کسیکا یا لڑکا مہر دیوے اور عورت قبول کرے اور اسیطرح اختیار اونکا باطل نہین ہوتا اگرچہ کھڑے ہوجاوین
مجلس سے اور جب لڑکا لڑکی بالغ ہووین اور وہ ناراض ہون تو نکاح کے فسخ کرنے کے واسطے قاضی شرط ہی **ف** یعنی
اونکو بغیر قاضی کے فسخ نہین پہونچتا اسواسطے کہ اسمین ضرر ہی مرد کا اور لازم کر دینا ضرر کا کسی پر بدون قضائے قاضی کے
ممکن نہین ہی **ص** اور جب لونڈی آزاد ہو تو اوسکے نکاح فسخ کرنے کے لیے قاضی شرط نہین **ف** اسواسطے کہ وہ
لونڈی اپنے تئین دوسرے کی زیادتی ملک سے بچاتی ہی اور اسمین کچھ قضائے قاضی شرط نہین اور زیادتی ملک شوہر کی یہ کیونکہ
جب وہ لونڈی آزاد نہین تھی تو خاوند اوسکا مالک دو طلاق کا تھا کیونکہ لونڈی کے دو طلاق سے زیادہ نہین ہوتے اور جب
آزاد ہوئی تو خاوند اوسکا مالک تین طلاق کا ہوتا ہی اور یہ زیادتی ملک ہی **ص** اور اگر لڑکا یا لڑکی کوئی انمین سے قبل
قاضی کے تفریق کرنے کے مرگیا تو دوسرا اوسکا وارث ہوگا برابر ہی کہ بالغ ہون یا نہون **ف** یعنی اگر قبل بلوغ کے

فا

کوئی مر گیا تو تو وارث ہونگے کیونکہ نکاح قائم ہے اور اسیطرح بعد بلوغ کے قبل فسخ کرنے قاضی کے کیونکہ فسخ کی شرط نہین پائی گئی تو نکاح قائم رہیگا ص اور ولی وہ شخص ہے جو عصبہ بنفسہ ہو یعنی وہ مرد جو متصل ہو میت کے ساتھ بغیر واسطہ عورت کے ف یعنی جب اوسکو مردے کی طرف نسبت کرین تو بیچ مین عورت واسطہ نہ پڑے جیسے باپ یا بیٹا یا بھائی یا چچا تو نانا ولی نہین کیونکہ وہ مان کا باپ ہے تو مان واسطہ پڑ گئی اور وہ عورت ہے اور اسیطرح نواسا کیونکہ وہ بیٹی کا بیٹا ہے تو بیچ مین بیٹی پڑ گئی اور اسکا بیان انشاء اللہ تعالی آخر کتاب مین آویگا ص اور عصبہ بالغیر ف اور وہ چار عورتین ہین ایک بیٹی اور ایک پوتی اور ایک بہن حقیقی اور ایک بہن علاتی یعنی جو سوتیلی مان سے ہو ص جیسے بیٹی اوسکو ولایت نہین اپنی مجنون مان پر ف مجنون کی قید اسواسطے ہے کہ اگر وہ اچھی ہے ہوشیار ہے تو کسیکو اوسپر ولایت نہین ص اور عصبہ مع الغیر ف یعنی وہ عورت کہ دوسری عورت سے ملکے عصبہ ہو جاوے ص جیسے بہن ساتھ بیٹی کے اوسکو ولایت نہین اپنی بہن مجنونہ پر ف یہان بھی قید مجنونہ کی اسی واسطے ہے اگر بہن مجنونہ نہو تو اوسپر کو ولایت نہین کیونکہ بہن ثیبہ ہے بالغہ ہے اسواسطے کہ اوسکی بیٹی موجود ہے جسکے ساتھ بہن ملکے عصبہ ہوتی ہے ص اور ولایت عصبات کی بشرطیکہ آزاد مکلف مسلمان ہون ف کیونکہ اگر کافر ہونگے تو اونکی مسلمان پر ولایت نہین فرمایا اللہ تعالی نے وَلَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ○ یعنی نہین کریگا اللہ کافرون کو مسلمانون پر راہ ص اوپر ترتیب وراثت اور حجب کے ہے ف یعنی حاجب مقدم ہے محجوب پر اور اسی طرح وارث غیر وارث پر یعنی بیٹے کے ہوتے پوتے کو وراثت نہین تو ولایت نکاح بھی نہوگی اور باپ کے ہوتے دادا کو وراثت نہین تو دادا کو باپ کے ہوتے ولایت نکاح بھی نہوگی اور حاجب اوسکو کہتے ہین جو غیر کو میراث سے روک دیوے اور محجوب جو روکا گیا ہووے جیساکہ بیٹا حاجب ہے پوتے کا اور باپ دادا کا وقس علی ہذا ص تو پہلے جزو ف یعنی فرع جیسے بیٹے اور پوتے ص اگرچہ بہت نیچے چلے جاوین مقدم ہین ف یعنی بیٹے کا بیٹا اور پوتے کا بیٹا اور پوتے کا پوتا اور پوتے کا پروتا اور پروتے کا پروتا وقس علی ہذا ص اور پھر اصل ف یعنی باپ اور دادا ص اگرچہ اونچے ہو جاوین ف یعنی باپ کا باپ اور دادا کا باپ اور دادا کا دادا اور دادا کا پردادا اور پردادا کا پردادا وقس علی ہذا ص پھر اصل قریب کے جزو جیسے بھائی ف کہ جزو ہے اپنے باپ کا اور وہ قریب ہے ص پھر بیٹے بھائی کے اگرچہ نیچے چلے جاوین ف یعنی بھتیجے کا بیٹا اور بھتیجے کا پوتا اور بھتیجے کا پروتا اور بھتیجے کے بیٹے کا پروتا وقس علی ہذا ص پھر اصل بعید کے جزو جیسے چچا ف کہ جزو ہے دادا کا اور وہ اصل بعید ہے ص پھر چچا کے بیٹے اگرچہ نیچے چلے جاوین ف جیسے چچا کا پوتا اور چچا کا پروتا اور چچا کے بیٹے کا پروتا اور چچا کے پوتے کا پروتا وقس علی ہذا ص پھر باپ کا چچا پھر اوسکے بیٹے اگرچہ نیچے چلے جاوین ف یعنی باپ کے چچا کا پوتا اور باپ کے چچا کا پروتا اور باپ کے چچا کے بیٹے کا پروتا اور باپ کے چچا کے پوتے کا پروتا اور باپ کے چچا کے پروتے کا پروتا وقس علی ہذا ص پھر دادا کا چچا پھر اوسکے بیٹے اگرچہ نیچے چلے جاوین ف یعنی دادا کے چچا کا پوتا اور دادا کے چچا کا پروتا اور دادا کے چچا کے بیٹے کا پروتا اور دادا کے چچا کے پوتے کا پروتا اور دادا کے چچا کے پروتے کا پروتا وقس علی ہذا ص قریب بعد قریب کے ف یعنی جو قریب ہوگا انمین سے وہ مقدم ہوگا

مثلاً فروع مین بیٹا مقدم ہی پوتے پر اور پوتا پروتے پر اور پروتا پوتے کے پوتے پر اور اصول مین باپ مقدم ہی دادا پر
اور دادا پردادا پر اور بھائیون مین بھائی مقدم ہی بھتیجے پر اور بھتیجا اوسکے بیٹے پر اور اوسکا بیٹا اوسکے پوتے پر اور چچاؤن مین
چچا مقدم ہی اوسکے بیٹے پر اور بیٹا اوسکا پوتے پر اسی طرح پر قیاس کر لینا چاہیے **ص** پھر ترجیح ہوگی ساتھ قوت
قرابت کے یعنی عینی مقدم ہوگا علاتی پر **ف** تو بھائی حقیقی یعنی عینی مقدم ہوگا بھائی علاتی پر اور عینی کہتے ہین
حقیقی بھائی کو اور علاتی اوس بھائی کو کہتے ہین کہ اپنے باپ کا بیٹا ہو مگر اپنی مان سے نہو **ص** اور کافر کی ولایت
مسلمان کو نہین اور نہ مسلمان کی ولایت کافر کو اگرچہ کافر اوسکا عصبہ ہو **ف** دلیل دوسرے مسئلے کی اوپر گذر چکی اور
دلیل اس بات کی کہ مسلمان کو ولایت کافر کی نہین یہ ہی کہ ولایت سبب ہی میراث کا اور مسلم کو میراث کافر کی نہین پہنچیگی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ وارث ہوگا مسلمان کافر کا اور نہ کافر مسلمان کا روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم
اور اصحاب سنن نے اسامہ بن زید رض سے اور یہی حدیث دلیل دونون مسئلون کی ہوسکتی ہی اور کافر کافر کی ولایت کریگا
کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ یعنی جو لوگ کافر ہوئے بعض اونکے ولی ہین
بعض کے اور اسمین فرق نہین کہ ایک نصرانی ہو اور دوسرا یہودی کیونکہ کفر ملت واحدہ ہی اور وہ جو حدیث مین آیا ہی
لَا يَتَوَارَثُ اَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتّٰى رواہ احمد والنسائی وابوداود وابن ماجہ والدارقطنی یعنی نہین وارث ہونگے
دو ملت والے متفرق کچھ ہمارے منافی نہین ہی اسواسطے کہ ملتین سے مراد اس جگہ کفر و اسلام ہی **ص** پھر ان سبکے بعد
مان پھر صاحب رحم **ف** صاحب رحم وہ شخص ہی کہ نہ اوسکا کوئی حصہ کتاب اللہ یا حدیث یا اجماع سے مقرر ہی اور نہ وہ
عصبہ ہی جیسے نواسے اور پوتیون کے بیٹے اور نانا اور پرنانا اور بھانجا اور ماموں وغیرہم **ص** قریب بعد قریب کے
ف یعنی جو قریب ہوگا اوسکو ترجیح ہوگی بعید پر مثلاً نواسا مقدم ہی نواسے کے بیٹے پر اور نانا ماناکے بیٹے پر اور
اسی طرح **ص** پھر مولی الموالات اور وہ وہ شخص ہی کہ دوسرے کے ساتھ عہد کیا ہی کہ اگر مجھسے جنایت ہو تو تو دیت دیگا
اور اگر مین مرون تو تو وارث ہوگا **ف** صورت اوسکی یہ ہی کہ ایک شخص مجہول النسب نے کہا دوسرے سے کہ جب مین
مرونگا تو تو میرا وارث ہوگا اور تو میری دیت دیگا جب مین جنایت کرونگا تو یہ کہنے والا اوسکا مولی الموالات ہوا تو اسکو اوس
شخص کا عقد پہونچتا ہی جب اوسکا اور کوئی قریب نہوگا اور وجہ اسکی یہ ہی کہ ولایت مسبب ہی میراث کا اور مولی الموالات کو
میراث پہونچتی ہی **ص** پھر وہ قاضی کہ اوسکے مکتوب مین یہ لکھا گیا ہی کہ اوسکو ولایت تزویج کی ہی **ف** یعنی وہ مکتوب کہ
اوسکو بادشاہ سے ملا ہی وقت ملنے عہدہ قضا کے اور اسمین اشارہ ہی طرف اس بات کے کہ قاضی کو کچھ ولایت اصلی نہین بلکہ
بسبب اسکے کہ وہ نائب بادشاہ کا ہی تو جب نائب بادشاہ کو ولایت ہی تو بادشاہ کو بطریق اولی ہوگی اور ایسا ہی ہدایہ مین
کہ وقت نہونے اولیا کے ولایت امام کو ہی اور دلیل لائے ہین اوسپر صاحب ہدایہ ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اَلسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَّا وَلِيَّ لَهٗ یعنی بادشاہ ولی ہی اوسکا جسکا کوئی ولی نہین روایت کیا اس حدیث کو احمد اور
ترمذی اور ابوداود اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عائشہ رض سے اور اوپر یہ حدیث گذر چکی اور دوسرے یہ کہ وقت مرنے
کے درصورت نہونے کسی وارث قریب کے مال بیت المال مین جاتا ہی تو حالت حیات مین بھی درصورت نہونے کسی

وارث قریب کے ولایت سلطان کو ہوگی ص اور جو ولی بعید ہی اوسکو درست ہی کہ جب ولی قریب غائب ہو تو نکاح کر دیوے اور غائب سے مراد یہ ہی کہ اوسکی غیبت منقطعہ ہووے اور غیبت منقطعہ سے مراد اوتنی مدت ہی کہ کفو نکاح کرنے والا اوسکی اخبار کا انتظار نکرے ف یعنی جس شخص کا نکاح ہو رہا ہی وہ اوتنی مدت تک اوس ولی قریب کا انتظار نہ کرے مثلاً بھائی ایک عورت کا ایسے ملک مین ہی کہ وہان سے آدمی ایک مہینے مین آتا ہی اور بھتیجا اوس عورت کا موجود ہی تو جس شخص سے نکاح ہو رہا ہی اگر وہ ایک مہینے تک اوسکے آنے کا انتظار کرتا ہی تو یہ غیبت منقطعہ نہین ہی اب بدون اوس بھائی کے آئے ہوئے نکاح نکرینگے اور اگر وہ انتظار نہین کرتا تو غیبت منقطعہ ہی بھتیجے کو اوسکا نکاح کر دینا درست ہی ص اور بعضون کے نزدیک غیبت منقطعہ یہ ہی کہ مدت سفر کی راہ ہووے ف یعنی تین دن اور تین رات کی جیساکہ بیان اسکا کتاب الصلوۃ مین گذرا جامع الرموز مین ہی کہ یہی صحیح ہی ص اور یہی اختیار ہی بعض متاخرین کا اور اسی پر فتوی ہی اگر ایک عورت مجنونہ ہی اور اوسکے باپ اور بیٹے دونون ہین تو ولی اوسکے نکاح مین بیٹا ہوگا اسواسطے کہ اوپر گذرا کہ بیٹا مقدم ہی باپ پر ولایت مین ف اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا ہی اور امام محمد کے نزدیک باپ ہی کیونکہ باپ کو اپنی دختر پر زیادہ شفقت ہوگی ص

فصل کفو کے بیان مین

ہمسر ۱۲

اور معتبر ہی کفارت نکاح مین اہل عرب کی ازروے نسب کے ف کفارت کے معنی لغت مین برابری کے ہین اور کفارت شرعی کہتے ہین برابر ہونے کو مرد کے ساتھ عورت کے اون باتون مین جن کا بیان آگے آتا ہی ص قریش کفو ہین ایک دوسرے کے اور جو سوا اونکے عرب ہین وے کفو ہین ایک دوسرے کے ف کفارت نکاح مین معتبر ہی کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلَا لَا يُزَوِّجُ النِّسَاءَ اِلَّا الْاَوْلِيَاءُ وَلَا يُزَوَّجْنَ اِلَّا مِنَ الْاَكْفَاءِ وَلَا مَهْرَ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ رواہ الدارقطنی والبیہقی عن جابر یعنی نہ نکاح کرین عورتون کا مگر ولی اور نہ نکاح کی جاوین مگر اون مردون سے جو کفو ہین اونہین مہر کم ہی دس درم سے اور دوسرے یہ کہ عورت فراش ہی مرد کی اور عمدہ فراش خسیس کو لائق نہین برخلاف مرد کے کہ وہ صاحب فراش ہی تو اگر فراش برا ہوا اور صاحب فراش عمدہ ہوا تو کچھ مضایقہ نہین اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اختیار کرلو تم اپنے نطفون کے واسطے اور نکاح کرو تم اون عورتون سے جو کفو ہین تمہاری اور نکاح کر دو عورتون کا بھی اون لوگون سے جو اونکے کفو ہین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور قریش ایک دوسرے کے کفو ہین اور اونمین پھر اعتبار نقصان و فضل کا نہین کیونکہ یہ ایسے مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش بعض بعض کے کفو ہین ہر بطن دوسرے بطن کا اور عرب بعض اونکے کفو ہین بعض کے ہر قبیلہ دوسرے قبیلے کا اور موالی کفو ہین بعض بعض کے ہر مرد دوسرے مرد کا اور موالی کہتے ہین اونکو جو لوگ سوا عرب کے ہین اور اونکا نام موالی اسواسطے ہوا کہ وہ مددگار رہین عرب کے اور مولا کے معنی مددگار کے بھی آئے ہین اور اسکا بیان آتا ہی اور روایت کی حاکم نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے العرب بعضهم اكفاء لبعض قبيلة بقبيلة ورجل برجل والموالي بعضهم اكفاء لبعض ... الا حائكا او حجاما

یعنی عرب کفو ہین بعض بعض کے ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کا اور موالی کفو ہین بعض بعض کے ایک مرد دوسرے مرد کا مگر جولاہہ
اور حجام اور اوسکی اسناد مین ایک آدمی ہی کہ اوسکا نام نہین لیا گیا اور منکر جانا اوسکو ابو حاتم نے کہا شیخ ابن حجر نے
اوسکا ایک شاہد ہی بزار نے روایت کیا اوسکو معاذ بن جبل سے اور سند اوسکی منقطع ہی اور ایسا ہی کہا زیلعی نے
تخریج ہدایہ مین اور روایت کی دار قطنی نے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کفو ہین ایک
قبیلہ دوسرے قبیلے کا اور عربی عربی کا اور مولا مولا کا مگر جولاہہ اور حجام اور اخراج کیا اوسکا ابن الجوزی نے
علل متناہیہ مین اور اسناد مین اوسکی بقیہ مدلس ہی اور محمد بن الفضل طعن کیا گیا ہی اوسمین اور اخراج کیا اوسکا ابن عدی نے
اور وہ بھی ضعیف ہی اور نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو بیٹیون کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اور وہ اموی تھے اور
حضرت علیؓ نے نکاح کر دیا اپنی بیٹی کا حضرت عمرؓ سے اور وہ عدوی تھے ص اور قریش وہ ہی جو نضر بن کنانہ کی اولاد مین ہین
اور لیکن جو لوگ کہ نضر سے اوپر لوگونکی اولاد مین ہین وہ قریش نہین اور کفارت عرب مین اسواسطے خاص ہوئی کہ عجم کے
لوگون نے اپنے نسب ضائع کر دیے ف یعنی اپنے غیر قبیلے مین شادیان کر کے ص اور اہل عجم مین کفارت باعتبار
اسلام کے ہی تو جسکے باپ اور دادا فقط مسلمان تھے وہ کفو ہی اوس عورت کا جسکے باپ اور دادا اور پردادا وغیرہ
بھی مسلمان تھے ف حاصل یہ ہی کہ اسلام مین نسب تمام ہوتا ہی ساتھ باپ اور دادا کے تو جسکے باپ اور دادا فقط مسلمان تھے
وہ کفو ہی اوس عورت کا کہ جسکی دو پشت سے زیادہ اصول مسلمان تھے ص اور جو شخص کہ خود اسلام لایا ہی وہ کفو نہین
اوسکا جسکا باپ مسلمان ہی اور جو شخص کہ اوسکا باپ فقط مسلمان تھا وہ کفو نہین اوسکا جسکے باپ اور دادا بھی
مسلمان تھے اور باعتبار آزادی کے تو غلام یا جو پہلے غلام تھا اور آزاد کر دیا گیا کفو نہین اوس عورت کا جو اصل سے
آزاد ہی اور اسی طرح جس شخص کا باپ غلام معتق ف یعنی آزاد ص تھا کفو نہین جسکے باپ اور دادا دونون آزاد تھے
اور باعتبار دیانت کے تو مرد فاسق کفو نہین اوس عورت کا جو نیکبخت شخص کی بیٹی ہی ف نیکبخت شخص کی قید اسواسطے
لگائی کہ اکثر نیکبختون کی بیٹیان بھی نیکبخت ہوتی ہین اور اگر نیکبخت نہون فاسق ہون تو فاسق اونکا کفو ہی ص اگرچہ
وہ فاسق اپنے فسق کو ظاہر نہین کرتا ہی اور یہی مختار ہی شیخ ابی بکر احمد بن فضل کا اور بعض مشایخ کے نزدیک اگرچہ
وہ فاسق فسق کے کامون کو ظاہر نکرتا ہو تو کفو ہو جاویگا نیکبخت مرد کی بیٹی کا اور باعتبار مال کے تو جو شخص عاجز ہی
مہر معجل سے ف مہر معجل اوس مہر کو کہتے ہین جو وقت نکاح کے لیا جاوے اور مؤجل جو بعد نکاح کے ہووے ص
اور نفقے سے تو وہ کفو نہین اوس عورت کا بھی جو فقیر ہووے اور نہ اوس عورت کا جو غنی ہووے اور جو شخص کہ قادر ہی مہر معجل
اور نفقے پر تو وہ کفو ہی اوس عورت کا بھی جو بہت مالدار ہی کیونکہ مال فنا ہونے والا ہی تو جو مال قدر واجب سے زائد ہی
اوسکا اعتبار نہین ف اور نفقے کا بیان آگے آویگا ص اور باعتبار پیشے کے تو جولاہہ اور حجام اور بھنگی
اور چمار کفو نہین ہی عطار اور بزاز اور صراف کا ف اور یہی مذہب صاحبین کا ہی اور امام ابو حنیفہ سے دو روایتین ہین
اور وجہ اسکی یہ ہی کہ اسمین ہتک ہی عزت کا اور شرف کا ص اور اگر نکاح کیا عورت نے اپنا کم مہر مثل سے ف یعنی
اوتنے مہر سے جسپر مانند اوسکے عورتین بیاہی جاتی ہین ص تو ولی کو تعرض پہونچتا ہی یہان تک کہ مہر پورا ہو جاوے یا تفریق ہو جاوے

فصل نکاح فضولی اور وکالت نکاح مین

نکاح فضول موقوف ہی اوپر اجازت اوس شخص کے جسطرف سے وہ فضولی ہی یعنی اگر کسی شخص نے کسی مرد یا عورت کا
بے اذن اوسکے نکاح کردیا نکاح جائز ہی اور موقوف رہیگا اونکی اجازت پر ف اگر اجازت دینگے تو نکاح صحیح ہوجاویگا
ورنہ نہ اور جاننا چاہیے کہ جو شخص اپنے ساتھ نکاح کرے وہ شرع مین اصیل کہلاتا ہی اور جو کسی دوسرے کا نکاح کراوے
پس اگر اوسکے اذن سے نکاح کراتا ہی تو وہ وکیل کہلاتا ہی اور اگر بغیر اذن کے نکاح کراتا ہی پس اگر اون دونون مین
وہ قرابت ہی جو کہ ولایت نکاح مین معتبر ہی تو وہ ولی کہلاتا ہی ورنہ وہ فضولی ہی ص اور اسی طرح اگر مرد اور عورت دونون کا
دو فضولیون نے نکاح کردیا بغیر اونکے اذن کے تو نکاح جائز ہوگا اور موقوف رہیگا اونکے اذن پر ف تو اگر
دونون نے اذن دیا تو نکاح صحیح ہوا اور اگر دونون یا ایک نے انکار کیا تو نکاح باطل ہی ص اور مالک ہوجاتا ہی
ایک شخص جو فضولی نہو کسیکی طرف سے دونون جانب نکاح کا یعنی ایجاب و قبول کا اور اون دونون کی زبان سے کہنے کی
حاجت نہین رہتی تو جب ایک شخص وکیل ہوا مرد اور عورت کی طرف سے اور کہا اوسنے کہ نکاح کردیا مینے اوس عورت کا
اوس مرد سے کافی ہی ف یعنی پھر یہ کہنا ضرور نہین کہ قبول کیا مینے ص اور اوسکی کئی صورتین ہین اول
یہ کہ اصیل اور ولی دونون ہو جیسا کہ چچا کا بیٹا نکاح کرے اپنے چچا کی بیٹی کا جو نابالغہ ہو اپنے ساتھ ف
تو چچا کا بیٹا اصیل بھی ہی یعنی اپنا نکاح کر رہا ہی اور ولی بھی ہی اپنے چچا کی بیٹی کا ص دوسری یہ کہ اصیل اور وکیل
دونون ہو جیسا کہ کسی عورت نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ وہ اوس عورت کو اپنے ساتھ نکاح کرے تیسری یہ کہ
دونون طرف سے ولی ہووے ف جیسا کہ اپنی دختر کا یا لڑکے کا نکاح اپنے بھتیجے یا بھتیجی سے کرے ص چوتھی
یہ کہ دونون طرف سے وکیل ہووے ف جیسے ایک عورت ایک شخص کو اپنے نکاح کے واسطے وکیل کرے
اور کوئی مرد بھی اوسیکو اپنے نکاح کیواسطے وکیل کرے ص پانچوین یہ کہ ایک طرف سے ولی اور دوسری طرف
سے وکیل ہو ف جیسے ایک شخص کو کسی مرد نے وکیل کیا اپنے نکاح کا اور اوسنے اپنے چچا کی بیٹی کا جو نابالغہ ہی اوس
شخص سے نکاح کردیا ص اور جائز نہین کہ ایک شخص مالک ہوجاوے دونون طرف کو نکاح کے یعنی ایجاب و قبول کو
اور وہ فضولی ہو جیسے کہ اصیل اور فضولی ہو ف جیسا کہ کہے نکاح کیا مینے فلانی عورت سے گواہ رہو تم اور اوس
عورت کو خبر پہونچی اور اوسنے اجازت دی تو نکاح باطل ہی ص یا ولی ہو ایک طرف سے اور فضولی ہو دوسری طرف
سے ف مثلاً یون کہے کہ نکاح کیا مینے اپنے چچا کی بیٹی کا فلانے سے اور اوس فلانے کو خبر پہونچی اور اوسنے اجازت دی
تب بھی نکاح باطل ہی ص یا ایک طرف سے وکیل ہو اور دوسری طرف سے فضولی ہو ف مثلاً زید نے وکیل کیا
عمرو کو کہ میرا نکاح کردے اور اوسنے گواہون کے سامنے کہا گواہ رہو نکاح کردیا مینے زید کا فلانی عورت سے اور جب
اوس عورت کو خبر پہونچی تو اوسنے اجازت دی جب بھی نکاح باطل ہی ص یا دونون طرف سے فضولی ہو ف
مثلاً یون کہے کہ نکاح کردیا مینے فلانے مرد کا فلانی عورت سے گواہون کے سامنے اور وہ دونون شخص غائب ہین
اور پھر اون دونون نے اجازت دی تب بھی نکاح باطل ہی ص اگر کسی نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ تو میرا نکاح کردے

کسی عورت سے اور اوسنے اوسکا نکاح کردیا کسی شخص کی لونڈی سے صحیح ہوا **ف** کیونکہ اوسنے مطلق عورت
کہا تھا حُرّہ کی قید نہین لگائی تھی **ص** اور باپ کو اور دادا کو وقت نہونے باپ کے درست ہی نکاح کردینا اپنے
ولد نابالغ کا لڑکی ہو یا لڑکا ساتھ غبن فاحش کے مہر مین **ف** یعنی اوسکا مہر مثل مثلاً ہزار درہم ہی اور باپ اور دادا نے
نکاح کردیا اوسکا پان سَی روپی پر صلح **ص** اور غیر کفو سے تو اب اون دونون کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ کا نہین اور اگر سوا
مان باپ کے اور کسینے نکاح کیا ہی تو اونکو پہونچتا ہی کہ بعد بلوغ کے فسخ کرین اور اگر کسی شخص نے حکم کیا کسیکو کہ
میرے واسطے ایک عورت نکاح مین لاوے اور اوسنے نکاح کیا اوسکا دو عورتون سے ایک ہی عقد مین دونون عقد
جائز نہین اور اگر نکاح کیا دو عورتون سے ساتھ دو عقدون کے تو اول عقد درست ہی اور دوسرا نادرست ہی

باب مہر کے بیان مین

اقل مہر کا دس درہم ہین ہمارے نزدیک اور امام شافعی رح کے نزدیک جو چیز قیمت دار ہی وہ صالح مہر کی ہی برابر ہی کہ قیمت
اوسکی دس درہم ہون یا زیادہ یا کم **ف** کہا صاحب ہدایہ نے دلیل ہماری قول ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
نہین ہی مہر کم دس درہم سے اور یہ حدیث اوپر گذری روایت کیا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے جابر سے کہا ابن الجوزی
فا نے روایت کیا ہمنے اس حدیث کو کتنے طریقون سے اور مدار اس حدیث کا مبشر بن عبید پر ہی کہا احمد بن حنبل نے
مبشر کچھ نہین احادیث اوسکی موضوع ہین کذب ہین اور وہ بناتا ہی حدیث کو اور کہا دارقطنی نے کاذب ہی
اور کہا ابن حبان نے روایت کرتا ہی موضوعات کو ثقات سے کہا شیخ ابن الہمام نے اس حدیث کا ایک
شاہد ہی کہ قوی کرتا ہی اسکو وہ جو روایت کی گئی ہی حضرت علی رض سے موقوفاً نہین قطع کیا جاویگا ہاتھ کم مین دس درہم سے
اور نہوگا مہر کم دس درہم سے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے سنن مین اور بیہقی نے اور کہا محمد نے مؤطا مین کہ پہونچا
ہمکو یہ حضرت علی اور عبداللہ بن عمر اور عامر اور ابراہیم رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اوسکو اپنے اسناد سے شرح
مین اوسکی طحاوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حدیث علی مین داود اودی ہی روایت کی اوسنے
فا شعبی سے اوسنے حضرت علی رض سے کہا یحیی بن معین نے داود حدیث اوسکی کچھ نہین اور شعبی نے نہین سنا ہی
حضرت علی رض سے اور بعض طریقون مین اوسکے غیاث بن ابراہیم ہی کہا احمد اور بخاری اور دارقطنی نے
فا غیاث بن ابراہیم متروک ہی اور کہا یحیی نے کذاب ہی اور کہا ابن حبان نے وضع کرتا ہی احادیث کو اور روایت کی
بیہقی نے حضرت علی رض سے کہ کہا انھون نے اقل درجہ اوسکا کہ حلال ہوجاوے اوس سے عورت دس درہم ہین اور
روایت کیا اوسکو ابن عبدالبر نے اور روایت کیا حدیث جابر کو بیہقی نے سنن کبیر مین بہت طریقون سے اور ظاہر ہی
کہ جب بہت طریقے ضعیف ہوتے ہین تو حدیث حسن ہوجاتی ہی باوجود اسکے کہ مؤید ہون اوسکے آثار صحابہ اور تابعین
اور امام مالک کے نزدیک اقل درجہ مہر کا پانچ درہم ہین اور یہ بھی مروی ہی حضرت علی رض سے لیکن اسناد مین اوسکی حسن
بن دینار متروک ہی اور کذاب کہا اوسکو ابو حاتم نے اور امام شافعی کی دلیلین بہت ہین صحاح مین مذکور ہین اونمین سے ہی قول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے سہل بن سعد کے تلاش کر تو اگرچہ انگوٹھی ہو لوہے کی پھر نکاح کیا اوسکا بدلے

تعلیم قرآن کے اخراج کیا اوسکا بخاری و مسلم نے اور جواب اوسکا یہ ہی کہ یہ خصائص مین سے تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے جیسا کہ روایت کی سعید بن منصور نے ابو النعمان ازدی سے کہ نکاح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کا
اوپر ایک سورت قرآن کے اور فرمایا کہ نہو گا یہ مہر کسیکے واسطے بعد تیرے اور تفصیل کتب مبسوطہ مین ہی ص اور
اگر دس درہم سے کم مہر باندھا تو دس درہم دینا پڑینگے ف اسواسطے کہ وہ عورت راضی ہو گئی دس سے کم مین
لیکن حکم شرع کا فاسد کرتا ہی اوسکو تو لازم آویگا اقل درجہ مہر کا اور وہ دس درہم ہین ص اور اگر دس درہم معین کیے
یا دس سے زیادہ تو جتنا معین کیا اوتنا دینا پڑیگا صحبت کرنے سے خواہ خاوند جورو ایک کے مرجانے سے ف
یعنی اگر کوئی خاوند یا جورو مین سے مر گیا تو جتنا مہر معین ہی وہ لازم ہوگا کیونکہ فرمایا ابن مسعود رض نے اوس شخص مین کہ
نکاح کیا اوسنے ایک عورت سے اور وہ مر گیا بغیر وطی کے اور اوسکا مہر نہین معین کیا کہ اوسکو مہر ہی کامل اور عورت
عدت ہی اور اوسکو میراث بھی ہی کہا معقل بن سنان رض نے کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی حکم فرمایا تھا
بروع بیٹی واشق مین روایت کیا اوسکو ابو داود وغیرہ نے اور روایت کی امام مالک نے موطا مین عبد اللہ بن عمر سے کہ نہین ہی مہر
واسطے اوسکے اور یہی حکم کیا زید بن ثابت نے اور ہمارے واسطے حدیث مرفوع ہی معقل بن سنان کی کیونکہ جب مہر معین ہوا
اور دلایا گیا تو جب معین ہوگا تو بطریق اولی دلایا جاویگا ص اور اگر طلاق دیدیا قبل وطی کے یا خلوت صحیحہ کے تو نصف
مہر لازم آتا ہی ف کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ
فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ یعنی اگر طلاق دو تم عورتون کو قبل اس بات کے کہ مس کرو تم اونسے یعنی
جماع کرو اور تم مقرر کر چکے تھے اونکے واسطے کچھ حصہ تو واجب ہی تمپر نصف اوسکا جو مقرر کیا تھا تمنے ص اور صحیح ہی
نکاح بغیر ذکر کرنے مہر کے ف اور دلیل اسکی وہی حدیث معقل بن سنان ہی اور اثر ابن مسعود کا ص اور اگر
نکاح کیا اس شرط سے کہ مہر نہین ہی یا بدلے مین شراب کے یا بدلے مین سور کے یا ایک سرکہ کے مٹکے سے اور اوسکی طرف
اشارہ کیا اور وہ شراب نکلا یا ایک غلام سے اور اوسکی طرف اشارہ کیا اور وہ آزاد نکلا یا ایک کپڑے اور ایک جانور کے
بدلے اور اونکی صفت بیان نہ کی یا تعلیم قرآن کے بدلے یا اس بات پر کہ خاوند آزاد اوسکی ایک سال خدمت کرے یا کسیکی
بیٹی یا بہن سے اس بات پر کہ وہ بھی اوس سے اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کر دیوے تو ان سب صورتون مین نکاح صحیح ہوا اور مہر مثل
لازم آویگا وقت وطی کے یا خلوت صحیحہ کے یا موت کے ف لیکن اول صورت سو اسواسطے کہ نکاح نام ہی اوس عقد کا
جس سے اتصال اور انضمام ہو تو وہ فقط جورو خاوند سے درست ہو جاویگا اور اسکی شرط ساقط ہو جاویگی اور دوسری
اور تیسری صورت مین اسواسطے کہ شراب اور سور ہمارے نزدیک مال نہین ہی تو گویا ایسا ہوا کہ نکاح کیا بغیر ذکر مہر کے
اور اسی طرح چوتھی اور پانچوین صورت مین غلام یا سرکہ مال تھا لیکن وہ آزاد نکلا اور سرکہ شراب نکلا اور شراب اور
جو شخص آزاد ہووے مال نہین ہی اور چھٹی صورت مین اسواسطے کہ وہ کپڑا اور جانور مجہول ہی تو نزاع پڑیگی تب
مہر مثل لازم آویگا اور ساتوین صورت مین سو اسواسطے کہ تعلیم قرآن کچھ مال نہین ہی کیونکہ اوسپر اجرت لینا جائز نہین جیسا کہ
گذر چکا ہی اور آٹھوین صورت مین اسلیے کہ خاوند مالک ہی زوجہ کا اور خدمت متنفی ہی مملوکیت کی اور یون دونون مین

تناقص ہی تو مہر لازم آویگا اور لیکن نوبرس صورت مین تو دونون عقد جائز ہین لیکن اوسنے مہر کو وہ بنایا جو صلاحیت
مالیت کی نہین رکھتا تو مہر مثل لازم آویگا جیسے شراب یا سور کو مہر کردیا اور یہ نکاح شغار کہلاتا ہی اور منع کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روایت کی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح شغار سے
اور شغار یہ ہی کہ نکاح کرے کوئی اپنی بیٹی کا کسی سے اس بات پر کہ وہ بھی اوس سے اپنی بیٹی کا نکاح کردے اور کچھ
مہر مقرر نہو اخراج کیا اسکا بخاری ومسلم نے اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک تعلیم قرآن کو مہر باندھنا جائز ہی اور
یہ اختلاف مبنی ہی اس بات پر کہ اجرت لینا قرآن کی تعلیم پر جائز ہی یا نہین تو بعض لوگون کے نزدیک جائز ہی اونکے نزدیک اسکو
مہر بھی مقرر کرنا درست ہی اور جنکے نزدیک اجرت لینا تعلیم قرآن پر جائز نہین اونکے نزدیک مہر بھی باندھنا اسکا درست نہین
اور امام شافعی اس باب مین دلیل لاتے ہین حدیث سہل بن سعد سے کہ نکاح کردیا تھا آپنے اونکا ایک سورت پر قرآن سے
اخراج کیا اوسکا بخاری ومسلم نے اور جواب اسکا یہی ہی جو روایت کی سعید بن منصور نے کہ یہ خصوصیات مین سے تھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور روایت کی ابن الجوزی نے مکحول سے تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا
ایک مرد کا تعلیم قرآن پر اور کہتے تھے مکحول کہ یہ خصائص مین سے تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپکے واسطے بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ امر جائز نہین اور ذکر کیا طحاوی نے لیث سے کہ نہین جائز ہی کسیکو بعد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اور دلیل ہماری وہ ہی جو روایت کی احمد اور ابوداود نے عبادہ بن صامت سے کہ فرمایا اونکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب لے لی تھی انھون نے ایک کمان اصحاب صفہ سے اس بات پر کہ اونکو قرآن سکھایا تھا کہ اگر خوش آوے تجکو
کہ طوق پہنایا جاوے آگ کا تو لے اوسکو اور اوسکی اسناد مین مغیرہ ضعیف ہی اور روایت کی ابن الجوزی نے ابی بن کعب سے
کہ سکھایا مینے ایک شخص کو قرآن اور اوسنے ہدیہ بھیجا میرے لیے ایک کمان سو ذکر کیا مینے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سو فرمایا آپنے اگر لیگا تو اوسکو لیویگا ایک کمان آگ کی اور روایت کی طبرانی نے عبدالرحمن بن سہل انصاری
سے کہا کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے پڑھو قرآن کو اور نہ غلو کرو اوسمین اور نہ باز رہو اوس سے
اور نہ کھاؤ اوسکے بدلے اور نہ غرور کرو اوس سے اور فرمایا عثمان بن ابی العاص سے کہ لے تو ایسے مؤذن کو جو نہ لیوے
اذان پر بدلہ روایت کیا اوسکو احمد نے مطرف بن عبداللہ سے اور فرمایا اللہ تعالی نے وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ
اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ الآیہ یعنی حلال کی گئین سوا اونکے تمھارے لیے عورتین یہ کہ طلب کرو تم اونکو اپنے مالون سے
یعنی نکاح کرلو یا خرید لو اور دلیل مہر مثل واجب ہونے کی یہ ہی کہ حکم کیا عبداللہ بن مسعود نے مہر مثل کا اوس عورت مین کہ
خاوند اوسکا مرگیا ہو اور اوسکا مہر مقرر نہوا ہو اور شہادت دی معقل بن سنان نے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بروع
بنت واشق مین ایسا ہی اخراج کیا اوسکا احمد اور اصحاب سنن نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور ایک جماعت اہل حدیث
نے **فصل** اور موت سے مراد یہ ہی کہ کوئی خاوند یا بیوی سے مرجاوے اور اگر ان صورتون مین طلاق دے دیا مثل
خلوت صحیحہ کے تو متعہ لازم آویگا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ
مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ

یعنی نہین گناہ ہی تمپر اگر طلاق دو تم عورتون کو جب تک نہ جماع کرو اونسے یا نہ تصدق کرو کوئی حصہ اونکے واسطے اور
متعہ دو اونکو غنی پر ہی اوسکی مقدار اور مفلس پر ہی اوسکے لائق **ص** اس مقدار کا کہ زائد نہو نصف مہر مثل پر اور
کم نہو پانچ درہم سے **ف** اور یہی قول ہی کرخی کا اور یہ متعہ واجب ہی ہمارے نزدیک اور امام مالک کے نزدیک
مستحب ہی اور آیت کلام اللہ کی اونپر حجت ہی **ص** اور وہ تین کپڑے ہین پیراہن اور خمار **ف** یعنی اوڑہنی جس سے
وہ اپنا سر چھپاوے **ص** اور چادر **ف** جس سے تمام بدن چھپاوے **ص** اور صحیح یہ ہی کہ اعتبار خاوند کے حال کا ہی
کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ اور نزدیک کرخی کے عورت کا حال معتبر ہی
ف یعنی عورت کی لیاقت کے موافق اوسکو متعہ دیا جاویگا اور صحیح قول ہمارا یہی کیونکہ دینے والا خاوند ہی تو اوسکی
استطاعت اور لیاقت معتبر ہوگی جیسا کہ نفقے کے باب مین ہی کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ اندازہ مروی ہی حضرت عائشہ
اور ابن عباسؓ اور سعیدؓ بن المسیب اور عطاؓ اور شعبیؓ سے **ص** اور اگر نکاح کیا غلام نے اس امر پر کہ خدمت کرے
بیوی کی تو خدمت واجب ہوگی **ف** اسواسطے کہ غلام موضوع ہی واسطے خدمت کے اور خدمت غلام کی عوض
مال کے ہوتی ہی **ص** اور اگر نکاح کیا عورت مفوضہ سے یعنی اوس عورت سے جسنے نکاح کیا اپنا بغیر ذکر مہر کے
یا اس بات پر کہ اوسکو مہر نہین **ف** خواہ وہ عورت مفوضہ ہو یعنی اوسنے اپنے تئین آپ خاوند کو تفویض کیا ہو
یا مفوضہ ہو یعنی ولی نے اوسکو خاوند کے سپرد کیا ہو **ص** اور پھر دونون کسی مقدار مہر پر راضی ہوگئے تو بعد وطی کے یا موت
کے یہی مقدار لازم آویگا اور اگر طلاق دے دیا اوسکو قبل وطی کے تو متعہ لازم آویگا اور امام ابو یوسف اور شافعی
کے نزدیک نصف اس مقدار کا **ف** یعنی جس مقدار پر وہ دونون راضی ہوگئے ہین **ص** لازم آویگا **ف**
اور دلیل ہماری وہی آیت ہی **ص** اگر خاوند نے مہر معین پر کچھ بڑھا دیا خاوند کے ذمے پر واجب ہوگا تو اگر طلاق دے دیا
قبل وطی کے زیادتی ساقط ہو جاویگی **ف** اسواسطے کہ زیادتی اوسنے بسبب اشتیاق وطی کے کی تھی تو جب مقصود
فوت ہوا یہ زیادتی بھی جاویگی اور صورت مسئلے کی یہ ہی کہ کسی نے نکاح کیا ایک عورت سے اور مہر اوسکے دس درہم ٹھہرے
اور پانچ درہم اسنے اپنی طرف سے بڑھا دیے اور پھر اوسکو قبل وطی کے طلاق دے دیا تو پانچ درہم لازم آوینگے نہ ساڑھے
سات **ص** عورت کو جائز ہی کہ بعض مہر یا کل مہر مرد کے ذمے سے ساقط کر دے **ف** کیونکہ مہر حق عورت کا ہی اور
حقدار کو پہونچتا ہی کہ حق اپنا ساقط کر دے **ص** یا اوس زیادتی کو جو مرد نے بڑھا دیا تھا اپنی طرف سے **ف** مثلاً اسکی صورت
مین پانچ درہم چھوڑ دے **ص** اور خلوت مرد کی ساتھ عورت کے بغیر مانع حسی کے جیسے مرض کہ مانع ہو وطی سے
اور مانع شرعی کے جیسے روزہ رمضان کا یا احرام حج فرض یا نفل کا اور مانع طبعی کے جیسے حیض اور نفاس کہ طبیعت
مکروہ جانتی ہی جماع کرنے کو حالت حیض اور نفاس میں اور اگرچہ مانع شرعی بھی یہان موجود ہی **ف** اور وہ قول اللہ تعالی
کا ہی فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ یعنی جدا ہو عورتون سے حیض مین اور
نہ قریب ہو اونسے یہانتک کہ پاک ہو جاوین اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شخص جماع کرے حائض سے
یا کسی عورت سے اوسکی دُبر مین یا کسی کاہن سے خبر پوچھے اور اوسکی تصدیق کی تو اوسنے انکار کیا اوس چیز کا

جو نازل ہوا تھا پر اخراج کیا اوسکا ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے ابی ہریرہؓ سے **ص** ثابت کر دیتی ہی مہر کو
ف اور اسی کا نام خلوت صحیحہ ہی اور امام شافعی کے نزدیک مہر بدون جماع کے مستقر نہین ہوتا ہی اور دلیل ہماری اجماع صحابہ کا ہی
اوپر اس بات کے کہ خلوت موجب ہی مہر کو حکایت کیا اس اجماع کو طحاوی نے اور کہا ابن المنذر نے یہی قول ہی عمر اور علی اور
زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمر اور جابر اور معاذ بن جبل اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم کا اور روایت کی دارقطنی نے محمد
بن عبد الرحمن بن ثوبان سے مرسلاً کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کھولا خمار عورت کا اور نظر کی
اوس سے تو واجب ہوا مہر خواہ دخول کرے یا نکرے اور اسناد مین اوسکی اگرچہ ابن لہیعہ ہی ضعیف کیا اوسکو محدثین نے
لیکن کہا ابن الجوزی نے کہ روایت کی اوس سے علما نے اور بھی روایت کی اوس سے اصحاب سنن نے اور بھی اخراج کیا
اوسکا ابو داود نے مراسیل مین ابن ثوبان سے اور رجال اوسکے ثقہ ہین اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی اور روایت
کی بیہقی نے عمر اور علی رضی اللہ عنہما سے تحقیق کہ اون دونون نے فرمایا کہ جب بند ہو جاوے دروازہ اور چھوٹ جاوے
پردہ تو عورت کو مہر ہی پورا اور اوسپر عدت ہی اور اسناد اسکی منقطع ہی اور مؤطا مین ہی مالك عن يحيى بن سعيد
عَنْ سعيد بن المُسَيِّب اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضٰى فِي الْمَرْأَةِ اِذَا تَزَوَّجَهَا الرَّجُلُ اَنَّهٗ اِذَا اُرْخِيَتِ
السُّتُوْرُ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الصَّدَاقُ یعنی جب چھوٹ جاوین پردے تو تحقیق کہ واجب ہوا مرد پر مہر اور روایت
کی عبد الرزاق نے مصنف مین ابو ہریرہؓ سے یہی قول عمرؓ کا اور کہا امام محمد بن الحسن نے مؤطا مین انا مالك انا
ابن شهاب عن زيد بن ثابت قَالَ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بِامْرَأَتِهٖ وَاُرْخِيَتِ السُّتُوْرُ فَقَدْ وَجَبَ
الصَّدَاقُ قال وبهذا ناخذ وهو قول ابي حنيفة والعامة من فقهائنا یعنی کہا زید بن ثابتؓ نے کہ جب
جاوے مرد عورت پاس اور چھوٹ جاوین پردے تو تحقیق کہ واجب ہوا مہر اور روایت کی دارقطنی نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا
آپنے جب بند ہو جاوے دروازہ اور چھوٹ جاوے پردہ اور دیکھے عورت کو تو واجب ہوا مرد پر مہر اور روایت کی ابو عبید
نے کتاب النکاح مین زرارہ بن اوفی کی روایت سے کہ کہا انھون نے حکم کیا خلفاے راشدین مہدیین نے کہ جب وقت
بند ہو جاوے دروازہ اور چھوٹ جاوے پردہ تو تحقیق کہ واجب ہوا مہر اور عدت اور امام شافعی کے مذہب کے
موافق بھی روایت ہی ابن مسعود اور ابن عباسؓ سے لیکن صحیح نہین اور روایت کی بیہقی نے شعبی سے انھون نے ابن مسعود سے
کہ جو شخص خلوت کرے عورت سے اور وطی نکرے تو اوس عورت کو آدھا مہر ہی اور یہ منقطع ہی شعبی نے نہین سنا ابن مسعود سے
اور روایت کی شافعی نے ابن عباس سے مثل اوسکے اور اسناد اوسکی ضعیف ہی اور اخراج کیا اوسکا ابن ابی شیبہ اور
بیہقی نے بھی اور طریق سے لیکن صحیح روایتین صحابہ سے ہمارے مذہب پر ہین **ص** اور مراد خلوت سے یہ ہی کہ خاوند اور
عورت دونون ایسے مکان مین جمع ہو جاوین کہ وہان کوئی عاقل نہو اور بغیر اونکے اذن کے اونپر کوئی مطلع نہو سکے یا بسبب
اندھیرے اور تاریکی کے کوئی اونپر اطلاع نہ پاوے اور خاوند جانتا ہو کہ یہ میری عورت ہی اگرچہ خاوند مجبوب یا عنین
یا خصی ہووے **ف** مجبوب اوس مرد کو کہتے ہین کہ جسکی آلت اور خصیتین کٹے ہون اور عنین وہ جو عورت پر قدرت
نرکھتا ہووے اور خصی وہ جسکے خصیے نکال لیے ہون **ص** یا روزہ دار ہو قضا کا اصح مذہب مین اور ایک روایت مین

نذر کا اور اگر روزہ دار ہی رمضان کا یا احرام ہی یا عورت حائضہ ہی یا نفاس سے ہی یا بیمار ہی کوئی ان دونون مین سے تو خلوۃ ثابت نہوگی اور نماز بھی مثل روزے کے ہی تو نماز فرض مین خلوت صحیح نہوگی جیسے فرض روزے مین اور صحیح ہو جاویگی نماز نفل مین جیسے نفل روزے مین اور عدت واجب ہی **ف** دلیل اوسکی وہی ہی جو مروی ہوا حضرت عمر اور علی رضی سے سابقا اخرجہ البیہقی **ص** ان سب صورتون مین برابر ہی کہ مانع موجود ہووے جیسے روزہ وغیرہ یا نہو احتیاطا اور واجب ہی متعہ اوس عورت کو کہ اوسکو طلاق دیا ہو قبل وطی کے اور مہر اوسکا معین نہو **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور مستحب ہی سوا اوسکے اور عورتون کو مگر جس عورت سے ٹھہر گیا ہو اور اوسکو طلاق دے قبل وطی کے جانا چاہیے کہ مطلقات یعنی جو عورتین کہ طلاق دی جاوین چار قسم پر ہین پہلی وہ مطلقہ کہ اوس سے وطی نکی ہو اور نہ اوسکا مہر معین ہو تو اوسکے واسطے متعہ واجب ہی اور دوسری وہ مطلقہ کہ وطی کی جاوے اور اوسکا مہر مقرر کردیا ہو وے اور اس عورت کو متعہ مستحب نہین **ف** اور صحیح یہی ہی کہ مستحب ہی **ص** تیسری وہ عورت کہ وطی کی جاوے اور اوسکا مہر معین نہین ہو چوتھی وہ عورت مطلقہ کہ وطی کی جاوے اور اوسکا مہر بھی معین ہوا ہو تو ان دو عورتون کے واسطے متعہ مستحب ہی تو حاصل یہ ہی کہ جسوقت عورت کے وطی کی تو متعہ اوسکو مستحب ہی کا برابر ہی کہ مہر اوسکا معین ہوا ہو یا نہوا اور اگر وطی نہین کی اور جس صورت مین مہر معین ہی نصف مہر دے اور متعہ مستحب نہین اور اگر نہین معین ہی تو متعہ واجب ہی اگر کسی عورت نے ہزار روپے اپنے مہر کے خاوند سے لیکے اور اوسکو اپنے قبضے مین کیا اور پھر وہی ہزار روپے عورت نے خاوند کو ہبہ یعنی بخش دیے اور خاوند نے بعد اسکے طلاق دے دیا اوسکو قبل وطی کے تو وہ مرد پانسو روپے اوس سے اور لیوے کیونکہ عورت نے تمام مہر کو قبض کر لیا تھا اور مرد پر واجب نصف ہوا تو نصف پھیر دیوے گی اور وہ جو عورت نے خاوند کو ہبہ کر دیا تھا مہر سے محسوب نہوگا کیونکہ روپے عقود مین **ف** مثل بیع اور شرا اور نکاح کے **ص** متعین نہین ہوتے **ف** یعنی کچھ روپے مقرر نہین ہوتے بلکہ سب روپے برابر ہین تو وہ جو عورت نے ہبہ کر دیا تھا اگرچہ وہ روپے خاوند کے دیے ہوئے تھے لیکن یہ نہین کہینگے کہ یہ وہی روپے ہین **ص** اور اسی طرح فسوخ مین **ف** یعنی جو چیزین کہ عقود کو فسخ کرتی ہین اور بیان اسکا آگے آویگا **ص** اور اگر عورت نے قبضہ نہین کیا تھا اون روپون کا یا نصف مہر کو قبضہ کیا تھا **ف** مثلا پانچ سو روپے کا ہزار کی صورت مین **ص** اور پھر عورت نے ہبہ کر دیا خاوند کو کل مہر **ف** دونون صورت مین مگر اول صورت مین ہبہ مین عورت کو کچھ پھیر نا پڑیگا اسواسطے کہ کل مہر خاوند کے پاس ہی اور دوسری صورت مین بسبب کل مہر کا اس طرح پر ہوگا کہ اوس نصف کو جو لیا ہی پھیر دے **ص** یا باقی کو **ف** دوسری صورت مین **ص** اور طلاق دیا اوسکو خاوند نے قبل وطی کے تو اب عورت پر کچھ لازم نہین آویگا اسواسطے کہ اب عورت کے پاس کچھ خاوند کا حق باقی نہین رہا اور اگر مہر کچھ اسباب ہی **ف** جیسے غلام گھر کپڑا وغیرہ **ص** اور عورت نے اسکو قبض کیا یا نہ کیا اور خاوند کو ہبہ کر دیا تو اب عورت پر دونوں صورتوں مین **ف** یعنی قبض کی صورت مین اور عدم قبض کی صورت مین **ص** کچھ لازم نہ آویگا اسواسطے کہ جب قبض نہین کیا ہو تو ظاہر ہی **ف** یعنی جیسا روپون مین جب قبض نکرے تو کچھ لازم نہین آتا تھا اسی طرح اسباب مین ہوگا **ص** اور جب قبض کیا ہی تب بھی کچھ لازم نہین آویگا کیونکہ اسباب متعین ہی اور اوسی کو

عورت نے خاوند کو بخش دیا **ف** یعنی جو مرد نے اسباب عورت کو دیا تھا وہی بعینہ عورت نے خاوند کو بخش دیا تو اب
عورت پر کچھ نہین ہا اور روپیون مین یہ نہین کہہ سکتے کہ یہ بعینہ وہی روپے ہین جو خاوند نے عورت کو دیے تھے
ص اگر کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا ہزار درہم پر اس شرط سے کہ اوسکو شہر سے نہ لیجاویگا یا اوسپر دوسری
عورت نکریگا یا شرط کی ایک بات کی کہ اگر شہر سے نہ لیجاوے تو مہر ہزار درم ہین اور اگر لیجاوے تو دو ہزار درم اور پھر
عہد اپنا پورا کیا یعنی اوسکو شہر سے نہ نکالا اور اوسپر دوسری عورت سے نکاح نہ کیا اور اوسی طرح تیسری صورت مین بھی
اوسکو شہر سے نہ نکالا تو خاوند پر مہر کے ایک ہی ہزار درم اور آوینگے تو اگر اول صورت مین اوسکو شہر سے نکالا یا دوسری
صورت مین کسی عورت سے نکاح کیا تو مہر مثل لازم آویگا اتفاقا اور اگر تیسری صورت مین اوسکو شہر سے نکالا تو امام صاحب
کے نزدیک مہر مثل لازم آویگا مگر ایک ہزار سے کم نہ دیا جاویگا اور دو ہزار سے زیادہ نہوگا یعنی اگر مہر مثل اوسکا ایک ہزار سے کم ہی
تو ہزار دیے جاوینگے اور اس سے کم نہوگا اور اگر مہر مثل اوسکا دو ہزار سے زائد ہی تو دو ہزار دینا پڑینگے اور اس سے زیادہ نہوگا
ف اور اگر مہر مثل اوسکا ہزار سے زائد ہی لیکن دو ہزار سے کم ہی یا دو ہزار ہی تو جتنا ہی اوتنا دینا پڑیگا **ص**
اور نزدیک صاحبین کے دو ہزار لازم آوینگے اور امام زفر کے نزدیک دونون صورت مین مہر مثل لازم آویگا اور اگر نکاح کیا
عورت سے اس غلام پر یا اس غلام پر **ف** مطلب یہ ہی کہ دو غلامون مین سے کسیکو معین نہ کیا اور کہا کہ اس غلام پر
یا اس غلام پر **ص** اور اونمین سے ایک کم قیمت اور دوسرا بھاری قیمت نکلا تو اگر مہر مثل اوسکا کم قیمت سے
بھی کم ہی تو اوسکو کم قیمت غلام ملیگا اور اگر اوسکا مہر مثل بھاری قیمت سے بھی زیادہ ہی تو اوسکو بھاری قیمت
غلام ملیگا اور اگر اوسکا مہر مثل دونون کے درمیان مین ہی **ف** مثلا کم قیمت غلام کی قیمت سو روپے تھے اور
بھاری قیمت کے دوسو اور اوسکا مہر مثل ڈیڑھ سو ہی **ص** تو مہر مثل لازم آویگا **ف** اور اس صورت مین ڈیڑھ سو
روپے دینا پڑینگے اور صاحبین کے نزدیک ہر صورت مین اوسکو کم قیمت غلام ملیگا **ص** اور اگر طلاق دے دیا اوسکو
قبل وطی کے تو سب صورتون مین اوسکو کم قیمت غلام کی نصف قیمت ملیگی اجماعا **ف** اور اس صورت مین
پچاس روپے اوسکو ملینگے **ص** اگر نکاح کیا بدلے مین دو غلامون کے اور ایک اونمین سے آزاد نکلا تو عورت کے واسطے
وہی ایک غلام ہی اگر قیمت اوسکی دس درم ہون **ف** یا زیادہ ہون اور اگر دس درم سے کم ہو تو خاوند کو چاہیے کہ دس
پورے کر دیوے **ص** اگر نکاح مین شرط کیا کہ عورت بکر ہووے اور پھر اوسکو ثیب پایا کل مہر دینا پڑیگا اور اگر نکاح
مین گھوڑا یا کپڑا ہرات کا **ف** ہرات نام شہر کا ہی اور یہ قید اسواسطے لگائی ہی کہ اگر فقط کپڑا مہر قرار دے اور کچھ نام
بیان نکرے تو مہر مثل لازم آویگا جیسا کہ اوپر گذرا **ص** مہر مقرر کیا برابر ہی کہ اوسکے اور بھی وصف بیان کیے ہون یا نہ کیے ہون
یا کسی مکیل کو **ف** مکیل اوسکو کہتے ہین جو چیزین پیمانون مین نپ کے بکتی ہین جیسے گیہون ملک عرب مین **ص**
یا موزون کو یعنی جو چیز وزن ہو کے فروخت ہوتی ہی مہر باندھا اور اوسکی جنس بیان کر دی **ف** یعنی یہ کہہ دیا کہ گیہون
یا جو یا چنا یا جوار **ص** اور اوسکا وصف بیان نہین کیا **ف** کہ گیہون کس قسم کے اور کس قیمت کے **ص**
تو ان سب صورتون مین جو چیز مقرر کی ہی وہ لازم آویگی ... درجے کی یا قیمت اوسکی **ف** مثلا گھوڑے کو مقرر کیا

اور اوسکی صفت بیان نہین کی تو گھوڑا اوسط قیمت کا نہ بہت اعلی اور نہ بہت خسیس لیوے یا قیمت اوسکی دیے دیوے ص اور اگر مکیل اور موزون مین صفت بھی بیان کر دی تو جو مقرر کیا ہی وہی لازم آویگا اور نکاح فاسد مین بغیر وطی کے کچھ واجب نہین ع تا اگرچہ خلوت کی ہو اوسکے ساتھ اور اگر وطی کی تو مہر مثل لازم آویگا بشرطیکہ زیادہ نہووے مہر معین پر اور اگر زیادہ ہی تو مہر معین لازم آویگا اور اوس عورت کے لڑکا کا نسب اوس مرد سے ثابت ہو جاویگا اگر وقت دخول سے وضع حمل تک چھ مہینے گذرے ہون امام محمد کے نزدیک اور اسی پر فتوی ہی اور اگر اس سے کم گذرے ہون تو نسب ثابت نہوگا ف اسواسطے کہ اقل مدت حمل کی چھ مہینے ہین اور اوسکا بیان آگے آویگا ص اور امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک مدت نسب کا اعتبار وقت نکاح سے ہوگا جیسا کہ نکاح صحیح مین ف تو اگر نکاح کے وقت سے وضع حمل تک چھ مہینے گذرے ہین تو نسب ثابت ہو جاویگا ورنہ نہین اور ہدایہ مین امام محمد کے قول کو اختیار کیا ہی اور وہی صحیح ہی اور موافق قیاس کے ہی ص اور مہر مثل عورت کا اوسکے باپ کی قوم سے اعتبار کیا جاویگا ف جیسے بہنین اور پھوپھیان اور پھوپھی کی بیٹیان اور چچا کی بیٹیان کیونکہ فرمایا حضرت عبد اللہ بن مسعود نے واسطے عورت کے مہر مثل اوسکی عورتون کا ہی یعنی جو عورتین مثل اوسکے ہین اونکا مہر دلایا جاویگا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور سنبا دراس سے باپ کے اقارب ہین کذا فی فتح القدیر ص اور مہر مثل مین معتبر ہی کہ دونون عورتین سن مین اور حسن مین اور مال مین اور عقل مین اور دین مین اور شہر مین اور زمانے مین اور بکارت مین اور ثیابت مین برابر ہون ع اگر باپ کی قوم سے کوئی ان صفتون کے ساتھ نہ ملا تو اور عورتین جو غیر ہین اونسے اعتبار کرینگے اور نہ اعتبار کیا جاویگا مہر مثل ماں کے اور خالہ کے مہر سے مگر جب ماں اور خالہ اوسکے باپ کی قوم سے ہون جیسے اوسکے باپ کے چچا کی بیٹیان ہون اور اگر ولی ضامن ہو جاوے خاوند کی طرف سے مہر کا تو درست ہی اگرچہ وہ عورت نابالغہ ہو اور عورت کو اختیار ہی کہ چاہے مہر اپنا ولی سے طلب کرے یا خاوند سے اور اگر ولی نے ادا کر دیا تو صحیح ہی اور ولی خاوند سے مجرا لیوے اگر خاوند کے حکم سے ضامن ہوا تھا اور اگر خاوند کے حکم سے ضامن نہین ہوا تھا تو خاوند مجرا نہ دیگا اور بیع مین یہ حکم نہین ع اگر باپ نے اپنے نابالغ ولد کا مال بیچا اور قیمت کا ضامن ہوا تو ضمان صحیح نہوگا ف اور وجہ اسکی اصل کتاب مین مذکور ہی ص اور عورت کو پہونچتا ہی کہ منع کرے خاوند کو جماع سے اگرچہ پیشتر مرد نے اوس سے وطی کی ہو یا خلوت کی ہو اوسکی رضا سے اور اس سے کہ خاوند اوسکو اپنے ساتھ سفر مین لیجاوے جب تک مہر معجل اپنا کل ہو یا بعض یا جو مہر موجل مین سے بالفعل دیا جاتا ہی اوس عورت کے مہر مثل سے موافق دستور کے نہ لے لیوے اور دونون صورتون مین خاوند پر نفقہ واجب ہیگا ف کیونکہ عورت اپنا حق طلب کرتی ہی اور کچھ ظلم نہین کرتی کہ خاوند نفقہ نہ دیوے ص اور صاحبین کے نزدیک اگر خاوند اوس سے پیشتر وطی یا خلوت کر چکا ہی تو بعد اوسکے عورت کو اختیار منع کا باقی نہین ہیگا اور یہی درست ہی عورت کو کہ قبل لینے اس مہر کے بغیر اذن خاوند کے سفر کرے یا کسی حاجت کو یا اپنے اقارب کی ملاقات کو جاوے اور بعد قبض کر لینے اس مہر کے درست نہین ف کہ بغیر اذن خاوند کے سفر کرے یا کسی حاجت کو یا اپنے اقارب کی ملاقات کو جاوے ص اور اگر مہر معجل نہین ہی اور موجل مین سے بھی کچھ بالفعل دینے کا دستور نہین بلکہ کل موجل ہی تو عورت کو منع نہین پہونچتا ہی اور جب موجل مین بعض دینے کا دستور ہی

ع مثلاً بیک وقت دو بہنون سے نکاح ہوا ہو یا دوسری بہن سے اور ایک بہن طلاق بائن کی عدت مین ہووے یا پانچوین عورت سے چوتھی عورت کی عدت مین ۱۲ منہ مد ظلہ

تو عورت کو منع نہین پہونچتا ہی واسطے قبض کر لینے کل مہر کے ف بلکہ جتنا دستور ہی بالفعل جتنے کا اٹھنے کے واسطے
منع پہونچتا ہی جیسا کہ گذرا ص اور اگر خاوند نے اسقدر مہر ف یعنی مہر معجل یا موجل مین سے جتنے دینے کا
دستور ہی ف ادا کر دیا تو پھر اوسکو پہونچتا ہی کہ عورت کو اپنے ساتھ سفر مین لیجاے ظاہر روایت مین ف
کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی اَسۡکِنُوۡهُنَّ مِنۡ حَیۡثُ سَکَنۡتُمۡ یعنی رکھو اونکو جہان تم رہو ص اور بعض علما کے
نزدیک خاوند کو بعد ادا کے بھی سفر مین لیجانا نہین پہونچتا اور اسی پر فتوی دیا ہی فقیہ ابو اللیث نے ف اور
اسی طرف مائل ہوئے ہین بہت سے مشایخ جیسا کہ خزانے مین ہی اور اسی پر فتوی دیا جاویگا بوجہ فساد زمانے کے کہ
غریب عورتون کو ضرر پہونچتا ہی ص اور درست ہی کہ اوسکو لیجاوے ایسی جگہہ پر کہ اوسکے مسکن سے وہان تک
مدت سفر کی نہووے ف یعنی تین دن تین رات سے کم ہووے ص اگر زوج اور زوجہ نے اختلاف کیا اصل مہر مین
سو ایک نے کہا کہ مہر معین نہین ہوا تھا اور دوسرے نے کہا معین ہوا تھا تو جو کہتا ہی کہ مہر معین ہوا ہی اگر وہ گواہ قائم کرے
تو قول اوسکا معتبر ہوگا اور اگر گواہ قائم نکرے تو جو کہتا ہی کہ مہر معین نہین ہوا ہی اوسکو قسم دلاوینگے اگر وہ قسم نہ کھاوے
تو دوسرے کا قول معتبر ہوجاویگا ف یعنی مہر معین کا اعتبار ہوگا ص اور اگر قسم کھالی تو مہر مثل واجب ہوگا
اور یہ مذہب صاحبین کا ہی اور امام صاحب کے نزدیک نکاح مین قسم نہ دیوینگے تو مہر مثل واجب ہوگا ف جس صورت مین
وہ گواہ قائم نکرے ص اگر اختلاف کیا مہر کے اندازے مین ف مثلا خاوند نے کہا سو درم تھے اور
زوجہ نے کہا دو سو درہم ص تو جو گواہ قائم کرے اوسکا قول قبول کیا جاویگا اور اگر کسی نے گواہ نہین قائم کیا
تو مہر مثل کو دیکھینگے اگر مہر مثل خاوند کے دعوے کے برابر یا کم ہی تو خاوند کا قول معتبر ہوگا ساتھ حلف کے اور اگر
مہر مثل عورت کے دعوے کے برابر ہی یا عورت کے دعوے سے زائد ہی تو قول عورت کا معتبر ہوگا ساتھ حلف کے اور اگر
دونون نے گواہ قائم کیے اور مہر مثل موافق خاوند کے ہی یا کم اوس سے تو گواہ عورت کے مقبول ہونگے اور اگر مہر مثل
موافق عورت کے ہی تو گواہ خاوند کے مقبول ہونگے اسواسطے کہ گواہ مشروع ہین واسطے اثبات اون امور کے جو خلاف
ظاہر ہین اور قسم مشروع ہی واسطے باقی رکھنے اصل کے اپنی اصل پر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہ مدعی
پر ہین اور قسم اوس شخص پر ہی جو انکار کرے ف اخراج کیا اس حدیث کا بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور روایت
کیا اوسکو امام احمد نے مسند مین اور معانی اس حدیث کے صحاح ستہ مین موجود ہین اخراج کیا اونکا مسلم اور اصحاب سنن نے
ص اور اصل نکاح مین یہ ہی کہ مہر مثل سے ہو تو جو شخص دعوی کریگا خلاف اسکے تو گواہ اوسکے قوی ہونگے اور اگر مہر مثل درمیان
مین خاوند اور عورت کے دعوے کے ہو ف مثلا عورت نے دو سو روپے کا دعوی کیا اور خاوند نے سو روپے کہے تھے
اور مہر مثل ڈیڑہ سو ہی اور درمیان مین ہونے سے مراد یہ ہی کہ مہر مثل خاوند کے دعوے کے موافق اور اوس سے کم بھی نہو
اور عورت کے دعوے کے برابر اور اوس سے زیادہ بھی نہو بلکہ خاوند کے دعوے سے زیادہ اور عورت کے دعوے سے
کم جیسا کہ اس صورت مین ہی ص تو جو گواہ لاوے قول اوسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون گواہ لاوے مہر مثل لازم ہوگا
اور اگر کوئی نہ لاوے تو دونون پر قسم آویگی اور جو قسم کہاوے تو اوسکا قول معتبر ہوگا اور جو دونون نے قسم کھائی

تو مہر مثل لازم آویگا یہ سب صورتین جب ہین کہ نکاح قائم ہو اور اختلاف واقع ہو مہر مین اور اگر خاوند نے طلاق دیدیا عورت کو قبل وطی کے ف اور اگر طلاق دی یا بعد وطی کے تو اوسکی صورت بعینہ وہی ہی جب نکاح قائم ہو جیسا کہ گذرا ص جدائی کے بعد اوسکے مہر کے اندازے مین اختلاف ہوا تو جو گواہ لاویگا قول اوسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون گواہ لاوے تو متعہ مثل ف یعنی جو اوسکی ہمسر عورتون کو متعہ دیا جاتا ہی ص موافق مرد کے ہی تو عورتون کے گواہون کا اعتبار ہوگا اور اگر متعہ مثل موافق عورت کے ہی تو مرد کے گواہون کا اعتبار ہوگا ف اور دلیل اسکی اوپر گذری ص اور اگر متعہ مثل درمیان دعوے زوج اور زوجہ کے ہی ف یعنی عورت کے دعوے سے کم اور مرد کے دعوے سے زیادہ ص تو جو شخص گواہ لاوے قول اوسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون گواہ لائے تو متعہ مثل واجب ہوگا اور اگر دونون گواہ نہ لائے تو جو قسم کھاویگا قول اوسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون نے قسم کھائی تو متعہ مثل واجب ہوگا ف اور ان صورتون مین دعوی خاوند اور عورت کا بابت نصف مہر کے ہوگا کیونکہ طلاق مثل وطی کے ہی تو برابری اور کمی زیادتی نصف مہر کی ساتھ متعہ مثل کے دیکھی جاویگی ص اگر زوج مرگیا یا زوجہ مرگئی اور پھر اصل مہر یا اندازہ مہر مین اختلاف ہوا تو حکم اوسکا بعینہ ایسا ہی جیسے حالت حیات مین تھا اور جو زوج اور زوجہ دونون مرگئے اور مہر عورت کا معین ہوگیا تھا اور نزاع پڑی اندازہ مہر مین تو خاوند کے وارثون کے قول کا اعتبار ہوگا اور اگر نزاع پڑی اس بات مین کہ مہر معین ہوا تھا یا نہین ہوا تھا تو امام صاحب کے نزدیک کم لازم نہ آویگا اور صاحبین کے نزدیک مہر مثل لازم آویگا اور اسی پر فتوی ہی ف کیونکہ مہر مثل مرد کے ذمے پر ثابت ہوگیا تھا اور دین ہوگیا تھا تو مرنے سے ساقط نہوگا ص اگر خاوند نے عورت کو کوئی چیز بھیجی بعد اوسکے اختلاف ہوا عورت نے کہا کہ یہ ہدیہ اور تحفہ تھا اور خاوند نے کہا مہر تھا تو خاوند کا قول ساتھ حلف کے معتبر ہوگا ف اسواسطے کہ خاوند تملیک کرنے والا ہی اوس چیز کی زوجہ کو اور مالک کرنے والا پہچانتا ہی جہت تملیک کو اور ظاہر ہی کہ تحفہ دینا واجب نہین اور مہر واجب ہی اور غالب سعی واجب کے ادا کرنے مین ہوتی ہی ص مگر جب وہ چیز ایسی ہو کہ اوسکو جمع کرکے رکھتے نہون جیسے روٹی اور جو کھانے والے کے واسطے طیار ہوے ف مثل گوشت وغیرہ کے ص برخلاف گیہون کے ف اور ایسا ہی آٹا اور زندہ بکری اور شکر یا دام مصری وغیرہ مین

فصل نکاح ذمی کے بیان مین

اگر نکاح کیا ایک ذمی نے ذمیہ سے یا حربی نے حربیہ سے دار الحرب مین بدلے مین مردے کے یا بغیر مہر کے اور یہ اوسکے دین مین جائز ہووے اور پھر جبر وسے وطی کی یا طلاق دیدیا اوسکو قبل وطی کے یا مرگیا تو امام صاحب کے نزدیک کچھ مہر لازم نہ آویگا ف اسواسطے کہ ذمی ہمارے احکام کے پابند نہین دیانات مین جیسے نماز یا روزہ وغیرہ اور معاملات مین بھی ہمارے خلاف اعتقاد رکھتے ہین مثلا سور اور شراب کا بیچنا جائز رکھتے ہین تو ہمکو چاہیے کہ اونکو ترک کردین اور اونکے مسائل سے متعرض نہون برخلاف زنا کے کہ وہ سب دینون مین حرام ہی اور سود اونکے عقود مین سے نکال لیا گیا ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر جو شخص سود لیوے تو اوسکے ہمارے درمیان مین عہد نہین ہی کہا زیلعی نے اس لفظ سے غریب ہی اور روایت ہی شعبی سے کہا کہ لکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف اہل نجران کے اور وہ نصاری تھے کہ جسنے تم مین سے بیع کی سود سے تو نہین ہی ذمہ اوسکے لیے اور روایت کی ابو عبید نے کتاب الاموال مین اور اوسمین یہ ہی کہ جس شخص نے کھایا اونمین سے سود تو

ذمہ سے بری ہوا اوس سے اور فرمایا اللہ تعالی نے وَ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ تو اس سے معلوم ہوا کہ ربوا اونکے نزدیک بھی حرام ہو ص اور اگر نکاح کیا اونھون نے شراب معین یا کسی سور معین پر اور پھر زوج اور زوجہ دونون اسلام لائے یا ایک اونمین سے اسلام لایا تو عورت کو جو معین تھا وہی ملیگا ف یعنی شراب اول صورت مین او سور معین دوسری صورت مین ص اور اگر انھون نے شراب اور سور کو معین نہ کیا تو شراب کی قیمت لازم آویگی جب شراب ٹھہرا ہو اور مہر مثل لازم آویگا سور کی صورت مین

ص باب غلام اور کافر کے نکاح مین

نہین جائز ہی نکاح غلام اور لونڈی کا مگر اپنے مولی کے اذن سے ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو غلام نکاح کرے بغیر اذن سید کے تو وہ زانی ہی روایت کیا اوسکو ابوداود اور ترمذی اور دارمی نے اور امام مالک رح کے نزدیک جائز ہی اور یہ حدیث اونپر حجت ہی ص اور یہی حکم ہو مکاتب اور مدبر اور ام ولد کا ف یعنی ان سب کا بھی نکاح موقوف ہی مالک کی اجازت پر اگر اجازت دیگا تو نکاح جاری ہو جاویگا اور اگر رد کریگا تو نکاح باطل ہو جاویگا ص تو اگر انھون نے نکاح کر لیا اپنے مالک کے اذن سے تو مہر عورت کا اونپر واجب ہوگا اور غلام مہر کے قرضے مین بیچا جاویگا اور مکاتب اور مدبر نہ بیچے جاوینگے بلکہ سعی کرکے ادا کرینگے اور اگر غلام نے اذن طلب کیا اور مولی نے کہا کہ اوسکو طلاق رجعی دیدے تو اجازت ثابت ہو جاویگی اسواسطے کہ طلاق رجعی بغیر جواز نکاح کے نہین ہوتا ہی اور اگر مولی نے اتنا ہی کہا کہ طلاق دیدے یا چھوڑ دے تو اجازت نہوگی اور اگر مولی نے غلام کو اذن دیا نکاح کا اور اوسنے نکاح کیا اور وطی کی تو وہ غلام مہر مین بیچا جاویگا اگرچہ اوسنے نکاح فاسد کیا ہو اور اگر وطی نہین کی تو نکاح فاسد مین مہر لازم نہوگا ف اور نکاح صحیح مین لازم آویگا ص اور اگر جس عورت سے نکاح فاسد کیا تھا پھر اوسی سے دوسری بار نکاح صحیح کرے یا کسی اور عورت سے نکاح چاہے تو مالک کی اجازت پر موقوف رہیگا کیونکہ اجازت مولی کی اول نکاح پر تمام ہو گئی تھی اور اگر مولی نے اپنے عبد ماذون کا نکاح کیا اور وہ قرضدار تھا نکاح صحیح ہی تو اگر اوس عورت کا مہر برابر تھا مہر مثل کے یا کم تو وہ غلام بیچا جاویگا اور اوسکی قیمت اوس عورت اور قرضدارون پر موافق حصے کے تقسیم کر دی جاویگی ف مثلا قرض سو روپے تھے اور مہر بھی سو روپے تھے اور غلام پچاس روپے کو فروخت ہوا تو پچیس روپے قرضدارون کو اور پچیس عورت کو مل جاوینگے ص اور اگر اوسکا مہر زائد ہو مہر مثل سے تو وہ عورت اوس زائد کے موافق نہ لیگی بلکہ اوسکے حق کے دینے مین تاخیر کرینگے یہان تک کہ قرضدارون کا قرض پورا ہو جاوے ف مثلا مہر مثل اوس عورت کا سو روپے تھے اور مہر معین اوسکے دوسو روپے ہین اور قرضدارون کا قرض بھی بمقدار سو روپے کے ہی اور وہ غلام تین سو روپے کو فروخت ہوا تو سو عورت کے دلا دیے جاوینگے اور سو قرضدارون کو بعد اوسکے جو سو بچے ہین وہ بھی عورت کو ملینگے اور اگر کچھ نہ بچا تو وہ رقم جو مہر مثل سے زائد ہی عورت کو نہ دلاوینگے ص اگر مولی نے اپنی لونڈی کا نکاح کسی شخص سے کر دیا تو وہ لونڈی اوس شخص کی ملک سے نہ نکلیگی اور جائز ہی کہ وہ لونڈی اپنے مولی کی خدمت کرے اور خاوند جب وقت پاوے تو اوس سے وطی کر لیوے اور مولی پر واجب نہین بیتوتت اور بیتوتت اسکو کہتے ہین کہ مولی اوس لونڈی کے اور خاوند کے درمیان مین تخلیہ کر دیوے اور

اوسكے واسطے كوئی مكان معين كردے كہ خاوند كو اوس جگہہ آنے سے كوئی ممانعت نكرے اور مولی اوس لونڈی سے خدمت نہ طلب كرے اور خاوند پر نفقہ اوس لونڈی كا واجب ہوگا جب تك كہ مولی بيتوتت نكرے تو اگر مولی نے بيتوتت كی اور پھر اوس سے رجوع كر گيا تو صحيح ہوگا اور خاوند پر سے نفقہ ساقط ہوجاويگا اور اگر وہ لونڈی بغير طلب مالك كے اوسكی خدمت كرے اور بيتوتت ہووے تو نفقہ خاوند سے ساقط نہوگا اور مولی كو پہونچتا ہی كہ اپنے غلام اور لونڈی كا جبر انكاح كر ديوے بغير اونكی رضا كے اگر كسی عورت آزاد نے قبل وطی كے اپنے تئين آپ قتل كيا تمام مہر خاوند پر لازم آويگا اور اگر مولی نے اپنی لونڈی كو قبل اسكے كہ خاوند اوسكا اوس سے وطی كرے قتل كيا تو خاوند پر كچھہ لازم آويگا اور لونڈی كا خاوند اپنے سيكے ا ـ ن سے اوس سے عزل كرے **ف** عزل اسكو كہتے ہين كہ وقت قرب انزال كے ذكر كو فرج عورت سے بيرون كر ليوے تا انزال باہر ہووے اور اپنی لونڈی مين عزل بغير اوسكے اذن كے جائز ہی ايسا ہی كہا ابن عباس نے اور يہی ماثور ہی عمر رضہ سے كہ ذكر كيا اسكو كشف الغمہ مين اور آزاد عورت سے بغير اوسكے اذن كے جائز نہين كيونكہ مروی ہی حضرت عمر بن الخطاب سے كہا كہ منع كيا رسول اللہ صلی اللہ عليہ وسلم نے كہ عزل كيا جاوے آزاد عورت سے مگر اوسكے اذن سے اخراج كيا اسكا ابن ماجہ نے اور آنحضرت صلی اللہ عليہ وسلم سے عزل مين مختلف احاديثين وارد ہوئی ہين بعض سے رخصت ثابت ہوتی ہی اور بعض سے كراہت اور اولی ترك ہی تصريح كی اوسكی امام نووی نے اور كشف الغمہ مين ہی كہ حضرت عمر بن الخطاب اور عبد اللہ بيٹے اونكے رضی اللہ عنہما مكروہ سمجھتے تھے عزل كو اور كہا عبد الوہاب شعرانی نے فَحَاصِلُ الْاَمْرِ الْكَرَاهَةُ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ شَدِيْدَةٍ **ص** اور جو لونڈی يا مكاتب عورت كسی غلام كے يا آزاد كے نكاح مين ہووے اور آزاد ہوجاوے تو اوسكو اختيار ہی **ف** اسواسطے كہ بريرہ لونڈی آنحضرت صلی اللہ عليہ وسلم كی جب آزاد ہوئی تو آپ نے اوس سے فرمايا كہ تو مالك ہوئی اپنے بضع كی تو اختيار كر لے كہا زيلعی نے تخريج ہدايہ مين اخراج كيا اس حديث كا دار قطنی نے حضرت عايشہ رضہ سے اور روايت كيا اوسكو ابن سعد نے طبقات مين اور اوسمين ہی كہ فرمايا آپ نے قَدْ عَتَقَ بُضْعُكَ مَعَكَ فَاخْتَارِيْ اور يہ مرسل ہی شعبی پر اور مرسل ہمارے نزديك حجت ہی علاوہ اسكے يہ حديث صحيحين مين مروی ہی حضرت عايشہ رضہ سے اور اوسمين ہی كہ اختيار ديا اوسكو رسول اللہ صلی اللہ عليہ وسلم نے تو اختيار كر ليا اوس نے اپنے نفس كو اور روايت نسائی مين ہی اختاری يعنی اختيار كر لے تو **ص** اور امام شافعی كے نزديك اگر خاوند اوسكا آزاد ہی تو اوسكو اختيار نہوگا **ف** اور يہی مذہب ہی احمد اور مالك كا اور ذكر كيا كشف الغمہ مين ايك اثر ابن عمر رضہ سے اس باب مين موافق امام شافعی كے ليكن ترك كيا ہمنے اوس اثر كو اس سبب سے كہ روايت كی ابو داود نے باسناد صحيح حضرت عايشہ رضہ سے كہ بريرہ كا خاوند آزاد تھا جسوقت وہ آزاد ہوئی اور وہ اختيار دی گئی آخر حديث تك اور ابن عباس كی روايت مين ہی كہ وہ غلام تھا اور ايسا ہی ہی روايت صفيہ مين اخراج كيا انكا اصحاب صحاح نے اور ترجيح حديث حضرت عايشہ كو ہی كيونكہ وہ زيادہ واقف تھين بريرہ كے حال سے بہ نسبت ابن عباس كے علاوہ اسكے صحيح روايتون مين اتنا ہی ہی كہ خاوند اوسكا غلام تھا اور يہ كچھہ اسكے منافی نہين كہ وقت آزاد ہونے بريرہ كے وہ بھی آزاد ہو اور وہ جو ايك روايت مين ہی كہ خيار دی گئی تھی بريرہ اور خاوند اوسكا غلام تھا محمول ہی اوپر نہ مطلع ہونے ابن عباس كے

اوسکی آزادی سے اور ہمارے مذہب پر جمع بین الاحادیث بھی متحقق ہی برخلاف مذہب امام شافعی کے ص اور اگر لونڈی
نے نکاح کیا بدون اذن مالک کے اور پھر وہ آزاد ہو گئی تو نکاح نافذ ہو جاویگا اور اوسکو اختیار نہین ہوگا اسواسطے
کہ خود راضی ہو گئی تھی ف برخلاف اوس صورت کے کہ نکاح کر دیا تھا اوسکا مالک نے کیونکہ اس صورت مین رضا
اور عدم رضا اوسکی دونون برابر ہین ص اور جو مہر مقرر ہوا وہ اوسکے مالک کا ہی اگرچہ زائد ہو مہر مثل سے اگر وطی
کے بعد آزاد ہوئی اور جو قبل وطی کے وہ آزاد ہو گئی تو مہر لونڈی کا ہی اور جس شخص نے وطی کی اپنے بیٹے کی لونڈی سے اور
اوسکے اولاد ہوئی اور دعوی کیا اوسکا اوس شخص نے تو نسب ولد کا اوس شخص سے ثابت ہو جاویگا اور وہ
اوسکی ام ولد ہو جاویگی اور واجب ہوگی باپ پر قیمت اوسکی اسواسطے کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو اور مال تیرا
واسطے باپ کے ہی ف مروی ہی یہ حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ آیا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس اور کہا کہ میرا باپ میرے مال کا محتاج ہی تو فرمایا آپ نے تو اور مال تیرا واسطے والد تیرے کے ہی تحقیق کہ اولاد تمھاری
اچھی کمائی ہی تمھاری کھاؤ اپنی اولاد کے کسب سے اخراج کیا اس حدیث کا ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ص مفید ہی ملک
والد کو بیٹے کے مال مین وقت حاجت کے تو قبل وطی کے وہ عورت ملک مین تھی باپ کے تاکہ وطی حرام نہووے پس واجب ہوگی
قیمت اوسکی باپ پر اور مہر نہ لازم آویگا کیونکہ اوسنے اپنی لونڈی سے وطی کی ہی اور نہ لڑکے کی قیمت کیونکہ وہ لڑکا باپ کی
ملک مین پیدا ہوا ہی اور یہی حکم دادا کا ہی بعد موت باپ کے نہ قبل باپ کے مرنے کے اور اگر باپ نے بیٹے کی لونڈی سے
نکاح کر لیا صحیح ہی اور وہ اوسکی ام ولد نہوگی اور واجب ہوگا مہر نہ قیمت اور لڑکا اوسکا آزاد ہوگا اسواسطے کہ وہ
قرابت رکھتا ہی بیٹے سے ف کیونکہ اوسکا بھائی ہی ص اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مالک ہووے
کسی ذی رحم محرم کا تو وہ آزاد ہو جاویگا اوسپر ف اخراج کیا اس حدیث کا ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے
سمرہ رض سے ساتھ اس لفظ کے من ملک ذا رحم محرم فهو حر ص اگر عورت غلام کی آزاد ہی اور غلام کے
مالک سے کہے کہ تو میرے خاوند کو بدلے مین ہزار درہم کے میری طرف سے آزاد کر اور مالک ایسا ہی کرے تو غلام
عورت کی طرف سے آزاد ہو جاویگا اور نکاح فاسد ہوگا اسواسطے کہ وہ غلام عورت کی ملک مین آکر آزاد ہوا ہی اور اس
صورت مین ولا غلام کی عورت کو ملیگی اسواسطے کہ اوسی نے آزاد کیا ہی ف اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ولا اوسکے واسطے ہی جو آزاد کرے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے حضرت عایشہ رض سے ایک حدیث طویل مین ص
اور اگر نیت کفارے سے کی ہو تو یہ آزادی اوسکی کفارے سے ادا ہو جاویگی ف مثلا عورت پر کفارہ قسم کا تھا
اور اوسنے نیت یہ کی کہ یہ غلام اوسی کے کفارے سے ادا کرتی ہون تو کفارہ ادا ہو جاویگا ص اور اگر عورت کہے
کہ میری طرف سے آزاد کر اور بدلے کا ذکر نکرے ف جیسا کہ ذکر کیا تھا اول صورت مین ص اور مالک آزاد
کر دیوے تو طرفین کے نزدیک نکاح فاسد نہوگا اور ولا مالک کو ہوگی اور نزدیک امام ابو یوسف رح کے اس جگہہ
بھی نکاح فاسد ہوگا اور ولا عورت کو ہوگی ف اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی ص اگر کافر نے کافرہ سے
بغیر گواہون کے نکاح کیا یا دوسرے کافر کی عدت مین اور یہ اونکے دین مین جائز ہی اور پھر اسلام لائے تو نکاح اونکے

حال پر باقی رہیگا اور اگر نکاح کیا کافر نے کافرہ محرمہ سے ف یعنی جس سے اسلام مین نکاح حرام ہے جیسے مان یا بہن سے یا بیٹی سے ص اور پھر اسلام لائے تو اونکے درمیان مین تفریق کرادی جاویگی ف کیونکہ اتفاق کیا اسپر علماے امت نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا طلاق کا فیروز دیلمی کو جب وہ اسلام لائے تھے اور اونکے نکاح مین دو بہنین تھین روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داؤد نے ص اور لڑکا مسلمان ہوگا اگر کوئی اوسکے مان باپ سے مسلمان ہوا اور اگر دونون مین سے کوئی اسلام لایا تب بھی لڑکا اوسی کے تابع ہوجاویگا ف اسواسطے کہ لڑکا تابع ہوتا ہے اوسکے جو مان باپ مین سے از روے دین کے بہتر ہو کہا صاحب کشف الغمہ نے تھے ابن عباس رض ساتھ اپنی مان کے ضعفا مسلمین سے اور نتھے ساتھ اپنے باپ کے کیونکہ وہ تھے اپنی قوم کے دین پر ص اور اگر لڑکا مجوسی اور کتابی کے بیچ مین ہے تو تابع کتابی کا ہوگا ف اسواسطے کہ کتابی بہتر ہے مجوسی سے ص اگر زوج عورت مجوسی کا یا عورت کافر کی اسلام لاوے تو قاضی دوسرے پر اسلام کو پیش کرے اگر وہ بھی اسلام لاوے تو نکاح پہلا ثابت رہیگا اور اگر اسلام نہ لاوے تو اون دونون کے بیچ مین تفریق کرادی جاویگی تو اگر قاضی اسلام پیش کررہا ہے خاوند پر تو یہ تفریق طلاق بائن کے شمار مین ہوگی اور اگر پیش کررہا ہے عورت پر تو یہ تفریق طلاق نہ ہوگی کیونکہ طلاق عورت کی طرف سے نہین ہوتا ف اور جاننا چاہیے کہ اگر خاوند مجوسی یا کتابی ہے بعد اسلام عورت کے اوسپر اسلام عرض کرنا ضرور ہوگا ورنہ فرقت کرادی جاویگی اور اگر عورت مجوسی ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کتابی ہے تو پیش کرنا اسلام کا اوسپر ضرور نہین کیونکہ نکاح اہل کتاب کی عورتون سے جائز ہے ص اگر خاوند مسلمان ہوگیا اور عورت بعد پیش کرنے اسلام کے مسلمان نہوئی تو اگر وطی نہین کی تو خاوند پر کچھ نہ لازم آویگا ف اسواسطے کہ عورت کی طرف سے طلاق نہین ہوتا تو نصف مہر بھی لازم نہوگا ص اور اگر وطی کی ہے تو کل مہر لازم آویگا اور اگر عورت اسلام لائی اور خاوند نے انکار کیا تو اگر وطی نہین کی تو نصف مہر لازم ہوگا ف کیونکہ یہ طلاق ہے قبل وطی کے ص اور اگر وطی کی ہے تو کل مہر لازم آویگا اور اگر دار الحرب مین زوج یا زوجہ اسلام لائے تو جب تک عورت کو تین حیض نہو جاوینگے فرقت نہوگی ف اور یہی ماثور ہے تابعین سے ص اگر خاوند کتابیہ کا مسلمان ہوا تو کتابیہ اوسی کی رہیگی اگر کوئی زوج یا زوجہ مین سے کہ دونون کافر تھے دار الحرب سے دار الاسلام مین آیا درمیان اون دونون کے فرقت ہوجاویگی اگرچہ قید ہوکے آیا ہو اور اس فرقت سے عورت پر عدت نہ لازم آویگی مگر در صورتیکہ وہ عورت حامل ہو تو اوس سے وطی نکرینگے جب تک وضع حمل نہو ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون عورتون مین جو مقید ہوئین تھین غزوۂ اوطاس مین کہ نہ وطی کی جاوین حاملہ یہان تک کہ وضع کرین حمل اپنا اخراج کیا اسکا ابو داؤد نے سنن مین اور دار قطنی نے ص اگر زوج یا زوجہ کوئی انمین سے مرتد ہوگیا معاذ اللہ فوراً بے حکم قاضی کے نکاح فسخ ہوجاویگا تو اگر عورت وطی کی گئی ہے تو اوسکے لیے کل مہر ہے اور جو نہین وطی کی تو جس صورت مین خاوند مرتد ہوگیا تو عورت کے لیے نصف مہر ہے اور اگر عورت مرتد ہوگئی تو خاوند پر کچھ نہ لازم آویگا ف اور جو وطی کی ہے تو ہر صورت مین کل مہر لازم آویگا ص اور اگر زوج زوجہ دونون ساتھی مرتد ہوگئے اور پھر دونون ساتھی ایک ہی وقت مین اسلام لائے تو نکاح باقی رہیگا اور اگر کوئی دوسرے کے پہلے اسلام لایا تو نکاح فاسد ہوا

باب القسم

جب ایک مرد کی دو بیویان آزاد ہون تو واجب ہی عدل اونکے درمیان مین قسم مین **ف** قسم اسکو کہتے ہین کہ کھانے
کھانے پینے پہننے مین اور رات کو رہنے مین اپنی عورتون کے بیچ مین قسمت کر دیوے **ص** برابر ہی کہ دونون بکر ہون
یا دونون ثیب ہون یا ایک بکر اور دوسری ثیب ہو **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکی
ہون دو عورتین اور جھکا وہ ایک کی طرف آویگا قیامت کے دن اور ایک جانب اوسکا جھکا ہوگا روایت کیا اوسکو
امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت ابی ہریرہ رض سے کہا شیخ ابن حجر نے اسناد
اوسکی صحیح ہی اور یہ حدیث عام ہی شامل ہی بکر اور ثیب کو اور روایت ہی حضرت عایشہ رض سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دن بانٹتے تھے واسطے اپنی عورتون کے پھر عدل کرتے اور فرماتے ای اللہ یہ بانٹ میری ہی جسمین مختار ہون مین سو ملامت نکر
مجھے جسمین تو مختار ہی مین نہین یعنی اگر دل کا میلان کسیکی طرف زیادہ ہو تو ناچار ہی مگر قسمت مین برابری کرتا ہون
اخراج کیا اسکا چارون عالمون نے اور صحیح کیا اوسکو ابن حبان اور حاکم نے **ص** اور نئی اور پرانی برابر ہی اور اسی طرح
مسلمہ اور کتابیہ بھی **ف** اور دلیل ہماری اطلاق اوس حدیث کا ہی جو مروی ہوئی اور ایمہ ثلثہ باقیہ کے نزدیک اگر
نئی عورت بکر ہو تو سات راتین برابر اوسکے پاس رہے اور اگر ثیب ہی تو تین راتین پھر بعد اسکے قسمت کرے کیونکہ
روایت ہی انس رض سے کہا سنت ہی کہ جب نکاح کرے ایک مرد باکرہ کو ثیب پر تو ٹھہرے اوس پاس سات راتین پھر
برابر بانٹے اور جب نکاح کرے شوہر ثیب کو تو ٹھہرے اوس پاس تین راتین پھر بانٹے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم
نے اور یہ لفظ بخاری کا ہی اور روایت ہی ام سلمہ رض سے کہ جب نکاح کیا اونسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے اونکے پاس
تین راتین اور فرمایا نہین تجھے تیرے اہل پر ذلت [1] اگر چاہے تو تو سات دن رہون تجھ پاس اور اگر سات دن رہون تجھ پاس
تو سات سات دن رہونگا اور عورتون پاس اخراج کیا اوسکا مسلم نے **ص** اور لونڈی اور مکاتبہ اور ام ولد اور مدبرہ
کو نصف حرہ کا ہی **ف** یعنی قسمت مین برابری حرہ کی نکریگی کیونکہ کشف الغمہ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
آزاد عورت کے واسطے دو دن ہین اور لونڈی کیواسطے ایک دن اور روایت ہی حضرت علی رض سے فرماتے تھے جب نکاح کیا جاوے
حرہ لونڈی پر تو واسطے حرہ کے دو ثلث ہین اور واسطے لونڈی کے ایک ثلث روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق
اور دارقطنی اور بیہقی نے اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ ایسا ہی حکم کیا حضرت ابو بکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے اور حجت پکڑی
امام احمد نے حضرت علی کے اثر سے اور ابن حزم نے جو اوسکو ضعیف کیا بسبب منہال بن عمرو کے اور ابن ابی لیلی کے تو یہ کچھ
نہین ہواسطے کہ وہ دونون ثقہ ہین حافظ ہین اور زیلعی نے تخریج ہدایہ مین لکھا ہی کہ روایت کی بیہقی نے ایسا ہی
سعید بن المسیب سے اور سلیمان بن یسار سے کہ حرہ جب قائم کیجاوے اور سوکن ہووے لونڈی کی تو اوسکے واسطے دو دن ہین اور لونڈی کے
واسطے ایک دن **ص** اور نہین حق ہی عورتون کا قسمت مین جب سفر کرے زوج تو جس عورت کو چاہے سفر مین لیجاوے اور
قرعہ واجب نہین **ف** اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک نہین جائز ہی خاوند کو کہ نکلے سفر کو اور لیجاوے کسی عورت کو مگر اور
عورتون کی رضا سے یا قرعے سے اور امام ابو حنیفہ یہ فرماتے ہین کہ عورتون کا حق نہین وقت سفر کرنے خاوند کے کیونکہ

[1] یعنی تجھ مین خفت نہین [illegible]

خاوند کو جائز ہی کہ سفر کرے اور کسی عورت کو ساتھ نہ لیجاوے تو اسی طرح اوسکو جائز ہی کہ ایک کو کسی مین سے لیجاوے
ص اور قرعہ بہتر ہی ف یعنی مستحب ہی کیونکہ کہا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے
سفر کا قرعہ ڈالتے اپنی عورتون مین پھر جس عورت کا نکلتا حصہ نکلتے اوسکو لیکر روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے
ص اور اگر اپنا حصہ اپنی سوکن کو راضی ہو کے دیدیوے تو درست ہی ف کیونکہ ہدایہ مین ہی کہ سودہ بنت زمعہ
رضی اللہ عنہا نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ رجعت کر لیجیے آپ مجھسے اور کر دیجیے دن میرا اوسکے
حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کے اور کہا زیلعی نے تخریج مین کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دیا ہو
سودہ کو اور یہ نہین پایا ہمنے کسی حدیث مین انتہی اور صحیح روایتون مین یہ مذکور ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے
طلاق کا ارادہ کیا تھا اور انھون نے اپنا دن بخش دیا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کو اور کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روک رکھیے
مجکو شاید کہ مین تمھاری عورتون سے ہون جنت مین اور مرقات مین ہی کہ امام محمد بن الحسن نے کہا کہ پوچھا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ کہا آپ نے واسطے سودہ کے عدت کر تو سودہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ رجعت کر لیجیے
آپ مجھسے اور ایسی ہی روایت کی بیہقی نے[له] عروہ سے مرسلا اور اسی سے شاید اخذ کیا ہی صاحب ہدایہ نے اور صحیح
روایت وہ ہی جو صحیحین مین ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے بیشک سودہ بنت زمعہ نے بخش دیا دن اپنا یعنی باری اپنی عایشہ رضی اللہ عنہا کو اور
تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بانٹتے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کے لیے دن اونکا اور ایک دن سودہ کا اور روایت ہی حضرت ابن عباس سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کی اور نو عورتین آپکی تھین اور قسمت کرتے تھے اونکے بیچ مین آٹھ عورتون کے لیے اور
عطا سے منقول ہی کہ وہ عورت جسکے واسطے قسمت نتھی صفیہ تھین اور تصریح کی محققین نے کہ وہ عورت سودہ تھین اور یہ کلام
عطا کا محمول ہی وہم و غلطی ابن جریج راوی کے ص اور پھر اگر اوس سے لوٹ جاوے تو درست ہی ف واسطے کہ یہ حق اوسکا ہی

كتابُ الرَّضاعِ

تھوڑا اور بہت دودھ پینا اگرچہ ایک بار چوسے جب تک رضاع مین ہووے تو رضاع ثابت ہوتا ہی ف اور امام شافعی
کے نزدیک نہین ثابت ہوتی حرمت رضاع سے مگر جب کہ پانچ بار چوسے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین
حرام کرتا ہی ایک دو دفع چوسنا روایت کیا اوسکو مسلم نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور ایک روایت مین مسلم کی ہی لَا تُحَرِّمُ
الْاِمْلَاجَةُ وَلَا الْاِمْلَاجَتَانِ یعنی نہین حرام کرتا ہی ایک دو بار کا نچوڑنا کہا صاحب ہدایہ نے دلیل ہماری
قول اللہ تعالی کا ہی وَاُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ الایہ اور یہ عام ہی قلیل اور کثیر کو
اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ یعنی حرام ہوتا ہی رضاع سے جو
حرام ہوتا ہی نسب سے اخراج کیا اوسکا بخاری و مسلم نے ابن عباس سے اور یہی مروی ہی ابن عباس سے کہ وہ فرماتے تھے
جو ہووے دو سال کے اندر اگرچہ ایک بار چوسے تو وہ حرام کر دیتا ہی اور حضرت ابن عمر کو پوچھا کہ ابن الزبیر بیان کرتے تھے
حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے تحقیق کہ نہین حرام کرتی ہی رضاعت جب تک سات بار نچوسے تو کہا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے
قول اللہ تعالی کا بہتر ہی قول حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اللہ تعالی نے وَاَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ اور نہین ذکر کیا

له اطه عن عروة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سودة فلما [illegible]

ایک بار یا دو بار چوسنے کو اخراج کیا ان دونوں اثروں کا عبد الوہاب شعرانی نے کشف الغمہ میں ص مدت رضاع کی امام ابو حنیفہ
کے نزدیک دو برس چھ مہینے ہیں ف اور صاحبین کے نزدیک دو برس اور یہی قول ہے حضرت امام شافعی کا اور
امام زفر کے نزدیک تین برس کہا صاحب ہدایہ نے دلیل صاحبین کی قول اللہ تعالی کا ہے وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُونَ
شَهْرًا اسواسطے کہ مدت حمل کی چھ مہینے ہیں تو فصال کے واسطے دو برس رہے اور قول رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا لَا رِضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ نہیں ہے رضاعت بعد دو برس کے اور بلوغ المرام میں ہے کہ اخراج کیا اوسکا دارقطنی
اور ابن عدی نے ابن عباس سے اور تفسیر مظہری میں ہے کہ روایت کیا اوسکو ابن الجوزی نے بھی اور لفظ اوسکا یہ ہے
لَا رِضَاعَ اِلَّا مَا كَانَ فِي حَوْلَيْنِ نہیں ہے رضاعت مگر جو ہو دو سال کے بیچ میں اور کہا دارقطنی نے کہ رجال اوسکے
صحیح ہیں مگر ہیثم بن جمیل اور وہ ثقہ ہے حافظ ہے توثیق کی اوسکی احمد اور عجلی اور ابن حبان نے اور بعضوں کے نزدیک
رضاع ساری عمر میں باقی رہتا ہے اور یہی ماثور ہے حضرت عائشہ رض سے لیکن رد کیا اونکے اس قول کو اور ازواج مطہرات نے
اور کہا کہ سنتے تھے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں حرام کرتا ہے رضاع مگر جو چیرے آنت کو اور ہووے قبل دودھ
چھڑانے کے اور بھی سنتے تھے کہ فرمایا آپ نے نہیں رضاع ہے مگر جو ہو دو سال میں اور نہیں یتیمی ہے بعد احتلام کے ذکر کیا
یہ کشف الغمہ میں ص اور بعد اس مدت کے رضاع نہیں ثابت ہوتا ف کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے
کہ فرمایا حضرت عمر نے نہیں رضاع ہے مگر جو دو برس کے اندر ہووے حالت صغر میں اور روایت کی طبرانی نے معجم صغیر میں
حضرت علی رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں رضاع ہے بعد دودھ چھڑانے کے اور نہیں یتیمی ہے بعد
جوان ہونے کے اور روایت کی بغوی نے شرح السنہ میں مثل اسکے اور روایت کی عبد الرزاق نے حضرت علی سے
مرفوعا لَا رِضَاعَ بَعْدَ الْفِصَالِ نہیں رضاع ہے بعد دودھ چھڑانے کے اور روایت کی ابن عدی نے کامل میں اور
ابو داود طیالسی نے جابر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا رِضَاعَ بَعْدَ فِصَالٍ وَلَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ
یعنی نہیں رضاع ہے بعد دودھ چھڑانے کے اور نہیں یتیمی ہے بعد احتلام کے اور جامع ترمذی میں ہے حضرت ام سلمہ سے کہا کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں حرام کرتی ہے رضاعت مگر وہ رضاعت کہ چیرے آنت کو اور ہووے پہلے دودھ چھڑانے کے اور
صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور حاکم نے اور سنن ابو داود میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے رضاعت مگر وہ کہ پھیلاوے
ہڈی کو اور پیدا کرے گوشت کو اور کشف الغمہ میں ہے کہ فرماتے تھے زہری کہ ہمیشہ فتوی دیتی تھیں حضرت عائشہ رض اس بات پر
کہ نہیں حرام کرتا ہے رضاع بعد دودھ چھڑانے کے یہاں تک کہ وفات ہوئی اونکی ص اور جس عورت نے دودھ پلایا تو
اوس لڑکی ماں ہو جاتی ہے اور اوسکا شوہر کہ جس سے اوس عورت کا دودھ ہے باپ ہو جاتا ہے تو حرام ہوگا اوس سے
جو حرام ہوتا ہے نسب سے ف کیونکہ صحیح بخاری میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام ہوتا ہے رضاعت
سے جو حرام ہوتا ہے نسب سے اور ایک روایت میں ہے بخاری کی يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ
اور ایک میں ہے اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرِّضَاعِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ ص مگر بہن نسبی کی مادر رضاعی یا بھائی
نسبی کی ماں رضاعی یا بھائی اور بہن رضاعی کی ماں نسبی یا بھائی اور بہن رضاعی کی مادر رضاعی کہ یہ سب حرام نہیں

ف اور بہن نسبی کی ماں نسبی یا بھائی نسبی کی ماں نسبی حرام ہی جیسا کہ اوپر گذرا ص اور اسی طرح حرام نہین اپنے بیٹے کی رضاعی بہن اور نسبی حرام ہی کیونکہ بیٹے کی بہن نسب سے یا اپنی بیٹی ہوگی یا ربیبہ ہوگی اور دونون حرام ہین اور رضاع مین ایسا نہین اور بھی نہین حرام ہی اپنے بیٹے کی جدہ رضاع سے اور نسب سے حرام ہی کیونکہ وہ یا اپنی ماں ہوگی یا اپنی عورت موطوءہ کی ماں اور دونون حرام ہین اور رضاع مین ایسا نہین اور یہی طرح نہین حرام ہی مادر رضاعی اپنے چچا اور پھوپھی کی اور مادر رضاعی اپنے ماموں اور خالہ کی مرد کیواسطے ف اور تفصیل اسکی اصل مین مذکور ہی ص اور عورت کیواسطے نہین حرام ہی اپنے بیٹے رضاعی کا بھائی اور جاننا چاہیے کہ اسکا ذکر اوپر ہوچکا کیونکہ اوپر کہا کہ مرد بیاہ رضاعی بھائی کی درست ہی تو وہ مرد اس عورت کی رضاعی بیٹے کا بھائی ہوگا ف مثلا زینب کا رضاعی بیٹا زید اور اسکا عمرو بھائی ہی تو عمرو کے بھائی کی ماں زینب ہوگی اور اسکا ذکر اوپر ہوچکا ص اور جاننا چاہیے کہ رضیع یعنی شیر خوار پر مرضعہ یعنی جو عورت کہ دودھ پلاتی ہی اور اوسکا خاوند کہ جس سے اوسکا دودھ ہی اور ان دونون کی قوم سب حرام ہوجاویگی ف تو خاوند مرضعہ کا اوس شیر خوارہ پر حرام ہی اور اسی طرح اوسکا بھائی کیونکہ وہ شیر خوارہ کا چچا ہوگا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے عایشہؓ کے البتہ داخل ہو تیرے اوپر افلح کیونکہ وہ چچا تیرا ہی رضاعت سے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے ص اور مرضعہ پر فقط شیر خوار کا خاوند اگر وہ عورت ہی اور اسی طرح مرضعہ کے خاوند پر شیر خوار کی بیوی اگر وہ مرد ہی اور شیر خوار کی فروع یعنی اوسکی اولاد حرام ہوجاویگی اور قاعدہ اوسکا اس بیت مین ہی بیت از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند + واز جانب شیر خوارہ زوجان و فروع + ف یعنی دودھ پلانے والی اور اوسکا خاوند مع اولاد اور باپ دادا اور ماں بہنون اونکے کے شیر خوار کے خویش ہوجاوینگے اور شیر خوار اور اوسکی بیوی یا خاوند مع اپنی اولاد کے فقط خویش ہوجاوینگے دودھ پلانے والی اور اوسکے خاوند کے ص جائز ہی کہ نکاح کرے مرد اپنے بھائی رضاعی کی بہن سے جیسا کہ جائز ہی کہ نکاح کرے اپنے بھائی نسبی کی بہن سے اور مثال اسکی یہ ہی کہ ایک شخص کا بھائی علّاتی ہی اور اوسکی ایک بہن ہی اخیافی تو اس شخص کو درست ہی کہ اوس سے نکاح کرے ف اور اگر اوسکی بہن حقیقی ہی یا علاتی ہی تو اسکو درست نہین ص اگر ایک لڑکے اور لڑکی نے مدت رضاع مین ایک عورت کی پستان سے دودھ پیا تو حرمت رضاع کی ثابت ہوجاویگی اور وہ مانند بھائی بہن کے ہونگے اور اگر دونون نے مل کے کسی بکری ف یا گاے یا اونٹنی ص کا دودھ پیا تو وہ بھائی بہن نہونگے اگر دودھ عورت کا پانی سے یا دوا سے یا بکری کے دودھ سے مل گیا تو اگر غالب دودھ عورت کا ہی تو حرمت رضاع ثابت ہوگی ورنہ نہین اور اگر دوسری عورت کے دودھ سے مل گیا تو بھی جس عورت کا دودھ غالب ہی اوس سے حرمت رضاع ثابت ہوگی ف اور دوسری عورت سے جسکا دودھ مغلوب ہی حرمت ثابت نہوگی اور بعض روایات مین ہی کہ اوس سے بھی حرمت رضاع ثابت ہوجاویگی واسطے احتیاط کے اور اگر دو دودھ برابر ہین تو دونون سے حرمت ثابت ہوگی اسواسطے کہ کوئی دوسرے پر غالب نہین ص اگر عورت کے شیر کو طعام مین ملایا تو اوسکے کھانے سے حرمت رضاع کی ثابت نہوگی ف اگرچہ دودھ غالب ہو کھانے پر اور صاحبین کے نزدیک جب غالب ہوگا تو حرمت رضاع ثابت ہوگی کذا فی الہدایہ ص اگر کسی مرد کی پستان سے دودھ نکلا تو اوسکے پینے سے حرمت رضاع ثابت نہوگی جیسے کہ

کسی شخص کو مدت رضاع مین عورت کے دودھ سے حقنہ دیا **ف** تو حرمت رضاع ثابت نہوگی **ص** اور اگر کسی
عورت بکر کی پستان سے دودھ نکلا یا عورت مردہ کی اور کسی شخص نے اوسکو مدت رضاع مین پیا تو حرمت ثابت ہوگی
ف لیکن خاوند اوس بکر کا شیرخوار پر حرام نہوگا تو درست ہی بکر کے خاوند کو جب اوس سے وطی نکی ہو کہ اوس
شیرخوار سے نکاح کرے **ص** اگر کسی شخص نے ایک بڑی عورت سے اور ایک شیرخوارہ سے نکاح کیا اور اوس بڑی
بیوی نے اپنی سوکن شیرخوارہ کو دودھ اپنا پلا دیا تو دونون عورتین خاوند پر حرام ہوجاوینگی **ف** اسواسطے کہ
خاوند جامع ہوویگا درمیان عورت اور اوسکی رضاعی بیٹی کے اور یہ درست نہین اور عنایہ مین لکھا ہی کہ
بڑی عورت تو ساری عمر حرام ہی اور شیرخوارہ بھی اسی طرح اگر بڑی عورت سے وطی کی ہی اور اگر وطی نہین کی تو
درست ہی خاوند کو کہ پھر اوس شیرخوارہ سے نکاح کرے **ص** تو اگر بڑی عورت سے وطی نہین کی ہی تو اوسکو
کچھ مہر نہین **ف** اور اگر وطی کی ہی تو کل مہر لازم ہوگا **ص** اور شیرخوارہ کو آدھا مہر ملیگا اور خاوند اوس
آدھے مہر کو اوس دودھ پلانے والی سے پھیر لیوے اگر اوسنے قصدًا واسطے فساد کے دودھ پلایا تھا اور اگر
واسطے فساد کے نہین پلایا تھا **ف** بلکہ وہ شیرخوارہ بھوکی تھی یا اور کوئی سبب ہوا **ص** تو خاوند اوس سے
نہ پھیریگا اور رضاع نہین ثابت ہوتا ہی مگر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی سے ❊

کتاب الطلاق

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ناپسند حلال چیزون مین اللہ کے نزدیک طلاق ہی روایت کیا اوسکو
ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور کہا ابوحاتم نے کہ یہ حدیث مرسل صحیح ہی اور طلاق تین قسم ہی
ایک حسن اور دوسرے احسن اور تیسرے بدعی تو **ص** طلاق احسن یہ ہی کہ مرد اپنی عورت کو ایک طلاق دیوے
اوس طہر مین جسمین اوس سے جماع نہ کیا ہووے اور چھوڑ دے اوسکو یہان تک کہ گذر جاوے عدت اوسکی
ف اسواسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے مستحب جانتے اس بات کو کہ نہ زیادہ کرین ایک طلاق پر یہان تک کہ گذر جاوے
عدت اور یہ اس بات سے افضل تھا اونکے نزدیک کہ طلاق دے مرد عورت کو تین بار ہر طہر مین ایک طلاق ذکر کیا
اسکو کشف الغمہ مین اور مروی ہی ابراہیم نخعی سے کہ دوست رکھتے تھے صحابہ یہ کہ طلاق دیوے عورت کو ایک بار پھر
چھوڑ دے اوسکو یہان تک کہ حائضہ ہو تین بار روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے **ص** اور طلاق حسن یہ ہی کہ غیر موطوہ
کو ایک طلاق دیوے برابر ہی کہ حیض مین دے یا طہر مین اور موطوہ کو تین طلاق جدا جدا ہر طہر مین جسمین وطی نکی ہو اگر اوس
عورت کو حیض آتا ہو **ف** اور امام مالک رح کے نزدیک یہ بھی بدعت ہی بلکہ نہین مباح ہی مگر ایک طلاق اور دلیل ہماری حدیث
ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ہی تحقیق کہ طلاق دیا انھون نے اپنی عورت کو اور وہ حائض تھین پھر ارادہ کیا کہ اور دو طلاق دیوین
وقت دو حیضون کے سو پونہچا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو کہا کہ نہین ایسا حکم کیا تجکو اللہ تعالی نے بیشک تونے
خطا کی سنت سے اور سنت یہ ہی کہ استقبال کرے تو طہر کا تو طلاق دے تو نزدیک ہر طہر کے سو حکم کیا مجکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے سو رجعت کی مینے اپنی عورت سے اور فرمایا آپ نے جس وقت کہ وہ پاک ہوجاوے تو طلاق دیجیو

اوسکو او چاہیے ہوک کیہ سو کہا مینے ای رسول اللہ کیا دیکھتے ہین آپ اگر تین طلاق دیون مین اوسکو تو پھر بھی حلال ہوتی
حلال ہی فرمایا کہ نہین بائنہ ہوجاوے گی وہ تجہسے اور ہو دیگا گناہ روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین
حسن سے انہون نے ابن عمر رضہ سے اور تعلیل کی اوسکی بیہقی نے ساتھ عطاء خراسانی کے اور کہا کہ لاتا ہے وہ زیادتیان
ایسی کہ نہین متابعت کیا جاتا اوسپر اور وہ ضعیف ہے نہین قبول کیجاویگی وہ حدیث کہ منفرد ہووے وہ اوسکے ساتھ کہا
شیخ ابن الہمام نے کہ تعلیل بیہقی کی مردود ہے کیونکہ متابعت کی عطاء کی شعیب بن رزیق نے سنداً و متناً روایت کیا اوسکو
طبرانی نے معجم مین **ص** اور اگر حیض نہ آتا ہو یا صغیرہ ہو یا حاملہ ہو تو ہر مہینے مین ایک طلاق دے اور جائز ہے طلاق دینا
ان تینون کو بعد وطی کے بھی اور طلاق بدعی یہ ہے کہ تین طلاق ایک بار یا دو طلاق ایک بار یا دو بار ایک طہر مین دیوے اور
رجعت نکرے درمیان انکے **ف** تو اگر ایسا کیا تو طلاق واقع ہوجاویگا اور طلاق دینے والا گنہگار ہوگا اور دلیل اوسکی
اوپر حدیث ابن عمر کی گذری اور مروی ہے سنن ابوداؤد مین کہ کہا حضرت عبداللہ بن عباس نے واسطے ایک مرد کے کہ
تین طلاق دیے تھے اوسنے اپنی عورت کو بائنہ ہوگئی وہ عورت تجہسے اور تو نے نافرمانی کی اپنے رب کی اور روایت کی
طحاوی نے کہ ایک شخص نے سو طلاق دیے اپنی عورت کو کہا ابن عباس نے نافرمانی کی تو نے اپنے رب کی اور بائنہ ہوگئی عورت
تیری تجہسے اور مروی ہے مانند اسکے موطا مالک مین حضرت ابن عباس اور عبداللہ بن مسعود سے اور روایت کی عبدالرزاق نے
علقمہ سے کہا کہ آیا ایک شخص طرف ابن مسعود کے سو کہا کہ طلاق دیا مینے اپنی عورت کو ننانوے ۹۹ طلاق سو کہا ابن مسعود نے
کہ تین طلاق واقع ہین اور باقی زیادتی ہے اور مروی ہے مانند اسکے موطا مین اور سنن ابوداؤد مین حضرت ابوہریرہ رضہ اور ابن عباس رضہ
سے بھی اور ابن عمر رضہ سے اور روایت کی وکیع نے اعمش سے انہون نے حبیب بن ثابت سے کہا کہ آیا ایک شخص حضرت علی رضہ
کے پاس تو کہا کہ ہزار طلاق دیے مینے اپنی عورت کو فرمایا کہ بائنہ ہوگئی وہ تجہسے ساتھ تین طلاق کے اور تقسیم کر دے تو
باقی طلاقون کو اپنی عورتون پر اور روایت کی وکیع نے معاویہ بن ابی یحیی سے کہا کہ آیا ایک شخص طرف عثمان بن عفان رضہ کے
اور کہا کہ ہزار طلاق دیے مینے اپنی عورت کو تو فرمایا کہ بائنہ ہوگئی وہ تجہسے ساتھ تین طلاق کے اور روایت کی عبدالرزاق نے
عبادہ بن صامت رضہ سے کہ طلاق دیے اونکے باپ نے اپنی عورت کو ہزار تو آئے عبادہ اور پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے فرمایا آپ نے وہ بائنہ ہوگئی تین طلاق سے ساتھ معصیت کے اور باقی رہے نوسی ستانوے زیادتی اور ظلم اگر
چاہے اللہ عذاب کرے اسپر اور اگر چاہے بخش دے اور روایت کیے طحاوی نے اس باب مین او آثار حضرت انس اور
حضرت عمر بن الخطاب رضہ سے بھی اور امام شافعی کے نزدیک تین طلاق ایک بار دیدینا جائز ہین اور بعضون کے نزدیک اگر
تین طلاق ایک بار دیگا تو ایک طلاق واقع ہوگا اور یہی آثار اون سب پر حجت ہین **ص** یا ایک طلاق دے اوس طہر مین
جس مین وطی کی ہو **ف** اور حرام کہا اس طلاق کو حضرت عبداللہ بن عباس رضہ نے ذکر کیا اسکو کشف الغمہ مین **ص**
یا ایک طلاق دے موطوءہ کو حیض مین **ف** اور دلیل اسکی وہی حدیث ابن عمر کی ہے جو اوپر گذری اور اسکی حرمت
پر اجماع ہے لیکن طلاق واقع ہوجاویگا **ص** اور واجب ہے رجعت اسمین سو جب پاک ہووے حیض سے تو طلاق دیوے
اوسکو اگر چاہے **ف** اسواسطے کہ حدیث ابن عمر مین ہے سو رجوع کرے اوس عورت سے پھر طلاق دے

عطاء الخراسانی

ف یعنی حاملہ اور صغیرہ اور آئسہ کے واسطے کہ انمین شبہہ حمل کا نہین ۱۲ منہ سلمہ ربہ

اوسکو پاکی مین احمل نے روایت کیا اوسکو مسلم اور اصحاب سنن نے اور یہی قول ہے امام شافعی کا ایک روایت مین اور فرمایا
کہ فرمایا امام ابوحنیفہ نے جسوقت کہ پاک ہوجاوے اوس حیض سے جسمین طلاق دی ہے پہلا اور ہووے پھر پاک ہو تو اوسکو
طلاق دے اور یہی مذکور ہے حدیث ابن عمر رضی میں اخراج کیا اوسکا بخاری و مسلم نے اور یہی قول ہے امام مالک اور احمد کا اور مشہور مذہب
شافعی کا **ص** اگر کسی شخص نے اپنی عورت موطوءہ کو کہا کہ تجکو تین طلاق ہین سنت کے طریق پر بغیر نیت کے تو
ہر طہر مین ایک طلاق واقع ہوگا اسواسطے کہ طلاق مسنون یہی ہے اور اگر نیت کی کہ تینون طلاق ابھی پڑجاوین **ف**
یا ہر طلاق ایک ایک مہینے مین **ص** تو صحیح ہے یعنی تینون طلاق **ف** اول صورت مین **ص** ابھی پڑجاوین گے
ف اور دوسری صورت مین ہر مہینے مین ایک طلاق پڑیگا **ص** اور امام زفر کے نزدیک یہ نیت نہین صحیح ہوگی کیونکہ
یہ طلاق بدعی ہے اور اوسنے لفظ مسنون کا کہا تھا اور ہمارے نزدیک اس صورت مین معنی مسنون کے یہ ہونگے کہ تین
طلاق کا ایک بار واقع ہونا مذہب اہل سنت کا ہے کیونکہ روافض کے نزدیک تین طلاق ایک بار نہین
واقع ہوتے **ف** اور وہ جو حدیثین اوپر ہمنے ذکر کین دلالت کرتی ہین اونکے بطلان مذہب پر

فصل اور واقع ہوتا ہے طلاق ہر خاوند عاقل بالغ کا غلام ہو یا آزاد اگرچہ نشے مین مست ہو **ف** اور امام شافعی
کے نزدیک جو شخص مست ہو اوسکا طلاق نہین واقع ہوتا کیونکہ فرمایا حضرت عثمان رضی نے نہین ہے واسطے مجنون اور مست کے طلاق
اور تھے ابن عباس رض فرماتے کہ طلاق مست کا اور مکرہ کا جائز نہین اور دلیل ہماری وہ ہے جو روایت کی مالک نے موطا مین
(جبر کیا گیا ۱۲)
تحقیق کہ سعید بن المسیب و سلیمان بن یسار پوچھے گئے مست کے طلاق سے سو کہا انھون نے جسوقت کہ
طلاق دے مست جائز ہوگا طلاق اوسکا اور اگر قتل کریگا قتل کیا جاویگا کہا مالک نے کہ یہی حکم ہے نزدیک ہمارے اور
روایت کی ابن ابی شیبہ نے تحقیق کہ عمر رضی نے جائز رکھا طلاق مست کا عورتون کی گواہی سے اور بھی نکالا ابن ابی شیبہ نے
عطا اور مجاہد اور حسن اور ابن سیرین اور ابن المسیب اور عمر بن عبدالعزیز اور سلیمان بن یسار اور نخعی اور زہری اور شعبی سے
کہ کہا ان سب نے جائز ہے طلاق مست کا اور بھی اخراج کیا حکم سے کہ کہا انھون نے جو اللہ کی طرف سے مست ہے سو اوسکا
طلاق جائز نہین اور جسکو شیطان نے مست کیا ہے سو طلاق اوسکا جائز ہے اور کشف الغمہ مین ہے کہ حضرت علی رض جائز رکھتے تھے
طلاق مست کا اور عتاق اوسکا اور کافی ہین حضرت علی رض واسطے تقلید کے اور ہمارے مذہب مین سے بھی بعض
علما اس طرف گئے ہین کہ طلاق نہین واقع ہوگا مست کا اور یہی مختار ہے کرخی اور طحاوی کا **ص** اور گونگے کا
طلاق اشارے سے واقع ہوگا **ف** یعنی اوس اشارے سے جو طلاق کے واسطے مقرر ہے اور اسکا بیان انشاء اللہ
آخر کتاب مین آویگا **ص** اور نہین واقع ہوگا طلاق صبی کا **ف** کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ
بن عباس سے کہ کہا انھون نے نہین جائز ہے طلاق لڑکے کا اور روایت کی عبدالرزاق نے حضرت علی رض سے کہ فرمایا انھون نے
نہین جائز ہے طلاق واسطے لڑکے کے اور کشف الغمہ مین ہے کہ کہا شعبی رح نے نہین جائز ہے طلاق لڑکے کا یہانتک کہ بالغ
ہووے **ص** اور مجنون کا **ف** اسواسطے کہ جامع ترمذی مین ہے حضرت عایشہ رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہر طلاق جائز ہے مگر طلاق معتوہ کا یعنی جو مغلوب العقل ہو　　اور اوسکی اسناد مین عطا بن عجلان ہے کہا ترمذی نے کہ وہ ذاہب الحدیث ہے

یعنی بھول جاتا ہی حدیث کو اور کہا حضرت عثمان رضؓ نے کہ نہین طلاق ہی واسطے مجنون کے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوٹھایا گیا قلم تین سے سونے والے سے جب تک جاگے اور لڑکے سے جب تک سیانا ہو اور مجنون سے جب تک ہوش مین آئے یا افاقہ پاوے روایت کیا اوسکو امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عایشہ رضؓ سے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے

ص اور نائم یعنی اوس شخص کا جو سو رہا ہی ف اسواسطے کہ سوتا شخص بھی غیر مختار ہی تو وہ بھی مانند مجنون کے ہی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقُ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُوْنِ یعنی ہر طلاق جائز ہی مگر طلاق لڑکا اور مجنون کا روایت کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے اور کہا زیلعی نے تخریج مین قلت حدیث غریب او رحدیث حضرت عایشہ رضؓ کی جو جامع ترمذی مین ہی اوسکے معنون مین ہی اور اسی طرح واقع ہی طلاق مکرہ کا یعنی جو شخص زبردستی کیا گیا ہو طلاق پر اور امام شافعی کے نزدیک واقع نہین ہوتا اور ذکر کیے صاحب کشف الغمہ نے آثار اس باب مین حضرت ابن عباس اور ابن عمر سے جنسے ثابت ہوتا ہی کہ طلاق مکرہ کا نہین واقع ہوتا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے معاف کیا ہماری امت سے چوکنا اور بھولنا اور زبردستی سے کسیکی کام کرنا روایت کیا اوسکو ابن ماجہ اور حاکم نے ابن عباس سے اور کہا ابو حاتم نے کہ یہ ثابت نہین اور کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین کہ ہماری دلیل وہ ہی جو اخراج کیا عقیلی نے اپنی کتاب مین صفوان بن عمر و طائی سے تحقیق کہ ایک مرد سوتا تھا سو کھڑی ہوئی عورت اوسکی اور لی ایک چھری اور چڑھی اپنے مرد کے سینے پر اور رکھ دیا چھری کو اوسکے حلق پر اور کہا کہ یا تو دے مجکو تین طلاق ورنہ ذبح کرونگی تجکو تو قسم دی اوس مرد نے اللہ کی اوس عورت کو اور انکار کیا اوسنے تب تین طلاق دیے اوسکو اوس مرد نے پھر آیا وہ شخص طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ذکر کیا یہ تو فرمایا آپ نے کہ نہین رجوع ہی طلاق مین یعنی طلاق واقع ہو گیا اب نہین پھریگا اور یہ حدیث مرسل ہی اور روایت کیا اوسکو عقیلی نے مسنداً ایک شخص سے صحابہ مین سے کہا ابن القطان نے مرسل احسن ہی مسند سے کیونکہ مرسل کی اسناد مین بقیہ اور نعیم بن حماد نہین ہین اور مرسل مین سمٰعیل بن عیاش ہی اور وہ روایت کرتا ہی شامیین سے لیکن اسناد مین اوسکی غازی بن جبلہ غیر معروف ہی اور منکر کہا اوسکی حدیث کو ابو حاتم نے اور بخاری نے طلاق مکرہ مین اور تنقیح مین ہی کہ کہا بخاری نے حدیث صفوان اصم کی بعض صحابہ سے طلاق مکرہ کے باب مین منکر ہی نہین متابعت کی گئی اوسپر لیکن قطع نظر اسکے بہت سے آثار صحابہ ہمارے مؤید وارد ہوئے ہین روایت کی عبد الرزاق نے ابن عمرؓ سے کہ جائز رکھا انھون نے طلاق مکرہ کا اور بھی روایت کی شعبی اور نخعی اور زہری اور قتادہ اور ابی قلابہ سے کہ اون سبنے جائز رکھا طلاق مکرہ کا اور بھی اخراج کیا عبد الرزاق نے سعید بن جبیر سے کہ انھون نے کہا کہ اہل اسلام مین طلاق مکرہ کا جائز ہی ص اور سید کا اپنے غلام کی بیوی پر ف کیونکہ مالک نکاح حق غلام کا ہی تو اسقاط اوس حق کا غلام کے لیے ہوگا نہ مولی کے لیے اور کشف الغمہ مین ہی کہ فرمایا حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے جس شخص نے اذن دیا اپنے غلام کو نکاح کا تو طلاق غلام کے ہاتھ مین ہی اور نہین اوسکے غیر کے قبضے مین اور بھی ذکر کی اس باب مین موافق اسکے حدیث مرفوع ابن عباسؓ سے ص اور طلاق عورت آزاد کا تین تک ہی اور لونڈی کا دو تک ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق لونڈی کے دو ہین اور عدت اوسکی دو حیض ہین روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عایشہ رضؓ سے

اور اسناد مین اوسکی مظاہر بن اسلم ضعیف ہی کہا زیلعی نے کہ روایت کیا حدیث عائشہؓ کو حاکم نے مستدرک مین اور صحیح کیا اوسکو اور نقل کی ذہبی نے میزان مین تضعیف مظاہر بن اسلم کی ابی عاصم نبیل اور یحیی بن معین اور ابو حاتم رازی اور بخاری سے اور نقل کی توثیق اوسکی ابن حبان سے اور بھی روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور بزار اور طبرانی اور دارقطنی نے اور صحیح کیا دارقطنی نے وقف اوسکا اور ضعیف کیا اوسکے رفع کو بسبب عمرو بن شبیب مسلمی کے اور وہ ضعیف ہی نہین حجت پکڑی جاویگی اوس سے اور بھی روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین حضرت ابن عباس سے اور کہا صحیح ولم یخرجاہ اور روایت کی دارقطنی نے ابن عمر سے تحقیق کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت کہ ہو لونڈی نکاح مین ایک مرد کے اور دو طلاق دے اوسکو پھر خرید لیوے اوسکو تو نہین حلال ہی واسطے اوسکے یہان تک کہ نکاح کرے دوسرے خاوند سے اور اسناد مین اوسکی سلم بن سالم ہی تکذیب کی اوسکی ابن المبارک نے اور کہا یحیی بن معین نے لیس حدیثہ بشیٔ اور ایسا ہی کہا سعدی نے اور روایت کی شافعی نے حضرت عمرؓ سے کہ نکاح کرے غلام دو عورتون سے اور دو طلاق دے اور عدت کرے لونڈی دو حیض سے تو اگر حیض نہ آتا ہو اوسکو تو دو مہینے سے یا ڈیڑھ مہینے سے اور اخراج کیا اوسکا بیہقی نے معرفت مین بطریق شافعی سے اور دارقطنی نے سنن مین **ص** اگر عورت لونڈی ہی اور خاوند اوسکا آزاد یا غلام ہی تو خاوند مالک دو طلاق کا ہوگا اور اگر عورت حرہ ہی اور خاوند اوسکا غلام یا آزاد ہی تو مالک تین طلاق کا ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک جب لونڈی کا خاوند حر ہو تو مالک تین طلاق کا ہی اور اگر حرہ کا خاوند غلام ہو تو مالک دو طلاق کا ہی **ف** اور دلیل ہماری قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ لونڈی کے دو طلاق ہین اور عدت اوسکی دو حیض ہین تو معلوم ہوا کہ طلاق عورتون کے اعتبار سے ہی اور بھی روایت کی امام محمد نے **اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَزِيْدَ الْمَكِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ اَبِيْ رَبَاحٍ يَقُوْلُ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اَلطَّلَاقُ بِالنِّسَاءِ وَالْعِدَّةُ بِهِنَّ** یعنی طلاق عورتون کے اعتبار سے ہی اور عدت بھی اونھی کے اعتبار سے ہی اور یہی قول ہی عبداللہ بن مسعود کا اور امام شافعی کے نزدیک طلاق مردون کے اعتبار سے اور عدت عورتون کے اعتبار سے ہی کیونکہ ہدایہ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ طلاق ساتھ مردون کے ہی اور عدت ساتھ عورتون کے ہی اور یہ حدیث مرفوعاً غریب ہی لیکن روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے موقوفاً ابن عباس پر اور طبرانی نے معجم مین موقوفاً ابن مسعود پر اور کہا ابن الجوزی نے کہ یہ کلام ابن عباس کا ہی اور بھی اخراج کیا اوسکا عبدالرزاق نے موقوفاً اوپر عثمان اور زید بن ثابت اور ابن عباس کے اور روایت کی عبدالرزاق نے نافع سے انھون نے ام سلمہ سے کہ اونکے غلام نے دو طلاق دیے اپنی عورت حرہ کو تو پوچھا اس باب مین ام سلمہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تب فرمایا آپ نے حرام ہوگئی اوسپر یہان تک کہ نکاح کرے دوسرے خاوند سے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے طریق عبدالرزاق سے اور اس باب مین اور آثار ہین جو مؤید ہین مذہب امام شافعی کو مذکور ہین بعض مؤطا مین امام مالک کے اور بعض کشف الغمہ مین شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے

باب طلاق واقع کرنے کے بیان مین

طلاق دو قسم پر ہو ایک صریح اور دوسرا وہ لفظ سے ہوتا ہی کہ سوائے طلاق کے اور کسی مین استعمال نہین کیا جاتا

جیسے کہے تو طالق ہی یا تو مُطَلَّقَہ ہی **ف** ساتھ تشدید لام کے **ص** یا طلاق دی یا مینے تجکو اور ان صورتون مین
ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اگرچہ نیت نکی ہو یا نیت طلاق بائن کی ہو یا ایک سے زیادہ طلاقون کی اور اگر کہا کہ تو طلاق
یا تو طالق الطلاق ہی یا تو طالق طلاقًا ہی اور کچھ نیت نہین کی یا نیت کی ایک طلاق کی یا دو طلاق کی تو ایک طلاق رجعی
واقع ہوگا اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو اگر وہ عورت حرہ ہی تین طلاق واقع ہو جاوینگے اور لونڈی مین دو طلاق بمنزلہ
تین طلاق کے ہین حرہ مین **ف** تو اگر جورو لونڈی ہی اور یہ الفاظ کہے اور نیت کی دو طلاق کی دو واقع ہو جاوینگے
کیونکہ لونڈی بعد دو طلاق کے ایسی ہو جاتی ہی کہ حرہ بعد تین طلاق کے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
طلاق لونڈی کے دو طلاق ہین روایت کیا اوسکو صحاب سنن نے اور اوپر ذکر اسکا گذرا **ص** اگر طلاق کی نسبت کی طرف
تمام عورت کے مثلًا کہا کہ تو طالق ہی یا اوسکے ایسے جز کی طرف کہ وہ بمنزلہ کل کے شمار کیا جاتا ہی جیسے کہا سر تیرا یا گردن
تیری یا روح تیری یا بدن تیرا یا مونہہ تیرا یا فرج تیری طالق ہی تو ان سب صورتون مین ایک طلاق واقع ہوگا **ف** اسواسطے
کہ یہ ایسے لفظ ہین کہ انسے تمام بدن سے تعبیر کی جاتی ہی لیکن سر سو اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صَدَقَۃُ
الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ اَوْ قَمْحٍ مِّنْ کُلِّ رَأْسٍ یعنی صدقہ فطر کا ایک صاع ہی کھجور سے یا گیہون سے ہر آدمی کے پیچھے
تو آدمی کو رأس ارشاد فرمایا اور لیکن گردن سو اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ اور غلام سے تعبیر کی ساتھ
رقبہ کے اور لیکن روح تو اسواسطے کہ عرب کہا کرتے ہین ھلک روحہ ہلاک ہوئی روح اوسکی یعنی نفس اوسکا اور بدن تو
ظاہر ہی اور لیکن مونہہ تو اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ اور اپنی ذات کی تعبیر مونہہ سے فرمائی
اور لیکن فرج سو اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَعَنَ اللّٰہُ الْفُرُوْجَ عَلَی السُّرُوْجِ یعنی لعنت کی اللہ تعالی نے
اون فروج کو جو زین پر ہین اور عورتون سے تعبیر فرمائی ساتھ فروج کے کہ جمع فرج کی ہی اور اس حدیث کو ذکر کیا صاحب ہدایہ نے
اور کہا زیلعی نے تخریج مین غریب جدًا لیکن اخراج کیا ابن عدی نے کامل مین ابن عباس سے مرفوعًا تحقیق کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے منع کیا صاحبات فروج کو کہ سوار ہووین زینون پر اور اوسکی اسناد مین علی بن ابی علی قرشی ہی کہا ابن عدی نے مجہول ہی
اور بہر حال اس لفظ حدیث سے مطلب ثابت نہین ہوتا انتہی ما قال الزیلعی **ص** اور اگر نسبت کی طلاق کی اوس جز
کی طرف جو شائع ہی بدن مین جیسے کہا کہ نصف تیرا یا ثلث تیرا طالق ہی تب بھی طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا ہاتھ تیرا یا پیر
یا پیٹھ یا پیٹ تیرا طالق ہی تو طلاق واقع نہوگا اور یہی ظاہر ہی **ف** کیونکہ ان اعضا سے تعبیر کل بدن کی نہین کرتی
ص اور بعضون کے نزدیک پیٹھ یا پیٹ کی طرف نسبت کرنے سے طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو آدھا طلاق ہی یا
تہائی طلاق ہی یا ایک طلاق سے دو تک یا ایک اور دو کے بیچ مین تو ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو ایک طلاق سے
تین طلاق تک یا جو درمیان مین ایک طلاق کے تین طلاق تک ہی تو دو طلاق واقع ہونگے اور اگر کہا کہ تجکو تین نصف ہین
دو طلاق کے تو تین واقع ہونگے اور اگر کہا کہ تین نصف ہین ایک طلاق کے دو طلاق واقع ہونگے اور بعضون کے نزدیک تین
ف اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی **ص** اور اگر کہا کہ تجکو ایک طلاق ہی دو طلاق مین تو ایک واقع ہوگا برابر ہی کہ
نیت ضرب کی کرے یا نکرے **ف** ضرب فن حساب مین اسے کہتے ہین کہ ایک عدد کو دوسرے کے شمار پر بڑھا لین

پہلے عدد کو مضروب اور دوسرے کو مضروب فیہ کہتے ہین اور جو حاصل ہو اوسے حاصل ضرب کہتے ہین مثلا ۴ کو ۵ مین
ضرب کرنا یہ ہی کہ ۴ کو پانچگونہ کرلین کہ ۲۰ ہوتے ہین ۴ مضروب اور ۵ مضروب فیہ اور ۲۰ حاصل ضرب ہوئے
ص اور اگر نیت کی کہ ایک اور دو طلاق ہین تو موطوءہ مین تین طلاق واقع ہونگے اور غیر موطوءہ مین ایک طلاق
واقع ہوگا جیسا کہ واقع ہوتا ہی ایک طلاق اگر کہا غیر موطوءہ کو تیرے کو ایک اور دو طلاق ہین اور اگر نیت کی ایک طلاق
کی ساتھ دو طلاق کے تو تین واقع ہونگے ف چاہے وہ عورت موطوءہ ہو یا نہو ص اور اگر کہا کہ تجکو دو طلاق بیچ
دو طلاق مین اور نیت کی ضرب کی دو طلاق واقع ہونگے ف اور چار واقع نہونگے جیسا کہ وہ حاصل ضرب ہی ص اگر کہا
کہ تجکو اس جگہہ سے طلاق ہی شام تک ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی مکے مین یا گھر مین تو ایک طلاق بالفعل
واقع ہوگا ص اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی جب تو مکے مین داخل ہو یا گھر مین داخل ہو تو جب تک مکے یا گھر مین داخل نہو گی طلاق واقع نہوگا اور اگر
کہا کہ تجکو طلاق ہی کل یا کل کے روز مین تو جسوقت کل کی فجر ہوگی طلاق واقع ہوجاویگا اور دوسری صورت مین ف
یعنی جب کہا کہ تجکو طلاق ہی کل کے روز مین ص اگر نیت عصر کی کریگا تو صحیح ہوجاویگی اور عصر کے وقت طلاق واقع ہوگا
اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی آج کل مین یا کل آج مین تو اول صورت مین آج ہی اور دوسری صورت مین کل کے روز طلاق پڑیگا ف
حاصل یہ ہی کہ جس لفظ کو اول ذکر کریگا اوسی مین طلاق پڑیگا ص اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی قبل اسکے کہ نکاح کرون
مین تجسے یا تجکو طلاق ہی کل روز گذشتہ مین اور نکاح آج کیا ہی طلاق واقع نہوگا اور کہنا اوسکا لغو ہوگا ف
اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین طلاق ہی قبل نکاح کے روایت کیا اوسکو بغوی نے شرح السنہ
مین حضرت علی رض سے اور دوسری حدیث مین ہی کہ نہین طلاق ہی اوسمین جسکا مالک نہین روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابوداؤد
نے ص اگر کسی عورت سے روز گذشتہ کے اول نکاح کیا اور آج کے روز اوس سے کہا کہ تجکو طلاق ہی روز گذشتہ مین
طلاق ابھی واقع ہوجاویگا اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی جب تک کہ مین تجکو طلاق ندون اور پھر چپ رہا طلاق پڑجاویگا اور اگر کہا
کہ تجکو طلاق ہی اگر مین تجکو طلاق ندون تو آخر عمر مین زوج یا زوجہ کے طلاق پڑیگا ف کیونکہ شرط اوسی وقت پائی گئی اور طلاق ندینا
اوسکا متحقق ہوا ص اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی جسوقت کہ مین تجکو طلاق ندون بعد اوسکے پھر کہا کہ تو طالق ہی تو اخیر کے
قول سے طلاق پڑجاویگا تو اگر کہا کہ تجکو تین طلاق ہین جسوقت کہ مین تجکو طلاق ندون تو طالق ہی تو ایک ہی طلاق واقع ہوگا
ف اسواسطے کہ اگر عورت سے کہے کہ تو طالق ہی تو ایک ہی طلاق واقع ہوتا ہی جیسا کہ اوپر گذرا ص اگر
کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا اَمْرُكِ بِيَدِكِ يَوْمَ يَقْدِمُ زَيْدٌ ف یعنی جس روز کہ زید آوے
تو تجکو خیار ہی ص اور زید رات کو آیا طلاق واقع نہوگا ف اور اصل مین اس مقام پر تفصیل کی ہی اور ہمنے اوسکو
اس وجہ سے کہ عوام فہم نتھا ترک کیا ص اور اگر کہا يَوْمَ اَتَزَوَّجُكِ فَاَنْتِ طَالِقٌ ف یعنی جس دن نکاح کرون مین
تجسے تو تو طالق ہی ص اور نکاح کیا رات کو طلاق واقع ہوجاویگا ف اور دلیل اسکی اصل مین مسطور ہی ص
اگر کسی مرد نے دوسرے کی لونڈی سے نکاح کیا اور اوس سے کہا کہ تجکو دو طلاق ہین جب تجکو تیرا مالک آزاد کرے
اور مالک نے آزاد کیا تو دو طلاق پڑجاوینگے اور خاوند کو رجوع جائز ہوگا اسواسطے کہ بعد آزاد ہونے اوسکے کے

خاوند مالک تین طلاق کا ہوجاتا ہی اور اگر مولی نے اپنی لونڈی سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تو آزاد ہی اور اوسکے
خاوند نے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تجکو دو طلاق ہین اور کل کا روز آگیا تو دو طلاق پڑ جاوینگے اور خاوند کو رجوع
جائز نہوگا اور امام محمد کے نزدیک رجوع جائز ہی اور عدت اوسکی سب کے نزدیک تین حیض ہونگے اگر وہ حائضہ ہی اور تین مہینے
اگر وہ آئسہ ہی جیسے عدت حرہ کی ہی اگر خاوند نے اپنی عورت سے کہا کہ مین تجسے جدا ہون ساتھہ نیت طلاق کے یا کہا کہ مین
تجپر حرام ہون ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کہا کہ مین تیری طرف سے طالق ہون کچھہ واقع نہوگا اگرچہ نیت طلاق کی ہو
اور اگر کہا کہ تجکو ایک طلاق ہی یا نہین یا تجکو طلاق ہی ساتھہ موت میری کے یا تیری موت کے تب بھی کچھہ واقع نہوگا اگر کوئی
زوج زوجہ مین سے ایک کا مالک ہوگیا یا اوسکے ایک حصہ کا تو نکاح باطل ہوجاویگا بغیر طلاق کے ف لیکن جب خاوند مالک ہوا
عورت کا تو اسواسطے کہ اب ملک یمین خاوند کو حاصل ہوئی تو ملک نکاح لغو ہوجاویگی اور اگر عورت مالک ہوئی خاوند کی
تو اسواسطے کہ خاوند کو ملک نکاح ہی اور عورت کو ملکت یمین ہوئی تو ایک ہی شخص مالک اور مملوک ہوجاویگا اور وہ باطل ہی
ص اگر خاوند نے اپنی عورت کو اونگلیون کے باطن سے اشارہ کیا ف یعنی ہتیلی عورت کی طرف کی ص تو جتنی اونگلیان
کھڑی ہین اوتنے ہی طلاق واقع ہونگے اور اگر پشت سے اونگلیون کے اشارہ کیا ف یعنی ہتیلی طلاق دینے والے کی طرف ہی
ص تو جتنی اونگلیان بند ہین اوتنے طلاق پڑینگے ف کیونکہ اشارہ کرنا اونگلیون سے واسطے عدد کے اسپر عادت
جاری ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینا یہ ہی یہ ہی یہ ہی اور دسون اونگلیون سے تین بار اشارہ کیا اور
اخیر بار مین ایک اونگلی بند کرلی روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح ہی اوپر شرط بخاری کے اور مروی ہی
یہ حدیث ابن عمر سے صحیحین مین کتاب الصوم مین اور سعد بن ابی وقاص سے بھی ص اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا
کہ تجکو طلاق بائن ہی یا بینہ یا کہا کہ اشد الطلاق یا افحش الطلاق یا اخبث الطلاق یا طلاق الشیطان یا طلاق بدعت
دیا بینہ یا دیا بینہ تجکو طلاق مثل پہاڑ کے یا مثل ہزار طلاق کے یا گھر بھر کے یا طلاق شدید یا طویل یا عریض تو
ان سب صورتون مین ایک طلاق بائن واقع ہوگا مگر جبکہ حرہ مین نیت تین طلاق کی کرے اور لونڈی مین دو کی
تو حرہ مین تین واقع ہونگے اور لونڈی مین دو اور جس شخص نے اپنی عورت کو قبل وطی کے تین طلاق ایک بار دیے
تو تینون واقع ہوجاوینگے لیکن اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی طلاق ہی طلاق ہی تو ایک طلاق ہوگا اور عورت اول طلاق سے بائن ہوگی
اور دوسرا اور تیسرا طلاق واقع نہوگا اور ایسا ہی ہی اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی ایک اور ایک اور ایک اور اگر کسی شخص نے
کہا کہ تجکو طلاق ہی ایک یا طلاق ہین دو یا طلاق ہین تین تو اول صورت مین ایک اور دوسری مین دو اور تیسری مین تین
واقع ہونگے تو اگر وہ عورت مرگئی قبل ذکر کرنے عدد کے تو کلام لغو ہوجاویگا اور کچھ واقع نہوویگا اور اگر کہا کہ تو طالق ہی
ایک قبل ایک کے یا بعد اوسکے ایک ہی تو ایک طلاق واقع ہوگا غیر موطوءہ مین اور موطوءہ مین دو طلاق اور اگر کہا کہ
تو طالق ہی ایک قبل اوسکے ایک اور ہی یا بعد اوسکے ایک ہی یا تو طالق ہی ایک ساتھہ ایک کے یا ساتھہ اوسکے ایک اور ہی
تو غیر موطوءہ مین بھی ان صورتون مین دو طلاق واقع ہوجاوینگے اور اگر کہا کہ تو طالق ہی ایک اور ایک اگر داخل ہووے گھر مین
اور پھر زوجہ گھر مین داخل ہوئی تو دو طلاق پڑجاوینگے برابر ہی کہ موطوءہ ہو یا غیر موطوءہ ف اور اگر شرط کو مقدم کیا

جیسے کہا ص اگر داخل ہووے تو گھر میں تو تجھکو ایک طلاق ہی اور ایک طلاق ہی تو غیر موطوءہ میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک
ایک طلاق واقع ہوگا اور صاحبین کے نزدیک دو طلاق ف اور موطوءہ میں سب کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگے اور
جب طلاق صریح سے فارغ ہوا تو طلاق کنایہ میں شروع کیا اور کہا ص اور دوسری طلاق بالکنایات اور وہ اون لفظ
سے ہوتا ہی جو موضوع واسطے طلاق کے نہیں اور احتمال طلاق کا رکھتا ہی سو ان لفظوں سے طلاق واقع نہوگا مگر ساتھ
نیت کے یا دلالت حال کے ف جیسے ذکر طلاق کا ہو اور یا غصے کے وقت کہے ص الفاظ کنایہ کے یہ ہین
اعتدی یعنی عدت کر استبرئی رحمک یعنی اپنے رحم کو پاک کر انت واحدۃ تو اکیلی ہی اور ان تینوں لفظ سے
ایک طلاق رجعی واقع ہوگا ف یعنی خاوند کو پہونچتا ہی کہ بدون نکاح جدید کے پھر اوس سے جماع کرے اور
رجعت کر لیوے اور فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے سودہ کے عدت کر تو پھر رجعت کی آپ نے اور
ذکر کیا اس حدیث کو امام محمد بن الحسن نے اور باب القسم مین یہ حدیث گذر چکی ص اور انت بائن یعنی تو
جدا ہی انت حرام تو حرام ہی انت خلیۃ تو خالی ہی انت بریئۃ تو بری ہی بیزار ہی حبلک علی غاربک
رسی تیری تیری پیٹھ پر ہی ف غارب کہتے ہین بیچ مونڈہے اور گردن شتر کے اور مراد یہ ہی کہ عرب لوگ کہتے ہین
حبلک علی غاربک یعنی جہان چاہے جا تو ص الحقی باھلک مل جا اپنے لوگون سے وھبتک لاھلک
بخشا میں نے تجکو تیرے اہل کو سرحتک رخصت کیا مین نے تجکو فارقتک چھوڑ دیا مین نے تجکو امرک بیدک تیرا کام
تیرے ہاتھ مین ہی انت حرۃ تو آزاد ہی تقنعی چادر مین لے تخمری چادر اپنے سر پر ڈہانپ لے استتری اپنے تئین
چھپا اغربی دور ہو مجھسے اخرجی نکل جا قومی کھڑی ہو ابتغی الازواج تلاش کر خاوند تلاش تو ان سب صورتون مین
ایک طلاق بائن پڑ جاویگا اگر نیت کی ہو ایک طلاق کی یا دو طلاق کی حرہ مین اور اگر نیت کی تین طلاق کی حرہ مین یا دو کی لونڈی
مین تو اول صورت مین تین اور دوسری مین دو پڑ جاوینگے ف کہا ترمذی نے کہ اختلاف کیا اہل علم نے طلاق بتہ مین
تو حضرت علی رض سے مروی ہی کہ وہ تین طلاق ہین اور حضرت عمر رض سے کہ وہ ایک طلاق ہی اور اہل علم کا مذہب یہ ہی کہ مدار نیت
پر ہی اگر نیت کی تین کی تین واقع ہونگے ورنہ ایک طلاق اور مروی ہی رکانہ بن عبد بن یزید سے کہ انھون نے طلاق دیا
اپنی عورت کو بتہ سو خبر پہونچی اسکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور کہا رکانہ نے کہ قسم اللہ کی مین نے ارادہ ایک کا کیا تھا سو
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اللہ کی نہین ارادہ کیا تھا تو نے مگر ایک کا سو رد کیا اونکی بیوی کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اونپر یعنی نکاح سے رد کیا اخراج کیا اس حدیث کا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور وارد ہوئے
ہین اس باب مین بہت آثار مختلف صحابہ اور تابعین سے ص اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے تین بار کہا اعتدی
اعتدی اعتدی بعد اوسکے دعوی کیا کہ اول اعتدی سے نیت طلاق کی تھی اور دوسرون سے نیت حیض کی تو اگر
اس بات پر قسم کہاوے تو اوسکی تصدیق کرینگے اور اگر کہا کہ اخیر کے دو سے کچھ نیت نہین کی ہی تین طلاق واقع ہو جاوینگے
ف اور اگر تینوں بار مین کچھ نیت نہین کی تو کچھ واقع نہوگا بدایہ ص جاننا چاہیے کہ الفاظ طلاق بائن کے
تین قسم پر ہین بعضے ایسے ہین کہ احتمال رکھتے ہین عورت کے رد کلام کا جیسے اخرجی اذہبی قومی اور بعضے ایسے ہین کہ احتمال رکھتے ہین

وشنام دہی اور بدگوئی کا جیسے خلیۃ بریۃ بتۃ حرام بائن اور بعضے ایسے ہین کہ نہ احتمال رکھتے ہین دشنام کا
اور نہ دشنام دہی کا جیسے اعتدي استبرئی رحمك انت واحدۃ انت حرۃ اختاری امرك بيدك
سرحتك فارقتك تو جب خاوند راضی ہو یعنی غصے مین نہو اور ذکر طلاق کا بھی نہو تو کوئی لفظ سے ان الفاظ مین سے
طلاق واقع نہوگا اور جب غصے مین ہو تو پہلے دو قسم کے الفاظ نیت پر موقوف ہین یعنی اگر نیت کریگا تو طلاق واقع ہوگا
ورنہ نہین واقع ہوگا اور تیسری قسم مین طلاق واقع ہوگا اگرچہ نیت نہو اور جب ذکر طلاق کا ہو تو موقوف رہینگے
الفاظ قسم اول کے نیت پر اور دوسری اور تیسری قسم کے الفاظ سے طلاق واقع ہو جاوینگے اگرچہ نیت نہو

باب تفویض طلاق کے بیان مین

اور جس شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اپنے تئین طلاق دے یا نیت طلاق سے کہا کہ امرك بيدك يا اختاری
زوجہ کو اختیار ہی کہ جس مجلس مین اوسکو علم ہوا ہی طلاق دے لیوے اگرچہ مجلس طویل ہووے اور اگر بعد علم کے پھر زوجہ اوٹھی
یا جو کام کر رہی تھی اوسکو چھوڑ کے دوسرا کام شروع کیا مجلس مختلف ہو جاویگی اور خیار باطل ہوگا ف اور اسپر اجماع
صحابہ کا ہی کہ عورت مخیرہ کو خیار ہی مجلس تک روایت کی عبد الرزاق اور طبرانی نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا انھون نے
جب مالک کر دے مرد عورت کو طلاق کا اور پھر وہ دونون جدا ہو گئے قبل اس بات کے کہ کچھ کہے سو پھر نہین اختیار رہی
اوسکو اور کہا بیہقی نے کہ اوسمین انقطاع ہی درمیان مجاہد اور ابن مسعود کے اور روایت کی عبد الرزاق نے جابر سے
کہ کہا انھون نے جسوقت کہ اختیار دے مرد اپنی عورت کو اور وہ نہ اختیار کرے مجلس مین سو نہین خیار ہی واسطے اوسکے
اور روایت کی ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے تحقیق کہ عمر بن خطاب اور عثمان
بن عفان کہا انھون نے کہ جو مرد مالک کرے اپنی عورت کو اور خیار دے اوسکو پھر دونون جدا ہو جاوین اوس مجلس سے
تو نہین ہی عورت کو خیار اور اب اختیار خاوند کو ہی اور اسناد مین اوسکی مثنی بن الصباح ضعیف ہی اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے
عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ جو شخص خیار دے اپنی عورت کو تو اوسکو خیار ہی جب تک اپنی مجلس مین رہے اور اسناد مین اوسکی
حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہی اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے جابر بن زید اور مجاہد اور شعبی اور نخعی اور عطا اور طاوس سے ایسا ہی
ص اور اگر عورت کھڑی تھی بعد علم کے پھر بیٹھ گئی یا بیٹھی تھی تکیہ لگا لیا یا اپنے باپ کو واسطے مشورت کے طلب کیا
یا گواہون کو واسطے گواہی کے طلب کیا یا جس جانور پر سوار تھی اوسکو کھڑا کر رایا تو ان سب چیزون سے مجلس مختلف نہوگی
اور خیار باطل نہوگا اور کشتی بمنزلے اوسکے گھر کے ہی اور جانور کا چلنا بمنزلے اوسکے چلنے کے ہی تو کشتی کے چلنے سے مجلس
مختلف نہوگی اور جانور کے چلنے سے مجلس مختلف ہو جاویگی اگر کسی مرد نے نیت تفویض سے عورت کو کہا اختاری جائز نہین ہی
کہ نیت تین طلاق کی کرے تو اگر زوجہ نے اوسکے جواب مین کہا کہ اخترت نفسي يا اختار نفسي تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا
ف اور یہی قول ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اور اوسی سے اخذ کیا ہمنے کذا فی المبسوط ص بشرطیکہ زوج یا زوجہ
کسی نے لفظ نفس کا ذکر کیا ہو ف تو اگر زوج نے کہا اختاری اور زوجہ نے کہا اخترت تو وہ باطل ہی اور صاحب ہدایہ
دلیل لائے ہین اس بات پر کہ اگر زوجہ کہا اختار تو بھی طلاق واقع ہوگا حدیث حضرت عایشہ رض سے کہ کہا انھون نے

ف عورت کو طلاق [illegible] کے بیان مین ۱۲

ف مثنی بن الصباح

ف حجاج بن ارطاۃ

ف یعنی اپنی ذات کو [illegible] کیا یا مین اپنی [illegible] کو اختیار کرتی ہون ۱۲

لا بل اخترنا اللہ و رسولہ اور شمار کیا اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب اونکی طرف سے روایت کیا اس حدیث کو
مسلم نے ص اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا اختیار کر لے تو اختیار کرنے کر اور زوجہ نے جواب میں کہا اختیار
کیا مینے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر تین بار کہا اختاری اختاری اختاری اور زوجہ نے جواب میں کہا اختیار کیا
مینے اختیار کرنے کو یا کہا یکہ اختیار کیا مینے پہلے کو یا دوسرے کو یا اخیر کو نزدیک امام صاحب کے تین طلاق واقع ہو جاوینگے
بغیر نیت کے اور اگر کہا طلاق دی یا مینے اپنے نفس کو یا اختیار کیا مینے اپنے نفس کو ساتھ ایک طلاق کے تو ایک طلاق بائن
واقع ہوگا اور ہدایہ میں ہے کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ غلطی ہے کاتب سے اور صحیح یہ ہے کہ
رجعت کا مالک نہوگا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس باب میں دو روایتیں ہیں ایک روایت یہ ہے کہ طلاق رجعی واقع ہوگا
اور دوسری میں یہ ہے کہ بائن ہوگا اور یہی اصح ہے اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ کام تیرا تیرے ہاتھ میں ہے ایک طلاق میں
یا اختیار کر لے ایک طلاق کو اور اختیار کیا عورت نے اپنے نفس کو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور اگر کہا امرک بیدک
اور نیت کی تین کی اور عورت نے کہا کہ اختیار کیا مینے اپنے نفس کو ساتھ ایک کے یا ایک بار تینوں طلاق واقع ہو جاوینگے
اور اگر کہا عورت نے ف یعنی امرک بیدک کے جواب میں جب نیت تین طلاق کی ہو ص طلاق دی یا مینے
اپنے نفس کو ساتھ ایک کے یا اختیار کیا مینے اپنے نفس کو ساتھ ایک طلاق کے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کہا مرد نے
کہ امر تیرا تیرے ہاتھ میں ہے آج کے روز اور بعد کل کے ف یعنی جو پرسوں آویگا ص تو رات داخل نہو گی خیار میں
تو اگر اختیار کیا عورت نے اپنے نفس کو رات میں طلاق واقع نہوگا اور آج کا اختیار باطل ہوگا اگر عورت اوسکو رد کرے
ف یعنی خاوند کو اختیار کر لے کیونکہ خاوند کے اختیار کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتا اور دلیل اوسکی حدیث حضرت عائشہ
کی ہے جو اوپر گذری اور کشف الغمہ میں ہے کہ حضرت ابن عمر اور ابو ہریرہ پوچھے گئے اوس شخص سے جسنے اپنی عورت کو اختیار دیا
اور اوسنے اوسکو رد کیا اور کچھ نکہا تو فرمایا کہ یہ طلاق نہیں ہیں اور ایسا ہی نقل کیا مسروق سے اور حضرت عائشہ سے ص اور
پرسوں کا اختیار باقی رہیگا اور اگر مرد نے کہا کہ امر تیرا تیرے ہاتھ میں ہے آج اور کل تو رات داخل ہو جاویگی خیار میں ف تو اگر
عورت رات کو اپنے نفس کو اختیار کرے طلاق واقع ہو جاویگا ص اور کل کا اختیار باقی نہیں رہیگا اگر آج عورت
اوسکو رد کرے ف اور دلیل اسکی اصل اور ہدایہ میں مذکور ہے ص اور اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ طلاق دے
تو اپنے نفس کو اور نیت نکی یا نیت کی ایک طلاق کی اور عورت نے اپنے نفس کو طلاق دی یا تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگا ف
اور اگر عورت اس صورت میں اپنے نفس کو تین طلاق دیوے تو ایک ہی واقع ہوگا اور باقی لغو ہوینگے ص اور اگر عورت
نے اپنے نفس کو تین طلاق دیے اور خاوند نے اوسکی نیت کی ہے تو تینوں طلاق پڑ جاوینگے اور اگر مرد نے نیت کی
دو طلاق کی اور عورت نے اپنے کو دو طلاق دیے ایک ہی طلاق واقع ہوگا مگر جب وہ منکوحہ لونڈی ہو کیونکہ دو اوسکے
حق میں بمنزلے تین کے ہیں حرہ میں ف اور دلیل اسکی ہدایہ میں مسطور ہے ص اگر مرد نے کہا کہ تو
اپنے نفس کو طلاق دے اور عورت نے اوسکے جواب میں کہا کہ مینے اپنے نفس کو تجھسے بائن یعنی جدا کیا تو ایک ہی
طلاق رجعی واقع ہوگا اور اگر کہا کہ اختیار کیا مینے اپنے نفس کو اوسکے جواب میں تو کچھ نہیں واقع ہوگا ف یعنی خاوند نے کہا

طلقی نفسک ثلثا اور عورت نے کہا اخترت نفسی تو کچھ نہیں واقع ہوگا کیونکہ یہ الفاظ طلاق سے نہیں اور بعد تخییر کے اگر یہ لفظ کہے تو طلاق پڑ جاویگی کیونکہ یہ اجماع صحابہ سے ثابت ہوا ہے جیسا کہ اوپر گذرا ص اگر مرد نے کہا عورت سے کہ اپنے نفس کو طلاق دے تو اب خاوند کو رجوع نہیں پہونچتا ف یعنی قبل عورت کے طلاق لینے کے خاوند کو اس بات کا اختیار نہیں کہ اپنے قول سے پھر جاوے اور کہے کہ اب میں اجازت طلاق کی نہیں دیتا ص اور زوجہ کو بھی جائز نہیں کہ بعد تبدیل مجلس کے طلاق دے لیوے اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اپنی سوکن کو طلاق دے یا کسی دوسرے مرد سے کہا کہ میری عورت کو طلاق دے تو جائز ہے کہ قبل دینے کے ف یعنی قبل اس بات کے کہ زوجہ اوسکی اپنی سوکن کو طلاق دے یا دوسرا مرد اسکی بیوی کو ص اپنے قول سے پھر جاوے اور قول اوسکا مقید ساتھ مجلس کے نہوگا ف یعنی اوس مرد کو پہونچتا ہے کہ بعد تبدیل مجلس کے بھی جب چاہے اسکی بیوی کو طلاق دیوے اور اسی طرح اسکی زوجہ کو اختیار ہے کہ بعد تبدیل مجلس کے بھی جب چاہے اپنی سوکن کو طلاق دیوے ص اور اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ جب چاہے تو اپنے نفس کو طلاق دے تو اس صورت میں بعد تبدیل مجلس کے بھی زوجہ کو اختیار ہے طلاق دینے کا اور اگر کہا کسی مرد سے کہ اگر چاہے تو میری زوجہ کو طلاق دے جائز نہیں ہے کہ اپنے قول سے پھر جاوے اور اوس شخص کو اختیار مجلس تک رہیگا تو اگر بعد تبدیل مجلس کے وہ طلاق دے طلاق واقع نہوگا ف اور دلیل اسکی اصل میں گذری ص اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اپنے تئین تین طلاق دے اور اوسنے اپنے تئین ایک طلاق دیا ایک طلاق واقع ہوجاویگا اور اگر مرد نے کہا کہ ایک طلاق دے اور عورت نے تین دیے تو امام صاحب کے نزدیک کچھ واقع نہوگا اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر مرد نے کہا کہ اپنے کو ایک طلاق بائن دے اور اوسنے ایک طلاق رجعی دیا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کہا کہ ایک طلاق رجعی دے اور اوسنے اپنے تئین ایک طلاق بائن دیا ایک طلاق رجعی واقع ہوگا ف اسواسطے کہ مخالفت زوجہ کی لغو ہے تو مرد کے قول کے موافق طلاق واقع ہوگا ص اور اگر شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تین طلاق دے تو اپنے نفس کو اگر چاہے تو اور اوسنے ایک طلاق دیا تو کچھ واقع نہوگا اور اگر کہا کہ ایک طلاق دے تو اپنے تئین اگر چاہے اور اوسنے تین دیے تو امام صاحب کے نزدیک کچھ واقع نہوگا اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو طالق ہے اگر چاہے تو اور عورت نے جواب میں کہا کہ چاہا میں نے اگر تو چاہتا ہے اور پھر مرد نے کہا چاہا میں نے تو کچھ واقع نہوگا اگرچہ نیت طلاق سے کہا ہو اور اگر کہا کہ چاہا میں نے طلاق تیرا عورت کے جواب میں تو طلاق واقع ہوگا اگر نیت طلاق سے کہا ہو ف اور اصل میں اس مقام پر تفصیل کی ہے اور ہمنے اوسکو ترک کیا ص اور ایسا ہی ہے جو طلاق کہ موقوف کیا جاوے ایک امر معدوم پر ف جیسے اس جگہہ عورت نے خاوند کی مشیت پر طلاق موقوف کیا تھا (یعنی واقع نہوگا ۱۲) اور وہ ایک امر غیر معلوم ہے ص اور اگر موقوف کرے طلاق کو ایک امر موجود پر جیسے کہے چاہا میں نے اگر آسمان اوپر ہو زمین کے تو طلاق واقع ہوگا ف تو اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو طالق ہے اگر چاہے تو اور اوسنے کہا چاہا میں نے اگر باپ میرا گھر میں ہے اور باپ اوسکا گھر میں تھا تو طلاق پڑ جاویگا اور اگر نہیں تھا تو طلاق نہ پڑیگا ص اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تجکو طلاق ہے جسوقت یا جب کبھی چاہے تو تو زوجہ کے رد کرنے سے رد نہوگا اسواسطے

کہ خاوند نے اوسکو مالک طلاق کا کیا ہی تو جسوقت عورت چاہیگی فقط ایک طلاق پڑجاویگا اور اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ
تو طالق ہی جتنے مرتبہ چاہے تو تو عورت کو درست ہی کہ اپنے تئین ایک طلاق دیوے پھر ایک طلاق تین تک اور یہ جائز نہین
کہ تینون طلاق ایک بار دیوے اور اگر بعد تین طلاق دینے کے پھر دوسرے خاوند سے نکاح کیا اور پھر پہلے خاوند
پاس لوٹ آئی تو اب اوسکو اختیار نہین کہ اپنے تئین طلاق دے لیوے اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا
تجکو طلاق ہی جس جگہہ یا جہان چاہے تو تو عورت کو جائز ہی کہ اوسی مجلس مین طلاق دے لیوے اور بعد تبدیل مجلس
کے نہین اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہی جس طور کا چاہے تو اور زوجہ نے جواب مین کہا کہ ایک طلاق بائن چاہا میننے یا تین طلاق
سوا تو چاہا میننے خاوند کے تو جو چاہا ہی اوس موافق طلاق پڑجاویگا ف یعنی اگر ایک طلاق بائن چاہا ہی تو ایک طلاق بائن پڑیگا
اور تین چاہے تو تین پڑجاوینگے ص اور اگر خاوند نے نیت کی تین کی اور عورت نے ایک طلاق بائن کی یا خاوند نے ایک
طلاق بائن کی اور عورت نے تین طلاق کی تو دونون صورتون مین ایک طلاق رجعی واقع ہوویگا اور اگر خاوند نے کچھہ نیت
نہین کی تو جو عورت چاہے گی اوس موافق طلاق واقع ہوگا اور اگر زوجہ نے کچھہ نہ چاہا تو بھی امام صاحب کے نزدیک
ایک طلاق رجعی واقع ہوجاویگا اور صاحبین کے نزدیک کچھہ نہ واقع ہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا
کہ طلاق دے تو اپنے تئین جتنے چاہے تو جتنے کہ مجلس مین چاہیگی واقع ہوجاوینگے اور اگر زوجہ نے رد کیا یا مجلس
بدل گئی اختیار باطل ہوگیا اور جو کہا کہ طلاق دے تو اپنے تئین تین مین سے جتنے چاہے تو عورت کو اختیار ہی کہ
ایک طلاق دے یا دو اور تین طلاق دینے کا اختیار نہین اور صاحبین کے نزدیک درست ہی کہ تین طلاق دے لیوے

باب الحلف بالطلاق

اور جسوقت اضافت کی طلاق کی طرف نکاح کے تو طلاق بعد نکاح کرنے کے واقع ہوگا جیسے کہے کسی عورت اجنبیہ سے
اگر نکاح کرون مین تجسے تو تو طالق ہی یا کہے کہ جو عورت کہ نکاح کرون مین اوس سے تو وہ طالق ہی ف تو ان
دونون صورتون مین جب نکاح کریگا طلاق واقع ہوویگا مگر دوسری صورت مین جس عورت سے نکاح کریگا فوراً طلاق
پڑجاویگا ص اور امام شافعی کے نزدیک طلاق واقع نہوگا کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین طلاق ہی
قبل نکاح کے ف یہ حدیث مروی ہی جابر سے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی طلاق مگر بعد نکاح کے
اور نہین ہی آزاد کرنا مگر بعد ملک کے روایت کیا اوسکو ابو یعلی نے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور روایت کی ابن ماجہ نے
بھی مثل اسکے مسور بن مخرمہ سے اور اسناد اوسکی حسن ہی اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین ہی کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین قبول ہوتی ہی نذر آدمی کی اوسمین کہ اختیار مین نہین اور نہ آزادی اوسمین کہ اختیار
مین نہین اور نہ طلاق اوس عورت مین کہ اختیار مین نہین نکالا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اور صحیح کیا اوسکو اور
نقل کیا بخاری سے کہ وہ اصح ہی اس باب مین او رحدیثون سے اور دلیل ہماری اس باب مین ہمارے مین کو ہی اور کہا
صاحب ہدایہ نے کہ حدیث محمول ہی اوس صورت پر کہ طلاق کو بالفعل واقع کرے قبل نکاح کے جیسے کہے کہ تو طالق ہی
تو اس صورت مین ہمارے نزدیک بھی طلاق واقع نہوگا اور یہ معنی اسکے منقول ہین شعبی اور زہری سے روایتکی

ابو بکر رازی نے زہری سے کہ کہا انھون نے یہ جو حدیث ہو کہ نہین طلاق ہی قبل نکاح کے تو یہ اوس صورت مین ہی کہ کہا کوئی شخص کہ نکاح کر فلانی عورت سے اور جب کہے کہ اوسکو طلاق ہی لیکن جس شخص نے کہا کہ اگر نکاح کرون مین فلانی عورت سے پس وہ طالق ہی تو جب نکاح کریگا اوس سے طلاق واقع ہوگا اور یہی روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے مصنف مین زہری سے کہ کہا انھون نے جو شخص کہے کہ جو عورت نکاح کرون مین اوس سے تو وہ طالق ہی اور جو لونڈی کہ خریدون مین وہ آزاد ہی تو جیسا اوسنے کہا ویسا ہی ہوگا تو کہا معمر نے کیا نہین مراد ہوا ہی کہ نہین طلاق ہی قبل نکاح کے اور نہین آزادی ہی مگر بعد ملک کے کہا زہری نے یہ اوس صورت مین ہی کہ کہے کوئی شخص کہ فلانے کی عورت طالق ہی اور غلام فلانے کا آزاد ہی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین سالم اور قاسم اور عمر بن عبد العزیز اور شعبی اور نخعی اور زہری اور اسود اور ابی بکر بن عمرو بن حزم اور عبد اللہ بن عبد الرحمن اور مکحول سے کہ کہا ان سب نے جب کہے کہ اگر نکاح کرون مین فلانی سے پس وہ طالق ہی یا جسدن نکاح کرون مین فلانی سے پس وہ طالق ہی یا جو عورت کہ نکاح کرون مین اوس سے سو وہ طالق ہی تو جیسا اوسنے کہا ویسا ہی ہوگا اور ایک لفظ مین ہی جائز ہی یہ اوسپر یہ مضمون زیلعی تخریج ہدایہ مین ہی ص اور شرط صحت تعلیق طلاق کی یہ ہی کہ یا اضافت کرے طرف ملک کے ف جیسے کہ اوپر گذرا مثلا کہے اجنبیہ سے کہ اگر نکاح کرون مین تجھسے تو تو طالق ہی ص یا تعلیق کے وقت ملک موجود ہو تو اگر کسی اجنبیہ سے کہا کہ اگر کلام کرون مین تجھسے تو تو طالق ہی اور بغیر نکاح کرے کے اوس سے کلام کیا تو طلاق واقع نہوگا ف اسواسطے کہ دونون شرطین فوت ہوئین کیونکہ نہ اضافت کی طلاق کی طرف نکاح کے اور نہ ملک کا وجود تھا وقت تعلیق کے ص اور اگر اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہوگی تو تو طالق ہی اور وہ گھر مین داخل ہوئی تو طلاق پڑجاویگا اسواسطے کہ وقت تعلیق کے اس جگہہ ملک موجود ہی اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر گھر مین آوے تو یا جب گھر مین آوے تو یا جسوقت گھر مین آوے تو تو طالق ہی تو بعد گھر مین آنے کے ایک طلاق واقع ہوگا اور بعد اوسکے شرط پوری ہوجاویگی یعنی پھر بعد اسکے اگر گھر مین جاویگی تو اب طلاق نہ پڑیگا اور اگر کہا کہ جس مرتبہ گھر مین آوے تو تو تجکو طلاق ہی تو جو بار گھر مین آویگی طلاق واقع ہوویگا اور بعد تین طلاق واقع ہونے کے شرط تمام ہوجاویگی تو اگر بعد تین طلاق واقع ہونے کے حلالہ کرکے پھر اوس سے نکاح کیا تو اب جو گھر مین آویگی طلاق واقع نہوگا اور اگر کہا کہ جس مرتبہ نکاح کرون مین تجھسے تو تو طالق ہی تو شرط باطل نہوگی پھر اگر بعد حلالہ کے بھی اوس سے نکاح کریگا طلاق واقع ہوجاویگا اور بعد یمین کے اگر زوال ملک[سلہ] ہو تو یمین باطل نہوگی تو اگر شرط اپنی ملک مین متحقق ہوئی یمین تمام ہوجاویگی اور طلاق واقع ہوگا ف صورت اسکی یہ ہی کہ اپنی عورت سے کہا کہ اگر اس گھر مین آویگی تو تو طالق ہی بعد اوسکے پھر ایک طلاق بائن بالفعل اوسکو دیکے جدا کیا اور عدت تمام ہونے کے بعد پھر اوس سے نکاح کرلیا اور اب وہ عورت گھر مین داخل ہوئی تو وہ شرط پہلے کی متحقق ہوگی اور طلاق پڑجاویگا اگرچہ درمیان مین اسکی ملک زوجہ سے زائل ہوگئی تھی ص اور اگر شرط اپنی ملک مین متحقق نہوئی تو یمین تمام ہوجاویگی اور کچھہ واقع نہوگا ف صورت اسکی یہ ہی کہ اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر اس گھر مین آویگی تو تجکو طلاق ہی بعد اسکے اوسکو ایک طلاق بائن بالفعل دیدیا اور بعد گذرنے عدت کے وہ عورت گھر مین داخل ہوئی تو قسم تمام ہوگئی یعنی ساقط ہوگئی اور طلاق واقع نہوگا کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین طلاق ہی اوس عورت مین کہ

[سلہ] یعنی ملک نکاح ۱۲

نہ مالک ہوا اوسکا تو اگر پھر اب اوس سے نکاح کریگا اور وہ پھر گھر مین داخل ہوگی طلاق واقع نہوگا ص اگر کسی شخص نے
اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہو تو تجکو تین طلاق ہین اور پھر مرد کو یہ منظور ہوا کہ گھر مین جاوے اور تین
طلاق نہ پڑین تو اوسکا حیلہ یہ ہے کہ بالفعل اوس عورت کو ایک طلاق بائن دیوے اور بعد عدت گذرنے کے وہ
گھر مین داخل ہو پھر اوس سے نکاح کرے تو اب گھر مین داخل ہونے سے طلاق واقع نہوگا کیونکہ یمین باطل ہوگئی ف
اس سبب سے کہ وہ پہلے ایک بار گھر مین جا چکی ص اگر شرط کے پائے جانے اور نہ پائے جانے مین اختلاف ہوا ف
مثلاً خاوند نے کہا کہ تو گھر مین نہین آئی تھی اور عورت نے کہا آئی تھی ص تو قول خاوند کا معتبر ہوگا مگر یہ کہ عورت گواہ لاوے
اپنے دعا پر اور جو شرط ایسی ہو کہ بدون زوجہ کے کہے معلوم نہین ہوتی تو اوسمین قول زوجہ کا معتبر ہوگا اوسی کے حق مین
ف اور غیر کے حق مین معتبر نہوگا ص مثلاً خاوند نے کہا کہ اگر تجکو حیض آوے تو تو اور فلانی میری بیوی طلاق ہے یا کہا کہ
اگر تو اللہ کے عذاب کو دوست رکھتی ہے تو تجکو طلاق ہے اور غلام میرا آزاد ہے اور عورت نے کہا مین حائضہ ہوئی یا مین دوست
رکھتی ہون اللہ کے عذاب کو تو اول صورت مین فقط اوسکو طلاق ہوجاویگا اور دوسری بیوی پر طلاق نہ پڑیگا اور دوسری صورت
مین بھی اوسی کو طلاق پڑیگا اور غلام آزاد نہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تجکو حیض آوے تو تو طالق ہے پھر اوسکو
حیض آیا تو جب تین دن برابر خون دیکھے گی اوسوقت حکم کرینگے طلاق کا اول روز سے اسواسطے کہ بعد دیکھنے خون کے تیسرے دن
معلوم ہوگا کہ خون اول روز کا حیض ہے تو اوسی روز سے طلاق کا حکم ہوگا اور جو پھر کہا کہ اگر تجکو ایک حیض آوے تو طالق ہے
تو جب حیض سے پاک ہوویگی اوسوقت طلاق واقع ہوگی کیونکہ ایک حیض اوسی وقت پورا ہوگا اور اگر کہا کہ جو ایک روز روزہ رکھے گی
تو تجکو طلاق ہے اور اوسنے روزہ رکھا تو آفتاب کے غروب کے وقت جسدن روزہ رکھا ہے طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ اگر
تو روزہ رکھے گی تو تجکو طلاق ہے ف اور قید ایک روز کی نہ کی ص اور اوسنے روزہ رکھا طلاق واقع ہوگا اگرچہ ایک
ساعت بھی رکھے اور جو کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر لڑکا جنے گی تو تجکو ایک طلاق ہے اور اگر لڑکی جنے گی تو تجکو دو
طلاق ہین اور زوجہ نے اوسکی دونون کو جنا اور معلوم نہین کہ اول کسکو جنا تو قاضی حکم کریگا ایک طلاق کا اور فیما بینہ اور
فی مابین اللہ دو طلاق واقع ہونگے ف تو اگر قبل اسکے عورت کو ایک طلاق دے چکا تھا تو اوسکو چاہیے کہ پھر وطی نکرے
اوس سے یہانتک کہ حلالہ نہووے اگرچہ قاضی اوسکی حلت کا حکم کرے ص اور عدت تمام ہوجاویگی دوسرے کے جننے سے
ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ص اور اگر طلاق کو
معلق کیا دو چیزون کے ساتھ تو جب دوسری چیز پائی جاویگی اور ملک قائم ہو طلاق واقع ہوگا برابر ہے کہ دونون چیزین
ملک مین پائی جاوین ف جیسے کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو کلام کرے زید اور عمرو سے تو طالق ہے اور
زوجہ نے دونون سے کلام کیا اور نکاح قائم ہے ص یا دوسری چیز فقط ملک مین ہووے اور اول نہووے ف
جیسے کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو کلام کرے زید اور عمرو سے تو تجکو طلاق ہے اور پھر بعد اسکے ایک طلاق
بالفعل اوسکو دیدیا اور جب عدت تمام ہوئی اوسنے زید سے کلام کیا بعد اوسکے پھر اوسکو خاوند نکاح مین لایا اور بعد
نکاح کے اوسنے عمرو سے کلام کیا تو طلاق واقع ہوجاویگا ص اور اگر دونون مین سے کوئی ملک مین نہووے

ف جیسے زوجہ نے بعد گذرنے عدت کے زید اور عمرو دونون سے کلام کیا ص یا اول جیز ملک مین ہووے اور دوسری نہووے ف جیسے زوجہ نے حالت نکاح مین کلام کیا زید سے اور پھر خاوند نے اوسکو ایک طلاق بالفعل دیدیا اور بعد گذرنے عدت کے اوسنے عمرو سے کلام کیا ص تو طلاق واقع نہوگا اور تنجیز ف یعنی بالفعل طلاق دیدینا ص باطل کرتا ہی تعلیق کو تو اگر تعلیق کی تین طلاق کی کسی شرط پر اور پھر قبل وجود شرط کے تین طلاق بالفعل دیدئے اور بعد اوسکے وہ عورت حلالہ ہوکے پھر اوسی خاوند پاس لوٹ آئی اور اب شرط متحقق ہوئی تو کچھ نہ واقع ہوگا ف مثال اسکی یہ ہی کہ زید نے اپنی زوجہ رحیمہ سے کہا کہ اگر تو گھر مین جاوے تو تجکو تین طلاق ہین اور پھر رحیمہ کو تین طلاق بالفعل دیدئے اور رحیمہ نے بعد گذرنے عدت کے بکر سے نکاح کیا اور بکر نے اوس سے جماع کرکے پھر اسکو طلاق دیدیا اور بعد گذرنے عدت کے رحیمہ سے زید نے پھر نکاح کر لیا اور اب رحیمہ گھر مین داخل ہوئی تو کچھ واقع نہوگا ص اگر کسی شخص نے تین طلاق کو معلق کیا اوپر وطی کے یعنی یہ کہا کہ اگر مین تجسے وطی کرون تو تجکو تین طلاق ہین اور پھر حشفے کو فرج مین داخل کیا اس طرح پر کہ دونون ختنے مل گئے تو خاوند پر عقر واجب ہوگا اگرچہ دیر کی ہو ف اور اگر باہر نکال کے پھر داخل کرے تو عقر واجب ہوگا ھدایہ ص اور عقر کہتے ہین مہر مثل کو اور بعضون کے نزدیک عقر اجرت ہی وطی کی اگر زنا حلال ہووے اور ایسا ہی حکم ہی اگر سید نے اپنی لونڈی کی آزادی وطی پر معلق کی اور اگر زوجہ کو طلاق رجعی اوسکی وطی پر معلق کیا تو فقط داخل کرنے سے رجعت متحقق نہوگی جب تک نکالکے پھر نڈالے اور جو نکالکے ڈالے تو رجعت ثابت ہوگی اور عقر واجب ہوگا ف اور امام ابی یوسف کے نزدیک طلاق رجعی مین فقط دیر تک ڈالے رہنے سے بھی رجعت ثابت ہوگی ھدایہ ص اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا تجکو طلاق ہی انشاء اللہ تعالی طلاق واقع نہوگا ف اسواسطے کہ ہدایہ مین ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے حلف کھائی ساتھ طلاق یا عتاق کے اور کہا انشاء اللہ اوس سے ملا ہوا تو نہین حنث ہی اوسپر کہا زیلعی نے تخریج مین غریب ہی اس لفظ سے اور روایت کی قسم توڑنا ۱۲ ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رض سے کہ فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے جسنے قسم کھائی پھر کہا انشاء اللہ تو اوسپر حنث نہین اور صحیح کیا اس حدیث کو ابن حبان نے اور روایت کی ابن عدی نے کامل مین عطاء سے انھون نے ابن عباس رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے کہا اپنی عورت سے تو طالق ہی انشاء اللہ یا اپنے غلام سے تو آزاد ہی یا مین جاؤنگا خانہ کعبہ مین انشاء اللہ تو اوسپر کچھ حنث نہین اور اسناد مین اوسکی اسحق کعبی ہی ضعیف کیا اوسکو دار قطنی نے اور روایت کی عبد الرزاق اور دار قطنی نے مکحول سے انھون نے معاذ بن جبل سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین پیدا کیا اللہ نے دوست زیادہ عتاق سے اور دشمن زیادہ طلاق سے تو جس شخص نے آزاد کیا اور کہا انشاء اللہ تو نہین ہی استثنا واسطے اوسکے اور غلام آزاد ہی اور جسوقت کہ طلاق دیا اور استثنا کیا تو واسطے اوسکے ہی استثنا اوسکا اور نہین طلاق ہی عورت پر انتہی اور ذکر کیا اوسکو عبد الحق نے احکام مین جہت دار قطنی سے اور کہا کہ اسناد مین اوسکی حمید بن مالک ہی اور وہ ضعیف ہی اور کہا بیہقی نے کہ یہ حدیث ضعیف ہی اور مکحول نے معاذ سے نہین سنا اور وہ منقطع ہی ص اگر حیض وجہ قبل کہنے

انشاء اللہ سے مرجاوے اور اگر زوج قبل کہنے انشاء اللہ کے مرگیا طلاق واقع ہوگی ف یعنی سارا لفظ انشاء اللہ کا نکہہ سکا بلکہ کچھ کہا تھا کہ موت آگئی ص اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا تجکو تین طلاق ہین مگر دو تو ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو تین طلاق ہین مگر ایک تو دو طلاق واقع ہونگے ف اسواسطے کہ اول صورت مین اوسنے تین سے دو نکال لیے تو ایک دیا اور دوسری صورت مین تین سے ایک نکالا تو دو رہ گئے ص اور اگر کہا تجکو تین طلاق ہین مگر تین تو تین واقع ہونگے ف اسواسطے کہ نکال لینا کل کا کل سے صحیح نہین ۱۲

باب طلاق مریض کے بیان مین

جو شخص کہ غالب اوسکی ہلاکت ہی بسبب مرض کے ہو یا نہو جیسا کہ وہ شخص جو واسطے حاجتون کے گہر سے باہر نہین نکل سکتا اگرچہ گہر کے اندر اوسپر قدرت رکہتا ہی یا جو صف قتال مین واسطے قتال کے آگے کیا جاوے یا اوسکو واسطے قتل کے باہر لاوین قصاص مین یا رجم مین اگر اوسی حالت مین مرجاوے چاہیے دوسرے سبب سے مرا ہو وسے تو تصرف اوسکا ثلث مال سے زیادہ مین درست نہین اور اگر طلاق بائن دے ویسے اپنی عورت کو اور مرجاوے اوسی سبب سے یا دوسرے سبب سے تو وہ عورت اوسکی وارث ہوگی ف جب کہ وہ عورت عدت مین ہو اور اگر بعد عدت کے مرگیا تو وارث نہوگی ہدایہ ص اور امام شافعی کے نزدیک وارث نہوگی ف اور امام مالک کے نزدیک بعد عدت کے بھی وارث ہوگی اور دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے عمر اور عائشہ رض اور ابن مسعود اور ابراہیم اور شریح اور طاوس رض سے کہ وارث ہوگی عورت مریض کی جبتک وہ عدت مین ہو اور یہی روایت کی امام محمد نے ابراہیم سے انھون نے شریح سے کہ حضرت عمر نے لکہا طرف اوسکے کہ جو شخص طلاق دے اپنی عورت کو تین اور وہ مریض ہو تو وارث کرو اوسکو جبتک وہ عدت مین ہو اور جب اوسکی عدت گذر جاوے تو نہین ہی میراث واسطے اوسکے اور موطا مین ہی مالك أنه سمع ابن شهاب يقول إذا طلق الرجل امرأته ثلثا وهو مريض فإنها ترثه یعنی کہا ابن شہاب نے کہ جب طلاق دے مرد اپنی عورت کو اور وہ مریض ہو تو وہ عورت وارث ہوگی اوسکی اور وارث کیا حضرت عثمان رض نے عبدالرحمن بن عوف کی عورت کو اور اونھون نے طلاق بائن دی تھا اوسکو مرض مین اور نقل کیا امام مالک نے کہ عدت اوسکی گذر گئی تھی اور روایت کی شافعی نے اور لوگون سے سواے مالک کے کہ عبدالرحمن بن عوف مرے اور بیوی اونکی عدت مین تھی ایسا ہی ہی تہذیب الاسماء مین کہا شیخ ابن الہمام نے کہ قول مالکیہ کا کہ حضرت عثمان رض نے وارث کیا تھا اوسکو بعد عدت کے معارض ہی ساتھ قول جمہور کے کہ وہ عدت مین تھی ص لیکن اگر ایک طلاق دی یا دو طلاق دیے تو امام شافعی کے بھی نزدیک محروم نہوگی اور اسی طرح اگر طلاق دی یا اوسکو کنایات سے کیونکہ ہمارے نزدیک عورت مریض کی وارث ہوتی ہی اور لیکن نزدیک امام شافعی کے سو اسواسطے کہ کنایات اونکے نزدیک طلاق رجعی ہین لیکن اگر اپنی زوجہ سے خلع کیا تو بالاتفاق وارث نہوگی اگرچہ وہ اوسی حال مین مرا ہووے اسواسطے کہ وہ عورت خود راضی ہوگئی ساتھ جدائی کے اور مال دے کے طلاق لے لیا اور اگر ایسے مریض کی زوجہ نے ایک طلاق رجعی طلب کیا اور اوسنے اوسکو تین طلاق دے دیے تو ہمارے نزدیک زوجہ

اوسکی وارث ہوگی اور یہی وارث ہوگی اگر اوسکی عورت نے عدت مین اپنے خاوند کے بیٹے کو بوسہ یا شہوت سے ہوا سطے
کہ زوجہ ساتھ طلاق بائن کے جدا ہوئی ہے نہ ساتھ بوسہ ابن زوج کے اور جو ایسا مریض ہے اور اوسنے اگر اپنی زوجہ سے
لعان کیا **ف** اور لعان کا بیان آگے آتا ہے **ص** اور بسبب لعان کے دونون مین جدائی ہوگئی اور زوج
اوسی حالت مین مرا زوجہ وارث ہوگی اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ چار ماہ تک زوجہ سے قربت نکریگا اور چار ماہ تک
اوس سے قربت نہوا اور دونون مین جدائی ہوگئی بعد اوسکے زوج اوسی حالت مین مرگیا تو زوجہ وارث ہوگی اور جو
باہر گھر کے واسطے حوائج کے باہر آوے اگرچہ بیمار ہو یا اوسکو تپ ہو اور جو کہ بند ہو جاوے یا صف قتال مین ہو
یا قصاص اور رجم کے واسطے قید ہو اور اپنی جورو کو طلاق بائن دیوے تو بعد اوسکے مرنے کے زوجہ وارث نہوگی
اگرچہ اوسی حالت مین مرا ہووے یا قتل ہووے اور جو اوسکی زوجہ نے اوس سے خلع کر لیا یا اپنی زوجہ کو اختیار
طلاق کا دیا اور زوجہ نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا زوجہ کے حکم سے اوسکو تین طلاق دیے زوجہ اوسکی وارث نہوگی
ف اسواسطے کہ زوجہ ان صورتون مین خود راضی طلاق سے ہوگئی **ص** اور اگر بے حکم زوجہ کے اوسکو
تین طلاق دیے اور پھر اوس مرض سے صحت پا کے مرگیا تب بھی وارث نہوگی **ف** اسواسطے کہ جب وہ مریض بیچ مین
اچھا ہوگیا تو حکم مرض کا باقی نہ رہیگا **ص** اور اگر ایسے مریض نے عورت سے کہا کہ مینے تجکو تین طلاق صحت مین
دیے تھے اور عورت نے تصدیق کی اور عدت گذر گئی یا زوجہ کو اوسکے حکم سے تین طلاق دیے بعد اوسکے خاوند نے
اقرار کیا کہ زوجہ کا مجپر کچھ قرض ہے یا کچھ اوسکو وصیت کی تو اگر وصیت یا اقرار کم ہے میراث سے تو اوسکو اقرار اور وصیت کے
موافق ملیگا اور اگر میراث کم ہے اقرار سے یا وصیت سے تو میراث ملیگی بہر حال جو کم ہوگا وہی ملیگا **ف** اور صاحبین کے
نزدیک اقرار اور وصیت اوسکا صحیح ہے تو دونون صورتون مین موافق اقرار یا وصیت کے ملیگا **ص** اور جو ایسے مریض
نے اپنی زوجہ کے تین طلاق کو معلق کیا ایسی شرط پر کہ وہ زوجہ کے اختیار مین نہین ہے جیسے کسی وقت کے ساتھ
یا فعل سے کسی اجنبی کے **ف** اور شرط پائی گئی مثلاً کہا کہ اگر رجب آوے تو تجکو تین طلاق ہین یا زید نماز پڑھے تو تجکو
تین طلاق ہین **ص** اور اوسی حالت مین مرگیا تو زوجہ وارث ہوگی اور اگر حالت صحت مین تعلیق کی تو وارث نہوگی
اور جو ایسے مریض نے اپنی زوجہ کے تین طلاق کو اپنے فعل پر معلق کیا تو زوجہ اوسکی وارث ہوگی اگرچہ حالت صحت مین
تعلیق کی ہو اور مرد کو اوس فعل سے چارہ ہے جیسے بات کرنے پر اجنبی سے یا چارہ نہین ہے جیسے کھانا طعام کا اور
نماز فرض اور بات کرنا ماں باپ سے اور اگر زوجہ کے فعل پر معلق کیا اور تعلیق اور فعل زوجہ کا دونون مرض مین واقع ہوئے
اور فعل ایسا ہے کہ عورت کو اوس سے چارہ ہے جیسے بات کرنا اجنبی سے تو عورت وارث نہوگی اور اگر اوس فعل سے
عورت کو چارہ نہین ہے جیسے نماز فرض اور کھانا طعام کا تو وارث ہوگی اور اگر تعلیق صحت مین ہے اور زوجہ کو اوس فعل سے
چارہ ہے تو وارث نہوگی اور اگر چارہ نہین ہے تو شیخین کے نزدیک وارث ہوگی اور نزدیک امام محمد اور زفر کے وارث نہوگی
ف اور فخر الاسلام نے ذکر کیا مبسوط مین کہ صحیح قول امام محمد کا ہے **ص** اور اگر طلاق رجعی معلق کیا کسی شرط پر
اور قبل گذرنے عدت کے عورت مرگئی تو ان سب صورتون مین وارث ہوگی **ف** برابر ہے کہ طلاق دیا ہو صحت مین

یا مرض مین اوسکی طلب سے یا بغیر اوسکی طلب کے اپنے فعل پر معلق کیا ہو یا زوجہ کے فعل پر چارہ ہو یا نہو چلپی
ص اور تمام صورتون مین اگر زوج بعد تمام ہونے عدت زوجہ کے مرا تو بالاتفاق اوس سے وارث نہوگی تو میراث
خاص ہے اوسی معتدہ مین جب مرجاوے خاوند اور عدت نہ گذری ہو ف اسواسطے کہ لکھا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طرف
شریح کے کہ جو شخص تین طلاق دیوے اپنی عورت کو اور وہ مریض ہو تو وارث کرو اوسکو جب تک وہ عدت مین ہو اور
جب اوسکی عدت گذر جاوے تو نہین ہے میراث واسطے اوسکے روایت کیا اوسکو امام محمد نے اور امام مالک کے
نزدیک بعد عدت کے بھی وارث ہوگی جب تک وہ غیر سے نکاح نہ کرے جیسا کہ اوپر اسکا بیان تفصیل گذر چکا

باب رجعت کے بیان مین

اور جب طلاق دے مرد اپنی عورت کو ایک طلاق رجعی یا دو طلاق رجعی تو جائز ہے خاوند کو کہ عدت کے اندر پھر اوس سے رجعت
کرے برابر ہے کہ وہ راضی ہو یا نہو ش اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ
اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ترجمہ اور جب طلاق دو تم عورتون کو اور پہونچ جاوین وہ قریب اپنی
میعاد کے تو روک رکھو اونکو موافق دستور کے ص اور یہ حرہ مین ہے اور اگر لونڈی ہو تو ایک طلاق کے بعد اوس سے
رجعت درست ہے فقط ف اسواسطے کہ دو طلاق کے بعد لونڈی ایسی ہو جاتی ہے جیسے حرہ بعد تین طلاق کے
کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق لونڈی کے دو ہین اور عدت اوسکی دو حیض ہین اور یہ حدیث اوپر گذری
ص اگر کہے کہ رجوع کیا مینے تجھسے یا رجوع کیا مینے اپنی عورت سے رجوع ثابت ہوگا اور اگر وطی کی یا بشہوت اوسکو
(اگر عورت حاضر ہو ۱۲) (اگر عورت غائب ہو ۱۲)
مس کیا یا اوسکی شرمگاہ کی طرف بشہوت نظر کی تب بھی رجعت صحیح ہے اور امام شافعی کے نزدیک بغیر زبان کے کہے کے
رجعت ثابت نہوگی ش اور دلیل ہماری قول اللہ تعالی کا ہے فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اور یہ مطلق ہے ص اگر زبان
سے کہکے رجعت کرے تو مستحب ہے کہ اوسپر گواہ کرے اور عورت کو آگاہ کر دے کہ مینے تجھسے رجعت کی ف اور
گواہ کرنے کے یہ معنی ہین کہ جب رجعت کا ارادہ کرے تو دو مردون کے سامنے کہدے کہ تم گواہ رہنا کہ مینے اپنی عورت سے
رجعت کی ص اور اگر شہادت نکرے تو بھی رجعت صحیح ہے ف اور یہی مذہب ہے امام احمد اور امام مالک کا اور
امام شافعی کے نزدیک ایک روایت مین رجعت نہین صحیح ہے مگر گواہون کے سامنے اور دلیل لاتے ہین ساتھ قول
اللہ تعالی کے سورہ طلاق مین وَاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ اور ہم کہتے ہین کہ یہ امر واسطے استحباب کے ہے
اور دلالت کرتا ہے اسپر کہ اللہ تعالی نے فرقت مین بھی فرمایا ہے فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اور جیسا کہ فرقت مین شہادت
شرط نہین ایسا ہی رجعت مین اور بھی دلیل ہماری وہ ہے جو روایت کی ابوداود نے سنن مین کہ عمران بن حصین پوچھے گئے
اوس شخص سے کہ طلاق دے اپنی عورت کو پھر جماع کرے اوس سے اور نہ گواہی کرے طلاق اور رجعت پر سو کہا کہ طلاق دیا
اوسنے خلاف سنت کے اور رجعت کی خلاف سنت کے گواہ کر لے طلاق پر اور رجعت پر کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ رجعت مین گواہ کرنا مسنون ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے اور بھی اس حدیث مین اشارہ ہے کہ رجعت جماع سے بھی ہو جاتی ہے
نہ فقط قول سے اور یہی ہمارا قول ہے ص اور جو شخص کہ اپنی عورت کو طلاق رجعی دے تو مستحب ہے کہ اوسپر داخل ہووے

بدون اذن کے او خبردار کرنیکے **ف** اور یا ثور ہی یہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضہ سے **ص** اگر خاوند نے طلاق رجعی کی عدت گذرنیکے بعد دعوی کیا کہ مینے عدت مین عورت سے رجعت کی تھی اور عورت نے اوسکی تصدیق کی تو رجعت ثابت ہوگی اور اگر تکذیب کی تو دعوی باطل ہی اور رجعت ثابت نہوگی اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک عورت پر اس صورت مین قسم نہین کیونکہ رجعت اون چیزون مین سے ہی کہ امام صاحب کے نزدیک اونمین قسم نہین **ف** اور صاحبین کے نزدیک قسم لازم آویگی **ص** اگر خاوند نے عورت سے طلاق رجعی کی عدت مین کہا کہ مینے تجھسے رجعت کی اور عورت نے کہا عدت میری گذر گئی اگر اوس مدت مین احتمال اوسکا ہی یعنی عدت گذرنے کا ۱۲ منہ تو امام صاحب کے نزدیک عورت کا قول معتبر ہوگا اور رجعت ثابت نہوگی اور نزدیک صاحبین کے رجعت ثابت ہوجاویگی اور اسی طرح اگر لونڈی کے خاوند نے بعد عدت گذرنے کے اوسکے مالک سے کہا کہ مینے اوس سے رجعت کرلی تھی عدت مین اور مالک نے اوسکی تصدیق کی اور لونڈی نے اوسکی تکذیب کی تو امام صاحب کے نزدیک قول لونڈی کا معتبر ہوگا اور صاحبین کے نزدیک قول مولی کا اور اسی طرح اگر لونڈی سے اوسکے خاوند نے کہا کہ مینے تجھسے رجعت کی اور لونڈی نے کہا کہ عدت میری گذر گئی اور مولی او خاوند نے اسکا انکار کیا تو بھی امام صاحب کے نزدیک قول لونڈی کا معتبر ہوگا اور صاحبین کے نزدیک قول زوج اور مولی کا **ف** اور دلیل اسکی ہدایہ مین مذکور ہی **ص** جو عورت کہ عدت مین ہی اگر اوسکا تیسرا حیض دسوین روز تمام ہو تو بمجرد پاک ہونے کے عدت تمام ہوگئی اور اگر دس روز سے کم مین پاک ہوئی تو جب تک کہ غسل نکرے یا وقت نماز فرض کا اوسپر نگذر جاوے یا تیمم کرکے نماز نہ ادا کرے عدت تمام نہوگی اور اگر اوسنے غسل کیا اور ایک عضو کا دھونا بھول گئی اور خاوند نے رجعت کرلی درست ہی اور اگر ایک عضو سے کم چھوٹ گیا تو رجعت ثابت نہوگی **ف** اور امام ابی یوسف سے مروی ہی کہ مضمضہ اور استنشاق ترک کرنا بمنزلے ترک کرنے ایک عضو کامل کے ہی اور اونھی سے ایک روایت مین اور امام محمد کے نزدیک وہ ایک عضو کے حکم مین نہین اسواسطے کہ اونکی فرضیت مین اختلاف ہی بخلاف اور اعضا کے کذا فی الہدایہ **ص** اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ حاملہ کو طلاق رجعی دیا اور اوسکے ساتھ وطی کرنے سے انکار کیا بعد اوسکے پھر اوس سے رجعت کرلی اور زوجہ بعد طلاق کے چھ مہینے سے کم مین جنی تو رجعت صحیح ہوگی کیونکہ معلوم ہوا کہ زوجہ وقت طلاق کے حاملہ تھی اور بغیر وطی کے حاملہ نہین ہوتی تو خاوند اپنے انکار مین کاذب ہوگا اسواسطے کہ لڑکا واسطے صاحب فراش کے ہی **ف** اور اس باب مین حدیث وارد ہی ابو ہریرہ رضہ نے نقل کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکا صاحب فراش کا ہی اور زانی کو محرومی ہی روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے حدیث سے اونکی اور حضرت عائشہ رضہ کی ایک قصے مین اور روایت کیا اوسکو نسائی نے ابن مسعود سے اور ابو داؤد نے عثمان رضہ سے **ص** اور اگر کسی نے ایک طلاق رجعی دیا اور وطی سے انکار کیا بعد اوسکے ایام عدت مین اوس سے رجعت کرلی تو صحیح ہی **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور اگر بعد خلوت کے عورت کے ساتھ اوسکو طلاق رجعی دیا اور وطی سے انکار کیا بعد اوسکے اوس سے رجعت کی رجعت صحیح نہوگی مگر یہ کہ وہ عورت وقت طلاق سے قبل گذرنے دو سال کے لڑکا جنی تو رجعت درست ہوگی اسلیے کہ جب دو برس سے کم مین بچہ ہوا تو معلوم ہوا کہ وقت رجعت کے حمل موجود تھا **ص** اور اگر کسی

شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو جنے گی تو تجھکو طلاق ہی تو جب وہ عورت جنے گی طلاق پڑجاویگا اور اگر بعد چھہ مہینے
کے یا زیادہ کے دوسرا لڑکا جنی تو رجعت ثابت ہوگی اور اگر کم میں چھہ مہینے سے جنی تو رجعت نہوگی **ف** اور
دلیل اسکی اصل میں مسطور ہی **ص** اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ جب تو جنے گی تو تجھکو طلاق ہی پھر اوس عورت
تین حمل میں تین بار جنی تین طلاق پڑجاوینگے اور دوسرے لڑکے سے اور تیسرے لڑکے سے رجعت ہوجاویگی **ف**
اسواسطے کہ جب پہلا لڑکا پیدا ہوا تو طلاق پڑگیا اور عورت معتدہ ہوگئی اور دوسرے لڑکے سے پھر خاوند کی رجعت ہوگئی
اور دوسرا طلاق پڑگیا اور تیسرے لڑکے سے پھر خاوند کی رجعت ثابت ہوگئی اور تیسرا طلاق پڑگیا ھدایہ **ص** جس
عورت کو طلاق رجعی دیا ہو تو وہ عدت میں زینت کرے اور اپنے تئین آراستہ کرے تاکہ خاوند رغبت کرے اور اوس سے
رجعت کرے **ف** ہدایہ میں ہی کہ رجعت مستحب ہی اور زینت برانگیختہ کرتی ہی رجعت پر تو زینت بھی مشروع ہوگی انتہی
اور کشف الغمہ میں ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ رکھتے تھے طلاق کو بے ضرورت اور رخصت دیتے تھے وقت
ضرورت کے **ص** اور خاوند کو جائز نہیں کہ زوجہ کو جو عدت میں طلاق رجعی کے ہو اپنے ساتھ سفر میں لیجاوے یہانتک
کہ اوسکی رجعت پر گواہ کرے **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ الآیہ یعنی نہ نکالو انکو
اونکے گھروں سے آخر آیت تک کفایہ حاشیہ ہدایہ میں ہی کہ یہ آیت نازل ہوئی اون عورتوں میں جو معتدہ ہیں طلاق رجعی سے
اور مراد یہاں یہی کہ شہادت کردینا مستحب ہی جیسا کہ اوپر گذرا **ص** اور خاوند کو جائز ہی کہ اپنی زوجہ سے جسکو طلاق رجعی
دیا ہو وطی کرے اور امام شافعی کے نزدیک وطی درست نہیں یہانتک کہ زبان سے رجعت کرے اور ہمارے
نزدیک وطی خود رجعت ہی **ف** اور یہی قول ہی امام احمد کا اور ہماری دلیل قول ہی عمران بن حصین کا جیسا کہ گذرا
روایت کیا اوسکو ابوداؤد نے اور دوسرے یہ کہ وہ بمنزلہ زوجہ کے ہی کیونکہ اگر اوسکو دوسرا طلاق دے تو پڑجاتا ہی
اور وارث ہوتی ہی اور تیسرے یہ کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ اور خاوند اونکے زیادہ حقدار
ہیں اونکے پھیر لینے پر اور خاوند عورت کا نہیں ہوسکتا جب تک وہ عورت اوسکی زوجہ نہو اور تفصیل اسکی تفاسیر میں
مذکور ہی **ص** اور جب عورت کو طلاق بائن دے تین سے کم تو مرد کو جائز ہی کہ اوس عورت سے عدت میں یا بعد
عدت کے نکاح کرے **ف** اسواسطے کہ جب تین طلاق دیگا تو اوسکا حکم آگے آتا ہی **ص** اور اگر تین طلاق
دے آزاد کو یا دو لونڈی کو تو پھر اوسکو حلال نہیں ہوتی جب تک کہ وہ عورت دوسرے خاوند سے نکاح نکرے اور
نکاح صحیح ہو اور وہ پھر اوسکو طلاق دے یا مرجاوے اور عدت گذرجاوے یہ مذہب اکثر لوگوں کا ہی اور سعید بن المسیب کے
نزدیک دوسرے خاوند کی وطی شرط نہیں بلکہ فقط نکاح کافی ہی اور دلیل لاتے ہیں ساتھ قول اللہ تعالی کے حَتَّى تَنْكِحَ
زَوْجًا غَيْرَهُ کے اور ہماری دلیل حدیث عسیلہ کی ہی اور وہ حدیث مشہور ہی اوس سے زیادتی کلام اللہ پر درست ہی
تو حلالہ کرنا بدون وطی کے مخالف ہی اس حدیث کے یہانتک کہ اگر قاضی اسکا حکم دے تو حکم اوسکا جاری نہوگا **ف** میزان شعرانی
میں ہی کہ اتفاق کیا ائمہ اربعہ نے کہ جو شخص تین طلاق دیدے اپنی عورت کو تو پھر اوسکو وہ درست نہیں یہانتک کہ
دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور نکاح سے مراد اس مقام پر وطی ہی اور نکاح صحیح کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر

نکاح فاسد سے وطی ہو تو حلال نہوگی انتہی اور حدیث عسیلہ[۱] یہ ہی کہ داخل ہوئی عورت رفاعہ قرظی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور کہا کہ تحقیق رفاعہ نے طلاق بائن دیا مجکو اور عبد الرحمن بن زبیر نے نکاح کیا مجسے اور اوسکے پاس کنارہ ہی کپڑے[۲] کا اور پکڑ لیا اپنی چادر کے کنارے کو سو تبسم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا کہ شاید تو چاہتی ہی کہ پھر رفاعہ کے پاس چلی جاوے نہین ہوگا یہ جب تک تو نہ چکھے شیرینی عبد الرحمن بن زبیر کی اور وہ شیرینی تیری (مراد جماع ہی ۱۲) روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم اور اصحاب سنن نے اور ایک روایت مین صحیحین کے ہی کہ تین طلاق دیے تھے اوسکو رفاعہ نے اور ایسا ہی اخراج کیا اوسکا مالک نے موطا مین اور نام رفاعہ کی عورت کا تیمہ بنت وہب تھا اور بھی روایت کی جماعت نے حضرت عایشہ رضہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے اوس شخص سے کہ تین طلاق دے اپنی زوجہ کو اور پھر نکاح کرے وہ عورت کسی اور سے اور طلاق دے وہ اوسکو قبل جماع کے کیا حلال ہی وہ عورت اب پہلے خاوند کیواسطے فرمایا آپ نے نہین یہان تک کہ چکھے وہ دوسرا خاوند مزہ اوسکا جیسا کہ چکھا تھا اول خاوند نے اور بھی اخراج کیا ابن المنذر نے مقاتل بن حبان سے مانند اسکے **ص** اور جو لڑکا قریب بلوغ کے ہو وہ بھی حلالہ مین مثل بالغ کے ہی **ف** جب حشفہ فرج مین داخل ہو جاوے اور لڑکا بعضون نے لکھا ہی کہ بارہ برس کا ہووے اور بعضون نے لکھا ہی کہ دس برس کا ہو اور ہدایہ مین ہی کہ معنی اسکے یہ ہین کہ آلت اوسکی متحرک اور شہوت ہوتی ہو اور نہایہ مین ہی نقلاً عن التمرتاشی کہ اگر بہت بوڑھا شخص اپنی آلت کو ہاتھ کے زور سے داخل کردے تو حلالہ ثابت نہوگا بہرحال شہوت اور ادخال معتبر ہی **ص** اور ایسے لڑکے کو مراہق کہتے ہین یعنی قریب بلوغ کے ہووے اور اوسکے امثال جماع کرتے ہون اور ضرور ہی کہ آلت اوسکی متحرک ہو اور اشتہا ہووے جماع کی اور اگر نکاح کیا عورت سے شرط پر حلالہ کے تو مکروہ ہی **ف** مثلاً کہے کہ نکاح کرتا ہون مین تجسے اس شرط سے کہ حلال کردونگا تجکو یا عورت یہ کہے اور چلپی حاشیۂ شرح وقایہ مین ہی کہ اگر دونون اپنے دل مین نیت کرین اور شرط نکرین زبان سے تو مکروہ نہین بلکہ اجر پاوینگے واسطے قصد اصلاح کے اور یہ نکاح اسواسطے مکروہ ہی کہ لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے والے پر اور جسکے واسطے حلال کیجاوے روایت کیا اوسکو دارمی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے اور ابن ماجہ نے حضرت علی اور ابن عباس اور عقبہ بن عامر سے اور ظاہر یہ ہی کہ یہ قول مقتضی ہی تحریم[۱] کو **ص** لیکن حلال ہو جاویگی واسطے اول خاوند کے اور جسوقت کہ طلاق دی عورت آزاد کو ایک یا دو اور عدت اوسکی گذر گئی اور اوسنے دوسرے خاوند سے نکاح کیا پھر اول خاوند پاس لوٹ آئی تو اب پھر اول خاوند مالک تین طلاق کا ہوگیا اور امام محمد کے نزدیک مالک ایک طلاق کا رہیگا اگر دو طلاق دے چکا تھا اور دو طلاق کا اگر ایک دے چکا تھا **ف** اجماع کیا ایمۂ اربعہ نے کہ دوسرا خاوند ساقط کردیتا ہی تین طلاقون کو اول خاوند سے تو اگر پھر وہ عورت اول خاوند پاس لوٹ آوے مالک تین طلاق کا ہو جاویگا اور تین سے کم مین اختلاف ہی اور ہماری دلیل قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعنت کی اللہ نے حلال کرنے والے پر اور جسکے واسطے حلال کی جاتی ہی تو معلوم ہوا کہ دوسرا خاوند حلت کا ثابت کرنیوالا ہی اور دوسرے یہ کہ جب تین طلاق کو ساقط کردیا تو تین سے کم کو بدرجۂ اولی ساقط کردیگا اور بھی دلیل ہماری وہ ہی جو روایت کی محمد بن الحسن نے کتاب الآثار مین ابن عباس سے اِنَّہٗ قَالَ یَھْدِمُ الزَّوْجُ الثَّانِی الْوَاحِدَۃَ وَالثِّنْتَیْنِ وَالثَّلٰثَ

سلہ فرمایا حضرت عایشہ رضہ نے کہ عسیلہ جماع ہی ۱۲

سلہ یعنی اسکا کپڑا یعنی اوسکا آلہ نرم ہی اور قادر نہین جماع پر ۱۲ منہ سلمہ ربہ

سلہ [illegible]

یعنی ساقط کردیتا ہی دوسرا خاوند ایک طلاق اور دو اور تین کو اور ایسا ہی کہا ابن عمر رضنے اور امام محمد کی دلیل وہ ہی جو روایت کی بیہقی نے طریق شافعی سے حمید بن عبد الرحمن اور عبد اللہ بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار سے کہ ان سبھنے سُنا ابو ہریرہ رضسے کہ فرماتے تھے پوچھا مینے عمر بن الخطاب رض سے اوس شخص سے کہ طلاق دیا اپنی عورت کو ایک یا دو پھر عدت اوسکی گذر گئی اور نکاح کیا اوسنے دوسرے خاوند سے اور پھر نکاح کیا اوس سے اول خاوندنے کہا حضرت عمر رضنے کہ وہ عورت اوتنے ہی طلاق پر ہی جتنے باقی رہے ہے اور بھی روایت کی بیہقی نے حکم بن عیینہ سے انھون نے یزید بن جابر سے انھون نے اپنے باپ سے کہ سُنا انھون نے حضرت علی رض بن ابی طالب سے کہ فرماتے تھے وہ عورت اوتنے پر ہی جتنے طلاق باقی رہے ہے یہ خلاصہ ہی اوسکا جو ذکر کیا اس مقام پر زیلعی نے تخریج ہدایہ مین ص اور جس عورت کو تین طلاق دیئے ہین اگر اوسنے بعد ایسی مدت کے کہ اوسمین حلالہ ہوسکتا ہی کہا کہ مین حلالہ سے فارغ ہوئی اور خاوند کو گمان غالب ہوا کہ یہ سچی ہی تو اوسکو درست ہی کہ اوسے نکاح مین لاوے اور بعضون نے کہا ہی کہ اقل اس مدت کے اونتالیس روز ہین اسواسطے کہ حلالہ مین تین حیض اور دو طہر ضرور ہین اور اقل مدت حیض کی تین روز ہین اور طہر کے پندرہ دن تو سب ملاکر اونتالیس روز ہوئے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

باب ایلاء کے بیان مین

ایلاء شرع مین اسے کہتے ہین کہ خاوند قسم کھالے کہ مدت ایلاء مین مین عورت سے قریب نہونگا اور مدت ایلاء کی واسطے آزاد عورت کے چار مہینے ہین ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ الآیۃ ترجمہ جو لوگ کہ ایلاء کرتے ہین اپنی عورتون سے انتظار ہی چار مہینے کا ص اور واسطے لونڈی کے دو مہینے ہین ف اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک مدت ایلاء کی واسطے لونڈی اور آزاد دونون کے لیے چار مہینے ہین اور امام مالک کے نزدیک مدت ایلاء کی واسطے غلام کے دو مہینے ہین اور واسطے مرد آزاد کے چار مہینے تو وہ مدت ایلاء مین اعتبار مردون کا کرتے ہین اور ہم عورتون کا ص اور حکم ایلاء کا یہ ہی کہ اگر وطی نکی چار مہینے تک تو بعد گذرنے مدت کے ایک طلاق بائن پڑجاویگا ف اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی اور ایمہ ثلثہ کے نزدیک بعد گذرنے چار مہینے کے طلاق واقع نہوگا بلکہ مولی ٹھہرایا جاویگا کہ یا رجوع کرے یا طلاق دیوے اور دلیل اونکی وہ ہی کہ روایت کی بخاری نے حضرت ابن عمر سے کہ کہا انھون نے جسوقت کہ گذر جاوین چار ماہ ٹھہرایا جاویگا یہان تک کہ طلاق دیوے اور روایت کی مالک نے موطا مین حضرت علی رض بن ابی طالب سے کہ وہ فرماتے تھے جسوقت کہ ایلاء کرے مرد اپنی عورت سے تو نہ واقع ہوگا اوسپر طلاق تو اگر گذر جاوین چار مہینے ٹھہرایا جاویگا یہان تک کہ طلاق دیوے یا رجوع کرلے اور روایت کی امام احمد نے حدیث حبیب بن ثابت سے انھون نے طاوس سے انھون نے عثمان سے مانند اسکے اور جواب اسکا یہ ہی کہ معارض ہی حدیث بخاری کے وہ جو اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَبِیْبٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ قَالَا اِذَا اٰلٰی فَلَمْ یَفِیْ حَتّٰی مَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ فَهُوَ تَطْلِیْقَةٌ بَائِنَةٌ یعنی فرمایا حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن عمر نے

کہ جسوقت ایلا کرے اور نہ رجوع کرے یہان تک کہ گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق بائن ہی اور معارض ہی روایت
مالک کے وہ جو روایت کی عبد الرزاق نے معمر سے انھون نے قتادہ سے کہ حضرت علیؓ اور عبد اللہ بن مسعود تھے فرماتے جسوقت کہ گذر جاوین
چار مہینے تو وہ ایک طلاق ہی اور عورت حقدار ہی اپنے نفس کی اور عدت کرے عدت مطلقہ کی اور بھی اخراج کیا عبد الرزاق
نے معمر سے انھون نے قتادہ سے تحقیق کہ حضرت علیؓ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ ان سبنے فرمایا
کہ جسوقت گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق ہی اور عورت مستحق ہی اپنے نفس کی اور عدت کرے عدت مطلقہ کی
اور معارض ہی روایت احمد کے وہ جو روایت کی عبد الرزاق نے معمر سے انھون نے عطا خراسانی سے انھون نے ابی سلمہ
بن عبد الرحمن سے کہ عثمانؓ بن عفان اور زید بن ثابت فرماتے تھے ایلا وہین کہ جسوقت گذر جاوین چار مہینے سو وہ ایک طلاق ہی
اور عورت حقدار ہی اپنے نفس کی اور عدت کرے عدت مطلقہ کی کہا شیخ ابن الہمام نے وہ جو روایت کی ہمنے عثمان بن عفان اور زید
بن ثابت سے بہتر ہی اوس سے کہ روایت کیا اوسکو احمد نے عثمان سے اسواسطے کہ ہماری سند جید ہی موصول ہی بخلاف روایت
امام احمد کے کیونکہ اوسمین حال رجال کا معلوم نہین حبیب تک اور مفصل کیا انھون نے اوسکو اور نہین معلوم ہی کہ طاوس نے
اخذ کیا ہی عثمان سے اور وہ جو روایت کی ہی مالک نے محمد بن علی سے انھون نے علیؓ بن ابی طالب سے مرسل ہی مثل روایت قتادہ
کے اور دونون ہم عصر ہین اور وہ جو روایت کی ہمنے عبد اللہ بن عمر اور ابن عباس سے رجال اونکے سب ایسے ہین کہ اخراج کیا
اونسے شیخان نے صحیحین مین تو نہین تفوق ہی روایت بخاری کو ابن عمر سے ہماری روایت پر اور مین کہتا ہون کہ اور بھی صحابہ
سے مثل ہمارے مروی ہی اخراج کیا دارقطنی نے مسلم بن شہاب سے انھون نے سعید بن المسیب سے اور ابی بکر بن عبد الرحمن سے
تحقیق کہ عمر بن الخطابؓ فرماتے تھے جسوقت کہ گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق ہی اور خاوند مالک ہی اوسکے رد کا
جبتک وہ عدت مین ہی مگر اس سے ثابت ہوتا ہی کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوتا ہی اور سند عبد الرزاق مین ہی حَدَّثَنَا
مَعْمَرٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ آلَى النُّعْمَانُ مِنِ امْرَأَتِهِ وَكَانَ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ مَسْعُودٍ
فَضَرَبَ فَخِذَهُ وَقَالَ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ فَاعْتَرِفْ بِتَطْلِيقَةٍ یعنی ایلا کیا نعمان نے اپنی عورت
سے اور تھے بیٹھے نزدیک حضرت عبد اللہ بن مسعود کے تو ماری انھون نے ران اپنی اور کہا کہ جسوقت گذر جاوین چار مہینے
تو سمجھ لے ایک طلاق اور زیلعی تخریج ہدایہ مین ہی کہ نکالا ابن ابی شیبہ نے مانند ہمارے مذہب کے ابن الحنفیہ و شعبی اور نخعی
اور مسروق اور حسن اور ابن سیرین اور قبیصہ اور سالم اور ابی سلمہ سے اور بھی نکالا دارقطنی نے ان سب سے اور بھی اخراج کیا
عبد الرزاق نے عطا اور جابر بن زید اور عکرمہ اور ابن المسیب اور ابی بکر بن عبد الرحمن اور مکحول سے مثل ہمارے مذہب کے
اور حلیہ مین ہی وَهُوَ الْمَأْثُورُ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَالْعَبَادِلَةِ الثَّلٰثَةِ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رِضْوَانُ اللهِ تَعَالٰى
عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ اور کہا امام محمد نے موطا مین پونہچا ہمکو حضرت عمر اور عثمان اور تین عبد اللہ سے اور زید بن ثابت سے کہ
کہتے تھے جسوقت کہ ایلا کیا مرد نے اپنی عورت سے اور گذر گئے چار مہینے قبل رجوع کے تو وہ عورت بائن ہوگئی ساتھ
ایک طلاق بائن کے اور فرمایا حضرت عبد اللہ بن عباس نے تفسیر آیہ شریف مین مانند اسکے اور ابن عباس ہی وہ جاننے والا ہی
تفسیر قرآن کو غیر سے اور یہی قول ابی حنیفہ کا ہی اور اکثر فقہا کا انتہی ص لغوی معنی ایلا کے قسم کی اگر قسم کھاویگا

ف یعنی عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن مسعود [illegible]

تو ایلاء ثابت نہوگا **ف** اسواسطے کہ ہدایہ مین ہی فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نہین ایلاء اوس سے کم مین چار مہینے سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے کہ کہا انھون نے جب ایلاء کرے مرد عورت اپنی سے ایک مہینے یا دو مہینے یا تین مہینے اور میعاد تک نہ پہونچے یعنی چار مہینے تک تو نہین ہی وہ ایلاء اور اخراج کیا مانند اسکے عطاء اور طاوس اور سعید بن جبیر اور شعبی سے اور روایت کی بیہقی نے کہ کہا ابن عباس نے تھا ایلاء جاہلیت کا ایک برس اور دو برس اور زیادہ اس سے اور اللہ نے مقرر کیا اسکے واسطے چار مہینے کو تو اگر کم ہو چار مہینے سے تو نہین ہی ایلاء وہ ایسا ہی ذکر کیا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین **ص** اور اگر وطی کر لی مدت ایلاء مین تو قسم مین حانث ہوگا اور کفارہ یا جزا لازم آویگی **ف** اور اسکا بیان آگے آتا ہی **ص** اگر کسی مرد نے اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی مین تجھسے قربت نہ کرونگا یا قسم خدا کی چار مہینے تک قربت نکرونگا یا کہا کہ اگر مین تجھسے نزدیکی کرون تو مجھپر حج ہی یا روزہ ہی یا صدقہ ہی یا تو طلاق ہی یا غلام میرا آزاد ہی تو ان سب صورتون مین ایلاء ثابت ہوگا **ف** اور یہی قول ہی امام شافعی رح کا اور دلیل اسکی یہ ہی کہ فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس نے جو قسم کہ مانع ہو جماع سے تو وہ ایلاء ہی ذکر کیا اوسکو شیخ عبدالوہاب شعرانی نے کشف الغمہ مین **ص** اب اگر مدت ایلاء مین اوسکے ساتھ نزدیکی کرے تو اگر قسم اللہ کے ساتھ کھائی ہی تو کفارہ قسم کا لازم آویگا **ف** اور ذکر کیا اس مسئلے کو میزان مین مسائل مجمع علیہا سے مگر قول قدیم شافعی مین کہ اونکے نزدیک کفارہ لازم نہین آتا اسواسطے کہ آگے اللہ تعالی فرماتا ہی فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ سو اگر رجوع کرین تو اللہ بخشنے والا ہی بڑا مہربان اور اللہ تعالی نے جب وعدہ کیا مغفرت کا تو اب اوسکا گناہ عفو ہو گیا اور کفارہ لازم نہوگا اور ہمارا جواب یہ ہی کہ وہ وعدہ مغفرت کا آخرت مین ہی اس سبب سے کہ حانث ہوا یمین مین اور فرمایا اللہ تعالی نے وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗ الایہ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَاْتِ بِمَا هُوَ خَيْرٌ ثُمَّ لْيُكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ یعنی جو شخص کہ قسم کھاوے کسی امر پر اور پھر دوسرے کام کو بہتر دیکھے تو کرے وہ کام اور کفارہ دے قسم کا اور بیان کفارہ قسم کا اور اس حدیث کا کتاب الیمین مین انشاء اللہ آویگا اور روایت کی ترمذی نے عایشہ رض سے کہ کہا انھون نے کہ ایلاء کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیون سے اور حرام کیا پھر کیا حرام کو حلال اور دیا قسم کا کفارہ کہا شیخ ابن حجر نے کہ راوی اوسکے سب ثقہ ہین اور یہ حدیث ظاہر ہی کہ ہمارے مطلوب پر دلالت کرتی ہی **ص** ورنہ جزا **ف** یعنی حج کی صورت مین حج کرنا پڑیگا اور روزے کے صورت مین روزہ اور غلام آزاد ہونے کی صورت مین غلام آزاد ہو جاویگا **ص** اور ساقط ہو جاویگا ایلاء اور اگر اوس مدت مین اوس سے وطی نہ کی ایک طلاق بائن پڑ جاویگا **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذر چکی **ص** اور حلف موقت ساقط ہو جاویگی **ف** حلف موقت اوسکو کہتے ہین کہ اوسمین کوئی مدت معین مذکور ہووے **ص** تو اگر پھر اوس سے نکاح کرے اور چار مہینے تک اوس سے نزدیکی نکرے طلاق واقع نہوگا اور حلف مؤبد ساقط نہوگی **ف** یعنی جس حلف مین کوئی مدت مقرر نکرے مثلا یون کہے قسم خدا کی مین تجھسے قربت نکرونگا **ص** تو اگر بعد نکاح کے پھر چار مہینے تک

اوس سے نزدیکی نکریگا پھر طلاق واقع ہوگا پھر اگر اوس سے نکاح کرے اور نہ قربت کرے چار مہینے تو پھر ایلاء واقع ہوگا اور یہ
تیسری طلاق ہی اور عورت بائن ہوجاویگی **ف** یعنی اب بدون حلالہ کے اوس سے نکاح درست نہین **ص**
اور اگر بعد تین طلاق کے اور حلالہ کے پھر اوس سے نکاح کیا تو ایلاء ساقط ہوجاویگا اور قسم باقی رہیگی تو اب اگر چار مہینے تک
اوس سے نزدیکی نکریگا طلاق واقع نہوگا اسواسطے کہ ایلاء باقی نہین رہا اور اگر نزدیکی کریگا حانث ہوگا اور کفارہ یا جزا
لازم ہوگی اسواسطے کہ قسم باقی ہی اور یہ صورت جب ہی کہ قسم کو سوا طلاق کے اور چیزون پر معلق کیا ہو اور اگر طلاق پر ہو
ف جیسے کہے اگر مین تجھسے نزدیکی کرون تو تو طالق ہی **ص** تو قسم باقی نرہیگی اسواسطے کہ تنجیز یعنی بالفعل تین طلاق
دے دینا باطل کرتا ہی تعلیق کو **ف** جیساکہ اوپر کتاب الطلاق مین بیان کرچکے تو صورت مسئلہ کی یہ ہی کہ کسی شخص نے
اپنی عورت سے کہا کہ اگر مین تجھسے قربت کرون تو تجھکو طلاق ہی اور پھر بالفعل اوسکو کسی طرح سے تین طلاق دیدیے اور وہ عورت
بعد حلالہ کے پھر نکاح مین آئی تو اب اگر قربت کریگا طلاق واقع نہوگا اسواسطے کہ تنجیز باطل کرتی ہی تعلیق کو **ص** اور
اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی مین تجھسے نزدیکی نکرونگا دو مہینے اور دو مہینے بعد ان دو مہینون کے تو
ایلاء ثابت ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ دو مہینے مین تجھسے قربت نکرونگا اور ایکدن توقف کرکے پھر کہا قسم خدا کی مین
تجھسے دو مہینے قربت نکرونگا بعد اون دو مہینون کے جو اول ہین اسکے تو ایلاء نہوگا اسواسطے کہ پہلے دن تو قسم کھائی تھی
دو مہینے پر **ف** اور دو مہینے سے ایلاء ثابت نہوگا **ص** اور دوسرے دن قسم کھائی چار مہینے پر مگر ایکدن کم **ف**
اسواسطے کہ اول دو مہینون سے ایکدن گذر گیا ہی تو سب چار مہینے پورے نہوئے تو مدت ایلاء کی تمام نہوگی **ص** اگر
کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی ایکسال تجھسے نزدیکی نکرونگا مگر ایکدن تو ایلاء ثابت نہوگا **ف** اسواسطے کہ
ایلاء اوسوقت ہوتا ہی کہ چار مہینے تک خاوند کو بغیر لازم ہونے جزا یا کفارے کے امکان وطی کا نہووے اور اس جگہ ممکن ہی کہ
بغیر لازم آنے کسی چیز کے ایکروز اوس سے وطی کرلے لیکن اگر ایکروز وطی کرلی اور بعد وطی کے چار مہینے یا زیادہ اوس سے
باقی رہے تو ایلاء ثابت ہوگا اسواسطے کہ اب امکان وطی کا بغیر لازم آنے جزا یا کفارے کے جاتا رہا **ہدایہ**
ص اگر کوئی شخص بصرے مین ہی اور اوسنے قسم کھائی کہ مین کوفے مین نجاؤنگا اور عورت اوسکی کوفے مین ہی تو
ایلاء نہوگا **ف** کیونکہ ممکن ہی کہ عورت کو کوفے سے باہر نکالکے اوس سے وطی کرے **ص** جس عورت کو کہ
طلاق رجعی دیا ہی قبل گذرنے عدت کے اوس سے ایلاء درست ہی اور جو عورت کہ اوسکو طلاق بائن دیا ہی یا اجنبیہ ہی
تو اوس سے ایلاء جائز نہین **ف** تو اگر بعد قسم کے اوس عورت مبانہ کو یا اجنبیہ کو نکاح مین لایا اور اوس سے وطی کی
حانث ہوگا اور کفارہ یا جزا لازم ہوگی لیکن اگر اوس سے چار مہینے تک وطی نکریگا تو ایلاء نہوگا اسواسطے کہ اللہ تعالی نے فرمایا
لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ایلاء اپنی بیبیون کے ساتھ خاص ہی نہ غیر عورتون کے
ص اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے ایلاء کیا اور بسبب بیماری زوج یا زوجہ کے یا بسبب صغرسنی عورت کے یا رتق کے
ف رتق کے معنی بند ہوجانا اور کہتے ہین کہ یہ عورت رتقا ہی یعنی اوس سے جماع نہین کرسکتے بسبب اس بات کے کہ
اوسمین سوا پیشاب کرنے کی جگہہ کے اور کوئی سوراخ نہین ہوتا ہی کذا فی المغرب **ص**) یا بسبب ہونے دوری کے

چار مہینے کی راہ پر وطی سے عاجز ہووے تو اوسکا رجوع زبان سے ہو جاویگا یعنی زبان سے کہدے کہ رجوع کیا مینے اوس سے تو اگر مدت ایلا کی گذر جاوے طلاق واقع نہوگا جبتک وہ عاجز رہے تو اگر قبل مدت گذرنے کے وطی پر قادر ہو گیا اور عذر جاتا رہا تو اب رجوع اوسکا بغیر وطی کے نہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی تو اگر نیت کی طلاق کی تو ایک طلاق بائن پڑجاویگا اور اگر نیت کی ظہار کی یا تین طلاق کی یا جھوٹ کہنے کی تو جو نیت کی ہی اوس کے موافق پڑیگا **ف** اور مروی ہی موطا مین کہ حضرت علی رضی فرماتے تھے انتِ علی حرام مین کہ وہ تین طلاق ہین اور یہ جب ہی کہ نیت کرے تین طلاق کی اور دلیل اسپر اثر حضرت عمر رضی کا ہی کہ جو شخص کہے عورت سے انت حرام تو وہ حرام ہی اور جو شخص کہے انت بائنة تو وہ بائنہ ہی اور جو شخص کہے انت طالق ثلثا تو تین طلاق پڑجاوینگے تو لازم آویگا ہر شخص کو جیسا اوسنے لازم کیا اپنے اوپر اور مروی ہی ابن عباس رضی سے کہ وہ کہتے تھے انت حرام قسم ہی کفارہ دے اوسکا اور ایک روایت مین ہی کہ جس شخص نے حرام کیا اپنے اوپر اپنی عورت کو سو وہ کچھہ نہین ذکر کیا ان سب آثار کو کشف الغمہ مین اور ان سب سے معلوم ہوتا ہی کہ مدار نیت پر ہی **ص** اور اگر نیت کی اپنے اوپر حرام کرنے کی یا کچھہ نیت نہ کی تو وہ ایلاء ہو جاویگا اور بعضون کے نزدیک اگر زوجہ سے کہا تو مجھپر حرام ہی یا کہا کہ جو مجھپر حلال ہی وہ میرے اوپر حرام ہی یا کہا کہ جو میرے سیدھے ہاتھ مین ہووے وہ مجھپر حرام ہی طلاق واقع ہو جاویگا بغیر نیت کے واسطے عرف کے اور استعمال کے اور اسی پر فتوی ہی

باب خلع کے بیان مین

خلع کہتے ہین زوجیت زائل کرنے کو مقابلے مین اوس مال کے کہ خاوند زوجہ سے لیتا ہی **ص** نہین حرج ہی ساتھ خلع کے وقت حاجت کے **ف** مثلاً آپسمین ایسی لڑائی پڑجاوے کہ اصلاح اوسکی نہو سکے اور بدون حرج کے خلع مکروہ ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورتین کہ شرارت کرتی ہین اپنے خاوندون سے اور جو عورتین کہ خلع کرتی ہین وہی عورتین منافق ہین اور مراد اس سے یہی ہی کہ بغیر حاجت کے ہووے کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ یعنی اگر خوف کرو تم اس بات کا کہ نہ قائم کرسکینگے حدین اللہ کی تو نہین ہی گناہ اون دونون پر اوس چیز مین کہ بدلا دیوے عورت ساتھ اوسکے اور روایت ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ عورت ثابت بن قیس کی آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا یا رسول اللہ ثابت بن قیس نہین عیب لگاتی ہون مین اوسپر خلق و دین مین و لیکن مین مکروہ جانتی ہون ناشکری کو شوہر کی اسلام مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا رد کریگی تو اوسپر باغ اوسکا کہا ہان پھر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کو قبول کر باغ اور دے اوسکو طلاق روایت کیا اوسکو بخاری نے اور ایک روایت مین اوسکی ہی کہ حکم کیا ثابت کو طلاق دینے کا اوس عورت کے اور ایک روایت مین ابن ماجہ کی ہی کہ ثابت بن قیس تھا بدصورت اور عورت نے اوسکی کہا کہ اگر ہوتا خوف اللہ کا تو جب آتا میرے پاس تو تھوکتی مین مونہہ پر اوسکے اور امام احمد کی روایت مین ہی کہ یہ اول خلع تھا اسلام مین اور نام ثابت بن قیس کی بیوی کا جمیلہ بنت عبد اللہ بن ابی ہی اور دارقطنی نے اخراج کیا کہ نام اوسکا زینب ہی اور ایک روایت مین ابوداؤد اور ابن حبان اور بیہقی کی ہی کہ نام اوسکا حبیبہ بنت سہل تھا کہا

شیخ ابن حجر نے کہ شاید اوسکے دو نام ہین اور ایک حدیث مین حبیبہ واقع ہی اور وہ جو جسکو ظاہر ہوا یہ ہی کہ ثابت بن قیس کے دو قصے ہین کہ دو عورتون مین اوسکی واقع ہوے کیونکہ دونون طریقے صحیح ہین **ص** بدلے مین اوس مال کے کہ جسکا رکھنا ہی مہر ہونے کی اور ایک طلاق بائن خلع سے پڑجاویگا **ف** اور یہی مشہور ہی قول امام شافعی کا اور ایک ترجمہ مین اونسے اور امام احمد کے نزدیک خلع فسخ ہی اور طلاق نہین ہی تو بعد دو طلاق کے اگر خلع کیا تو اونکے نزدیک پھر نکاح کرنا اوس سے درست ہی اور ہمارے نزدیک درست نہین اور استدلال دونون مذہب کا اوسی آیت سے خلع مین وارد ہوئی ہی اور طریقہ استدلال کتب اصول مین مذکور ہی اور بھی امام شافعی دلیل لاتے ہین اثر ابن عباس سے کہ پوچھے گئے ایک شخص سے کہ دو طلاق دے اپنی عورت کو پھر خلع کرلے اوس سے آیا درست ہی کہ اب اوس سے نکاح کرے تو فرمایا انھون نے کہ ہان درست ہی چاہیے نکاح کرلے اوس سے روایت کیا اوسکو ابن الجوزی نے اور اخراج کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور روایت کی دارقطنی نے ابن عباس رض سے کہ خلع فرقت ہی اور ایسا ہی مروی ہی حضرت عثمان رض سے اور دلیل ہماری وہ ہی جو ذکر کیا صاحب ہدایہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلع ایک طلاق بائن ہی اور روایت کی دارقطنی اور بیہقی نے سنن مین عباد بن کثیر سے انھون نے ایوب سے انھون نے عکرمہ سے انھون نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خلع کو ایک طلاق بائن اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین اور ضعیف کہا اوسکو ساتھ عباد بن کثیر ثقفی کے اور روایت کی بخاری سے کہ وہ متروک ہی اور کہا نسائی نے متروک الحدیث ہی اور شعبہ سے کہ انھون نے کہا پرہیز کرو اوسکی حدیث سے اور سکوت کیا اوس سے دارقطنی نے اور ایک طریقہ اس حدیث کا صحیح ہی وہ جو روایت کی عبد الرزاق نے سعید بن المسیب سے مرسلا تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خلع کو ایک طلاق اور یہ مرسل ہی صحیح اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی خصوصا جب کہ مؤید ہو اوسکی حدیث مسند اور حکم کیا امام شافعی نے بھی کہ مراسیل سعید بن المسیب کے اونکو حکم وصل کا ہی کیونکہ پینے اونکو مسانید پایا اور حدیث ثابت ابن قیس جو اوپر گذری ہمارے مذہب پر دلالت کرتی ہی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عثمان رض سے کہ انھون نے کہا خلع کو ایک طلاق اور حضرت ابن مسعود سے کہ انھون نے کہا نہین ہوتا ہی طلاق بائن مگر فدیے مین یا ایلا مین اور ایسا ہی روایت کی حضرت علی رض سے اور تفصیل کی اسکی اس مقام مین شیخ ابن الہمام نے **ص** اور اگر شرارت خاوند کی طرف سے ہی تو بدل خلع کا لینا مکروہ ہی **ف** تحریما اسواسطے کہ روایت کی امام محمد نے آثار مین **اَنَا اَبُو حَنِیفَۃَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اِذَا کَانَ الظُّلْمُ مِنْ قِبَلِ الْمَرْاَۃِ فَقَدْ حَلَّتْ لَکَ الْفِدْیَۃُ وَاِنْ کَانَ مِنْ قِبَلِ الرَّجُلِ فَلَا تَحِلُّ لَہُ الْفِدْیَۃُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِہٖ نَاْخُذُ** یعنی کہا ابراہیم نخعی نے کہ جب ہووے ظلم طرف عورت کے تو حلال ہی تجکو فدیہ اور اگر ہو طرف سے مرد کے تو نہین حلال ہی اوسکو فدیہ کہا محمد نے اسی سے ہم اخذ کرتے ہین **ص** اور اگر شرارت طرف سے عورت کے ہووے تو جتنا مہر دیا ہی اوس سے زیادہ لینا مکروہ ہی **ف** اسواسطے کہ روایت کی ابو داؤد نے مراسیل مین اور ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے قصۂ ثابت بن قیس مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اونکی عورت سے کیا پھیر دیتی ہی تو اوسپر اوسکے باغ کو کہ اوسنے تجکو مہر مین دیا ہی کہا اوسنے ہان

اور کچھ زیادہ تو فرمایا آپ نے کہ زیادہ نہین اور نکالا اوسکو دارقطنی نے اسی طرح اور کہا کہ اسناد کیا اوسکو ولید نے ابن جریج سے انھون نے عطا سے انھون نے ابن عباس سے اور مرسل صحیح ہی اور نکالا ابن الجوزی نے بطریق دارقطنی سے ابی الزبیر سے کہ ثابت بن قیس بن شماس تھی اونکے پاس زینب بنت عبد اللہ بن ابی سلول اور مہر دیا تھا اوسکو ایک باغ تو مکروہ جانا اوسکو اوسکی عورت نے تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پھیر دیتی ہی تو اوسپر باغ کو کہا اوسنے ہان اور کچھ زائد تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیکن زیادتی تو نہین تب لے لیا اوس باغ کو ثابت نے اور چھوڑ دیا اوسکو آخر حدیث تک کہا ابن الجوزی نے کہ اسناد اوسکا صحیح ہی اور کہا دارقطنی نے کہ سنا اوسکو ابو الزبیر نے کتنے لوگون سے اور بھی نکالا دارقطنی نے اپنی سند سے عطا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ لیوے مرد اوس عورت سے جس سے خلع کرے زیادہ اوس سے کہ دیا ہی اوسکو اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے ابن عباس سے اور اوسمین ہی کہ حکم کیا ثابت کو کہ لے لیوے باغ اپنا اور نہ زیادہ لیوے کہا بعض محققین نے کہ نہین شک ہی ثبوت اس زیادت مین ساتھ مرسل صحیح کے کہ مؤید ہو گئی ساتھ مسند اور مرسل کے اور روایت کی امام محمد نے آثار مین اور امام ابو حنیفہ نے مسند مین اور عبد الرزاق نے اور وکیع نے حضرت علی رض سے کہ فرمایا انھون نے نہ لیوے مرد عورت سے زیادہ اوس سے کہ دیا ہی اور جامع صغیر مین ہی روایت ہی امام ابو حنیفہ سے کہ مکروہ نہین اور اس روایت کی دلیل الطلاق آیت ہی اور دوسرے یہ روایت کی ابن الجوزی نے ابو سعید خدری سے کہا انھون نے تھی بہن میری زوجیت مین ایک مرد انصاری کے کہ نکاح کیا تھا اوس سے باغ پر آخر حدیث تک یہان تک کہ فرمایا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پھیر دیتی ہی تو اوسکو باغ اور وہ طلاق دے تجکو کہا اوسنے ہان اور زیادہ کرتی ہون تب فرمایا آپ نے کہ پھیر دے اوسپر باغ اور زیادہ کر اوسپر لیکن یہ حدیث صحیح نہین ہی ضعفا مین اوسکی عطیہ عوفی ہی کہا ابن حبان نے کہ نہین حلال ہی لکھنا اوسکی حدیث کا اور بھی اسناد مین اوسکی حسن بن عمارہ ہی کہا بقیہ نے کذاب ہی واللہ اعلم **ص** اور اگر طلاق دیا عورت کو مال پر اور زوجہ نے قبول کیا طلاق بائن واقع ہوگا اور زوجہ پر مال لازم ہوگا اور شراب یا سور پر طلاق دیا تو طلاق رجعی واقع ہوگا اور زوجہ پر کچھ نہ لازم آویگا اور اگر شراب یا سور پر خلع کیا تو عورت کو طلاق بائن واقع ہوگا **ف** کیونکہ حدیث مین ہی کہ خلع ایک طلاق بائن ہی **ص** اور زوجہ پر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر زوجہ نے کہا کہ جو کچھ میرے ہاتھ مین ہی اوسکے بدلے مین خلع کر لے اور خاوند نے قبول کیا اور عورت کے ہاتھ مین کچھ نہ نکلا ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور زوجہ پر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر عورت نے کہا کہ خلع کر مجھسے اوس مال پر جو میرے ہاتھ مین ہی یا اون درہمون پر جو میرے ہاتھ مین ہین اور خاوند نے خلع کیا اور عورت کے ہاتھ مین کچھ نہ نکلا تو اول صورت مین جو کچھ مہر سے لیا ہی پھیر دیوے اور دوسری صورت مین تین درم دیدیوے **ف** اسواسطے کہ اقل جمع کے تین ہین اور اگر خلع کیا عورت نے خاوند سے اس بات پر کہ جو کچھ اوسکے گھر مین ہی وہ خاوند کے واسطے ہی تو جائز ہی اور جو کچھ اوس ساعت مین گھر مین ہوگا تو وہ خاوند کا ہی اور اگر کچھ نہ نکلا تو عورت پر کچھ نہین اور اگر زوجہ نے خلع کیا اوسپر جو کچھ گھر مین ہی مال وغیرہ سے تو خاوند کو جو کچھ ہوگا دے دیا جاویگا اور اگر کچھ نہ نکلا تو جتنا مہر کہ خاوند سے لیا ہی وہ خاوند کو پھیر دیگی ہکذا فی الکفایۃ **ص** اگر عورت نے

ایک غلام جو بھاگ گیا ہے خاوند سے خلع کیا طلاق واقع ہوگا اور اوس غلام کا تسلیم کرنا عورت کو واجب ہوگا اور اگر اوسپر قادر نہ ہو تو قیمت اوسکی اگر اوسکی تسلیم سے عاجز ہووے اگرچہ عورت نے شرط لگائی ہو کہ مین اوسکی تسلیم سے بری ہون اور اگر کسی عورت نے خاوند سے کہا طَلِّقْنِي ثَلٰثًا بِاَلْفٍ یعنی تین طلاق دے مجکو بدلے مین ہزار روپے کے اور خاوند نے اوسکو ایک طلاق دیا تو عورت پر تہائی حصہ ہزار روپے کا لازم ہوگا اور اگر کہا عورت نے طَلِّقْنِي ثَلٰثًا عَلٰى اَلْفٍ یعنی تین طلاق دے مجکو اوپر ایک ہزار روپے کے اور خاوند نے اوسکو ایک طلاق دے دیا تو اس صورت مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگا نزدیک امام ابوحنیفہ کے اور عورت پر کچھہ نہ لازم آویگا اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور تہائی ہزار روپے کی زوجہ پر لازم ہوگی اور اگر کسی مرد نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تین طلاق دے اپنے تئین بدلے مین ہزار کے یا اوپر ایک ہزار کے اور عورت نے اپنے کو ایک طلاق دیا تو کچھہ واقع نہوگا اور اگر مرد نے زوجہ سے کہا کہ تو طالق ہے اور اوپر تیرے ہزار ہین یا لونڈی سے کہا کہ تو آزاد ہے اور اوپر تیرے ہزار ہین تو زوجہ پر طلاق واقع ہوجاویگا اور لونڈی آزاد ہوجاویگی برابر ہے کہ قبول کیا ہو ہزار کو یا نہ کیا ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر زوجہ اور لونڈی نے ہزار قبول کیے ہین تو ہزار اونپر لازم آوینگے اور اگر قبول نہین کیا تو زوجہ پر طلاق واقع نہوگا اور لونڈی آزاد نہوگی اور خلع عورت کے حق مین معاوضہ ہے یہان تک کہ صحیح ہے کہ عورت قبل قبول کرنے خاوند کے رجوع کرجاوے جب کہ ایجاب عورت کی طرف سے ہووے ف تو اگر کسی عورت نے خاوند سے کہا کہ خلع کرلے مجسے اتنے مال پر اور قبل قبول کرنے خاوند کے پھر گئی تو جائز ہوگا ص اور شرط خیار کی صحیح ہے واسطے عورت کے نزدیک امام ابوحنیفہ کے اور نزدیک صاحبین کے صحیح نہین ف تو اگر خاوند نے عورت سے کہا کہ تو طالق ہے اوپر ہزار روپے کے اور تجکو خیار ہے تین دن تک تو اگر عورت رد کرے خیار کو تین دن مین باطل ہوگا اور اگر رد نہ کیا تین روز تک تو اوسکو طلاق پڑجاویگا اور ہزار روپے لازم آوینگے ص اور جب کہ ایجاب عورت کی طرف سے ہو تو ضرور ہے قبول کرنا خاوند کا مجلس مین ف تو اگر بعد اختلاف مجلس کے قبول کریگا معتبر نہوگا ص اور خاوند کے حق مین یمین ہے تو جب ایجاب خاوند کی طرف سے ہو تو نہین صحیح ہے رجوع اوسکا قبل قبول کرنے عورت کے اور نہین صحیح ہے شرط خیار کی واسطے خاوند کے اور قبول زوجہ کا مقید ساتھہ مجلس کے نہوگا ف تو اگر عورت بعد اختلاف مجلس کے قبول کرے جائز ہوگا ص اور جانب غلام کا عتاق مین مال پر بمنزلہ جانب عورت کے ہے طلاق مین تو غلام کی طرف سے معاوضہ ہوگا اور مولی کی طرف سے یمین ہوگی ف تو صحیح ہوگا رجوع کرنا غلام کا قبل منظور کرنے مولی کے اور خیار ہوگا غلام کو اور ضرور ہوگا قبول مولی کا مجلس مین اور نہین صحیح ہوگا رجوع مولی کا قبل قبول کرنے غلام کے اور نہین صحیح ہوگی شرط خیار کی واسطے مولی کے اور نہ موقوف ہوگا منظور کرنا غلام کا مجلس پر ص اور اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ کل مینے تجکو ہزار درم پر طلاق دیا تھا اور تو نے قبول نہین کیا تھا اور عورت نے کہا کہ مینے قبول کیا تھا تو قول خاوند کا ساتھہ قسم کے مقبول ہوگا اور اگر بائع نے مشتری سے کہا کہ کل اس غلام کو بدلے مین ہزار درم کے تیرے ہاتھہ بیچا تھا اور تو نے قبول نہین کیا اور مشتری نے کہا کہ مینے قبول کیا تھا تو قول مشتری کا قبول ہوگا ساتھہ قسم کے ف اور وجہ فرق کی دونون مسلون مین اصل مین مذکور ہے ص اور خلع اور مبارات

ف اور وہ یہ ہی کہ ہر ایک دوسرے کو بری کر دے ص ساقط کر دیتے ہین ہر حق کو جو ایک کا دوسرے پر ہی اون حقون مین سے جو متعلق ہین نکاح کے ف مثلاً ایک عورت کا مہر ہزار درم تھا اور اوسنے قبل لینے مہر کے سو درم پر خاوند سے خلع کیا تو خاوند پر کچھ مہر و نفقہ لازم نہ آویگا اور اگر بعد لینے مہر کے سو درم پر خلع کیا تو خاوند کو سوا اسکو درم کے اور کچھ نہ ملیگا ص اور جو حقوق کہ نکاح سے متعلق نہین جیسے قیمت اون اسباب کی کہ زوجہ نے خاوند سے اوسکو خرید اہی ساقط نہونگے اور مہر و نفقہ ساقط ہوجاوینگے اور لیکن نفقہ ایام عدت کا تو نہین ساقط ہوگا بغیر ذکر کے ایسا ہی ذخیرہ مین ہی اور مہر ساقط ہوجاویگا بغیر ذکر کے اور اگر باپ نے اپنی لڑکی نابالغہ کی طرف سے اوسکے خاوند سے خلع کیا تو لڑکی پر کچھ لازم نہ آویگا اور مہر اوسکا ساقط نہوگا اور طلاق پڑجاویگا اوسپر صحیح روایت مین ف اور بعضون نے کہا ہی کہ طلاق واقع نہوگا اور اول صحیح ہی جیسا کہ ہدایہ مین ہی اور مراد طلاق سے طلاق بائن ہی ص اور اگر باپ بدل خلع کا ضامن ہوگیا ہی تو صحیح ہی اور اوسپر مال لازم آویگا ف اور مہر ساقط نہوگا ھدایہ ص اور اگر شرط کی بدل خلع کو اوس لڑکی پر تو اوسپر طلاق پڑجاویگا اور مال لازم نہ آویگا اگرچہ اوس لڑکی نے قبول بھی کیا ہو ف یعنی وہ اہل قبول سے ہو مثلاً جانتی ہو کہ خلع کیا چیز ہی اور نکاح کیا چیز ہی تو اگر اوس مال کو زوجہ کی طرف سے باپ نے قبول کیا تو اوسمین دو روایتین ہین ایک روایت مین طلاق واقع نہوگا اور ایک روایت مین طلاق واقع ہوگا ھدایہ

باب ظہار کے بیان مین

ظہار شرع مین کہتے ہین اسکو کہ مرد تشبیہ دے اپنی زوجہ کو یا اوس چیز کو جس سے زوجہ سے تعبیر کرتے ہین یا کسی عضو شائع کو اوسکے ف مثلاً یون کہے کہ ثلث تیرا یا ربع تیرا ص ساتھ اعضاے محارم کے کہ اوسپر نظر کرنا اوسکو حرام ہوجاتا ہے وہ محارم رضاعی ہون یا نسبی ف تو اگر تشبیہ ندی اور کہا کہ تو میری مان ہی یا بہن ہی یا بیٹی ہی تو ظہار نہوگا اور اگر عورت کہے کہ تو میرے اوپر ایسا ہی جیسے پشت میری مان کی تو کچھ نہین ص تو اگر کہے کہ تو اوپر میرے مثل پشت یا شکم میری مان یا بہن یا پھوپھی کے ہی یا کہے سر تیرا یا فرج تیری مثل پشت یا شکم یا ران یا فرج میری مان یا بہن یا پھوپھی کے یا کہے نصف تیرا یا ثلث تیرا مثل اوسکے ہی تو ظہار ثابت ہوگا اور حرام ہوگی وطی اور مس اور دواعی وطی یہان تک کہ کفارہ دیوے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ الآیہ یہان تک کہ کہا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ص تو اگر وطی کی قبل کفارہ دینے کے استغفار مانگے اور کفارہ دیوے ظہار کا فقط اور اس وطی کے بدلے مین کچھ دینا لازم نہ آویگا ف اسواسطے کہ روایت ہی سلمہ بن صخر سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس مظاہر مین کہ جماع کرے قبل کفارہ دینے کے کہا کہ ایک ہی کفارہ ہی روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ہدایہ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اوسکے استغفار کر اللہ سے اور نہ عود کر یہان تک کہ کفارہ دے اور روایت کی مانند اسکے ابن عباس سے کہ ایک مرد نے ظہار کیا عورت سے اپنی پھر جا پڑا اوسپر پھر آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور عرض کیا مین جا پڑا اوسپر کفارہ دینے کے پہلے فرمایا پھر نہ پاس جا اوسکے جب تک کر لے تو جو حکم فرمایا تجکو اللہ نے اخراج کیا اوسکا جماعت نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی نے

اور ترجیح دیا نسائی نے ارسال کو اوسکے اور روایت کیا اوسکو بزار نے ایک دوسرے طور سے نقل کی اوسنے ابن عباس سے اور زیادہ کیا او سمین کفارہ دے اور اعادہ نکر اور روایت کی امام محمد نے آثار مین انا ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم فی الرجل یظاھر من امرأتہ ثم یقع بھا قبل ان یکفر قال قد اساء ولا یعد ص اور پھر وطی نکرے جب تک کفارہ نہ دے لیوے اور جب تک کہ مرد بعد ظہار کے قصد وطی کا نکرے کفارہ لازم نہوگا ف اور اگر قبل کرنے قصد وطی کے کوئی خاوند جورو مین سے مرجاوے کفارہ لازم نہ آویگا اور اگر بعد قصد وطی کے پھر جزم کرے کہ ہرگز اوس سے وطی نکریگا تو بھی کفارہ ساقط ہوگا اور اگر ظہار موقت کیا جیسے کہے کہ تو میرے اوپر مانند پشت میری مان کے ہی ایک سال تک تو اب سال کے اندر قبل کفارہ دینے کے وطی حرام ہی اور بعد سال گذرجانے کے قبل کفارہ دینے کے وطی درست ہی اسواسطے کہ اب کفارہ ساقط ہوگیا بسبب گذرجانے وقت کے اور عورت کو مطالبہ کفارے کا خاوند سے پہونچتا ہی اور حاکم خاوند پر جبر کریگا کفارے پر قید اور ضرب سے اور نکاح باقی رہیگا اور یہ حرمت بغیر دینے کفارے کے زائل نہوگی اور اسیواسطے اگر عورت سے ظہار کرکے اوسکو طلاق دے دیا اور پھر اوس سے نکاح کیا بعد عدت کے یا دوسرے خاوند کے طلاق کے بعد تو اب بھی وطی اوسکو حرام ہی یہانتک کہ کفارہ دیوے جامع الرموز ص اور یہ جتنے الفاظ گذرچکے سوائے ظہار کے اور کچھ نہونگے برابر ہی کہ نیت کرے یا کچھ نیت نکرے اور طلاق اور ایلاء نہونگے اور اگر اپنی زوجہ سے کہا کہ تو اوپر میرے مثل میری مان کے ہی تو اوسکی نیت پر مدار ہوگا اگر اوسنے کہا کہ میری نیت کراہت کی تھی تو ویسا ہی ہوگا اور اگر کہا کہ مینے ارادہ ظہار کا کیا تھا تو ظہار ہوجاویگا اور اگر کہا کہ مینے ارادہ طلاق کا کیا تھا تو طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کچھ نیت نتھی تو لغو ہوجاویگا ف نزدیک شیخین کے اسواسطے کہ اوسکو محمول کرسکتے ہین کراہت پر اور امام محمد کے نزدیک ظہار ہوگا ھدایہ ص اور اگر اپنی زوجہ سے کہا کہ تو اوپر میرے حرام ہی مثل میری مان کے تو جیسے نیت ہوگی ظہار یا طلاق وہی ہوگا ف اور اگر کچھ نیت نہوگی تو امام ابو یوسف کے نزدیک ایلاء ہوگا اور امام محمد کے نزدیک ظہار ھدایہ ص اور اگر کہا کہ تو اوپر میرے حرام ہی مانند پشت میری مان کے اور نیت کی طلاق یا ایلاء کی تو ظہار ہوگا اور سوا ظہار کے کچھ نہوگا ف نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور نزدیک صاحبین کے اوسکی نیت پر رہیگا لیکن فرق یہ ہی کہ امام محمد کے نزدیک جب نیت طلاق کی کریگا تو ظہار نہوگا اور ابو یوسف کے نزدیک دونون ہوجاوینگے ھدایہ ص اور خاص ہی ظہار اپنی زوجہ سے تو لونڈی سے اگر ظہار کیا کچھ لازم نہوگا ف روایت کیا امام محمد نے آثار مین ابو حنیفہ سے اونھون نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے کہ ظہار لونڈی سے واقع ہوگا اگر ظہار کرے اوس سے خاوند اوسکا اور نہ واقع ہوگا ظہار اگر ظہار کرے اوس سے مولی اوسکا کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے والذین یظاھرون منکم من نسائھم اور لونڈی زوجہ نہین کہ اوسپر ظہار واقع ہووے اور یہی قول ہی امام اور سعید بن المسیب اور مجاہد اور عامر شعبی کا انتہی اور امام مالک کے نزدیک ظہار لونڈی سے ہوجاتا ہی اور ایمہ ثلثہ کے نزدیک نہین ہوتا اور ایسا ہی کہا عکرمہ نے ذکر کیا اوسکو بخاری نے تعلیقا اور مجاہد نے اخراج کیا اوسکا سعید بن منصور نے ص اور اگر نکاح کیا ایک عورت سے بغیر اوسکے حکم کے

پھر ظہار کیا اوس سے اور پھر عورت نے اجازت دی نکاح کی تو ظہار باطل ہی اور اگر اپنی عورتون سے کہا کہ تم اوپر میرے مانند میری مان کی پیٹھ کے ہو تو اون سب سے مظاہر ہو جاویگا اور اوسکو ہر ایک کی طرف سے جدا جدا کفارہ لازم ہوگا ف روایت کی امام محمد نے آثار مین انا ابو حنیفة عن حماد عن ابراهيم قال اذا ظاهر الرجل من اربع نسوة فعليه اربع كفارات قال محمد وبه ناخذ وهو قول ابي حنيفة یعنی کہا ابراہیم نخعی رح نے کہ جسوقت ظہار کیا مرد نے چار عورتون سے تو اوسپر چار کفارے ہین

فصل کفارۂ ظہار کے بیان مین

کفارہ ظہار کا یہ ہی کہ ایک رقبہ آزاد کرے ف تو اگر نہ پاوے تو دو مہینے پے در پے روزے رکھے اور اگر اسکی بھی استطاعت نہو تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے یہ اسواسطے کہ کلام اللہ مین ایسا ہی وارد ہوا ہی ص مسلمان ہو یا کافر اور امام شافعی کے نزدیک کافر درست نہین ف اور دلیل ہماری اطلاق ہی آیت کا ص عورت ہو یا مرد چھوٹا ہو یا بڑا اگرچہ بہرا ہو یعنی اونچا سنتا ہو اور اگر بالکل نہ سنتا ہو تو جائز نہین اور یک چشم بھی درست ہی اور جسکے ایک ہاتھ اور ایک پیر کٹا ہو خلاف سے ف یعنی داہنا ہاتھ کٹا ہو تو بایان پیر کٹا ہو اور بایان ہاتھ کٹا ہو تو داہنا پیر کٹا ہو ص اور وہ مکاتب جسنے کچھ ادا نہین کیا ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکاتب غلام ہی جب تک کہ اوسپر ایک درم باقی ہی روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے ص اور جائز ہی کہ اپنا قریب رشتے دار جیسے باپ یا بیٹا خرید کرکے کفارے مین دیوے ف اور امام شافعی کے نزدیک جائز نہین ص جب کہ نیت کفارے کی ہو ف تو اگر بغیر نیت کفارے کے آزاد کیا کفارے کی طرف سے نہوگا اگرچہ پھر نیت کفارے کی کرلے جامع الرموز ص اور بھی درست ہی کہ پہلے آدھا غلام آزاد کرے اور پھر باقی آزاد کردے اور جائز نہین کہ دیوانے لایعقل کو کفارے مین آزاد کرے اور اندھے کو تو جو شخص کبھی دیوانہ ہو جاتا ہی اور کبھی ہوشیار ہوا تو اوسکو آزاد کردینا جائز ہی اور بھی جائز نہین وہ رقبہ کہ دونون ہاتھ یا دونون پیر اوسکے یا دونون انگوٹھے ف یا اور تین اونگلیان ہر ہاتھ سے ص یا ایک ہاتھ اور ایک پیر ایک ہی طرف سے کٹے ہون اور بھی جائز نہین کہ مدبر کو کفارے مین آزاد کرے ف مدبر اوس غلام کو کہتے ہین کہ مولی اوس سے کہدے کہ تو بعد میرے مرنے کے آزاد ہی اور اسکا بیان آگے آویگا ص اور نہ وہ غلام کہ مشترک ہو اور اپنا حصہ آزاد کردے پھر باقی کو بعد ضمان کے امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جائز ہی اگر آزاد کرنے والا مالدار ہو کیونکہ وہ اپنے شریک کے حصے کا ضامن ہو جاویگا تو گویا اوسنے کل غلام آزاد کیا اور اگر مفلس ہو تو اونکے نزدیک بھی جائز نہین اور اگر آدھا غلام آزاد کیا نیت کفارے سے اور پھر باقی غلام بعد وطی اوس عورت کے جس سے ظہار کیا تھا تو بھی جائز نہین اسواسطے کہ آزاد کرنا قبل جماع کے چاہیے اور صاحبین کے نزدیک درست ہو جاویگا اسواسطے کہ اونکے نزدیک بعض آزاد کرنے سے کل آزاد ہو جاتا ہی اور جو شخص کہ عاجز ہو رقبہ آزاد کرنے سے ف یعنی بعد رکھ لینے خرچ حاجت اصلی کے جیسے کپڑے پہننے کے یا گھر رہنے کا اور امام محمد سے مروی ہی کہ پیشے والا ایک روز کی خوراک رکھ لے اور غیر پیشے والا ایک مہینے کی محیط

ص دو مہینے لگتا تار روزے رکھے کہ اون مہینون مین رمضان اور دو روز عید کے اور تین دن ایام تشریق کے
نہ آوین اور اگر اون دنون مین ایک روز بھی افطار کیا اگرچہ عذر سے ہو یا وطی کی رات مین یا دن مین قصدا یا سہوا تو پھر سرے
سے روزے شروع کرے یعنی اون روزون کو جو پہلے رکھ چکا ہی کفارے مین شمار نکرے اور امام ابو یوسف کے نزدیک
پھر شروع نکرے اور اون روزون کو ملا کے تمام کردیوے ف جامع الرموز مین لکھا ہی کہ اگر اثنا کے کفارے مین
اخیر روزے مین آفتاب کے غروب تک غلام کے آزاد کرنے پر قادر ہو جاوے تو عجز ثابت نہوگا ص اور اگر روزے
سے عاجز ہو تو آپ کھلاوے یا اوسکا نائب ساٹھ مسکینون کو ہر ایک کو بقدر صدقۂ فطر کے ف یعنی
گیہون سے نصف صاع اور جو اور خرمے سے ایک صاع اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ
سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا یعنی جو شخص کہ طاقت نرکھے روزے کی تو کھانا ہی ساٹھ مسکینون کا اور فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث اوس بن صامت اور سہیل بن صخر مین کہ واسطے ہر مسکین کے نصف صاع ہی گیہون سے
ایسا ہی ہدایہ مین کہا زیلعی نے تخریج مین او رصواب سلمہ بن صخر ہی اور ہدایہ مین سہیل بن صخر واقع ہی اور یہ حدیث
غریب ہی لیکن روایت کیا طبرانی نے معجم مین اوس بن صامت سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلا تو ساٹھ
مسکینون کو تیس صاع تو کہا اوسنے کہ نہین مالک ہون مین اوسکا مگر یہ کہ اعانت کیجیے آپ میری یا رسول اللہ تو اعانت کی
اوسکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ پندرہ صاع کے اور اور لوگون نے یہانتک کہ پہونچ گیا تیس صاع تک اور سنن
ابو داؤد مین ہی کہ حضرت نے اونکی بیوی سے کہا کہ لیجا یہ عرق کھجور کا اور کھلا دے اوسکو ساٹھ مسکینون کو اور وہ
عرق ساٹھ صاع کا تھا اور عرق کہتے ہین زنبیل کو ص اور اگر ہر ایک کو قیمت صدقۂ فطر کی دیدیوے تو بھی درست ہی
اور امام شافعی کے نزدیک دینا قیمت کا درست نہین اور اگر ہر ایک کو صبح و شام پیٹ بھر کے کھانا کھلایا تو بھی جائز ہوگا
اگرچہ کم مین سیر ہو گئے ہون اور اگر ہر ایک کو ایک سیر گیہون اور دو سیر خرمے یا جو دیدیے تو بھی درست ہی ف مطلب
یہ ہی کہ دونون ملکے برابر نصف صاع گیہون کے یا ایک صاع جو اور خرمے کے ہو جاوین ص اور اگر ایک شخص کو دو مہینے تک
ہر روز بقدر صدقۂ فطر کے دیا یا اوسقدر قیمت دی یا ہر روز دونون وقت پیٹ بھر کے کھانا کھلایا کیا تو بھی درست ہوگا
اور اگر دو مہینے کا صدقہ ایک ہی روز مین ایک شخص کو دیدیا تو درست نہوگا مگر اوسی روز سے جسدن دیا ہی
اور اگر دو ظہار کی نیت سے ساٹھ شخصون کو کھانا دیا ہر ایک کو ایک ایک صاع گیہون کا تو شیخین کے نزدیک
ادا نہوگا مگر ایک ظہار سے اور امام محمد کے نزدیک دونون ظہار سے ادا ہو جاویگا اگر نیت سے کفارۂ افطار اور
ظہار سے دیا ہی تو سب کے نزدیک دونون سے ادا ہو جاویگا ف اور وجہ اسکی شرح [illegible] ص
اور اگر دو ظہار سے چار مہینے تک روزے رکھے یا ایک سو بیس شخصون کو کھانا دیا یا دو غلام کو آزاد کیا تو دونون ظہار سے
ادا ہو جاویگا اگرچہ [illegible] اور اگر دو ظہار کی نیت سے دو ماہ [illegible] رکھے یا ایک غلام کو آزاد کیا
تو [illegible] اور اگر نیت [illegible] ظہار سے دو مہینے روزے رکھے یا ایک غلام آزاد کیا
[illegible] جائز ہوگا [illegible] کے نزدیک دو [illegible] مین ف [illegible]

ف یعنی غلام آزاد کرنا ہوگا ۱۲

اور کفارہ قتل کی نیت مین ص اسی سے کافی نہوگا اور امام شافعی کے نزدیک دونون صورتون مین جس سے چاہے معین کرے
اور اگر غلام نے ظہار کیا ف ظہار غلام کا باتفاق ائمہ اربعہ صحیح ہی اور یہی ماثور ہی تابعین سے ص تو فقط دو مہینے روزے رکھے
اور جائز نہین ہی کہ مولی اوسکا مال سے اوسکی طرف سے کفارہ دیوے اسواسطے کہ کفارہ عبادت ہی تو دوسرے کے کرنے سے ادا نہوگا

باب لعان کے بیان مین

لعان شرع مین عبارت ہی اون شہادات سے جو جاری ہوتے ہین درمیان جورو اور خاوند کے ساتھ الفاظ معروفہ کے
فتح القدیر ص جس شخص نے اپنی زوجہ عفیفہ پاکدامن کو جو زنا کے ساتھ متہم نہوئی ہو تہمت زنا کی لگائی ف
مثلا یون کہا کہ تو زانیہ ہی یا مین نے دیکھا تھا کہ تو زنا کرتی تھی یا پکارا کہ ای زانیہ اور امام مالک کے نزدیک مشہور مذہب مین لعان
یا زانیہ مین نہوگا بلکہ حد واجب ہوگی اور یہی قول ہی لیث اور عثمان اور یحیی بن سعید کا فتح ص اور دونون خاوند اور جورو صلاحیت
شہادت کی رکھتے ہون ف یعنی دونون حر بالغ عاقل ہون اور کبھی حد قذف اونپر نہ پڑی ہووے ص اور اگر وہ
عورت متہم ہی مثلا اوسکے پاس ایک لڑکا ہی اور اوسکا باپ معروف نہین تو اوسکے قذف سے لعان نہین ف یا اوس
عورت سے نکاح فاسد کیا اور دخول کیا اوس سے یا اوسنے اپنی عمر مین کبھی زنا کی ہو اگرچہ ایک بار ہو وے یا وطی حرام کی ہو
شبہے سے اگرچہ ایک بار تب بھی لعان جاری نہوگا ص یا اوسکے لڑکے کے نسب کو نفی کیا اور عورت نے مطالبہ کیا
حد قذف کا تو خاوند پر لعان واجب ہوگا ف اور طلب کرنا عورت کا شرط ہی کیونکہ وہ اوسکا حق ہی ہدایہ ص
تو اگر انکار کرے لعان سے قید کیا جاویگا یہان تک کہ لعان کرے ف اسواسطے کہ یہ حق ہی عورت کا خاوند پر اور
خاوند اسکے پورے کرنے پر قادر ہی ص یا اپنے کو جھٹلاوے تو حد مارا جاوے تو اگر لعان کیا مرد نے لعان کریگی عورت
اور اگر لعان نہ کریگی قید کی جاویگی یہان تک کہ لعان کرے ف اسواسطے کہ یہ حق ہی عورت پر اور عورت قادر ہی اسکے
ایفا پر تو قید کی جاویگی اوسمین ص یا خاوند کی تصدیق کرے تو اوسکے لڑکے کا نسب خاوند سے دور ہو جاویگا لیکن اوسپر
حد واجب نہوگی اس تصدیق سے تو اگر خاوند غلام ہی یا کافر ہی یا حد قذف مارا گیا ہی تو خاوند پر حد قذف پڑیگی کیونکہ ان
صورتون مین وہ اہل لعان سے نہین بوجہ صلاحیت رکھنے شہادت کے ف تو رجوع ہو جاویگا طرف موجب اصلی کے
اور وہ قول اللہ تعالی کا ہی وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الایہ اور خاوند کے کافر ہونے کی صورت یہ ہی کہ پہلے سے
دونون کافر تھے اور عورت اسلام لائی قبل اسلام لانے خاوند کے اور خاوند نے اوسکو تہمت زنا کی لگائی قبل عرض اسلام کے
اوسپر ایسا ہی ہی فتح القدیر مین ص اور اگر مرد صلاحیت شہادت کی رکھتا ہی اور عورت لونڈی ہی یا کافرہ ہی یا حد قذف
پڑی ہی اوسپر یا صبیہ ہی یا مجنونہ ہی یا زانیہ ہی تو خاوند پر حد اور لعان کچھ لازم نہ آویگا کیونکہ جس صورت مین وہ عورت زانیہ ہی
تو پاکدامن نہ ہی اور غیر زانیہ مین وہ صالح شہادت کی نہین تو خاوند پر حد نہین اسواسطے کہ وہ غیر محصنہ ہی اور لعان بھی نہین کیونکہ
وہ عفیفہ اور صالح شہادت نہین ہی ف اور اصل اس باب مین قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی چار عورتین ہین کہ
نہین ملاعنہ ہی درمیان انکے نصرانیہ تحت مین مسلمان کے اور یہودیہ تحت مین مسلمان کے اور غلام نیچے حرہ کے اور حرہ نیچے
غلام کے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے ابن عطاء سے انھون نے اپنے باپ عطاء خراسانی سے انھون نے

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے اور اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے عثمان بن عبدالرحمن وقاصی سے انھون نے عمرو بن شعیب
اور طریق ابن ماجہ سے بھی اور کہا کہ متابعت کی عثمان بن عطا خراسانی کی یزید بن زریع نے عطا سے اور وہ بھی ضعیف ہے
اور روایت کیا اوسکو اوزاعی اور ابن جریج سے اور یہ دونون بڑے امام ہین انھون نے عمرو بن شعیب سے لیکن
انھون نے اوسکو مرفوع نہین کیا پھر اخراج کیا اوسکا موقوفا پھر اخراج کیا اوسکا عمار بن مطر سے انھون نے عمرو بن شعیب سے
انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے اور ذکر کیا مانند اسکے اور ضعیف کیا اوسکے راویون کو کہا
شیخ ابن الہمام نے اور تو جان چکا ہی کہ حدیث ضعیف جب متعدد طریقون سے روایت کی جاوے تو حجت ہو جاتی ہی اور
بھی ایسے ہی خصوصا جب کہ متعضد ہوا وسکے روایت اوزاعی اور ابن جریج کی موقوفا عمرو بن شعیب کے دادا پر اور تفصیل کی
اس مقام مین زیلعی نے تخریج ہدایہ مین **ص** اور صورت لعان کی یہ ہی کہ اول خاوند کہے چار مرتبہ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّيْ صَادِقٌ
فِيْمَا رَمَيْتُهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی گواہی دیتا ہون مین ساتھ خدا کے کہ مین سچا ہون نسبت کرنے مین زنا کے طرف اوسکے
اور پانچوین مرتبہ کہے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ كَاذِبًا فِيْمَا رَمَاهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی لعنت اللہ کی خاوند پر اگر اس زنا کی
نسبت کرنے مین جھوٹا ہو اور بار بار کہنے مین جورو کی طرف اشارہ کرتا جاوے پھر عورت کہے چار مرتبہ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ كَاذِبٌ
فِيْمَا رَمَانِيْ بِهٖ مِنَ الزِّنَا گواہی دیتی ہون مین ساتھ اللہ کے کہ خاوند کاذب ہی نسبت کرنے مین زنا کی طرف میرے اور
پانچوین مرتبہ کہے غَضَبُ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ صَادِقًا فِيْمَا رَمَانِيْ بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی غضب اللہ کا ہو زوجہ پر اگر
خاوند سچا ہو نسبت کرنے مین زنا کے طرف میرے **ف** کیونکہ ایسا ہی وارد ہوا ہی کلام اللہ مین اور اگر قاضی اول زوجہ سے
شہادتین لیوے تو اوسکا اعتبار نہین پھر بعد لعان کرنے خاوند کے پھر زوجہ سے شہادتین لی جاوین اور یہی مذہب ہی
امام شافعی اور احمد کا **ص** پھر قاضی اون دونون کے درمیان تفریق کر دے **ف** اور جب تک قاضی تفریق نکریگا تو تفریق
نہوگی اور امام زفر کے نزدیک فقط لعان سے فرقت ہو جاتی ہی تو اگر قبل تفریق قاضی کے کوئی دونون مین سے مرجاوے
وارث ہوگا اور دلالت کرتا ہی ہمارے مذہب پر وہ جو مروی ہی صحیحین مین ابن عمرؓ سے تحقیق کہ ایک شخص نے لعان کیا اپنی عورت سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تو تفریق کر دی آپ نے درمیان اون دونون کے اور ملا دیا لڑکے کو ساتھ ماں اوسکی کے
اور وہ جو سنن ابوداؤد اور صحیحین مین ہی عویمر عجلانی سے جب وہ دونون فارغ ہوئے لعان سے تو کہا عویمر نے کہ جھوٹ بولا
مینے اگر روک رکھون مین زوجہ کو تو طلاق دیے عویمر نے اوسکو تین طلاق اور جاری کیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اور یہ امر سنت ہو گیا کہا سہل نے حاضر تھا مین اوسوقت نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر جاری ہوئی
سنت بعد متلاعنین مین یہ کہ تفریق کر دی جاوے پھر نہ جمع ہووین کبھی اور بیہقی نے اس مقام مین اعتراض کیا ہی اور
جواب اوسکا مذکور ہی فتح القدیر مین **ص** اور اگر نفی ولد سے تہمت لگائی ہی یا اوس سے اور زنا سے تو اونکو ذکر کرے
لعان مین **ف** تو فقط نفی ولد مین زوج کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ فِيْمَا رَمَيْتُهَا
بِهٖ مِنْ نَفْيِ الْوَلَدِ اور عورت کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ فِيْمَا رَمَانِيْ بِهٖ مِنْ نَفْيِ الْوَلَدِ
اور دونون کی صورت مین خاوند کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّيْ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ فِيْمَا رَمَيْتُهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا

وَنَفَی الْوَلَدِ ص پھر قاضی تفریق کر دے اور نفی کرے نسب اوس لڑکے کا خاوند سے اور ملا دے اوسکو مان سے ف اور دلیل اسکی حدیث ابن عمر ہے جو ابھی گذری ص اور بائن ہو جاویگی وہ عورت خاوند سے ساتھ ایک طلاق بائن کے تو اگر بعد تفریق کے یا قبل تفریق کے بعد لعان کے خاوند نے اپنے تئین جھٹلا یا تو اوسکو حد قذف ماری جاویگی اور حلال ہو جاویگا خاوند کو نکاح اوسکا اسواسطے کہ اب لعان باقی نہین رہا اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اَلْمُتَلَاعِنَانِ لَا یَجْتَمِعَانِ اَبَدًا یعنی دونون لعان کرنے والے نہین جمع ہونگے کبھی ف روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابن عمر سے مرفوعًا اور کہا صاحب تنقیح نے اسناد اوسکا جید ہے اور موقوفًا اوپر علی اور ابن مسعود کے اور روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے عمر اور ابن مسعود سے موقوفًا اور ابن ابی شیبہ نے موقوفًا حضرت عمر اور ابن عمر اور ابن مسعود سے کہ کہا سبنے المتلاعنان لا یجتمعان ابدا ص جب ہی کہ دونون متلاعنین ہین ہواسواسطے کہ علت اون دونون کے جمع نہونے کی لعان ہی تو ہرگاہ لعان باطل ہوا تو اوسکا حکم یعنی نہ جمع ہونا وہ بھی باقی نرہیگا ف اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہے ص اور اسی طرح اگر بعد لعان اور تفریق کے زوج نے کسیکو تہمت زنا کی لگائی اور اوسپر حد پڑی یا زوجہ نے کسی سے زنا کیا اور حد کھائی تو اب بھی نکاح اون دونون مین حلال ہو جاویگا اسواسطے کہ اہلیت لعان کی باقی نرہی تو اوسکا حکم بھی نرہیگا اور اگر گونگے نے اشارے سے اپنی زوجہ کو قذف کیا تو لعان لازم نہوگا اور حد قذف اوسپر نہ پڑیگی ف اسواسطے کہ اوسمین شبہہ ہے اور حدود دفع ہو جاتی ہین شبہون سے ص اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ حمل تیرا مجھسے نہین ہے نزدیک امام کے لعان لازم نہوگا اور نزدیک صاحبین کے اگر چھ مہینے سے کم مین جنی تو لازم ہوگا ف اور دلیل دونون کی ہدایہ مین مذکور ہے ص اور اگر کہا کہ تونے زنا کی اور یہ حمل زنا کا ہے تو لعان واجب ہوگا اور نسب ولد کا ثابت رہیگا ف اور امام شافعی کے نزدیک قاضی کو چاہیے کہ ولد کا نسب بھی نفی کرے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفی کی ولد کی ہلال بن امیہ سے اور اونے قذف کیا تھا اپنی زوجہ کو اور وہ حاملہ تھی روایت کیا اوسکو بخاری اور ابوداؤد نے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ احکام نہین مترتب ہوتے ہین مگر بعد ولادت کے کیونکہ قبل ولادت کے احتمال کو گنجایش ہے اور یہ حدیث محمول ہے اس بات پر کہ آپ نے پہچانا تھا قیام حمل کو ساتھ وحی کے هٰكذا فی الهدایة ص جس شخص نے کہ اپنی عورت کے جننے کے بعد نفی کیا ولد کو یا مبارکبادی کے وقت مین یا اسباب ولادت خریدنے کے وقت مین تو نفی صحیح ہے اور نسب ثابت نہوگا اور لعان لازم آویگا اور اگر بعد اس مدت کے کہا تو نسب ثابت ہوگا اور لعان واجب ہوگا ف اور زمانہ تہنیت کا معین نہین ایک روایت مین تین روز ہین اور ایک روایت مین سات روز باعتبار عقیقے کے جامع الرموز ص اگر زوجہ نے ایک ہی حمل سے دو لڑکے جنے یعنی بیچ مین دونون کے چھ مہینے سے کم مدت گذری اور زوج نے اول کی نفی کی اور دوسرے کا اقرار کیا تو مدمارا جاویگا اور نسب ثابت ہو جاویگا دونون کا اور اگر زوج نے کہا کہ اول مجھسے ہے اور دوسرے کی نفی کی تو نسب دونون کا ثابت ہوگا اور لعان لازم آویگا ف اور وجہ اسکی اصل مین مذکور ہے

باب عنین کے بیان مین

عنین وہ شخص ہے جو قادر نہین ہے عورتون پر باوجود قیام آلت کے اور اگر قادر ہے ثیب پر اور بکر پر قادر نہین واسطے

ضعف آلت کے یا بعض عورتون پر قادر ہو اور بعض پر نہین بسبب سحر کے یا برس کے تو وہ عنین ہی بہ نسبت اوس
عورت کے جسپر قادر نہین اور بعض کتابون مین امتحان اسکا اس طرح پر مرقوم ہی کہ ایک طشت مین سرد پانی بھر کے اوسکو
اوسمین بٹھلاوین اگر ذکر اوسکا چھوٹا اور مائل ہو جاوے طرف پیٹ کے تو معلوم ہو کہ عنین نہین ہی ورنہ عنین ہی لیکن مدت
مقرر کرنا ضرور ہی اور محیط مین ہی کہ اگر آلت اوسکا صغیر ہی کہ فرج مین ادخال اوسکا ممکن نہین تو عورت کو طلب
تفریق کا نہین پہنچتا اور اگر نہایت صغیر ہی تو وہ مانند مجبوب کے ہی فی الفور تفریق کرا دی جاویگی جیسا کہ آتا ہی **ص**
اگر اوسنے اقرار کیا کہ مین عورت پر نہین پہنچا **ف** یعنی ادخال نہین کیا **ص** تو ایک سال قمری کی حاکم مدت مقرر کرے
اوسکو اور یہی صحیح ہی اور روایت حسن مین امام ابو حنیفہ سے ایک سال شمسی مہلت دے اور سال شمسی تین سو پینسٹھ دن
اور ربع دن کا ہوتا ہی اور سال قمری تین سو چوّن دن اور تیسرا حصہ ایک دن کا اور تیسوان حصہ دن کا ہوتا ہی اور ماہ رمضان
اور ایام حیض اوسی مدت سے شمار کیے جاوینگے نہ ایام مرض زوج اور زوجہ کے **ف** ہدایہ مین ہی کہ ایک
برس کی مدت دینا مروی ہی حضرت عمر اور علی اور ابن مسعود سے انتہی لیکن روایت عمرؓ کی سو اخراج کیا اوسکا عبد الرزاق
نے سعید بن المسیب سے کہ فیصلہ کیا عمر بن الخطابؓ نے عنین مین کہ مدت مقرر کی جاوے ایک سال کی کہا معمر نے
اور یہ مدت اوس روز سے ہوگی جب سے نزاع واقع ہوا اور اسی طرح نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ عمرؓ
بن الخطاب نے لکھا شریح کو کہ مدت مقرر کرے واسطے عنین کے ایک برس جس دن سے کہ قصہ اوٹھایا جاوے
نزدیک تیرے اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت عمرؓ نے مدت مقرر کر دی واسطے عنین کے ایک برس اور زیادہ کیا کہ اگر اس مدت
مین جماع کیا عورت سے تو فبہا ورنہ تفریق کر دو درمیان انکے اور واسطے عورت کے مہر ہی کامل اور روایت کیا اوسکو
امام محمد بن الحسن نے ابو حنیفہ سے انھون نے اسمٰعیل بن مسلم مکی سے انھون نے حسین سے کہ آئی ایک عورت نزدیک
عمر بن الخطاب کے اور خبر کی اونکو کہ خاوند میرا نہین پہونچتا ہی مجھکو تو مدت مقرر کر دی انھون نے اوسکے لیے ایک
سال تو پھر گاہ کہ گذر گیا ایک سال اور نہ پہنچا اوسکو تو اختیار دیا عورت کو اور اوسنے اختیار کیا اپنے نفس کو تو کیا
حضرت عمر نے اوسکو ایک طلاق بائن اور لیکن حدیث حضرت علیؓ کی سو روایت کیا اوسکو عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ
دونون نے اپنی سندون سے اور حدیث ابن مسعود کی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے کہ کہا انھون نے مدت مقرر کیا
جاوے عنین ایک سال تو اگر جماع کرے فبہا ورنہ تفریق کرا دی جاوے درمیان اونکے اور بھی اخراج کیا اوسکا دارقطنی
اور عبد الرزاق نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مغیرہ بن شعبہ سے کہ انھون نے مدت دی عنین کو ایک سال اور نکالا
ابن ابی شیبہ نے حسن اور شعبی اور عطا اور سعید بن المسیب رضی اللہ عنہم سے کہ کہا اون سب نے مدت دیا جاوے عنین
ایک سال کی **ص** اور بائن ہو جاویگی عورت ساتھ ایک طلاق کے اور عورت کو کل مہر ہی اگر خلوت کی ہی اوس سے اور
واجب ہوگی عدت اور اگر درمیان زوج اور زوجہ کے اختلاف پڑا جیسا کہ زوج نے کہا کہ مین تجھپر قادر ہوا ہون اور زوجہ نے
اوسکا انکار کیا اور وہ قبل نکاح کے بکر تھی یا ثیب اور عورتون نے دیکھکر کے گواہی دی کہ ثیبہ ہی خاوند کو قسم دینگے اگر قسم کھائی
تو حق زوجہ کا یعنی تفریق باطل ہو جاویگی اور اگر قسم سے نکول کیا یا عورتون نے گواہی دی کہ بکر ہی تو [illegible] کو

ایک سال مہلت دے اور اگر بعد مہلت کے بھی اختلاف ہوا تو تقسیم ویسی ہی ہوگی جیسے قبل مہلت کے تھی لیکن اب
مہلت نہ دی جاویگی تو اگر عورتون نے کہا ثیب ہی تو اگر خاوند حلف کرلیگا عورت کا حق باطل ہوگا جیسا کہ پہلے تھا اور اگر
نکول کیا یا عورتون نے کہا بکر ہی تو عورت کو اختیار ہی تو اگر اپنے تئین اختیار کرے ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر خاوند کو
اختیار کریگی تو حق اوسکا باطل ہوگا اور خصی مہلت دیا جاویگا مثل عنین کے **ف** خصی اوسے کہتے ہین کہ جسکے
خصیے نکال لیے گئے ہون اور آلت قائم ہوا اور اوسکا حکم کل مسائل مذکورہ مین مثل عنین کے ہی **ص** اگر زوج مجبوب ہو
ف یعنی اوسکی آلت کٹی ہو **ص** اور زوجہ نے قاضی سے تفریق طلب کی تو فی الفور تفریق کرادی جاویگی اسواسطے
کہ اوسکو مہلت دینے مین کچھ فائدہ نہین برخلاف خصی کے کہ وطی کی توقع اوس سے ہی **ف** بوجہ قیام آلت کے
ص کسیکو زوج اور زوجہ مین سے بسبب عیب دوسرے کے خیار نہین برخلاف امام شافعی رح کے کہ اونکے نزدیک پانچ
عیبون مین خیار ہی ایک جنون دوسرے برص تیسرے جذام چوتھے قرن پانچوین رتق اور امام محمد کے نزدیک اگر خاوند کو
جنون یا جذام یا برص ہی تو عورت کو اختیار ہی اور اگر عورت کو ہی تو مرد کو اختیار نہین کیونکہ مرد اپنے سے دفع ضرر کرسکتا ہی
اس طرح پر کہ طلاق دیدیوے برخلاف عورت کے **ف** رتق کے معنی بند ہونا اور عرب مین کہا کرتے ہین امرأۃ
رتقا جس سے جماع کی استطاعت نہین ہوتی بوجہ بند ہونے اوس مقام کے اور قرن نام ہی ایک عصب غلیظ کا یا گوشت کا جو
اوٹھا ہوا ہو یا ہڈی کا جو فرج مین ہووے اس طرح پر کہ مانع ہو دخول سے امام شافعی کہتے ہین کہ بعضی ان چیزون سے
کراہت طبع ہوتی ہی اور طبع موید ہی ساتھ شرع کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھاگ تو اوس شخص سے جسکو
جذام ہو جیسا کہ بھاگتا ہی تو شیر سے روایت کیا اوسکو بخاری نے ابوہریرہ رض سے اور بعضی ایسی ہین کہ وہ مانع ہین استیفا منافع کو اور ہمارا
جواب یہ ہی کہ فوت استیفا منافع کا موت سے بھی ہوجاتا ہی اور وہ موجب فسخ نکاح نہین یہانتک کہ موت سے کچھ مہر ساقط نہوگا
تو یہ عیوب بطریق اولی موجب فسخ نہونگے اور یہ اسواسطے کہ استیفا منافع ثمرہ نکاح ہی اور استحقاق تمکن خاوند کا ہی وطی پر عورت سے اور وہ
حاصل ہی مجذومہ اور مجنونہ اور برصاء سے اور اسی طرح رتقاء اور قرناء سے ساتھ شق اور فتق کے کذا فی الھدایۃ والکفایۃ

باب عدت کے بیان مین

جس شخص نے اپنی زوجہ کو بعد خلوت کے طلاق رجعی یا بائن دیا اور عورت آزاد ہی اگر اوسکو حیض آتا ہو تو تین حیض کامل تک
اوسکو عدت لازم ہوگی **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ یعنی
مطلقات روک رکھیں اپنے نفسون کو تین حیضون تک اور امام شافعی کے نزدیک عدت اوسکی تین طہر ہین اور یہ اختلاف واقع ہوا
اس سبب سے کہ لفظ قرء سے کیا مراد ہی ہمارے نزدیک قرء کے معنی حیض ہین اور اونکے نزدیک طہر اور ادلہ طرفین سے
کتب اصول مین تفصیل مذکور ہین اور مذہب ہمارا خلفائے راشدین اور عبادلہ اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل اور
ابو الدرداء اور عبادہ بن الصامت اور زید بن ثابت اور ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہم سے اور زیادہ کیا ابو داؤد
اور نسائی نے معبد جہنی کو منقول ہی اور امام شافعی کا مذہب ماثور ہی حضرت عبد اللہ بن عمر اور زید بن ثابت سے حالانکہ
معارض ہی اوسکی روایت ابن عمر سے موافق ہمارے مذہب کے نقل کیا اوسکو طحاوی نے اور بعض حنفا نے

حنابلہ سے اور اسناد کیا طحاوی نے طرف قبیصہ بن ذویب کے کہ انھوں نے سنا زید بن ثابت سے کہ کہتے تھے عدت
لونڈی کی دو حیض ہیں تو یہ بھی معارض ہے اونکی روایت کے زید بن ثابت سے اور یہی قول ہے سعید بن المسیب اور سعید بن جبیر
اور عطا اور طاؤس اور عکرمہ اور مجاہد اور قتادہ اور ضحاک اور حسن بصری اور مقاتل اور شریک قاضی اور ثوری اور اوزاعی
اور ابن شبرمہ اور ربیعہ اور سدی اور ابو عبید اور اسحق کا اور اسی طرف رجوع کیا امام احمد نے اور کہا امام محمد بن حسن نے
موطا میں حدثنا عیسی بن ابی عیسی الخیاط المدنی عن الشعبی عن ثلثة عشر من اصحاب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کلھم قالوا الرجل احق بامرأته حتی تغتسل من الحیضة الثالثة یعنی کہا
تیرہ شخصوں نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مرد حقدار زیادہ ہے اپنی عورت کے ساتھ یہاں تک کہ غسل کرے تیسرے
حیض سے ص اور اگر اوس عورت کو حیض نہیں آتا جیسا کہ وہ صغیرہ ہے یا کبیرہ ہے اور سن ایاس کو پہونچ گئی ہے یا سن بلوغ کو پہونچی
اور حیض نہیں آیا تو اوسکو تین مہینے تک عدت واجب ہوگی ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے واللائی یئسن
من المحیض من نسائکم الآیہ ص اور اگر نکاح فسخ ہوگیا بسبب خیار بلوغ کے یا احد الزوجین کی ملک کے سبب
دوسرے پر یا بسبب بوسہ لینے زوجہ کے ابن زوج کو بشہوت یا بسبب مرتد ہوجانے احد الزوجین کے یا بسبب کفو نہونے کے
یا اور کسی سبب سے بعد خلوت کے اور زوجہ آزاد صاحب حیض ہے تو اوسکی عدت تین حیض ورنہ تین ماہ ہونگے ف
اور عدت شروع ہوگی وقت طلاق سے یا فسخ سے نہ وقت خبر سے ایسا ہی ہے جامع الرموز میں ص اور تین حیض کامل
اسواسطے معتبر ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو حیض میں طلاق دی تو یہ حیض عدت میں محسوب نہوگا اور جس ام ولد کا کہ مولا
مرگیا یا اوسکو آزاد کردیا اور جس عورت سے وطی کی کسی شخص نے شبہے سے اپنی بیوی جانکر یا نکاح فاسد سے مثل نکاح موقت
اور متعہ کے اور خاوند مرگیا یا اونمین فرقت ہوگئی تو اگر عورت صاحب حیض ہے تو تین حیض اوسکی عدت ہوگی اور اگر صاحب
حیض نہیں تو تین مہینے ف اور امام شافعی کے نزدیک جب مولا ام ولد کا مرجاوے یا آزاد کردیوے تو عدت اوسکی
ایک حیض ہے اور دلیل ہماری وہ ہے جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے یحیی بن کثیر سے تحقیق کہ عمرو بن العاص نے حکم کیا ام ولد کو
کہ آزاد ہوگئی تھی عدت کرنے کا ساتھ تین حیض کے اور لکھا یہ طرف حضرت عمر کے تو آپ نے پسند کیا اوسکو اور وفات
قول اونکا معلوم نہیں لیکن نکالا ابن ابی شیبہ نے حارث سے انھوں نے علی اور عبداللہ سے کہ کہا اون دونوں نے
عدت ام ولد کی تین حیض ہیں جس وقت کہ مرجاوے مولا اوسکا اور نکالا مثل اسکے ابراہیم نخعی اور ابن سیرین اور حسن بصری
اور عطا سے ص اور اگر حرہ کا خاوند مرگیا ف برابر ہے کہ وہ عورت مسلمان ہو یا کتابیہ حائضہ یا غیر حائضہ مدخولہا
یا غیر مدخولہا صغیرہ یا کبیرہ ص تو عدت اوسکی چار مہینے دس دن ہیں ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے
وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا
ترجمہ اور جو مرجاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیویاں روک رکھیں اپنے نفسوں کو چار مہینے دس دن ص اور عدت
اوس لونڈی کی جو صاحب حیض ہے واسطے طلاق اور فسخ کے دو حیض ہیں ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے لونڈی کے دو طلاق ہیں اور عدت اوسکی دو حیض ہیں اور یہ حدیث اوپر گذر چکی اور اسواسطے

كه رقيت منصّف ہى اور حيض قسمت نهين پاتا تو دوسرا حيض بھى پورا ہوگيا تو دو حيض ہو گئے جيسا كه كہا حضرت عمرؓ نے (يعنى آدھا كرنے كے واسطے) كه اگر استطاعت ركهتا مين ہے كه كردون اوسكو ايك حيض اور آدھا البته كرتا مين اوسكو سوا ايك شخص نے كہا كه آپ كرتے اوسكو ڈيڑھ مهينه تو چپ رہے حضرت عمرؓ روايت كيا اوسكو عبدالرزاق نے اور شافعى نے مسند مين اور ابن ابى شيبه نے مصنف مين اور حضرت عمرؓ نے اسواسطے سكوت كيا كه كلام اوسكا قابل التفات تها كيونكه اونكا كلام صاحبات ہين اوس تحقيق اور وه عدت بيان كرتا تها آيسه كى تو مشوره اوسكا مانند فتوى خارج تها ص اور جو صاحب حيض نهين تو عدت اوسكى نصف عدت حره ہى يعنى واسطے طلاق اور فسخ كے ڈيڑھ مهينه اور واسطے موت كے دو مهينے اور پانچ روز اور عدت حامله كى آزاد ہو يا لونڈى طلاق اور فسخ اور موت مين ساتهه وضع حمل كے ہى اگرچه خاوند اوسكا جو مرگيا ہو لڑكا ہو ف اسواسطے كه فرمايا الله تعالى نے وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ يعنى جو عورتين حامله ہين تو اونكى عدت يه ہى كه وضع حمل كرين اور حضرت علىؓ كے نزديك ضرور ہى وضع حمل اور چار مهينے دس دن بهى اور يهى قول ہى ابن عباس كا كيونكه اس آيت سے واجب ہوئى اوسپر عدت ساتهه وضع حمل كے اور آيت يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا موجب ہى چار مهينے دس دن كى تو دونون جمع كرنے مين احتياط ہى اور امام مالك كى مؤطا مين ہے سليمان بن يسار سے كه عبدالله بن عباس اور ابا سلمه بن عبدالرحمن بن عوف نے اختلاف كيا اوس عورت مين كه جنى كچهه راتون بعد اپنے خاوند كے تو كہا ابو سلمه نے كه جسوقت جنا اوسنے تو حلال ہوگيا كه نكاح كرے اور ابن عباس نے كہا كه عدت اوسكى آخر ہى دونون مدتون كے تو كہا ابو ہريرهؓ نے كه مين اپنے بهائى كے بيٹے يعنى ابا سلمه كے ساتهه ہون پهر بهيجا كريب مولا عباس كو طرف ام سلمهؓ كے كه اونسے پوچهے اسكو تو خبر دى انهون نے اوسكو كه سبيعه اسلميه جنى تهى بعد وفات اپنے خاوند كے كچهه راتون بعد تو ذكر ہوا اسكا واسطے نبى صلى الله عليه وسلم كے تب فرمايا آپنے كه حلال ہوئى نكاح كرے جس سے چاہے اور جامع ترمذى مين ہى كه وه جنى تهى بعد تيئيس ۲۳ يا پچيس ۲۵ دن كے اور صحيح بخارى مين ہى كه فرمايا حضرت ابن مسعود نے كه اوترى ہى سورت نساء قصرىٰ بعد طولىٰ كے اور مراد قصرىٰ سے يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ الاية ہى اور طولىٰ سے سوره بقره ہى تو غرض ابن مسعود كى يه ہى كه قول الله تعالى كا وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ اوترا ہى بعد قول الله تعالى كے وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ تو متاخر ناسخ ہوگا واسطے متقدم كے اور روايت ابوداود اور نسائى اور ابن ماجه مين ہى كه كہا عبدالله بن مسعود نے والله لمن شاء لاعنته لانزلت سورة النساء القصرى بعد اربعة اشهر وعشرا اور بزار كى روايت مين ہى من شاء خالفناه اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمايا كه جب وضع حمل كرے تو وه حلال ہوجاويگى تو خبر دى اونكو ايك شخص نے انصار مين كه حضرت عمرؓ نے فرمايا كه اگر وضع حمل كرے اور خاوند اوسكا تخت پر ركها ہوا اور دفن ہوا ہو تب بهى حلال ہوجاويگى روايت كيا اوسكو مالك نے مؤطا مين اور اوسكى اسناد مين ايك شخص مجہول ہى اور تفصيل فتح القدير مين ہى ص اور امام ابو يوسف اور شافعى كے نزديك عدت اوسكى عدت وفات ہى ف اور دليل ہمارى اصل مين مذكور ہى ص اور اگر حامله ہو بعد موت لڑكے كے تو اوسكى عدت عدت وفات ہوگى اور نسب دونون صورتون مين يعنى چاہے قبل مرنے لڑكے كے حامله ہو يا بعد اوسكے

ثابت نہوگا اور عدت زوجہ فارکی **ف** یعنی اوس شخص کی جسنے اپنی زوجہ کو مرض مین طلاق دیا اور اوسی مین مرا **ص** واسطے طلاق بائن کے **ف** ایک ہوا تین طلاق **ص** ابعد الاجلین ہی یعنی اگر عدت طلاق کی گذر گئی اور وہ تین حیض تھے مثلا اور عدت موت کی نہین گذر رہی تو ضرور ہوا اوسکو موت کی عدت تک ٹھہر جاوین اور اگر عدت موت کی گذر چکی اور عدت طلاق کی نہین گذری تو طلاق کی عدت تک ٹھہر جاوین اور واسطے طلاق رجعی کے عدت وفات ہی اور اگر مولا نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا اور وہ اپنے خاوند سے عدت مین طلاق رجعی کے تھی تو عدت آزاد کو تمام کرے اور اگر عدت میں طلاق بائن کے یا عدت مین موت کے تھی تو عدت لونڈی کی تمام کرے اور اگر عورت آیسہ یعنی جو سن ایاس مین ہو یعنی پچپن برس یا زیادہ کی ہووے اور خون اوسکا موقوف ہوگیا ہوا اور طلاق دیا اوسکو خاوند نے تو عدت کریگی ساتھہ تین مہینے کے تو اگر قبل گذرنے ان تین مہینون کے خون دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ آیسہ نہ تھی تو اب پھر عدت حیض دن سے شروع کرے آیسہ اور بدایہ مین لکھا ہی کہ یہی صحیح ہی **ف** اور بعضون کا مذہب یہ ہو کہ اگر بعد سن ایاس کے خون دیکھا تو حیض نہوگا اور عدت مہینون سے باطل نہوگی اور فساد نکاح بھی ظاہر نہوگا اور بعضون نے کہا کہ حیض ہوگا تو عدت مہینون سے باطل ہوجاویگی اور فساد نکاح ظاہر ہوگا اور صدر الشہید فتوی دیتے تھے اس بات پر کہ اگر آیسہ نے خون دیکھا بعد سن ایاس کے جیسا کہ عادت تھا ہووے حیض ہوجاویگا اور فتوی دیتے تھے کہ عدت مہینون سے باطل ہوجاویگی اگر خون دیکھا قبل تمام ہونے عدت کے مہینون سے اور اگر بعد تمام ہونے عدت کے خون دیکھا تو باطل نہوگی ہکذا فی الکفایۃ وفتح القدیر اور وقایہ مین لکھا ہی کہ اگر بعد عدت گذرنے کے بھی خون دیکھے تب بھی سرے سے عدت حیضون سے شروع کرے اور ایسا ہی ہی اکثر معتبر کتابون مین کذا فی الچلپی **ص** اور ابو علی دقاق کی روایت مین ہی کہ اگر کسی عورت کو حکم ایاس کا ہوگیا ہوا اور وہ خون دیکھے بعد اوسکے تو حیض نہوگا اور ایاس باطل نہوگا اور اگر بعد تین مہینے کے اوسنے نکاح کر لیا ہو تو ایسے خون سے نکاح فاسد نہوگا اسواسطے کہ وہ خون اپنے وقت مین نہین **ف** اور موافق روایت وقایہ کے فاسد ہوگا **ص** اور اگر اوس عورت نے کہ سن ایاس مین نہ پہونچی ہی حیضون سے عدت کی اور بعد آنے ایک یا دو حیض کے خون اوسکا منقطع ہوا تو مہینون سے عدت شروع کرے **ف** اور جو کچھہ کہ حیض و طہر گذرا ہی عدت مین محسوب نہوگا **ص** اور اگر ایک عورت عدت مین تھی اور کسی شخص نے اوس سے شبہے سے وطی کی **ف** برابر ہی کہ وہ شخص اوسکا خاوند ہو جو طلاق دے چکا ہی یا اجنبی ہو **ص** تو اس وطی کے لیے ایک اور عدت چاہیے اور دونون عدتین متداخل ہوجاوینگی یعنی جو کچھہ عدت اول سے باقی ہو اب وہ دونون مین محسوب ہوگا اور جب پہلی عدت تمام ہوجاوے تو دوسری کو تمام کرے اور صورت اسکی یون ہی کہ زوج نے اوسکو ایک طلاق بائن یا تین طلاق دیے اور اوسکو ایک حیض آیا اور پھر اوس سے کسی نے شبہے سے وطی کی تو اوسپر دو عدتین ہین تو اول حیض پہلی عدت کا ہوگا اور دو حیض بعد اوسکے دونون عدتون مین ہوجاوینگے تو عدت پہلی تمام ہوگئی اور دوسری عدت کے واسطے ایک حیض اور چاہیے اور امام شافعی کے نزدیک تداخل جب ہوگا کہ وطی بالشبہہ زوج سے ہوا اور عورت عدت مین ہو لیکن اگر دوسرے کسی اجنبی سے ہو تو تداخل نہوگا اور عدت طلاق اور موت کی گذر جاویگی اگرچہ زوجہ کو خاوند کی موت

سلہ یعنی اگر نکاح کیا بعد گذرنے تین مہینے کے اور خون دیکھا بعد اوسکے تو نکاح فاسد نہوگا کیونکہ یہ خون بے وقت کا ہے تو معلوم ہوا کہ حیض نہین ۱۲ منہ سلمہ ربہ

سلہ یعنی ایک دوسرے مین آجاوینگی ۱۲ منہ سلمہ ربہ

او طلاق کا تمام ہووے **ف** اور اگر بیچ مین عدت کے علم ہو گیا تو باقی کو تمام کرے **ص** اور شروع اس
عدت کا طلاق اور موت کے وقت سے ہوگا اور نکاح فاسد مین جب سے تفریق ہو یا وطی کرنے والا قصد کرے
ترک وطی کا عدت شروع ہوگی اور اگر زوجہ نے کہا کہ عدت میری تمام ہو گئی اور تکذیب کی اوسکی زوج نے تو قول عورت
کا معتبر ہوگا ساتھ قسم کے اور اگر طلاق بائن دیا زوج نے اپنی زوجہ کو پھر نکاح کیا اوس سے عدت مین اور طلاق دیا اوسکو
قبل دخول کے تو خاوند پر کامل مہر لازم ہی اور اوسپر نئے سر سے ایک عدت مستقل واجب ہی نزدیک شیخین کے
اور امام محمد کے نزدیک خاوند پر نصف مہر ہی اور عورت پر تمام کرنا پہلی عدت کا واجب ہی اور امام زفر کے نزدیک [illegible]
بالکل عدت نہین **ف** اور دلائل مذہب ثلثہ کے مذکور ہین ہدایہ اور شرح وقایہ مین **ص** اور اگر ذمی نے طلاق دیا
ذمیہ کو تو اوسپر عدت نہین اگر ذمیون کا یہی اعتقاد ہی اور اگر اعتقاد مین اونکے عدت ہی تو اوسپر عدت لازم ہی امام صاحب
کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک دونون صورتون مین عدت اوسپر واجب ہی **ف** اور اگر حربی نے حربیہ کو طلاق
دیا تو بالاتفاق عدت لازم نہ آویگی اور اگر مسلمان نے ذمیہ کو طلاق دیا تو عدت واجب ہوگی جامع الرموز **ص**
اوسیطرح اگر حربیہ ہمارے طرف چلی آئی مسلمان ہو کے تو اوسپر عدت نہین تو اگر نکاح کرے جائز ہی مگر یہ کہ حاملہ ہو **ف**
اور صاحبین کے نزدیک اس صورت مین بھی اوسپر عدت ہی اور ایک روایت مین امام ابوحنیفہ سے یہ ہی کہ اگر وہ حاملہ ہو
تو جائز ہی نکاح اوسکا اور وطی نکرے اوس سے جیسے وہ عورت جو حاملہ ہو زنا سے اور اول صحیح ہی **کذا فی الہدایہ**

فصل جس عدت کا خاوند مر گیا یا اوسکو طلاق بائن دیا اور وہ بالغہ مسلمان ہی حرہ ہو یا نہو تو اوسکو عدت مین چاہیے
کہ سوگ کرے اور امام شافعی کے نزدیک سوگ نہین ہی معتدہ بائن پر **ف** دلیل ہماری یہ ہی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث ام عطیہ مین سوگ نہ کرے عورت مردے پر تین دن سے زیادہ مگر مرے پر خاوند کے
چار مہینے اور دس دن روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے یہ تو متوفی عنہا الزوج مین ہی اور لیکن مبتوتہ مین سو دلیل
اوسکی ہدایہ مین مذکور ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا معتدہ کو کہ خضاب کرے مہندی سے اور فرمایا کہ
حنا خوشبو ہی کہا ابن الہمام نے فتح القدیر مین کہ اس حدیث کو سروجی نے ذکر کیا اور نسبت کیا اوسکو طرف نسائی کے
اور لفظ اوسکا یہ ہی **نهى المعتدة عن الكحل والدهن والخضاب بالحناء قال الحناء طيب** اور پایا نہین یہ حدیث
کسی کتاب مین ہو کتب نسائی سے اور روایت کی ابوداود نے مراسیل مین عمرو بن شعیب سے تحقیق کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی عورت کو کہ سوگ کرے اپنے خاوند پر یہانتک کہ گذر جاوے عدت اوسکی اور اپنے
دوسرے عزیزون پر تین دن تک **ص** یعنی آرایش نکرے اور جامہ زعفرانی اور کسم رنگ کا نہ پہنے **ف** اسواسطے
کہ اوسمین خوشبو آتی ہی اور خوشبو ممنوع ہی جیسا کہ روایت کیا اوسکو ہم نے اوپر اور حدیث ام عطیہ مین ہی کہ نہ پہنے کپڑا
رنگین مگر کپڑا رنگے سوت کا **ص** اور مہندی نہ لگاوے **ف** کیونکہ حدیث ام سلمہ مین ہی اور نہ مہندی سے
کہ وہ خضاب ہی روایت کیا اوسکو ابوداود اور نسائی نے اور اسناد اوسکا حسن ہی **ص** اور نہ خوشبو اور تیل لگاوے
ف ہدایہ مین ہی اسواسطے کہ تیل بھی خالی نہین خوشبو سے اور زیلعی نے تصریح کی کہ تیل مین کوئی حدیث صریح

نہین آئی ص اور سرمہ نہ لگاوے ف اسواسطے کہ حدیث ام عطیہ مین ہی کہ سرمہ نہ لگاوے اور نہ خوشبو لگاوے مگر جب پاک ہو حیض سے ڈالے فرج مین ٹکڑا قسط کا یا اظفار کا یہ حدیث متفق علیہ ہی اور یہی لفظ مسلم کا ہی اور ابوداود اور نسائی نے زیادہ کیا کہ خضاب نہ لگاوے اور نسائی کی روایت مین ہی کہ کنگھی نہ کرے اور حدیث ام سلمہ مین ہی کہ پوچھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس چیز سے سر دھوؤن فرمایا پتون سے بیری کے ص مگر عذر سے ف کیونکہ اجازت دی حضرت ام سلمہ نے سرمہ لگانے کی ماں کو ام حکیم کی جب مر گئے تھے خاوند اونکے اور شدت تھی اونپر درد کی آنکھون مین روایت کیا اوسکو امام احمد نے اور اسواسطے کہ اوسمین ضرورت ہی اور مقصود دوا ہی نہ زینت ہی جیسا کہ حضرت نے مباح کیا تھا حریر کو واسطے ایک شخص کے بسبب کثرت جوؤن کے ص اور نہ سوگ کرے وہ لونڈی ام ولد جسکو آزاد کر دیا مولا نے اور نکاح فاسد مین اسواسطے کہ یہان کچھ نعمت نکاح جاتی نہین ہی بلکہ نکاح فاسد کا رفع واجب ہی ف تو اوسکو خوشی چاہیے ص اور نہ پیغام صریح بھیجے اوس عورت کے پاس جو معتدہ ہو وفات سے نکاح کا بلکہ اشارے اور کنایے سے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ الایہ یعنی نہین گناہ ہی تمپر اوسمین جو اشارہ کرو تم ساتھہ اوسکے پیغام سے عورتون کے اور حضرت ابن عباس سے مروی ہی صحیح بخاری مین کہ کہے ارادہ کرتا ہون مین نکاح کا یا چاہتا ہون کہ ملجاوے مجھے کوئی عورت نیکبخت اور کہا قاسم نے کہ کہے تو اچھی ہی اور مین تجھہ مین راغب ہون اور اللہ تجھکو ایک خیر پہنچاتا ہی یا مانند اسکے اور نکالا بیہقی نے سعید بن جبیر سے قول مین اللہ تعالی کے اِلَّا اَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا کہا کہ کہے مین تجھہ مین راغب ہون اور مین امیدوار ہون کہ ہم تم جمع ہون اور یہ نہ کہے کہ مین تجھسے ارادہ نکاح کا رکھتا ہون اور بزار مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر مین آیت شریف وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا اور نہ وعدہ کرو تم اون سے پوشیدہ کہ پوشیدہ نکاح ہی اور ابن الہمام نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہی اور جو عورت کہ عدت مین ہو طلاق کی تو اوس سے تعریض بھی بالاجماع جائز نہین ہی فتح القدیر ص اور جو عورت کہ عدت مین طلاق رجعی کے یا بائن کے ہووے تو وہ اپنے گھر سے کسی وقت نہ نکلے اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ ف اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ یعنی نہ نکالو اونکو اپنے گھرون سے اور نہ وہ نکلین مگر جب لاوین کسی فاحشہ صریح کو حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہی کہ فاحشہ یہ ہی کہ زنا کرین اور واسطے حد مارنے کے نکالی جاوین اور کہا حضرت عبداللہ بن عباس نے کہ فاحشہ یہ ہی کہ بدزبانی کرے اپنے خاوند کے عزیزون پر اور اسواسطے کہ مطلقہ عورتون کا نفقہ خاوند کے مال مین سے ہی تو اونکو احتیاج نکلنے کی نہین ص اور جو عورت کہ عدت مین موت کے ہو اوسکو جائز ہی کہ دن کو نکلے اور کچھہ حصہ رات کا اور نہ گذارے اکثر رات کو مگر اپنی منزل مین ف اسواسطے کہ اوسکے واسطے نفقہ نہین ہی تو محتاج ہوگی طرف نکلنے ص جو عورت کہ اوسپر عدت واجب ہوئی تو اوسکو چاہیے کہ جس گھر مین فرقت یا موت یا طلاق ہوا تھا اوسی گھر مین عدت کو تمام کرے ف یعنی اوس گھر مین جو اوسکی طرف نسبت کیا جاتا تھا وقت وقوع فرقت اور موت کے اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ اور اضافت بیوت کی اونکی طرف کی اور فریعہ بنت مالک

سلہ قسط با لضم عود ہندی را گویند در رحیق بول و رانع سموم و محرک شہوت جماع و قاتل کرم است شرب آن و کلف را می برد بطلا آن و مستحق معدہ و رافع تپ ربع و حمی ایر دوران بردو قسم می باشد ہندی و بحری و بحری افضل ست و در حرارت کم ست از ہندی ۱۲ مجمع البحار
سلہ ظفار بضم ظا معجمہ قسمی از خوشبو ست و بعضی گفتہ اند کہ عطر سیاہ مشابہ بہ ناخن ست و فسطا و اظفار ہر دو نوع از بخور اند ۱۲ مجمع بحار الانوار

مروی ہی کہ خاوند اونکا نکلا تلاش مین اپنے بھاگے ہوئے غلامون کی پھر قتل کیا انھون نے اوسکو جب ملے وہ اون سے
کہا اوسنے کہ پھر پوچھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ پھر جاؤن اپنے لوگون مین کہ خاوند نے میرے لیے نہین چھوڑا
مکان اور خرچ تو فرمایا اچھا پھر جب گئی مین حجرے مین پکارا مجکو پھر فرمایا ٹھہر تو اپنے گھر مین جب تک کہ پونہچے لکھا اللہ کا
اپنی مدت کو پھر عدت تمام کی اوسمین چار مہینے اور دس دن کہا کہ فیصلہ کیا اسی حکم سے اسکے بعد عثمان رض نے نکالا اوسکو
احمد او چارون عالمون نے اور مالک نے موطا مین اور ابن حبان نے صحیح مین او رحاکم نے اور کہا کہ صحیح الاسناد
مِنَ الوجھین جمیعا و ان لم یخرجا ہ یعنی صحیح ہی اسناد اوسکا دونون طریقون سے اگرچہ نہ نکالا اوسکو بخاری مسلم نے
اور کہا محمد بن یحیی ذہلی نے کہ یہ حدیث صحیح محفوظ ہی اور ایسا ہی کہا ترمذی نے ص مگر یہ کہ گھر سے نکالی جاوے یا خوف
ہووے اوسکو تلف مال کا یا گھر کے گرجانے کا یا کرایہ گھر کا اوسکو نہ ملے تو ان سب صورتون مین زوجہ کو اختیار ہی کہ
اوس گھر سے نکل جاوے اور اگر زوجہ عدت مین طلاق بائن کی ہی تو گھر مین پردہ چاہیے اور اگر گھر تنگ ہو تو اولی یہ ہی
کہ خاوند وہان سے نکل آوے ف اور زوجہ کو بھی نکل آنا جائز ہی ھدایہ ص اور اسی طرح اگر خاوند
فاسق ہووے تب بھی نکل آوے اور اولی یہ ہی کہ خاوند نکل جاوے ف فتح القدیر مین ہی کہ جہان کوئی اس
قسم کا عذر متحقق ہو تو عورت کو خروج مباح ہو جاویگا اور اولی یہ ہی کہ خاوند نکل آوے ص اور اچھا یہ ہی کہ اون
دونون کے بیچ مین ایک عورت معتبر مقرر کی جاوے کہ قادر ہووے منع پر وطی سے اور اگر کسی شخص نے سفر مین
اپنی زوجہ کو کہ اوسکے ساتھ ہی طلاق بائن دیا یا مرگیا اور وہان موضع اقامت نہین ہی اور زوجہ کے شہر تک وہان سے
مدت سفر نہین ہی تو وہان سے پھر آوے اور آنکے عدت بیٹھے اور اگر جہان کا ارادہ رکھتی ہی اور جہان سے آتی ہی
دونون تین دن تین رات کی مسافت سے کم نہون یا دونون تین دن تین رات کی مسافت سے کم ہون تو عورت کو اختیار ہی
جہان ان دونون جانب سے چلی جاوے ہو سکتا ہی برابر ہی کہ اوسکے ساتھ کوئی ولی ہو یا نہو اور احتیاط اسمین ہی کہ رجوع
کرے اور اپنے مسکن مین آکے جہان سے چلی تھی عدت کرے اور امام سرخسی کے نزدیک دونون جانبون سے جو اقرب ہو اوسکو
اختیار کرے مدت سفر سے زیادہ ہو یا کم اور اگر جس جگہہ سے نکلی ہی تین دن کی راہ ہووے اور جس طرف جاتی ہی کم ہووے تو اوسی طرف
چلی جاوے اور اگر وہ جگہہ موضع اقامت ہی مثلا شہر ہی تو امام کے نزدیک وہین عدت تمام کرے اگرچہ اوسکے پاس کوئی ولی
موجود ہووے اسواسطے کہ نکلنا معتدہ کو حرام ہی اگرچہ مسافت مدت سفر سے کم ہووے اور صاحبین کے نزدیک اگر اوسکے
ساتھ ولی ہو تو نکلنا اوسکا حرام نہین ہی کیونکہ واسطے وحشت جدائی کے نکلنا مباح ہی اور حرمت سفر کی اوٹھ گئی بوجہ ولی کے
تو اب بنا بر قول صاحبین کے جب نکلنا جائز ہوا تو اب کس طرف جاوے اسمین ویسی ہی تفصیل ہی جیسے گذری

باب ثبوت نسب کے بیان مین

اگر کسی شخص نے کسی عورت کو کہا کہ اگر اوس سے مین نکاح کرون تو وہ طالق ہی اور پھر نکاح کیا اوس سے اور وہ جنی بعد
چھ مہینے کے وقت نکاح سے تو نسب لڑکے کا اوس شخص سے ثابت ہو جاویگا اور لازم ہو ویگا اوسکو مہر اوس
عورت کا ف اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی ص اور ثابت ہو ویگا نسب مطلقہ بطلاق رجعی کا جب لاوے

وہ لڑکے کو دو برس مین یا زیادہ مین جب تک اقرار نکرے عدت کے گذرنے کا تو اگر اقرار کر لیگی مدت کے گذرنے کا اور پھر جنی اور طلاق اور ولادت کے بیچ مین دو برس سے زیادہ کی مدت ہی تو نسب ثابت نہوگا اسواسطے کہ نسب جب ثابت ہوتا ہی کہ عدت اقرار اور ولادت مین چھ مہینے سے کم گذرے ہون جیسا کہ آگے آتا ہی اور اگر لائی اوس لڑکے کو کم مین دو برس سے تو بائنہ ہوجاویگی اپنے خاوند سے ساتھہ گذرنے عدت کے اور نسب ثابت ہوجاویگا بخلاف اوس صورت کے جب جنے زیادہ مین دو برس سے کہ وہان رجعت ثابت ہوجاویگی کیونکہ اب حمل وطی کا نہین ہوسکتا ہی مگر عدت مین **ف** اور اول صورت مین ہوسکتا ہی کہ وطی نکاح مین ہو کیونکہ وہان وقت طلاق سے دو برس سے کم مدت گذری ہی **ص** اور جو عورت کہ مطلقہ بطلاق بائن ہی تو اوسکے لڑکے کا نسب ثابت ہوگا جب جنے وقت طلاق سے دو برس سے کم مین اور جو دو برس کے بعد جنی تو نسب ثابت نہوگا مگر یہ کہ خاوند اوسکا دعوی کرے کیونکہ ہوسکتا ہی کہ اوسنے وطی کی ہو شبہ سے ایام عدت مین اور جو مراہقہ ہی یعنی ایسی لڑکی ہی کہ اوسکے مثل اور عورتون سے جماع ہوتا ہی اور وہ سن بلوغ مین مثلا نو برس یا زیادہ کی ہی لیکن علامات بلوغ ظاہر نہین ہوئے وہ اگر بعد طلاق کے کم مین نو مہینے سے جنی نزدیک طرفین کے نسب لڑکے کا ثابت ہوجاویگا اور اگر نو مہینے مین جنی تو نسب ثابت نہوگا اور نو مہینے اسواسطے معتبر ہوئے کہ اقل مدت حمل چھ مہینے ہین اور عدت اوسکی تین مہینے **ف** اور اصل مین اس مقام پر تفصیل کی ہی **ص** اور نزدیک امام ابو یوسف کے اگر طلاق رجعی ہی تو ستائیس ماہ تک نسب ثابت ہوگا اسواسطے کہ تین مہینے اوسکی عدت کے مدت ہین اور دو برس اکثر مدت حمل ہین اور اگر طلاق بائن ہی تو دو برس تک اور اگر کسی عورت معتدہ نے اقرار کیا کہ عدت میری تمام ہوگئی اور چھ مہینے سے کم مین وقت اقرار سے جنی تو نسب لڑکے کا ثابت ہوجاویگا لیکن اگر چھ مہینے مین یا زیادہ مین وقت اقرار سے جنی تو نسب ثابت نہوگا **ف** کفایہ اور فتح القدیر وغیرہا مین لکھا ہی کہ چھ مہینے کی مدت وقت اقرار سے معتبر ہی اور نسخہ شرح وقایہ مین وقت طلاق سے لکھا ہی اور ظاہر یہ ہی کہ یہ سہو ہی قلم ناسخ سے **ص** اگر عورت معتدہ نے دعوی کیا کہ مینے لڑکا جنا اور خاوندنے اوسکی ولادت کا انکار کیا تو اگر قبل ولادت کے حمل ظاہر تھا یا خاوندنے اوسکا اقرار کیا تھا تو ایک عورت کی گواہی سے نسب ثابت ہوگا اور اگر قبل ولادت کے حمل ظاہر نتھا اور خاوندنے بھی اوسکا اقرار نہین کیا تھا تو دو مردون کی یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی واسطے ثبوت نسب کے ضرور ہی اسطرح پر کہ زوجہ تنہا گھر مین گئی اور اوسکے ساتھہ کوئی نتھا اور گھر مین بھی کوئی لڑکا نتھا اور ہم گھر کے دروازے پر تھے کہ آواز لڑکے کی سنی یا لڑکے کو اپنی آنکھہ سے دیکھا اور صاحبین کے نزدیک سب صورتون مین گواہی ایک عورت کی کافی ہی مسئلہ اگر کوئی عورت عدت موت مین دو سال کے قبل جنے تو نسب ثابت ہوجاویگا اور اگر معلوم نہین کہ قبل موت کے جنی یا بعد اوسکے دو برس مین یا کم مین لیکن اقرار کیا وارثونے کہ یہ لڑکا اونکے مورث کا ہی تو اگر صاحب اقرار ایسے ہین کہ اونسے صحت شہادت نہین ہوسکتی بوجہ نہ کامل ہونے نصاب شہادت کے یا عدم عدالت کے تو فقط وہ لڑکا وارث ہوجاویگا اوس مقر کے حق مین اور اگر صحیح الشہادۃ ہین تو نسب اوسکا ثابت ہوجاویگا مقر اور غیر مقر سب کے حق مین اور جو ورثہ نے اقرار نہین کیا تو نسب ثابت نہوگا مسئلہ ایک مرد نے نکاح کیا کسی عورت سے

اور وہ جنی کم مین چھہ مہینے سے وقت نکاح سے تو نسب اوسکا ثابت نہوگا اور اگر جنی چھہ مہینے یا زیادہ مین تو نسب ثابت ہوگا برابر ہی کہ خاوند اقرار کرے یا چپ رہے اور اگر انکار کرے ولادت کا تو ایک عورت کی گواہی دینے سے ثابت ہوگی پھر اگر بعد گواہی کے خاوند لڑکے کو نفی کرے یعنی کہے کہ یہ لڑکا مجھسے نہین تو لعان کر لیوے اور اگر بعد نکاح کے جنی اور دعوی کیا زوجہ نے کہ نکاح کو چھہ مہینے ہوئے اور مرد نے دعوی کیا کہ چھہ مہینے نہین ہوئے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک قول عورت کا بغیر قسم کے قبول ہوجاویگا **ف** اور لڑکا زوج کا ہوجاویگا **ھدایہ** **ص** اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو جنے گی تو طلاق ہی اور گواہی دی ایک عورت نے ولادت پر تو طلاق واقع نہوگا نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور امام ابو یوسف اور محمد کے نزدیک طلاق واقع ہوجاویگا کیونکہ ولادت ایسا امر ہی کہ ایک عورت کی گواہی سے ثابت ہوجاتا ہی **ف** اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شہادت عورتون کی جائز ہی اون امور مین کہ نہین استطاعت رکھتے ہین مرد اونکی نظر کی اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین پائی لیکن روایت کیا ابن ابی شیبہ نے زہری سے کہ کہا انھون نے جاری ہوئی سنت اس بات پر کہ جائز ہی شہادت عورتون کی اون امور مین کہ نہین اطلاع پاتے ہین اونپر کوئی سوا اونکے مثل عورتون کے ولادت اور عیوب پر اور جائز ہی شہادت دایہ کی تنہا اوپر رونے لڑکے کے اور دو عورتین چاہئیں اسکے سوا مین اور یہ حدیث حجت ہی کیونکہ یہ مرسل ہی اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے محمد بن عبد الملک واسطی سے انھون نے اعمش سے انھون نے ابی وائل سے انھون نے حذیفہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھی شہادت دایہ کی اور روایت کی امام محمد نے آثار مین ابراہیم نخعی سے کہ وہ جائز رکھتے تھے شہادت عورتون کی لڑکے کے رونے پر اور اخراج کیا اوسکا امام ابو حنیفہ نے مسند مین اور دلیل امام صاحب کی مذکور ہی ہدایہ اور فتح القدیر مین **ص** اور اگر خاوند نے اقرار کیا حمل کا اور پھر تعلیق کی تو عورت پر طلاق پڑجاویگا بغیر شہادت کے اور صاحبین کے نزدیک شرط ہی شہادت دایہ کی اور اکثر مدت حمل دو برس ہین **ف** اور دلیل ہماری قول حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کا ہی کہ نہین رہتا ہی لڑکا رحم مین اکثر دو برس سے اور ایک لفظ مین ہی کہ نہین زیادہ ہوتی ہی عورت حمل مین دو برس سے اگرچہ ہو مانند سایے تکلے کے یعنی اگرچہ بقدر سایے تکلے کے ہووے کیونکہ سایہ تکلے کا وقت دوران چرخے کے سریع الزوال ہوتا ہی اور سایہ یون ہی اور مقصود تقلیل مدت ہی اخراج کیا اس قول کا دارقطنی نے اور بیہقی نے سنن مین اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک اکثر مدت حمل چار برس ہین اور دلائل اونکے ضعیفہ ہین قابل حجت کے نہین فتح القدیر مین مذکور ہین **ص** اور اقل چھہ مہینے ہین **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا پھر فرمایا وَفِصَالُهُ فِيْ عَامَيْنِ تو نہ باقی رہے حمل کے واسطے مگر چھہ مہینے **ص** اور جس شخص نے نکاح کیا کسیکی لونڈی سے پھر طلاق دیا اوسکو **ف** بعد دخول کے **ص** پھر خرید الیا اوسکو اور جنی وہ چھہ مہینے سے کم مین خرید کے وقت سے تو لازم آویگا لڑکا اوس شخص کو بغیر دعوے کے اور اگر چھہ مہینے مین یا زیادہ مین جنی تو بغیر دعوے کے اوسکو لازم نہوگا **ف** اور یہ جب ہی کہ طلاق ایک ہو رجعی یا بائن یا خلع ہوا اور اگر دو طلاق دیے تھے تو نسب ثابت ہوگا دو برس تک وقت طلاق سے **ھدایہ** **ص** اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین ولد ہی تو وہ میرا ہی اور شہادت دی ولادت پر ایک عورت نے تو نسب لڑکے کا اوس سے ثابت ہوجاویگا اور وہ لونڈی اوسکی ام ولد ہوجاویگی اور اگر

کسی سے ایک لڑکے کو کہا کہ یہ میرا فرزند ہی اور وہ اوسکا لڑکا ہوسکتا ہی بعد اوسکے وہ شخص مرگیا اور لڑکے کی مان نے کہا کہ وہ اوسکا بیٹا ہی اور مین اوسکی بیوی ہون تو دونون وارث ہونگے اگر وہ عورت معروفۃ الحریۃ ہو اور یہ بھی مشہور ہو کہ اوس لڑکے کی مان ہی اور اگر یہ معلوم نہو کہ وہ عورت حرہ ہی اور ورثہ نے کہا کہ تو ام ولد ہی تو عورت کو میراث نہ ملیگی اور لڑکا وارث ہوگا

باب حضانت کے بیان مین

اور واسطے تربیت صغیر کے حقدار اول مان ہی اور اوسپر جبر نکرینگے اگرچہ اوسکے اور خاوند کے درمیان مین تفریق ہوجاوے

ف کیونکہ روایت ہی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ یہ بیٹا میرا تھا پیٹ میرا اوسکا برتن اور چھاتی میری اوسکی مشک اور گود میری اوسکا مکان اور باپ نے اوسکے مجھے طلاق دیا اور چاہتا ہی کہ چھین لے اوسکو تجھسے سو فرمایا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو زیادہ حقدار ہی اوسکے رکھنے کی جب تک نکاح نکرے روایت کیا اوسکو احمد اور ابوداود اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور اسواسطے کہ مان کی شفقت زیادہ ہی تو دینا اوسکی طرف اچھا ہوگا اور حضرت ابوبکر رضی نے نہ دیا عاصم پسر حضرت عمر رض کو بلکہ سپرد کیا اوسکو طرف اوسکی مان کے وقت وقوع فرقت کے روایت کیا اوسکو مالک نے اور عبد الرزاق نے اور زیادہ کیا بیہقی نے کہ کہا ابوبکر نے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرماتے تھے نہین جدا کی جاوے والدہ اپنے لڑکے سے اور مصنف ابن ابی شیبہ مین ہی کہ عمر بن خطاب رض نے طلاق دیا جمیلہ بنت عاصم بن ابی الافلح کو تو اوسنے نکاح کیا اور آپنے حضرت عمر اور لے لیا اپنے بیٹے کو اور پکڑا اوسکو اوسکی مان نے یہان تک کہ مرافعہ کیا دونون نے حضرت ابوبکر پاس تو فرمایا حضرت ابوبکر نے کہ چھوڑ دو اوسکی مان اور لڑکے کو تو لے لیا اوسکی مان نے لڑکے کو اور ایک روایت مین مصنف کی ہی کہ فرمایا حضرت ابوبکر نے چھونا مان کا اور گود اوسکی اور بو اوسکی بہتر ہی اوسکے لیے تجھسے یہان تک کہ جوان ہوجاوے لڑکا تو اختیار کرلے اپنے نفس کو ص اور جب مان نہووے ف یعنی مرگئی ہو یا کسی اجنبی سے اوسنے نکاح پڑھالیا ہو کفایہ ص تو نانی اولی ہی اگرچہ کتنی ہی بلند ہوجاوے ف یعنی نانی کی مان اور نانی کی نانی وغیرہا اسواسطے کہ یہ حق ماؤن کی جانب کا ہی تو جب مان نہوئی تو مان کی مان کی طرف منتقل ہوجاویگا ص اور اگر نانی نہووے تو دادی بہتر ہی بہنون سے ف اسواسطے کہ دادی بھی حصہ مان کا رکھتی ہی ترکے مین اور شفقت بھی اوسکو زیادہ ہی بہ نسبت بہنون کے ص تو اگر دادی نہو تو بہنین اوسکی حقیقی پھر اخیافی پھر علاتی ف اور یہ اولی ہین خالہ سے اسواسطے کہ یہ بیٹیان ہین اپنے باپ کی اور اسی واسطے مقدم ہین میراث مین اور ایک روایت مین خالہ اولی ہی بہن سے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ بجا مان کے ہی حق مین بیٹے حضرت حمزہ کے نکالا اوسکو بخاری نے اور نکالا اوسکو امام احمد نے حدیث سے علی رض کی پھر فرمایا اور لڑکی اپنی خالہ کے پاس رہے کہ بیشک خالہ مان ہی اور روایت اسحق بن راہویہ مین ہی اس لفظ سے فان الخالۃ والدۃ اور یہی عبارت واقع ہی ہدایہ مین ص بعد اوسکی حقیقی بہنین مان کی پھر اخیافی بہنین مان کی پھر علاتی بہنین مان کی پھر باپ کی بہنین حقیقی پھر اخیافی پھر علاتی ف اور حاصل یہ ہی کہ اول جو ذات قرابتین ہی یعنی باپ اور مان دونون کی طرف کی ہی مقدم کی جاویگی پھر مان کی جانب پھر باپ کی جانب کی اور خالا اسواسطے مقدم ہی پھوپھی پر کہ پھوپھی باپ کی بہن ہی تو قدر ہی

اور خالہ ماں کی بہن اور قرابت مادری اس مقام مین اولی ہی ص اور یہ جب ہی کہ یہ عورتین آزاد ہون اسواسطے کہ لونڈی
اور ام ولد کو حق تربیت اپنے لڑکے کا نہین ف اسواسطے کہ اونکو خدمت سے فراغت نہین ص اور اگر لڑکا مسلمان
ہی اور ماں اوسکی ذمیہ ہی تو اوسکی ماں کو حق ہی پرورش کا جب تک وہ نہ پہچانے دین کو یا الفت نہ پکڑے کفر سے تو ان دونون
صورتون مین ماں سے چھین لیا جاویگا اور جس عورت نے کہ نکاح کر لیا غیر محرم سے ولد کے تو پرورش کا حق اوسکی جاتا رہا
ف اور دلیل اسکی حدیث عبداللہ بن عمرو ہی جو اوپر گذری ص اور اگر محرم سے نکاح کیا جیسے اوسکی ماں نے
نکاح کیا لڑکے کے چچا سے یا اوسکی دادی نے اوسکے دادا سے تو یہ حق باطل نہوگا ف اور دلیل اسکی ظاہر ہی ص
اور اگر نکاح جو غیر محرم سے ہوا تھا ساقط ہوگیا تو پھر حق اوسکا لوٹ آویگا اور اگر کوئی عورت ماں اور باپ کی جانب سے موجود نہو
تو حق پرورش عصبات کو ہی علی الترتیب ف یعنی پہلے باپ پھر دادا پھر بھائی حقیقی پھر بھائی علاتی پھر بیٹا حقیقی بھائی کا
پھر بیٹا علاتی بھائی کا اور اسی طرح نیچے تک انکی اولادون سے پھر چچا پھر چچا کے بیٹے ص لیکن چھوٹی لڑکی کو ساتھ عصبہ غیر
محرم کے مثل مولی عتاقہ یا چچا کے بیٹے کے نہ دینگے ش اور چھوٹی لڑکی کو دیدیوینگے اور مولی عتاقہ کہتے ہین آزاد کرنے والے کو
اور کافی مین ہی کہ جب صغیر کا کوئی عصبہ نہو تو اخیافی بھائی کو دینگے پھر اوسکے بیٹے کو پھر باپ کے اخیافی بھائی کو پھر اوسکے بیٹے کو
پھر ماں کے حقیقی بھائی کو پھر علاتی کو پھر اخیافی کو اسواسطے کہ ان لوگون کو بھی ولایت ہی نکاح مین نزدیک امام ابو حنیفہ رح کے
کفایہ اور اگر کئی مستحق پرورش ایک ہی درجے مین ہون تو جو زیادہ پرہیزگار ہوگا اوسکو پھر جو زیادہ عمر والا ہوگا اوسکو دینگے
جامع الرموز ص اور نہ اوسکو جو فاسق ہو لوگون کو حیلہ سکھاتا ہو اور ولد کو اختیار نہوگا بخلاف امام شافعی کے ف
کہ اونکے نزدیک لڑکے کو اختیار ہی اسواسطے کہ روایت ہی رافع بن سنان سے کہ وہ اسلام لائے اور انکار کیا اونکی عورت نے
اسلام سے سو بٹھلایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کو ایک گوشے مین اور باپ کو ایک گوشے مین اور لڑکے کو اونکے درمیان مین
سو جھکا لڑکا اپنی ماں کی طرف پھر فرمایا آپ نے یا اللہ تو ہدایت فرما اوسے پھر جھکا اپنے باپ کی طرف تو لے لیا اوسنے اوسکو نکالا
اوسکو ابوداود اور نسائی نے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور یہی نکالا چارون عالمون نے ابوہریرہ رض سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اختیار دیا لڑکے کو ماں اور باپ کے درمیان مین کہا ترمذی نے حدیث حسن صحیح ہی اور صاحب ہدایہ نے یہ جواب دیا ہی کہ لڑکے کی
عقل قاصر ہی سو اختیار کریگا اوسی شخص کو جو اوسکو تقیید نہ کرے بوجہ میلان اوسکے کے طرف لعب کے اور صحیح ہوا ہی صحابہ سے کہ
انھون نے اختیار نہین دیا اور یہ حدیث سو اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ای اللہ ہدایت کر اوسکو اور دعا آپکی
مستجاب ہی مقبول ہی تو اسی مین بہتری تھی واسطے لڑکے کے یا محمول ہی اوس صورت پر کہ لڑکا بالغ ہوگا ص اور ماں اور نانی حقدار
ہین پسر کی یہان تک کہ کھاوے اور پیوے اور پہنے اور استنجا کرے اکیلے اور اندازہ کیا اسکا خصاف نے سات برس سے
ف اور اسی پر فتوی ہی ح ص اور دختر کی یہان تک کہ حیض آوے اور امام محمد سے مروی ہی کہ یہان تک کہ شہوت والی ہووے
اور یہی معتبر ہی واسطے فساد زمانہ کے اور سوا ماں باپ کے حقدار ہین دختر کے یہان تک کہ شہوت والی ہو اور مطلقہ کو جائز نہین ہی
کہ بعد عدت کے کسین اپنے فرزند کو سفر مین لیجاوے مگر اپنے وطن اصلی مین جہان اوسکا نکاح ہوا تھا ف اسواسطے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اہل والا ہو کسی شہر مین تو وہ اہل اوس شہر کا ہی نماز پڑھے مقیم کی روایت کیا اوسکو

ابن ابی شیبہ ۔ یہ حدیث عثمان سے اور ابن ابی لیلی سے او انفا او سکا یہ ہو کہ جب نکاح کرے کوئی شخص کسی شہر مین تو وہ اہل اوس شہر کا ہوا اور ہمارا دین اوسکی عکرمہ بن ابی سے ہم از روی حدیث ہو ص اور یہ اختیار حضرت مان کا ہوا اور نخعیہ کو درست نہین اگر یہ نزدیک

باب نفقے کے بیان مین

واجب ہو نفقہ اور ایا ... فرمایا ... ف ... لینفق ذو سعة من سعته

پیا ... کرے ... اور فرمایا وعلى المولود له رزقهن وكسوتهن بالمعروف

اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث حجۃ الوداع مین کہ عورتون کے لیے تمہارے اوپر رزق ہو اور لباس ہو موافق دستور

کے اور یہ حدیث صحیح مسلم مین ہو اور اسواسطے کہ یہ نفقہ روکے رہنے کا ہو جیسے نفقہ قاضی کا ہو اور عامل صدقے کا ص اگرچہ

نفقہ ... پر قادر نہو واسطے اپنی زوجہ کے مسلمان ہو یا کافر ہ ف واسطے اطلاق آیت کے ص بڑی ہو یا چھوٹی

ایسی کہ ... کی جاتی ہو اور اگر وطی کی جاتی ہو بسبب وجہ کی صغرسنی کے یا کوئی اور بات کے جو جانب وجہ سے ہو تو خاوند پر نفقہ

واجب ہو گا اور معتبر نفقے مین دونون کا حال ہو تو اگر دونون غنی ہین تو نفقہ غنا کا اور جو دونون تنگدست ہین ... تنگدستی کا

اور جو ایک غنی ہو اور دوسرا تنگدست تو دونون کے بیچ مین ف مثلا خاوند امیر ہو اپنے گھر مین حلوا اور کباب ... کھانے کو

کھاتا ہو اور عورت اپنے گھر مین جو کی روٹی کھاتی ہو تو خاوند پر واجب نہین کہ جو آپ کھاتا ہو وہ دیوے بلکہ بیچ ہوتا

کے اور ایک دو قسم کے کھانے دیوے ص اور یہ ہمارا مذہب ہو اور امام شافعی کے نزدیک سب حالتون مین اعتبار

خاوند کا ہو ف اور دلیل ہماری یہ ہو کہ حضرت نے فرمایا ہندہ عورت کو ابو سفیان کی کہ لے لے تو اوسکے مال سے جو نفقہ

کافی ہو تجکو اور تیرے لڑکے کو روایت کیا اوسکو بخاری اور مسلم نے اور اضافت کی نفقے کی طرف زوجہ کے اور تفصیل فتح القدیر

مین ہو ص اگر زوجہ اپنے باپ کے گھر مین ہووے اور خاوند نے اوسکو طلب نکیا ہو یا خاوند کے گھر مین چلی گئی ہو تو نفقہ اوسکا خاوند

پر ہو ف اور اگر باوجود طلب کے از راہ شرارت نہ آتی ہو تو نفقہ اوسکا خاوند پر نہین ہو ص نہ وہ جو نکل گئی ہو شرارت سے

ناحق اور اگر حق پر نکلی مثلا اپنا مہر معجل طلب کرتی ہو تو نفقہ اوسکا رہیگا ف اور اگر خاوند کے گھر مین ہو اور وطی سے

مانع ہوتی ہو تو بھی نفقہ رہیگا کیونکہ خاوند کو پہونچتا ہو کہ جبر اً بغیر اوسکی رضا کے وطی کرے ص اور اگر زوجہ کسی قرضے مین

قید ہو گئی یا اپنے باپ کے گھر مین مریض ہوئی یا کوئی اوسکو غصب کر لے گیا یا بغیر خاوند کے حج کو گئی تو نفقہ اوسکا خاوند کے

ذمہ سے ساقط ہو گا اور اگر خاوند کے ساتھ حج کو گئی تو اوسکو نفقہ حضر کا ملیگا نہ سفر کا اور نہ کرایہ سواری وغیرہ کا اور اگر خاوند

مالدار ہو تو واجب ہو اوس پر نفقہ ایک خادم کا واسطے زوجہ کے یہ مذہب طرفین کا ہو اور امام ابی یوسف کے نزدیک اوس پر دو

خادمون کا نفقہ واجب ہو ایک واسطے امور داخل خانہ کے اور دوسرا واسطے امور خارج خانہ کے اور طرفین یہ کہتے ہین

کہ ایک دونون کا متولی ہو سکتا ہو ف اور فتوی قول طرفین پر ہو ص اور اگر تنگدست ہو تو واجب نہین نفقہ خادم کا

اور امام محمد کے نزدیک تنگدستی مین بھی ایک خادم کا نفقہ واجب ہو ف اور صحیح مفتی بہ اول ہو ہدایہ ص اور

اگر خاوند نفقے سے عاجز ہو تو تفریق نہ کرائی جاویگی اور حکم ہو گا کہ مرد کے اوپر قرض لیکر کھاوے یہانتک کہ خاوند مالدار

ہو جاوے اور ادا کرے اور امام شافعی کے نزدیک تفریق کرا دی جاویگی ف اور احادیث اور آثار امام شافعی کے بہت

مذکور ہین فتح القدیر مین اور دلائل ہمارے اور جوابات اونکے استدلالات کے بھی بتفصیل مذکور ہین اور فرمایا اللہ تعالی نے
وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ یعنی اگر خاوند تنگدست ہو تو انتظار کرنا چاہیے کشادگی وسعت تک
ص اور ہمارے علما نے یہ کیا کہ یہ تو ہوتا ہے کہ معاش حکم نہین ہوتا اسواسطے کہ دفع حاجت انہی کا ساتھ قرض کے
مشکل ہو اور بہت [illegible] تو اچھا جانا اس کو متاخرین فقہا نے
ایک نائب شافعی المذہب کو معین کر دے کہ وہ اون دونون کے بیچ مین تفریق کر دیوے ف اور اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ حنفی کو مخالف اپنے مذہب کے فتوی دینا جائز نہین مگر جب کہ مجتہد ہو ص اور اگر قاضی نے واسطے عورت کے کہ
خاوند اوسکا تنگدست ہے نفقہ فرض کیا بعد اوسکے خاوند غنی ہوا اور زوجہ نے طلب کیا تو خاوند نفقہ غنا تمام کرے اور اگر
خاوند نے مدت تک اپنی زوجہ کو نفقہ نہین دیا تو اون ایام گذشتہ کا نفقہ ساقط ہو جاویگا مگر یہ کہ قاضی نے اوسکے واسطے
نفقہ معین کیا ہو یا دونون کسی چیز پر راضی ہوے ہون تو ان صورتون مین اون ایام ماضیہ کا بھی نفقہ دلایا جاویگا جب تک وہ
دونون زندہ رہین تو اگر کوئی اونمین سے مر گیا یا طلاق دیدیا تو [illegible] ساقط ہوگا مگر جب کہ قرض لیا ہو
عورت نے حکم قاضی سے تو وہ موت اور طلاق سے ساقط نہوگا اور امام شافعی کے نزدیک نفقہ گذشتہ ساقط نہوگا بلکہ مرد پر دین
ہوجاویگا اور اگر پہلے سے پیشگی خاوند نے مثلا چھ مہینے کا نفقہ دیدیا اور بعد ایک مہینے کے خاوند یا زوجہ کوئی مر گیا تو
اب باقی نفقہ زوجہ سے پھیرا نجاویگا شیخین کے نزدیک اور امام محمد اور شافعی کے نزدیک حساب کر کے ایک مہینے کا نفقہ عورت
کے پاس رہیگا اور پانچ مہینے کا پھیر لیا جاویگا ف اور فتوی قول شیخین پر ہے ص اور اگر غلام نے نکاح کیا اذن سے
مولی کے تو نفقہ اوسکا اوسپر واجب ہے تو بیچا جاویگا اوسمین پھر اگر نفقہ جمع ہوا تو پھر بیچا جاویگا اسی طرح بار بار ف
مثلا ہزار روپیہ اوسپر نفقے کے جمع ہوگئے اور دو بار بیچنے مین وہ ادا ہوگئے پھر اور ہزار جمع ہوئے تو پھر تیسری بار بیچ کیا جاویگا
پھر چوتھی بار پھر پانچوین بار زیلعی ص اور صورت اسکی یون ہے کہ ایک غلام نے نکاح کیا اپنے مولی کے اذن سے کسی عورت
سے اور قاضی نے اوسپر نفقہ فرض کیا یہان تک کہ ہزار درم تک [illegible] پانسو روپے کو بیچا گیا اور وہی اوسکی قیمت ہے اور مشتری جانتا ہے
کہ اوسکے اوپر دین نفقے کا ہے تو پھر بیچا جاویگا اور اگر غلام پر دین نفقے کا نہین ہے بلکہ اور طرح کا دین ہے تو ایک ہی بار بیچ کیا جاویگا
ف اور باقی دین موقوف رہیگا اوسکی حریت پر ص اور خاوند پر واجب ہے کہ عورت کو رکھے ایک جدا گھر مین کہ اوسمین
کوئی خاوند کے اہل سے نہووے اور نہ اوسکا بیٹا ہو جو اور بیوی سے ہو مگر جب کہ زوجہ راضی ہو جاوے خاوند کے اہل کے
ساتھ رہنے پر اور اگر گھر بڑا ہے اور اوسمین کئی قطعے ہین تو بھی ایسا قطعہ چاہیے کہ زنجیر اور قفل اوسکا علیحدہ ہو اور خاوند کو
پہونچتا ہے کہ والدین زوجہ کو اور اوسکے ولد کو جو اس خاوند سے نہو گھر مین نہ آنے دیوے اسواسطے کہ گھر ملک خاوند کا ہے
تو اوسکو منع پہونچتا ہے اور نہین جائز ہے کہ منع کرے اونکو دیکھنے سے زوجہ کے یا کلام سے اوسکے ساتھ جسوقت
چاہین وہ اور بعضون کے نزدیک خاوند کو جائز نہین ہے کہ عورت کو والدین کے پاس جانے سے یا والدین کو اوسکے پاس
آنے سے ہفتے مین ایک بار منع کرے اور اور محرمون کی زیارت سے سال بھر مین ایک بار روکے اور یہی صحیح ہے ف
ایسا ہی ہدایہ مین اور خانیہ مین ہے کہ اسی پر فتوی ہے ص اور معین کرے قاضی نفقہ اوس شخص کی زوجہ کا جو غائب ہے و

اور اسکے والدین کا اور اوسکی اولاد صغار کا اوسکے مال سے جو اونکے حق کی جنس سے ہی مثلاً دراہم یا دنانیر یا کپڑے ہین
یا غلات اور یہ ضرورت ہے کہ وہ اونکے حق کی جنس سے نہو مانند اون اسباب کے کہ اونکی بیع کی حاجت پڑتی ہی ف (بچھونون کا ۱۲)
جیسے مکان مین آلات وغیرہ ص کہ وہ نہ بیچے جاوینگے کہ نزدیک مُودَعٌ یا مضارب یا مدیون کے ہی اور وہ لوگ اقرار کرتے ہین اوس
مال کا اور اوسکی زوجہ ہونیکا یا قاضی زوجہ ہونیکو جانتا ہی اور قاضی کو چاہیے کہ عورت سے ضامن لے لیوے اور
حلف دلاوے اوسکو اس بات پر کہ اوس شخص غائب نے اوسکو نفقہ نہین دیا ہی اور اگر وہ شخص مقر نکاح کے نہون اور قاضی بھی
نجانتا ہو اور زوجہ اپنے نکاح پر گواہ لاوے تو قاضی نفقے کو اوسپر فرض کریگا اور حکم نکاح بھی نکریگا اسواسطے کہ حکم غائب پر
جائز نہین ف یعنی مدعا علیہ کے غائب ہوتے فیصلہ کر دینا اوسپر جائز نہین ص اور امام زفر کے نزدیک نفقہ اوسپر
فرض کر دیوے اور نکاح کا حکم نکرے اور آج کل مین یہ واسطے حاجت آدمیون کے قاضی تعمیل موافق مذہب امام زفر کے
کرتے ہین ف اور محیط مین بھی اسکو اختیار کیا ہی

فصل جو عورت کہ عدت مین طلاق رجعی یا بائن کے ہووے یا عدت مین اوس فرقت کی ہووے جو بسبب معصیت
زوجہ کے نہین ہی جیسے خیار عتق اور بلوغ اور وہ تفریق جو بسبب کفو نہونے کے ہووے تو اوسکا نفقہ اور مسکن عدت کے
گذرنے تک خاوند پر واجب ہی اور نزدیک امام شافعی کے طلاق بائن مین نفقہ اور مسکن خاوند پر نہین اور دلیل لاتے ہین
حدیث فاطمہ بنت قیس سے ف کہ تین طلاق دیے تھے اونکو خاوند نے اونکے تو نہ مقرر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے واسطے اوسکے مسکن اور نفقہ روایت کیا اوسکو مسلم اور اصحاب سنن نے ص اور ہماری دلیل یہ ہی کہ حضرت عمرؓ نے
اوس حدیث کو رد کیا ف جامع ترمذی اور ابو داود اور صحیح مسلم وغیرہ مین ہی کہ آئی فاطمہؓ بنت قیس نزدیک عمر بن خطاب کے
سو فرمایا آپ نے کہ نہین ہین ہم کہ چھوڑ دیوین اپنے رب کی کتاب کو اور اپنے نبی کی سنت کو بسبب قول ایک عورت کے
کہ نہین جانتے ہین ہم کہ یاد رکھا اوسنے یا نہین زیادہ کیا طحاوی اور دارقطنی نے کہ فرمایا حضرت عمرؓ نے سنا مینے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ مطلقہ الثلاث کو مسکن اور نفقہ ہی اور حضرت عایشہؓ نے بھی اس حدیث کو رد
اور کہا فاطمہ سے کہ کیا نہین خوف کرتی ہی اللہ کا یہ صحیح بخاری مین ہی اور بھی نمانا اوسکو کبار تابعین نے مثل اسود اور
سعید بن المسیب کے اور طول کیا شیخ ابن الہمام نے اس مطلب کی بحث مین جسکو دیکھنا ہو فتح القدیر مین دیکھے
ص اور جو عورت کہ عدت موت مین ہووے یا تفریق کرائی جاوے بسبب معصیت کے جیسے مرتد ہو جاوے یا ابن زوج
کا بوسہ لے لیوے تو نفقہ اوسکا واجب نہین اور جو عورت کہ عدت مین تین طلاق کے ہووے اور وہ مرتد ہو جاوے
تو نفقہ اوسکا ساقط ہوگا اور اگر ابن زوج کو اپنے اوپر قادر کراوے تو ساقط نہوگا ف اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی
ص اور نفقہ اولاد صغار کا باپ پر ہی جب وہ مفلس ہون اور کوئی اوسمین شریک نہوگا جیسا کہ ماں باپ کے اور زوجہ کے
نفقے مین کوئی اوسکا شریک نہوگا ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ یعنی اور مولود لہ
باپ ہی ھدایہ ص اور اگر اولاد اوسکی غنی ہی تو نفقہ اونکا اونکے مال مین سے ہوگا اور اگر وہ ولد شیرخوار ہی تو
ماں کو دودھ پلانے پر جبر نکرینگے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا

سلہ مودع وہ شخص ہی جسکے پاس مال امانت ہو اور مضارب وہ شخص جسکو مال دیا ہو نفع کی شرکت پر اور مدیون قرضدار کو کہتے ہین ۱۲ منہ مد ظلہ

او نہیں ضرر پہنچائی جاوے گی والدہ اپنے ولد سے ص مگر جب سوا اوسکے اور دودھ پلانے والی نہ ملے یا لڑکا اور کسی کا دودھ نہ پیے ف یا اچھا و ندا جرت مرضعہ پر قادر نہ ہو ص تو اوسوقت مان پر جبر کرینگے ف واسطے حفاظت ولد کے ص اور مرد نوکر رکھے اُس مرضعہ کو کہ دودھ پلاوے ولد کو نزدیک اوسکی مان کے اور اگر اوسکی مان کو نوکر رکھ لیا اور وہ اپنی زوجہ ہے یا معتدہ ہے تو طلاق بائن یا رجعی کے جائز نہ ہوگا اور ایک روایت میں جب عدت میں طلاق بائن کے ہووے تو جائز ہوگا ف اور دلیل انکی اصل ہدایہ میں مذکور ہے ص اور ہرگز ہیئے عدت کے یا ہر ہے کہ خاوند اوسکو نوکر رکھ لے جیسا کہ جائز ہے کہ اپنی زوجہ کو اگرچہ نکاح میں یا عدت میں ہووے نوکر رکھ لے واسطے دودھ پلانے اوس لڑکے جو زوجہ کے بطن سے نہیں ہے اور مان جب عدت سے باہر آوے تو واسطے شیر دہی ولد کے وہ دوسروں سے زیادہ حقدار ہے مگر یہ کہ اجرت زیادہ طلب کرے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ یعنی ضرر پہنچایا جاوے باپ اپنے ولد سے اور قیمت زیادہ یہ بھی ایک ضرر ہے ص اور نفقہ دختر بالغہ کا جو بے شوہر ہے اور نفقہ پسر بالغ کا جو کسب پر قادر نہیں ف مثلا لولا لنگڑا مفلوج بے دست و پا ہے ص سب باپ پر ہے اور اسی پر فتوی ہے اور روایت خصاف اور حسن کی میں دو ثلث اوسکے باپ پر ہیں اور ایک ثلث مان پر ہے اور یہ جب ہے کہ اون دونوں کے واسطے مال ہووے اور اگر مال ہووے تو نفقہ اونکا اونکے مال میں سے ہوگا اور جس شخص پر کہ صدقہ فطر واجب ہے تو اوسپر نفقہ اپنے اصول کا جو فقرا ہوں لازم ہے ف اگرچہ کسب پر قادر ہوں جو اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا اور بسر کر والدین کے ساتھ دنیا میں موافق دستور کے اور یہ آیت مان باپ کافر کے حق میں اوتری ہے اور دستور یہ نہیں کہ آپ عیش کرے اور والدین کو چھوڑ دے کہ وہ بھوکے ہوکے مرجاویں اور اجداد اور جدات بھی آبا اور امہات میں سے ہیں اور اسیواسطے جد قائم مقام باپ کا ہوتا ہے وقت نہونے باپ کے هدایه ص اور بیٹا بیٹی اسمین برابر ہیں ف تو اگر کسیکا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے تو نفقہ اوسکا آدھا آدھا دونوں پر ہے ص اور معتبر اس مقام میں قرب اور جزئیت ہے نہ وراثت تو جس شخص کا ایک پوتا اور ایک بیٹی ہے تو کل نفقہ اوسکا بیٹی پر ہے ف اسواسطے کہ وہ قریب ہے بہ نسبت پوتے کے ص باوجود اس بات کے کہ ترکہ دونوں کو آدھا آدھا ملیگا اور جس شخص کے ایک نواسا ہے اور ایک بھائی ہے تو کل نفقہ اوسکا نواسے پر ہے ف اسواسطے کہ نواسا اپنا جز ہے برخلاف بھائی کے ص باوجود اس بات کے کہ ترکہ کل بھائی لے لیویگا اور نواسا کو کچھ نہ ملیگا کیونکہ وہ ذوی الارحام سے ہے اور نفقہ ذو رحم محرم کا ف ذو رحم اوسکو کہتے ہیں کہ جسکا حصہ ترکے میں سے کچھ مقرر نہیں اور نہ وہ عصبہ ہے سراجیه ص جب صغیر اور فقیر ہو یا عورت صغیرہ فقیرہ ہووے یا مرد بالغ بے دست و پا یا اندھا ہووے مالک نصاب پر جو صلاحیت وراثت کی رکھتا ہو واجب ہے بقدر میراث کے اور جبر کیا جاویگا اوسپر ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ اور قرات ابن مسعود میں ہے وَعَلَى الْوَارِثِ ذِي الرَّحِمِ الْمَحْرَمِ مِثْلُ ذٰلِكَ ص تو جس شخص کا ایک ماموں اور ایک چچازاد بھائی ہے تو باوجود اس بات کے کہ چچازاد بھائی حاجب ہے ماموں کا کیونکہ وہ عصبہ ہے لیکن ماموں کو صلاحیت ہے وراثت کی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ چچازاد بھائی مرجاوے اور ماموں وارث ہوجاوے نفقہ اوسکا ماموں پر ہے تو معتبر اقربیت اور اہلیت ارث ہے اور جس شخص کی تین بہنیں متفرق ہیں مثلا ایک حقیقی اور ایک

علاقی اور ایک اخیافی تو تین حصے اوسکے نفقے کا حقیقی بہن پر ہے اور ایک ایک حصہ او دونوں بہنوں پر **ف** اسواسطے
کہ وراثت بھی اونکی اسی طریقے پر ہے تو اگر وہ شخص مرجاوے تو اوسکے مال کے پانچ حصے کئے جاوینگے تین حصے حقیقی بہن کو اور ایک
ایک حصہ اور دو بہنوں کو ملیگا **ص** اور نہیں نفقہ ہے باوجود اختلاف دین کے مگر زوجہ کو اگرچہ ذمی ہو اور اصول اور فروع کو اگر فقیر
ہوں اور باپ کو جائز ہے کہ مال اپنے پسر کا جو غائب ہو واسطے نفقے اپنے کے بیچے اور زمین اوسکی بیچنا جائز نہیں اور
سواے نفقے میں اور کسی قرض کی بابت جو باپ کا بیٹے پر ہووے بیچنا اوسکے مال کا بھی جائز نہیں اور ماں کو ہرگز جائز نہیں
کہ واسطے اپنے نفقے کے مال کو بیٹے کے بیچ ڈالے اسواسطے کہ ولایت تمامکت الی ہے باپ کو مخصوص ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے تو اور مال تیرا واسطے تیرے باپ کے ہے **ف** روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے جابر سے بسند صحیح **ص** اور
جس شخص غائب کا مال کسیکے پاس امانت ہے اور اوسنے بغیر حکم قاضی کے اوس غائب کے ماں باپ پر خرچ کیا ضامن ہوگا اور اگر
اوسکا مال ماں باپ کے پاس امانت تھا اور انھوں نے خرچ کیا تو ضمان لازم نہ آویگا اور اگر قاضی نے نفقے کا واسطے غیر زوجہ
کے حکم کیا اور ایک مدت تک اونکو نہ پونچا تو بقدر اوسکے نفقہ ساقط ہو جاویگا اور جامع کبیر زیدی سے منقول ہے کہ یہ جب ہے
کہ مدت دراز ہو جاوے یعنی ایک مہینہ یا زیادہ گذر گیا ہووے اور اگر مدت کم گذری ہو یعنی ایک مہینے سے کم تو ساقط نہوگا
لیکن اگر قاضی نے اوسکو قرض لینے کا غائب کے نام پر حکم کیا اور اوسنے قرض لیکے اپنے نفقے میں صرف کیا تو وہ مال
ذمہ غائب پر لازم ہوگا اور ساقط نہوگا اور مولا پر ہے نفقہ اپنے غلام اور لونڈی کا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے غلاموں کے حق میں کہ وہ تمھارے بھائی ہیں کیا اللہ نے اونکو زیردست تمھارا تو جسکا بھائی زیردست ہو
اوسکے تو کھلاوے اوسکو جو آپ کھاتا ہے اور پہناوے اوسکو جو آپ پہنتا ہے اور نہ تکلیف دو اونکو اوس امر کی جو مغلوب کرے
اونکو اور اگر دو تو تم بھی اعانت کرو اونکی روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے ابوذر سے اور روایت کیا اوسکو ابوداود نے
سند صحیح سے اور زیادہ کیا کہ جو تمکو پسند آوے اونمیں سے تو بیچو اونکو اور نہ عذاب کرو خلق اللہ کو اور حضرت علی رض سے
مروی ہے کہ آخر کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ محافظت کرو نماز پر اور ڈرو اللہ سے اپنے غلاموں میں اخراج
کیا اوسکو امام احمد نے **ص** تو اگر مولا نے نہ دیا اور وہ قابل کسب کے ہیں تو کماوینگے اور نفقہ اپنا کرینگے اور اگر قابل
کسب کے نہیں جبر کیا جاویگا مولا اونکی بیع پر **ف** اور حیوانات میں اگر اونکو نفقہ نہ دے تو حکم بیع کا نہ کیا جاویگا مگر
فی ما بینہ و بین اللہ حکم ہوگا اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عذاب کرنے سے خلق اللہ کے روایت کیا
اوسکو ابوداود نے اور منع کیا ضائع کرنے سے مال کے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور صحیحین میں مروی ہے حضرت
عبداللہ بن عمر رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب کی گئی ایک عورت بسبب بلی کے قید کیا تھا اوسکو یہانتک کہ مرگئی
پھر داخل ہوئی آگ میں اور وہ ایسی عورت تھی کہ نہ کھانا دیا اوسنے بلی کو اور نہ پانی دیا جب اوسکو قید کیا اور نہ چھوڑا اوسکو کہ کھاوے
گھاس زمین کی اور امام ابو یوسف کے نزدیک جبر کیا جاویگا اوس جانور کی بھی بیع پر کذا فی الهدایہ

کتاب العتاق

آزاد کرنا مملوک کا ایک امر مندوب اور مستحسن ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مرد مسلمان آزاد کرتا ہے مرد مسلمان کو

پاک کرتا ہی اللہ اوسکے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے عضو کو آگ سے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور
صحیح ترمذی مین مروی ہی ابی امامہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مرد مسلمان آزاد کرے دو عورتین مسلمان
ہونگی وہ دونون خلاصی اوسکی آگ سے اور روایت ہی ابی ذر سے کہا کہ پوچھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کون عمل
افضل ہی فرمایا ایمان لانا اللہ پر اور جہاد کرنا اوسکی راہ مین کہا مینے پھر کون سی گردن آزاد کرنی افضل ہی فرمایا جسکی قیمت
زیادہ اور نفیس زیادہ ہی اپنے مالک کے پاس روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے او صحیح مسلم مین ہی حضرت ابو ہریرہ سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین بدلہ دے سکتا ہی بیٹا اپنے باپ کو مگر یہ کہ پاوے اوسکو غلام پھر آزاد کرے اوسکو
اور مستحب رکھا علما نے کہ آزاد کرے مرد غلام کو اور عورت لونڈی کو تاکہ مقابلہ اعضا کا ہوجاوے هدایه ص
عتق صحیح ہوتا ہی حر بالغ عاقل سے اپنی ملک مین ف تو غیر کا غلام آزاد نہین کر سکتا اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین عتق ہی اوسمین جسکا مالک نہین آدمی روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا کہ حسن
صحیح ہی ص تو اگر لفظ صریح ہو تو بغیر نیت کے آزاد ہوگا جیسے کہے تو حر ہی یا معتق ہی یا عتیق ہی یا آزاد کیا مینے تجکو یا
محرر ہی یا حر کیا مینے تجکو یا یہ مولا میرا ہی یا پکارا کہ ای میرے مولا ف اور ایسا ہی اگر کہا کہ ای حر یا ای آزاد اور اگر نام
اوسکا حر ہی اور اوسنے پکارا یا حر تو آزاد نہوگا اور اگر نام اوسکا حر تھا اور فارسی مین کہا ای آزاد یا نام اوسکا آزاد تھا اور
عربی مین کہا یا حر تو آزاد ہوجاویگا هدایه ص یا کہا کہ سر تیرا حر ہی یا اور جو اعضا کہ اونسے تعبیر سارے بدن سے
ہوتی ہی ف اور گذرا بیان اونکا کتاب الطلاق مین ص اور اگر لفظ کنایہ ہو کہ احتمال آزاد ہونے اور نہونے کا
رکھتا ہی جیسے کہے میری ملک تیرے اوپر نہین ہی یا تو میری ملک سے نکل گیا یا چھوڑ دی مینے راہ تیری یا لونڈی سے کہا
چھوڑ دیا مینے تجکو ف کہ ان سب لفظون سے عتاق اور عدم عتاق مراد ہوسکتا ہی کیونکہ جب کہا کہ تو میری ملک سے نکل گیا
معلوم نہین کہ بسبب عتاق یا بسبب بیع کے یا بسبب ہبہ کے اور ایسا ہی باقی الفاظ مین ص تو بغیر نیت کے آزاد نہوگا
اور اگر مولی نے اپنے غلام کو کہا یہ بیٹا میرا ہی تو اگر فرزند اوسکا وہ ہوسکتا ہی تو بغیر نیت کے آزاد ہوگا اور اگر فرزند اوسکا
نہین ہوسکتا تو بھی امام صاحب کے نزدیک بے نیت کے آزاد ہوجاویگا اور صاحبین کے نزدیک نہوگا ف اور
دلائل اس مسئلہ کو ہین ہدایہ اور شرح وقایہ مین ص اور اگر خواجہ نے اپنے غلام کو پکارا کہ ای میرے بیٹے یا ای میرے
بھائی تو آزاد نہوگا اسواسطے کہ مقصود پکارنے سے حاضر ہونا اوسکا ہی اور لحاظ معنی کا نہین برخلاف اوسکے جب کہ
ساتھ حر کے کیونکہ وہ صریح ہی قصد معنی کی طرف محتاج نہین اور اسی طرح اگر کہا کہ نہین حکومت ہی میری تجپر ف
اگرچہ نیت کرے آزادی کی ص تو بھی آزاد نہوگا کیونکہ ہوسکتا ہی کہ اوسکا غلام ہو اور تصرف مولا کا نہوسکے جیسا کہ
مکاتب مین ف اور بیان اسکا آگے آویگا ص اور لفظ طلاق اور جو کنایات طلاق ہین اونسے ہمارے نزدیک
لونڈی آزاد نہوگی اگرچہ نیت بھی ہو آزادی کی برخلاف امام شافعی کے کہ اونکے نزدیک آزاد ہوجاویگی ف اور دلائل
طرفین کے ہدایہ مین مسطور ہین ص اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو مثل حر کے ہی آزاد نہوگا اگرچہ نیت بھی ہو آزادی کی
اور اگر کہا کہ نہین ہی تو مگر حر تو آزاد ہوجاویگا اور جو شخص کہ مالک ہوجاوے اپنے ذی رحم محرم کا تو وہ آزاد ہوجاویگا ف

اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ مالک ہوجاوے ذی رحم محرم اپنے کا تو آزاد ہوجاویگا اوسپر روایت کیا اس حدیث کو ایسے لفظ سے بیہقی اور نسائی نے اور ضعیف کیا اوسکو بسبب اس بات کے کہ ضمرہ منفرد ہوا ساتھہ اس حدیث کے سفیان سے اور صحیح کیا اوسکو عبد الحق نے اور کہا کہ ضمرہ ثقہ ہی اور تصویب کی ابن القطان نے اوسکے کلام کی اور توثیق کی ضمرہ کی ابن معین نے اگرچہ حجت نہین پکڑی اوس سے صحیحین مین اور ایک روایت مین ہی کہ جو شخص مالک ہو ذی رحم محرم کا تو وہ حر ہی نکالا اوسکو اصحاب سنن اربعہ نے سمرہ رضی سے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے حضرت عمر رض سے موقوفا اور عایشہ اور علی رض سے ساتھہ اسانید ضعیفہ کے اور تفصیل فتح القدیر مین ہی ص اور جسنے اپنے غلام کو واسطے خدا کے یا واسطے شیطان کے یا واسطے بت کے [illegible] آزاد کیا تو آزاد ہوجاویگا اور اگر مضاف کیا عتق کو طرف ملک کے [illegible] مثلا کہا کہ اگر [illegible] تو غلام میرا آزاد ہی اور اوس غلام کا مالک ہوگیا یا وہ شخص آگیا تو آزاد ہوجاویگا اور اگر غلام حربی کا مسلمان ہوکے ہماری طرف چلا آوے تو آزاد ہوگا ف اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلاموں مین طائف کے جب وہ نکلے تھے وہان سے مسلمان ہوکے کہ وہ آزاد کیے ہوئے ہین اللہ کے روایت کی ہی ابو داود اور ترمذی نے اور کہا کہ حسن صحیح غریب لا نعرفہ الا من ہذا الوجہ اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہی اوپر شرط مسلم کے ص اور حمل آزاد ہوجاویگا بسبب آزادی اوسکی ماں کے اور آزاد کرنے سے حمل کے آزادی اوسکی ماں کی نہوگی اور یہ جب ہی کہ بعد آزادی کے چھہ مہینے سے کم مین جنے ف اسواسطے کہ اسمین یقین ہی وجود حمل کا وقت آزادی کے ص اور اسمین ولا اوسکے باپ کی مولا کی طرف نہ آویگی ف صورت ولا کھینچنے کی یہ ہی کہ ایک شخص کے غلام نے اوسکے اذن سے ایک لونڈی سے نکاح کیا کہ اوسکو غیر نے آزاد کیا تھا اور اوس سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو وہ حر ہوگا بہ تبعیت اپنی ماں کے اور ولا اوسکی ماں کی مولا کو ملیگی مگر جب یہ شخص بھی اپنے غلام کو آزاد کردے تو اس صورت مین باپ اوسکا ولا کو اپنی طرف کھینچ لیگا تو اگر باپ مرجاوے اور پھر اوسکا بیٹا مرجاوے تو اب ولا بیٹے کی باپ کے مولا کی طرف کھینچ جاویگی ص اور لڑکا تابع ہی اپنی ماں کے تو اگر ماں اوسکی پیدا ہونے کے وقت آزاد ہی آزاد ہوگا اور اگر مملوکہ ہوگی مملوک ہوگا اور اگر مکاتبہ ہی مکاتب ہوگا اور اگر مدبرہ ہی مدبر ہوگا اور لونڈی کا لڑکا اوسکے خاوند سے ملک ہی اوسکے مولا کی اور اوسکے مولا سے آزاد ہی +

١ یعنی اگر حاملہ لونڈی کو آزاد کرے تو وہ اور اوسکا بچہ دونون آزاد ہوجاوینگے ۱۲ منہ مدظلہ
٢ اور اگر بعد چھہ مہینے کے پیدا ہوگا تو بچہ بالاصالت آزاد نہوگا بلکہ ماں کے تابع ہوکر آزاد ہوجاویگا ۱۲ منہ مدظلہ
٣ یعنی اگر بچہ لونڈی کا [illegible]
٤ [illegible]

باب عتق البعض

اگر کسی شخص نے بعض اپنے غلام کا آزاد کیا ف مثلا کہا نصف تیرا آزاد ہی یا ثلث تیرا یا ربع تیرا ص تو امام صاحب کے نزدیک اوتنا حصہ آزاد ہوجاویگا اور سعی کریگا واسطے بقیہ قیمت کے نزدیک امام ابو حنیفہ رح کے اور وہ مانند مکاتب کے ہوجاویگا مگر جب کہ عاجز ہوجاوے تو غلام نہوجاویگا اور صاحبین کے نزدیک سارا غلام آزاد ہوگا ف اور دلیل اسکی مذکور ہی اصل مین ص اگر ایک غلام مین دو شخص شریک ہین اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کردیا تو دوسرا شریک بھی چاہے اپنا حصہ آزاد کردے یا اوس سے سعی کرالیوے یا ضمان لیوے آزاد کرنے والے سے اگر وہ تنگدست نہین ہی اور اگر تنگدست ہی تو ضمان نہ لیگا ف بلکہ سعی کراویگا یا آزاد کردیگا ص اور ولا دونون کے واسطے ہی اگر وہ

دوسرا شریک بھی آزاد کرے یا سعی کراوے اور اگر ضمان لیوے تو کل ولا آزاد کرنے والے کو ہے اور یہ آزاد کرنے والا
رجوع کرلے رقم ضمان کا غلام پر اور صاحبین کے نزدیک دوسرے شریک کو دو ہی باتون کا اختیار ہے چاہے ضمان لیوے
آزاد کرنے والے سے اگر وہ غنی ہو یا سعی کراوے اگر وہ فقیر ہو **ف** اور آزاد نہیں کر سکتا کیونکہ وہ پہلے ہی کل آزاد ہو چکا
اونکی راے پر یہ دلیل لاتے ہیں حدیث ابی ہریرہ سے صحیحین مین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص آزاد کرے
اپنا حصہ غلام کا تو خلاصی اوسکی اوسپر ہے اگر اوسکے پاس مال ہے اور نہیں تو قیمت لگایا جاویگا اور سعی کرائی جاویگی اور دلیل
امام ابوحنیفہ کی مذکور ہے ہدایہ اور فتح القدیر مین **ص** اور ولا فقط آزاد کرنے والے کو ہے اور اگر دونون شریکون نے
گواہی دی اس بات کی کہ دوسرے نے اپنا حصہ آزاد کیا ہے **ف** مثلا زید اور عمرو شریک تھے ایک غلام مین تو زید نے
شہادت دی کہ عمرو نے اپنا حصہ آزاد کیا اور عمرو نے شہادت دی کہ زید نے اپنا حصہ آزاد کیا **ص** تو غلام سعی کرے
اون دونون کے لیے اونکے حصے مین اور ولا اون دونون کے واسطے ہے برابر ہے کہ وہ دونون تنگدست ہون یا دونون فراخ دست
یا ایک تنگدست اور دوسرا فراخ دست اور صاحبین کے نزدیک سعی کرے اگر وہ دونون تنگدست ہون اور اگر دونون فراخ دست
ہون تو سعی نکرے اور ایک تنگدست ہو اور دوسرا فراخ دست تو تنگدست کے واسطے سعی کرے اور یہ توقف رہیگی ولا سب
صورتون مین یہان تک کہ اتفاق کرین دونون ایک کی آزادی پر اسواسطے کہ ہر ایک اپنے عتق کا منکر ہے اور اگر ایک نے
اوسکے عتق کو معلق کیا کل کے روز ایک فعل کے وجود پر اور دوسرے نے اوسکے عدم پر **ف** مثلا ایک شریک نے کہا
کہ اگر کل زید اس گھر مین جاوے تو حصہ میرا آزاد ہے اور دوسرے نے کہا کہ اگر کل زید اس گھر مین نہ جاوے تو حصہ میرا آزاد ہے
ص اور کل کا روز گذر گیا اور شرط اوسکی معلوم نہوئی **ف** مثلا زید اوس گھر مین گیا یا نہ گیا معلوم نہوا **ص** تو آزاد
ہو جاویگا نصف اوس غلام کا **ف** اسواسطے کہ دونون باتون سے کوئی امر ہوا ہوگا تو نصف آزاد ہو جاویگا **ص**
اور سعی کرے نصف مین واسطے اون دونون کے اور امام محمد کے نزدیک سعی کرے واسطے کل کے دونون کیلیے اور اگر
غلام دونون کے جدا ہین مثلا ایک شخص نے کہا کہ اگر فلانا شخص کل گھر مین داخل ہو تو غلام میرا آزاد ہے اور دوسرے نے کہا
کہ اگر فلانا شخص گھر مین کل داخل نہو تو غلام میرا آزاد ہے اور کل کا روز گذر گیا اور حال معلوم نہوا تو کوئی آزاد نہوگا اور اگر ایک
غلام ساتھ خرید یا ہبہ یا وصیت کے یا دو شخصون کی ملک مین آیا اور ایک اونمین سے اوس غلام کا باپ ہے یا نصف اپنے بیٹے کا
غیر سے خرید لیا یا اوسکے عتق کو معلق کیا ساتھ اوسکی شرا کے اور پھر خریدا اوسکو کسیکے ساتھ ملکے تو ان سب صورتون مین
حصہ اوسکا آزاد ہو جاویگا اور باپ ضامن نہوگا برابر ہے کہ شریک جانتا ہو اس بات کو کہ یہ بیٹا ہے اوسکا یا نہ جانے جیساکہ نہیں
ضامن ہوتا ہے باپ اگر وارث ہوئے دونون ایک غلام کے اور صورت اوسکی یون ہے کہ ایک عورت مرگئی اور اوسکا
ایک غلام تھا کہ وہ اوسکے خاوند کا بیٹا تھا اور وہ عورت چھوڑ گئی اپنے بھائی اور خاوند کو تو باپ نصف غلام کا مالک ہو جاویگا
اور آزاد ہوگا اور اوسکے بھائی کے حصے کا ضامن نہوگا اب دوسرے شریک کو اختیار ہے چاہے اوسکو آزاد کردے یا سعی کراوے
اور صاحبین کے نزدیک غیر میراث مین دوسرا شریک ضامن ہوگا اوسکی نصف قیمت کا اگر غنی ہے اور سعی کریگا غلام اگر وہ فقیر ہے
اور میراث کی صورت مین کسیکے نزدیک ضامن نہوگا اسواسطے کہ ثبوت ملک کا میراث مین کچھ اختیاری نہیں ہے تو باپ کا

کیا تصور ہے مسئلہ اگر کسی شخص نے نصف غلام اوسکے بیٹے کے ساتھ خریدا اور بیٹے نے بعض باقی کو باپ سے اوس غلام کے
بیچنے سے خرید لیا تو ابن اس شخص کو اختیار ہے چاہے باپ سے اوسکے بقدر اپنے حصے کے ضمان لیوے یا غلام سے سعی کراوے
اور صاحبین کے نزدیک فقط ضمان لیوے مسئلہ ایک غلام مین تین شخص برابر کے شریک تھے ایک نے اوسکو مدبر کیا
اور دوسرے نے آزاد کیا اور یہ دونون مالدار ہین اور تیسرا چپ رہا تو چپ رہنے والا اپنے تہائی حصے کا ضمان لیوے مدبر
کرنے والے سے اور نہ ضمان لیوے آزاد کرنے والے سے اور مدبر ضمان لیوے آزاد کرنے والے سے تہائی حصے کا بعد
مدبر ہونے کے نہ اوس تہائی کا جو چپ رہنے والے کو دیا ہے یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے ف مثلا اوس غلام کی ستائیس روپے
قیمت تھی تو چپ رہنے والا مدبر کرنے والے سے نو روپے لے اور مدبر کرنے والا ضمان لیوے آزاد کرنے والے سے چھ روپے
کا اسواسطے کہ قیمت مدبر کی دو ثلث ہین قیمت غلام کے اسواسطے کہ غلام مین منافع تین ہین وطی اور خدمت لینا اور بیع اور مدبر کرنے
سے ایک فائدہ جاتا رہا یعنی اب اوسکو بیچ نہین سکتا تو ایک ثلث قیمت بھی اوسکے مقابلے مین کم ہوجاویگی ص اور صاحبین کے
نزدیک غلام اوس شخص کا ہوگا جسنے اول اوسکو مدبر کیا اور ضامن ہوگا دو ثلث قیمت کا ف یعنی اٹھارہ روپے کا صورت
مذکورہ مین ص اسواسطے دونون شریکون اپنے حصے کے برابر ہوکہ تنگدست ہو یا فراخدست اور یہ موافق مذہب امام ابو حنیفہ
کے تین حصے کیے جاوینگے دو حصے مدبر کرنے والے کو اور ایک حصہ آزاد کرنے والے کو ف اور صاحبین کے مذہب کے موافق
ولا کل مدبر کرنے والے کو ملیگی ص اور اگر ایک نے دو شریکون مین سے لونڈی مین کہا کہ یہ میرے دوسرے شریک کی ام ولد ہے
اور اوسنے انکار کیا تو وہ لونڈی ایک دن خالی بیٹھی رہیگی اور ایک دن خدمت کریگی منکر کی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے
نزدیک اگر چاہے منکر سعی کرالیوے لونڈی سے نصف قیمت مین پھر وہ آزاد ہوجاویگی اسواسطے کہ جب اوسکے شریک نے
تصدیق ام ولد ہونے کی نکی تو اقرار اوسکا اوسی پر پلٹ گیا تو گویا اوسکی ام ولد ہوگئی تو شریک فقط اپنے حصے کے موافق سعی کرالیگا
اور پھر آزاد ہوجاویگی مسئلہ اور اگر ایک ام ولد دو شخصون مین مشترک تھی اور ایک نے اونمین سے اوسکو آزاد کردیا تو دوسرے کے
حصے سے ضامن نہوگا امام کے نزدیک کیونکہ امام صاحب کے مذہب مین ام ولد کی کچھہ قیمت نہین اور صاحبین کے نزدیک
ضامن ہوگا اسواسطے کہ ام ولد اونکے نزدیک قیمت دار ہے مسئلہ اور جس شخص کے تین غلام تھے اور دو اوسکے پاس موجود تھے
اور اوسنے کہا ایک تم مین کا آزاد ہے پھر ایک اون موجودین سے چلا گیا اور تیسرا غلام آیا اور پھر کہا ایک تم مین کا آزاد ہے اور بعد اسکے
وہ شخص مر گیا اور کچھہ بیان نہین کیا تو جو غلام دونون مرتبہ حاضر تھا اوسکے تین ربع آزاد ہوگئے اور نصف اور دونکا نزدیک امام ابو حنیفہ
اور امام ابو یوسف کے اور ایسا ہی ہے امام محمد کے نزدیک مگر تیسرے کا ایک ربع آزاد ہوگا اونکے نزدیک ف اور دلیل اسکی اصل
مین مسطور ہے ص اور اگر مولی نے یہ قول مرض موت مین کیا اور وارثون نے اسکو جائز نرکھا اور سوا ان تین غلامون کے
اور کوئی مال اوسکا نہین اور قیمت ان سب کی برابر ہے تو ہر غلام کے سات حصے کرینگے موافق حصون عتق کے اونکے نزدیک ف
اسواسطے کہ تین ربع اور دو نصف کے چار ربع ہوئے تو سات حصے عتق کے تھے ص تو سات حصے ثلث مال کے ہوگئے اسواسطے
کہ قیمت ہر غلام کی مساوی ثلث مال کے ہے تو جو غلام نکل گیا تھا اوسکے دو سبع آزاد ہوئے اور پانچ سبع مین اپنی قیمت کے
سعی کریگا اور اسی طرح داخل کے اور ثابت کے تین یعنی تین سبع اور سعی کریگا چار سبع مین اپنی قیمت کے اور امام محمد کے نزدیک

سہام عتق چھ حصے ہوئے اور سکو ثلث مال بناوینگے اور ہر غلام کے چھ چھ حصے کرینگے تو خارج کے دو سدس آزاد ہونگے اور سعی کریگا چار سدس قیمت میں اور ثابت کے تین سدس آزاد ہونگے اور تین سدس میں سعی کریگا اور داخل کا ایک تو سعی کریگا پانچ سدس میں مثلاً قیمت ہر غلام کی بیالیس روپے تھے اور یہی ثلث مال ہے اور کل مال ایک سو چھبیس روپے ہوئے تو شیخین کے نزدیک خارج کے دو سبع یعنی بارہ روپے آزاد ہونگے اور پانچ سبع یعنی تیس میں سعی کریگا اور اسیطرح داخل کے اور ثابت کے تین سبع یعنی اٹھارہ روپے آزاد ہوئے اور چار سبع یعنی چوبیس میں سعی کریگا اور امام محمد کے نزدیک خارج کے دو سدس یعنی چودہ روپے اور ثابت کے تین سدس یعنی اکیس روپے اور داخل کا ایک سدس یعنی سات روپے آزاد ہونگے تو سب سہام عتق دونوں قولوں پر بیالیس روپے ہوئے **ف** اس صورت سے ۲/۳ شیخین کے نزدیک اور اس صورت سے ۱/۲ امام محمد کے نزدیک **ص** اور وہ ثلث مال ہے اور سہام سعایت چوراسی روپے ہوئے اور وہ دو ثلث مال کے ہیں **ف** اس صورت سے ۲/۳ شیخین کے نزدیک اور اس صورت سے ۱/۲ امام محمد کے نزدیک واللہ اعلم **ص** اور اسی طرح جو شخص تین عورتیں رکھتا ہے اور مہر انکا برابر ہے اور اوسنے کسی کے ساتھ وطی نہیں کی اور وہ عورتیں اوسکے پاس حاضر تھیں اوسنے کہا کہ ایک تم میں طلاق ہے بعد اوسکے ایک اونمیں سے چلی گئی اور تیسری آئی پھر کہا کہ ایک تم میں طلاق ہے تو یہ صورت کہ جانا رہی اوسکے مہر تین ثمن ساقط ہوئے اور جو نکل گئی اوسکا ربع مہر یعنی دو ثمن ساقط ہوئے اور جو داخل ہوئی اوسکا ایک ثمن **ف** اور تفصیل اور دلائل اسکے اصل میں مذکور ہیں **ص** اور اگر کسی شخص نے دونوں جورؤں میں سے کہا کہ ایک تم میں طلاق ہی بعد اوسکے ایک کے ساتھ وطی کی یا ایک مر گئی تو دوسری پر طلاق واقع ہوگا اسواسطے کہ ایک کی وطی سے معلوم ہوا کہ مراد اوسکی دوسری تھی اور اسی طرح ایک کے مرنے سے دوسری محل طلاق نہیں ہی اور اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنے دو غلاموں سے کہا کہ ایک تم میں آزاد ہی بعد اوسکے ایک کو بیچا یا ہبہ کر دیا یا تصدق کیا اور اوسکو سپرد کر دیا یا ایک مر گیا یا ایک کو دو لونڈیوں سے ام ولد کیا تو دوسرا آزاد ہو جاویگا اسواسطے کہ ان تصرفوں سے معلوم ہوا کہ یہ مراد تھا لیکن فقط وطی سے دوسرا آزاد نہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک ہو جاویگا **ف** اور دلائل طرفین کے مذکور ہیں اصل میں **ص** اور اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر اول بار تو لڑکا جنی تو تو آزاد ہی اور اوسنے ایک لڑکا اور ایک لڑکی جنی اور معلوم نہوا کہ کون اول پیدا ہوا تو آدھی لونڈی اور آدھی لڑکی آزاد ہو جاویگی اور لڑکا غلام رہیگا اور اگر دو شخصوں نے گواہی دی کہ فلانے نے دو غلاموں میں سے اپنے ایک غلام کو آزاد کیا ہی تو امام صاحب کے نزدیک گواہی اونکی باطل ہوگی لیکن اگر دونوں گواہوں نے اس بات پر شہادت دی کہ اوسنے اپنے مرض موت میں ایک کو آزاد کیا یا صحت میں یا مرض موت میں ایک کو مدبر کیا تو گواہی جائز ہوگی اور اسی طرح اگر دونوں گواہوں نے کہا کہ فلانے نے ایک کو دو بیبیوں اپنی سے طلاق دیا ہی تو بالاتفاق درست ہوگا برخلاف اوسکے جب گواہی دیں کہ اوسنے ایک کو دو لونڈیوں اپنی سے آزاد کیا ہی کہ نزدیک امام کے درست نہوگا مگر جب گواہی دیں ایک لونڈی معین کی آزادی پر

باب الحلف بالعتق

جس شخص نے کہا کہ اگر میں گھر میں داخل ہوں تو جو غلام میرا اوس دن ہوگا وہ آزاد ہی تو جو غلام اوسکی ملک میں وقت داخل ہونیکے ہوگا وہ آزاد ہو جاویگا اگرچہ بعد قسم کے اوسکا مالک ہوا ہووے اور جو کہا کہ میں اگر گھر میں داخل ہوں تو جو غلام میرا ابھی آزاد ہوگا

ف یعنی اوسدن کہ ائندہ کہا ص تو یہ قید اصل ہوتی ہے کہ جو غلام کہ پہلے قسم سے اوسکی ملک مین ہوگا آزاد ہوجاویگا
ف اور یہ غلام کہ بعد قسم کے مالک ہوا ہووے وہ آزاد نہوگا ص اور اسی طرح اگر کہا کہ جو غلام میرا ہی یا جو غلام کہ
مالک ہوون مین اوسکا کل آزاد ہوجاویگا تو جو غلام کہ وقت قسم کے اوسکی ملک مین ہوگا کل آزاد ہوگا ف اور جو بعد قسم کے
ملک مین آوے تو وہ آزاد نہوگا اگرچہ قسم ہی کے دن مین خرید ہووے ص اور اگر کہا کہ جو بندہ میرا مذکر ہی آزاد ہی اور اوسکی
ایک لونڈی حاملہ ہی اور وہ لڑکا جنی تو آزاد نہوگا اگرچہ کم مین چھ مہینے سے قسم کے وقت سے جنے اور اگر مذکر کی قید نہ لگاتا تو
لونڈی بھی اور اوسکی تبعیت مین حمل بھی دونون آزاد ہوجاتے اور اگر کہا کہ جو غلام میرا ہی یا جس غلام کا مین مالک ہوون آزاد ہی
بعد میری موت کے تو جو اس کہنے کے قبل اوسکی ملک مین ہوگا مدبر ہوجاویگا اور جو اسکے بعد ملک مین آوے مدبر نہوگا تو اوسکی
بیع جائز ہوگی لیکن بعد مرنے کے دونون ثلث مال سے آزاد ہوجاوینگے ف اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی ص اور
جس شخص نے اپنے غلام سے کہا تو آزاد ہی بدلے مین ہزار درم کے اور اوسنے قبول کیا تو وہ آزاد ہوگا اور ہزار درم اوسپر
قرض ہوجاوینگے تو ضمانت اون روپون کی صحیح ہوگی اسواسطے کہ یہ دین صحیح ہی کیونکہ آزاد پر ہی برخلاف بدل کتابت کے کہ ضمانت
اوسکی جائز نہین کیونکہ وہ قرض غلام پر ہی اور وہ دین صحیح نہین ف تو مکاتب مین اور اوسمین فرق معلوم ہوگیا اسواسطے
کہ مکاتب آزاد نہین ہوتا ہے جب تک کہ اوسپر ایک پیسہ بھی باقی رہے اور اگر عاجز ہوجاوے تو پھر مملوک ہوجاتا ہی برخلاف معتق
علی مال کے کہ یہ آزاد ہوجاتا ہی اور قرض اوسپر رہتا ہی جیسے آزاد شخص پر ص اور جسنے اپنے غلام سے کہا کہ اگر اسقدر مال
تو مجھکو ادا کرے تو تو آزاد ہی تو مال کے ادا کرنے تک غلام ماذون بہ تجارت ہوجاویگا تو جب تمام مال کو اوسی مجلس مین ادا کرے
آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ جب ادا کرے تو آزاد ہی تو جسوقت کہ تمام مال دیگا آزاد ہوجاویگا اگرچہ بعد مجلس کے ادا کرے اور مراد ادا کرنے
سے یہ کہ مولے کو دیدیوے اور اوسکا قبضہ کرادیوے یا ایسی جگہ رکھدیوے کہ مولی اوسکو بغیر کسی مانع کے لے سکتا ہی اگرچہ
قبل اس کہنے کے کہ غلام نے اوسکو کسب کیا ہو لیکن مولی اس صورت مین اوسپر رجوع کریگا اور اگر بعض مال کو ادا کیا تو آزاد
نہوگا یہانتک کہ کل مال ادا کرے اور اگر کہا کہ تو بدلے مین ہزار کے بعد میری موت کے آزاد ہی تو اگر اوسنے بعد موت کے
اوسکو قبول کیا یا وارث نے اوسکو آزاد کردیا تو آزاد ہوگا اور جو وارث نے بھی آزاد کیا اور نہ اوسنے قبول کیا تو آزاد نہوگا اور اگر
ایکسال کی خدمت پر اوسکو آزاد کیا اور اوسنے قبول کیا تو آزاد ہوجاویگا اور خدمت ایکسال کی اوسپر لازم ہوگی اور اگر قبل
خدمت کے ایکسال کے مولی مرگیا تو نزدیک شیخین کے قیمت اپنے نفس کی غلام پر لازم ہوگی اور امام محمد کے نزدیک قیمت
خدمت کی واجب ہوگی اسی طرح اگر غلام کو اوسی کے ہاتھ مقابلے مین کسی چیز معین کے بیچا اور قبل قبض کرنے کے وہ چیز
ہلاک ہوگئی تو شیخین کے نزدیک قیمت اپنے نفس کی غلام پر لازم ہوگی اور امام محمد کے نزدیک قیمت اوس شئی معین کی
مسئلہ اگر کسی شخص نے باندی کے مالک سے کہا کہ اس باندی کو بدلے مین ہزار کے آزاد کر اس شرط پر کہ میرے ساتھ
اوسکا نکاح کردے اور مالک نے اوسکو آزاد کیا اور باندی نے اوس شخص کو قبول نہ کیا تو وہ باندی خواجہ کی طرف
سے آزاد ہوجاویگی اور اوس شخص پر کچھ نہین اور اگر کہا کہ اس باندی کو میری طرف سے بدلے مین ہزار کے آزاد کر
ف یعنی میری طرف کا لفظ زیادہ کیا اور باقی مسئلہ ویسا ہی ہی ص تو اوس ہزار کو اوسکی قیمت اور مہر مثل پر

قسمت کرینگے اور اوس شخص پر حصہ قیمت کا واجب ہوگا تو مثلاً قیمت اوسکی ہزار تھی اور مہر مثل پانچ سو تو ہزار کو ڈیڑھ
ہزار پر قسمت کرینگے تو دو تہائی ہزار کی حصہ قیمت کا اور ایک تہائی ہزار کی حصہ مہر مثل کا ہوا تو اوس شخص پر دو تہائی ہزار کی
واجب ہونگی مالک کے لیے اور اگر لونڈی نے اوسکو قبول کیا تو اول صورت مین **ف** یعنی جسمین میری طرف کا لفظ
نہین ہے **ص** قیمت ساقط ہوگی **ف** یعنی دو تہائی ہزار کی **ص** اور دوسری صورت مین **ف** یعنی جسمین
میری طرف کا لفظ موجود ہے **ص** دو تہائی ہزار کی اوس شخص پر لازم آوینگی اور جتنا قسمت سے حصہ مہر مثل کا
ہوا ہے **ف** یعنی ایک تہائی ہزار کی **ص** وہ دونون صورتون مین مہر ہو جاویگا اوس لونڈی کا ÷

باب مدبر اور ام ولد کے بیان مین

اور جب مولا نے اپنے مملوک سے کہا جب مر جاؤن مین تو تو آزاد ہے یا تو آزاد ہے بعد میرے یا تو مدبر ہے یا مدبر کیا مینے
تجکو یا اگر سو برس تک مین مر جاؤن تو آزاد ہے اور غالب ہے موت اوسکی قبل سو برس کے تو ان سب صورتون مین
وہ مملوک مدبر ہو گیا تو نہین جائز ہے بیع اوسکی اور نہ ہبہ اوسکا **ف** اور کہا شافعی نے جائز ہے بیع مدبر کی اور صحیح
ہوا ابن عمر رضی سے کہ نہ بیع کیا جاویگا مدبر اور نہ ہبہ کیا جاویگا اور آزاد ہو جاویگا ثلث مال سے اور رفع کیا اسکو طرف
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور ضعیف کیا اوسکے رفع کو اور صحیح کیا اوسکے وقف کو
اور بھی نکالا دارقطنی نے علی بن ظبیان سے انھون نے ابن عمر رض سے کہ کہا انھون نے مدبر آزاد ہے ثلث سے اور
ضعیف ہے ابن ظبیان اور وہ جو روایت ہے صحیحین مین جابر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچا مدبر کو ایک واقعہ ہے
کہ اوس سے عموم ثابت نہین ہوتا تو نہ معارض ہوگی روایت ابن عمر کو اور ابن عمر کو ہان اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے یُبَاعُ الْمُدَبَّرُ تو معارض ہوتا علاوہ اسکے وہ حدیث محمول ہے مدبر مقید پر اور مدبر مقید کی بیع جائز ہے جیسا کہ آگے آتا ہے
اور روایت کی دارقطنی نے ابی جعفر سے کہ اونکے نزدیک ذکر ہوا کہ عطار اور طاوس قائل ہین ساتھ حدیث جابر کے کہ بیچا
فا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر کو سو کہا ابو جعفر نے کہ شہادت دیتا ہون مین کہ اذن دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اوسکی خدمت کی بیع مین اور کہا کہ ابو جعفر یہ ثقات معتبرین سے ہے اور لیکن یہ حدیث مرسل ہے اور کہا ابن القطان نے کہ
مرسل صحیح ہے اور تفصیل کی اسکی اس مقام مین شیخ ابن الہمام نے **ص** اور خواجہ کو جائز ہے کہ خدمت لیوے اور اجارہ کراوے
اور لونڈی مدبرہ کا نکاح کر دینا اور وطی کرنا اوس سے جائز ہے **ف** کیونکہ روایت کی امام ابو حنیفہ نے عطار بن یسار سے
انھون نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ وطی کرتے تھے دو لونڈیون سے کہ آزاد کیا تھا اونکو بعد موت کے **ص** اور جب
مولا مر جاویگا تو وہ اوسکے ثلث مال مین سے آزاد ہو جاویگا **ف** اور دلیل اسکی گذری **ص** اور اگر اوسنے کچھ مال
نہ چھوڑا سوا اوس مدبر کے تو ایک ثلث اوسکا آزاد ہوگا اور دو ثلث مین سعی کریگا اور اگر قرض خواجہ پر اتنا ہے کہ تمام قیمت کو
اوسکی محیط ہے تو کل کیواسطے سعی کریگا **ف** اسواسطے کہ تدبیر بمنزلہ وصیت کے ہے اور دین مقدم ہے وصیت پر
ص اور اگر خواجہ نے اوسکا عتق معلق کیا ساتھ موت کے اوپر ایک صفت کے جیسا کہ کہا کہ اگر اس مرض
مین مر جاؤن یا ایک سال مین مر جاؤن تو تو آزاد ہے اون صورتون مین سے کہ غالب ممکن ہین تو قبل مرنے کے

بیع اور ہبہ اوسکی جائز ہی اور جب مدبر اوسکی صنعت پر مر جاوے تو وہ ثلث مال سے آزاد ہو جاویگا +

فصل ام ولد کے بیان مین

اگر لونڈی مولا سے جنے تو وہ ام ولد ہو گئی اگرچہ پہلے سے اوسکا مالک تھا بلکہ نکاح مین تھی اور پھر مالک ہو گیا اور حکم اوسکا مانند مدبرہ کے ہی ف یعنی بیع اور ہبہ اوسکی جائز نہین اور وطی کرنا اور خدمت لینا اور اجارہ دینا اور نکاح کر دینا جائز ہی کذا فی الهدایہ اور داؤد ظاہری اور بعض فقہا کے نزدیک بیع اوسکی جائز ہی اور روایت کی ابن ماجہ نے ابن عباس سے کہ ذکر کی گئی ماریہ ام ابراہیم کی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو فرمایا آپ نے آزاد کیا اوسکو اوسکے لڑکے نے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل میں اور ابن عبد البر نے تمہید مین اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عمرؓ سے کہ منع کیا انحضرت نے بیع سے ام ولد کی اور کہا کہ نہ بیچی جاوین اور نہ میراث ہووین اور نہ ہبہ کیجاوین فائدہ اوٹھاوے اوس سے سید اوسکا جب تک جیتا رہے سو جب مر جاوے تو وہ آزاد ہی اور نکالا اوسکو مالک نے موطا مین نافع سے انہوں نے ابن عمر سے بسند صحیح ص مگر یہ کہ وہ آزاد ہو جاویگی کل مال سے اوسکے ف اسواسطے کہ سعید بن المسیب سے مروی ہی کہ امر کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آزاد ہو جاوین امہات اولاد اور نہ بیچی جاوین کسی قرض مین اگرچہ کی جاوین ثلث مال مین ذکر کیا اسکو ہدایہ مین اور فتح القدیر مین ہی کہ ذکر کیا اسکو امام محمد نے اصل مین اور نکالا ابن ماجہ نے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لونڈی کہ جنے اپنے سید سے تو وہ آزاد ہی بعد اوسکی موت کے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح الاسناد ہی اور روایت کیا اوسکو ابو یعلی موصلی نے اور زیادہ کیا کہ وہ آزاد ہی بعد اوسکی موت کے مگر یہ کہ آزاد کرے اوسکو مولا قبل اپنی موت کے ص اور نہ سعی کریگی واسطے دین مولا کے اور لونڈی کے لڑکے کا نسب ثابت نہوگا مگر یہ کہ مولا اوسکا اقرار کرے اسواسطے کہ لونڈی فراش ضعیف ہی اور جب اقرار کر لیا تو وہ ام ولد ہو گئی اب جو لڑکا جنے گی تو بغیر اقرار کے نسب اوسکا ثابت ہو جاویگا مگر یہ کہ خواجہ اوسکا انکار کرے اسواسطے کہ ام ولد فراش متوسط ہی اور فراش قوی منکوحہ کا ہی کہ اوسکے لڑکے کا نسب ثابت ہو ویگا بغیر اقرار کے اور اسکے انکار سے منتفی نہوگا بلکہ لعان واجب ہوگا اور اگر ام ولد نصرانی کی اسلام لائی تو نصرانی پر اسلام کو پیش کرینگے اگر وہ بھی مسلمان ہوا تو وہ اوسکی ام ولد رہیگی اور اگر اسلام سے اوسنے انکار کیا تو ام ولد بقدر اپنی قیمت کے سعی کریگی بعد اوسکے آزاد ہو جاویگی ف اور امام زفر کے نزدیک بالفعل آزاد ہو جاویگی اور سعایت کی رقم اوسپر دین ہو جاویگی ص اور جب کہ لونڈی دو شریکون مین ہووے اور وہ جنے اور ایک نے دو شریکون مین سے اوسکا دعوی کیا تو نسب اوسکا اوس سے ثابت ہو جاویگا اور وہ اوسکی ام ولد ہو جاویگی اور ضامن ہوگا اوسکی نصف قیمت کا اور نصف عقر کا ف عقر سے مراد مہر مثل ہی اور بعضون کے نزدیک عقر وہ ہی کہ عورت جتنے پر اجارہ لی جاتی واسطے وطی کے اگر زنا حلال ہوتی ص غ قیمت اوسکا اور جو دونون نے دعوی کیا تو دونون سے نسب ثابت ہوگا ف اور امام شافعی کے نزدیک قیافہ دان کی طرف رجوع کرینگے اور وہ جسکا بتلاویگا اوس سے نسب ثابت ہوگا اور ہمارا مذہب مروی ہی عمرؓ سے اخراج کیا اوسکا سعید بن منصور نے اور شعبیؒ سے روایت کیا اوسکا اثر مرسل اور تفصیل فتح القدیر مین ہی ص اور وہ دونون کی

ام ولد ہوجاویگی اور ہر ایک پر نصف عقر لازم ہوگا دوسرے کے واسطے اور لڑکا ہر ایک سے میراث کامل لیگا اور وہ دونو اوس سے میراث ایک باپ کی لینگے اور آدھا آدھا قسمت کرینگے اور اگر خواجہ نے اپنی لونڈی کو مکاتبہ کیا اور پھر اوس سے وطی کی اور وہ جنی اور دعوی کیا اوسکا مولا نے اور مکاتبہ نے اوسکی تصدیق کی تو نسب لڑکے کا ثابت ہوجاویگا اور مولا پر عقر اور قیمت لڑکے کی لازم ہوگی اور لونڈی اوسکی ام ولد نہوگی اور امام ابی یوسف کے نزدیک تصدیق مکاتبہ کی شرط نہین اور اگر اوسنے مولا کو جھٹلایا تو نسب لڑکے کا اوس سے ثابت نہوگا مگر جب کہ مولا اوس لڑکے کا ایک دن بھی مالک ہوجاوے **ف** اسطرح پر کہ وہ مکاتبہ ادا کرنے سے بدل کتابت کے عاجز ہوجاوے تو نسب ثابت ہوجاویگا

کتاب الایمان

ایمان جمع یمین کی ہے اور یمین لغت مین کہتے ہین قوت کو اور شریعت مین **ص** یمین کہتے ہین قوت دینے کو خبر کے ساتھ ذکر اللہ کے یا تعلیق کے ساتھ کسی شی کے اور یمین پر احکام شرعی مترتب ہین تین قسم ہین ایک غموس **ش** اور نام اوسکا غموس اسواسطے ہوا کہ وہ قسم کھانے والے کو ڈبا دیتی ہے گناہ مین یا دوزخ کی آگ مین **ص** اور وہ یہ ہے کہ کسی شی گذشتہ پر خلاف قصداً جھوٹی قسم کھاوے **ف** مثلاً کہے قسم خدا کی مین نے حج کر چکا اور سچ اوسنے نہین کیا تھا اور قصداً جھوٹ بولا **ص** اور اس سے گنہگار ہوگا **ف** اور کفارہ اسکا کچھ نہین مگر توبہ اور استغفار اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانچ چیزین ہین کہ نہین ہے اونمین کفارہ اور ذکر کیا اونمین سے اوس قسم کو کہ جھوٹی ہووے کاٹ لیوے بسبب اوسکے مال ناحق روایت کیا اوسکو امام احمد نے سند صحیح سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ حلف کرے اور وہ اوسمین کاذب ہو تاکہ کاٹ لیوے بسبب اوسکے مال ایک مرد مسلمان کا تو حرام کریگا اللہ اوسپر جنت کو اور داخل کریگا اوسکو آگ مین روایت کیا اوسکو ابن حبان نے ابی امامہ سے اور صحیحین مین ہے کہ جاویگا اللہ کے پاس اور وہ اوسپر غصے ہوگا نعوذ باللہ منہ اور سنن ابوداود مین ہے حدیث عمران بن حصین سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ حلف کرے کاذب تو چاہیے کہ بنالیوے اپنا ٹھکانا جہنم مین **ص** اور دوسری لغو اور وہ قسم ہے جھوٹا امر گذشتہ پر اس گمان سے کہ سچ ہے اور اسمین امید مغفرت کی ہے **ف** اور یہ بھی ایک قسم لغو کی ہے کہ کہے قسم اللہ کی وہ زید ہے اپنے گمان سے اور نکلے وہ عمرو اور امید ہے کہ مواخذہ اسمین نہوگا کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ **ص** اور تیسری منعقد اور وہ قسم ہے امر آیندہ پر اور اسمین اگر خلاف واقع ہو تو کفارہ لازم ہوگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ اور امام شافعی کے نزدیک غموس مین بھی کفارہ ہے اور حدیث امام احمد کی اونپر حجت ہے **ص** جو قسم منعقد ساتھ زبردستی کے ہو یا بھولے سے جیسا کہ کسیکے جبر سے یا بھولے سے قسم خدا کی کل مین آونگا اور نہ آیا تو حانث ہوگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزین ہین کہ قصد اونکا قصد ہے اور کھیل اونکا قصد ہے نکاح اور طلاق اور رجعت مین ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی لیکن روایت کیا اوسکو ابوداود اور ابن ماجہ اور حاکم نے اور ذکر کین تین چیزین نکاح اور طلاق اور رجعت اور ابن عدی نے کامل مین روایت کی اور اوسمین ہے کہ تین چیزین ہین کہ اوسمین کھیل نہین جائز اونکو

ہو لاقو وہ واجب ہو مین طلاق اور عتاق اور نکاح اور روایت کی عبد الرزاق نے علی اور عمر سے موقوفا کہ انھون نے کہا تین چیزین ہین کہ نہین ہے کھیل اونمین نکاح اور طلاق اور عتاق اور ایک روایت مین اونسے چار ہین اور زیادہ کیا نذر کو کہا شیخ ابن الہمام نے ولا شك ان اليمين في معنى النذر فيقاس عليه یعنی نہین ہے شک کہ یمین معنون مین نذر کے ہے تو قیاس کیا جاویگا اوسپر اور امام شافعی کہتے ہین کہ جبر سے اور زبردستی سے قسم منعقد نہین ہوتی اور ابن الجوزی نے تحقیق مین استدلال کیا ہی واسطے اونکے اوسی سے جو روایت کی دارقطنی نے واثلہ بن اسقع سے اور ابی امامہ سے کہ کہا اون دونون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہے مقہور یعنی مجبور پر یمین پھر کہا کہ عنبسہ اسناد مین اوسکی ضعیف ہی کہا صاحب تنقیح نے کہ یہ حدیث منکر ہی بلکہ موضوع ہی اور اوسکی اسناد مین ایک جماعت ہی کہ اونسے حجت پکڑنا جائز نہین ص یا اسی طرح اگر قسم کہائی کہ بخدا مین نہین آؤنگا اور بھی بہر سے یا بیہوشی آیا یا [illegible] ہوگا اور یہی حکم ہی دیوانگی اور بیہوشی کا ص اور قسم ساتھ اللہ کے ہی یا کسی اسم سے اوسکے اسما سے جیسے رحمن اور رحیم یا کسی صفت سے اوسکی کہ وہ معروف ہی قسم مین مثلا عزت اللہ کی اور جلال اللہ کا اور کبریائی اوسکی اور جو حلف کریگا ساتھ غیر اللہ کے مثلا نبی یا کعبے کی تو وہ حلف نہوگی ف اسواسطے کہ صحیحین مین مروی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص تم مین سے ارادہ حلف کا کرے تو حلف کرے ساتھ اللہ کے یا چپ رہے اور جامع ترمذی مین روایت ہی حضرت عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے حلف کی سوا اللہ کے اور کسیکی تو اوسنے شرک کیا یعنی شریک کیا غیر خدا کو خدا کے ساتھ تعظیم مین اور یہ نہایت زجر ہی اور مان باپ کی قسم کہانا بھی ممنوع ہی اور یہ حدیث سے ثابت ہی ص اور جو حلف کریگا ساتھ اون صفات الٰہی کے جن سے عرف مین قسم نہین کی جاتی مثلا رحمت اللہ کی اور علم اوسکا اور رضا اوسکی اور غصہ اوسکا اور عذاب اوسکا تو قسم منعقد نہوگی اور قسم منعقد ہوجاویگی اگر قسم کہائے ساتھ عمر اللہ یعنی بقا اوسکی کے یا اوسکی قدرت کے یا اوسکے عہد اور میثاق کے یا اتنا کہا کہ مین قسم کہاتا ہون یا حلف کرتا ہون یا شہادت کرتا ہون اگرچہ لفظ اللہ کا نہ کہے یا اوسپر نذر ہی ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يُسَمِّهِ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ یعنی جو شخص نذر کرے ایسی نذر کہ نہ نام لیوے اوسکا تو کفارہ اوسکا کفارہ یمین ہی روایت کیا اوسکو ابو داود اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عباسؓ سے ص یا یمین ہی یا عہد ہی یا اگر ایسا کام کرون تو کافر ہوا یا کافر ہونگا اگرچہ کافر ہوگا وقت کرنے کے اور بعضون کے نزدیک اگر کافر ہوا کہے گا تو کافر ہوجاویگا لیکن صحیح یہ ہی کہ کافر نہوگا اگر وہ اس بات کو جانتا ہو کہ یہ قسم ہی اور اگر اوسکی سمجھ مین یہ ہو کہ اسکے کہنے سے کافر ہوجاتا ہی تو دونون صورتون مین کافر ہوویگا یا قسم کہاتا ہون مین ساتھ خدا کے اور قسم نہین منعقد ہوگی حقا اور حق اللہ اور حرمت اللہ سے اور اسی طرح اگر کہے قسم کہاؤن ساتھ خدا کے یا عورت کے طلاق کے یا اگر اس کام کو کرون تو اوسپر غضب اللہ کا اوترے یا لعنت اوسکی یا مین زانی ہون یا مین سارق ہون یا شارب خمر ہون یا آکل ربوا ہون تو قسم منعقد نہوگی اور قسم کے حروف واو اور بے اور تے ہین ف مثلا کہے واللہ یا باللہ یا تاللہ ص اور کبھی بے کو ذکر نہین کرتے لیکن مراد لیتے ہین جیسے کہتے ہین اللہ لا افعل ف تو تقدیر اوسکی یہ ہی باللہ لا افعلہ یعنی قسم اللہ کی البتہ کرونگا مین اوسکو

له اور اگر کہیگا قسم کہاتا ہون ساتھ خدا کے تو منعقد ہوجاویگی کیونکہ اوسمین علامت حال کی یعنی لفظ کہاتا موجود ہی تو وقت اس قول کے ۱۲ منہ مد ظلہ

فصل کفارۂ قسم کے بیان مین

جو شخص کہ اپنی قسم مین حانث ہو **ف** یعنی قسم کے خلاف امر وقوع مین آوے جیسے قسم کھائی گیہون کے آٹے نہ کھانے پر پھر کھالیا **ص** تو اوسکو اختیار ہی کہ اوسکے کفارے مین ایک بردہ آزاد کرے اور کافی ہوجاویگا ہمین وہ بردہ جو کافی ہی ظہار مین یا دس مسکینون کو کھانا کھلاوے مثل ظہار کے یا اونکو لباس پہناوے اسطرح پر کہ اکثر بدن اونکا چھپ جاوے تو اگر فقط ازار دے تو جائز نہوگا **ف** اور یہی صحیح ہی اور ہدایہ مین ہی کہ ادنی اوسکا یہ ہی کہ نماز اوس سے جائز ہو اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ازار کافی ہوجاوے جیسا کہ کفایہ مین ہی اور ایک روایت مین امام محمد سے ہی کہ اگر مرد کو ازار دیگا کافی ہوجاویگا اور عورت کو کافی نہین اسواسطے کہ عورت کا ستر اوس سے زیادہ ہی **ص** تو ان تین چیزون مین سے جسکو چاہے کرے **ف** اور دلیل اس باب مین قول اللہ تعالی کا ہی فَكَفَّارَتُهُ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ الآيه **ص** اور جب ان تینون مین سے کوئی نہ کرسکے تو تین روزے پے در پے روزے رکھے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک پے در پے روزے رکھنا ضرور نہین اسواسطے اطلاق آیت کے اور دلیل ہماری قرأت ابن مسعود کی ہی فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ یعنی پس روزے ہین تین دن پے در پے **ص** اور جائز نہین ہی کفارہ قبل حنث کے تو اگر قبل حنث کے کفارہ دیگا بعد حنث کے پھر دوبارہ دینا لازم آویگا اور امام شافعی کے نزدیک کفارہ دیدینا قبل حنث کے درست ہی اور دلیل ہماری اصل مین مذکور ہی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ثُمَّ لِيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ یعنی جو شخص حلف کرے کسی یمین پر پھر دیکھے اوسکے خلاف کو بہتر تو کرے اوسکو پھر کفارہ دے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی ہان مروی ہی صحیح مسلم مین اس لفظ سے مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ عدی بن حاتم سے اور اخراج کیا ایسا ہی امام احمد نے عبد اللہ بن عمر سے اور تفصیل فتح القدیر مین ہی **ص** جو شخص کہ معصیت پر قسم کھاوے مثل ترک کلام کے ساتھ والدین کے **ف** یا ترک نماز کے یا قتل مسلمان کے ناحق **ص** تو واجب ہی اوسکو کہ قسم توڑے اور کفارہ دیوے **ف** اور دلیل اسکی ابھی گذری **ص** اور اگر کافر نے قسم کھائی بعد اوسکے حانث ہوا تو کفارہ اوسپر لازم نہ آویگا اگرچہ بعد اسلام کے حانث ہووے اور جسنے حلال کو اپنے اوپر حرام کرلیا تو حرام نہوگا اور اگر اوسکو لے تو کفارہ لازم ہوگا اسواسطے کہ حرام کرلینا حلال کا یہ بھی یمین ہی اور جس شخص نے نذر مطلق کی مثلا کہا کہ واسطے اللہ کے مجھپر ہی آج کے دن کا روزہ تو پورا کرنا اوسکا واجب ہی **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ اور چاہیے کہ پورا کرین اپنی نذرون کو اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے نذر کی اور معین کیا تو اوسپر ہی ایفا اوس چیز کا جو معین کیا ذکر کیا اسکو ہدایہ مین اور ابن الہمام نے کہا وَهُوَ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ یعنی یہ حدیث غریب ہی انتہی روایت نسائی مین ہی کہ فرمایا حضرت نے نذرین دو طرح کی ہین ایک نذر وہ جو عبادت ہی تو یہ اللہ کے واسطے ہی اور اسکا پورا کرنا لازم ہی اور ایک نذر وہ جو معصیت خدا مین ہی اور یہ واسطے شیطان کے ہی اور نہین ہی ایفا اسمین کفارہ دے اوسمین کفارہ قسم کا **ص** اور اگر نذر معلق کی کہ کہا

اگر فلانا شخص آجاوے تو مجھپر ایک روزہ ہی اور وہ کام ہوگیا تو واجب ہی ایفا اوسکا اور اگر وہ فعل بُرا ہی مثلاً کہے اگر زنا کرون
مین تو مجھپر ایک روزہ ہی تو صحیح یہ ہی کہ اوسمین اختیار ہی چاہیے وفا کرے اور چاہے کفارہ دیوے اور بعضون کے نزدیک حانث ہوجاوے
مین وفا کرے اور اگر قسم کھائی اور متصل اوسکے کہا انشاء اللہ تو قسم باطل ہوگی **ف** اور اتصال شرط ہی اسواسطے کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ حلف کرے اوپر یمین کے اور کہے انشاء اللہ تو نہین ہی حنث اوسکے اوپر روایت کیا اوسکو ابوداود
اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ نے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہی اور ایسا ہی نذر مین اگر انشاء اللہ کہے تب بھی باطل ہوجاویگی فتح القدیر

باب الحلف بالفعل

جس شخص نے حلف کی کہ نہ داخل ہوگا بیت مین اور صفہ مین چلا گیا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ صفہ بھی شب باشی کیواسطے
بنایا گیا ہی اور جو واسطے شب باشی کے بنایا گیا ہی بیت مین داخل ہی اور اگر کعبے مین یا مسجد مین یا معبد نصاری یا یہود مین یا دہلیز
مین یا سایبان مین جو دروازے کی بات ہی اور برابر ہی تو نیچے ہی اوسکے داخل ہوا تو حانث نہوگا جیسا کہ حلف کی کہ نہ داخل ہوگا
دار مین اور گھس گیا ویرانے مین تو بھی حانث نہوگا اور اگر حلف کی کہ اس دار مین نجاؤنگا بعد اوسکے جب وہ گر گیا یا دوسرا دار
اوسکی جگہہ پر بنایا گیا اوسمین داخل ہوا یا اوسکی چھت پر چڑھ گیا تو حانث ہوگا اور بعضون نے کہا کہ ہمارے عرف مین
ف یعنی اہل عجم کے **ص** حانث نہوگا **ف** اسواسطے کہ ہم لوگون کے محاورے مین جو شخص چھت پر چڑھ جاوے
تو اوسکو یہ نہین کہتے کہ دار مین داخل ہوا اور جان لینا چاہیے کہ دار اور بیت مین فرق ہی تو دار نام ہی میدان کا موافق
استعمال اہل عرب کے بعد اس بات کے کہ اوسکو دیوارون سے گھیر لیوین تو صرف میدان کو قبل بنا کے دار نہ کہین گے
اور جب ایکبار بنا بن گئی اور پھر بنا جاتی رہی تو اوسکو دار کہین گے اسی واسطے بعد گر جانے بنا کے دار مین جانے سے
حانث ہوتا ہی اگر حلف کی ہو کہ اس دار مین داخل نہوگا اور بیت اوسکو کہتے ہین جو صالح شب باشی یعنی رات بسر کرنیکی ہووے
تو وہان بنا ضرور ہی تو اگر بعد گر جانے بنا کے یعنی دیوارون کے صحرا ہوگیا اور اوسمین داخل ہوا حانث نہوگا اگر حلف
کی ہو اس بیت مین نہ داخل ہونیکی جیسا کہ آتا ہی **ص** اور اگر وہ دار مسجد یا حمام یا باغ یا بیت بنایا گیا یا بعد حمام بنانے کے
پھر وہ گر گیا اور اوسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا **ف** اسواسطے کہ اسم دار کا جاتا رہا ان چیزون کے بنجانے سے ھدایہ
ص اور اگر حلف کھائی کہ اس بیت مین نہ داخل ہوگا اور بعد اوسکے گر جانے کے اور صحرا ہوجانیکے یا بعد دوسرے بیت
بن جانیکے داخل ہوا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسم بیت کا گر جانے سے بنا کے جاتا رہا **ف** اور اگر دیوارین باقی ہین
اور اوسمین داخل ہوا تو حانث ہوگا کیونکہ شب باشی بدون چھت کے ہوسکتی ہی ھدایہ اور اصل مین اس مقام پر تفصیل
کی ہی بوجہ عوام فہم نہونے کے اس جگہہ متروک ہوئی **ص** یا حلف کی کہ اس دار مین داخل نہوگا اور محراب مین دروازے کی
جو ایسی ہی کہ اگر دروازے کو بند کرلین تو محراب باہر رہ جاوے داخل ہوا حانث نہوگا اور جو شخص کہ ایک گھر مین ساکن ہی
یا ایک کپڑا پہنتے ہی یا ایک جانور پر سوار ہی اور حلف کی کہ اس گھر مین نرہونگا یا یہ کپڑا نہ پہنونگا یا اس جانور پر سوار نہونگا اور اوسی وقت
اوس گھر سے نکل گیا اور اوس کپڑے کو اوتار ڈالا اور اوس جانور پر سے اوتر پڑا تو حانث نہوگا اور اگر ذرا بھی ٹھہرا
تو حانث ہوجاوے گا اور امام زفر کے نزدیک دونون صورتون مین حانث ہوگا اور جو کسی نے حلف کی کہ اس

ف صفہ اوسکو کہتے ہین کہ تین دیوارون پر چھت ڈالدیجاوے جیسے سائبان وغیرہ ۱۲ منہ سلمہ

گھر مین داخل نہوگا اور وہین بیٹھا ہی تو حانث نہوگا کیونکہ دخول کہتے ہین باہر سے آنیکو اور اسیواسطے اگر نکل کے پھر آیا تو
حانث ہوجاویگا اور جسنے حلف کی کہ نہ سکونت کریگا اس دار مین تو ضرور ہی کہ آپ اپنا اہل اور اسباب کل نکال لیجاوے یہان تک
کہ اگر ایک میخ بھی وہان باقی رہیگی حانث ہوگا اور یہ قول امام صاحب کا ہی اور ابو یوسف کہتے ہین کہ اگر اکثر اسباب نکل گیا تو
حانث نہوگا **ف** اور اسی پر فتوی ہی کذا فی قاضیخان والکافی **ص** اور امام محمد کے نزدیک اگر اوتنا اسباب
لے گیا ہی جس سے کتخدائی اور ضرورت معاش نکل سکتی ہی تو حانث نہوگا اور فقہا نے لکھا ہی کہ یہ قول احسن اور بلائیم زیادہ ہی واسطے
آدمیون کے **ف** اور جاننا چاہیے کہ یہ اختلاف اسباب مین ہی اور اہل مین سے اگر کوئی بھی رہ جاویگا تو حانث ہوگا
تو ضرور ہی کہ تمامی اہل کو نکال لیجاوے کذا فی الفوائد الظہیریہ **ص** اور اگر حلف کی کہ نہ سکونت کریگا اس شہر مین یا
گانوان مین تو وہان ضرور نہین کہ تمامی اہل اور متاع لیجاوے بلکہ آپ ہی اگر اکیلا نکل جاویگا تو حانث نہوگا اور اگر کسی نے حلف
کی کہ اس گھر سے باہر نجاؤنگا یا اس گھر کے اندر نجاؤنگا اور اوسکو کوئی اوٹھا کے باہر لے گیا یا اندر لے گیا تو اگر اوسکے
حکم سے لے گیا ہی تو حانث ہوگا اور اگر بے اوسکے حکم کے جائے وہ راضی ہو یا ناراض لے گیا ہی تو حانث نہوگا اور جو حلف کی
کہ نہ نکلونگا مین مگر واسطے جنازے کے اور جنازے کے واسطے نکل کر اور کام بھی کیا تو حانث نہوگا اور جو قسم کھائی کہ نہ نکلونگا
بقصد مکے کے اور نکلا اور لوٹ آیا تو حانث ہوگا کیونکہ نکلنا پایا گیا برخلاف اوسکے جب کہے کہ نہ آؤنگا مین مکے مین
تو نکلنے سے مکے کی طرف جب تک اوسکے اندر نجاوے حانث نہوگا اور اگر حلف کی کہ مین مکے مین آؤنگا تو آخر
دم حیات مین حانث ہوگا اسواسطے کہ اسوقت مین نہ آنا معلوم ہوا اور اگر قسم کھائی کہ کل اگر استطاعت ہوگی تو
مکے مین جاؤنگا اور اوس روز کوئی مانع مثل مرض یا حکم بادشاہ وغیرہ کے نہوا اور نہ گیا تو حانث ہوگا قضاءً اگرچہ اوسنے
مراد استطاعت سے استطاعت حقیقی جو قدرت تام ہی اور مقارن فعل کے ہوتی ہی مراد لی ہو نہ دیانۃً **ف** یعنی فیما بینہ
وبین اللہ حانث نہوگا اور قاضی کے نزدیک حانث ہوجاویگا **ص** اگر کسی شخص نے حلف کی کہ باہر نجاؤنگا مگر اوسکے
اذن سے تو ہر بار نکلنے کے واسطے اذن چاہیے اور اگر نکل گیا بغیر اذن کے اوسکے ایکبار بھی تو حانث ہوجاویگا اور اگر
یہ کہا کہ باہر نہ جاؤنگا یہان تک کہ اذن دے مجکو تو ایک بار اذن کافی ہی اور اگر کسی شخص کی عورت نے ارادہ کیا نکلنے کا
اور اوسنے کہا کہ اگر تو نکلیگی تو تو طالق ہی اور وہ بیٹھ گئی اور پھر نکلی تو حانث نہوگا اور اسی طرح اگر عورت نے لونڈی کے
مارنیکا ارادہ کیا اور خاوند نے اوس سے کہا کہ اگر تو ماریگی اوسکو تو تو طالق ہی اور اوسنے اوسکو چھوڑ دیا پھر مارا تو حانث نہوگا
ف یعنی عورت دونو صورتون مین طلقہ نہوگی **ص** اور اگر کسی شخص نے ایک سے کہا کہ صبح کا کھانا میرے
ساتھ کھا اور اوسنے کہا کہ اگر صبح کا کھانا کھاؤن تو غلام میرا آزاد ہی تو شرط حنث کے واسطے یہ ہی کہ اوسی وقت اوسکے
ساتھ کھاوے **ف** اور اگر اپنے مکان کو جاکے پھر آکے کھانا کھایا تو حانث نہوگا ہدایہ **ص** اور جو کہا
کہ اگر کھانا صبح کا کھاؤن آج کے روز تو غلام میرا آزاد ہی **ف** یعنی لفظ آج کے روز کا زیادہ کیا **ص** تو جہان
صبح کا کھانا اوس دن کھاویگا حانث ہوجاویگا اور اگر حلف کی کہ زید کے جانور پر سوار نہونگا بعد اوسکے زید کے
غلام ماذون کے جانور پر سوار ہوا تو اگر غلام مدیون ہی اتنا کہ دین اوسکی قیمت اور کسب کو محیط ہی تو

حانث نہوگا اور اگر ایسا مدیون نہین تو اگر نیت اوسکی جانور بیچنے وہ جانور بنا ہو یہ پر دیر سکے ہلنے تو حانث نہوگا اور اگر نیت ہی مطلق جانور کا ہو یا مالک دینیں ہو چاہے اور سکے خاصے کا ہو یا اوسکے غلام کا ہو تو حانث ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک سب صورتون مین حانث ہوجاویگا ہو نیت ہووے اور امام محمد کے نزدیک حانث ہوگا اگرچہ نیت نکرے ستایا اور جس شخص نے حلف کی کہ اس درخت سے نکھاؤنگا تو اگر اوسکا پھل کھاویگا حانث ہوجاویگا اور جو قسم کھائی کہ یہ گیہون نہ کھاؤنگا تو امام کے نزدیک اگر اوسکو چباکے کھاویگا حانث ہوگا اور صاحبین کے نزدیک اوسکو چباکے کھاوے یا اوسکا آٹا کھاوے دونون صورتون مین حانث ہوگا اور جو کہا کہ اس آٹے سے نہ کھاؤنگا تو جب اوسکی روٹی کھاویگا حانث ہوگا اور اگر آٹا پھانک گیا تو حانث نہوگا اور جو حلف کی کہ بریان نہ کھاؤنگا تو جب گوشت بھونا ہوا کھاویگا حانث ہوگا اور اگر کوئی اور چیز بھونی ہوئی جیسے بیگن یا گاجر کھاوے حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ طبیخ نکھاؤنگا تو جب گوشت شوربا دار کھاویگا حانث ہوجاویگا ف اور اگر سوکھا قلیہ کھاویگا حانث نہوگا ص اور جو حلف کی کہ سری نکھاؤنگا تو جو سری اوس شہر کے تنورون میں پک کے بکتی ہی اگر کھاویگا حانث ہوگا ف اور جو سری معروف نہین جیسے چیری کی سری یا مرغ کی کھاوے تو حانث نہوگا ص اور جو قسم کھائی کہ چربی نکھاؤنگا تو امام صاحب کے نزدیک جب چربی شکم کی کھاویگا حانث ہوگا اور صاحبین کے نزدیک پشت کی چربی اگر کھاویگا حانث ہوگا اور جو حلف کی کہ روٹی نکھاؤنگا تو جو روٹی معروف ہی شہر والون کی اوسکے کھانے سے حانث ہوگا نہ چانول کی روٹی سے مگر جب کہ چانول کی روٹی بھی اوس شہر میں معروف ہو اور اگر قسم کھائی کہ فاکہہ نہ کھاؤنگا تو امام صاحب کے نزدیک سیب یا زردآلو یا خربزہ کھاویگا حانث ہوگا نہ انگور اور انار اور رطب اور ترکاری اور کھیرے کے کھانے سے اور صاحبین کے نزدیک انگور اور انار اور رطب کے کھانے سے بھی حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ نہر سے نپیونگا تو اگر مونہہ لگاکے اوسمین پیگا حانث ہوگا اور برتن سے اگر پیے تو حانث نہوگا نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک برتن سے پینے مین بھی حانث ہوگا اور اگر کہا کہ نہر کا پانی نپیونگا تو جس طرح سے پیے حانث ہوگا اور اگر حاکم شہر نے ایک مرد کو حلف دلائی کہ جو مفسد شہر مین آوے اوس سے خبر کرنا تو اگر وقت اوسکی حکومت کے خبر نکریگا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید کو ماروںگا یا کپڑا پہناؤنگا یا اوس پاس جاؤنگا تو شرط ہی کہ زندگی مین اوسکے یہ امر کرے اور اگر کہا کہ غسل دونگا تو زندگی مین شرط نہین بعد مرنے کے بھی اگر اوسکو غسل دے تو بھی حانث نہوگا اور اگر حلف کی کہ عنقریب اوسکا قرض ادا کرونگا تو اگر ایک مہینے کے اندر ادا کیا حانث نہوگا اور اگر ایک مہینے مین یا زیادہ مین ادا کیا تو حانث ہوجاویگا مسئلہ اگر حلف کی کہ ادام نہ کھاؤنگا تو اگر نانخورش شوربا دار کھاوے کہ روٹی اوس مین ڈوب کے رنگ پکڑ لیتی ہی یا نمک کھاوے تو حانث ہوگا اور اگر بھونا ہوا گوشت کھایا تو حانث ہوگا اور مغرب مین ہی کہ کہا ابن الانباری نے ادام وہ چیز ہی کہ خوش مزہ کرے روٹی کو اور لذت بڑھاوے اور وہ عام ہی کہ سائل ہو یا غیر سائل اور اصطباغ خاص ہی ساتھ سائل کے یعنی جسمین روٹی ڈوب کے رنگین ہوجاوے ف تو موافق قول ابن الانباری کے اگر بھونا ہوا گوشت کھاویگا تب بھی حانث ہوگا کما لا یخفی ص اگر حلف کی کہ نہ کھاؤنگا اسکا بسر اور کھایا اوسکا رطب یا اسکا رطب اور کھایا اوسکا تمر یا اسکا دودھ اور کھایا اوسکو بعد پنیر ہونے کے تو ان سب صورتون مین حانث نہوگا ف

سلہ ام بکر اول
ذو الرشش کہ
سنری سال
نہ سند ۱۲
نبات

بسر کہتے ہین کچے خرمے کو جو ابھی پکا نہوا اور رطب کہتے ہین اوس خرمے کو جو پک گیا ہوا اور تازہ ہو ابھی خشک نہوا ہو اور تمر کہتے ہین
اوس خرمے کو جو پک کے خشک ہوگیا ہو اور مذنب اوس خرمے کو کہتے ہین جو پکنا شروع ہوگیا ہو تو وہ کچھ بسر ہوتا ہی اور کچھ رطب
ص اور اگر حلف کی کہ گوشت نہ کھاؤنگا اور مچھلی کھائی یا گوشت اور چربی نہ کھاؤنگا اور دنبہ کھالیا تو حانث نہوگا اور اگر قسم
کھائی کہ نہ خریدیگا رطب کو اور خریدا ایک خوشہ بسر کا کہ اوسمین ایک رطب بھی ہی تو بھی حانث نہوگا ف اسواسطے کہ اعتبار غلبہ
کو ہی اور غالب بسر ہی ص اور اگر قسم کھائی کہ رطب نہ کھاؤنگا یا بسر نکھاؤنگا یا رطب اور بسر دونون نہ کھاؤنگا اور مذنب کھایا
تو تینون صورتون مین امام صاحب کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر حلف کی کہ گوشت نکھاؤنگا اور جگر یا اوجھڑی یا سور کا
یا آدمی کا گوشت کھایا تو حانث ہوگا اور ہمارے دستور کے موافق حانث نہوگا اسواسطے کہ جگر اور اوجھڑی کو گوشت نہین کہتے
اور سور اور آدمی کے گوشت سے حانث ہوگا کیونکہ وہ دونون گوشت ہین اگرچہ حرام ہین اور غدا کہتے ہین اوس کھانے کو
جو طلوع فجر سے ظہر تک ہو اور عشا اوسکو جو ظہر سے آدھی رات تک ہو اور سحور اوسے جو آدھی رات سے طلوع فجر تک ہو
ف تو اگر کسی نے حلف کی کہ غدا نکھاؤنگا اور طلوع فجر اور ظہر کے مابین مین سیر ہو کے کھالیا حانث ہوگا ص اور جو
قسم کھائی کہ پہنونگا یا نہ کھاؤنگا یا نہ پیونگا اور نیت کرے معین کی صحیح نہوگی نہ قضاءً نہ دیانۃً اور اگر کہا کہ نہ پہنونگا کپڑے
کو یا نکھاؤنگا طعام کو یا نہ پیون گا شراب کو اور نیت کی معین کی تو تصدیق کیا جاویگا دیانۃً نہ قضاءً مسئلہ اور اگر یون کہے
کہ آج کے دن اس کوزے مین پانی ہم پیونگا یا اگر مین آج اس کوزے کا پانی نہ پیون تو عورت میری طالق ہی حال آنکہ اوس
کوزے مین پانی نہو یا تھا اور اوسکو گرا دیا جاوے اوسی روز تو طرفین کے نزدیک حانث نہوگا اور امام ابو یوسف کے
نزدیک حانث ہوگا اور اگر وہ شخص ان الفاظ کو مطلق کہے قید آج کی نہ لگاوے اور کوزے مین پانی نہو تو نہ حانث ہوگا طرفین
کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر تھا اور بہا دیا گیا تو سب کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر قسم
کھاوے کہ البتہ آسمان پر چڑھونگا یا اس پتھر کو سونا بناؤنگا یا فلانے کو قتل کرونگا اور جانتا ہی کہ وہ مر گیا ہی تو قسم منعقد ہو کے
ٹوٹ جاویگی اسلیے کہ یہ امور ممکن عادۃً نہین ہین اور امام زفر کے نزدیک قسم منعقد نہوگی اور جو یون کہا کہ اپنی بیوی کو نہ مارونگا
بعد اوسکے اوسکا گلہ دبایا یا بال کھینچے یا دانت سے کاٹ کھایا تو حانث ہوگا اور اگر زوجہ سے کہا واللہ مین تیرا سوت کا تا
ہوا اگر پہنون تو وہ ہدی ہی اور عورت نے اوسکو کاتا پھر مرد نے بنا اور پہنا تو وہ ہدی ہوجاویگا ف یعنی مکے مین بھیجا جاویگا
تاکہ تصدق کیا جاوے فقرا پر ص اور صاحبین کے نزدیک اگر دن حلف کے روئی اوسکی ملک مین تھی اور عورت نے کاتا اور
اوسنے بنا تو حانث ہوگا ورنہ نہین اور جو کہے کہ زیور نہ پہنونگا پھر سونے کی انگشتری پہنی تو قسم ٹوٹ جاویگی نہ چاندی کی
انگوٹھی پہننے سے اور صاحبین کے نزدیک ہار موتیون کا اگرچہ جڑاؤ نہووے زیور مین داخل ہی اور اوسی پر فتوی ہی
ت اور امام صاحب کے نزدیک ہار موتیون کا اگر جڑاؤ نہووے تو زیور مین داخل نہین اور جڑاؤ ہووے تو سب کے نزدیک
زیور مین داخل ہی ص اگر یون کہے کہ اس فرش پر نہ سوؤنگا پھر اوسپر ایک دوسرا فرش بچھایا گیا اور اوسپر سو رہا یا کہے
کہ مین زمین پر نہ بیٹھونگا پھر فرش یا چٹائی پر بیٹھے یا کہے کہ اس چوکی پر نہ بیٹھونگا اور اوسپر دوسری چوکی رکھی گئی اور اوسپر
بیٹھا تو ان صورتون مین قسم نہ ٹوٹیگی لیکن اگر فرش پر پلنگ پوش بچھا کر سوویگا یا زمین پر اپنا لباس بدن رکھکر یا چوکی پر

قرض دار کا پیچھے کا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور جو حلف کرے کہ فلانے کا کام کبھی نہ کرونگا تو تمام عمر میں جب کریگا قسم ٹوٹیگی اور جو کہے کہ کرونگا
تو ایکبار بھی اگر کر لیگا تو قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ مجھپر پیادہ جانا خانہ خدا کو یا کعبے کی طرف واجب ہے تو حج یا عمرہ پیدل کرے
اگر او نمین سوار ہوگا تو دم دینا پڑیگا ف یعنی بکری ذبح کرنا پڑیگی ص بخلاف اوس صورت کے کہ مجھپر نکلنا
یا خانہ خدا کو جانا یا پیادہ روانہ ہونا حرم یا مسجد حرام یا صفا یا مروہ کو واجب ہے کہ ان صورتون مین حج یا عمرہ لازم نہین ہوتا
ف بلکہ پیدل گھر سے نکلنا لازم ہے اور صاحبین کے نزدیک حج اور عمرہ پیدل لازم آویگا ص اگر کہے کہ میرا غلام آزاد ہے
اگر مین اس برس حج نکرون پھر وہ مدعی حج کا ہوا اور دو گواہ گواہی دین کہ نحر کے دن وہ کوفہ مین تھا تو قسم نہ ٹوٹیگی اور غلام
آزاد نہوگا شیخین کے نزدیک ف اسلیے کہ حج نکرنے پر شہادت نفی پر شہادت ہے اور وہ قبول نہین ص اور امام محمد
کے نزدیک آزاد ہوگا اور اگر کہے کہ مین روزہ نرکھونگا تو روزے کی نیت سے ایک ساعت کا روزہ رکھنے سے بھی قسم
ٹوٹ جاویگی اور اگر کہے کہ مین ایک روزہ یا ایکدن کا روزہ نہ رکھونگا تو بغیر تمام دن کے روزے کے قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ
مین نماز نہ پڑھونگا تو ایک رکعت کے پڑھنے سے قسم ٹوٹیگی نہ اس سے کم مین اور اگر یون ہی نماز کہیگا تو دوگانہ پڑھنے سے
قسم ٹوٹیگی ایک رکعت پڑھنے سے نہ ٹوٹیگی اور اگر کوئی شخص یون کہے کہ اگر تو بچہ جنے تو تو طالق ہے یا لونڈی کو کہے کہ تو آزاد
ہے اور اوسکے بچہ مردہ پیدا ہوا تو اس شخص کی قسم ٹوٹ جاویگی یعنی طلاق پڑیگی اور لونڈی آزاد ہوگی لیکن اگر اوسنے کہا تھا کہ اگر تو بچہ جنے
تو وہ بچہ آزاد ہے اور اوسکے بچہ مردہ پیدا ہوا پھر زندہ پیدا ہوا تو وہ بچہ زندہ آزاد ہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے
نزدیک آزاد نہوگا کیونکہ قسم پہلے ہی بچہ جننے سے تمام ہوگئی مسئلہ اگر قسم کھاوے کہ فلانے کا قرض آج ادا کرونگا پھر ایسے
درم ادا کیے جو کھوٹے ہین یا چلتے نہون یا کسی اور کے ہون یا قرض کے عوض مین کوئی چیز بیچ ڈالی اور قرضدار نے اوسکا
قبضہ کر لیا تو قسم پوری ہوجاویگی اور اگر رانگے کے ہون یا تین پرت کے ف یعنی اوپر اور نیچے کی پرت چاندی کی
اور اندر کی تانبے کی اور ایسے درہم کو عربی مین ستوقہ کہتے ہین ص یا قرضخواہ اوس قرضدار کو قرض ہبہ کر دے
تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر حلف کی کہ مین اپنے قرض کے وصول کرنے مین ایک درم کو بدون دوسرے درم کے نہ لونگا
ف یعنی کل قرض کو متفرق نہ لونگا ص پھر کچھہ قرض قبضہ کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی جب تک کہ تمام قرض کو علیحدہ علیحدہ وصول
نکرے اور ضروری جدائی سے قسم نہ ٹوٹیگی کہ قرض کے ادا مین وسقدر جدائی ضرور ہوا کرتی ہے مثلا تول تول کے دینا
ف یا پرکھنا یا گننا ص اور اگر کہے کہ میرے پاس اگر ہونگے سو تو ایسا ہوا اور پچاس کا مالک ہے تو قسم نہ ٹوٹیگی بلکہ سو سے
زیادہ کے مالک ہونے سے قسم ٹوٹیگی اور جو کہے کہ ریحان کو نہ سونگھونگا اور بعد اوسکے گلاب کا پھول یا چنبیلی کو
سونگھا حانث نہوگا اسلیے کہ ریحان اوس سبزہ خوشبو کا نام ہے جسمین تنہ نہو کہ کھڑا رہے پس اوسکو گلاب کے پھول اور چنبیلی کے
پھول پر نہ بولینگے اور بنفشہ اور گلاب اگر قسم مین کہے تو اوسکے پھول کے پتے مراد ہونگے نہ اوسکے پیڑ کی شاخین اور پات

باب الحلف بالقول

اگر قسم کھاوے کہ فلانے سے نہ بولونگا پھر اوسکو سوتے مین پکارا کہ وہ جاگ اوٹھا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر اوس سے یہ کہا تھا
کہ اوس سے بغیر اوسکی اجازت کے کلام نہ کرونگا اور اوس شخص نے اجازت تو دی مگر اوسکو اجازت کا حال معلوم نہوا

له اور امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ قسم تمام نہیں ہوتی کیونکہ بچہ سے مراد اوس کی زندہ بچہ ہے

اور کلام کیا تب بھی قسم ٹوٹیگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں ٹوٹیگی اور اگر یہ کہا کہ اس کپڑے کے مالک سے یا اس جوان سے
نہ بولونگا اور جب اوسنے وہ کپڑا بیچ ڈالا اور وہ جوان بوڑھا ہو گیا کلام کیا تو حانث ہو جاویگا اور اگر کہا کہ مین اگر اس بندے کو
خرید کرون اپس چونکہ آزاد ہی پھر اوسکو جا کر خرید لیا بیچا تو قسم ٹوٹ جاویگی یعنی وہ غلام آزاد ہو جاویگا اور اگر یہ کہا کہ مین اسکو
نہ بیچون تو ایسا ہو تنہا عورت میری طالق ہی پھر اوسکو آزاد دیا مدبر کر دیا تو قسم ٹوٹ جاویگی اسواسطے کہ نہ بیچنا متحقق ہو گیا
اور جو کام ایسے ہین کہ اونکو خواہ آپ کرے یا دوسرے کو اونکے کرنے کی اجازت دے اور وہ کرے تو دونون صورتون مین قسم
ٹوٹ جاتی ہی وہ یہ ہین نکاح اور طلاق اور خلع اور آزاد کرنا اور مکاتب بنانا اور قتل عمد سے صلح کرنی اور ہبہ کرنا اور صدقہ دینا
اور قرض دینا اور قرض لینا اور امانت رکھنی یا امانت لینی اور مانگے چیز دینی یا لینی اور جانور کو ذبح کرنا اور غلام کو مارنا اور قرض
ادا کرنا یا اپنا وصول کرنا اور گھر بنانا اور سینا اور کسی چیز کو اوٹھا کر لادنا کہ ان امور کو اگر خود کریگا یا دوسرے سے کرنے کو
کہیگا اور وہ کریگا تو دونون صورتون مین قسم ٹوٹ جاویگی اور جو کام کہ اونکو آپ کرنے سے قسم ٹوٹتی ہی اور دوسرے کو
اونکے کرنے کی اجازت دینے سے قسم نہین ٹوٹتی وہ یہ ہین بیچنا مول لینا ٹھیکہ دینا مزدوری پر کام لینا کسی مال کے بدلے مین
صلح کرنا تقسیم کرنا مقدمات مین جوابدہی کرنا لڑکے کو مارنا کہ ان کامون مین اگر قسم کھاوے کہ مین نکرونگا تو اپنے آپ نکرے
اور اگر دوسرا شخص اوسکی اجازت سے یہ امور کرے تو اوسکی قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر یہ کہے کہ مین تکلم نکرونگا اور قرآن یا تسبیح پڑھے
یا تہلیل کرے یا تکبیر کہے نماز کے اندر یا باہر تو قسم نہ ٹوٹیگی اور امام شافعی کے نزدیک ٹوٹ جاویگی **ف** دلیل امام صاحب
کی یہ ہی کہ عرف مین اسکو تکلم نہیں کہتے بلکہ تلاوت اور تسبیح اور تہلیل اور تکبیر کہتے ہین **ص** اور اگر یون کہے اپنی عورت سے
کہ تو طالق ہی جسدن مین فلان سے کلام کرون تو اس سے دن اور رات دونون سمجھے جاوینگے اور اگر اوسنے قسم کے
وقت اس کلام سے دن ہی کی نیت کی نہ رات کی تو مان لیا جاویگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک دیانت کی رو سے قول
اوسکا معتبر ہوگا اور قاضی اسکی تصدیق نکریگا لیکن اگر یہ کہے کہ جس رات فلانے سے بولون تو ایسا ہو تو اس کلام سے خاص
رات ہی مراد ہوگی دن اسمین تصور نہوگا اور اگر کہے کہ اوس سے نہ بولونگا مگر اوس صورت مین کہ زید آجاوے یا جب تک کہ زید آوے
پھر اوسنے زید کے آنے کے اول اوس سے کلام کیا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر بعد اسکے کلام کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی **ف** اور اگر
زید مرجاوے تو حکم قسم کا جاتا رہیگا ھدایہ **ص** اور اگر قسم کھاوے کہ فلانے کے غلام سے نہ بولونگا یا فلانے کے
اس غلام سے نہ بولونگا اور پھر وہ غلام اوس شخص کا نرہا **ف** مثلاً اوسنے بیچ ڈالا **ص** اور بعد اوسکے اوس سے کلام کیا
یعنی اشارہ کیا ہے ۱۲
تو قسم نہ ٹوٹیگی اور جو کہے کہ فلانے کے دوست سے یا زوجہ سے کلام نکرونگا یا فلانے کے گھر مین داخل نہونگا اور پھر جب وہ
دوست دشمن ہو گیا اور زوجہ بائن ہو گئی اوسنے کلام کیا اور جب گھر اوسی کی ملک سے نکل گیا اوسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا
اور اگر اشارہ کیا ہی کہ فلانے کے اوس دوست سے یا اوس زوجہ سے کلام نکرونگا یا فلانے کے اوس گھر مین داخل نہونگا تو حانث
ہو جاویگا **ف** اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا ہی **ص** اور اگر قسم مین بلفظ الحین اور الزمان یا ان دونون
کو نکرہ کہے یعنی حین اور زمان کہدیا تو یہ وقت چھ مہینے کا ہوگا اگرچہ نیت نہین کی **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے
فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ اور یہان حین سے زمانہ قلیل مراد ہی اور کبھی اوس سے چالیس برس مراد ہوتے ہین

جیسے فرمایا اللہ تعالی نے هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ اور کبھی چھ مہینے مراد ہوتے ہین جیسے کہ اس آیت مین تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا تو لے لیا ہم نے متوسط کو کذا فی الهدایه ص اور جو نیت کی ہی تو جیسی نیت ہی وہی مراد ہوگا اور جو دہر کہا تو مجمل ہی یعنی اسکی مقدار یقینی معلوم نہین امام ابو حنیفہ کو اور صاحبین کے نزدیک چھ مہینے مین مثل حین کے ف امام ابو حنیفہ نے دہر کو نہین پہچانا اور یہ نہ پہچاننا موجب طعن نہین بلکہ علامت کمال علم و تقوی ہی یہان تک کہ امام مالک نے بھی بہت سے مسائل مین لا ادری کہا ہی اور ایک شاعر نے اسمین چند شعر بھی کہی ہین اور وہ یہ ہین **نظم** مَنْ قَالَ مَا أَدْرِي لِمَا لَمْ يُدْرِهِ + فَقَدِ اقْتَدَى فِي الْفِقْهِ بِالنُّعْمَانِ + فِي الدَّهْرِ وَالْخُنْثَى كَذَا الْجَوَابُ + وَمَحَلِّ أَطْفَالٍ وَوَقْتِ خِتَانِ + یعنی جس شخص نے کہا کہ نہین جانتا ہون مین ہر گاہ کہ اوسے نجانا تو اوسنے اقتدا کی فقہ مین نعمان یعنی امام اعظم کے دہر اور خنثی مین ایسا ہی ہی جواب امام کا اور محل اطفال مشرکین ہین کہ آخرت مین کہان ہوگی اور وقت ختنی مین انتہی اور اسمین بھی امام نے توقف کیا کہ ملائکہ افضل ہین یا انبیا اور آئندہ کب معلوم ہو جاتا ہی ص اور جو معرفہ یعنی الدہر کہا تو تمام عمر ہوگی اور اگر الایام یا ایام کثیرہ یا الشہور[مہینے ۱۲] یا السنون[برسین ۱۲] کہا تو دس مراد ہونگے اور اگر اونکو نکرہ بولیگا تو تین مراد ہونگے اور اگر یون کہا کہ جس غلام کو مین اول مالک ہون تو وہ آزاد ہی پس اگر ایک غلام کا مالک ہوگا تو وہ اس قسم کی رو سے آزاد ہو جاویگا اور اگر پہلے دو غلامون کا مالک ایک ساتھ ہو پھر تیسرے کا مالک ہو تو ان تینون مین سے کوئی بھی آزاد نہوگا اور جو کہا کہ جس تنہا غلام کو اول مالک ہون تو وہ آزاد ہی تو اس صورت مین تنہا کی قید کے سبب سے تیسرا غلام آزاد ہو جاویگا اور اگر یون کہا کہ پچھلا غلام جسکا مین مالک ہون وہ آزاد ہی پھر وہ مالک ہوا ایک غلام کا اور مر گیا تو وہ غلام آزاد نہوگا کیونکہ پچھلے کیواسطے اگلا ضرور ہی ہان اگر اوسکے بعد ایک اور غلام خریدا پھر مر گیا تو دوسرا غلام اوس شخص کی ابتداے ملکیت سے کل مال سے آزاد ہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک روز فوت سے آزاد ہوگا ثلث مال سے اور اسی طرح جو کہے کہ پچھلی عورت میری جس سے مین نکاح کرون اوسکو تین طلاق ہین اور پھر نکاح کیا ایک عورت سے پھر اور ایک عورت سے بعد اوسکے مر گیا تو دوسری عورت پر طلاق پڑ جاویگی وقت نکاح سے امام صاحب کے نزدیک تو وارث نہوگی اور صاحبین کے نزدیک وقت موت سے تو وارث ہوگی مسئلہ اگر یہ کہے کہ جو غلام مجکو خوشخبری فلان معاملے کی سناویگا وہ آزاد ہی پھر تین غلامون نے جدا جدا وہی خوشخبری اوسکو سنائی تو جسنے اول سنائی ہوگی وہ آزاد ہوگا اور اگر تینون نے ایک ساتھ سنائی تو سب آزاد ہو جاوینگے اور ادا ے کفارہ کے لیے اپنے باپ کا خریدنا درست ہی اور امام زفر اور شافعی کے نزدیک درست نہین ف اور یہی حکم ہی ہر ذی رحم محرم کے خریدنے مین کہ وہ اگر نیت کفارے کی کر لے اور وہ بمجرد خریدنے کے آزاد ہو جاوے تو کفارہ ادا ہو جاویگا ص لیکن اگر کسی غلام کی آزادی کو اپنی خرید پر مشروط کر دیا ہوا اور اوسکے خریدنے مین نیت کفارے کی کر لی تو وہ شرط کے سبب سے آزاد ہوگا نہ کفارے کے عوض مین اور یہی حال ہی ام ولد کے خریدنے کا کہ وہ بھی کفارے کے عوض نہوگی اور صورت اوسکی یہ ہی کہ کوئی شخص اپنی منکوحہ سے جو لونڈی ہو اور اوس سے اولاد رکھتی ہو کہے کہ اگر مین تجھے خریدون تو تو آزاد ہی اور خریدنے کے وقت نیت کفارے کی کر لے ف تو ام ولد آزاد ہو جاویگی اور کفارہ باقی رہیگا ص اور اگر کہے کہ جو لونڈی مین حرم بناؤن

تو وہ آزاد ہو تو یہ قول اوسوقت درست ہو کہ جب لونڈی کو کہا ہو وہ اوسوقت اوسکی ملک مین ہو اور اگر اوسوقت ملک مین نہو تو آزاد نہو گی اور جو کہے کہ جتنے میرے مملوک ہین سب آزاد ہین تو اس لفظ سے اوسکے غلام اور ام ولد اور مدبر سب آزاد ہو جاوینگے اور مکاتب آزاد نہو وینگے مگر یہ کہ اونکی بھی نیت کرے تو آزاد ہونگے اور جو تین غلامون مین کہا کہ یہ آزاد ہو یا یہ اور یہ تو تیسرا آزاد ہوگا اور پہلے دو مین مولا کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے آزادی کے لیے معین کرے اور یہی حکم طلاق مین عورتون کے **ف** یعنی تیسری مطلقہ ہو جاویگی اور پہلی دو مین شوہر کو اختیار دیا جاویگا جسکو چاہے طلاق کے لیے معین کرے **ص** اور داخل ہونا لام تخصیص کا جسکے معنی واسطے ہین بیع اور شرا اور اجارہ اور زرگری اور سینا اور مکان بنانے پر اس بات کو چاہتا ہی کہ وہ فعل اس شخص کی اجازت سے ہووے جسکے ساتھ اوسکو مشروط کیا ہی گو وہ شخص مالک اوس چیز کا ہو یا نہو مثلا یہ کہے ان بعت لك ثوبا یعنی اگر تیرے واسطے بیچون کپڑا تو اوسکے یہ معنی ہین کہ تیری اجازت سے بیچون تو اگر بغیر اوسکی اجازت کے بیچے گا حانث نہوگا اور اگر لام کسی چیز کی ذات پر داخل ہو یا ایسے فعل پر جو غیر سے نہین ہوتا ہے جیسے کھانا پینا اندر جانا لڑکے کو مارنا تو وہ چاہتا ہی اس بات کو کہ وہ شی اوس شخص کی ملک مین ہو مثلا اون کہے ان بعت ثوبا لك یعنی اگر بیچون کپڑا جو تیرا ہی یہان لام ثوب پر داخل ہی نہ بیع پر تو اس صورت مین اگر اوسکا کپڑا بغیر اوسکی اجازت کے بیچے گا حانث ہوگا **ف** اور باقی مثالین اصل مین مذکور ہین اور جاننا چاہیے کہ لام کے آنے سے غرض یہ ہی کہ جار مجرور متعلق فعل کے ہون یا اوس چیز کے کہ صفت پڑی ہو اور اگر وہ شخص نیت اسکے سوا کرے یعنی لفظون مین لام کو فعل پر لاوے اور معنی دوسرے جو لام کے چیز پر داخل کرنے سے ہوتے ہین یا اوسکا اولٹا کرے تو اوسکی بات مانی جاویگی ایسی صورت مین کہ اوسکی نیت کے مطابق معنی لینے سے اوسکا نقصان ہوتا ہو اور اگر اوسکی مراد کے موافق معنی لینے سے اوسکا فائدہ ہوتا ہوگا تو نہ لیے جاوینگے لکن **ص** اگر کسی عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ تو نے میرے اوپر اور بی بی چاہی اور مرد نے جواب مین کہا کہ جو عورت میری ہی وہ طالق ہی تو وہ عورت بھی مطلقہ ہو جاویگی اور اگر کہے کہ نیت میری یہ تھی کہ سوا اس عورت کے تو عند اللہ اوسکا اعتبار ہوگا اور قاضی اعتبار نہ کریگا فقط

کتاب الحدود

یعنی سزاؤن کا بیان ۱۲

ف حد کے معنی لغت مین منع کے ہین اور اصطلاح شرع مین **ص** حد وہ سزا ہی معین جو خدا تعالی کے حقوق کے لیے واجب ہوتی ہی تو قصاص کو حد نہ کہینگے اسواسطے کہ اوسمین بندے کا حق ہی اور اسی طرح تعزیر کو کیونکہ وہ معین نہین ہی **ف** مقصود اصل حد کے مشروع کرنے سے زجر اور تنبیہ ہی تاکہ لوگ ضرر عباد سے بچ جاوین تو حد زنا مشروع ہوئی اسواسطے کہ مسلمانون کا فراش فساد سے محفوظ رہے اور حد قذف اسواسطے کہ لوگون کی عزت اوسمین باقی رہے اور حد شرب اسواسطے کہ عقول مسلمانون کے محفوظ رہین اور حد سرقہ اسواسطے کہ مال کی محافظت ہو اور مواخذہ اخروی اوس فعل کا بدون توبہ کے نہین جاتا جیسا کہ اللہ تعالی نے قطاع الطریق کی حد مین فرمایا ہے ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا الآیہ **ص** اور زنا اوس وطی کو کہتے ہین جو ایسی قبل یعنی شرمگاہ مین ہووے کہ خالی ہو ملک سے اور شبہ سے تو اگر کوئی وطی کرے اوس عورت سے جو تین طلاق کی یا ایک طلاق بائن کی عدت مین ہووے تو اوسکو زنا نکہینگے اسواسطے کہ اوسمین شبہہ ہی اور زنا ثابت ہوتا ہی چار آدمیون کی گواہی سے لفظ زنا کے ساتھ **ف** اسواسطے

ترجمہ یہ اونکی رسوائی ہے دنیا مین اور آخرت مین بڑا عذاب مگر جنھون نے توبہ کی ۱۲

کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنكُمْ اور فرمایا ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ اور روایت
کی ابو یعلیٰ نے اپنے مسند مین کہ ہلال بن امیہ نے تہمت لگائی شریک بن سحماء کو ساتھ زنا کے اپنی عورت سے اور اوٹھایا اوس
یہ قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تب فرمایا آپ نے لاؤ چار گواہ ورنہ حد لگائی اپنی پشت مین اور روایت کیا اوسکو
بخاری نے اور راویوں نے اتنا ہی ہے کہ لا بینہ ورنہ حد لگواؤ اپنی پشت مین ص اور اگر انزال وطی اور جماع سے گواہی دینگے
تو ثابت نہوگا تو جس وقت وہ شہادت دین تو حاکم شرع اون سے یون پوچھے کہ زنا کیا چیز ہے اور کس طرح ہوا اور کہان ہوا اور
کب ہوا اور کس عورت سے زنا کیا ہے ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تھا ماعز سے ایسا ہی روایت
کیا ان حدیثون کو ابو داود اور نسائی اور عبد الرزاق نے مصنف مین ص اسواسطے کہ بعض آدمی بڑی حرام کو زنا سمجھتے ہیں
اور شرع مین اطلاق اوسکا غیر اس فعل پر ہوا ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ دونون آنکھین زنا کرتی ہین ف روایت کیا اوسکو
کتب صحاح مین ص اور کبھی کبھی وطی واقع ہوتی ہے بغیر ملنے دونون ختنونکے اور سوال کہان زنا سے اسواسطے ہے کہ اگر دار الحرب
مین زنا کیا ہے تو حد نہین ہے اور زمانہ سے اسواسطے کہ بہت مدت ہوجانا ساقط کردیتا ہے حد کو اور عورت کو پوچھے اسواسطے
کہ کبھی وطی اوسکی شبہہ سے ہوتی ہے ف جیسے معتدہ بائنہ مین ص پس اگر وہ گواہ سب باتین بیان کردین اور یون کہدین
کہ ہمنے اس مرد کو اوس عورت سے زنا کرتے ایسا دیکھا جیسے سرمہ دانی مین سلائی اور اون گواہون کی عدالت باطنی اور ظاہر
بخفیہ تحقیق کرلیجاوے تو قاضی اوسوقت حکم زنا کا بسبب اونکی شہادت کے کردیوے ف اور عدالت ظاہری پر شہود
کی اکتفا نکرے کہ دفع حد کا کوئی حیلہ نکل آوے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کرو حدود کو جہان تک
کہ استطاعت رکھو تم روایت کیا اوسکو ابو یعلیٰ نے مسند مین ابو ہریرہ سے ساتھ اسناد ضعیف کے اور روایت کیا اوسکو ترمذی نے
حضرت عایشہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کرو تم حدود کو مسلمانون سے جہان تک کہ قدرت رکھو تو اگر
کوئی صورت نکلے تو چھوڑ دو راہ اوسکی کیونکہ امام بہتر ہے خطا اوسکی عفو مین خطا سے اوسکی عقوبت مین کہا ترمذی نے کہ نہین
پہچانتے ہین ہم اسکو مرفوع مگر حدیث محمد بن ربیعہ سے اوس نے یزید بن زیاد سے اور یزید ضعیف ہے اور کتاب العلل مین ترجیح دی
کیا بخاری نے کہ یزید منکر الحدیث ہے اور بہولتا ہے لیکن صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور ذہبی نے اوسکا تعقب کیا بسبب
ضعف یزید کے کہا بیہقی نے کہ موقوف اقرب ہے طرف صواب کے ص اور زنا اس طرح بھی ثابت ہوتا ہے کہ جسنے
زنا کیا ہو وہ چار مرتبے اپنی چار مجلسون مین اقرار زنا کا کرے اور جب وہ اقرار کرے تو قاضی اوسکے اقرار کو نہ مانے ف
یعنی تین بار تک اور چوتھے مرتبے مین قبول کرے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک ایک ہی بار اقرار کافی ہے اور دلیل
ہماری یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت حد نہ کی ماعز پر یہان تک کہ اقرار کیا انھون نے چار مرتبہ چار مجلسون مین
اور یہ حدیث مروی ہے صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین اور بزار نے روایت کی مسند مین اور اوسمین ہے کہ اقرار کیا اوسنے
زنا کا چار مرتبے اور آپ رد کرتے تھے اوسکو الحدیث ص اور اوس سے زنا کی حقیقت اور وقت اور جگہ اور کیفیت وغیرہ
امور مذکورہ بالا پوچھے پس اگر وہ سب بیان کرے تو قاضی کو مستحب ہے کہ اوسکو انکار کی وجہ ان لفظون سے تعلیم کرے
کہ شاید تو نے ہاتھ لگایا ہوگا یا بوسہ لیا ہوگا یا شبہہ سے صحبت کی ہوگی ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت ماعز کو ایسا ہی حکم کیا تھا کہ شاید تمنے ہاتھ لگایا ہوگا یا بوسہ لیا ہوگا روایت کیا اوسکو بخاری نے ص اور اگر زنا سے
پیشتر یہ سمین عذر کسیطرح مین منکر ہو تو اوسکو رہا کرے ف اسواسطے کہ تمین بار مین حضرت ماعز نے ارادہ فرار کا کیا تھا اور
عبداللہ بن انیس نے اونکو مارڈالا ساتھ اونٹ کی ہڈی کے پھر مذکور ہوا یہ واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو فرمایا آپنے کیون
نہ چھوڑدیا تمنے اوسکو شاید کہ وہ توبہ کرتا تو قبول کرلیتا توبہ اوسکی اللہ تعالی روایت کیا اوسکو ابوداود نے ص اور نہ حد لگایا جاوے
پھر اگر وہ زانی محصن ہے یعنی آزاد مکلف مسلمان وطی کرچکا ہو نکاح صحیح سے تو اوسکو ایک میدان مین سنگسار کرے ف اسواسطے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگسار کیا ماعز کو اور وہ محصن تھے اور حدیث مشہور مین مروی ہے کہ فرمایا آپنے نہین حلال ہے
خون مرد مسلمان کا مگر تین سبب سے کفر ہو بعد ایمان کے زنا ہو بعد احصان کے قتل نفس ہو بغیر حق کے روایت کیا اوسکو
ترمذی نے حضرت عثمان رض سے اور بخاری و مسلم نے ابن مسعود رض سے اور رجم پر اجماع ہے صحابہ و من بعدہم کا اور ثابت ہے فعل سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ص یہان تک کہ مرجاوے اور سنگسار کرنا گواہ شروع کرین پھر حاکم پھر دوسرے لوگ ف
اسواسطے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمن بن ابی لیلی سے کہ حضرت علی رض جب زنا ثابت ہوتا گواہون سے تو حکم کرتے اول
گواہون کو کہ رجم کرین پھر آپ رجم کرتے تھے پھر اور لوگ اور جو اقرار سے ہوتا تو اول آپ شروع کرتے پھر اور لوگ اور ایک روایت
مین اوسکی یہ ہے کہ فرمایا آپ نے کہ اول شہود رمی کرین پھر امام پھر لوگ جب زنا شہادت سے ثابت ہو ص اور اگر گواہ سنگسار
کرنے سے انکار کرین یا غائب ہوجاوین یا مرجاوین تو حد ساقط ہوگی اور اگر زانی خود مقر ہو تو اوسکو اول حاکم پتھر مارے پھر اور لوگ
ف اسواسطے کہ حضرت علی رض نے ایسا ہی کیا اور ایسا ہی فرمایا روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اول مارا اوس عورت کو ایک کنکر مثل چنے کے روایت کیا اوسکو ابوداود نے ص اور غسل دیا جاوے اور تکفین کیا جاوے
اور نماز پڑھی جاوے اوسپر ف اسواسطے کہ فرمایا حضرت ماعز کے حق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کرو تم اونکے ساتھ
جیسا کرتے ہو تم اپنے مُردون کے ساتھ غسل سے اور کفن سے اور خوشبو لگانے سے اور نماز پڑھنے سے روایت کیا اوسکو
ابن ابی شیبہ نے ابن ابی بُریدہ سے اور بھی نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس عورت پر بعد رجم کے اخراج کیا اوسکا
صحاح ستہ والون نے ص اور اگر وہ زانی محصن نہو تو اوسکی حد یہ ہے کہ آزاد ہو تو سو کوڑے اور مملوک ہو تو پچاس ف
اور یہ کلام اللہ سے صاف ہویدا ہے ص اور کوڑا ایسا ہو کہ اوسکی چوٹی مین گرہ نہو ف اسواسطے کہ ایسا ہی کیا
علی رض نے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور طحاوی نے ص اور چوٹ متوسط مارین نہ بہت زور سے نہ بہت آہستہ
اور مرد کے کپڑے اوتارین ف ہدایہ مین ہے اسواسطے کہ حضرت علی نے حکم کیا ننگا کرنے کا اور یہ حدیث نہین ملی
بلکہ عبدالرزاق نے اوسکے خلاف اونسے روایت کی ص سوا ازار کے اور سر اور چہرہ اور شرمگاہ کو بچا کر تمام بدن پر
الگ الگ لگاوین ف اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا حد مارنے والے کو کہ بچاوے مونہہ کو اور ذکر
کی لمہ کو اور یہ حدیث مرفوعاً نہین ملی ہان روایت کی ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے حضرت علی رض سے
کہ لایا اونکے پاس ایک شخص مست سو فرمایا آپنے مار اور دے ہر عضو کو حق اوسکا اور بچو مونہہ سے اور ذکر کی جگہ سے
ص اور حد مارنے کے وقت مرد کو کھڑا کرین ف اسواسطے کہ عبدالرزاق نے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

فرمایا کہ حد مارا جاوے مرد کھڑا کر کے اور عورت بٹھا کے ص بغیر مد کے ف اسواسطے کہ روایت کی عبد الرزاق نے
ابن مسعود رض سے کہ کہا انھون نے نہیں حلال ہے اس امت مین ننگا کرنا اور نہ مد ص یعنی زمین پر لٹا کر کھسیٹنا اور نہ یہ کہ کوڑا
مارنے والے ہاتھ اوسکے سر پہ کھینچین تا آنکہ چوٹ سخت نہ لگے یا یہ کہ کوڑے کو مار کر نہ کھسیٹین کہ زخم کردے اور مالک لینے
غلام کو بدون اذن بادشاہ کے حد نہ مارے ف اور امام شافعی کے نزدیک مارے اور ہماری دلیل قول ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا کہ چار چیزین حاکمون کی طرف ہین حدود و صدقات اور جمعات اور فیئت روایت کیا اوسکو صحابہ نے ابن مسعود
اور ابن عباس رض اور ابن الزبیر سے مرفوعا ص اور عورت کے کپڑے نہ اوتارے جاوین سواے پوستین اور روئی دار کے
اور حد ماری جاوے بٹھا کے اور جائز ہے کہ اوسکے سنگسار کرنے کو ایک گڑھا کھودا جاوے اسواسطے کہ گڑھا کھودا تھا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اوس عورت کے چھاتی تک اور حضرت علی رض نے ھدایہ ص نہ مرد کے لیے ف
اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گڑھا نہیں کھودا واسطے ماعز رض کے ھدایہ ص اور محصن مین کوڑے مارنا
اور سنگسار کرنا دونون نہ کیے جاوین یعنی دونون سزا نہ دینی چاہیے ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جمع نہیں کیا ھدایہ ص اسی طرح غیر محصن مین جلاوطن اور کوڑے مارنے نہ چاہیے ف اور امام شافعی کے
نزدیک غیر محصن مین کوڑے بھی مارے اور جلاوطن کرے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بکر جب زنا کرے
ساتھ بکر کے تو سو کوڑے ہین اور جلاوطن ہے ایک سال کی روایت کیا اوسکو مسلم اور ابوداود اور ترمذی نے اور دلیل ہماری آیت ہے
کلام اللہ کی اور یہ حدیث منسوخ ہے اور روایت کی عبد الرزاق نے سعید بن المسیب سے کہ جلاوطن کیا حضرت عمر رض نے امیہ بن خلف کو
طرف خیبر کے اور وہ مل گیا ہرقل سے اور نصرانی ہوگیا تو فرمایا حضرت عمر رض نے نہیں جلاوطن کرونگا مین اب کسی مسلمان کو ص
ہان اگر حاکم سیاستہ کسی مصلحت کیواسطے چندروز کو جلاوطن کرے تو درست ہے اور بیمار پر اگر سزا سنگساری کی ثابت ہو تو سنگسار
کیا جاوے ورنہ کوڑے نہ لگائے جاوین جب تک اچھا نہ ہولے ف اسلیے کہ سنگسار کرنے مین مقصود مار ڈالنا ہی ہے اور بیمار اور
تندرست برابر ہین اور کوڑے مارنے مین غرض جھڑک دینا ہے نہ مار ڈالنا پس شاید بیمار بحالت مرض مین کوڑون سے مرجاوے اسلیے
انتظار صحت ضرور ہے ھدایہ ص اور حاملہ عورت زنا سے رجم کیجاویگی بعد وضع حمل کے اور کوڑے لگائی جاویگی بعد نفاس کے

سلطہ یعنی یہ انار لیمون منہ ۱۲

باب صحبت موجب حد اور غیر موجب کے بیان مین

حدود شبہے سے ساقط ہوجاتے ہین ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کرو تم حدود کو ساتھ شبہون کے
روایت کیا اوسکو امام ابوحنیفہ نے مسند مین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن الخطاب سے کہ فرمایا آپ نے البتہ اگر مین
موقوف کرون حدود کو ساتھ شبہات کے تو بہتر ہے اس سے کہ قائم کرون مین اونکو شبہون سے اور ایسا ہی نقل کیا معاذ اور
عبد اللہ بن مسعود اور عقبہ بن عامر رض سے اور اخراج کیا بیہقی نے قول سے حضرت علی رض کے کہ دفع کرو حدود کو شبہون کے سبب سے
ص اگر نفس صحبت مین شبہہ حلال ہونیکا ہو اور وہ مرد بھی اپنے گمان غالب مین اوسکو حلال سمجھے جیسے وطی کرے اپنے
باپ کی یا مان کی یا جورو کی یا مولا کی لونڈی سے یا مرتہن اوس لونڈی سے جو اوسکے پاس رہن ہے صحیح مذہب مین یا مرد اوس عورت سے
جو تین طلاقون کی عدت مین ہے یا اوسکو طلاق بدلے مین مال کے دیا ہے یا ام ولد سے جو عدت مین عتق کے ہے کہ ان سب صورتون مین اگر اس

صحبت کو اپنے گمان غالب مین حلال جانتا ہوگا تو حد لازم نہ آویگی **ف** اور اگر حرام جانتا ہوگا تو حد لازم آویگی ھدایہ
ص اور اگر جس عورت سے صحبت کی ہو اوسمین شبہہ حلال ہونیکا ہو اور دلیل شرعی سے اوسکی حلت سمجھی ہو جیسے
وطی کرے اپنے بیٹے کی **ف** یا پوتے کی **ص** لونڈی سے یا اوس عورت سے کہ کنایہ کے طلاق کی عدت مین ہو
یا بائع وطی کرے اپنی لونڈی سے بعد بیع کے قبل تسلیم کے یا اوس لونڈی سے جسکو مہر مین عورت کے دیا ہو لیکن ابھی
تسلیم نہ کیا ہو یا اوس لونڈی سے جو مشترک ہو تو بھی حد نہ لازم آویگی **ف** اسلیے کہ اونمین شبہہ حلال ہونیکا ہی گو وہ شخص
گمان غالب انکی حرمت کا رکھتا ہو اور کہے کہ مین انکی وطی حرام سمجھتا تھا اور دلیلین ان سب مسائل کی ہدایہ مین مذکور ہین **ص**
اور نسب صرف اسی صورت مین ثابت ہوگا نہ اول صورت مین اور اگر اپنے بھائی اور چچا کی لونڈی سے زنا کرے تو حد ماری جاویگی
ف گو اوس صحبت کو حلال خیال کرے **ص** اور یہی حال ہی اگر کوئی اجنبی عورت اپنے بستر پر دیکھے اور اوس سے صحبت
اگرچہ صحبت کرنے والا اندھا ہووے یا ذمی عورت زنا کرالے کسی حربی سے یا ذمی زنا کرے حربیہ سے تو ذمی عورت
اول صورت مین اور دوسری صورت مین ذمی مرد حد مارا جاویگا اور حربی اور حربیہ پر حد نہو گی اسواسطے کہ اونپر دار الحرب مین
بھی حد نہین تو دار الاسلام مین بھی نہو گی اور امام ابو یوسف کے نزدیک سب پر حد پڑیگی اور امام محمد کے نزدیک جس صورت مین
کہ حربی زنا کرے ذمی عورت سے تو کسی پر حد نہین آویگی اور جو کوئی عورت بیگانہ دولھا پاس بھیجدی جاوے اور عورتین کہدین
کہ یہ تمھاری دولھن ہی اور وہ اوس سے ہم بستر ہو تو حد واجب نہین ہوگی بلکہ اوسکا مہر یعنی اجر صحبت کا دینا پڑیگا **ف**
ہدایہ مین ہی یہ اسکا حکم کیا حضرت علی رض نے اور عدت کا **ص** اور ان صورتون مین بھی حد واجب نہین ہوتی اول یہ کہ جو عورت
مرد پر حرام تھی اور اوس سے نکاح کرلیا اور وطی کی اوس سے تو نکاح کے شبہے سے حد جاتی رہی **ف** اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ
کا ہی اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک حد لازم آویگی اور دلائل امام صاحب کے مذکور ہین ہدایہ اور فتح القدیر مین **ص** یا یہ کہ
چارپائے سے صحبت کرے **ف** اور یہ بھی گناہ کبیرہ ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص کہ پڑجاوے چارپائے پر تو قتل کرو اوس چارپائے کو کہا سیننے یعنی عکرمہ نے ابن عباس سے کہ کیا سبب ہی قتل
چارپائے کا کہا انھون نے اسواسطے کہ مکروہ رکھا آپ نے کہ کھایا جاوے گوشت اوسکا یا نفع لیا جاوے اوس سے بعد اسکے
کہ اوس سے ایسا کام کیا جاوے روایت کیا اوسکو اصحاب سنن اربعہ نے اور روایت کی ترمذی اور نسائی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص کہ پڑے کسی چارپائے پر تو نہین ہی کچھ اوسپر یعنی حد نہین ہی اور یہ مروی ہی موقوفا ابن عباس سے ذکر کیا اوسکو
ابو داؤد نے **ص** یا جماع کرے دبر مین **ف** مرد یا عورت کی اور امام شافعی کے نزدیک اسکو حد زنا کی لگے گی اور امام صاحب
کی دلیل یہ ہی کہ اسکو زنا نہین کہتے ہان امام کو اختیار ہی کہ تعزیر الوطی کو جلاوے یا دیوار اوسپر گرادے یا اوندھا کرکے کسی مکان بلند
سے گرایا جاوے اور اوپر سے پتھر پھینکے جاوین اور یہ سب باتین صحابہ سے مروی ہین تو معلوم ہوا کہ اونکے نزدیک بھی یہ زنا نہین
ورنہ اختلاف کرتے اوسمین اور جلانا حضرت علی رض سے مروی ہی روایت کیا اوسکو بیہقی نے شعب الایمان مین اور مکان بلند سے
گرانا مروی ہی ابن عباس سے مصنف ابن ابی شیبہ مین اور بیہقی مین اور ابن الزبیر سے مروی ہی کہ اوسکو ایک مکان سخت بدبودار مین
بند کرین کہ اوسکی بو سے مرجاوے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرو فاعل اور مفعول کو اور فرمایا آپ نے ایک

حدیث مین کہ ملعون ہی جو عمل کرے قوم لوط کا نعوذ باللہ منہ روایت کیا اوسکو ترمذی نے **ص** یا دار الحرب مین جا کر خواہ لشکرون یا غیرون کے پاس ہو وہان زنا کرے **ف** اور پھر وہ ہمارے پاس چلا آوے تو اوسپر حد نہوگی اور امام شافعی کے نزدیک حد ہوگی اور صاحب ہدایہ نے دلیل ہماری قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کیا ہی کہ نہ قائم کی جاوین حدین دار الحرب مین اور اس حدیث کا نشان معلوم نہین لیکن روایت کی امام محمد نے سیر کبیر مین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ زنا کرے کسی عورت سے یا چوری کرے دار الحرب مین اور پھر وہ بھاگ کر مسلمان ہوکر ہماری طرف چلا آوے تو اوسپر حد نہین اور شافعی نے روایت کی زید بن ثابت سے بواسطہ امام ابو یوسف کے کہ فرمایا زید بن ثابت نے نہ قائم کی جاوین حدین دار الحرب مین اور ایسا ہی مروی ہی عمر بن الخطاب سے **ص** یا لڑکا یا دیوانہ عورت بالغہ مسلمان عاقلہ سے زنا کرے **ف** تو دونون پر حد نہین **ص** اور امام زفر اور شافعی کے نزدیک عورت کو حد پڑیگی اور اگر اسکا اولٹا ہو یعنی مرد کسی لڑکی یا دیوانی عورت سے زنا کرے تو حد واجب ہوگی مرد پر یا زنا کا اقرار کرے اور طرف ثانی اقرار کرے نکاح کا تو بھی حد نہوگی اور جو شخص کسی کی لونڈی سے زنا کرے اور وہ اوس فعل سے مر جاوے تو اوسپر حد بھی واجب ہوگی اور اوس لونڈی کی قیمت بھی مالک کے حوالے کرنی پڑیگی اور بادشاہ سے قصاص کا اور مالون کا مواخذہ کیا جاوے حدون کا مواخذہ نکیا جاوے **ف** یعنی بندون کا مواخذہ اوس سے کرین اور اللہ تعالی کے حقوق کا نکرین

باب زنا پر گواہی دینے اور گواہی سے پھر جانے کے بیان مین

گواہون نے ایک پرانی بات پر گواہی دی جو موجب حد تھی اور وہ امام سے بعید بھی نتھے اتنے کہ ادائے شہادت سے اونکو کوئی مانع ہوتا تو شہادت اونکی مقبول نہوگی مگر بہتان زنا مین **ف** مقبول ہوگی اور بہتان کرنے والے پر حد اوسکی پڑیگی اور پرانے ہونے کی حد چھ مہینے ہین اور اسی طرف اشارہ ہی جامع صغیر مین اور امام ابو حنیفہ نے اسکا کچھ اندازہ نہین کیا ہی اور رائے قاضی پر مفوض رکھا ہی اور امام محمد نے اوسکا اندازہ ایک مہینے سے کیا ہی اور یہی مروی شیخین سے اور یہی صحیح ہی ہدایہ **ص** اور اگر گواہی چوری کی ہوگی تو اوس شخص سے اون اسباب مسروقہ کا لیا جاویگا **ف** مگر ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور امام شافعی کے نزدیک یہ شہادت مقبول ہوگی **ص** اور اگر مرد اقرار کرے اوس امر موجب حد کا جو پرانا ہو تو حد مارا جاویگا مگر حد شرب مین اور پرانا ہونا حد کا حد شرب مین یہ ہی کہ بو اوسکی جاتی رہے اور سوا مین اوسکے ایک مہینا ہی اور اگر گواہ ثابت کردین کہ اس مرد نے ایک غائب عورت سے زنا کیا ہی یعنی عورت موجود نہو تو اوس مرد پر حد ماری جاویگی بخلاف چوری کے کہ اگر غیر موجود شخص کے مال چرانے کا ثبوت کرینگے تو ہاتھ کاٹنا لازم نہوگا اور جو چار گواہ ہوئے گواہی دی زنا کی لیکن کوٹھری کے گوشون مین اختلاف کیا تو مرد اور عورت دونون کو حد لگائی جاویگی اسواسطے کہ ہوسکتا ہی کہ پہلے شروع مین ایک گوشے مین ہون پھر دوسرے مین چلے گئے ہون اور اگر اقرار کیا زنا کا اور عورت مزنیہ کو نہ پہچانا تو حد اوسپر واجب ہوگی اور اگر گواہ کہین کہ اسنے ایک عورت نامعلوم سے زنا کیا تو حد نہ لگایا جاوے وہ اور نہ گواہ جیسے اس صورت مین کہ وہ گواہ عورت کی خواہش اور مجبوری مین اختلاف کرین **ف** مثلا دو کہین کہ وہ راضی تھی اور دو کہین کہ اوس سے زبردستی کیا تو مرد اور عورت اور گواہ کسی پر حد واجب نہوگی اور صاحبین کے نزدیک اس صورت مین مرد پر حد پڑیگی **ص** یا جس شہر مین زنا ہوا اوسکے نام مین اختلاف کرین اور امام زفر کے نزدیک دونون پر حد پڑیگی **مسئلہ** اگر چار آدمیون نے گواہی دی اوسکے زنا پر ایک وقت معین اور ایک شہر معین پر اور دوسرے چار نے اوسی وقت مین لیکن اور شہر مین مرد عورت

له یعنی امام سے اور جلسے وقت نزدیک [illegible]

اور گواہ کسی پر حد نہوگی اور اگر گواہون نے ایک عورت کے زنا پر شہادت دی حال آنکہ ایک عورت نے دیکھکے کہا کہ یہ باکرہ ہے یعنی مرد کے ساتھہ ہم بستر نہین ہوئی یا گواہ بدکار ہین یا گواہی دیوین کہ چار گواہون معتبر نے اس شخص پر زنا کی گواہی دی ہے تو وہ اصل گواہ بھی بعد آن کر اس زنا پر گواہی دین تو اس عورت مین کسی پر حد نہ جاری ہوگی نہ جسپر گواہی دی اور نہ گواہون پر اور اگر گواہ اندھے ہون یا ایسکی زنا کے بہتان مین حد اونکو لگ چکی ہو یا چار کی جگہ تین ہون یا کوئی اونمین سے محدود یا غلام ہو تو ان صورتون مین گواہون پر حد لگیگی نہ اوس شخص پر جسپر کہ انھون نے گواہی دی ہے اور اگر کسی شخص کو گواہون کی گواہی سے حد ماری گئی پھر معلوم ہوا کہ ایک گواہ غلام تھا یا بہتان کی علت مین سزا پا چکا ہے تو چارون پر حد زنا کے بہتان کی جاری کی جاویگی اور اوس اول مرد کو جو انکے سبب سے حد لگی اور زخم یا چوٹ پونہچی اوسکا تاوان کسی پر لازم نہ آویگا اور صاحبین کے نزدیک بیت المال مین سے دلایا جاویگا اور اگر اونکی گواہی سے وہ سنگسار ہوگیا ہوگا تو اوسکا خون بہا وارثون کو بیت المال سے دلایا جاویگا اور اگر بعد اوسکے رجم کے ایک گواہ پھر گیا تو اوسکو سزا بہتان زنا کی لگائی جاویگی **ف** اور امام زفر کے نزدیک لگائی جاویگی اور چوتھائی خون بہا کا تاوان لیا جاویگا اور امام شافعی کے نزدیک قصاصاً قتل ہوگا اور جو اوسکے سنگسار کرنے سے **ص** پیشتر اگر کوئی گواہ پھر گیا تو چارون کو حد لگیگی اور رجم ثابت نہوگا اور امام محمد کے نزدیک فقط پھرنے والے کو لگیگی اور اگر پانچ گواہون مین سے ایک پھر جاویگا تو اوسپر بہتان زنا کی سزا لازم نہوگی لیکن اگر دوسرا گواہ اور پھر گیا تو اوسوقت دونون کو حد ماری جاویگی اور دونون کو ملکر چوتھائی خون بہا دینا ہوگا **مسئلہ** اگر ایک شخص پر رجم کا حکم ہوا دوسرے نے رجم کی جگہ اوسکو تلوار سے مثلاً مار ڈالا یا گواہون کا تزکیہ مزکی نے کیا اور پھر وہ بعد رجم کے معلوم ہوئے کہ غلام تھے یا کافر تھے تو اول صورت مین وہ قاتل اور دوسری صورت مین مزکی خونبہا کا ضامن ہوگا **ف** مزکی اوس شخص کو کہتے ہین جو گواہون کا حال ٹھیک بتاتا ہے کہ یہ عادل ہین شہادت کے قابل ہین یا نہین **ص** اور اگر وہ شخص جسپر رجم کا حکم ہوا سنگسار کیا جاوے اور پھر وہ گواہ غلام نکلین اور مزکی نے اونکا تزکیہ نہین کیا تھا تو خونبہا اوسکا بیت المال مین ہوگا اور صاحبین کے نزدیک سب صورتون مین خونبہا بیت المال ہی مین ہوگا اور اگر زنا کی گواہی مین گواہ یہ لفظ کہین کہ ہمنے قصداً زانی اور زانیہ کی طرف دیکھا تو اونکی شہادت قبول کی جاوے یعنی قصداً دیکھنے کے جرم مین شہادت رد نکرنی چاہیے اور جس شخص پر گواہی زنا کی گذری ہو اور وہ اپنے محصن ہونے سے انکار کرے اور اوسکی جورو کا لڑکا اوس سے ہووے یا ایک مرد اور دو عورتین اوسکے محصن ہونے پر گواہی دین تو اوسکو رجم کیا جاویگا اور امام زفر اور شافعی کے نزدیک رجم نہوگا ایک مرد اور دو عورتون کی شہادت سے

باب شراب پینے کی حد کے بیان مین

حد شرب کی مانند حد قذف کے ہے یعنی آزاد کو اسّی کوڑے اور غلام کو چالیس اگرچہ اوسنے ایک قطرہ شراب کا پیا ہو **ف** اور اصل اس باب مین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو شخص کہ پیے شراب کو تو کوڑے مارو اوسکو پھر اگر پیے تو مارو اوسکو پھر اگر پیے تو مارو اوسکو پھر اگر پیے تو قتل کرو اوسکو نکالا اوسکو اصحاب سنن اربعہ نے سوا نسائی کے معویہ سے اور مروی ہے حدیث ابی ہریرہؓ سے اور ترمذی نے صحیح کیا حدیث معویہ کو حدیث ابی ہریرہؓ سے اور تصحیح کی اوسکی ذہبی نے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور ابن حبان نے صحیح مین اور نسائی نے سنن کبری مین پھر قتل منسوخ ہوگیا اسواسطے کہ

روایت کی نسائی نے سنن کبری مین جابر سے اس حدیث کو اور اوسمین ہے کہ لایا گیا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ پی تھی اوسنے شراب چوتھے مرتبہ مین تو آپ نے اوسکے کوڑے لگائے اور قتل نہین کیا اور ایک لفظ مین یہ زیادہ کیا کہ پھر مسلمانون کو معلوم ہوا کہ کوڑے مارنا ٹھہر گیا اور قتل اوٹھ گیا یعنی منسوخ ہو گیا اور روایت کیا اوسکو بزار نے مسند مین اور ابو داود نے سنن مین اور امام شافعی کے نزدیک چالیس کوڑے مارے اور ہماری دلیل اجماع صحابہ کا ہے اسی کوڑون پر مروی ہے انس بن مالک سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا ایک شخص کہ اوسنے پی تھی شراب سو مارا اوسکو دو چھڑیون سے کھجور کی قریب چالیس بار کے اور اسی طرح کیا حضرت ابو بکر رضہ نے پھر جب ہوئے حضرت عمرؓ مشورت کی لوگون سے سو کہا عبدالرحمن بن عوف نے کہ ہلکا حدون کا اسی ہے سو حکم کیا اوسکا عمرؓ نے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور نکالا اوسکو حاکم نے مستدرک مین ابن عباس رض سے ص اور جسنے شراب پی اور ایسی طرح گرفتار ہوا کہ شراب کی بو موجود ہو اگرچہ اوسکے دو ہونٹ سے جاتی رہی ہو یا مست ہوا و عقل اوسکی زائل ہو اگرچہ نبیذ تمر کے پینے سے ہوا ہو اور وہ اوسکا اقرار کرے ایک بار یا دو مرد اوسپر شراب پینے کی گواہی دین اور معلوم ہو کہ اوسنے اپنی خواہش سے پی ہے تو اوسکو حد لگاوین ف حالت ہوش مین بیہوشی مین نہ مارین اور نبیذ سے اگر مست ہو تو حد اسواسطے ماری جاتی ہے کہ حضرت عمر رضہ نے حد ماری ایک اعرابی کو کہ مست ہو گیا تھا نبیذ سے اور فرمایا انما اجلدک لسکرک یعنی ہمنے کوڑے مارے تجکو بسبب نشے تیرے کے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور دارقطنی نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑے مارے ایک شخص کو کہ مست ہو گیا تھا نبیذ سے اور بہت سے آثار اسمین وارد ہوئے ہین ذکر کیا انکو ابن الہمام نے فتح القدیر مین ص اور اگر وہ خود بعد بو جاتے رہنے کے اقرار کرے یا دو گواہ بعد بو جانے کے گواہی دین ف نہ دوری فاصلہ کی جہت سے یعنی اگر فاصلے کی دوری کی جہت سے بو جاتی رہی تو اوس سے حد نجاویگی ص تو حد واجب نہو گی ف اور امام محمدؒ کے نزدیک جب اقرار کرے بعد بو جانے کے بھی تو حد ماری جاویگی اور دلیل شیخین کی یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود نے حکم کیا اوس شخص کے لیے جو لایا گیا تھا مست کہ بو سونگھو اوسکے موںہہ کی تو معلوم ہوا کہ بغیر بو کے حد نہو گی روایت کیا اس اثر کو عبدالرزاق اور اسحٰق بن راہویہ نے ص اور اسی طرح اگر اوس سے صرف شراب کی بو پائی جاوے یا قے شراب کی کرے یا جو اقرار کیا تھا اوس سے پھر جاوے یا اقرار بیہوشی کی حالت مین کرے کہ اوسکی عقل جاتی رہی ہو تو ان سب صورتون مین حد نہ لگائی جاویگی اور جاننا چاہیے کہ مستی کی امام صاحب کے نزدیک واجب ہونے مین حد یہ ہے کہ کچھ نہ پہچانے یہان تک کہ زمین کو آسمان سے اور حرمت مین شراب کو کے یہ ہے کہ بیہودہ بکے اور صاحبین کا بھی یہی مذہب ہے اور اسی طرف مائل ہوئے ہین اکثر مشایخ اور امام شافعی کے نزدیک یہ ہے کہ اثر اوسکا ظاہر ہو اوسکی چال اور حرکات مین ف اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ شراب انگوری کے تو ایک قطرہ پینے سے بھی حد ہو گی اور سوا مین اوسکے جب مست ہو جاوے ص اور اگر مست مرتد ہو جاوے تو اوسپر اوسکی جورو حرام نہو گی اور طلاق و عتاق اور اقرار وغیرہ اوسکا واسطے زجر کے جاری ہوگا اور یہ کوڑے حد زنا کی طرح مجرم کے بدن پر سوا سر اور موںہہ اور شرمگاہ بچا کر کپڑے اوتار کر جدا جدا لگاوین فقط

باب تہمت زنا کی حد کے بیان مین

محصن مرد یا محصنہ عورت کو یعنی جو آزاد مسلمان مکلف پاک ہو زنا سے کوئی شخص زنا کی تہمت لگاوے صریح ف مثلاً

مرد کو کہے زنیتَ یا زانِ اور عورت کو یا زانیۃ ص یا کہے عورت سے زنیتِ فی الجبل تو نے پہاڑ مین زنا کیا یا چڑہا اوپر پہاڑ پر چڑہنے کی تو حد مارا جاویگا ف یعنی زنا ہمزہ کے ساتھ چڑہنے کے معنون مین آتا ہو مگر چاہیے تھا کہ اوسکے بعد علی بولتا جب وہ فی کہا تو معلوم ہوا کہ چڑہنے کے معنی نہین لیے بلکہ زنا کے معنی لیے اسلیے حد واجب ہوئی ص اور امام محمد کے نزدیک واجب نہوگی ف اسواسطے کہ شبہہ ہوگیا ص یا غصے مین کہے نہین تو بیٹا اپنے باپ کا اور باپ کا نام لیکر کہا کہ تو فلانے کا بیٹا نہین ف اور اگر غصے مین نہ کہا ہو تو حد نہ لگائی جاویگی اسواسطے کہ وقت غصہ اسکے معنی یہ ہین کہ تو افعال مین اپنے باپ کے مانند نہین ہو ص یا پکارا کہ ای چھنال کے جنے اور اوسکی ماں مرگئی ہو عفیفہ ہو تو اوس تہمت لگانے والے کو حد لگائی جاویگی اگر وہ تہمت لگا یا گیا یا جسکو اوس تہمت کے سبب سے عار ہو مطالبہ کرے ف اور اسکی بھی حد مثل حد شرب کے ہو تعداد مین یعنی اسّی کوڑے آزاد کے لیے اور چالیس غلام کے لیے سو اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الایہ یہان تک کہ فرمایا فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً یعنی لگاؤ اونکو اسّی کوڑے اور مطالبہ اوسکا شرط ہو اسواسطے کہ یہ حق اوسی کا ہو کیونکہ اس حد سے اوسکی جانب سے دفع عار ہوتا ہو اور ثبوت مین بھی یہ حد مثل حد شرب کے ہو یعنی دو مردون کی گواہی اور ایکبار کی آواز سے ثابت ہوتی ہو ص اور اگر اوسکو کہے کہ تو اپنے دادا کا یا ماموں کا یا چچا کا یا سوتیلے باپ کا بیٹا نہین ہو یا کہے کہ تو ایک کا اونمین سے بیٹا ہو تو دونون صورتون مین حد نہ مارا جاویگا ف اسواسطے کہ اول صورت مین وہ کہنے والا سچا ہو کیونکہ وہ بیٹا دادا کا نہین ہو بلکہ باپ کا اور اسی طرح ماموں اور چچا وغیرہم کا اور دوسری صورت مین سو اسواسطے کہ ان سبکو بھی باپ کہتے ہین لیکن ماموں سو اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْخَالُ اَبٌ یعنی ماموں باپ ہو روایت کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور فتح القدیر اور تخریج زیلعی مین ہو کہ یہ حدیث غریب ہو لیکن روایت کی ابو شجاع دیلمی نے فردوس مین عبداللہ بن عمرؓ سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماموں والد ہو جسکا کوئی والد نہین ہو اور لیکن چچا سو اسواسطے کہ کلام اللہ مین ہو نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَائِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ حالانکہ اسمٰعیل چچا تھے حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ السلام کے اور ماں کا خاوند بھی عرف مین باپ کہا جاتا ہو اور کلام اللہ مین ہو کہ حضرت نوح نے فرمایا اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ اور وہ اونکی بیوی کے بیٹے تھے ص اور اگر عرب کو کہا کہ ای آسمان کے پانی کے بیٹے یا ای نبطی تو بھی حد نہ لگیگی ف کیونکہ ان دونون مین نفی نسب نہین ہو بلکہ اونکی سخاوت او صفائی کے سبب سے اون لقب سے نامزد کرتے ہین اور اسی طرح نبطی وہ لوگ ہین جو بری عادتین رکھتے ہین اور اونکی گفتگو مین فصاحت نہین ہدایہ ص اور جسنے میت کو تہمت زنا کی لگائی تو اوسکے باپ اور بیٹے کو اور پوتے کو اور نواسے کو اگرچہ میراث سے محروم ہو اختیار ہو کہ مطالبہ حد کا کرین اور امام شافعی کے نزدیک ہر وارث کو جائز ہو کہ مطالبہ حد کا کرے اور امام محمد کے نزدیک نواسے کو اور امام زفر کے نزدیک جو میراث سے محروم ہو اوسکو طلب حد کا اختیار نہین اور اگر باپ یا آقا اپنے لڑکے یا غلام کی ماں کو تہمت زنا کی گالی دے تو لڑکا اور غلام خواستگار اونکی سزا کے نہونگے اور حد قذف کی اوس شخص کے مرنے سے باطل ہو جاتی ہو جسکو گالی دی ہو تو اگر کچھ کوڑے مارے تھے کہ وہ شخص مر گیا تو اب تہمت لگانے والے کو چھوڑ دینگے اسواسطے کہ حد کی میراث نہین ہوتی اور امام شافعی کے نزدیک حد کی بھی میراث ہوتی ہو اور اگر مقذوف قاذف کو معاف کر دے

یا حد کے بدلے مین اوس سے کچھ مال لیوے تو یہ جائز نہین ہی اور امام شافعی کے نزدیک جائز ہی مسئلہ اگر کسیکو کہے کہ اے زانی اور دوسرے نے اوسکے جواب مین کہا کہ تو زانی ہی تو دونون کو حد ماری جاویگی اور اگر اپنی منکوحہ سے کہے کہ اے زانیہ اور وہ جواب مین کہے کہ زانی تو ہی تو عورت پر حد لگائی جاویگی اور لعان واجب نہین ہی اور اگر عورت یون جواب دیوے کہ مینے زنا تجھسے کیا ہی تو حد اور لعان دونون باطل ہوجاوینگے **ف** اور وجہ اسکی اصل مین مذکور ہی **ص** اور اگر پہلے اپنے بیٹے کا اقرار کیا پھر کہا کہ میرا نہین تو لعان کرے اور اگر اول کہے کہ میرا نہین پھر اقرار کرے تو اس صورت مین اوسپر حد لگائی جاوے اور دونون صورتون مین بیٹا اوسیکا ہوگا اور جو عورت سے کہا کہ یہ لڑکا نہ میرا ہی نہ تیرا تو حد اور لعان کچھ نہین واجب ہوگا اور اگر زنا کی گالی ایسی عورت کو دی جسکے بچے کا باپ معلوم نہو یا جو اپنے بچے کے باپ مین لعان کر چکی ہو **ف** بچے کی قید اسواسطے لگائی کہ بغیر بچے کے اگر لعان ہوا ہوگا تو اوسکی قذف سے حد واجب ہوگی **ص** یا ایسے مرد کو زنا کی گالی دی جسنے لونڈی غیر مملوک سے صحبت کی ہو **ف** مثلا اپنی مان یا بہن یا بھائی کی لونڈی سے صحبت کی ہو **ص** یا مشترک لونڈی سے یا اوس مملوکہ سے جو ہمیشہ کے لیے حرام ہی مثلا وہ لونڈی جو اوسکی بہن رضاعی ہی یا گالی دی اوس مسلمان کو جسنے حالت کفر مین زنا کیا ہو یا گالی دی مکاتب کو جو اتنا مال چھوڑ جاوے کہ اوسکی کتابت کا عوض ہوسکتا ہو تو ان سب صورتون مین گالی دینے والے پر حد ماری جاویگی اور اگر ایسے شخص کو گالی زنا کی دی جسنے صحبت کی تھی حائضہ سے یا آتش پرست لونڈی سے یا مکاتب لونڈی سے یا اوسنے نکاح کیا تھا حالت کفر مین اپنی مان سے تو اوسپر حد ماری جاویگی اور مستامن اگر مسلمان کو گالی زنا کی دے تو اوسپر حد لگائی جاویگی **ف** مستامن اوس کافر کو کہتے ہین کہ دار الحرب سے دار الاسلام مین امان لیکر آیا ہو **ص** اور اگر جنایتون کے واسطے اگر جنس اونکی ایک ہی ہو تو ایک حد کافی ہی **ف** مثلا چند مرتبہ گالی دی یا چند مرتبہ زنا کیا یا شراب پی تو سب کے واسطے ایک ہی حد کافی ہی اگرچہ ہر بار دوسرے شخص کو گالی دی ہو یا دوسری عورت سے زنا کیا ہو **ص** اور اگر جنس اوسکی مختلف ہی تو ایک حد کفایت نکریگی **ف** مثلا زنا اور شراب اور قذف سب سے ایک حد کافی نہوگی اور امام شافعی کا اسمین خلاف ہی اور دلیل اونکی اصل مین مذکور ہی

فصل تعزیر یعنی تادیب اور توبیخ کے بیان مین

تعزیر وہ سزا ہی جو حد سے کم ہو اور اکثر اوسکے اونتالیس [۳۹] کوڑے ہین **ف** اور دلیل اسکی یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ پہونچ جاوے کسی حد کو غیر حد مین تو وہ ظالمون مین سے ہی روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور کہا کہ محفوظ یہ ہی کہ یہ حدیث مرسل ہی اور نکالا اوسکو متصل بھی نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے فوائد مین متصلا اور امام محمد نے مرسلا اور اقل حد کا چالیس کوڑے ہین غلام مین تو تعزیر مین اوس سے ایک کوڑا کم رکھا گیا **ص** اور کمتر اوسکے تین کوڑے مین اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایک روایت مین اکثر اوسکے اونا سی [۷۹] کوڑے اور ایک روایت مین پچھتر [۷۵] کوڑے ہین **ف** اور ہدایہ مین ہی کہ ہمارے مشایخ نے اقل کو اوسکے رائے امام پر سونپا ہی اور اسی واسطے بہت سے فقہا نے اوسکی حد نہین ذکر کی ہی **ص** اور امام کو جائز ہی کہ ضرب اور حبس دونون کرے اور مار تعزیر کی سخت تر ہی پھر زنا کی حد مین پھر شراب پینے کی حد مین پھر گالی کی حد مین **ف** یعنی تعزیر مین سخت ہاتھ لگاوین اور باقی مین بہ ترتیب اور بہ تدریج نرم نرم ہاتھ پڑے **ص** اگر کوئی شخص غلام یا کافر کو زنا کی گالی دے یا مسلمان کو ان الفاظ سے کوئی کہے اے فاسق اور کافر یا خبیث اے چور اے بدکار اے ہیجڑے

ای خیانت کرنے والے ای لونڈے باز ای مخنث ای دیوث یعنی بے غیرت کہ اپنے اہل خانہ پر زناکار وادار ہو ای قرطبان یعنی کٹنے
یا دیوث ای شرابخوار ای سود خوار ای قحبہ کے جنے ای بدکار کے جنے ای چورون اور زناکارون کے ٹھکانے ای حرامزادے تو ان سب
صورتون مین تعزیر کیا جاویگا اور اگر مسلمان کو کہے ای گدھے ای سور ای کتے اور کچھ ایسے ہی ای حجام ای ولد الحجام در حالیکہ اوسکا باپ حجام تھا
ای زنا کے مزدوری لینے والے ای نالائق ای ٹھٹھے باز ای مسخرے تو ان صورتون مین تعزیر لازم نہوگی اور جب شخص پر حد یا تعزیر پڑے اور وہ
مر جاوے تو اوسکا خون ضائع ہے **ف** یعنی خون بہا اوسکا کہین سے نہ دیا جاویگا **ص** برخلاف شوہر کے جو اپنی زوجہ کو تعزیر دے
اور وہ مر جاوے تو شوہر پر خون بہا لازم ہوگا **ف** مثلاً شوہر کا کہنا نہ ماننے پر یا نماز کے ترک کرنے پر یا ناپاکی سے غسل
نکرنے پر یا گھر سے نکل جانے پر یا اور کسی امر پر تعزیر دے اور اصل مین اس مقام پر تفصیل کی ہی اور ہمنے اوسکو ترک کیا

کتاب السرقہ

یعنی چوری کا بیان چوری اوسکو کہتے ہین کہ عاقل بالغ شخص کسیکا مال جو دس درم سکہ دار یا زیادہ قیمت کا ہووے اور
محفوظ جگہہ مین رکھا ہو پوشیدہ لیوے **ف** تو ہمارے نزدیک دس درہم سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور امام شافعی کے
نزدیک ربع دینار مین اور امام مالک کے نزدیک تین درہم مین کاٹا جاویگا اور اس سے کم مین نہین دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کی
حاکم نے مستدرک مین مجاہد سے انھون نے ایمن سے کہ کہا انھون نے نہین کاٹا گیا ہاتھ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مین مگر ایک ڈھال مین کہ ثمن اوسکی ایک دینار تھی اور سکوت کیا اسپر اور یہ معارض ہی اوس سے جو روایت کی بخاری
ومسلم نے کہ قیمت اوسکی ربع دینار تھی اور روایت کی نسائی نے اپنی سند سے ابن اسحق سے انھون نے عمرو بن شعیب
عن ابیہ عن جدہ سے کہ کہا اونھون نے تھی قیمت سپر کی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین دس درہم اور روایت کیا اوسکو
دارقطنی اور امام احمد نے اور اسحق بن راہویہ نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین سعید بن المسیب سے انھون نے
ایک شخص سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین قطع ہی مگر ایک دینار یا دس درم مین اور یہ حدیث اس لفظ سے
موقوف ہی اوپر ابن مسعود کے روایت کیا اوسکو قاسم بن عبد الرحمن نے ابن مسعود سے کہا ترمذی نے کہ قاسم نے نہین سنا
اونسے تو یہ حدیث منقطع ہی لیکن روایت کی امام نے اپنی مسند مین قاسم بن عبد الرحمن سے انھون نے اپنے باپ سے
انھون نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا انھون نے کہ کاٹا جاتا تھا ہاتھ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین دس درہم پر اور یہ
موصول ہی اور اوپر گذرا اثر حضرت علی رض کا کہ انھون نے کہا نہین قطع کیا جاویگا ہاتھ کم مین دس درم سے رواہ الدارقطنی
ص تو اگر مکلف یعنی عاقل بالغ نے اگرچہ غلام ہو چرایا دس درم یا زیادہ کے مال کو اور وہ مال محفوظ ہو بلا شبہہ **ف**
اور اگر شبہہ ہو تو قطع نہ کیا جاویگا جیسے چرا لیوے مال اپنے ذی رحم محرم کے پاس سے **ص** مکان مین مانند گھر کے یا صندوق کے
یا راہ مین کسی محافظ کے جو بیٹھا ہو یا مسجد مین اور مال اوسکا اوسکے پاس ہو اور اوسکے لینے کا وہ ایکبار اقرار کرے اور امام ابو یوسف
کے نزدیک دو بار اقرار کرے یا دو مرد اوسکی چوری پر گواہی دین اور امام اونسے پوچھ لیوے کہ سرقہ کیسا ہی اور کیا ہی اور کب ہوا
اور کس جگہہ ہوا اور کتنے مال کا ہوا اور کسکے مال کا ہوا اور وہ گواہ بیان کرین ان سب باتون کو تو ہاتھ اوسکا کاٹا جاوے
اور اگر بہت لوگون نے مال چرایا اگرچہ اوس مال کو بعض اونمین سے اوٹھا لائے ہون لیکن اونمین سے ہر ایکو دس درم سے کم نہ پونہچا ہو

توسب کا ہاتھہ کاٹا جاویگا ف اسواسطے کہ ہر ایک نے مقدار نصاب سرقہ لیا تو سب سارق ٹہہرے ص اور کاٹا جاویگا
ہاتھہ اگر ساگوان کی لکڑی یا نیزے کی چھڑیا آبنوس یا صندل یا سبز نگینہ ف یا اوکسی رنگ کا ہو ص یا یاقوت یا زبرجد
یا موتی یا برتن یا دروازے لکڑی کے ہون چراوے اور نہ کاٹا جاویگا ہاتھہ شی حقیر کے چرانے مین مثلا لکڑی اور گھانس اور نرکل
اور مچھلی اور پرندہ اور شکار اور ہرتال اور گیرو اور چونا ف اسواسطے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین حضرت عائشہؓ
سے کہ کہا انھون نے نہین کاٹا جاتا تھا ہاتھہ چور کا زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین شی حقیر مین اور پرندے مین اسواسطے
نہ کاٹا جاویگا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین قطع ہی پرند مین ذکر کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث مرفوعا
نہین ملی بلکہ روایت کیا عبد الرزاق نے حضرت عثمان کا قول کہ نہین قطع ہی پرند مین اور مچھلی سب قسم کی مچھلی داخل ہی اور اسی طرح
پرند مین مرغی اور بط اور کبوتر وغیرہ ص او رنہ اوس شی مین جو جلدی بگڑ جاتی ہی مثلا دودھ اور گوشت اور تر میوون مین
ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہاتھہ کاٹنا ہی میوے مین اور نہ پھل مین خرمے کے روایت کیا
اوسکو امام احمد اور اصحاب سنن نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان نے اور فرمایا کہ نہین ہاتھہ کاٹنا ہی طعام مین روایت کیا
اوسکو ابو داؤد نے مراسیل مین حسن بصری سے مرسلا ص اور کھجور مین جو درخت پر ہو اور کھیت مین ف اور امام ابو یوسف کے
نزدیک ہر شی مین ہاتھہ کاٹا جاویگا سوا مٹی اور خاک اور گوبر کے اور وہ جو حدیثین جنہیں روایت کین اونپر حجت ہی ص اور اوس
کھیتی مین جو کٹی ہو ف اسواسطے کہ وہ محفوظ نہین ہی ص اور نشا لانے والی چیزون مین اور آلات لہو مین
ف مثل ڈھول اور سارنگی اور ستار اور طنبور وغیرہ کے ص اور چلیپا مین سونے کی ہو یا چاندی کی ف چلیپا وہ ہی
کہ جسکو نصاری اپنی زنار مین باندہتے ہین اور شکل اوسکی یہ ہی ✕ ص اور شطرنج اور نرد مین اور مسجد کے دروازے مین
ہندی مین اسکو ترسول کہتے ہین ۱۲
اور قرآن شریف مین اور آزاد لڑکے مین اگرچہ دونون ف یعنی قرآن شریف اور لڑکا ص زیوردار ہون ف اور
امام شافعی کے نزدیک مسجد کے دروازے مین اور قرآن شریف مین بھی ہاتھہ کاٹا جاویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک لڑکے
آزاد مین بھی جبکہ زیور اوسکا مقدار نصاب کے ہو ص اور غلام اور دفترون مین مگر جبکہ نابالغ ہو یا دفتر حساب کے ہون
ف کہ اس صورت مین ہاتھہ کاٹا جاویگا ص اور کتے اور چیتے مین اور امانت مین خیانت کرنے سے اور اوچک لیجانے
سے اور لوٹ لیجانے سے ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی خیانت کرنے والے پر اور نہ لوٹنے والے
اور نہ اوچکے پر ہاتھہ کاٹنا روایت کیا اوسکو احمد اور چارون عالمون نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان نے ص اور کفن چرانے
سے ف اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک کفن چور پر قطع ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ کفن
چراوے تو کاٹینگے ہم اوسکو روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور کہا ابن المنذر نے کہ مروی ہی ابن زبیرؓ سے کہ وہ قطع کرتے تھے کفن چور کو
اور جواب یہ ہی کہ بیہقی نے اوس حدیث کو ضعیف کیا اور اوسکی اسناد مین کثیر بن جازم مجہول ہی اور کہا ابن الہمام نے کہ وہ حدیث
منکر ہی اور اثر ابن زبیر کا روایت کیا اوسکو بخاری نے تاریخ مین اور ضعیف کیا اوسکو بسبب سہیل بن ذکوان ملکی کے
کہا عطا نے کہ ہم اتہام کرتے تھے اوسکو ساتھہ کذب کے اور دلیل ہماری قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لا قطع علی
المختفی یعنی نہین قطع ہی مختفی یعنی کفن چور پر روایت کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث مرفوعا نہین ملی لیکن

کثیر بن جازم
سہیل بن ذکوان

روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انہون نے نہین ہی کفن چور پر قطع اور بھی ابن ابی شیبہ نے روایت کی
زہری سے کہ مروان نے کفن چورون کو مارا اور نکالدیا اور قطع نہین کیا اور صحابہ بہت موجود تھے اور ایسا ہی اخراج کیا
اوسکا عبد الرزاق نے معمر سے اور ایک روایت مین مصنف ابن ابی شیبہ کی ہی کہ مروان نے پوچھا اصحاب اور فقہا سے اپنے
وقت کے ایک کفن چور کے باب مین سو جمع ہوئی راے اونکی اس بات پر کہ مارین ہم اوسکو اور پھراوین اوسکو اور کہا
شیخ ابن الہمام نے فتح مین لا شك في ترجيح مذهبنا من جهة الآثار یعنی اب نہین شک ہی ترجیح مین ہمارے مذہب کے
ازروے احادیث کے ص اور عام کے مال چرانے سے مثلاً بیت المال مین سے چوری کرے اور مال مشترک کے چرانے
سے اور اپنے قرض کے یا زیادہ قرض مقدار کے مال مین سے چرا لینے سے اور ایسی چیز کے چرانے سے جسمین پہلے اسکا ہاتھ
کٹ چکا ہو مثلاً [illegible] اور چیز ہنوز ویسی ہی بدلی نہو اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک کاٹا جاوے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اگر وہ دوبارہ چرا لیوے تو کاٹو اوسکو ف روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابوہریرہ سے ص اور یہ
حدیث مطعون ہی طعن کیا اوسمین طحاوی نے ف بوجہ اس بات کے کہ اوسکی اسناد مین واقدی ہی اور وہ ضعیف ہی
ص اور اگر بدل گئی ہو تب چراوے تو کاٹا جاویگا جیسے پہلے سوت چرایا تھا اور اوسمین کاٹا گیا پھر وہ بنا گیا اور پھر
اوسکو چرایا تو پھر کاٹا جاویگا اور جو شخص کہ اپنے قریب محرم کے پاس سے مال چراوے برابر ہی کہ اوسیکا مال ہو یا غیر کا لیکن اوسکے
پاس رکھا ہو تو ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور اگر اپنے قریب محرم کا مال جو کسی اور کے پاس تھا اوسکے گھر سے یا اپنی مادر رضاعی کا مال
چرایا تو کاٹا جاویگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک اگر مادر رضاعی کا مال چراویگا تو کاٹا نہ جاویگا اور ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اگر چراوے
شوہر اپنی منکوحہ کا مال یا منکوحہ اپنے شوہر کا اگرچہ الگ جگہ محفوظ ہو یا غلام اپنے مالک کا مال خواہ مالک کی زوجہ کا مال یا اپنے
مکاتب کا مال یا مہمان میزبان کا مال یا مال غنیمت یعنی جو کافرون سے لوٹ مین ملا ہو ف اسواسطے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
نہ کاٹا ہاتھ اوس شخص کا جسنے چرایا تھا مال غنیمت کا روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے مصنف مین ص یا حمام مین کا مال
یا اوس گھر مین کا جسمین گھسنے کی اجازت ہو ف تو اگر دن کو گھسنے کی اجازت ہو اور رات کو چراوے کاٹا جاویگا
اور اگر حمام مین کوئی محافظ ہو تب بھی وہان کے مال چرانے سے کاٹا نہ جاویگا اور مسجد کے مال مین اگر کوئی محافظ ہو اسباب پاس
تو کاٹا جاویگا ص اور جو کسی چیز کو چرانے مگر اوسکو گھر سے باہر نہ لیجاوے یا گھر مین سے اوس شخص کو دیدے کہ جو باہر گھر کے ہی
تو کاٹا نہ جاویگا اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک اگر اسنے ہاتھ گھر کے باہر نکال کے دیا اور دوسرے نے لے لیا تو اسپر
قطع ہی اور جو دوسرے نے گھر کے اندر ہاتھ ڈال کے لیا اور اسنے دیا تو دوسرے پر قطع ہی اور ذخیرے مین ہی کہ اگر داخل اور
خارج کے بیچ مین اوس مال کو رکھدیا اور دوسرے نے آن کر لے لیا تو ایک روایت مین نہ کاٹا جاویگا اور ایک روایت مین دونون
کے ہاتھ کاٹے جاوینگے ص اور جو گھر کی دیوار مین سوراخ کرکے ہاتھ اندر ڈال کے کچھ لے لیوے یا تھیلی جو آستین کے
باہر ہو کاٹ لے یا اونٹون کی قطار مین سے ایک اونٹ یا اوسکا بوجھ چرالے تو ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک گھر
کے اندر ہاتھ ڈال کے لینے سے بھی کاٹا جاویگا ف اور جواب ہمارا اصل مین مذکور ہی ص اور اگر اونٹ کو یا اوسکا بوجھ
قطار مین سے چرالے اور وہان کوئی محافظ ہو اگرچہ سوتا ہو یا شلیطے کو چیر کر اوسمین سے اسباب لے یا ہاتھ صندوق مین ڈالا کسیکی جیب

اور آستین مین ڈال کر مال لے لیوے یا گھر کے حجرے مین سے نکال کر اوس چیز کو صحن مین لاوے یا جو شخص حجرے والون مین سے ہو ایک حجرے مین سے جو دوسرے کا ہو چرا لے یا گھر کی دیوار مین سوراخ کر کے اندر گھسے اور کسی چیز کو سوراخ مین سے راہ مین ڈال دے پھر نکلکر اوٹھالے یا کسی چیز کو گدھے پر لاد کر اوسکو ہانک دے اور مکان سے باہر لے جاوے تو ان سب صورتون مین ہاتھ کاٹا جاوے اور امام شافعی کے نزدیک نہ کاٹا جاویگا برابر ہی کہ اوسکو کیو یا راہ مین چھوڑ دے اور امام زفر کے نزدیک ڈال دینے مین اور لاد کر لیجانے مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے

فصل ہاتھ کاٹنے کی کیفیت کے بیان مین

چور کا داہنا ہاتھ پونہچے سے کاٹ کر داغ دیا جاوے **ف** لیکن ہاتھ کاٹنا تو کلام اللہ سے ثابت ہی اور داہنا ہاتھ قرات ابن مسعود سے اور پونہچے سے کاٹنا اسواسطے کہ روایت کی دارقطنی اور ابن عدی نے کامل مین عبد اللہ بن عمر سے کہ کاٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ چور کا پونہچے سے اور اسناد مین اوسکی عبد الرحمن بن سلمہ ہی کہ نہین معلوم ہی حال اوسکا (ف عبد الرحمن بن سلمہ) اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے رجاء بن حیات سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاٹا ہاتھ پونہچے سے اور یہ مرسل ہی اور نکالا اوسنے عمر اور علی رض سے کہ کاٹے انھون نے ہاتھ پونہچون سے اور منعقد ہو گیا اسپر اجماع اور لیکن داغ دینا سو اسواسطے کہ روایت کی حاکم نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ایک سارق کے کاٹو اوسکو اور داغ دو اوسکو آخر حدیث تک اور کہا کہ صحیح ہی شرط مسلم پر اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے مراسیل مین اور قاسم بن سلام نے غریب الحدیث مین اور نکالا دارقطنی نے حضرت علی رض سے کہ انھون نے بھی داغ دیا **ص** اور اگر پھر چوری کرے تو بایان پیر کاٹا جاوے اور اگر پھر چرالاوے تو کاٹا نہ جاوے بلکہ قید کیا جاوے یہان تک کہ چوری سے توبہ کرے **ف** اور بایان پیر کاٹا جاوے ٹخنے سے نزدیک اکثر علما کے اور کیا ایسا ہی حضرت عمر رض نے فتح القدیر **ص** اور بعضون کے نزدیک تعزیر بھی کرے اور امام شافعی کے نزدیک تیسری بار مین بایان ہاتھ اور چوتھی بار مین داہنا پیر کاٹا جاوے **ف** اور پانچوین مرتبے مین اونکے نزدیک بھی قید کیا جاوے اور تعزیر دی جاوے اور عطا اور عمرو بن العاص اور عثمان اور عمر بن عبد العزیز سے منقول ہی کہ پانچوین بار مین قتل کیا جاوے **ص** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ چوری کرے تو کاٹو اوسکو پھر اگر چوری کرے تو کاٹو اوسکو پھر اگر چوری کرے تو کاٹو اوسکو پھر اگر چوری کرے تو کاٹو اوسکو **ف** اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملتی ہان روایت کی ابو داؤد اور نسائی نے جابر رض سے کہ لاگیا ایک چور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو فرمایا حضرت نے قتل کرو اوسکو تب کہا لوگون نے یا رسول اللہ یہ چوری ہی فرمایا ہاتھ کاٹو اوسکا پھر کاٹا گیا پھر لائے اوسکو دوسری بار پھر فرمایا قطع کرو اوسکو پھر ذکر کیا اسی طرح پھر لائے اوسکو تیسری مرتبہ پھر ذکر کیا اسی طرح پھر لائے اوسکو چوتھی مرتبہ اسی طرح پھر لائے اوسکو پانچوین بار اسی طرح سو فرمایا آپ نے قتل کرو اوسکو کہا جابر نے کہ قتل کیا ہمنے اوسکو اور ایک کوئین مین ڈالکر اوپر سے پتھر ڈالدیے اور نسائی نے اس حدیث کو منکر کہا اور مصعب

(ف مصعب بن ثابت)

بن ثابت اوسکی اسناد مین قوی نہین اور اور طریقے بھی اس حدیث کے ضعیف ہین **ص** اور مذہب ہمارا ماثور ہی حضرت علی رض سے **ف** کہا امام محمد بن الحسن نے کتاب الآثار مین خبر دی ہمکو ابو حنیفہ رح نے انھون نے عمرو بن مرہ سے انھون نے عبد اللہ بن سلمہ سے انھون نے علی بن ابی طالب سے کہ فرمایا آپ نے جب چوری کرے چور تو کاٹا جاوے داہنا ہاتھ اوسکا پھر اگر چرا وے تو بایان پیر اوسکا پھر اگر چرا وے تو قید کیا جاوے یہان تک کہ نیک ہو جاوے کیونکہ مین شرم کرتا ہون اللہ تعالی سے کہ کر دون اوسکو ایسا کہ

اوسکا کوئی ہاتھہ نہو کہ کھاوے اوس سے اور استنجا کرے اوس سے اور کوئی پیر نہو کہ چلے اوسپر اور اسی طریقے سے نکالا
اوسکو دار قطنی نے اور عبد الرزاق نے مصنف مین شعبی سے انھون نے حضرت علی رضہ سے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور
بیہقی نے اور نکالا ابن ابی شیبہ نے مثل اسکے ابن عباس رضہ سے اور حضرت عمر رضہ سے کہ انھون نے مشورہ کیا اس باب مین تو اجماع ہوا
لوگون کا راے پر حضرت علی رضہ کے ص اور اگر وہ حدیث صحیح ہوتی البتہ حضرت علی مخالفت نہ کرتے اوسکی اور صحابہ اخذ نہ کرتے
اونکے قول سے اور طحاوی نے طعن کیا اوس حدیث مین ف اور کہا کہ ہمنے تلاش کیا ان آثار کو سو نہ پائی کچھہ اصل انکی
اور اسیواسطے منکر کہا اوسکو نسائی نے او مبسوط مین ہی کہ یہ حدیث صحیح نہین ص یا یہ کہ وہ حدیث محمول ہے سیاست پر
ف یا منسوخ ہی جیسا کہ قتل اوس حدیث مین امام شافعی کے نزدیک بھی منسوخ ہی ص اور اسی طرح اوس شخص کا
حال ہی جو چوری کرے اور اوسکا بایان ہاتھہ یا انگوٹھا اوس ہاتھہ کا یا دو اونگلیان اوسکی سواے انگوٹھے کے کٹی ہون
یا انجی بیکار ہون یا داہنا پیر کٹا ہو یا وہ چور قبل نالش کے اوس شی مسروقہ کو حیلے مالک کے کر دے یا اوسکا مالک ہو جاوے
ہبہ یا بیع سے یا قیمت اوسکی دس درم سے کم ہو جاوے قبل ہاتھہ کاٹنے کے یا اوس شی مسروقہ کی ملک کا دعوی کرے
یا دو چورون مین ایک چور اوسکی ملک کا دعوی کرے اگرچہ کوئی دلیل نہو یا مالک اوسکا مطالبہ نکرے اگرچہ چور اوسکا اقرار کرے
کہ ان سب صورتون مین کسیکا ہاتھہ نہ کاٹا جاویگا ف اور ان مسائل مین خلاف امام ابو یوسف اور زفر اور شافعی کا ہی
اور اصل مین مذکور ہی ص اگر دو آدمی ایک چیز چراوین اور ایک اونمین سے غائب یعنی روپوش ہو جاوے اور گواہی سے
دونون کے ذمے چرانا ثابت ہو تو وہ چور جو موجود ہی اوسکا ہاتھہ کٹیگا اور اگر امانت کے یا غصب کے یا سود کے مال کو
ف مثلا ایک دینار کے بدلے مین دو دینار لیے اور اوسکو چرا لے گیا ص امانتدار اور غاصب اور سود خوار کے ہاتھہ
سے چرایا اور انھون نے مطالبہ کیا تو ہاتھہ اوسکا کاٹا جاویگا اور یہی حکم ہی عاریت لینے اور کرایہ سے لینے والے اور مضاربیہ
او مرتہن اور اوس شخص کے مال مین جو اوسکو واسطے خریدنے کے لایا ہی ف یعنی انکے ہاتھہ سے اگر چور چرا لیجاوے
اور مطالبہ کرین تو قطع لازم ہوگا ص اور اگر مال ان لوگون کے پاس سے چوری جاوے اور اصل مالک مطالبہ کرے
اوس چور سے تب بھی ہاتھہ کاٹا جاویگا اور اگر ایک چور نے مال چرایا اور اوسکا ہاتھہ اوسکے عوض مین کٹا بعد اوسکے وہ مال
کسی دوسرے نے چرا لیا تو اب اول چور خواہ اصل مالک اگر ہاتھہ کاٹنے کی درخواست کرینگے تو دوسرے کا ہاتھہ نہ کاٹا جاویگا
اور اگر غلام نے کسی غیر کے مال کی چوری کا اقرار کیا تو اوسکا ہاتھہ کٹیگا تو اگر مال موجود ہو تو اوس مال کے مالک کی طرف
واپس دیا جاویگا اور اگر مال ہلاک ہو گیا ہو تو فقط ہاتھہ اوسکا کاٹا جاویگا ف برابر ہی کہ وہ غلام ماذون ہو یا نہو اور مولا
اوسکی تکذیب کرے یا تصدیق اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی اور اسمین خلاف ہی ابو یوسف رح اور زفر رح اور محمد رح کا اور دلیلین
سب کی اصل مین مذکور ہین ص اور ضامن نہوگا اگرچہ اوسنے خود اوسکو تلف کر دیا ہو اور روایت حسن مین ہی امام ابو حنیفہ
سے اگر خود ہلاک کیا ہو تو ضمان لازم آویگا اور شافعی کے نزدیک چاہے خود ہلاک ہوا ہو یا ہلاک کیا ہو دونون صورتون مین
تاوان لازم آویگا اور ہاتھہ بھی کٹیگا ف تو ہمارے نزدیک ہاتھہ کاٹنا اور مال کا تاوان دونون ساتھہ نہین ہوتے
کہ ہاتھہ بھی چور کا کٹے اور اوس سے مال کی قیمت بھی دلائی جاوے لیکن اگر وہی مال موجود ہوگا تو واپس دلایا جاویگا

اور دلیل ہماری اصل مین مذکور ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین تاوان دیتے ہین ہم چور کو
بعد اسکے کہ قایم کرین اوسپر حد کو روایت کیا اوسکو نسائی نے عبد الرحمٰن بن عوف رض سے **ص** اور اگر ایک چور نے
کئی مرتبہ کتنی جگہہ چوری کی بعد اوسکے سب آدمیون کی نالش کے سبب سے یا بعض کی اوسکا ہاتھ کاٹا گیا تو باقی
آدمیون کے مال کا ضامن نہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جن لوگون کی نالش مین اوسکا ہاتھ کٹا
اونکے مالون کا ضامن نہوگا اور باقی مالکون کے مال کا ضمان دیگا اور اگر قاضی نے حکم کیا چور کے داہنا ہاتھ کاٹنے کا او
اوسنے قصدًا بایان ہاتھ کاٹا تو کچھ دیت یعنی خون بہا اوسپر لازم نہ آویگا اور اگر کپڑے کو چرا کر گھر ہی مین چیر پھاڑ ڈالا پھر باہر
نکالا تو کاٹا جاویگا جب کپڑا بعد کٹنے کے دس درم یا زیادہ کا ہوا اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہ کاٹا جاویگا اور اگر بکری کو چرا کر
اوسی جگہہ ذبح کر کے باہر نکالا تو نہ کٹیگا اور اگر چاندی سونا چرا کر اوسکے روپے اشرفی بنا لیے تو ہاتھ کٹیگا اور روپے اشرفی
مالک کو دیے جاوینگے اور صاحبین کے نزدیک نہ دیے جاوینگے اور اگر کپڑا چرا کر اوسکو سُرخ رنگا اور ہاتھ کاٹا گیا تو کپڑے کا پھیرنا اور
اگر ہلاک ہو جاوے تو تاوان اوسکا لازم نہین اور امام محمد کے نزدیک کپڑا دیدے اور سُرخ رنگانے کی قیمت پھیر لیوے اوسکے مالک سے
اور اگر سیاہ رنگے تو کپڑا پھیر دے امام ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک نہ پھیرے **ف** اور فتوی قول امام پر ہے ✣

باب رہزنی کے بیان مین

اگر مسلمان یا ذمی قصد رہزنی کا رکھتا ہو اور رہزنی سے پہلے گرفتار ہو تو اوسکو قید کرنا چاہیے یہانتک کہ اس ارادہ سے
توبہ کرے **ف** یعنی علامات نیکبختون کی پیدا ہو جاوین اور بعضون نے چھ مہینے کی مدت اسمین لکھی ہے اور صحیح اول ہے
ص اور اگر وہ مال معصوم یعنی مسلمان یا ذمی کا لے لیوے اور ہر ایک کو اونکی جماعت سے مقدار نصاب چوری کے
یعنی دس درم یا زیادہ کا مال پونہچے تو اوسکا ایک ہاتھ اور ایک پانون دوسری جانب سے کاٹا جاوے **ف** یعنی دہنا ہاتھ بایان
پانون **ص** اور اگر اوسنے کسی کو جان سے مار ڈالا اور مال نہین لیا تو قتل کیا جاویگا حد مین نہ قصاص مین یعنی اگرچہ وارث
مقتول کا خون اوسکو معاف کر دے مگر خون معاف نہوگا اور اگر کسیکو جان سے مار کر مال لیوے تو اوسکا دہنا ہاتھ اور بایان پانون
کاٹ کر مار ڈالا جاوے اور سولی پر چڑھا دیا جاوے یا کہ صرف جان سے مار دیا جاوے یا فقط سولی پر کھینچا جاوے **ف** یعنی حاکم
کو اختیار ہے جو چاہے انمین سے کرے اور اصل اس باب مین قول اللہ تعالی کا ہے اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ الآیہ اور روایت کی امام محمد نے ابو یوسف سے انھون نے کلبی سے انھون نے ابی صالح سے انھون نے ابن عباس رض
سے کہ کہا انھون نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت کیا ابا بردہ ہلال بن عویمر اسلمی کو اس بات پر کہ نہ ہم تمہارے پر
زیادتی کرین اور نہ تم ہمارے پر تو چلے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واسطے اسلام کے اور اصحاب ابو بردہ نے رہزنی کی اونپر تو
حضرت جبرئیل علیہ السلام حد لیکے اوترے کہ جسنے قتل کیا اور مال لیا سولی دیا جاوے اور جسنے قتل کیا [illegible] نہین لیا قتل کیا جاوے
اور جسنے مال لیا اور قتل نہین کیا تو اوسکے ہاتھ اور پیر خلاف کے کاٹے جاوین اور جو مسلمان ہوکر آیا تو اسلام نے مٹا دیا جو کچھ کہ
کیا تھا او سنے شرک مین اور [illegible] جسنے فقط ڈرایا اور قتل نہین کیا [illegible] جلا وطن
کیا جاوے **ص** اور جسطرح رہتے ہین کہ امام [illegible]

نیزے سے چیرے تاکہ مرجاوے اور تین دن تک اوسکی لاش سولی پر رکھے ف اور زیادہ تین دن سے نرکھے اسواسطے کہ اوسمین بو
پیدا ہوگی اور لوگون کو ایذا ہوگی ھدایہ ص اور اس صورت مین جو مال اوسنے لیا ہو اوسکا تاوان نہ دیگا اور جو شخص کہ مرتکب قتل اور
مال لینے کا نہوا ہو وہ بھی مثل مرتکب کے ہی ف یعنی ڈاکون کو سب کو سزا یکسان ہونی چاہیے خواہ اونسے خود ڈاکہ زنی کی ہو یا اونکی سبب سے
دوسرے نے کی ہو ص اور لکڑی اور پتھر مارڈالنے مین مثل تلوار کے ہین ف تو جیسا لکڑی اور پتھر سے کسیکو مارڈالا ویسا ہی تلوار سے
ص اور اگر کسیکو ڈاکو زخمی کرے اور مال لیوے تو اوسکا داہنا ہاتھ اور بایان پانون کاٹا جاویگا اور زخم کا قصاص جاتا رہیگا اور اگر
ڈاکو صرف زخمی کرے اور مال نہلے یا جان مارڈالے پھر رہزنی سے توبہ کرے یا بعض اونمین عاقل اور بالغ نہون یا جسپر رہزنی کی ہو اوس سے
قرابت قریبہ رکھتا ہو یا قافلے کے کچھ لوگ دوسرے ساتھیون پر کچھ رہزنی کرین یا رات کو خواہ دن کو شہر مین یا دو شہرون کے بیچ مین رہزنی کرین
تو ان سب صورتون مین حد لازم نہوگی بلکہ اگر قتل عمد ہو تو ولی کو اختیار ہی کہ قصاص لیوے اور اگر عمد نہو تو دیت ہی اور ولی کو اختیار ہی
عفو کا ف اور اسمین خلاف ہی امام ابو یوسف اور شافعی کا اور یہ مذکور ہی محلی مین ص اور جو کسی کا گلا گھونٹ کے
مارڈالے تو دیت لازم ہوگی اور جو شخص کہ اوسکی عادت کرے تو اوسکو اوسکے عوض مین اسواسطے سیاست کے مارڈالنا چاہیے

کتاب الجہاد

جہاد یعنی کافرون سے دین کے واسطے لڑنا ابتدا مین فرض کفایہ ہی یعنی مسلمانون کو چاہیے کہ شروع لڑائی کا خود کرین تو اگر
بعض مسلمان کرینگے باقی سبکی گردن سے ساقط ہوگا ف فرضیت جہاد کی ثابت ہوتی ہی قول سے اللہ تعالی کے
فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد رہنے والا ہی
اوس زمانے سے کہ اوٹھایا مجکو اللہ تعالی نے یہان تک کہ لڑیگی اخیر امت میری دجال سے روایت کیا اوسکو ابو داود نے انس سے
ص اور اگر کوئی نکریگا تو سب گنہگار ہونگے اور جہاد لڑکے اور عورت اور غلام اور اندھے اور اپاہج اور ہاتھ پانون کٹے پر
فرض نہین ف اسواسطے کہ لڑکین وقت رحم کا ہی اور عورت اور غلام کو خاوند اور مولا کے حق سے فراغت نہین اور
اندھے اور اپاہج اور ہاتھ پانون کٹے اوس سے عاجز ہین ص اور فرض عین ہی اگر کافر چڑھ آوین تو اس صورت مین عورت
بدون اجازت اپنے شوہر کے اور غلام بدون اجازت مالک کے جہاد کو نکلین تو پہلے جس شہر پر کافر چڑھے ہین وہان کے لوگون پر
جہاد فرض ہوگا پھر اون لوگون پر جو اوس سے قریب ہین جب وہ خبر پاوین اور اوس شہر والے لوگ مقابلے سے عاجز ہو جاوین یا سستی
کرین پھر اون لوگون پر جو اونسے قریب ہین جب وہ خبر پاوین اور ان لوگون کا یہی حال ہو یہان تک کہ فرض ہو جاویگا جمیع
اہل اسلام پر مشرق اور مغرب مین اور نظیر اوسکی نماز جنازہ ہی کہ اول ہمسایہ اور ساکنان قرب و جوار میت پر فرض ہوتی ہی پھر اگر
وہ نکرین اور دور والون کو خبر پہونچے تو اونپر فرض ہوتی ہی یہان تک اگر کوئی ادا نکرے تو سب گنہگار ہوتے ہین اور جہاد پر مزدور رکھنا
مقرر کرنا مکروہ ہی بشرطیکہ بیت المال مین مال پایا جاوے ورنہ مکروہ نہین کہ اور لوگون سے لیکر جہاد کرنے والون کو دین ف
اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لی تھی ایک زرہ صفوان سے روایت کیا اوسکو ابن اسحق نے اور حضرت عمر رض سے بھی ایسا ہی
منقول ہی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ اور ابن سعد نے طبقات مین ص پس اگر ہم فرقہ اہل اسلام کافرون کو محاصرہ کرلین
تو اول اونسے مسلمان ہوجانے کی درخواست کرین ف اسواسطے کہ روایت کی عبدالرزاق نے ابن عباس رض سے کہ

نہین لڑائی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قوم سے یہان تک کہ بُلایا نہوا اونکو طرف اسلام کے اور اخراج کیا اوسکا
حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو تو اگر لڑائی کرینگے قبل بُلانے کے طرف اسلام کے تو گنہگار ہونگے ص تو اگر وہ مسلمان ہو تا
مان لین تو بہتر ہے ف اسواسطے کہ مطلب حاصل ہو گیا تو اب انکے قتال سے باز رہین اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم کیا گیا مین کہ مقاتلہ کرون لوگون سے یہان تک کہ کہین وہ کہ نہین ہے کوئی معبود سوا اللہ کے روایت کیا اوسکو بخاری
ومسلم نے ابن عمر رضی سے ص اور اگر نہ مانین تو اونسے جزیہ طلب کرین ف اسواسطے کہ حدیث بریدہ مین ہے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر وہ انکار کرین اسلام سے تو طلب کرو اونسے جزیہ پھر اگر وہ قبول کرین تو تم بھی قبول کرو اونسے
روایت کیا اوسکو مسلم نے ص اگر جزیہ دینا قبول کرین تو اونکے واسطے ہے جو ہمارے لیے ہے یعنی اونکے جان و مال کو محفوظ رکھنا
چاہیے اور اونپر ہے وہ جو ہمپر ہے یعنی معاملات مین اونکے احکام مثل مسلمانون کے ہین اور دلیل اسپر قول ہے حضرت علی رض کا کہ مقرر کیا گیا
اونپر جزیہ تاکہ ہوجاوین خون اونکے مثل ہمارے خونون کے اور مال اونکے مثل ہمارے مالون کے ف روایت کیا اوسکو شافعی نے
مسند مین اور اسناد مین اوسکی ابو الجنوب ہے ضعیف کیا اوسکو دار قطنی نے ص اور جسکو کہ دعوت اسلام (ابوالجنوب ضعیف ہے دار قطنی)
نہ پہونچی ہوا اوسکے ساتھ ہم نہ لڑینگے ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ سے کہ تم اونکو جو
اہل کتاب ہین پہلے بُلانا اوسکو اول طرف شہادت لا الہ الا اللہ کے روایت کیا اوسکو بخاری ومسلم نے ص اور اگر پہلے
دعوت اسلام پہونچ چکی ہو تو مستحب ہے کہ لڑائی کے شروع مین پھر اونسے مسلمان ہوجانے کو کہدیا جاوے ف اور یہ واجب
نہین ہے کیونکہ مروی ہے نافع رض سے کہا کہ چھاپا مارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق پر اور وہ غافل تھے پھر مار ڈالا لڑنے والونکو
اونکے اور قید کیا اولاد کو اونکی کہا مجھسے عبد اللہ بن عمر رض نے روایت کیا اوسکو بخاری ومسلم نے اور ظاہر ہے کہ چھاپے مین بُلانا
نہین ہوتا ہے طرف اسلام کے ص پھر اگر جزیہ دینا بھی قبول نکرین تو اللہ تعالی سے مدد کی درخواست کرکے اونسے لڑینگے
ف اسواسطے کہ حدیث بریدہ مین ہے کہ اگر وہ انکار کرین جزیے سے تو مدد مانگ اللہ سے اور لڑ اونسے ص ساتھ
فلاخن کے ف اور تمامی آلات حرب مثل توپ و تفنگ کے ص اور کافرون کو جلا وینگے اور ڈبو وینگے اور تیر مارینگے
ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑا کیا ایک فلاخن کو طائف والون پر روایت کیا اوسکو ابوداود نے مراسیل مین
مکحول سے اور راوی اوسکے معتبر ہین اور موصول کیا اوسکو عقیلی نے حضرت علی رض سے لیکن سند اوسکی ضعیف ہے اور جلا دیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درختون کو بنی نضیر کے اور کاٹ ڈالا اونکو روایت کیا اوسکو علمائے ستہ نے ص اگرچہ وہ بعض
مسلمانون کو اپنی سپر بنالین اور ہم تیر وغیرہ مارنے مین کافرون کی نیت کرینگے نہ مسلمانون کی ف یعنی اگر کافر مسلمان
کو اپنی سپر بنالے اور اوسکی آڑ مین کھڑا ہوا اور اوسکے مارنے کی ضرورت ہو تو صرف کافر کی نیت سے تیر وغیرہ مارنا چاہیے
گو مسلمان بھی زخمی ہو یا مارا جاوے ص اور اونکے درخت کاٹ ڈالین گے اور اونکی کھیتیان اوجاڑ دینگے اور دغا کرینگے
ف یعنی عہد نہ توڑینگے اور صحیحین مین ثابت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی مکر و فریب ہے تو اب ضرور ہوا
کہ دغا اور مکر مین فرق پہچانین تعجب تک کہ لڑائی ہو رہی ہے تو مکر حرام نہین اسطرح پر کہ ہم اونکو اس طرح دکھلاوین کہ نہین لڑتے ہین
اور جب وہ مطمئن ہوجاوین تو اونسے لڑین یا ہم اور کسی طرف چلے جاوین اور وقت اونکی غفلت کے رات کو اونپر چھاپا ماریں خلاف

اوس صورت کے کہ ہمارے اور اونکے بیچ مین عہد ہو گیا کہ آج کے روز ہم نہ لڑینگے اور پھر دغا دیکے لڑ بیٹھے تو یہ مکر نہین ہے بلکہ عہد
توڑنا ہے اور یہ حرام ہے ص اور مال غنیمت مین خیانت نکرینگے اور مُثلہ یعنی کسیکے ناک کان نہ کاٹینگے اور یہ جو عرنیین کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ کیا تھا ف اور حدیث اونکی کتاب الطہارت کوئین کے باب مین گذری ص
منسوخ ہے ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہ چراؤ مال مین سے غنیمت کے اور عہد نہ توڑو اور ناک کان نہ کاٹو
ف روایت کیا اوسکو مسلم نے حدیث بریدہ مین ص اور مثلہ مین اللہ تعالی کی پیدایش کا بدل دینا ہے تو حرام ہے
ف اسواسطے کہ اسکی پیدایش کا بدلنا حرام ہے ص اور لڑکے اور بیعقل اور بوڑھے فرتوت اور اندھے اور اپاہج کو
اور عورت کو نہ مارینگے ف اور امام شافعی کے نزدیک شیخ فانی اور اپاہج اور اندھے کو بھی مارینگے اور ہم کہتے ہین
کہ ان لوگون سے لڑائی متحقق نہین ہوتی تو انکا مارنا بھی جائز نہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا قتل سے
عورتون اور لڑکون کے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور آپ نے دیکھا ایک عورت کو لڑائی مین کہ قتل ہوئی تھی سو فرمایا
کہ نہین تھی یہ قابل قتال کے روایت کیا اوسکو ابو داود اور نسائی نے ص مگر یہ کہ جب کوئی ان مین سے حاکم ہو یا لڑتا ہو
یا صاحب مال ہو کہ کافرون کو مستعد کرتا ہو لڑائی پر یا لڑائی کے اسور مین مشورہ دیتا ہو اور منع ہے کہ مسلمان لڑکا اپنے باپ مشرک کو
ابتداءً قتل کرے بلکہ لڑکے کو اوسکے مار ڈالنے سے دیر کرنا چاہیے کہ دوسرا شخص آکر اوسکو مار ڈالے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی
نے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا یعنی بسر کر والدین سے دنیا مین موافق دستور کے اور یہ دستور سے بعید ہے کہ
ابتداءً باپ کو مار ڈالے ص اور اگر باپ اوسکے قتل کا قصد کرے اور اوسکو اوس سے بچنے کی کوئی صورت نہ بن سکے
تو اوسکو مار ڈالے ف اسواسطے کہ مقصود بچنا ہے بلکہ جب باپ مسلمان اپنے بیٹے پر تلوار کھینچے اور بیٹے کو بچنے کی کوئی صورت
نبنے بغیر قتل کرنے باپ کے تو قتل کرے اوسکو تو کافر باپ مین بدرجۂ اولی قتل کرنا جائز ہوگا ھدایہ ص اور بھی منع ہے کہ
قرآن اور عورت کو ایسے لشکر مین ہمراہ لیجے جسمین جمعیت تھوڑی ہو اور اگر بڑا لشکر ہو اور گمان غالب ہو فتح کا تو کچھ مضایقہ نہین
ف صحیح مسلم اور ابن ماجہ مین مروی ہے حضرت ابن عمر سے کہ منع کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے کہ
سفر کیا جاوے قرآن کو لیکر دشمن کے ملک مین اور ایک روایت مین مسلم کی ہے کہ مین خوف کرتا ہون اس بات کا کہ لے لے اوسکو
دشمن ص اور اگر امام کافرون سے صلح کرنے مین بہتری دیکھے جائز ہے کہ اونسے صلح کرے ف خواہ مال دیکر یا لیکر
اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے صلح کی اہل مکہ سے اس بات پر کہ لڑائی کو موقوف رکھین دس برس تک ایسا ہی کہا ہے سیرت محمد بن اسحق اور سیرت
ابن ہشام مین اور بیہقی نے روایت کی کہ وہ صلح سنہ ہجری تک تھی ص اور صلح کیے پیچھے توڑ ڈالین اگر توڑنا اچھا ہو اونکو اطلاع دیکے
اور اگر کافر خیانت کرین تو بدون اطلاع دیے اونسے لڑین ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توڑ ڈالی وہ
صلح جو کی تھی مشرکین مکہ سے اور در صورت خیانت نکرنے کافرون کے بغیر اونکی اطلاع دیے کے لڑنا جائز نہوگا کیونکہ یہ دغا
ہو جاویگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عہدون مین وفا ہے نہ دغا اور یہ حدیث غریب ہے اور قول ہے عمرو بن عبسہ کا
لیکن اسکے معنون مین اور حدیثین صحیح آئی ہین ص اور مرتدون سے صلح کرلین لیکن مال نلین اور اگر لے لیا تو پھر اونکو

واپس نہ دین اور مسلمان کافرون کے ہاتھہ ہتھیار اور گھوڑے اور لوہا نہ بیچین اگرچہ صلح کے بعد ہو **ف** اسواسطے کہ روایت کی بیہقی نے سیر مین اور بزار نے مسند مین اور طبرانی نے معجم مین عمران بن حصین رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہتھیار کے بیچنے سے فتنہ و فساد مین کہا بیہقی نے صواب یہ ہی کہ یہ موقوف ہی اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین لیکن سند اوسکی ضعیف ہی **ص** اور جس کافر کو کوئی مسلمان مرد یا عورت آزاد پناہ دے تو امان اوسکی صحیح ہی اور اوسکو قتل نکرینگے ہان اگر امان دینا برا ہو تو امن کو توڑ ڈالے اور حاکم امان دینے والے کو تادیب کرے **ف** اور اصل اس باب مین قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ مسلمان برابر ہین خون اونکے اور ذمہداری کرسکتا ہی ادنیٰ اونکا یعنی بہت کم اور وہ ایک ہی روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور بخاری و مسلم نے **ص** اور اگر کوئی ذمی یا قیدی یا سوداگر مسلمان ہی اونکے ساتھہ یا غلام یا وہ شخص جو اسلام لایا ہی لیکن ہماری طرف نہین آیا ہی یا لڑکا یا مجنون امان دے تو امان اوسکی باطل ہی **ف** اور امام محمد کے نزدیک امان غلام کی صحیح ہی اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امان غلام کی امان ہی یعنی جائز ہی اور ہدایہ مین ہی کہ روایت کیا اوسکو ابو موسیٰ اشعری نے اور کہا ابن الہمام نے کہ یہ حدیث پہچانی نہین جاتی لیکن روایت کی عبدالرزاق نے حضرت عمر رض سے مانند اسکے موقوفا اور ابن ابی شیبہ نے اور دلیل امام صاحب کی مذکور ہی ہدایہ مین ؟

باب غنیمتون کا اور اوسکے بانٹنے کے بیان مین

مسلمانون کا بادشاہ جس شہر کو غلبے اور زبردستی سے فتح کرے اوسکو لشکر مین بانٹ دے یا اوس ملک کے باشندون کو اوسپر مقرر رکھے اور اون کے خود پر جزیہ اور اونکی زمین پر خراج ٹھہرا دے **ف** دلیل اول مسئلے کی یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے ملک مین ایسا ہی کیا تھا اور دوسرے مسئلے کی یہ ہی کہ حضرت عمر رض نے اہل عراق کو اونکے ملک پر برقرار رکھا تھا اور اونکی زمینون پر خراج باندھا تھا ہدایہ **ص** اور قیدیون کو اختیار ہی چاہے مار ڈالے **ف** اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مارا عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کو قیدیان بدر سے **ص** اور چاہے اونکو غلام بنائے **ف** اسواسطے کہ اسمین اونکا بھی دفع شر ہی اور مسلمانون کا بھی فائدہ ہی **ص** اور چاہے آزاد چھوڑ دے کہ مسلمانون کو ذمی بنکے جزیہ دیا کرین اور نہین جائز ہی کہ اون قیدیون کو مفت احسان رکھکر چھوڑ دین اور امام شافعی کے نزدیک جائز ہی **ف** اور دلیل ہماری قول ہی اللہ تعالیٰ کا اُقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ **ص** اور جائز ہی کہ مال لیکر اونکو چھوڑ دین قبل موقوف ہونے لڑائی کے نہ بدلے مین مسلمانون کے جو کافرون کے نزدیک قید ہین اور بعد موقوف ہونے لڑائی کے مال لیکر چھوڑنا باجماع ہمارے علما کے جائز نہین ہی اور مسلمانون کے بدلے مین بھی چھوڑنا امام صاحب کے نزدیک جائز نہین ہی اور امام محمد کے نزدیک جائز ہی اور امام ابو یوسف سے اس باب مین دو روایتین ہین اور امام شافعی کے نزدیک مطلقا جائز ہی لیکن دار الحرب کو واپس بھیجدینا کسیکے نزدیک جائز نہین اور یہ بھی حرام ہی مواشی کے کوچین کاٹنی جس صورت مین کہ اونکا دار الاسلام مین لانا مشکل ہو بلکہ ذبح کرکے اونکو جلا دیا جاوے تاکہ کافر فائدہ نہ اوٹھا دین **ف** اور امام شافعی کے نزدیک وہ مواشی چھوڑ دیے جاوین اور دلیل لاتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ذبح کرنے سے بکری کے مگر واسطے کھانے کے اور جواب ہمارا یہ ہی کہ یہ حدیث مرفوعا نہین ملی بلکہ قول ابو بکر رض کا ہی روایت کیا اوسکو مالک نے موطا مین اور دلیل ہماری یہ ہی کہ ذبح کرنا

سیوان کا واسطے غرض صحیح کے درست ہی اور نہین شک ہی اس بات مین کہ کافرون کی شرارت توڑنے سے بڑھکر اور کوئی
عزت نہین ہی اگر اونکو زندہ چھوڑ دین تو کافرون کی منفعت ہوگی اور باعث انکے غلبے کا ہوگا اور زندہ کو جنین کاٹتے کیونکہ
یہ مثلہ ہی اور مثلہ ممنوع ہی حدیث صحیح مین جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور جو چیزین جلانے سے نہین جلتی ہین تو اونکو گاڑ دیوے ایسی جگہ پر کہ
کافرون کو اطلاع نہو ہدایہ ص اور کافرون کے ملک مین مال غنیمت کو نہ بانٹین ف اور امام شافعی کے نزدیک
بانٹ لین اور دلیل ہماری یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا غنیمت کی بیع سے دار الحرب مین اور قسمت بھی بیع
کے ہی ہدایہ اور یہ حدیث غریب ہی کہا شیخ ابن الہمام نے ص اور اگر لشکر والون کو مال اسلیے بانٹ دین کہ اونکے پاس
امانت رہے دار الاسلام مین داخل ہوکر پھر قسمت کی جاویگی تو جائز ہی اور جو مدد کہ مسلمانون کو پہنچے وہ مال غنیمت مین انکے
شریک ہونگے اگرچہ مدد کے لوگون کو کافرون سے لڑنے کا اتفاق نہوا ہو مگر بازاری شخص اور جو کہ دار الحرب مین مر جاوے شریک نہوگا اور
امام شافعی کے نزدیک جو شخص کہ بعد کفار کی شکست کے مر جاوے اگرچہ دار الحرب مین مرے تو شریک ہوگا اور حصہ اوسکا اوسکے وارثون
کو ملیگا اور جو دار الاسلام مین آکر مریگا تو حصہ اوس مردے کا سبکے نزدیک وارثون کو اوسکے دلایا جاویگا اور جائز ہی مسلمانون
کو مال غنیمت سے ان اشیا کو تقسیم سے پیشتر دار الحرب مین کام مین لاوین کھانا اور گھانس اور لکڑیان جلانے کی اور تیل اور
ہتھیار جنکی حاجت پڑے ف اسواسطے کہ روایت کی بیہقی نے عبد اللہ بن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دن جنگ کے کھاؤ اور چراؤ اور نہ اوٹھاؤ اور نکالا اوسکو واقدی نے مغازی مین اور سند اوسکی ضعیف ہے ص اور جب دار الحرب سے نکلین
تو اونکو کام مین نہ لاوین بلکہ جسقدر اپنے پاس بچی ہون اونکو مال غنیمت مین واپس دین مگر انکا بیچنا جائز نہین اور جو شخص کہ کافرون
مین سے مسلمان ہوجاویگا اوسکی جان قتل سے اور اولاد صغیر اوسکی قید سے اور جو مال کہ اوسکے پاس ہوگا یا کسی مسلمان یا ذمی کے
پاس امانت ہوگا غنیمت ہوجانے سے محفوظ رہیگا ف اسواسطے کہ روایت کی امام محمد نے عروہ بن الزبیر سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ اسلام لاوے کسی چیز کے ساتھہ تو وہ چیز اوسکی ہی اور اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہی اور
روایت کیا اوسکو سعید بن منصور نے باسناد صحیح اور روایت ابی داؤد مین ہی کہ فرمایا آپنے کہ قوم جب اسلام لائی تو محفوظ کر لیا
انھون نے اپنی جانون اور مالون کو ص لیکن اوسکے مسلمان ہونے سے اوسکی اولاد کبار یعنی بڑے لڑکے اور اوسکی عورت
حمل اور زمین اور غلام جنگی اور جو مال اوسکا کہ حربی کے پاس امانت ہی یا غصب ہی محفوظ نرہیگا بلکہ غنیمت مین داخل ہوگا

فصل غنیمت کی قسمت کے بیان مین

جو شخص کہ دار الاسلام کی حد سے آگے بڑھنے کے وقت سوار ہو اگرچہ بعد اوسکے گھوڑا اوسکا مر گیا ہو اور وہ وقت لڑائی کے
پیادہ ہو اوسکے لیے دو حصے ہین اور جو وقت نکلنے کے دار الاسلام کی حد سے پیادہ ہو تو اوسکا ایک حصہ ہی اگرچہ وقت لڑائی کے
سوار ہو اور امام شافعی کے نزدیک اعتبار سوار اور پیادہ ہونے مین لڑائی کے وقت کا ہی اور سوار کے لیے اونکے نزدیک تین حصے ہین
ف اور یہی مذہب ہی صاحبین کا اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح عبد اللہ بن عمر سے
کہ کیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے سوار کے دو حصے اور واسطے پیادے کے ایک حصہ اور تفصیل فتح القدیر مین ہی
ص اور سوار کے اگر دو گھوڑے ہون تب بھی ایک ہی کا حصہ ملیگا اور اونٹ اور خچر کے واسطے کچھ نہین اور غلام اور لڑکے

اور عورت اور ذمی کے واسطے اگر لڑائی میں اعانت کریں تو اونکو پورا حصہ نہ ملیگا بلکہ کچھ تھوڑا سا حصہ جو حصہ غنیمت سے کم ہو
موافق رائے امام کے دلایا جائیگا ف یہ اور ایسا ہی مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کما اوسکو اصحاب سنن نے
ص اور مال غنیمت سے پانچواں حصہ یتیموں کا ہے جنکے باپ مر گئے ہوں اور مسکینوں کا اور مسافروں کا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے فقیر یعنی ان تینوں قسموں یعنی یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں پر مقدم رکھے جاویں اور جو لوگ
اونمیں سے غنی ہوں اونکا حق اس پانچویں حصے میں نہیں اور ذکر اللہ تعالی کا جو اس آیت میں ہے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ
مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ الآیہ صرف تبرک کے واسطے مذکور ہے اور حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپکی وفات کے
سبب سے جاتا رہا جیسے کہ صفی جاتا رہا ف کہ اب امرا اور بادشاہوں کو صفی لینا نچاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صفی لینا درست تھا
اور صفی وہ مال ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت سے اپنے نفس نفیس کے لیے پسند فرماتے تھے جیسے کوئی تلوار یا زرہ یا اور کوئی
چیز لیس اب امام کو اپنے لیے پسند کرنا درست نہیں ص اور امام شافعی کے نزدیک مال غنیمت کے پانچ حصے کریں ایک حصہ
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور وہ خلیفہ کو ملیگا اور ایک حصہ خاص ذوی القربی کا یعنی بنی ہاشم اور بنی مطلب کا ف برابر کہ
غنی ہوں یا فقیر ص جاننا چاہیے کہ نبی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف ہیں اور عبد مناف
کے چار بیٹے تھے ہاشم اور مطلب اور عبد شمس اور نوفل آخر ف سنن ابو داؤد وغیرہ میں مروی ہے کہ ص جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے خیبر کی غنیمتوں کو بانٹا تو پانچواں حصہ ذوی القربی کا تقسیم کیا درمیان اولاد ہاشم اور مطلب کے اور نہ دیا اولاد میں سے
عبد شمس کے اور جبیر بن مطعم اولاد سے نوفل کے اور دونوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہم انکار نہیں کرتے ہیں بزرگی
اولاد ہاشم کا اسواسطے کہ آپ کو اللہ تعالی نے وہیں کہا یعنی اونھیں کی اولاد سے ہوئے اور بنی مطلب کو ہمپر کیا بزرگی ہے کہ آپنے
اونکو دیا اور ہمکو نہ دیا تو فرمایا آپ نے کہ انھوں نے نہ چھوڑا مجکو زمانہ جاہلیت میں اور نہ اسلام میں تو امام شافعی اب بھی قسمت کرتے ہیں
موافق قسمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہم کہتے ہیں کہ آپ نے صرف یہی وجہ بیان کی کہ بنی مطلب نے میری اعانت اور
نصرت کی تو یہ بات آپ کی وفات سے باقی نرہی تو اب سب اقارب آپ کے مستحق ہیں بسبب فقر کے جیسا کہ فرمایا آپ نے
ف واسطے بنی ہاشم کے ص کہ اللہ نے بدل دیا تمکو صدقوں سے پانچویں حصے کا پانچواں حصہ یعنی ایک حصہ ف
اور یہ حدیث کتاب الزکوۃ مصارف کے باب میں گذری اور روایت کیا اوسکو ابن ابی حاتم نے تفسیر میں اور اسناد اوسکی حسن ہے
ص اور جب یہ کہ بدلہ زکوۃ کا ہوا تو جو مستحق زکوۃ کا ہوگا وہ اسکا بھی ہوگا اور منقول ہے کہ خلفاے راشدین قسمت کرتے تھے
ہمارے طریق پر ف روایت کی ابو یوسف نے کلبی سے انھوں نے ابو صالح سے انھوں نے ابن عباس سے کہ خمس تھا بانٹا جاتا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پانچ حصے کرکے ایک واسطے اللہ کے اور رسول کے اور ایک واسطے ذوی القربی کے
اور ایک واسطے یتامی کے اور ایک واسطے مساکین کے اور ایک واسطے مسافروں کے پھر تقسیم کیا ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم
نے اوسکو تین پر ایک واسطے یتیموں کے اور ایک واسطے مساکین کے اور ایک واسطے مسافروں کے اور روایت کی طحاوی نے
مانند اسکے ص اور حضرت عمر دیتے تھے اونکے فقیروں کو ف کہا شیخ ابن الہمام نے کہ اس تصریح سے جنے نہیں پایا اوسکو
ص اور اگر کوئی مسلمانوں کی جماعت دار الحرب میں سے مال غنیمت لاویں تو اوسکا پانچواں حصہ لیا جاویگا جب کہ اونکے پاس

لشکر وغیرہ ہو یا امام کے اذن سے گئے ہوں اور جو امام کے بغیر اذن ہے کے اور لشکر کے چلے گئے ہون تو اوسمین سے پانچوان حصہ نہ لیا جاوے اور امام کو اختیار ہی کہ حالت قتال مین لشکر کو برانگیختہ کرے اور حرص دلاوے قتل پر مثلا کہے کہ جو کوئی کسی کافر کو مار یگا تو اوسکا سامان قاتل کو ملیگا یا چھوٹے لشکر سے کہے کہ مینے تمہارے واسطے غنیمت کی چوتھائی بعد خمس نکالنے کے مقرر کردی یعنی غنیمت مین سے خمس نکال کر چار حصے جو رہے اونمین ایک حصہ تمکو دونگا اور تین حصے سب لشکر مین تقسیم کرونگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ ای نبی مستعد کر اور رغبت دلا مسلمانون کو قتال پر **ص** اور نہ بڑھاوے بعد آجانے غنیمت کے دار الاسلام مین **ف** اسواسطے کہ اب سبکا حق اوسمین ہوگیا **ص** مگر خمس سے **ف** کیونکہ خمس مین اون لوگون کا حق نہین **ص** اور سامان یہ ہی کہ سواری اور کپڑے اور ہتھیار اور جو کچھ کہ اوسکے پاس مع جانور پر تو اگر امام نے زیادہ دینے کا حکم نہ کیا تو اسباب مقتول کا سب مین تقسیم ہو جاویگا **ف** اور امام شافعی کے نزدیک ہمیشہ سامان مقتول کا قاتل کو ہوگا کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ قَتَلَ قَتِیْلاً فَلَهٗ سَلَبُهٗ روایت کیا اوسکو اسحق بن راہویہ نے مسند مین اسی لفظ سے اور ابو داؤد اور ابن حبان اور حاکم نے انس رض سے اس لفظ سے مَنْ قَتَلَ کَافِرًا فَلَهٗ سَلَبُهٗ اور جماعت نے سوا نسائی کے اس لفظ سے ابو قتادہ سے مَنْ قَتَلَ قَتِیْلاً لَهٗ عَلَیْهِ بَیِّنَةٌ فَلَهٗ سَلَبُهٗ یعنی جو شخص کہ قتل کرے کسی کافر کو اور اوسکے پاس گواہ ہون تو واسطے اوسکے ہی سامان اوس مقتول کا اور دلیل امام اعظم کی یہ ہی کہ یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین مین زیادہ کرنے کے لیے فرمایا تھا نہ یہ کہ اسکا ہمیشہ حکم ہی شرع مین اور دلالت کرتا ہی اسپر وہ جو روایت کی طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط مین کہ ایک شخص نے ارادہ کیا کل مال لے لینے کا قاتل کے اور ابو عبیدہ نے ارادہ کیا کہ اوسمین پانچوان حصہ کرین تو کہا معاذ نے کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے اِنَّمَا لِلْمَرْءِ مَا طَابَتْ بِهٖ نَفْسُ اِمَامِهٖ یعنی آدمی کا وہ حصہ ہی جتنے مین اوسکا امام خوشدل اور راضی ہو اور روایت کیا اسکو اسحق بن راہویہ نے اور تفصیل فتح القدیر مین ہی

باب کافرون کے غلبے کے بیان مین

اگر بعض کافر بعض کافرون پر غالب ہو کر اونکو قید کرین اور اونکا مال لے لین یا اونٹ ہمارے بھاگ کے اونکے پاس چلے جاوین یا مسلمانون کے مالون پر غالب ہوجاوین اور اون مالون کو دار الحرب مین لیجاوین تو مالک ہوجاوینگے اور امام شافعی کے نزدیک کافر مسلمانون کے مال کے مالک نہونگے **ف** اور دلیل ہماری اصل متن کو دیکھو **ص** اور کافر ہمارے آزاد اور مدبر اور ام ولد اور مکاتب اور غلام کو جو اونکے پاس بھاگ گیا ہو مالک نہونگے اگرچہ اوسکو لے لیوین اور ہم اگر اونپر غلبہ پاوین تو اونکے آزاد شخصون کے اور اونکے مالون کے مالک ہوجاوینگے تو جو مسلمان اپنی چیز بجنسہ وہان پاوے وہ غنیمت کی تقسیم سے پیشتر اوسکو مفت لے لے اوسکا عوض کچھ نہ دے اور اگر غنیمت کی تقسیم کے بعد اوسکو اپنا مال ملے تو اوس مال کی قیمت دیکر لے سکتا ہی **ف** اسواسطے کہ روایت کی دار قطنی اور بیہقی نے سنن مین ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون مالون مین کہ لیجاوین اوسکو دشمن اور مسلمان پھر چھین لیوین اونسے کہ اگر صاحب مال اوسکو پاوے قبل قسمت کے تو وہ حقدار ہی اوسکا اور اگر پاوے اوسکو اور قسمت ہو چکی ہو تو لے لیوے قیمت سے اور اسناد مین اوسکی حسن بن عمارہ ضعیف ہی اور نکالا دار قطنی نے مانند اسکے ابن عمر رض سے اور یاسین اوسکی اسناد مین ضعیف ہی اور ذکر کیے زیلعی نے تخریج ہدایہ مین اس باب مین بہت آثار **ص** اور جو کسی سوداگر نے

غا
غا

کافرون سے وہ چیز مول لی ہو اور دار الاسلام مین لے آیا ہو تو جتنے دام سوداگر کے لگے ہون اوسقدر دیکر لے لے **ف** اسکو طبرانی
کر روایت کی ابو داؤد نے مراسیل مین تمیم بن طرفہ سے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے پاس ایک ناقہ پایا اور قصہ اوٹھایا اسکا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو قائم کیے ایک نے گواہ کہ یہ میرا ناقہ ہی اور دوسرے نے قائم کیے اس بات پر کہ اس ناقے کو خرید کیا ہے
دشمن سے تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر چاہے تو تو لے لے اوس قیمت سے کہ خریدا ہی جتنے کو اس شخص نے ورنہ چھوڑ دے لے تو
اوسکو اور ذکر کیا اسکو عبد الحق نے احکام مین اور کہا کہ اسناد کی اس حدیث کی یاسین الزیات نے سماک بن حرب سے
او نے تمیم بن طرفہ سے اونے جابر بن سمرہ سے اور یاسین ضعیف ہی کہا ابن القطان نے کہ ایسا ہی کہا ابن حزم نے اور مین
نہین پہچانتا ہون اس سند کو ہکذا فی تخریج الهدایة للزیلعی **ص** اگرچہ اوس مال کی آنکھ پھوٹ گئی ہو اور اوسکا عوض
اوس تاجر نے لے لیا ہو تو اب مسلمان مالک کو نچاہیے کہ آنکھ پھوٹنے کے عوض کو مثلاً غلام کے مول مین سے کم کر کے دے تو اگر
قید مین پڑا اور خرید ا دو بار ہو تو مشتری اول دوسرے سے اوسکا دام دیکر لے اور پہلا مالک دونون دام مشتری اول کو دیکے
اس مسئلے کی صورت یہ ہی کہ کافر زید کے غلام کو پکڑ لے گئے اور عمرو اونسے سو روپے کو خرید لایا پھر دوبارہ اوس غلام کو کافر پکڑ لے گئے
تو بکر اونسے سو روپے کو دار الاسلام مین لے آیا اب اگر عمرو اوس غلام کو لیگا تو بکر کے دام یعنی سو روپے دیکر لیگا اور زید اگر عمرو سے
لینا چاہیگا تو دو سو دینے پڑینگے اسلیے کہ عمرو کے اوسپر دو سو لگے ہین اور زید کو اختیار نہین کہ بکر سے سو روپے دیکر خرید لے کیونکہ اس صورت
مین عمرو کے روپے ضائع ہو جاوینگے **مسئلہ** اگر کوئی غلام اپنے مالک کا گھوڑا اور اسباب لیکر کافرون کی طرف چلا گیا اور انھون نے اوسکو پکڑ لیا
اور کوئی سوداگر اونسے وہ غلام اور گھوڑا اور اسباب مول لیکر دار الاسلام مین لے آیا تو مالک قدیم اوس غلام کو سوداگر سے
مفت لے سکتا ہی اسلیے کہ کافر ہمارے غلام کے مالک نہین ہوتے اور غلام کے سوا اور اسباب مول دیکر لیوے جتنے دام مشتری نے
کافرون کو دیے ہون اسلیے کہ اون چیزون کے وہ مالک ہو گئے تھے اور اگر کوئی کافر جو مسلمانون کی امن سے دار الاسلام مین آیا ہو کسی
مسلمان غلام کو خرید کرے اور اپنے ملک مین لیجاوے تو وہ آزاد ہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک آزاد نہوگا
ف اور دلیل امام صاحب کی اصل مین مذکور ہی **ص** اور جو کوئی غلام حربی کا دار الحرب ہی مین مسلمان ہو کر چلا آوے یا مسلمان
غالب ہو کر اوس مسلمان غلام کو دار الحرب سے پکڑ لاوین تو ان دونون صورتون مین وہ غلام آزاد ہوگا **ف** اسواسطے کہ روایت
کی امام احمد نے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طبرانی نے معجم مین مقسم سے انھون نے ابن عباس سے کہ دو غلام نکلے طائف سے
طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو آزاد کیا اونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونمین سے ابو بکرہ تھے اور ایک لفظ مین
ابن ابی شیبہ کے یہ ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے آزاد کرتے اون غلامون کو جو آتے تھے آپ کے پاس مسلمان ہو کر اور آزاد کیے
دن طائف کے دو غلام ایک اونمین سے ابو بکرہ تھے اور روایت کی ایسی ہی ابو داؤد نے مراسیل مین مانند اسکے عبد ربہ بن الحکم
سے کہا ابن القطان نے کہ عبد ربہ بن الحکم نہین پہچانا جاتا ہی حال اوسکا اور روایت کی بیہقی نے عبد اللہ بن مکرم ثقفی سے
اور اونمین ہی کہ فرمایا آپ نے أُولَٰئِكَ عُتَقَاءُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ یعنی وہ اللہ کے آزاد کیے ہوئے ہین واللہ اعلم

باب مستامن کے بیان مین

مستامن اوسکو کہتے ہین جسکو مارڈالنے اور لوٹ لینے سے امن دیوین تاکہ دار الاسلام مین آوے یا مسلمان دار الحرب مین جاوے

اگر کوئی مسلمان سوداگر دار الحرب مین جاوے تو وہ کافرون کی جان اور مال سے تعرض نکرے مگر جب کافرون کا بادشاہ اوسکا مال لیلیوے یا اوسکو قید کرے یا اور کوئی کافر اوسکے ساتھہ یہ کام کرے اور حاکم کافرون کا جانتا ہو تو اگر باوجود اس حرمت کے کوئی چیز نکال لاوے تو اوسکا مالک ہوجاویگا بطور ممنوع پس ایسی چیز فقیرون کو خیرات کر دینی چاہیے اپنے خرچ مین نلاوے اسلیے کہ اوسکا لینا حرام تھا اور اگر سوداگر مذکور کے ہاتھہ کسی کافر نے کوئی چیز قرض بیچی یا سوداگر نے کافر کے ہاتھہ یا انمین سے ایک نے دوسرے سے زبردستی کوئی چیز لے لی اور پھر وہ دونون دار الاسلام مین آوین اور قاضی کے یہان رجوع کرین تو قاضی نہ حکم غصب کا دے نہ قرض مسلمان کا کافر پر نہ کافر کا مسلمان پر اور یہی حال ہے اگر دو کافر دار الحرب مین قرض یا غصب کا معاملہ کرین اور پھر امن لیکر دار الاسلام مین چلے آوین یعنی قاضی کچھہ حکم غصب یا قرض کا ندے ہان اگر دونون کافر مسلمان ہوکر دار الاسلام مین آوین اور نالش کرین تو قرض کا حکم کیا جاویگا اور غصب کا نہین کیا جاویگا اور اگر دو مسلمان امن لیکر دار الحرب مین جاوین اور ایک اون مین سے دوسرے کو قصدًا یا خطاءً مار ڈالے تو اوسکے مال مین خون بہا واجب ہوگا اور خطا کی صورت مین کفارہ بھی لازم ہوگا اور اگر دو مسلمان دار الحرب مین قید ہون اور اونمین سے ایک دوسرے کو دار الحرب مین قتل کرے تو صرف خطا کی راہ سے مار ڈالنے مین کفارہ ہے اور خون بہا اور قصاص کچھہ واجب نہین **ف** اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہے **ص** امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک دیت واجب ہوگی قصد اور خطا مین اور مستامن کہ جو دار الحرب سے دار الاسلام مین آوے ایک سال کامل نہ رہنے دین اور اوس سے کہدین کہ اگر تو یہان ایک برس یا ایک مہینا جتنا امام کی راے مین مناسب ہو ٹھہریگا تو تجھہ پر جزیہ معین کر دیا جاویگا پھر اس کہنے کے بعد اگر وہ اوس میعاد تک ٹھہریگا تو ذمی ہو جاویگا یعنی اوس سے جزیہ لینا چاہیے اور پھر اوسکو دار الحرب مین جانے ندیا جاوے جیسے کوئی مستامن زمین خریدے اور اوس پر خراج مقرر ہو جاوے تو اوس پر جزیہ ایک سال کا لازم ہوگا خراج مقرر ہونے کے وقت سے یا کوئی مستامن عورت ذمی مرد سے نکاح کرے تو ان صورتون مین بھی اونکو نچھوڑینگے کہ اپنے ملک کو چلے جاوین برخلاف اسکے عکس کے یعنی اگر مستامن مرد ذمی عورت سے نکاح کرے تو وہ مرد ذمی نہو جاویگا اور اگر وہ اپنے وطن کو جانا چاہیگا تو جانے دینگے پس اگر مستامن جو دار الاسلام مین آیا تھا دار الحرب کو لوٹے تو خون اوسکا حلال ہو جاویگا **ف** تو اگر کوئی مسلمان یا ذمی اوسکو قتل کر ڈالے تو کچھہ نہین **ص** تو اگر وہ قید کرکے لایا جاوے یا کافرون پر مسلمان غالب ہووین اور وہ شخص مارا جاوے تو جو قرض اوسکا کسی مسلمان یا ذمی پر تھا ساقط ہو جاویگا اور جو مال اوسکا انمین سے کسی پاس امانت تھا مال غنیمت ہو جاویگا اور اگر وہ مر گیا یا بدون غلبے کے مارا گیا تو اوسکا قرضا اور امانت اوسکے وارثون کو ملیگا اور اگر کوئی حربی امن لیکر دار الاسلام مین آیا اور دار الحرب مین اوسکی بی بی اور بچہ اور کچھہ مال کسی مسلمان یا ذمی یا حربی کے پاس ہے اور وہ یہان آکر مسلمان ہو گیا اور اوسکے بعد کافر مغلوب ہوئے تو اوسکی تمام اشیاے مذکورہ داخل غنیمت ہونگی اور اگر دار الحرب مین مسلمان ہو کر دار الاسلام مین آیا اور پھر کافر مغلوب ہوئے تو اوسکا چھوٹا بچہ مسلمان آزاد ہے اور جو امانت اوسکی مسلمان یا ذمی کے پاس تھی وہ اوسی حربی مسلمان کی ہوگی اور انکے سوا اور چیزین **ف** یعنی عورت اور بڑے لڑکے اور جو مال اوسکا حربی کے پاس ہے **ص** غنیمت ہو جاوینگے اور جو حربی مسلمان ہوا دار الحرب مین اور اوسکو کسی مسلمان نے قتل کیا قصدًا یا خطاءً اور اوسکے وارث بھی مسلمان ہین دار الحرب مین تو اوس پر سوا کفارے کے خطا مین اور کچھہ واجب نہوگا اور امام شافعی

کے نزدیک قتل عمد میں قصاص اور خطا میں دیت واجب ہوگی اور جو شخص کہ حربی کو کسی مسلمان کو مار ڈالے جسکا کوئی وارث نہو یا ایسے کافر حربی کو
جو امن لیکر دار الاسلام میں آیا تھا اور مسلمان ہو گیا تھا مار ڈالے تو امام کو چاہیے کہ اوسکا خون بہا قاتل کی قوم سے لیوے اور اگر قصدًا اوسکو
مار ڈالے تو اوسکا حکم قصاص میں مار ڈالنا یا خون بہا لینا ہے معاف کرنا یعنی بادشاہ کو اختیار ہے چاہے مار ڈالے چاہے خون بہا لیوے مگر معاف نہیں کر سکتا

باب زمین عشری اور خراجی اور جزیے کے بیان میں

زمین عرب کی اور وہ زمین جہاں کے رہنے والے مسلمان ہو گئے ہوں یا غلبے کے طور پر فتوح ہو کر لشکر اسلام کو بانٹ دی گئی ہو
اور زمین بصرے کی سب عشری ہے **ف** یعنی انکی پیداوار میں سے دس حصے میں سے ایک حصہ لینا چاہیے لیکن زمین عرب کی سو اسواسطے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے راشدین نے خراج نہیں لیا عرب کی زمین سے اور جو زمین کہ اسلام لائے اہل اوسکے
یا لشکر اسلام میں بانٹ دی گئی تو وہ زمین قبضے میں مسلمانوں کے ہے اور مسلمانوں کی زمین سے عشر لیا جاتا ہے اور لیکن زمین
بصرے کی تو چاہیے تھا کہ خراجی ہوتی مگر صحابہ نے مقرر کیا اوسپر عشر کو اسواسطے قیاس متروک ہو گیا **ص** اور جو ملک کہ
غلبے سے جیتا ہو اور پھر وہاں کے باشندوں کو اوسپر قائم رکھا ہو یا امام نے اونکے ساتھ صلح کر لی ہو تو وہ خراجی ہے **ف**
اور ایسی ہی زمین شام اور عراق کی ہے اسواسطے کہ روایت کی ابو عبید قاسم بن سلام نے کتاب الاموال میں ابراہیم تیمی سے کہ جب فتح کیا
مسلمانوں نے سواد کو کہا انھوں نے واسطے عمر رض کے کہ تقسیم کر دو اسکو ہمارے بیچ میں کیونکہ فتح کیا ہے ہمنے اوسکو غلبے سے تو فرمایا
حضرت عمر رض نے کہ کیا ہوگا اونکے واسطے جو مسلمان بعد ہمارے آوینگے تو مقرر رکھا انھوں نے وہاں کے باشندوں کو اوسپر اور
اونکی گردنوں پر جزیہ اور اونکی زمینوں پر خراج باندھا اور ایسا ہی کیا عمرو بن عاص رض نے جب فتح کیا زمین مصر کو اخراج کیا اسکو ابن سعد
نے طبقات میں اور مقرر ہوا خراج ملک شام پر باجتماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اور یہ مشہور ہے **ص** اور اگر کوئی شخص
زمین ویران کو جو کسی کی ملک نہو آباد کرے تو وہ زمین اگر عشری کے متصل ہوگی تو عشری ہوگی اور اگر خراجی کے متصل ہوگی تو خراجی ہوگی
اور وہ خراج جسکو حضرت عمر رض نے سواد عراق پر مقرر کیا تھا یہ ہے کہ جو زمین قابل زراعت ہو اور وہاں پانی پہونچے اوسکی پیداوار میں
سے ہر جریب پیچھے ایک صاع اور ایک درم لینا چاہیے اور ترکاری کی زمین سے ہر جریب میں پانچ درم اور انگور اور چھوہارے (یعنی کھجور ۱۲) کے ملے
کھڑے ہوں اونکی جریب میں دس درم اور اسکے سوا میں مثل زعفران اور باغ وغیرہ کے جو اوسکے حال کے مناسب ہو لیا جاوے
ف اور یہ ثابت ہے حضرت عمر رض سے مختلف روایات میں اخراج کیا اوسکو ابو عبید نے کتاب الاموال میں اور عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ نے
ص اور جریب شصت در شصت ہوتا ہے **ف** یعنی ساٹھ گز کو ساٹھ گز میں ضرب دینے سے جتنا حاصل ہو اور وہ ۳۶۰۰
ہوتے ہیں اوتنے کا ایک جریب ہوتا ہے **ص** اور کتب فقہ میں ہے کہ گز کسریٰ کا سات مٹھی کا ہوتا ہے اور گز مساحت کا سات مٹھی
اور ایک انگلی کھڑی ہوئی اور اہل حساب کے نزدیک گز چوبیس انگل کا اور انگل چھ جو کا ہوتا ہے اسطرح پر کہ پیٹ کو ملاویں ملے ہوں
ایک دوسرے سے **ف** چلپی حاشیہ شرح وقایہ میں ہے کہ معتبر جریب میں گز کسریٰ ہے **ص** اور خراج میں آدھے سے بڑھ کر لیا جاوے
اور جو گنجایش اسقدر محصول کی نہو تو کم کر دیا جاوے مگر زیادہ کی گنجایش کی صورت میں زیادہ نہ کیا جاوے نزدیک امام ابو یوسف
کے اور زیادہ کیا جاوے نزدیک امام محمد کے **ف** اور صحیح قول امام ابو یوسف کا ہے اور اوسی پر فتوی ہے اور مؤید ہے اوسکے
وہ جو روایت کی عبد الرزاق نے ابراہیم سے کہ آیا ایک شخص پاس عمر رض کے اور کہا کہ زمین خراج میں زیادہ گنجایش ہے اوس سے

جو مقرر ہی اوس پر تو فرمایا آپ نے کہ نہین او ہی تعلیہ طرف اونکے یعنی ہمسے کچھ علاقہ نہین جتنا مقرر ہو چکا اوتنا ہی لینگے
ص اور جو خراج گذار کی زمین پر پانی پہونچنا بند ہوجاوے یا پانی زمین پر غالب ہوجاوے یا کھیتی کو کوئی آفت پہونچے تو ان صورتون
مین زمین پر کچھ خراج نہوگا اور اگر مالک زمین اپنی زمین کو پڑا رکھے یا مسلمان ہوجاوے یا کوئی مسلمان زمین خراجی کو خرید کرے تو
ان سب صورتون مین خراج لازم ہوگا ف اسواسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے خرید لیا تھا زمین خراج کو اور خراج دیا کرتے تھے
کہا بیہقی نے معرفہ مین کہ ابن مسعود اور خباب بن الارت اور حسین بن علی اور شریح اُن سب کی تھین زمینین خراج کی اور روایت کیے
ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے اور عبد الرزاق نے اس باب مین چند آثار ذکر کیا اونکو زیلعی نے تخریج مین اور ابن الہمام نے فتح القدیر
مین ص اور خراجی زمین کے پیداوار مین عشر نہین یعنی اوسکے پیداوار مین خراج ہی کافی ہی عشر نہ لیا جاوے اور امام شافعی کے
نزدیک عشر بھی لیا جاوے ف اور دلیل ہماری یہ ہی کہ کسی نے خلفاء راشدین اور صحابہ مین سے جمع نہین کیا عشر اور خراج ملک واحد
مین اور کہ دلیل ہماری قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لَا يَجْتَمِعُ عُشْرٌ وَّخَرَاجٌ فِي أَرْضِ مُسْلِمٍ یعنی نہین جمع ہوتے
ہین عشر اور خراج زمین مین مسلمان کی اور اس حدیث کو روایت کیا ابن عدی نے یحیی بن عنبسہ سے ثنا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ
حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَا يَجْتَمِعُ عَلَى مُسْلِمٍ خَرَاجٌ وَّعُشْرٌ اور کہا کہ یہ روایت کی جاتی ہی قول سے ابراہیم کے اور روایت کیا اوسکو
ابو حنیفہ نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے پھر آیا یحیی بن عنبسہ اور باطل کیا اوسکو اور ملا دیا اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک اور یحیی بن عنبسہ
ظاہر ہی حال اوسکا ضعف مین کہ روایت کرتا ہی ثقات سے موضوعات کو اور کہا ابن حبان نے کہ نہین ہی یہ کلام رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا اور یحیی بن عنبسہ دجال ہی بناتا ہی حدیث کو نہین حلال ہی روایت اوس سے اور کہا دارقطنی نے یحیی یہ دجال ہی
بناتا ہی حدیث کو اور یہ تہمت ہی امام ابو حنیفہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور ذکر کیا اوسکو ابن الجوزی نے موضوعات
مین اور کہا بیہقی نے کہ یہ حدیث باطل ہی اور یحیی متہم ہی ساتھ وضع کے انتہی لیکن روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعبی سے
کہ کہا انھون نے نہین جمع ہوتا ہی عشر اور خراج کسی زمین مین اور ایسی ہی روایت کی عکرمہ سے ص اور اگر سال مین دو بار
پیداوار ہو تو عشر بھی دو بار لیا جاویگا اور خراج دو بار نہ لیا جاویگا ف اور مروی ہی یہ حضرت عمر رض سے روایت کیا اوسکو
ابن ابی شیبہ نے ص لیکن جب خراج مقاسمہ ہو یعنی مثلاً ربع پیداوار یا خمس اوسکا مقرر ہو تو وہ مکرر لیا جاویگا مثل عشر کے

فصل جزیے کے بیان مین

جزیہ دو قسم ہی ایک وہ ہی کہ طرفین کی رضامندی سے مقرر ہو تو اوس سے کم یا زیادہ نہ لیا جاوے ف جیسا کہ صلح کی تھی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران سے دو ہزار کپڑون کے جوڑون پر آدھے صفر مین اور آدھے رجب مین روایت کیا اوسکو
ابو داؤد نے کتاب الخراج مین ص اور ایک جزیہ وہ ہی کہ امام اپنی طرف سے اوسکو شروع کرے جب غالب ہو اون پر تو مقرر کیا جاوے
اہل کتاب اور مجوسی اور بت پرست پر جو عجم کا رہنے والا ہو ف اور امام شافعی کے نزدیک بت پرست سے عجم کے بھی جزیہ
نہ لیا جاویگا ص دولت والے پر ہر سال مین ۴۸ درم تو ہر مہینے مین چار درم ہوئے اور بیچ کے حال والے پر ۲۴ درم سالانہ
اور فقیر پر جو کما سکتا ہی بارہ درم سالانہ مقرر کیا جاوے اور امام شافعی کے نزدیک ہر مرد بالغ اور عورت بالغہ پر ایک دینار مقرر کیا جاوے

فقیر ہون یا غنی ف اسواسطے کہ روایت کی ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ بھیجا مجکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے طرف یمن کے اور حکم کیا مجکو یہ کہ لون ہر بالغ سے ایک دینار کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے
صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور کہا کہ یہ صحیح ہے شرط بخاری و مسلم پر اور نہیں نکالا انھون نے اوسکو اور عبد الرزاق کی روایت میں ہے
وَمِنْ كُلِّ حَالِمٍ أَوْ حَالِمَةٍ دِينَارًا اور ہم یہ کہتے ہین کہ یہ حدیث محمول ہے اوپر صلح کے اور اسیواسطے حکم کیا جزیہ لینے کا
عورت بالغہ سے حالانکہ اوس سے جزیہ نہین لیا جاتا اور کہا ابو عبید اللہ نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی
ابن ابی شیبہ نے کہ مقرر کیا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جزیے کو مالدار پر اڑتالیس درم اور متوسط پر چوبیس درم اور فقیر پر بارہ درم اور
مثل اسکے مروی ہے عثمان اور علی رضی اللہ عنہما سے ص اور عرب کے بت پرست پر جزیہ نہین ہے اگر امام اونپر غالب ہو تو عورتین اور چھوٹے لڑکے
اونکے مال غنیمت ہو جاوینگے اور نہ مرتد پر اور نہ قبول کیا جاویگا ان دونون سے مگر اسلام یا تلوار اور امام شافعی کے نزدیک مشرکین
عرب کو بھی غلام بنا لینگے ف اور دلیل ہماری ہدایہ مین مذکور ہے ص اور اسیطرح جزیہ نہین ہے نصرانی گوشہ نشین پر
جسکو عربی مین راہب کہتے ہین اور لڑکے اور عورت اور غلام اور اندھے اور اپاہج پر اور اوس فقیر پر جو کچھہ نہین کماتا
ف اور امام شافعی کے نزدیک ایسے فقیر سے لیا جاوے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ عثمان بن حنیف نے جزیہ نہین مقرر کیا
فقیر بے کسب پر روبرو ایک جماعت صحابہ کے اور ابن زنجویہ نے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ نہ جزیہ لیا جاوے شیخ فانی سے
ص اور جزیہ ساقط ہو جاتا ہے موت سے اور اسلام سے ف یعنی جو کافر اگر مسلمان ہو جاوے تو جزیہ اوس پر نہ رہیگا اور
ایسا ہی اگر مر جاوے اور امام شافعی کے نزدیک دونون صورتون مین رہتا ہے اور دلیل ہماری قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
کہ نہین ہے مسلمان پر جزیہ نکالا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے اوسط مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ جو شخص
اسلام لاوے تو نہین ہے جزیہ اوس پر ص اور اگر ایک سال کا جزیہ ادا نہین کیا اور دوسرا سال ہو گیا تو جزیہ ایک سال کا دینا پڑیگا
اسلیے کہ جزیہ ایک سال کا دوسرے مین آجاتا ہے نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک دو سال کا دینا پڑیگا ص
اور نیا گرجا اور یہودیون کا معبد ف اور اسیطرح ہندوون کا شوالہ ص دار الاسلام مین نہ بنایا جاوے ف
اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین خصی کرنا ہے اسلام مین اور نہ بنانا کنیسہ یعنی معبد یہود کا روایت کیا اوسکو
بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کیا اسکو اور روایت کیا اوسکو ابو عبید قاسم بن سلام نے اور مروی ہے یہ حضرت عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بھی ص اور اگر پرانا ڈھہ گیا ہو تو اوسکو پھر سے بنا لیوین اور ذمی شخص مسلمانون سے لباس اور سواری
اور زین مین جدا کیا جاوے اس طرح کہ گھوڑون پر سوار نہو اور ہتھیارون کا استعمال نکرے اور تاگا موٹا جو باندھتے ہین کمر پر اوسکو
ظاہر رکھے اور ایسے زین پر چڑھے جو پالان کی شکل کا ہو اور جدا کی جاوین عورتین اونکی راہ مین اور حمام مین ف راہ مین
اس طرح پر کہ ایک گوشے مین ہو کر چلین اور حمام مین اسطرح کہ ایسی ازار پہنین جسکو مسلمان عورتین نہ پہنتی ہون ص
اور اونکے گھرون پر نشان مقرر کیا جاوے تاکہ فقیر اونکے واسطے دعا نہ مانگین اور اگر ذمی دار الاسلام کے مقامون مین لڑائی کی
تیاری سے چڑھ جاوے یا دار الحرب مین چلا جاوے تو عہد اوسکا ٹوٹ جاویگا اور وہ بمنزلے مرتد کے ہو جاویگا ف اسطرح پر
کہ اوسکے مال کو وارثون مین تقسیم کر دینگے ص لیکن اگر پھر ماخوذ ہوگا تو غلام بنایا جاویگا اور مرتد اگر ماخوذ ہو تو قتل کیا جاویگا

اور اگر ذمی جزیہ دینے سے انکار کرے یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے
تو ان امور سے اوسکا عہد ذمے کا نہین ٹوٹتا ف لیکن ابن الہمام نے تصریح کی کہ اگر وہ از راہ تمرد اور شرارت کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو عہد ٹوٹ جاویگا اور وہ قابل قتل کے ہی کیونکہ ذمی سے جزیہ حقیر سمجھکر لیا جاتا ہی اور جب وہ ہمارے
پیغمبر کو برا کہنے لگے تو گویا ہم اوسنے عاجز ہوئے اور یہی مذہب ہی امام شافعی کا ص اور تغلبی مرد اور عورت سے جو دونون
بالغ ہون اہل اسلام کی زکوۃ سے دو چند لیا جاوے ف اور تغلبی کا بیان کتاب الزکوۃ مالون کی زکوۃ کے بیان مین گذرا
ص اور تغلبی فرقے کا غلام آزاد کیا ہوا مثل قریشیون کے آزاد کیے ہوئے کے ہی ف یعنی اوس سے زمین کا خراج
اور جزیہ لینا چاہیے جیسے قریشیون کے غلامان آزاد سے لیتے ہین زکوۃ کا دونا نہ لینا چاہیے جیسے تغلبیون سے لیتے ہین
اور امام زفر کے نزدیک اوس سے دونا لینا چاہیے کیونکہ حدیث مین ہی کہ مولا قوم کا اوسی مین سے ہوتا ہی روایت کیا اوسکو ترمذی نے
اور جواب ہمارا اہلیے مین کو ہی ص اور خراج زمین کا اور جزیے کا مال اور تغلبیون کا مال اور جو وہ ہدیہ بھیجین امام کو اور جو مال
کہ اونسے بدون جنگ کے ہاتھ آوے یہ سب اموال مسلمانون کے بہتر کامون مین صرف کیے جاوین مثلا کفارون کی راہ بند کرنے اور
پانی پر پل باندھنے اور بڑے پل تعمیر کرانے اور عاملون اور قاضیون اور عالمون اور سپاہیون اور اونکی اولاد کے روزینے مین خرچ کرین
اور جو شخص کہ سال کے بیچ مین مر جاوے تو وہ بخشش سالانہ سے محروم رہیگا اور بخشش سالانہ والے ہمارے زمانے مین قاضی اور مفتی اور مدرس ہین

باب مرتد یعنی اون لوگون کے بیان مین جو دین اسلام سے پھر جاوین

مرتد پر اسلام پیش کیا جاوے اور اوسکے دل مین جو مسلمانی کے دین مین شبہے ہون دور کیے جاوین تو اگر مہلت طلب کرے
تو تین دن تک مہلت دیا جاوے اگر اس عرصے مین توبہ کرے تو بہتر ورنہ قتل کیا جاوے ف تو مہلت دینا اپنی طرف سے
ہمارے نزدیک مستحب ہی اور امام شافعی کے نزدیک حاکم کو درست نہین کہ بغیر مہلت دیے مار ڈالے دلیل امام اعظم رح کی وہ ہی جو صحیح بخاری
مین مروی ہی کہ فرمایا آپنے مَنۡ بَدَّلَ دِیۡنَہٗ فَاقۡتُلُوۡہُ یعنی جو شخص بدل ڈالے دین اپنا تو قتل کرو اوسکو اور اگر مہلت مانگے
تو مہلت دینا واجب ہی ص اور مرتد کی توبہ یہ ہی کہ دین اسلام کے سوا سب دینون سے ناراض اور بیزار ہو یا اوس دین سے
نفرت کرے جسکو اوسنے اختیار کیا ہو اور اگر مسلمان ہونے کو اوسکو نہ کہین اور اوس سے پہلے ہی مار ڈالین تو یہ امر مکروہ ہی
اگر کوئی پیشتر ہی اوسکو مار ڈالے تو قاتل پر تاوان نہ آویگا اور مرتد ہونے سے مرتد کی ملک اوسکے مال پر سے جاتی رہتی ہی مگر
ملک کا جانا موقوف رہتا ہی یعنی اگر وہ پھر مسلمان ہو جاوے تو ملک بھی بدستور قائم رہیگی اور اگر حالت مرتدی مین مر جاوے
یا قتل کیا جاوے یا دار الحرب مین مل جاوے اور قاضی اوسکے دار الحرب مین مل جانے کا حکم کرے تو اوسکے مدبر اور ام ولد آزاد
ہو جاوینگے اور قرض اوسکا جو میعادی تھا حال ہو جاویگا یعنی اوسکی مدت باقی نہ رہیگی ف اور امام شافعی کے نزدیک
جب دار الحرب مین مل جاوے اوسکا مال ویسا ہی رہیگا جیسے پہلے تھا ص اور جو کچھ کہ مال اوسکا مسلمانی کی کمائی کا ہوگا
بعد ادائے قرضہ حالت اسلام کے وہ اوسکے مسلمان وارث کا ہوگا اور جو مال کہ اوسنے مرتدی کی حالت مین کمایا ہوگا اوسمین سے
اون دنون کا قرضہ دیکر باقی مال غنیمت ہوگا یہ مذہب امام صاحب کا ہی اور صاحبین کے نزدیک دونون حالت کے مال اوسکے وارث
مسلمان کے ہونگے اور نزدیک امام شافعی کے دونون حالت کے مال غنیمت ہو جاوینگے اور باطل ہوگا نکاح اور ذبیحہ مرتد کا اور صحیح ہے

طلاق اور ام ولد بنانا اوسکا اور شرکت مفاوضہ **ف** جسکا بیان آگے آتا ہی **ص** اور بیچنا اور خریدنا اور ہبہ کرنا اور
اور مدبر کرنا اور مکاتب کرنا اور وصیت یہ سب تصرفات موقوف رہینگے پس اگر وہ اسلام لاوے یہ تصرف جاری ہونگے اور اگر مرجاوے
یا قتل کیا جاوے یا دار الحرب مین مل جاوے تو سب تصرف باطل ٹھہرینگے اور جو قبل قاضی کے حکم کے مرتد مسلمان ہو کر چلا آیا تو وہ گویا مرتد
نہوا اور اگر بعد اوسکے آیا تو جو مال اوسکا اوسکے وارثون کے پاس ہی لے لیوے اور اگر عورت مرتد ہو جاوے تو اوسکو جان سے نمارین
بلکہ قید کرین یہان تک کہ توبہ کرے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک قتل کی جاوے اور دلیل ہماری یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے منع کیا قتل سے عورتون کے مروی ہی صحیحین مین اور روایت کی دارقطنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے نہ قتل کی جاوے عورت جب مرتد ہو جاوے اور اسناد مین اوسکی عبد اللہ بن عیسی الجزری ہی کہا دارقطنی نے کذاب ہی بناتا
احادیث کو اور نکالا ابن عدی نے کامل مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک عورت مرتد ہو گئی زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تو نہین قتل کیا
آپ نے اوسکو اور ضعیف کیا اوسکو بسبب حفص بن سلیمان کے کہا ابن عدی نے اکثر روایات اوسکی غیر محفوظ ہین اور نکالا طبرانی نے
معجم مین معاذ بن جبل سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھیجا اونکو یمن کی طرف تو کہا اون سے کہ جو مرد پھر جاوے اسلام سے
بلا اوسکو اگر توبہ کرے تو قبول کر ورنہ مار گردن اوسکی اور جو عورت کہ پھر جاوے اسلام سے تو بلا اوسکو اگر توبہ کرے تو قبول کر اور اگر
انکار کرے تو قید کر اوسکو اور نکالا دارقطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا انھون نے عورت قید کی جاوے اور قتل نہ کی جاوے اور اسنا
اوسکی ضعیف ہی بسبب خلاس کے تو اس وقت مین استدلال حدیث صحیحین سے اولی ہی اور امام شافعی کی جانب کی حدیثین
ضعیف مین استدلال اون سے مستقیم نہین ہوتا کذا فی فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین **ص** اور صحیح ہی تصرف اوسکا اور حالت اسلام
اور ارتداد دونون مین جو کسب اوسکا ہی اوسکے وارثون کو ملیگا تو اگر مسلمان لونڈی مرتد کی جنی اور مرتد نے اوس ولد کا
دعوی کیا تو وہ اوسکا بیٹا ہوگا اور وارث ہوگا جس وقت مرتد مرجاوے یا دار الحرب مین مل جاوے اور جو وہ لونڈی نصرانی ہوتو
اگر مرتد ہونے اور ولادت مین چھ مہینے سے کم ہی تو وارث ہوگا اور اگر چھ مہینے سے زیادہ ہی تو وارث نہوگا اور اگر مرتد مع اپنے
مال کے دار الحرب مین مل جاوے اور مسلمان اوسپر غالب ہون تو وہ مال مسلمانون مین غنیمت ہو جاویگا اور اگر مرتد دار الحرب مین
ملکر پھر دار الاسلام مین آکر مال لیکے دار الحرب مین ملجاوے پھر مسلمانون کو غلبے مین وہ مال ہاتھ لگے تو مال مذکور اوس مرتد کے
وارث کو قبل قسمت غنیمت کے ملے گا پس اگر مرتد دار الحرب مین جا ملے اور اوسکا غلام اوسکے بیٹے کا ہو جاوے یعنی قاضی
حکم کرے کہ اب اسکا مالک بیٹا ہی اور اوسکا بیٹا اوس غلام کو مکاتب کر دے پھر وہ مرتد مسلمان ہو کر چلا آوے تو کتابت کے عوض
کا مال اور ولا یعنی ترکہ اوسکا اوسی مرتد کو جو مسلمان ہو گیا ہی ملیگا اور اگر مرتد کسیکو براہ خطا مار ڈالے اور دار الحرب مین جا ملے
یا مارا جاوے تو خون بہا مقتول کا مرتد کے اوس مال مین سے ہوگا جو حالت اسلام مین کمایا ہو اور صاحبین کے نزدیک دونون حالتوں کے
مال مین سے ہوگا **ف** اسواسطے کہ اونکے نزدیک دونون حالتون کا کسب اوسکے وارث کو ہی **ص** اور اگر عمرو نے زید کا
ہاتھ جان بوجھ کر کاٹ ڈالا اور زید پھر مرتد ہو گیا اور اوسی زخم مین مر گیا یا دار الحرب مین جا ملا اور پھر وہان سے مسلمان ہو کر آیا
اور اوسی زخم مین مر گیا تو عمرو کے مال سے نصف خون بہا مرتد کے وارثون کو دلایا جاویگا اور اگر دار الحرب مین نہ جاوے اور
دار الاسلام ہی مین مسلمان ہو کر زخم کے سبب سے مرجاوے تو اس صورت مین عمرو تمام خون بہا کا ضامن ہوگا اور امام محمد

عبد اللہ بن عیسی الجزری

حفص بن سلیمان

خلاس

نزدیک نصف کا اور جو مکاتب مرتد ہوکر دار الحرب مین جا ملے پھر مال سمیت پکڑا جاوے اور قتل کیا جاوے تو بدل کتابت مالک کو ملیگا
اور جسقدر زائد بچے گا وہ مکاتب کے وارثون کو ملیگا اور جو خاوند اور جورو دونون مرتد ہوکر دار الحرب مین جا ملین اور وہان اونکے
بیٹا ہوا اور اوس بیٹے کا بیٹا پیدا ہو پھر مسلمانون کی فتح ہوا اور یہ پکڑے جاوین تو بیٹا اور پوتا مرتد کا مال غنیمت ہونگے اور بیٹے پر
مسلمان ہونیکے لیے زبردستی کی جاویگی مگر پوتے پر نہ کی جاویگی اور حسن بن زیاد کی روایت مین پوتے پر بھی جبر کیا جاویگا اور جو
لڑکا کہ عاقل ہوا اوسکا مرتد ہونا صحیح ہی جیسے اسلام اوسکا صحیح ہی اور ایسے مرتد لڑکے پر مسلمان ہوجانے پر زبردستی کی جاویگی
جان سے نہ مارا جاویگا اگر انکار کرے اسلام سے اور امام شافعی اور زفر کے نزدیک اوسکا ارتداد صحیح ہی اور نہ اسلام اور ہماری دلیل
یہ ہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے لڑکپن مین اور صحیح رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اونکا اور افتخار حضرت علی
کا اس بات سے مشہور ہی کہا انھون نے **سَبَقْتُكُمْ عَلَى الْاِسْلَامِ طُرًّا غُلَامًا مَا بَلَغْتُ اَوَانَ حُلُمِي**
ف یعنی پیشدستی کی مینے تمھارے اوپر اسلام مین سب سے در آن حالیکہ مین لڑکا تھا نہین پہنچا تھا وقت احتلام کو روایت
کیا اسکو بیہقی نے اور ضعیف کیا اسکو اور ابن عساکر نے تاریخ مین اور بخاری نے تاریخ مین عروہ سے کہ اسلام لائے حضرت علی
اور وہ آٹھ برس کے تھے اور مستدرک مین حاکم کی ہی کہ دس برس کے تھے اور تفصیل کی اس مقام مین شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین

باب باغیون کے بیان مین

جو قوم مسلمان بادشاہ اسلام کی فرمان برداری سے باہر ہوجاوین تو بادشاہ اونکو اپنی اطاعت کے لیے کہے اور جو شبہہ اونکو
فرمان برداری مین ہوگیا ہوا وسکو دور کرے **ف** اسواسطے کہ حضرت علی رض نے ایسا ہی کیا خوارج سے اول ذکر کیا اسکو نسائی
نے سنن کبری مین **ص** تو اگر وہ اکٹھے ہوکے ایک مکان مین جمع ہووین تو بادشاہ کو درست ہی کہ اونسے لڑائی شروع کرے اگرچہ وہ
شروع نکرین اور امام شافعی کے نزدیک جب تک وہ شروع نکرین تو بادشاہ شروع نکرے **ف** اور دلیل ہماری اصل مین کور ہی
ص اور اگر اونکی جماعت کوئی اور ایسی ہو کہ یہ لوگ اونکے ساتھ ملکر مضبوط ہوجاوینگے تب تو جو شخص ان باغیون مین کا زخمی ہوا وسکو
جان سے مار ڈالے اور جو بھاگے اوسکا پیچھا کرے اور اگر ایسی جماعت اونہو تب نہ زخمی کو مارے نہ بھاگتے کا پیچھا کرے اور اونکی
اولاد کو قید نکرے اور اونکے مالون کو بانٹ نلین بلکہ روک رکھین یہان تک کہ وہ توبہ کرین **ف** اسواسطے کہ روایت کی
حاکم نے مستدرک مین اور بزار نے مسند مین کوثر بن حکیم سے اونسے نافع سے انھون نے ابن عمر رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کیا جانتا ہی تو کیا حکم ہی خدا کا باغیون مین اس امت کے کہا انھون نے اللہ اور رسول اوسکا خوب جانتا ہی تب فرمایا آپ نے کہ اونکے
زخمی کو نہ مارین اور اونکے قیدی کو قتل نکرین اور اونکے بھاگتے کو پیچھا نکرین اور اونکے مال کو تقسیم نکرین اور ضعیف کیا اوسکو بزار نے
بسبب کوثر بن حکیم کے اور ایسا ہی حکم کیا حضرت علی رض نے جنگ جمل مین نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور عبد الرزاق نے **ص**
اور اگر غازیون کو باغیون کے گھوڑون اور ہتھیارون کی حاجت پڑے تو اونکو کام مین لاوین اور اگر ایک باغی اپنے جیسے باغی کو مار ڈالے
پھر اونکی شکست ہوجاوے تو قاتل پر کچھ نہ لازم ہوگا اور جو باغی کسی شہر پر قبضہ کرین اور شہر والون مین سے کوئی شہری دوسرے شہری کو
مار ڈالے پھر وہ شہر فتح ہو تو شہری قاتل اوس مقتول کے قصاص مین مارا جاویگا اور اگر باغی کسی عادل کو یعنی جو بادشاہ کی اطاعت مین ہو
مار ڈالے اور باغی یہ کہتا ہو کہ مین اسکے مار ڈالنے مین حق پر ہون یا عادل مار ڈالے باغی کو تو قاتل اگر قرابت وراثت پانے کی مقتول سے

رکھتا ہوگا تو اوسکا وارث ہوگا اور جو باغی کہے کہ مین باطل پر تھا تب وہ مقتول عادل کا وارث نہوگا اور امام شافعی اور ابو یوسف کے نزدیک
اگر باغی عادل کو مار یگا تو کبھی وارث نہوگا برابر ہے کہ اپنی حقیت کا دعوی کرے یا کہے کہ مین باطل پر تھا اور اہل فتنہ کے ہاتھ **ف** مثلاً باغیون
اور رہزنون اور اہل حرب کے ہاتھ **ص** ہتھیارون کا بیچنا مکروہ ہے اور اگر یہ معلوم نہو کہ خریدار اہل فتنہ مین سے ہے تو مکروہ نہین

کتاب اللقیط

اسمین لقیط کا بیان ہے یعنی اوس بچے کا جو پڑا ہوا ملے اور اوسکا والی معلوم نہو **ص** ایسے بچے کا اوٹھا لینا مسلمان کو مستحب ہے
ف کیونکہ اسمین ایک جان کی محافظت ہے **ص** اور اگر اوسکے تلف ہوجانے کا خوف ہو تو اوسوقت اوٹھانا واجب ہے مانند
لقطہ کے **ف** لقطہ کہتے ہین پڑی چیز کو اور اوسکا بھی اوٹھانا وقت خوف تلف کے واجب ہے **ص** اور وہ بچہ آزاد رہیگا مگر جب
کوئی حجت قائم ہو اوسکے مملوک ہونے پر **ف** مثلاً گواہ لاوے **ص** اور اوسکا خرچ بیت المال مین ہوگا **ف** اسواسطے کہ
حضرت عمر رض نے کہا لقیط امین لیجا اوسکو اور وہ آزاد ہے اور ہمارے اوپر ہے نفقہ اوسکا روایت کیا اوسکو مالک نے موطا مین اور شافعی
نے مسند مین اور عبد الرزاق کی روایت مین ہے کہ ہے نفقہ اوسکا بیت المال مین سے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت علی رض سے روایت
کیا اوسکو عبد الرزاق نے **ص** اور اوسکے قصورون کا تاوان بھی بیت المال مین سے دینگے اور میراث بھی اوسکی وہین سیگی
ف اسواسطے کہ رزین کی روایت مین ہے کہ فرمایا عمر رض نے کہ ترکہ اوسکا واسطے مسلمانون کے ہے وارث ہونگے اوسکے
اور دیت دینگے اوسکی طرف سے اور نکالا اوسکو بخاری نے ترجمہ باب مین **ص** اور اوٹھانے والے سے اوسکو کوئی
لے نہین سکتا اور اوسکا نسب ایک شخص اور دو شخصون سے ثابت ہوگا یعنی جو کوئی دعوی کرے کہ یہ میرا لڑکا ہے نسب اوس سے
ثابت ہوگا گو مدعی دو ہون اور اگر دونون مدعیون مین سے کوئی ایسی نشانی بتاوے جو اوس لڑکے مین موجود ہو تو اوس شخص
سے نسب ثابت ہوگا ورنہ دونون برابر ہونگے اور اگر غلام اوسکا دعوی کریگا تو نسب غلام سے ثابت ہوگا مگر وہ بچہ آزاد ہوگا
اور اگر ذمی دعوی کرے کہ میرا ہے تو ذمی سے نسب ثابت ہوگا لیکن وہ بچہ مسلمان رہیگا بشرطیکہ وہ بچہ ذمی کے مکان اور محلے اور گانون
مین نہ ملا ہو اور اگر ذمیون کے مکانون مین پایا جاویگا تو ذمی ہوگا اور اگر اوس بچے کے ساتھ کچھ مال پایا جاوے تو وہ اوس بچے ہی کا ہے
اور اوسکی حاجتون مین صرف کیا جاویگا قاضی کے حکم سے اور بعضون کے نزدیک بغیر حکم قاضی کے صرف کیا جاویگا اور جو اوس بچے
کو کوئی شخص کچھ ہبہ کرے تو اوٹھانے والے کو لے لینا اوسکا درست ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ بچے کو کسی پیشے مین لگا دے اور نہین جائز ہے کہ اوسکا
نکاح کردے یا اوسکے مال مین تصرف کرے یا اوسکو کرایہ مین دے صحیح مذہب مین **ف** اور قدوری کی روایت مین کرایہ دینا جائز ہے ہدایہ

کتاب اللقطہ

یعنی پڑی ہوئی چیز پانے کے بیان مین **ص** پڑی ہوئی چیز امانت ہے لینے والے کے ہاتھ مین اگر گواہ کرلے پانے والا اس بات پر
کہ مین اسکو واسطے محافظت کے اور پونہچا دینے کے طرف اوسکے مالک کے لیتا ہون تو اگر وہ چیز اوسکے پاس سے تلف ہوگئی تو اوسپر
تاوان لازم نہ اویگا **ف** اسواسطے کہ امانت کے تلف ہوجانے سے تاوان نہین ہوتا **ص** اور اگر گواہ نہ کیا تو تاوان دینا ہوگا
اگر تلف ہوجاوے نزدیک امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہ دینا ہوگا اور جو پانے والے نے خود اقرار کیا
کہ مینے اس چیز کو اپنے واسطے لیا تھا تو سبکے نزدیک تاوان دینا ہوگا اور گواہ کرنے کی یہ صورت ہے کہ کہے ای مسلمانو

جسکو تم دیکھو کہ گمی ہوئی چیز ڈھونڈھتا ہی تو سیر انشان دیوے وہ اور اوٹھانے والا اوس چیز کو بتلاتا اور بیان کرتا رہے جسکا حکم
کہ پایا ہی یا جہان بہت لوگون کا مجمع ہوتا ہو اور آواز دے کہ مینے ایک چیز پڑی ہوئی پائی ہی اور اوسکے مالک کو مین نہین جانتا تو
جسکی ہو وہ میرے پاس آوے اور اوسکا وصف بیان کرے تاکہ اوسکو دے دون اور اختلاف ہی بتلانے کی مدت مین تو صحیح
یہ ہی کہ اوسکی کوئی مدت مقرر نہین بلکہ جب تک پانے والے کی راے مین آوے کہ مالک اب بازپرس نکریگا بتلاتا رہے اور امام محمد
اور مالک اور شافعی نے اوسکو اندازہ کیا ہی ساتھ ایک سال کے ف اسواسطے کہ زید بن خالد کی حدیث مین ہی کہ پہچنوا اوسکو
ایک سال تک روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور ہدایہ مین ہی کہ اگر دس درم سے کم قیمت ہو تو اوسکو کچھ دنون بتلاوے
اور اگر دس یا زیادہ ہون تو ایک سال تک بتلاوے ص برابر ہی کہ وہ چیز حل کی ہو یا حرم کی ف اور امام شافعی کے
نزدیک جب وہ چیز حرم کی ہووے تو اوسکو بتلاوے یہان تک کہ اوسکا مالک آوے اور دلیل لاتے ہین حدیث ابی ہریرہ رض کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم مکہ کے باب مین کہ نہین حلال ہی لقطہ اوسکا مگر واسطے اوسکے مالک کے روایت کیا اوسکو
بخاری و مسلم نے اور ہماری دلیل مطلق قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زید بن خالد رض کی حدیث مین کہ بتلا اوسکو ایک سال
ص اور جو چیزین ایسی ہین کہ مدت تک باقی نہین رہتین جیسے کھانے پکے ہوئے تو اونکو یہان تک بتلاوے کہ خوف اونکے
بگڑنے کا نہو پھر اوس چیز کو خیرات کر دے پھر اگر مالک آجاوے تو اوسکو اختیار ہی چاہے اوسکے خیرات کر دینے کو درست رکھے چاہے
پانے والے سے قیمت لے لے اور جس چارپائے کا کوئی والی نہو اوسکو پکڑ لینا درست ہی اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک اگر وہ چارپایہ
اونٹ یا گاے ہو تو چھوڑ دینا اوسکا افضل ہی اور جو اوسکو کھلایا بغیر اذن حاکم کے مفت ہوگا اور جو حاکم کے اذن سے کھلایا ہی وہ اوسکے
مالک کے ذمے قرض ہوگا اور اوٹھائی ہوئی چیز سے اگر نفع مل سکتا ہو تو قاضی اوسکو کرایہ دے اور اوسی مین سے اوسکا خرچ کرے
جیسا کہ بھاگے ہوئے غلام مین اور اوسکا اجارہ دینا درست ہی اور جو اوس سے منفعت نہو تو حکم ہوگا کہ اوسپر خرچ کیا جاوے
اور جب مالک آوے تو خرچہ لے لیا جاوے اور اگر یہ واسطے مالک کے بہتر نہو کہ اوسپر خرچ کیا جاوے ف مثلا ایسا جانور ہو
کہ اوسکا خرچ اوسکی قیمت سے بڑھ جاتا ہی ص تو بیچکر اوسکی قیمت رکھ چھوڑے اور اوٹھانے والے کو اختیار ہی کہ مالک سے جب
اپنا خرچہ وصول نکرلے تب تک اوس چیز کو روک رکھے تو اگر بعد اوسکے روک رکھنے کے وہ چیز تلف ہوگئی تو نفقہ ساقط ہوگیا اور جو قبل
روک رکھنے کے تلف ہوئی تو ساقط نہوگا اور پائی ہوئی چیز کو دعوی کرنے والے کے حوالے نکرے جب تک کہ مدعی گواہون سے اپنی ملک
ثابت نکرے پس اگر مدعی کوئی علامت اوس چیز کی بیان کرے کہ اوس سے اوٹھانے والے کو گمان غالب ہی کہ یہی مالک ہی تو اوسکے حوالے
کر دینا حلال ہی مگر واجب نہین اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہی اگر وہ نشانی بیان کرے اور وہ موجود ہو اور اگر اوٹھانے والا محتاج ہو تو
پائی ہوئی چیز سے نفع لے ورنہ کسی اجنبی محتاج کو خیرات کر دے اور اگر اوسکے ماں باپ اور بیوی اور لڑکے محتاج ہون تو اونپر صدقہ کرے

کتاب الآبق

یعنی بھاگے ہوئے غلام کے بیان مین پکڑنا اوسکا مستحب ہی بشرطیکہ اوسپر قادر ہو اور جو غلام کہ گھر اپنے مالک کا بھول گیا ہو تو
اوسکا چھوڑ دینا افضل ہی اور اگر پانے والا اوسکے مالک کا گھر جانتا ہو تو وہان تک اوسکو پہونچا دے اور جو شخص کہ بھاگے ہوئے غلام کو یا مدبر کو
یا ام ولد کو مدت سفر یعنی تین دن تین رات کے فاصلے سے پکڑ لاوے تو اوسکو چالیس درم اجرت ملیگی اگرچہ غلام کی قیمت چالیس درم سے

کم ہو جب کہ اوسنے گواہ کر دیا ہو کہ مین اسکو اسلیے پکڑتا ہون کہ مالک کے پاس لیجاؤن اور جو مدت سفر سے کم فاصلے سے پکڑ لاوے
تو اوسی حساب سے اجرت ملیگی ف یعنی ایکدن کے فاصلے سے لاویگا تو چالیس درم کی تہائی کا یعنی تیرہ۱۳ درم اور تہائی درم
کا مستحق ہوگا اور دو روز کے فاصلے سے لانے مین چھبیس۲۶ درم اور دو تہائی درم کا مستحق ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک کچھ اجرت
نہ ملیگی اور ہماری دلیل اثر ابن مسعود کا ہی کہ انھون نے فی نفر غلام چالیس درم مقرر کیے روایت کیا اسکو عبدالرزاق نے اور اجماع
صحابہ کا ہی اس اجرت دلانے پر اور روایتین انکی موجود ہین مصنف ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق مین ص اور جو پکڑ لانیوالے
کے ہاتھ سے غلام بھاگ جاوے تو اوسپر تاوان نہوگا ف اور قیمت دینی نہ آویگی ص اور جو اوسنے گواہ نہین کیا تو اوسکو کچھ نہ ملیگا اور
اگر بھاگ جاویگا اوسکے ہاتھ سے تو تاوان دینا ہوگا اور اگر غلام رہن ہی اور بھاگ جاوے اور اوسکو کوئی پکڑ لاوے تو اجرت مرتہن کے ذمے ہوگی اور یہ
جب ہی کہ قیمت اوس غلام کی بقدر رقم رہن کے یا اوس سے کم ہووے اور جو رقم رہن سے قیمت اوسکی زیادہ ہووے تو بقدر دین کے اجرت
مرتہن پر ہوگی اور باقی راہن پر اور بھاگے ہوئے غلام پر کچھ خرچ کرنے کا حکم ایسا ہی جیسے لقطہ پر خرچ کرنے کا ف یعنی اگر قاضی
کے حکم سے اوسپر خرچ کریگا تو وہ مالک کے ذمے قرض ہوگا ورنہ مفت کا سلوک ہوگا اور مالک پر کچھ لازم نہ آویگا +

کتاب المفقود

اسمین مفقود یعنی گم ہوئے شخص کا جسکا نشان معلوم نہو اور مرنے جینے سے اوسکے خبر نہو بیان ہی ص مفقود اپنی ذات کے حق مین
زندہ ہی تو اوسکی بیوی کا دوسرے سے نکاح نہ کیا جاوے اور اوسکا مال وارثون مین بانٹ نہ دیا جاوے اور اوسکا کرایہ فسخ نہو اور
قاضی ایک آدمی مقرر کر دے کہ وہ اوسکا حق جو لوگون کے ذمے ہی وصول کرے اور اوسکے مال کی حفاظت کرے اور جس مال کے بگڑ جانیکا
خوف ہو اوسکو بیچ ڈالے اور اوسکی اولاد پر اور مان باپ پر اور بیوی پر خرچ کرے اور اپنے غیر کے حق مین مردہ ہی تو دوسرے سے وارث
نہوگا بلکہ حصہ اوسکا موقوف رکھین گے نوّے برس تک اور نوّے برس کے بعد قاضی اوسکی موت کا حکم کرے اور ظاہر روایت یہی کہ
جب اوسکے ساتھی ہم عمر مر جاوین تو حکم کرے اوسکی موت کا کیونکہ اس زمانے مین آدمی نوّے برس تک کم جیتا ہی ف اور
امام مالک کے نزدیک جب چار برس گذر جاوین تو قاضی اوسکی بیوی کو جدا کر دے اور وہ عورت عدت کرکے جس سے چاہے
نکاح کرے اور دلیل لاتے ہین قول سے حضرت عمر رض کے کہ جو عورت گم ہو جاوے خاوند اوسکا اور وہ نجانے کہ کہان ہی تو وہ انتظار کرے
چار برس پھر عدت کرے چار مہینے دس دن اور حلال ہو جاوے روایت کیا اوسکو موطا مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور
ہماری دلیل قول ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ عورت مفقود کی عورت اوسکی ہی جب تک کہ اوسکا حال کھلے روایت کیا اوسکو
دارقطنی نے سنن مین اور معارض ہی قول عمر رض کے قول حضرت علی رض کا کہ کہا انھون نے عورت مفقود کی پڑ گئی بلا مین تو چاہیے
کہ صبر کرے یہانتک کہ خاوند کے موت یا طلاق کی خبر آوے روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے باسناد صحیح اور روایت کی ابن مسعود سے
کہ وہ بھی موافق ہوئے حضرت علی رض کے اور نکالا ابن ابی شیبہ نے ابو قلابہ اور جابر بن زید اور شعبی اور نخعی سے کہ سب نے کہا نہین جائز ہی
اوس عورت کو کہ نکاح کرے یہانتک کہ ظاہر ہو موت اوسکی اور ہدایہ مین ہی کہ حضرت عمر رض نے رجوع کی طرف قول حضرت علی رض کے حاصل
یہ ہی کہ اکثر صحابہ کا مذہب موافق ہمارے قول کے ہی ص تو اب اوسکی بیوی عدت کریگی موت کی اور مال اوسکا تقسیم ہوگا اون
وارثون کے درمیان جو اب موجود ہین اور وہ جو حصہ اوسکا موقوف رکھا تھا اوس غیر کے وارثون کو دلایا جاویگا ف تو حاصل یہ

کہ اپنے مال کے حق مین تو اوسکی موت کا حکم نوّے برس کے بعد سے کرینگے اور غیر کے حق مین اوسکی موت کا حکم نوّے برس کی عمر مین گم ہونے
کے وقت سے کرینگے تو بعد عدت گذرنے کے ایسا سمجھینگے کہ اوس غیر کے مرتے وقت مفقود کا وجود نتھا اور تفصیل اسکی فرائض کی کتابون مین ہے

کتاب الشرکۃ

اسمین شرکت کا بیان ہی شرکت جائز ہو اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور لوگ معاملہ کرتے تھے شرکت کا اور آپنے
اوسکو منع نہین کیا اور حدیث شریف مین ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے مین تیسرا ہون دو شریکون مین جب تک ایک دوسرے سے خیانت نکرے
اور جب خیانت کی تو نکل جاتا ہون مین اونکے درمیان سے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور حاکم نے مستدرک مین ابو ہریرہ رضی سے
ص شرکت دو طرح پر ہی ایک شرکت ملک کہ دو شخص ف وراثت کی وجہ یا خریداری سے ھدایہ ص ایک چیز کے
مالک ہو جاوین اور اس شرکت مین ہر ایک اونمین سے اجنبی ہوتا ہی ف یعنی ہر ایک کو دوسرے کے حصے مین تصرف جائز نہین
بغیر اوسکی اجازت کے ھدایہ ص اور دوسری قسم شرکت عقد ہی اور اوسمین ایجاب و قبول ضرور ہین ف مثلا ایک کہے
شرکت کی مینے تجھسے فلان فلان چیزمین اور دوسرا کہے قبول کیا مینے ھدایہ ص اور اس شرکت کی شرط یہ ہی کہ کوئی امر ایسا ہووے
جو اس عقد کو قطع کردے مثلا احد الشریکین کچھ روپیہ مقرر کرے دوسرے پر خاص اپنے نفس کے لیے تو شرکت ٹوٹ جاویگی کیونکہ جائز ہی
کہ سوا اون روپیون کے اور کچھ نفع نہو کہ اوسمین دونون شریک ہون اور اسکی بھی چار قسمین ہین ایک اونمین سے شرکت مفاوضہ کہتے ہین جسمین
دو شخص مال شرکت اور تصرف اور دین مین برابر ہون تو اس سے یہ نکلا کہ شرکت مفاوضہ صحیح نہین ہی مسلمان اور کافر مین ف کیونکہ
دونون دین مین ایک نہین اور اسی طرح آزاد اور غلام مین اور لڑکے اور بالغ مین ص اور جائز ہی درمیان دو مسلمان بالغ کے
اور دو کافر کے برابر ہی کہ ایک یہودی ہو یا نصرانی اور دوسرا مجوسی اسواسطے کہ کفر کو ایک ہی مذہب شمار کرتے ہین اور امام ابو یوسف
کے نزدیک یہ شرکت مسلمان اور کافر مین بھی درست ہی اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک شرکت مفاوضہ بالکل درست نہین ف اور
دلیل ہماری یہ ہی صاحب ہدایہ نے حدیث شریف بیان کی کہ مفاوضہ کرو کیونکہ اوسمین بڑی برکت ہی اور دوسرے یہ کہ تمام لوگ اوسکو کرتے
چلے آئے اور کسی نے انکار اسکی صحت کو نہین کیا ص اور اس شرکت مین ہر شخص دوسرے کا وکیل و کفیل ہو جاتا ہی تو ایک شریک نے
اگر کوئی چیز خریدی تو بائع کو پہونچتا ہی کہ قیمت کو اوسکی دوسرے شریک سے مانگے اور جو مفاوضے مین کوئی چیز مول لیگا وہ مشترک دونون مین
ہوگی مگر اپنے گھر والون کی خوراک اور پوشاک البتہ مشترک نہوگی اور جو قرضہ اون مین سے ایک پر بوجہ خرید و فروخت اور کرایہ لینے
کے یا کفالت کے جبکہ مکفول عنہ کے حکم سے ہو ایک پر لازم ہوگا تو دوسرا بھی اوسکا ضامن ہوگا اور جو بغیر حکم مکفول عنہ کے ایک نے
کفالت کی تو اوسکی رقم کا دوسرا ضامن نہوگا ف اور جو قرضہ ایسے اسباب سے ہو جنمین شرکت صحیح نہین جیسے جنایت
اور نکاح اور خلع اور صلح قتل عمد سے اور نفقہ تو ان مین ایک دوسرے کا کفیل نہوگا ص اور اگر ایسا مال جسمین شرکت مفاوضہ
درست ہی ف مثلا روپیہ اشرفی ص ایک شریک کو کسی نے ہبہ کیا اور اوسنے قبضہ کیا یا ورثے مین ملا تو مفاوضہ
نرہا مگر جب اسباب یا زمین ہبہ یا ورثے مین ایک کو ملے تو شرکت مفاوضہ باطل نہوگی دوسری قسم اسکی شرکت عنان ہی جسمین
صرف وکالت ہوتی ہی اور کفالت نہین ہوتی اور اسمین اگر بعض مال مین شرکت ہو اور بعض مین نہو یا ایک کا مال زیادہ ہو دوسرے سے
اور نفع برابر ہو یا مال دونون کے برابر ہون اور نفع برابر نہو یا خلاف جنس ہو کہ ایک نے روپیہ دیا ہو اور دوسرے نے اشرفی

یا کیسہ ایک و نہین سے اپنے مال کو ملاوے ہر طرح درست ہی اور اس شرکت مین جس نے شخص کوئی چیز مول لیگا تو مطالبہ قیمت کا صرف
اوسی سے کیا جاویگا دوسرے شریک سے نہوگا اسلیے کہ اس شرکت مین کفالت نہین ہاں مشتری جو دام چیز کے بائع کو دے
اوسمین سے دوسرے شریک سے اوسکے حصے کے موافق پھیر لیوے یعنی جتنا اوسکی طرف سے اپنے مال مین سے دیا ہو
وہ اوس سے بھر لے اور یہ شرکت اور شرکت مفاوضہ دونون بدون روپے اشرفی اور پیسون کے جنکا چلن ہی اور چاندی سونے کے
ٹکڑون کے جن پر سکہ نہو اگر لوگون مین اوسکا لین دین جاری ہو درست نہین **ف** یعنی شرکت مفاوضہ اور عنان مین چاہیے کہ
دونون شخص روپے خواہ اشرفی خواہ بغیر سکے کی ڈلیان جو مروج ہون خواہ پیسے مروج ملاوین نہ درست نہوگی **ص** اور اگر دو شخص
اس طرح کرین کہ ہر ایک اپنا آدھا مال دوسرے کے آدھے مال کے بدلے مین بیچ ڈالے اور شرکت مفاوضہ یا عنان کرین تو درست ہی
ف اور یہ حیلہ ہی شرکت مین جس صورت مین کہ چاندی سونا برابر نہ ملاوین اور اسباب ملانا منظور ہو **ص** اگر کل مال شرکت کا
یا مال ایک شریک کا قبل خرید کرنے کسی چیز کے ہلاک ہو جاوے تو شرکت باطل ہوگی اور وہ مال جو ہلاک ہوا ہی صاحب مال کا ہوگا اگر مال
مل جل نہ گیا ہو برابر ہی کہ اوسی کے ہاتھ سے ہلاک ہو یا دوسرے شریک کے ہاتھ سے اور جو وہ مال مل جل گیا ہو تو وہ سب
شریکون کا ہوگا اور جو دونون شریکون مین سے ایک اپنے مال کے عوض مین کچھ اسباب خریدے اور بعد خریدنے کے دوسرے کا
مال تلف ہو جاوے تو جو اسباب خریدا ہوا ہی وہ دونون مین مشترک ہوگا اور جسنے مول لیا ہی وہ اپنے شریک کے حصے کے موافق قیمت
اسباب کی اوس سے لے اور جو قبل خریدنے کے تلف ہو جاوے اور پھر دوسرا شریک اپنے مال سے کوئی چیز خریدے تو جسکا
مال تلف ہوا ہی اوسنے اگر دوسرے شریک کو وقت شرکت کے وکیل صریح بنایا ہو مثلاً کہدیا ہو کہ جو چیز تو اپنے مال سے خریدیگا تو اوسکا
آدھا میرے واسطے خریدنا تو اب وہ اسباب جو خریدا ہوا ہی دونون مین مشترک ہو جاویگا اور جسنے مول لیا ہی وہ اپنے شریک کے حصے کے
موافق اوس سے قیمت لے لیگا اور اگر اوسنے دوسرے شریک کو وکیل صریح نہین بنایا تھا تو وہ کل اسباب اوسی کا ہو جاویگا
جسنے خریدا ہی اور شرکت مفاوضہ اور عنان کے دونون شریکون مین سے ہر ایک کو اختیار ہی کہ مال مشترک کو بطور بضاعت **ف**
یعنی کل نفع اپنا ٹھہرا کر **ص** کسیکے حوالے کرے یا امانت رکھے یا مضاربت پر دیوے یا کسیکو وکیل کرے اور ہر ایک کے ہاتھ مین
مال بطور امانت کے ہوگا یعنی اگر بغیر اوسکی زیادتی کے ہلاک ہو جاوے تو اوسپر ضمان نہوگا **تیسری قسم** شرکت عقد کی شرکت صنائع
اور تقبل ہی اوسکی صورت یہ ہی کہ دو کاریگر مثلاً دو درزی خواہ ایک درزی اور ایک رنگریز اس شرط پر شریک ہون کہ دونون مشترک
کام لیا کرین اور مزدوری جو کچھ ملے اوسکو دونون بانٹ لیا کرین یا کام دونون برابر کرین لیکن مال اجرت ایک کو دو تہائی ملے اور
ایک کو ایک تہائی اور اس شرکت مین اگر ایک شخص کوئی کام منظور کر لیگا وہ دونون کو کرنا لازم ہوگا تو کام دینے والے کو ہر ایک سے مطالبہ
پہونچتا ہی کام کا اور اسی طرح ہر ایک کو پہونچتا ہی کہ کام کر دینے والے سے اجرت طلب کرے اور جو کام دینے والا ایک کو اجرت دے دیوے
تو بری ہو جاویگا اور جو کمائی ہووے وہ دونون مین مشترک ہوگی اگرچہ کام ایک ہی کرتا ہو **چوتھی قسم** شرکت عقد کی شرکت وجوہ ہی
اوسکی صورت یہ ہی کہ دو شخص بدون مال کے شریک ہون اس طرح کہ اپنے اعتبار سے مال خریدین اور بیچین یعنی لوگون سے جان پہچان
ہونے کی جہت سے مال بطور قرض خریدین اور بیچین اور نقد کچھ نہ لگاوین اور اصل قیمت حوالے مالک کے کر کے باقی جو کچھ
بچے اوسکو بانٹ لین اور اسمین ہر ایک دوسرے کا وکیل اور کفیل ہوتا ہی اگر یہ بطور مفاوضہ ہو اور فقط وکیل ہوتا ہی اگر بطور عنان ہو

پھر اگر نصفا نصفی کے اقرار سے مال خریدین یا ایک تہائی ایک کو اور دو تہائی دوسرے کے لیے اس طرح پر لین تو نفع بھی اسی طرح ہوگا اور زیادتی کی شرط باطل ہوگی یعنی اگر آپس مین اقرار کرین کہ مال آدھون آدھ خریدینگے تو نفع بھی نصفا نصف ہوگا اگرچہ اقرار مین نفع ایک کا زیادہ ٹھہرا لے

فصل شرکت نہین جائز ہی لکڑیان لادنے اور گھاس جمع کرنے اور شکار کرنے مین تو جسنے جو کچھ کسب کیا ہوا وسی کا ہوگا اور جس چیز کو دونے ساتھ لیا ہو تو وہ آدھی آدھی اونکو ملیگی اور جو ایک نے حاصل کیا لیکن دوسرے نے مدد کی جیسے ایک نے گھاس کھودی اور دوسرے نے اکھٹا کی تو گھاس کھودنے والے کی ہوگی اور مدد کرنے والے کو اوس قدر مزدوری واجبی ملیگی جتنا اوسنے کام کیا ہوگا امام محمد کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک اوس چیز کی آدھی قیمت سے زیادہ اوسکو مزدوری نہ دینگے اور اسی طرح جائز نہین شرکت پانی کھینچنے مین مثلا ایک کا خچر تھا اور دوسرے کی پکھال اور پانی ایک نے کھینچا تو اجرت سب کھینچنے والے کو ملیگی اور اوسپر دوسری چیز کی اجرت لازم ہوگی **ف** یعنی سقا اگر خچر اوسکا تھا اور پکھال دوسرے کی تو پکھال کی اجرت دینی ہوگی اور اگر پکھال اوسکی اور خچر دوسرے کا تھا تو خچر کی اجرت اوسکو دینی ہوگی **ص** اور جس صورت مین کہ شرکت فاسد ہو جاوے تو نفع مال کی مقدار پر ہوگا مثلا شرکت مین کچھ روپیہ ایک شریک نے زیادہ ٹھہرا لیے تو شرکت فاسد ہوگی اور نفع بقدر ملک کے ہوگا تو مال شرکت اگر آدھون آدھ تھا تو نفع آدھا آدھا ملیگا اور شرط زیادہ کی باطل ہوگی اور شرکت دونون شریکون مین سے کسیکے مرجانے سے یا مرتد ہو کر دار الحرب مین ملجانے سے جب قاضی حکم اوسکے ملنے کا کر دے باطل ہو جاتی ہی اور چاہیے کہ کوئی دونون شریکون مین سے دوسرے کے مال کی زکوۃ بدون اوسکی اجازت کے نہ دے پس اگر ہر ایک نے دوسرے کو اپنے مال کی زکوۃ دیدینے کی اجازت دیدی اور دونون نے ایک ساتھ ادا کی تو ہر ایک دوسرے کے حصے کا ضامن ہوگا اور جو ایک نے آگے اور دوسرے نے پیچھے دی تو پچھلے ہی کو اول شخص کے حصے کی زکوۃ کا تاوان لازم ہوگا اگرچہ اول کے ادا سے واقف نہو اور صاحبین کے نزدیک جب اول کی ادا سے واقف نہو گا تو ضامن نہوگا اور جو مفاوضت کے دو شریکون مین سے ایک نے دوسرے کو صحبت کرنے کے لیے ایک لونڈی خریدنے کی اجازت دی اور اوسنے اوس اجازت کے بموجب لونڈی خریدی اور مال مشترک مین سے اوسکی قیمت دی تو یہ لونڈی اوس خریدنے والے کی ہوگی بدون عوض کے یعنی نصف قیمت لونڈی کی اپنے شریک اجازت دینے والے کو نہ دینی پڑیگی اور صاحبین کے نزدیک دینی پڑیگی اور بائع لونڈی کی قیمت ہر شریک سے لے سکتا ہے

کتاب الوقف

وقف کہتے ہین اسکو کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنی ملک مین روک رکھے اور اوسکا نفع خیرات کر دے جیسے عاریت مین ہوتا ہی **ف** اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی اور دلیل اونکی یہ ہی کہ روایت ہی ابن عباس رضہ سے کہ کہا انھون نے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اوتری سورۂ نسا اور اوترے اوسمین فرائض کہ منع کیا آپ نے حبس سے روایت کیا اوسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اور روایت کیا اوسکو دار قطنی نے اور اسناد مین اوسکی عبد اللہ بن لہیعہ اور بھائی اوسکا دونون ضعیف ہین اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے موقوفا حضرت علی رضہ پر کہ کہا انھون نے نہین حبس ہی فرائض سے اللہ تعالی کے اور مطلب اسکا یہ ہی کہ نہین ہی کوئی مال کہ روکا جاوے بعد موت مالک کے قسمت سے درمیان ورثہ کے اور فرائض سے مراد حصے ہین ورثہ کے اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے شریح سے کہ کہا انھون نے آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بیچتے تھے روکی ہوئی چیز کو اور نکالا اوسکو بیہقی نے اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہی **ص** اور صاحبین کے نزدیک وقف اسکو کہتے ہین کہ روک رکھنا کسی چیز کا

اللہ تعالیٰ کی ملک مین ف اور دلیل اونکی روایت ہی حضرت عمرؓ کی کہ کہا واسطے اونکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ارادہ رکھتے تھے وہ وقف کرنے کا اپنا زمین کے کہ تصدق کر شے او سکو نہ بیچی جاشے اور نہ ہبہ کی جاوے اور نہ میراث ہووے روایت کیا او سکو امام محمد نے باسناد صحیح اور صحاح ستہ والون نے ص اور فتویٰ صاحبین کے قول پر ہی تو امام صاحب کے مذہب کے موافق اگر کسی نے وقف کیا کسی چیز کو فقیرون پر یا سقایہ مثل حوض وغیرہ کے یا مسافرخانہ واسطے مسافرون کے یا قافلہ اوترنے کا مکان بنایا یا اپنی زمین کو مقبرہ کر دیا تو ملک وقف کرنے والے کی اوس سے نجاویگی اگرچہ اوسکو موقوف کیا ہو موت پر مثلا کہے کہ اگر مین مرجاؤن تو وقف کیا اوسکو صحیح قول مین ف اور ایک روایت مین امام سے ملک جاتی رہیگی ص مگر یہ کہ حاکم اوسکی ملک جاتے رہنے کا حکم کر دے یا مسجد بنا دے اور رستہ اوسکا جدا کر دے اور لوگون کو اوسمین نماز پڑھنے کی اجازت دیدے اور ایک شخص بھی اوسمین نماز پڑھ لے تو ملک اوسکی جاتی رہیگی اگرچہ اوس مسجد کے تلے ایک تہ خانہ ہو جو مسجد کے امور کے واسطے بنایا گیا ہو اور جو مسجد بناکر اوسکے نیچے تہ خانہ اور کامون کے لیے بنایا یا اپنے گھر کے اندر مسجد بنائی اور اوسمین اذن نماز کا دیا تو وہ ملک سے اوسکی نجاویگی ف تو اوسکا بیچنا درست ہوگا اور اوس سے ترکہ وصیت وارثون کو ہوجائیگا یعنی وہ بھی مسجد کے حکم مین نہوگی ص اور امام ابی یوسف کے نزدیک ملک وقف کرنے والے کی فقط زبان سے کہنے سے کہ مینے اسکو وقف کیا جاتی رہتی ہی اور امام محمد کے نزدیک جب جاتی ہی کہ اوسکو متولی کے سپرد کر دے اور وہ اوسپر قبضہ کر لے تو درست ہی وقف مشاع کا یعنی ایک تہائی یا نصف زمین کا بغیر تعیین کے جب کہ وہ قسمت کی صالح ہو امام ابو یوسف کے نزدیک اور فتوی اسی پر ہی اور امام محمد کے نزدیک جائز نہین ہی اگر وقف کیا مشاع کو ایسی چیز مین کہ وہ قابل قسمت کے نہو تو جائز ہی سب کے نزدیک مگر مسجد اور مقبرے مین جائز نہین اور اگر واقف وقف کے پیداوار کو اپنی ذات کیواسطے کر لے یا وقف کی ولایت اپنی طرف کرے کہ متولی خود رہے تو درست ہی ف امام ابو یوسف کے نزدیک اور امام محمد کے نزدیک درست نہین دلیل ابو یوسف کی یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تھے اپنے صدقے سے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی لیکن روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھلاتے تھے صدقہ فطر مین سے اپنے اہل کو موافق دستور کے اور یہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو خرچ کرے مرد اپنی ذات اور اہل اور اولاد اور خادم پر تو وہ صدقہ ہی واسطے اوسکے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے مقدام بن معدیکرب سے اور روایت کیا اوسکو نسائی نے کہ جو کھلاوے تو اپنے نفس کو تو وہ تیرے واسطے صدقہ ہی اور نکالا اوسکو حاکم اور دارقطنی اور طبرانی نے بہت سے طرق سے اور الفاظ مختلفہ سے لیکن اگر وہ خیانت کرتا ہو تو متولی کو اوسکے ہاتھ سے نکال لینا چاہیے اگرچہ اوسنے شرط کر لی ہو کہ موقوف کو میرے ہاتھ سے نہ نکالین کنز ص اور جو کسی نے شرط کی زمین کے وقف کرتے وقت کہ جب چاہون اس زمین کے بدلے اور کو وقف کر دون تو جائز ہی امام ابو یوسف کے نزدیک اور اسپر فتوی نہین دیا جاویگا کیونکہ اسمین بہت طرح کے فساد ہوتے ہین اور ہمارے زمانے کے ظالم حاکم اکثر مسلمانون کے وقفون کو باطل کر دیتے ہین ف تو اب فتوی امام محمد کے قول پر چاہیے کہ شرط باطل ہی اور وقف جائز ہی ص اور یہ بھی ضرور ہی کہ وقف کی صورت انجام کو ایسی کر دے کہ وہ منقطع نہو جاوے بلکہ جاری رہے ف مثلا اگر خاص لوگون پر وقف کرے جنکا کسی زمانے مین نہونا ممکن ہو تو یہ کہدے کہ ان لوگون کے نہ رہنے کے بعد وقف کے فقیرون یا علما کو اوسکا نفع پہنچے تاکہ ہمیشہ وقف جاری رہے ص اور امام ابو یوسف کے نزدیک بغیر یہ کہے کے وقف صحیح ہو جاویگا اور جب لوگ جن کے

کیا ہی نہون تو فقیرون پر صرف کیا جاویگا اور صحیح ہی وقف عقار کا **ف** یعنی غیر منقول کا جیسے زمین **ص** منقول کا
ف امام صاحب کے نزدیک **ص** اور امام محمد کے نزدیک جائز ہی وقف کرنا اون اشیاے منقولہ کا جن کے
وقف کرنے کا معمول ہو جیسے تبر اور پھاوڑا اور بسولا اور آرہ اور تابوت اور اوسکے کپڑے اور ہانڈی اور دیگچی اور مصحف
اور اسی پر عمل ہی اکثر شہرون کے فقہا کا **ف** وقف غیر منقول کا اوسواسطے جائز ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ
نے وقف کیا اوسکا جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک زمین کو اور زبیر بن عوام نے ایک گھر کو روایت کیا اوسکو ابراہیم نے کتاب غریب الحدیث
مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زمین کو واسطے مسافرون کے روایت کیا اوسکو بخاری نے اور وقف
منقول کا امام محمد کے نزدیک اسواسطے جائز ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خالد نے روک دیا اپنی زرہون
کو اور گھوڑون کو خدا کی راہ مین روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے زیادہ کیا صاحب ہدایہ نے کہ روک رکھا طلحہ نے
زرہون کو اپنی اللہ کی راہ مین اور گھوڑون کو **ص** اور جب وقف صحیح ہوا تو بعد اوسکے کسیکی ملک مین نہ آویگا اور وہ جو بعض
متاخرین نے جائز رکھا بیع وقف کو جب خراب ہوجاوے اور گرنے لگے واسطے عمارت کرنے باقی کے تو صحیح یہ ہی کہ جائز نہین ہی اور
جائز ہی قسمت کردینا مشاع کا بعد وقف کے امام ابو یوسف کے نزدیک تو جس شخص نے اپنے مین مشترک کو وقف کیا تو نزدیک
امام ابو یوسف کے جائز ہی کہ اوسکو بانٹ لیوے اپنے شریک کے ساتھ اور دوسرے شریک کے حصے سے اوسکو جدا کرلے
اور اگر اپنی ساری مین مین سے آدھی کو وقف کیا تو قاضی اوسکو قسمت کردے اور جو وقف کہ فقیرون پر ہو تو اوسکے
محاصل کو اول اوسکی مرمت اور درستی مین صرف کرینگے گو واقف نے اس بات کی شرط نہ کی ہو اور اگر موقوف کوئی مکان ہو
اور ایک شخص معین پر وقف کیا ہو اور کہا ہو کہ بعد اوسکے فقیرون کے لیے ہی تو اوسکی تعمیر اوس شخص کے ذمے ہی اور اگر وہ
مرمت نکرے یا مفلس ہو تو حاکم اوس مکان کو کرایہ دیکر زر کرایہ سے اوسکی تعمیر کرے اور بعد تعمیر کے پھر اوسی شخص کو دیدیوے
اور اگر موقوف ٹوٹ جاوے تو اوسکی لکڑیان چونا وغیرہ اوسی کی تعمیر مین لگایا جاوے اگر ضرورت ہو ورنہ اوسکو رکھ چھوڑین
وقت حاجت کے اوسکو صرف کرین اور اگر وہ قابل صرف کرنے کے نہو تو اوسکو بیچین اور قیمت اوسکی موقوف کی تعمیر مین
صرف کرین اور وقف کے مستحقون کو تقسیم نکرین فقط

تمت

خاتمۃ الطبع الحمد للہ والمنہ کہ دوسری جلد نور الہدایہ یعنی ترجمہ اردو شرح وقایہ تصنیف تحریر فرید اوان مولوی محمد وحید الزمان
صاحب سلمہ اللہ الواہب باہتمام امیدوار غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان تربیت یافتہ خدمت برادر معظم
محمد مصطفی خان افیض علیہما سجال العفو والغفران دوبارہ مطبع نظامی واقع کانپور اواخر شہر شعبان سنہ ١٢٨٩ ہجری مین چھپکر طیار ہوئی

وجہ مہر و دستخط کی خاتمے پر

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع نظامی واقع کانپور کی ہی مہر اور دستخط صاحب مطبع کے اخیر مین ثبت ہوئے

اشتہار

فہرست جلد دوم نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعہ فرض وضو

چار ہیں قرآن میں فرض وضو
[illegible]
[illegible]
[illegible]

نظم فرض نماز

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

پھر رکوع و سجدہ آخر کا قعود
پھر ارادہ سے نکلنا ای ودود